ترجمہ

جلد چہارم طلسم ہوش ربا

منجملہ ہفت دفتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی۔ طوطی شکرفشان شکرستان جادو بیانی

سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

بکمال خوبی اور لطف بیانی سے عبارت رنگین و مسجع مین ہمرنگ فسانہ عجائب

منجانب مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا

بہ حسن و زیبائی مطبع نامی منشی نولکشور مین منطبع ہوا

ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۰ عیسوی

لله الرحمن الرحیم

تاکہ ہو اُس سے ادا حمد خدا سے دو جہان
اور یہ میری حقیقت ہی کہ مشت خاک ہون
جوش بحر اشک تو مجھکو ڈبو دینے کو آ
ڈھو گنہ میرے کہ بیڑا دین و دنیا مین ہی
تاکہ ہر ساعت بجا لاؤن خدا کی بندگی
رحم فرما ہر گھڑی ہو مجھپہ رب العالمین
حمد اُس خالق کے البتہ کرون کچھ کچھ بیان
موج اُسکی یاد مین کھاتی ہی ہر دم پیچتاب
اور لب ساحل بھی تر ہین ذکر مین اسکے سدا
صنعت صانع جو وہ عالم کو ہی دکھلا رہی
ہی اُسیکے دھیان مین استادہ ہر اک سرو باغ
ہی اُسی خالق کی ہر اک شی مین قدرت جلوہ گر

ب
باب
... اشنا
...ن عصا کی روشنی
...ریعہ گل لالہ مین داغ
...شان آتی ہی نظر

ہو سکے گی کیا بیان ای جاہ توصیف خدا
ما عرفنا رحمۃ اللعالمین نے جب کہا

گل ریزی عندلیب خامہ کی نعت سرور کائنات و شفیع روز عرصات جناب خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین مین

سرور دنیا و دین محبوب رب العالمین
یعنی ختم المرسلین مصباح بزم شرع و دین

آپ کی نعلین پا ہی زینت عرش خدا
موجب یٰسین و طٰہٰ افتخار انبیا

آپ ہادی سبل ہین رہنما سے جزو کل
مقتدائے ہر رسل ہین گلشن ایمان گل

باعث ایجاد عالم بادشاہ ذی حشم
فخر اسمعیل و آدم صاحب جود و کرم

آپ ایسے ہین جلیل ہی خادم در جبرئیل
آپ ہین سردار میکائیل و فرزند خلیل

تجھ سے کب طی ہو گی جاہ ہی نعت حضرت کی راہ
جو ہین ممدوح الٰہ برج رسالت کے ہین ماہ

منقبت خوانی نقیب زبان کی لشکر توصیف مظہر العجائب و مظہر الغرائب حضرت امیر المومنین غالب کل غالب مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین صفت آئمہ ہدی علیہ التحیۃ والثنا

سنبھل ای خامہ پھر جوش سخن ہی
زبان معروف ذکر پنجتن ہی

جبین ہر رات دن مشتاق تسلیم
طبیعت مین ہی ہر دم جوش تعظیم

ثنا مرغوب ہی دل کو علی کی
صفت لکھتا ہون مین حق کے ولی کی

نبی محبوب حق یہ انکے محبوب
لکھون اک منقبت آنجابت خوب

علی مشکلکشا ہے جن و انسان
علی فرمان روا ہے ملک ایمان

علی شیر خدا شاہ دو عالم
علی ہین رونق بنیاد آدم

جو کہتے ہین نصیری مین کہون کیا
وہ عین ذات ہی یہ بھی ہی زیبا

دکھائے معجزے قائل ہین کفار
ملائک نے نہین منکر کو اقرار

بچایا قہر سے خالق کے سب کو
بجھایا آتش غیظ و غضب کو

کیا امت پہ فرزندون کو قربان
ادا کس سے ہون مولا کے احسان

بکے راہ خدا مین آپ مولا
روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا

فدا ہے نام اقدس کیون نہ ہو جان
قدم سے مولا کے ہین عالم پہ احسان

نہین ہی مدح کا یارا زبان کو
کہان وسعت ہی اِس درجہ بیان کو

کہ لکھے وصف سلطان دو عالم
کہان اتنا ہی سامان دو عالم

سیاہی ہون اگر یہ سارے دریا
نہو تحریر وصف ذات اصلا

ہی بیشک ذات اُنکی نور اجسام
اُنھین پر ہی حساب خلق اتمام

وہی ہین شافع عصیان ہمارے
وہی ہین رونق ایمان ہمارے

وہی زوج بتول پارسا ہین
کہ جنکے نام پر جا نین فدا ہین

ہی ذات فاطمہ مختار جنت
انھین پر منحصر ہی کار جنت

حسن ہین اور حسین آپس مین بھائی
نہین اُنمین کسی صورت جدائی

یہی ہین پنجتن مین اپنے قربان
مرے مولا مرے مالک ہین ہر آن

سِوا اُنکے بعد تا مہدی دوران
امام و پیشوا ہین سب مرے ہان

یہ سب نور خدا ہین میرے مولا
نہ تھا مثل اُنکا اور اب ہی نہوگا

مجھے ماتم ہی ہر دم پنجتن کا
شہادت کو ہی بس نالہ دہن کا

جگر ہی اُنکے غم سے مثل گل چاک
رہا کرتی ہی سر کو رغبت خاک

دست مناجات بارگاہ قاضی الحاجات اُٹھانا اور تضرع تمام گڑگڑانا

طفیل ان سبکے ای رب دو عالم
مٹا دل سے مرے ہر طرح کا غم

تمنا دلکی ہی جو اُسکو بر لا
تجھے واضح ہی سب کچھ حال دلکا

عطا کر جینے والی مجھکو اولاد
کرے جو اُجڑے گھر کو میرے آباد

خدایا دور کر دے رنج دوری
مرے دلکی ہو سب امید پوری

بہت کچھ رنج تنہائی اُٹھائے
قلق لاکھون طرح کے پیش آئے

اکیلا پاکے غم نے خوب گھیرا
نہ دیکھا شام فرقت کا سویرا

کیا ناطاقتی نے زور اپنا
سنا یا آہ دل نے شور اپنا

نہ آیا شکوہ قسمت زبان پر
رہا شاکر بلائے آسمان پر

بڑی بپتا بیان دل نے سہی ہین
ہوا فرزند جبتک وہ ہم نہین ہین

انھین آنکھون سے دکھلا پھر وہ سامان نکل جائین طبیعت کے سب ارمان
رہے تردامنِ زاری سے کب تک بڑھے رغبت دل افگاری سے کبتک
میرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین جگر دل اُنکے تن مین خاک ہوجائین
بشکل نقش پا مٹجائین حُسّاد نہون قید مصیبت مین وہ آزاد
مرے مالک مری فریاد سُن لے تو میرے دوستون کو شاد کردے
رہون دنیا مین یارب آبرو سے رہون حرمت سے ہمچشمون مین اپنے
کہان تک جاہ اظہارِ تمنا نکر تحریر اشعارِ تمنا
قلم کو روک ضبط آرزو کر نئے مطلب کی تازہ جستجو کر

جلد سوم کے خاتمہ تک بقیۂ داستانون کا پتا

سمجھ لین ناظرینِ داستان سب نہونے پائے جس سے خبط مطلب
بیان جلد سوم یان تلک ہی طلسمی کرکے قاسم مرحلے طے
پھرے لشکر کو اور ستے ہی مین تھے ہوئے پھر قید جور ساحران سے
جہان لشکر تھا حمزہ کا سر کوہ لقا کے ظلم سے ہی وہ پُراندوہ
طلسمی داستان ہی اسطرح پر ہوئی ہی قید بُرّانِ دلاور
اسد اور مہجبین بھی ہین ابھی قید شہ افراسیاب ہی پائے کید
مقابل فوج حیرت سے ہی مہ رخ تردد مین ہین عیاران فرخ
کرین عیاریان سب ملکے باہم دکھائین اپنی جانبازی کا عالم
کسی صورت سے بُرّان کو چھڑائین ہنر عیاریون کے کچھ دکھائین
اسی صورت سے لشکر ناظمون کے مقابل مین ہین دونون ہمت اُترے
طلسم نور افشان پر جہانگیر گئے ہین توڑنے اُسکو بہ تدبیر
وزیر بادشہ جو باغبان ہے مکدر جس سے شاہِ جادوان ہی
فساد اُس سے جو ہوگا بادشہ سے بیان اُسکا کیا جائیگا آگے
اسی صورت سے ہر اک داستان کا بیانِ واقعی موقع پر ہوگا

پتہ اسواسطے یہ لکھدیا ہے ۔۔۔ تسلسل کو نہین جانے دیا ہے
کہ ربط قصہ سے ہر اک ہو آگاہ ۔۔۔ سمجھ مین آئے تا مضمون دلخواہ

جادو طرازی خامۂ رنگین زبان بیان داستان دلستان مین یعنی رہائی پانا شہزادہ قاسم کا بعیّاری سیارہ عیّار اور اپنے لشکر مین آکر مارنا گوہر سلک جادو کو اور رہا ہونا لشکر امیر کا سحر سے اور عیّاری کرنا برق فرنگی کا مہیب پیلتن پر سوار ہونے پر افراسیاب کے اور پانا خاک جمشیدی کے ڈبّے کا اور عاجز کرنا لڑکر افراسیاب کو پھر جانا زندان طلسمات مین اور قتل کرنا محافظان زندان کو اور رہا کرنا بَرّان شمشیرزن کا اور لڑنا ناظمان طلسم ہوشربا کا مالکان دربند طلسم کوکب سے اور عیاریان کرنا عیاردن اور عیارنیون کا باہم و دیگر حالات متعلق اس داستان کے لمولفہ

ساقی ساقی ہمارے ساقی ۔۔۔ چوتھا ہی یہ دور پیارے ساقی
کیون سست ہی فکر کیا تجھے ہی ۔۔۔ کیا شیشہ وخم مین ہی نہین مے
رزاق و رحیم ہی وہ معبود ۔۔۔ سب کچھ ہی کرم مین اُسکے موجود
اُٹھ شیشۂ مے کو بزم مین لا ۔۔۔ ہو پیر مغان کا بول بالا
ای زینت بزم میگساران ۔۔۔ وے خضر طریق بادہ خواران
ای مرہم زخم جان مجروح ۔۔۔ دے مے کہ پھر آئے جسم مین روح
ہشیار کہ فصل گل پھر آئی ۔۔۔ پھر بلبل باغ پہ چہچہائی
شادی جو عروس باغ کی ہی ۔۔۔ گلشن مین بھی بزم مے جمی ہی
سوسن سے بہار شام پیدا ۔۔۔ روشن ہی وہان چراغ گل کا
سبزہ کا جو فرش ہی زمین پر ۔۔۔ وہ اطلس چرخ سے ہی بہتر
ہمگیرہ ابر بھی تنا ہے ۔۔۔ طاوس چمن مین ناچتا ہی
گل شاہد گلبدن کی صورت ۔۔۔ غنچہ ہی ہر ایک دہن کی صورت
گلبن مین چٹک رہی ہین کلیان ۔۔۔ کہتے ہین جما ہی بادہ خواران

ہی کون سی چیز جو ہے یان کم — ہی پیالہ گل شراب شبنم
ہی موج ہوا کہ ساز کا تار — نغمون سے بھرا ہوا ہی گلزار
قمری ہی سرو پہ راگ گاتی — بلبل گل کے سہاگ گاتی
صیاد کا مٹ گیا ہی جنجال — گلشن مین ہر اک ہی فارغ البال
ہین طائر باغ سب نو اسنج — صیاد کا غم خزان کا نہ رنج
اسی باغ کو اب نہین خزان ہی — ساقی یہ بہار جاودان ہی
گلچین کے بھی منہ کو کرکے کالا — اس باغ سے سب نے ہی نکالا
آراستہ تو بھی بزم مے کر — میخانہ کا کھول ساقیا در
ہان ای مرے غمگسار ساقی — ہم مفلسون کی بہار ساقی
ہو کشتی مے کی وہ روانی — زاہد کے بھر آئے منہ مین پانی
یہ فصل ہی ایسی ساقیا ہی — جو ہی مے سرخ پر فدا ہے
رندون کا ہی زاہدون مین یہ قول — توبہ میخوارگی سے لاحول
رندون کو ڈرا کے کر نہ پابند — دروازۂ توبہ کو نہ کر بند
مستون کو ستا کے کیا ملیگا — کیا سمجھا ہی تو خدا ملیگا
ہی دولت زہد گر ترے پاس — یان رحمت رب کی ہی ہمین آس
تو طالب زر ہین مے کا طالب — اپنی ہی برآئینگے مطالب
تو دولت زہد پہ ہی مغرور — یان خدمت میکشان ہی منظور
کچھ مل گیا تو ہی نشہ پانی — بے مے کے دگر نہ سرگرانی
شاکر ہی خدا پہ تو کہ ہم ہین — راضی ہین رضا پہ تو کہ ہم ہین
سن سن کے یہ قول رند خورسند — زاہد کا ہوا ہی ناطقہ بند
ہان ساقیا تو بھی اب کرم کر — جلسہ رندون کا پھر بہم کر
ہر چند کہ دور یہ نیا ہی — میخوار تو ہان وہی ترا ہی
جلسہ وہی بادہ کش وہی ہین — جو ہوتے ہین مے پہ غش وہی ہین

جو بنت عنب کے آشنا ہین
پابندی شرع سے جدا ہین
سب ہین وہی میکدے مین داخل
میخانہ وہی وہی ہی محفل
کیا ہوگا جو محتسب خفا ہی
رندون کا بھی ساقیا خدا ہی
سبزے کی بہار و نہر کی سیر
اس فصل کی مانگتا ہون مین خیر
جو ہین مے داستان سے سرخوش
دنیا مین رہین ہمیشہ وہ خوش
زندہ رہین وہ بجاہ و اقبال
پڑھتے ہین جو داستان کا حال
ساقی کی ہی حب ادہ مہربانی
چھیڑون مین بھی نئی کہانی
ای جوہری بیان عالی
در رشتہ نثر کش لآلی

بسمہ چشان ساغر عنایت - و سرخوشان بادۂ مروت - مخموران بادۂ حسن و خوبی - دیہوشان ساتگین - عاشقی و مجنونی - سرشاران میخانۂ عیاری - و دُردکشان پیمانۂ ساحری و مکاری شیشۂ طلسمی مین شراب نیرنگی پیکر تماشاے افسون پردرازی اسطرح فرماتے ہین - اور توسن نشۂ شجاعت پر سوار ہوکر عرصۂ جنگاہ نیرنگ بازی مین جوہر شمشیر زبان یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر امیر کشور گیر بحالت تغیر کوہ پر کھڑا ہر ایک بیکس مصروف دعا تھا مشغول گریہ و بکا تھا اور ساحر فرستادہ افراسیاب خود سر پہاڑ کو محصور کرکے تنہا بارگاہ مین جاکر عیاران لشکر اسلام پر سحر کرنے مین مصروف تھا اسکو ایسی حال مین چھوڑ کر ذکر کیا گیا تھا کہ تیرہ باطن جادو اور صرصر عیارہ شہزادۂ قاسم کو گرفتار کرکے بزور سحر تخت پر ڈالکر جانب افراسیاب چلے تھے - چنانچہ عیارہ اور ساحر مذکور جب روانہ ہوئے تو سیارہ عیار شہزادہ موصوف کا بھی پیچھے پیچھے شہزادہ کے آتا تھا اُسنے بھی یہ ماجرا دیکھا اور فکر رہائی شہزادہ مین نیچے نیچے اُس تخت سحر کے چھپتا ہوا یہ بھی چلا اور کچھ دور آگے اُسی تخت سے بڑھکر قریب ایک دڑکوہ کے صورت اپنی - اُسنے مثل ایک شہزادۂ جلیل القدر کے بنائی لباس پُر زر مکلل بہ دُر و گہر جسم انور مین پہنا اور اپنے تیئن بستر خاک پر گراکر تاج شہریاری کو ایک طرف پھینک دیا پیرہن فرمانروائی اور قبائے بادشاہی کو جابجا سے چاک چاک کرکے جسم کو اپنے مجروح بنایا پشت و پہلو کو فگار کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوشت جسم کا جابجا سے اُڑا ہوا ہی خون تازہ

یہ رہا ہی آنکھون مین حلقے پڑے ہین سانس آہستہ چلتی ہی چہرہ پر غبار صحرا پڑا ہوا ہی سارا بدن گرد مین اٹا ہوا ہی غرض اسی ہیئت سے زمین پر لوٹتا اور کراہتا تھا اور جہان یہ پڑا تھا وہ مقام بھی بہت قلب اور دشوار گزار تھا جھاڑیان مثل خاطر پریشان اُلجھی ہوئین عفریتہ کے بالون کی پریشانی دکھاتی تھین بیشہ ہولناک شیر و گرگ کا مسکن گھاٹیان پہاڑ کی پریشانی خاطر کو بھی شرماتی تھین اُس مقام پر یہ عیار کراہتا اور کہتا تھا کہ ای آیندہ و روندہ واسطہ اپنے دین و مذہب کا میری مدد کو پہونچو ہو سکے تو مجھکو تھوڑا سا پانی پلادو تمھارا جمشید بھلا کرے ارے میرا کام تمام ہو چکا ہی اس وقت بد مین میرے کام آؤ اس صدائے بیمار و حزین سے یہ فریاد کرتا تھا اور روتا تھا کہ دل سنگ خارا بھی آب آب ہوتا تھا زمین کو اُسکی گرمی محبت سے بخار چڑھ آیا تھا اسوجہ سے دھوپ کا عکس دشت مین تھرّاتا تھا ؎

جھلس میدان مین وہ پڑا تھا — لرزان دل مہر سے تھا
پانی نہ تھا کوہ مین سے جاری — کرتا تھا پہاڑ اشکباری
ہر خار تھا اُسکے حال پر زار — نرگس کیطرح تھے پھول بیمار

یہ اس حال مین پڑا ہوا کراہ رہا تھا کہ تخت تیرہ باطن و صرصر عیارہ اُدھر سے ہو کر نکلا صدائے حزین و نالۂ غمگین اس بیمار کا اُن دونون کے کان مین پہونچا صرصر ہر چند عیارہ تھی مگر پھر بھی عورت ہی قلب اُسکا اس صدا کو سنکر بیچین ہو گیا اور تیرہ باطن سے کہا کہ ہی ہی کوئی ستم رسیدہ اس جنگل مین درد دل سے روتا ہی ذرا تخت اوتارو تو دیکھین کہ یہ کون فلک کا ستایا ہی تیرہ باطن نے اُسکے کہنے سے تخت کو نیچا کیا اور جھک کر دیکھا تو ایک شہزادہ خوبرو کو زخمی بحال تباہ خاک و خون مین غلطان پایا دل مین خوف خدا آیا تخت کو زمین پر اُتارا اور ساحر و عیارہ قریب مجروح آئے صرصر نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور کہا ہائے یہ تو کسی ملک کا شہزادہ ہی یون خاک پر پڑا لوٹتا ہی ساحر بھی قریب اُسکے بیٹھ گیا اُس بیمار نے بعد کچھ دیر کے چشم کو نیم وا کیا یہ ظاہر تھا کہ بسبب ضعف و نقاہت آنکھین نہین کھل سکتی ہین غرض آنکھین کھولکر بیمار نے اِن دونون سے کہا کہ سامری تمھارا بھلا کرین کہ تمنے مجھ خاک افتادہ کی آکر خبر لی اب تھوڑا سا پانی مجھکو دو کہ پیاس سے جان پر بنی ہی صرصر نے کہا کہ ای تیرہ باطن زخمی کو

پیاس بہت ہوتی ہے اور پانی دینا اُسکو مضر ہوتا ہے اسکو پانی تو نہ دو لیکن میری کسوت عیاری
مین کچھ میوہ ہے اسکا عرق اسکی حلق مین ٹپکاؤ یہ کہکر میوہ نکالکر عرق اُسکا حلق مین اُسکے ٹپکایا کہ بعد
لمحہ کے اُس بیمار کو کچھ ہوش آیا چاہا کہ اُٹھ بیٹھے اُسنے قسم دی کہ ابھی نہ اُٹھو اور حال اپنا بیان
کرو اُسنے کہا کہ یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ ہے کہ مین وہان کے حاکم کا بیٹا ہون اکیلا اسطرف
نکل آیا ایک شیر صحرائی سے مقابلہ ہوا اُسنے مجھکو زخمی کیا اور وہ شیر بھی میرے ہاتھ سے ایسا زخمی
ہوا ہے کہ اس پہاڑ مین جاکر گر گیا ہوگا اور یقین ہے کہ مر گیا ہو مین بھی فرط جراحت سے چور چور ہون
بہت مجبور ہون کہ اپنے ملک تک نہین جا سکتا ہون اور یقین تھا کہ اسی طرح اس دشت پر خطر مین
ہلاک ہو جاتا دہ تو سامری نے آپکو مجھ پر مہربان کیا جو اب کچھ امید زندگی ہوئی اگر اتنا مجھ پر احسان
کیجیے کہ کسی سواری پر مجھکو لٹا کر میرے قلعہ مین پہونچا دیجیے تو گویا زندہ کر لیجیے تیرہ باطن نے
کہا کہ اے شخص ہم دونون ملازم شہنشاہ افراسیاب جادو ہین یہ عیارہ ہے اور مین ساحر ہون
نام اس عیارہ کا صرصر شمشیر زن ہے اور میرا نام تیرہ باطن ہم دونون نبیرہ حمزہ قاسم نام کو
گرفتار کرنے آئے تھے اُسکو قید کرکے پاس شہنشاہ کے لیے جاتے ہین اتنی مہلت ہمین کہان ہے
جو ہم تجھکو تیرے ملک مین لیچلین یہ سُنکر اُس جوان نے ایک آہ کی اور کہا خیر جو مرضی سامری
کی اگر آپ مجھکو وہان پہونچا دیتے میری جان بچ جاتی اب جو آپکو فرصت نہین ہے تو جائیے اتنا ہی
احسان کیا کم ہے جو آپ نے کیا اس کلام کو سُنکر صرصر بیقرار ہوئی اور کہا اے تیرہ باطن شہنشاہ
کبھی ناراض نہونگے جو ایسے مقدمہ مین دیر ہوگی تم ضرور اس شاہزادے کو اسکے گھر پہونچا دو
بلکہ شہنشاہ اسکے نہ پہونچانے کا حال اگر سنینگے تو ناراض ہونگے یہ کہکر صرصر اور ساحر دونون نے
اُس مجروح کو اُٹھاکر تخت پر بٹھایا اور صرصر نے کچھ پیٹھ کے پیچھے آڑ لگا دی کہ تکیہ لگاکر یہ مجروح
بیٹھا اور تخت کو بزور سحر روان کیا اور اُس سے پوچھا کہ تمھارا ملک کسطرف ہے اُسنے ایک سمت ہاتھ
اُٹھاکر بتا دیا کہ اسطرف ہے وہ اُسی طرف چلے اور کچھ ہی دور گئے ہونگے ایک مقام پر زخمی نے کہا
بھائی صاحب ذرا ٹھہرنا اُنھون نے تخت کو روکا اُسنے کہا نیچے مین ابھی اچھا ہون دیکھیے وہ
درخت جو سامنے چشمہ کے کنارے پر ہے ذرا اُسکے تلے لے چلیئے ساحر نے تخت زمین پر اُتارا عیارہ
بھی اُتری حسب نشاندہی اس درخت کے پاس دونون گئے دیکھا کہ ایک شجر جو آب حکمت سے

سیراب کیا ہی اور ہوائے عیاری سے پرورش یافتہ ہی گلستان افسون ہزارے کا پودہ ہی جسکا
ہر برگ اعجاز ہی ثمر جسکا خدا ساز ہی بیخ حکمت کی جڑ ہی ثمر سے ظاہر سراسر ہنر ہی نشو و نما پذیر ہی
زخمی کے اچھے ہونے کی سراسر تدبیر ہی بسان شمشیر بُران پھل آہنی لگے ہین نیچے سر کی طرح گول
بنے ہین پھلون کا رنگ لال ہی درخت زرگل سے مالا مال ہی ایسا پھل اُنھون نے کبھی گلشن جہ
مین نہ دیکھا تھا بہت خوش ہوکر اُسکو زمین سے اُکھیڑا اور تعریف کرتے ہوے لیکر چلے پھلون سے
اُسکے خوشبو آتی تھی دماغ جان بساتی تھی ایسی مہکتی تھی کہ روح کو تازگی دیتی تھی ان دونون نے زخمی کے
پاس پہونچکر کہا **شاہزادہ** یہ کون درخت ہی جسمین ایسی خوشبو آتی ہی اُسنے کہا نام اس **شجر** کا
زخم جیات ہی اُسکے لگانے سے زخم ابھی اچھے ہوجائینگے اور اُسکے سونگھنے سے طاقت جو زائل ہوگئی ہو
آجاتی ہی نوجوانی کا لطف خوشبو اسکی دکھاتی ہی اور اُسکے کھانیسے عمر انسان بڑھجاتی ہی اور بہت
کچھ اسکے فوائد ہین تم اسکو پیسکر میرے زخمون پر لگادو اور اگر یہ چاہو تو امتحان کرلو سونگھکر دیکھو
کہ طاقت جسم مین آتی ہی یا نہین اُن دونون نے بے اختیار اُسکے پھلون کو سونگھا راستے ہی سے
اسکی خوشبو دماغ مین بس رہی تھی اور اپنے آپ مین نہ تھی اب سونگھنے سے چھینکین مارکر بیہوش
ہوگئے **سیارہ** جو مجروح بنا ہوا تھا فوراً تخت پر سے کودا اور خنجر کھینچکر جلد سر **تیرہ باطن** کا جد
کیا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا **سیارہ** نے حال عیاری **صرصر** اور مفتون ہونا اسپر اپنے باپ کا سُنا ہی
اسوجہ سے اُسکو قتل نہ کیا اور دستور عیاران بھی نہین کہ عیار کو بیہوش کرکے مار ڈالین اسنے
صرصر کو اُٹھاکر ایک درخت سے باندھا اور **شہزادہ قاسم** کو ہوشیار کرکے تیغہ کو ہر نگار
نذر کیا اور سارا ماجرا عرض کیا پھر **صرصر** کو ہوشیار کرکے سلام کیا اور کہا اُستانی **امان** عیاری
اسکو کہتے ہین منم غلام خواجہ عمر **سیارہ بن عمر** اب کچھ دیر یہان آپ بندھی رہیے اور طعمۂ دد و دام
صحرائی بنیے مین ابھی **شہزادہ** کو لیے جاتا ہون **صرصر** نے جو یہ کلمات اُنکی زبان سے سُنے اور
تیرہ باطن کو خواب عدم مین مصروف پایا ہوش اُڑ گئے دل سے کہا فرزندان **عمر** بد بلا ہین اور
کیا بے لگاؤ عیاری کرتے ہین اب معلوم ہوا کہ یہ زخمی **شہزادہ** نہ تھا عیار تھا غرض فرط خجلت سے
سیارہ کو اُسنے کچھ جواب نہ دیا آنکھین نیچی کرلین اور **سیارہ شہزادہ** کو لیکر چلا کچھ دور چلکر
ایک شہزادہ تلاش کرکے جنگل سے لایا اور سوار کرکے **شہزادہ** کو لشکر مین اُسکے پہونچایا پھر تا نے

بخشم و خدم شہزادہ ذی ہمم لشکر امیر کیطرف روانہ ہوا ادھر شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے
رقعہ جمشیدی مین حال صرصر دیکھا کہ دیکھون قاسم کو وہ لائی ہی یا نہین غرض جملہ ماجرا معلوم کرکے کہ اسطرح
قاسم چھوٹ گیا اور صرصر درخت مین بندھی ہی اُسنے پنجہ سحر بھیجا کہ وہ آکر صرصر کو اُٹھا لے گیا جب یہ سامنے
پہونچی شاہ نے اُسکی زبانی تمام حقیقت سُنکر فرمایا کہ اب قاسم اپنے دادا کے لشکر قریب پہونچا ہوگا راہ مین
ملنا اسکا دشوار ہی یہ کہکر کتاب سامری منگوائی اور اسمین دیکھا کہ عقب قاسم مین خود جاؤن یا کسی اپنے
ملازم کو بھیجون کتاب مین معلوم ہوا کہ خداوند لقا تقدیر کرچکے ہین کہ گھر سلک قتل کیا جائے چناچہ اگر تو جائیگا
تو خداوند کی تقدیر کرنے مین فرق آئیگا بڑی تیرے لیے سخت قباحت ہی خبردار قدم جادۂ اعتدال سے آگے نہ
بڑھانا جبتک خداوند مدد تجھسے آپ نہ طلب کرین نہ کسیکو بھیجنا نہ آپ جانا یہ حکم کتاب مین معلوم کرکے
منغض ہوکر کیا کہون ایسے مسخرے بخدا لقا کو کہ اپنے محبون اور رفیقون کی نسبت تقدیر مرگ کرتا ہی بکتا ہوا باغ
سیب کیطرف روانہ ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ اگر اطاعت خداوند نکرون تو ایمان مین فرق آتا ہی خیر جو مرضی
اُسکی کیا چارہ ہی اسی طرح یہ تو باغ مذکور مین آکر غصہ بیٹھا ادھر جب کوہ عالم خراب آباد کا محاصرہ ظلمت
شب نے موقوف کیا اور رد دہ کوہ جادو سے بصد جرأت عیار حیرت بان جانب عرصہ افلاک بڑھا نظم

کہ جب وہ شب ہوئی آنکھوں سے پنہان	دکھایا صبح نے اک تازہ سامان
فراز آسمان سے نور برسا	ہوا خورشید ہر سو عکس فرسا

نثر ہنگام سحر گھر سلک بارگاہ سے سحر آراستہ کرکے نکلا لشکر بہادران مین طبل یورش بجا لقا بھی فیلان
جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا ہنجانی باختری شستری حصاری وغیرہ نے صف باندھی شور کرنا کہ کوہ افلاک
مین زلزلہ ڈالدیا عیارون نے گھاٹیان پہاڑ کی مستحکم کین اسطرف ملکہ صبا جادو جو بخوف عیاران
روے ہوا پر رہتی ہی اور ابتک جنگ مین آکر شریک نہوئی تھی یہی رستہ دیکھتی تھی کہ کچھ صورت بہتری
کی نظر آئے تو مین جاؤن اب اُسنے بھی معلوم کیا کہ آج سب مسلمانون کا خاتمہ ہی بس اس مقام پر اُڑتی ہوئی
آئی اور خداوند کو آکر سلام کیا لقا نے کہا ای بندی قدرت تو کہان غائب تھی خیر اچھے وقت پر آگئی
کہ وقت ہمارے دشمنون کے غارت ہونے کا ہی اسنے کہا اسی ثواب مین شریک ہونے کو مین بھی
آئی ہون گھر سلک اس سے ملاقی ہوا اور سپہ سالار کل لشکر کا کرکے حکم دیا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ
نہ چھوڑنا اگر خداوند بھی اُنکے حال پر رحم کرین تو نمانا اور بغیر قتل باز نہ آنا الحاصل ساحرون مین

کو گل جلا جھٹکے ہونے لگے سب نے جے جے کا ساہری کے غل مچایا عورتوں نے اہل اسلام کے گرد اپنے وارثوں کے حلقہ باندھ کر بال کھول کے دعا کرنا اور رونا آغاز کیا کہ یکایک لینا لینا کا شور بلند ہوا اور صبا فوج کو لیکر حملہ اور جانب کوہ ہوئی اور گہر سالک سحر اسطرح کا پڑھتا تھا کہ عیار سب آپ میرے پاس چلے آئیں آگے بڑھا ہنوز عیاروں پر سحر اثر کرنے نہ پایا تھا کہ دامن دشت پر از غبار ہوا بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر کہا اے گہر سالک شہزادہ اس غبار کو دیکھنا اسنے کہا سب دیکھا ہے اب کچھ دیر میں مطلع صاف کیے دیتا ہوں یہی کہہ رہا تھا کہ سامنے سے یہ عالم نظر آیا

نظم

ز گرد سواران و جوش سران — گرائیدن گرز ہاے گران
دل سنگ خارا ہمی بر درید — کسے روے خورشید تابان ندید
سپاہی چو از اہل اسلام دم — کہ پیدا نبود از پے اسپ بوم
تو گفتی مگر خاک جوشان شدست — ہوا بر سر او خروشان شدست
بہامون کشیدند یکسر رسش — ہم از جنگ سر دل پر از کین و زہر
تقلب شہ قاسم نیک زاد — یکے ترک رومی بسر بر نہاد
نگارندہ چونین نگاری ندید — زمانہ چو او شہریاری ندید

شہزادہ قاسم نے ہاسے ہوے دلیران لشکر بہت جلد اپنے تئین قریب اس لشکر خدا کے پہونچایا اور ساحروں کو پہاڑ کی طرف جاتے دیکھ کر للکارا کہ باشیداے خیرہ سران بختیارک شہزادہ کو دیکھکر ناچنے لگا اور اذان کہتا تھا کبھی آپ ہی آپ پکارتا تھا کہ دہ مارا کبھی کہتا تھا ہٹ تیرے خداوند لقا کی ایسی تیسی کی حرامزادہ مانتا ہی نہین ہم کہے جاتے ہین کہ مسلمانون کو بہت عاجز نکر نہین سنتا کبھی قاسم کے گھوڑے کی بلائین دور سے لیتا کہ مین صدقہ اس عین وقت پر کنے کے کبھی کہتا صاحب قربان اس آنیکے یہ تو اس دلگی مین تھا ادھر شہزادہ گھوڑا ڈالکر قریب صبا کے پہونچا اس بیچاری نے چند سحر شہزادہ دلاور پر کیے آخر جب سحر کو اثر پذیر نہ پایا گھبرا کر بھاگنے کا ارادہ کیا اور اپنے اژدر سحر پر سے اڑی شہزادہ نے ہاتھ جو تلوار کا بلند کیا چمک تیغ گہر نگار کی اسپر پڑی سحر بھونکا سامنے شاہزادہ کے یہ مجبہ گری اور چاہتی تھی کہ سنبھلکر پھر کچھ وار کرون اتنے عرصہ مین اس شیر بیشہ جلادت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اسکا کٹکر دور گرا غلغلہ گیر و دار برپا ہوا اسوقت فوج ساحران شہزادہ پر

آگرمی گھمسان کی تلوار چلنے لگی اور گھرسلک بین غصہ مین آکر للکارتا ہوا آگے بڑھا کر او بے ادب
وہ شخص جو مرنا نہین جانتا ہی اسکو توکیا مرگ سے ڈرتا ہی اور اُسکے سامنے تلوار چمکاتا ہی یہ کہکر
شہزادہ پر اُسنے سحر کیا یعنے ایک نارنج مارا وہ بسبب تیغہ گوہرنگار خالی گیا شہزادہ نے مرکب
اُٹھا اُسکے اژدر سے ملاکر اور تیغہ گوہرنگار کمر کو تولکر سر پر اُسکے مارا اشعار

کیا بتاؤن جس قدر اُسکی بُرش کی ہی صفا ۔ کیا کرون مین زور بازو اس قوی تن کا بیان
روز میدان سامنے آئے گر اس تن کا عدو ۔ گوئے نہ گردون سا جھکے سر کا ہوئے استخوان
جب کمر سے کھینچکر مارے وہ اسکے فرق پر ۔ مو سے سر سے ناخن پاتک نہ ٹھہرے درمیان
دھار پانی کی وہین لیتے زمین کے قعر کو ۔ کاٹ کر ادھر کو نکلے ہمرہ نہ آسمان

غرض گھرسلک بیچا کے مع مرکب چار پرکالے ہوئے غریو لشکر کفار مین بلند ہوا شور محشر آشکار
تھا برف برسی آگ برسی آندھی سیاہ آئی بعد دیر کے صدا بیرون نے سنائی کہ مارا گھرسلک کو لقا
نے کہا اس بندہ کو بھی ہماری غرور ہوگیا تھا کہ مین مرنا نہین جانتا ہون کیون دیکھا اے بندگان
قدرت میری کیا جلد مین نے قضا اسکی پیدا کردی دیکھیے ایسا مغرور تھا کہ ہمارے کارخانہ قدرت مین
دخل دیتا تھا خداوند نے قضا پیدا کی ہر وہ اُسکا قائل ہی نہ تھا یہ کہکر لشکر کو للکارا کہ ہان لینا اُس
نیم قدرت کو کہ بہت بے ادب ہو گیا ہی فوج ساحران ولشکریان شہزادہ تمام پر ٹوٹ پڑی
شہزادہ کی فوج جو ہمراہ آئی تھی تیغہ کھینچکر آگری ادھر عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ گھرسلک
مارا گیا سرداران اسلام کو اُنھون نے ہوشیار کردیا بادشاہ اور تمام سردار اُٹھکر پہاڑ کے نیچے
اُترے پھر تو لشکرون مین قیامت برپا ہوگئی اُسطرف وہ فوج جو پتھر کی ہوئی تھی حالت اصلی پر
آگئی اور گھوڑے اُٹھاکر چلے ادھر امیر کشورگیر جو عقب مین اُس زن سحر کے گئے تھے جب وہ زن
نہر و صحرا مین پہونچی ٹھہر گئی اور امیر بھی مرکب پر سے اُتر کر اُسکے قریب آئے پردہ اُٹھا امیر سے
لپٹ گئی اُنھون نے اسم اعظم فراموش کیا اور اس سے اختلاط کرنے لگی اور بسبب بند ہونے اسم اعظم کے
مزاج ہمایون پر آلودگی طاری ہوئی مثل مدہوشون کے تختہ سنگ پر لیٹ گئے وہ عورت بھی ساتھ
بیٹھی رہی اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ گھرسلک مارا گیا اسکے قتل ہوتے
ہی اُس عورت کے سر مین سے آگ لگی اور جلکر خاک ہوگئی امیر کو ہوش آگیا اور اسم اعظم بھی یاد آیا

اشقر پر سوار ہو کر چلے اور دم بھر مین لشکر مین آکر پہونچے نعرہ شیرانہ بلند کرکے تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر
گرے اتنا چال ہوا کہ عاملان قضا نے فلیتہ تیغ روشن کرکے آسیب ہستی کو جسم ساحران پر سے اتار لیا بڑے بڑے سرکشون کو
مار لیا اور یہی عزیمت رکھتے تھے کہ نقش حیات مٹا دین طلسم اربع عناصر کو بگاڑین مربع نشینان انجمن شجاعت نے
کوئی کسر باقی نہ رکھی ثلاث زندگی کے قطر کو بگاڑ دین خواس خمسہ کے مخمس کو ترتیب و تبدیل کرکے اس شش جہت
کے مسدس مین نام اپنا بلند کیا بہادری کو تعویذ جان بنایا یہ نقشہ ہوا **نظم**

نہ شکست پیدا نہ دریا نہ کوہ	زبس تیغ داران ارادت گروہ
بہر سوے لشکر شہ و درراہ بود	کہ نگریختن راہ کوتاہ بود
پس شب روانہ آمد سیاہ	ستارہ شد از بہر دہقان سیاہ
بجستند خرطوم پیلان بہ تیر	زخون شد دررو دشت چون آبگیر
سیاہ اندر آمد پس پشت پیل	زمین شد بکردار دریاے نیل
ہمہ برگرفتند یکسہ جنسہ و شش	زمین پر خروش و ہوا پر زجوش
زرگشتہ چو دریاے خون بد زمین	بہر گوشہ ماندہ اسپے بزین

غرضکہ لقا وہان سے بھاگ کر جانب کوہ عقیق چلا اور اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا تا تنک
کہ بارگاہ پر جو قبضہ کفاران مین تھی ہان آکر تلوار چلنے لگی بارگاہ مذکور چھوڑ کر سب کافر بھاگے
مسلمانون نے اپنے مقام پر قبضہ کیا اور پھر تعقب مین انکے گھوڑے اٹھائے میدان جنگی سے گزر کر
لشکر لقا کے پڑاؤ پر آکر تلوار چلی بڑا معرکہ پڑا آخر تاب مقاومت ساحر و کافر نہ لا سکے بھاگ کر اندر
قلعہ کے چلے گئے امیر با فتح و فیروزی مال عدو کو لوٹ کر پھرے خیام و بارگاہ دشمن جلا دیے اور طبل
فتح و ظفر بجایا اپنے یہان کے مقتولون کو اٹھوا کر دفن کرایا زخمیون کے علاج و معالجہ کے لیے حکم دیا
شفاخانہ مین بھیجا پھر بارگاہ مین آکر داخل ہوے شبستان مین محلات مخدرات کو پہونچا کر آراستگی
فرنائی بارگاہ مین نصب ہوئین ڈھنڈورا امان کا پٹا رعایا اور لشکر فراری آکر آباد ہونے لگے بازارین
کھلین گھما گھمی شروع ہوئی سردار غل کرکے بارگاہ مین آکر جلوہ گر ہوے بادشاہ سریر جہانبانی پر تشریف
فرما ہوے ساقی و رقاص حاضر ہوے جلسہ عشرت گرم ہوا عجب سامان عیش و نشاط برپا ہوا **لمولفہ**

ہوئی بزم پھر عشرت بزم جم	خوشی سے ہوے بادہ کش پھر بہم

دلون مین خوشی سے تھا پیدا خروش	وفور طلب کا ہی اک سمت جوش

اسطرف افراسیاب رنجیدہ و پریشان قلعہ عقیق مین آکر باغ مین اُترا لشکر زخمی و خستہ کی چھاونی پڑی اور خیمون فروکش ہوئے
رنج سے شراب و کباب سب ترک کیا اب ان لشکرون کو تو اس حال مین رکھیے لیکن حال افراسیاب خصال بلبل سنیے -

داستان رہائی بران قید طلسمات سے و حال عیاری عیاران و جنگ و جدال ناموران طلسم ہوشربا و نور افشان وغیرہ الیفہ

چہ گفت آن نگارندہ داستان	نویسندہ نامہ خسروان
بہ شیرین بیانی و رنگین قلم	چنین کرد این حال نادر رقم

نویسندگان داستان عجائب و مہران قصہ دلچسپ و غرائب - نیرنگی بیان اسطرح دکھاتے ہین کہ افراسیاب خانہ خراب گہرسلک کو بھیجکر اپنے باغ سیب مین چلا گیا چنانچہ جب کچھ رنج و الم اسکو کم ہوا تو پھر عازم لشکر حیرت ہوا اسطرف چالاک بن عمرو جو بارگاہ مہرخ مین آیا تھا جب اسنے سنا کہ خواجہ عمرو بن اُمیہ پدر بزرگوار قید افراسیاب نابکار سے رہا ہوے پس یہ بارگاہ سے اُٹھا کہ مین بھی چلکر کوئی کار نمایان کرون غرضکہ کسی طریقہ سے صحرا مین قریب دریاے خون رواں ٹھہرا حال اُسکا ذکر ہوگا لیکن شاہ طلسم جب دریا سے اسطرف آیا دور سے ایک ساحر ذلیو دار کو با تاج شہریاری صحرا مین بیٹھے پایا اُسی طرف یہ بھی چلا جب قریب اُس ساحر کے پہونچا دیکھا کہ برہمن روئین تن پیر بھائی میرادر کوکب کا ہی بادشاہ مذکور نے ہنسکر اُس سے پوچھا کہ ای برہمن آج یہان کیون آے ہو اسنے کہا کہ ای بادشاہ مین کوکب سے ناراض ہو کر یہان آگیا تھا اب اپنے گھر جانے کو تھا آپ کو آتے دیکھا ٹھہر گیا ہون بادشاہ نے کہا اگر تم اسپنے یار وفادار کوکب کو چھوڑکر میرے یہان رہو تو جو کچھ میسر ہی حاضر ہی اور اگر غور کرو تو کچھ ہم مین اور اُسمین فرق نہین ہی ایک مکتب کے دو شاگرد ایک گھر کے دو چراغ ایک درکے دو داغ ایک گلبن کے دو شجر ایک شجر کے دو ثمر ہین برہمن نے عرض کیا کہ مجھے آپکی اطاعت مین کیا انحراف تھا ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ یہ کہکر اُٹھا اور قدم پر گرنے چلا بادشاہ نے سر اسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا برہمن نے منھ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ بادشاہ چھینک مار کر زمین پر گرا اُسوقت برہمن نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو اور خنجر کھینچکر چلا تھا کہ سر کاٹ لون اُسوقت پشت پر سے نعرہ ہوا کہ باش باش ما ہم رسیدیم صبا رفتار عیار بھی بہت جلد قریب اُسکے پہونچی اور خنجر کھینچکر حملہ آور ہوئی چالاک بھی لڑنے لگا

لیکن صبا رفتار نے لڑتے لڑتے ایک بیضۂ بیہوشی کے دفع کا منھ پر شاہ جادوان کے مارا بادشاہ کو
بھی بیہوش آگیا چالاک یہ حال دیکھکر حسرت کنان بھاگ کر درۂ کوہ مین جاکر مخفی ہوا اور صبا رفتار نے
سب ماجرا بادشاہ سے کہا شاہ نے فرمایا کہ تو نے پہلے بمقابلہ مرزبان بھی کار نمایان کیا تھا اور اب بھی وقت
پر پہونچی دونون مرتبہ کا انعام تجھکو مین بارگاہ حیرت کے جاکر دونگا کیونکہ دونون مرتبہ سامری نے
مجھکو باعث تیرے بچالیا اچھا تو جانب بارگاہ ملکہ مذکور چل مین بھی آتا ہون عیارہ تسلیم کرکے روانہ
ہوئی اور شاہ بھی اسی طرف چلا ادھر چالاک فکر عیاری مین اور روانہ ہوا اسکا بھی ذکر آئندہ
کیا جائیگا مگر حال شاہ جادوان بیان ہوتا ہے کہ یہ اس صحرا سے بزور سحر روانہ کنان لشکر حیرت
مین آیا ملکہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ نے بارگاہ سے نکلکر استقبال کیا اور اندر بارگاہ کے
لاکر بعظمت تمام تر تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ ای شہنشاہ سامری حضور کو ہمیشہ خوشنود دیکھے اول مرتبہ
جو آپ تشریف لائے تھے تو بہت خوش تھے لیکن اسوقت چہرہ حضور کا بہت متغیر معلوم ہوتا ہے شاید پہلے کوئی
تدبیر قتل نمکحرامان روسیاہ ٹھہرائی تھی اب اسمین کچھ فرق پڑگیا یہ ماجرا کیا ہے کمترون سے بھی ارشاد فرمائیے
کہ آپ کی خوشی سے ہم بھی خوشی کرین اور آپکے رنج کے شامل رہین بہرصورت دامن گلہاے مراد
و مقصد سے بھرین بادشاہ نے یہ کلمات سنکر اک آہ کی اور کہا کیا کہون پہلی مرتبہ جو مین آیا تھا تو میران
دختر کوکب کو زندان طلسمات مین قید کرآیا تھا اور اس مرتبہ بھی سامری نے مجھکو بچایا تھا وہ ناشدنی
لڑکی بلاے بد تھی بڑی دیر تک لڑی اور بسبب اختر مروارید کے مجھپر غالب آئی تھی وہ تو صبا رفتار
عیارہ وقت پر پہونچی اور اسنے بیہوش کیا مین اسکو قید کرآیا اب مہرخ سحرچشم جو اسکی بڑی حمایتی اور
طرفدار ہے اور کوکب روشن ضمیر باپ اسکا اسکو ایک داغ تازہ مین نے دیا ہے دیکھون تو کیونکر وہ اسکو
میرے زندان طلسمات سے چھڑا لیجاتا ہے اور میرا کیا کر سکتا ہے جب تو بران بہت اچھلتے پھرتی تھی
ویسا ہی مین نے اسکو قید کیا ہے اب دم محبت عمر کا بھرنا انکو معلوم ہوگا خیر یہ باعث تو میری خوشی کا
تھا لیکن اسوقت جو مین ادھر آتا تھا تو راہ مین اسطرح برہمن بنا ہوا چالاک بیٹا عمر کا مجھکو ملا اور اسنے
مجھکو بیہوش کردیا چاہتا تھا کہ قتل کرے آج بھی صبا رفتار عیارہ وقت پر پہونچی اور اسنے میری
جان بچائی مین سچ کہون یہ چالاک وہ عیار ہے کہ اسنے میرا پیچھا لیا ہے نیلم کوہ سے اس مقام تک
بہت عیاریان اسنے مجھسے کین سلیمان جادو کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا سلطان و سرشار وغیرہ کے

مقام پر عیاری کرکے مجھکو ذلیل کیا ہمیشہ وار کو اُسنے مارا جب مین اس چالاک کو دیکھتا ہون خون
آنکھون مین اُتر آتا ہی اور وہ بھی ایسی برجستہ عیاری کرتا ہی کہ ساحری مجھکو بچاتا ہی - یہ کلمات جو زبانی
شاہ ملازمان ملکہ نے سُنے کہا حضور پر سے تصدق اتروائو واقعی ہوے دشمن تو لگے ہی رہتے ہین یہی سامری
جمشید شہنشاہ کے آڑے آجاتے ہین آج جو کچھ نہ صدقہ اُتارا جاے وہ کم ہی حیرت نے یہ سنکر حکم دیا
کرارے تصدق کے ٹکے لاؤ لنگر جاری کردو سب سامری کی اہنت بھجن کرین حسب الحکم ملازم عمل مین
لائے تو جتنے ملازم تھے سب صدقہ اُتارنے لگے کوئی تیل ماش لایا کوئی ٹکے صدقے کے لایا حیرت نے
بحران کے قید ہونے کی بھی خوشی کی ارباب نشاط کو بلوایا جام شراب سرخ گردش مین آیا سب مصروف
عیش و نشاط ہوے ہلکارے لشکر مہ رخ کے جو ہر خبر یہان حاضر رہتے ہین وہ جملہ ماجرا معلوم کرکے ساتھ
مہ رخ آئے یہان رہائی پانے سے خواجہ عمر کے ہر ایک خوشنود تھا جلسہ عشرت مجمع ہوا تھا جام
شراب ناب چلتا تھا ناچ ہوتا تھا کہ ہلکارون نے آکر مجرا گاہ پر سے تسلیم کی اور دعا و ثناے بادشاہی
بجالاے کہ

نظم

ناخن بغیر غنچون کے گانٹھین نہ کھل سکین	تیری سخا جو باد سحر کی نہو سے یار
میخانہ جہان مین کرم سے ترے نہین	کوئی شکستہ حال بجز توبہ خمار
برسا تر اسحاب کرم یان نہین کہ اب	ہوتا ہی رنگ آتش یاقوت آبدار

بعد اداے دعا و ثنا جملہ ماجرا جو زبانی شاہ جادوان کے سنا تھا عرض اس خبر کے سننے سے
ہر ایک بدحواس ہوا طاری عالم یاس ہوا جلسہ عشرت برہم صحبت عیش برہم کہ

اشعار

ہوئی وہ بزم شادی بزم ماتم	نگین خانہ دل ہو گیا غم
شرار غم نے کی آخر شرارت	بدن مین یک بیک آئی حرارت
بہم ملتے تھے سب افسوس سے ہاتھ	تھے ناآگاہ اس سے کیا ہی یہ بات

برق و ضرغام عیار بھی یہان موجود تھے جب اُنھون نے مہ رخ و بہار کو روتے دیکھا بابت کچھ انکی
تسکین و دلداری کی اور کہا گھبراو نہین ہم ہمیشہ تم سے کہتے آئے ہین کہ مرنا برحق ہی کوئی قیامت
تک زندہ نہین رہا ہی پھر غم کیون کرین ہان غم اسوقت کرنا چاہیے کہ جب بیغیرتی کا سامنا ہو اور
یہ تو امر ایسا ہی کہ نام کرکے مرجاے پھر یہ مرنا تو زندگی جاوید ہی بموجب **بیت**

کہان ہی شجاعان خنجر گذار	فقط نام نیک اُنکا ہو یادگار

بلکہ ہم چاہتے ہین اور ہوسکتا ہی تو برآن عالیشان کو رہا کرکے لاتے ہین یہ کہکر دونون عیار طرار تنطوری اور ریتا دی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوے ابھی خواجہ عمر جو رہا ہوے ہین تو بارگاہ مین داخل نہین ہوے اُنکا حال بیان ہوگا لیکن یہ دونون عیار جب بارگاہ سے اپنی باہر نکلے آپسمین مشورہ تدبیر ہوئی کہ بھائی خدانخواستہ اگر برآن زندان مین ہلاک ہوگئے تو بڑی بدنامی ہمارے واسطے ہوگی اس جینے پر ہمارے لعنت ہی کہ دوست اور طرفدار ہمارا زندان مین پڑے پڑے مرجاے اور ہم سے کچھ نہو سکے بس لازم ہی کہ نظر بعنایت رب اکبر کرکے مردانہ وار کام کرین اور دامن مضبوط باندھکر لڑین مرین آگ اگر ہو تو ہمین بھی گر پڑین اور ملک الموت کا بھی سامنا ہو تو نہ ڈرین ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست بیت بے موت آئے اور زیست کے دن پورے کیے کوئی مرتا نہین یہ ہم خوب جانتے ہین اسعی منی و الاتمام من اللہ + ہمت مردان مدد خدا پہلے حلکر ملکہ حیرت بدسیرت کی بارگاہ مین ٹھہرین اور ذکر مذکور سننے دیکھین کہ کیا کیفیت ہی پھر وہان سے پتہ لگا کر زندان کی طرف جائین یہ مشورہ کرکے دونون الگ الگ روانہ ہوے اول ضرغام شیردل ملکہ حیرت کے لشکر مین ایک ساحر کی ایسی صورت بنا کر آیا اور ہر طرف جویاے اپنے مطلب کا پھرنے لگا یہان دیکھا تو لشکر ناظمان طلسم کو سون تک اُترا ہوا ہے بڑی گھما گھمی ہی حال اس لشکر کی زینت کا اول بیان ہو چکا ہی فی الجملہ لشکر مین بھی وہی کیفیت ہر ایک ٹکری کی زبانی سننے مین آئی کہ اسطرح برآن شاہ سے لڑی اور عیارہ نے بیہوش کیا اب وہ قید زندان طلسمات ہی بعض ساحر کہتے تھے کہ بھائی اب چھوٹنا برآن کا دشوار ہی بعض کہتے تھے کہ اجی ایسے تماشے تو ہزار دن مرتبہ دیکھ چکے ہین سن لینا کہ عمر عیار رہا ہو چکا ہی وہ زندان طلسمات مین پہونچ گیا اور برآن کو چھڑا لیگیا بعض کہتے تھے کہ یہ تم بیکار کہتے ہو اگر ایسا ہی عمر ہوتا تو اس کو آجتک گنبد نور پر سے چھڑا نہ لیجاتا غرض عیار مذکور یہ باتین سنتا اور دل سے کہتا کہ بارگاہ حیرت کے اندر چلکر ٹھہرو اور ایک دن کسی ترکیب سے یہان رہو شاید کوئی محافظان زندان کے پاس سے نامہ وغیرہ آئے نامہ بردار کے ہمراہ شاید جانا ہو جاے یہ تجویز کرکے جانب بارگاہ ملکہ حیرت آیا یہان خدام بادشاہ وغیرہ ٹھہرے ہوے تھے بڑا اژدحام تھا اور متصل خیام و بارگاہ

حیرت اہل عملہ کے بارگاہین اور خیمہ وغیرہ استادہ تھے کہین امرا و وزرا کی بارگاہ مین کسیجا
شکوہ نہ بہین قبا اتری تھی ایک سمت کو بارگاہ ملکہ یاقوت جو دوسری وزیر زادی حیرت کی ہی
قیام پذیر تھی عیار مذکور یاقوت کی بارگاہ کے قریب آکر بارگاہ حیرت مین جانیکی فکر کرنے لگا اور
وہان استادہ ہوا اور پہرے چوکی کے لوگ دربارگاہ پر جو بیٹھے تھے اُنسے ساز کرنیکا ارادہ رکھتا تھا
ناگاہ زنانی ڈیوڑی کا پردہ اُٹھاکر ایک خواص نے جھانکا اور کہا ارے میان کوئی ارسام بن مرہم کا
بھیجا ہوا آدمی آیا ہی ضرغام پہلے تو چپ رہا کہ دیکھون کوئی اسکو جواب دیتا ہی یا نہین جب کسی نے
جواب ندیا اسوقت دوبارہ اُسکی پکارنے پر اُنسے کہا حضور مین دیر سے یہان کھڑا ہوا ہون کوئی
میری خبر ہی آپ تک نہین کرتا ہی اُنسے کہا تم ارسام بن مرہم کے یہان جو توشک خانے کے داروغہ
ہین اُنکو پہچانتے ہو اور اُنکے بیٹے کو جانتے ہو اسنے کہا کیا خوب مین اُنکا لڑکپن کا ملازم ہون اور مین
ہی نہین پہچانتا حضور مین وہ تو دن رات ایک جا رہتے ہین بلکہ مین تو ایسا ہون کہ وہ مجھپر بڑی
عنایت فرماتے ہین اور مجھسے سب ملازم جلتے ہین خار کھاتے ہین اور مین وہ تو ایک جان دو قالب
ہین اس عورت نے یہ باتین سُنکر کہا اچھا آؤ پردے کے پاس آؤ یہ عیار آگے بڑھا تھا کہ دربانونے
کہا بی ہوتی کیا تمھاری بُری عادت ہی کہ ہر ایک کو پردے کے پاس بلاتی ہو انکو پردے پاس
نہ بلاؤ سرکار کا غصہ جانتی ہو اور پھر وہی بات کرتی ہو اُنکا حکم ہی کہ کوئی زنانی ڈیوڑی پاس نہ آئے
نہ کوئی عورت مرد سے وہان بات کرے بات کرنا ہی تو ہم ہٹے جاتے ہین آپ باہر آکر بات کرلین
آپ کا کچھ نجائیگا ہمپر خفگی آئیگی جرمانہ ہوگا یا نوکری جائیگی۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ عورت خواص اپنے جامے
باہر ہوگئی اور کہا لو صاحب مین کسی بھڑوے چھنال سے دبنے کی نہین کیا مجھکو ان موے رذیلونے
چھنال مقرر کیا ہی جو بات کرنیکی ممانعت کرتے ہین اتنا عہدہ مجھی پر توجتاتا ہی جسمین یہ معلوم ہو کہ ہم
بھی کوئی ہین ع ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین + ارے موؤ اپنے حواس درست کرو منہ سنبھالو
مجھے کسی بھڑوے چھنال کا ڈر ہی جو یہان بات نکرون مین کسی کی مغلانی ایرے غیرے نتھو خیرے کی نوکر
نہین ہون اور نہ کسی کی لونڈی ہون مین ایسے کی نمک پروردہ ہون جو حیرت کی روح و جان ہی
تم سب جیب چاہو ازما دیکھو اپنے اپنے جی کا ارمان نکال لو جو تمھارے جی مین ہو نیک و بد اچھی
بُری جو چاہو وہ میرے لیے ملکہ سے کہلا بھیجو یا خود کہو دیکھو تو کہ اُسکا جواب کیا ملتا ہی اور میرے لیئے

سزا جرمانہ گھر کی جھڑکی ہوتی ہے یا تم سب پر خفگی آتی ہے کہو تو ابھی تم سبکو نکلوا دون مین نے ہزار بار
کہا ہے کہ ذرا میرے منھ نہ لگنا کیا تمنے مجھکو کوئی دبڑو گھسڑ مقرر کیا یا دلگی باز تبایا ہے کہ میرا صاحب
اسی بہانہ سے لاؤ اِسکو بکواؤ ارے مین بھی اپنے نام کی ہون رہ تو جاؤ بھڑ دو تمھاری ایسی تیسی کی آج جو
تمھاری گت نہ بنوائی تو نام اپنا بی سیوتی نیا یا یہ کلمات سُنکر آپسمین سب چپکے چپکے دربان کہنے
لگے ارمیان ناحق تمنے اس جھاڑ کے کانٹے کو اپنے پیچھے لگایا اس سے ڈرنا ہی چاہئیے اگر یہ کچھ مالک
سے لگا دے اور وہ بڑی ملکہ سے کہین تو بیشک بغیرت ہوکر ہم سب نکالدے جائین غرض یہ باتین آپسمین
کرکے گویا ہوے کہ بی سیوتی صاحب ہم تو جیسے والہ منہ تابع زبان ویسے آپ کے آپ جسکو چاہین اندر محل
کے بلا بھیجا ہین ہمنے تو ایک قاعدہ کی بات کہی تھی آپ ہی کے لیئے اسمین بہتری تھی آپ خفا ہوں
جو مزاج مین آئے وہ کیجیے یہ کہکر عیار سے کہا میان جاؤ جاؤ پردہ کے پاس جاکر جو بی صاحب فرمائین وہ
سُن آؤ ضرغام فوراً سب ڈیوڑھیان طے کرکے قریب پردہ کے پہونچا اس زنمری نے پردے کے
اندر اپنے پاس بُلالیا اُسنے وہان جاکر دیکھا تو گھونگھٹ زنانی ڈیوڑھی کے پردے کے پاس عقب مین بنا ہے
اسطرف خلات کے عورتین بول رہی ہین کی گھنگرو کی صدا آتی ہے اور پاس وہ نازنین عنبرین موکھڑی
ہے کہ یقین تھا یہ بیہوش ہوجاے وہ اسکی سادی سادی وضع تھا تاگر عنبر شکیب ایک کرشمہ عجیب نہ تھا جو دل کھوجائے
اپنے سے پرایا ہوجاے سبزہ رنگ جسمین ایک سے کہین حسن کی ہر کی دوسرے طایر دل کے صید کرنے
پر جُٹی ہوئی چہرہ مین وہ نمک کہ جان شیرین عشاق فدا کرین بوسہ نمکین کا مزا تمام عمر نہ بھولے کانون مین ایک
ایک بالا پڑا بالا بالا گال پر ہاکر مزے اُڑاتا ناک مین کیل حسن و عشق کے مقدمہ مین وکیل سینہ اُبھرا ہوا
چھاتیون کے ہمایون کا دل مین سوز کر نکلا ارادہ پیٹ وہ نرم گل سا کمر نازک کو بے قطعہ ابھرا اُبھرا ہوا
رانین بھری بھری گول سانچے کی ڈھلی پائجامہ گلبدن کا چھتے دار پہنے پائچے اسکے کلائی پر پڑے مہین شبنم کا
چُنا ہوا دوپٹہ ہلکا پیازی رنگا ہوا اوڑھے موقع و مناسب سے ہلکا ہلکا زیور پہنے نزاکت سے ہر بار تیوریون
پر بل ڈالتی واقعی دیار حسن و وضع کی شاہ تھی آسمان دلبری کی ماہ تھی مسدس

شکل اُس گل کی گئی بھولی بھولی — پیارے باتون کے گرہ غنچہ دلکی کھولی
وہ ہیلی وہ جگت اور وہ بولی ٹھولی — چست انگیا کی کٹوری تھی تو اونچی چولی
نیچی آنکھین صفت نرگس بستان ہر دم

غنچۂ گل کی طرح سے بگریبان ہردم

عضو عضو سے یہ کہتا ہی کہ یکتا ہون مین
ہی ہتیلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین

بند سے بند کا ہی قول کہ فتنہ ہون مین
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین

رمز آنکھون کی کہو نرگس شہلا ہمکو
قول زلفون کا کہو سب سے دوبالا ہمکو

راس برق وش نے تعجب دیکھا کہ ضرغام پاس اُسکے آیا تو ہنسکر کہا کہ ارسام بن مریم جادو خیمہ مین اپنے جو رہتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی مین جانتی ہون کہ دن رات رنڈی بازی کرتا ہوگا ہر روز نئی رنڈی بلواتا ہوگا ضرغام سوچا کہ یہ رنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اس لطف حرام ارسام سے آشنائی رکھتی ہی اُسکے خیال مین دن رات رہتی ہی اور اُسکا آدمی مجھکو سمجھکر اُسنے بلایا ہی تو بھی اب ایسی باتین کرکے اسکو یقین اسکی ملازمت کا آجاوے یہ سوچکر اُسنے بناوٹ کرکے کہا کہ دلربائی جو تمھاری چاہے وہ تہمت اس بیچارے پر رکھو وہ تو ایک ہی لاکھ کا فقیر بنا ہوا بیٹھا رہتا ہی نہ گھر سے کہین آوے نہ جاوے نہ کسیکو بلاوے ہمنے تو آجتک کسی سے ہنسکے بھی بات کرتے نہین دیکھا اُس قتال عالم نے کہا تم تو اُسکی دوستی کی ایسی کہو ہی گے وہ حرامی ایک ہی ملتفی ہی یہان میرے پاس جب وہ دن پانچوین آتا ہی تو ہر ایک خواص کو ہماری ملکہ کی دیکھ دیکھ کے سسکیان بھرتا ہی میری آنکھون کے سامنے ہائے جانی کہتا ہی اور لگاوٹین کرتا ہی تمنے کہا اور مین نے مانا کہ اب وہ دھو دھوا کے مصلے پر چڑھا ہی بھلا تم تو کہتے ہو کہ مین اُنکا مدت کا دوست ہون یہی جانتے ہو سچ کہو کہ وہ ہمارے یہان کی کیا باتین کرتا ہی کبھی میرا ذکر کرتا ہی مجھکو یاد کرتا ہی یا یہان کی خواصون کا نام لیتا ہی ضرغام نے کہا صاحب مین کسکا نام لون اب تم میرا کہنا تو مانتی نہین ہو اور میری یہ طاقت نہین جو مفصل حال کہون یہ سنکر اُسنے کہا تمھین میرے سر کی قسم تمھین اپنے ایمان کی قسم تم جیسے پیار کرتے ہو جسے چاہتے ہو اُسکے سر کی قسم میرا جلوا دیکھا ہے میرا مردہ دیکھے جو سچ نہ کہے وہ یہان کسکو پیار کرتا ہی بتاؤ نہین تمھین ڈر کسکا ہی مین تو تمھارے پاس کھڑی ہون وہ تمھارا کریگا کیا کوئی خدا ہی جو روٹی تمھین نہ ملیگی بایمان خود جبتک مین زندہ ہون تمھین کوئی تکلیف نہوگی ضرغام نے کہا آپ کی عنایت سے اور سامری کے فضل سے مجھے کچھ اسکا خیال نہین لیکن کیا کہون ایک کی تو جان جاتی ہی اور آپ یہ باتین بناتی ہین اُسنے کہا او ہتیاجی مین اب سمجھ گئی سامری قسم جمشید کی قسم رتی بھر سچ نہین ایسی ہی کوئی مالزادی ہی

جو اُنکی دوستی کا اعتبار کرتی اگر وہ میرے گھر پر چلتا اور رنڈی بازی کو آگ لگاتا تو ایسا چین کراتی وہ بھی یاد ہی کو کرتا لالون کا لال رہتا اُسکو کس بات کی کمی رہتی وہ تو اسکو عارضہ کمبخت کو چھپانے کا ہی جیسے بدکار کو لپکا ہوتا ہی اچھا بتاؤ تمکو کیون بھیجا ہی اُسنے کہا آج میرے منتین کین آتم ذرا جاکر ادھر اُدھر دیکھو بھال کسکو کوئی آدمی محل کا ملے تو اُنکی خیریت مجھے لادو اُس آفت جان نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا خوب اب بھی ناحق مجھہ نگوڑی کی یاد آئی ارے کمبخت کہو کہ میرے کہے پر کیون نہین چلتا گھر مین وہ بیٹھے تو مین اُسکی لونڈی کی لونڈی بنی رہون ہر وقت پاس ہون کوئی دم جدا نہون اچھا تم اب جاکر یہ کہو کہ اس بارگاہ کے پیچھے آکے ایک آمون کا باغ ہی اُس باغ سے نکلکر ایک جھیل ہی اُسکے کنارے کچنال کا درخت ہی وہان آجاے اور مجھسے دو دو باتین کرجاے اگر میرا کہا ماننے گا اقرار کرے تو پھر نہین ہین کہان اور وہ کہان ضرغام نے کہا نہین تم ایسی باتین نکرو وہ تمھارے درد جدائی مین مرتے ہین ہر وقت اُنکا یہ حال ہی

ابیات

قابو مین نہین ہی یہ دل زار
آنکھین ہین ہر اک زرد رخسار
فرصت نہین نالہ و فغان سے
کہتا ہی وہ کچھ کا کچھ زبان سے
ہر وقت ہی بیخودی کا عالم
اب قول یہی ہی اُنکا ہر دم
الفت تجھے خوب جانتا ہون
ای حضرت عشق مانتا ہون

وہ گلرو یہ سنکر باغ باغ ہوگئی اور کہا اچھا تم جاؤ اور اُس بیوفا کو جہان کا مین نے پتہ دیا ہی لے آؤ ضرغام نے کہا پھر تم کتنی دیر مین آؤ گی اُس نازنین نے کہا مجھے کیا دیر ہی تم گئے اور مین وہان تمھارے جانے سے پہلے آجاؤنگی ضرغام یہ سنکر اُس سے رخصت ہوا اور شب بارگاہ پر آکر آمون کے باغ سے نکلکر جھیل کے کنارے کچنال کے درخت کے تلے کھڑا ہو رہا دم بھر کے بعد سرو خوش رفتار خرامان بناز و ادا سامنے سے پیدا ہوئی اور پکاری کیون جی کدھر ہو ضرغام نے اُنگلی اپنے لبون پر رکھکر پشت بارگاہ کیطرف اشارہ کیا کہ ذرا دیکھہ بھال کے آگے پیچھے بات کرو وہ گلفام اس اشارے سے جھجکی اور سمجھی کوئی میرے پیچھے کھڑا ہی یہ سمجھکر اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا اور چار طرف دیر تک دیکھا کہ ضرغام اس عرصہ مین قریب اُسکے آگیا اور اُسکے پھرنے مین کمند ماری وہ اِدھر پھری تھی کہ حباب بیہوشی مارا وہ چھینک مارکر بیہوش ہوگئی اُسنے اُسکے کپڑے لیے اور اسکو لیجاکر ایک غار مین ڈالدیا آپ رنگ روغن عیاری کا نکالکر

اسکی ایسی صورت بنا اور وہان سے روانہ ہوکر سیدھا اندر بارگاہ ملکہ **یاقوت** کے آیا دیکھا کہ ہر سمت
صحنچیون مین ہر ایک عمل کی عورتین بیٹھی ہین کوئی اپنا سنگار کرتی ہے کوئی مسی لگاتی ہے کوئی طوطے کو
جمشیدجی پڑھاتی ہے کوئی کھانا پکانے کی فکر مین ہے کیسا مہمان آیا ہے اسکی خاطر مین بصرف ہے پلنگریان
بچھی ہین جو کے تختون کے لگے ہین مامائین ہر ایک کے باورچیخانہ کو گرم کر رہی ہین یہ کنیزون اور چھوکریون کو
تجویز کرکے اُنکے پاس گیا اور کہا ہماری بی بی ملکہ **یاقوت** کیا دربار مین گئی ہین ان لوگون نے
کہا اے سیوتی کیا تو نے کچھ نشہ کھایا ہے ملکہ عالم تین دن سے دردسر مین پڑی لوٹ رہی ہین کئی دفعہ
تجھکو پکار چکی ہین کہ ارے صندل ذرا سا رگڑ کر لگا دے تو نہین معلوم کہان جاکر بیٹھ رہی تھی تجھے کچھ فکر نہین کہ
یہ کہی رہی تھین کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ارے سیوتی موئی ذرا یہان آکے بیٹھ پنکھا جھل کہان تو
اُڑ گئی تھی ضرغام نے یہ سنکر کہا اے بی بی قربان گئی مین آئے اور دوڑ کر ادھر گیا دیکھا ایک پلنگڑی پر
ملکہ **یاقوت** بیادر سیرین صندل لگائے پڑی ہے نیچے پلنگ کے مسند بچھی ہے چھپکیرین جو گھوڑے وغیرہ سامان
عشرت ... آراستہ ہے اور یاقوت اٹھ اٹھ کے دردسر سے کراہ رہی ہے کہ ضرغام نے سرہانے آکر پنکھا ہاتھ
مین لیا اور کہا اے میری بی بی تمہارے صدقے کیا کہتی ہو ملکہ نے کہا اب تو کچھ نہین کہتی صندل لگانے کو پکارتی
تھی وہ کوئی اور آکر لگا گئی اے سیوتی اب تیرا دیدہ ہوائی ہوگیا ہے نہین معلوم کہان اڑ گئی تھی ضرغام نے
کہا بی بی مین تو ادھر ہی ادھر تھی اور تو کہین نہین گئی تھی اب حاضر ہون کہین نجاؤنگی فرمایئے جو کچھ فرمانا ہو
ملکہ نے کہا اچھا تو حاضر رہ اور کسی اور کو بارگاہ **حیرت** مین بھیجکر دریافت کرا کہ شہنشاہ ساحران بارگاہ **حیرت**
مین ہین یا تشریف لے گئے اور ملکہ نے کو ... مجھکو تو یاد نہین کرتی ہین **سیوتی نقلی** نے یہ سنکر چند کنیزون کو
حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ وہ حسب ارشاد روانہ ہوئین اور وہان سے پھر آئین کہا حضور بادشاہ عالم پناہ ابھی
بیٹھے ہین اور آج ایسکہ ملکہ **بُران** سے اور جہان پناہ سے سامنا ہوا تھا اور بُران غالب آئی تھی اور صبا رفتار
عیارہ نے آکر اُسکو بیہوش کیا اور دوبارہ عیار کے ہاتھ سے **شہنشاہ** کے دشمنون کو زک پہونچی اور سامری نے
بچا لیا تو اب جتنے ملازم شاہی ہین اور ملازمان ملکہ ہین وہ سب تصدق بادشاہ پر سے اُتار رہے ہین ضرغام
نے سارا حال بُران اور چالاک کا بصورت سیوتی اُنکی زبانی سنا اور ملکہ **یاقوت** نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ
ہمارے یہان سے بھی پانچ سیر تیل من بھر ماش سو روپیہ کے ٹکے سینی مین لگا کر بھیجو اور جو لیکر جائے
میری جانب سے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کرے کہ لونڈی کے سر مین شدت سے درد ہے ورنہ

مین حاضر ہوتی اب میرے ہواس درست ہون اور یہ تھکا اجائے تو حاضر ہون کہ سیوتی یہ حکم
سنکر حیران ہوئی کہ مین روپیے اور تیل ماش کس سے مانگون لیکن اور کنیزون نے آپ ہی کہا کیون بہن
سیوتی تم کہو تو ہم تصدق کا سامان لے آئین سیوتی نے کہا اب پوچھنا اسکا کیا ملکہ نے تو فرمایا ہے لیکن مجھ
نکوڑی کا بھی کچھ کہنے مین کہنا ہی کنیزین یہ سنکر روانہ ہوئین اور سات سینیون مین ماش اور سات
سینیون مین سو روپیہ کے ٹکے اور ایک بڑے بادیہ مین پانچ سیر تیل بھرکر سب پر خوان پوش
ڈالکر سامنے لائین سیوتی نے کہا مزدورنیون کے سر پر رکھواؤ اور لیکر سامنے حضور عالم کے جاؤ
تصدق اوتروا دینا اور جو کچھ ہماری حضور نے فرمایا ہی عرض کرکے جلدی چلی آنا دیر نہ لگانا کنیزین وہ
سب سامان مزدورنیون کے سر پر رکھوا کر روانہ ہوئین اور بارگاہ حیرت مین آئین سامنے
افراسیاب کے وہ تصدق رکھا اور ملکہ حیرت کو تسلیم کرکے ٹھہرین شاہ نے انکو دیکھکر
حیرت سے پوچھا کہ یہ کسکے عملہ کے لوگ ہین جو تصدق لائے ہین حیرت نے کہا ترابنت شوم ملکہ
یاقوت جادو کے یہ سنکر کنیزون نے گرد پھر کر عرض کیا کہ ملکہ یاقوت نے تسلیم عرض کی ہی اور
کہا ہی کہ کنیز کے سر مین شدت سے درد ہی ذرا درد مین تخفیف ہو اور طاقت اٹھنے کی پاؤن تو نذر
فتح لیکر حاضر ہون افراسیاب نے کہا اچھا اچھا یہ تصدق بانٹ دو اور یاقوت سے میری طرف
سے دعا کہدینا اور فرمادینا کہ نذر تیری سرکار سے معاف فرمائی وسامری تیرا درد سر دور کرے یہ
مراعات سلطانی جو حیرت نے اسکے حال پر مبذول از جانب شاہنشاہ دیکھی عرض پیرا ہوئی
کہ ای شہنشاہ یاقوت و زمرد دونون میری جان نثار ہین اور خیرخواہ ہین جو کام دو دلتخواہی اور دلسوزی کا
یہ دونون کرتی ہین اور جیسی کچھ کہ امید مجھے ان دونون سے ہی اپنے پیٹ کی اولاد سے نہین حضور بھی
کیسکو خبر کے لیئے انکے پاس بھیدین تو بہت انسب ہی عمر شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را بادشاہ
نے فرمایا کہ بعد برخاست دربار مین خود اٹھکر اسکے دیکھنے کو جاؤنگا حیرت نے یہ سنکر بادشاہ کے
گردن مین ہاتھ ڈالدیے اور کہا یہ مکان کسکا ہی اور وہ مکان کسکا ہی سب کفش خانہ حضور ہی کے ہین اگر
آپ تکلیف فرمائینگے تو کنیز پروری اور عین خاوندی ہی اسکا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوجائیگا ابرو بڑھ جائیگی
اور آپ کی کسر شان نہو گی بلکہ باعث بلند حوصلگی اور افتخار ملازمان ہوگا کہ شہنشاہ کیا رفیق پرور ہی
کہ ادنے لونڈی کے عیادت کو چلا آیا افراسیاب نے کہا اچھا پھر دربار برخاست کرو ملکہ نے کہا

شام بھی اب قریب ہی ایک مرتبہ دربار برخاست ہوگا یہ کہکر کنیزان یاقوت سے کہا جا کر خبر کرو کہ حضور طلسم پناہ برائے عیادت تشریف لاتے ہین کنیزین یہ سنکر جلد خدمت یاقوت مین آئین اور سیوتی سے کہا بی بی سے عرض کرو کہ بادشاہ مع حیرت کے آپ کے دیکھنے کو تشریف لاتے ہین یاقوت جو لیٹی ہوئی تھی اُسنے پوچھا کیا ہے سیوتی نے عرض کیا کہ شہنشاہ آتے ہین یہ سنتا تھا کہ وہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھی اور کہا ارے سیوتی تجھے خدا کی مار موئی غارت ہوگی مالزادی ارے جلدی فرش وغیرہ آراستہ کر کیون میری ناک کٹوایا چاہتی ہے کشتیان نذر کی لے جواہر کی لاتو تو ایسا بیٹھی ہے جیسے چھلے کی بھینس اے موئی تو اٹھ کیون جاتی مالزادی گھورتی ہے یان مسند بچھا کر تکیے گرد میرے لگادے کہ مین بھی پلنگ سے اُتر کر بیٹھون یہ حکم سنکر ضرغام نے کنیزان دیگر سے زبانی ملکہ حکم درستی اسباب عیش ونشاط دیا اُنھون نے جلد جلد کشتیان شراب کی قرینے سے لاکر چنین اور فرش مکلف آراستہ کیا مسندین بچھادین فرش کی آرائش دیکھکر اطلس سرخ شرم سے عجب نہین جو قطع ہوجائے مسندون کے بوٹون پر بہار گلشن عالم کا رنگ پھیکا نظر آئے شیشہ آلات جابجا آویزان کیا اس بارگاہ کو نورافشان کیا چنگیرین اور میوون کی ڈالیان گلدستہ وغیرہ سامنے رکھے فرش کے گرد کلدستے لگادیے بارگاہ کا حسن مثل شاہد حسین وجواہر پوش تھا بناؤ سنگار کیے برنگ عروس شب اول نشہ حسن سے در و دیوار خود فراموش تھا یہ سامان تھا کہ گلشن جنت وہ ایوان تھا

مسدس

نور کا ایک وہ خیمہ بھی بنا تھا زیبا	برج مہتاب سے دیکھے تو کہے صل علے
فرش گلرنگ تو پردون مین بنا کار طلا	سیج پھولون کی بچھی وہ کہ گل عیش کھلا

سبز شیشے مے گلگون سے بھرے رکھے تھے
ہار پھولون کے چنگیرین مین ڈھیر رکھے تھے

اسی آرایش و زیبایش کرنے مین وہ دن بھی تمام ہوا اور خیمہ دھر مین چاندنی کا فرش بچھا آمد خسرو ماہ بارگاہ آسمان مین ہوئی کہ

نظم

فروغ مہر نے دامن اوٹھا یا	ہجوم شام کا اک رنگ آیا
جبین شمع نے پیدا کیا نور	ہوئی روشن زمین قریب اور دور

شام ہوتے ہی بادشاہ دربار سے اُٹھا حیرت نے دربار برخاست کردیا آپ بھی مع چند

کنیزان زرین پوش کے جانب بارگاہ ملکہ یاقوت ہمراہ بادشاہ روانہ ہوئی زمرد جادو دوسری
وزیرزادی بھی ساتھ چلی یہ سب جب اُس بارگاہ مین پہونچے سیوتی یعنے ضرغام نے آرایش کرنے
مین بارگاہ کے اپنا کام بھی کر رکھا تھا یعنے یاقوت کو تو مسند پر تکیہ لگا کر بٹھلا دیا تھا اور کئی خوان اشرفیون
روپیہ وغیرہ کے لاکر رکھے تھے لیکن چنگیرین اور پھولون کی ڈالیان میوون کی کشتیان شراب کی گلابیان
سب آغشتہ بہ داروے بیہوشی کردی تھین اور پھر اک چیز کو اپنی دستکاری سے عطر بیہوشی سے معطر کیا تھا
اور شراب کو الٹ پلٹ کر کے مخلوط بہ داروے بیہوشی کیا تھا غرض ایک لوٹا لخلخہ کا بیہوشی بھرا تیار
کر کے سامنے کو رکھا تھا کہ اس اثنا مین بادشاہ تشریف فرما ہوا یاقوت ہرچند کہ علیل تھی لیکن بنا بر
تعظیم بادشاہ و ملکہ عالم پناہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور جھک کر مجرا کیا افراسیاب نے اور حیرت نے
کہا ای یاقوت بیٹھ جاؤ تعظیم معاف یاقوت نے کہا مین ادنی کنیز حضور کی ہون کیا مجال جو بیٹھ
سکون شاہ طلسم اور حیرت دونون مسند پر آکر جلوہ گر ہوے اور اشارہ کیا کہ ای یاقوت اپنے
اپنے عہدہ کے موافق بیٹھو یاقوت سلام کر کے ایک گوشہ مین بیٹھ گئی تو کشتیان جواہر اور اشرفیون
کی سیوتی نے یاقوت کی طرف سے پیشکش کین شاہ نے ہرچند فرمایا کہ ای یاقوت مین نے نذر
تجھے معاف کی یاقوت نے نمانا اور بہت کچھ عجز کیا اور کہا عین ذرہ پروری آفتاب سپہر سلطنت کی
جو یہ قبول فرمائی جایئن شاہ نے وہ نذر لیکر حیرت کی خواصون کے سپرد فرمائی اور نذر قبول کر کے
سرفراز فرمایا سیوتی نے چنگیرین اور ڈالیان میوون کی آگے بڑھائین اور گلابیان شراب کے
سامنے رکھین شاہ نے فرمایا کہ دو گلابیان شراب کی اور ایک ڈالی میوہ کی اور کچھ چنگیرین پھولون کی
اسمین سے الگ کر کے میرے پاس رکھ دو باقی تم سب خواصون وغیرہ کو تقسیم کر دو یہ کہکر ایک پیالہ شراب کا
بھر کے شاہ نے حیرت کو دیا اور کہا میرے سر کی قسم ای ملکہ تم پیو مین ابھی نہ پیونگا اور مجھکو اس
ڈالی مین سے ایک سیب چھیلکر دو حیرت نے عرض کیا کہ انار کے دانے قاب مین لگے رکھے ہین
آپ نوش جان فرمایئن اور مین بغیر آپ کے شراب نوش فرمائے کاہیکو پینے لگی افراسیاب نے کہا
تمکو ناحق کی ضد ہی یہ کہکر پیالہ شراب کا رکھدیا اور تھوڑے دانہ انار کے کھائے اور ایک خواص نے
کئی سیب چھیلکر قاشین طشتریون مین لگا کر سامنے رکھدین حیرت نے بھی انکین کئی سیب کی کھایئن
اور افراسیاب نے کہا ای یاقوت انار کے دانہ تو درد سر کو نقصان نکرینگے بلکہ اگر گرمی سے ہوگا

توجاتا رہیگا تو بھی تھوڑے دانہ کھالے اور کوئی پھانک سیب کی جگہ یہ کہکر اُسکی طرف طشتری بڑھائی یاقوت نے اُٹھکر شاہ کی بلائین لین اور تسلیم کرکے وہ طشتری ہاتھ سے لی اور ایک پھانک سیب کی کھائی حیرت نے دو کو لے اُٹھاکر زمرد جادو کو دیے اُسنے سلام کرکے لیے اور یاقوت نے حکم دیا کہ ارے ہمارے مجرئی طائفون کو بلاؤ کنیز سامری اور اُجاگر - اور جمشید باندی زنڈیان کہان ہین اُنھین لاؤ شہنشاہ کے سامنے کچھ گائین بجائین یہ حکم پاکر کنیزون نے ہر ایک پریوش زہرا کردار رنڈیون کو سامنے لاکر حاضر کیا پہلے سب سے جمشید باندی کا مجرا ہوا یہ عجب گرما گرم رنڈی تھی کہ باوجود سرگردانی اور دوڑ دھوپ کے آفتاب نے کبھی ایسے شعلہ رخسار عورت پردۂ فانوس عالم مین نہ دیکھی تھی سراپا کے لکھنے مین طول ہوگا مختصر سا اُسکا یہ حلیہ ہے کہ بیت

رنگ سانولا پیٹ ملائم اور لچون پر سختی ہی	چھاتی سے لے ناف تلک کھنڈل کی سی کھنچی ہی

اور اُسکی صورت زیبا کو دیکھکر تماش بینون کا یہ قول تھا کہ ای مایۂ ناز بموجب رباعی

گو حسن کا یان نہین ہی پیارے توڑا	خوبان جہان سے ہمنے پر منھ کو موڑا
ہر چند کہ تھا تماشبینی پر مزاج	پر تمسے ملے تو ہمنے سب کو چھوڑا

اس ماہ وش نے بصد کرشمہ سنجر خوش الحانی سامنے بادشاہ کے ناچنا شروع کیا اہل انجمن کا دل تڑپا دیا مرغ نیم بسمل کیطرح دلکو رقاص بنادیا ساز نے اور ہی لطف دکھایا خاطر عشاق سے دمساز ہوا آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھا منھ سے واہ واہ کا تار بندھا ہر ایک محو ہو کر راگ سُننے لگا نظم

اشکون کی تھی آکے رخ پر بہیا	ایسا وہ الاپی تھی الہیا
بندھتی تھی کبھی جو برج کی دھن	سُن سُن کے سب اہل فہم تھے سُن
بھیرو کا تھا بزم مین جو چرچا	بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
ہر راگ رواں تھا صورت رود	بہو سالی دکا ٹھہراؤ کا معبود

جب شاہ جادوان اسکا گانا سُنکر محو ہوا اُسوقت اس پری تمثال نے اس غزل کو گایا کہ غزل

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے	یہ دل کیا مزیدار پیدا ہوا ہی
گرا ہاجو مین تو یہ رک کر وہ بولے	کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہی
ذرا اور تلک آکے دیکھو تماشا	عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہی

ہوا چشم مردم سے آرام پنہان
وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہی

موئے جس سے گھل گھل کے مجنون ہزاران
ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہی

مرے لخت دل دیکھ ابتک روان ہین
یہ دریا مین گلزار پیدا ہوا ہے

کرو منع ناصح کو ہمسے نہ بولے
کہان لکا یہ غمخوار پیدا ہوا ہی

جو کہیے کہ لو نقد دل تو یہ بولے
برا تو تو زردار پیدا ہوا ہی

اس عرصہ مین پھولون کی خوشبو ایسی پھیلی کہ سبکی کیفیت دگرگون ہوئی بیہوشی نے اپنا اثر ظاہر کیا کچھ احتیاج میوے کھانے اور شراب پینے کی بھی نہ تھی افراسیاب و حیرت و یاقوت و زمرد جادو وغیرہ سب اپنے آپ مین نرمے اُدھر کنیزون کو بھی بادشاہ نے ازراہ عنایت کی تھین اُنھون نے بھی حصہ بانٹ کر کے میوہ کھایا تھا وہ سب اس کانے پر آپسمین دھول جھکڑ مستانی ہوکر لڑنے لگین کسینے کسیکے چونٹے پکڑ کر کھینچے کسی نے کیسکا گال کاٹ لیا کوئی کسی سے آہ پیارے کہکر لپٹ گئی انمین حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ نے پیالہ شراب کا ناحق بھر کر رکھدیا نہ آپ پیتے ہین نہ مین یہ شراب کا یہان رکھنا کیا ضرور شاہ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہی تو مین ہی پہلے پیتا ہون یہ کہکر چاہا کہ پیالہ مُنھ سے لگاؤن اُسوقت ایک پنجہ نے پیدا ہوکر تھپکی دی کہ شراب سب فرش پر گر پڑی شاہ نے کہا ای یاقوت ہائین یہ شراب کیسی تھی جسکو میرا سحر پینے سے مانع ہوا یاقوت خود عالم محویت مین تھی جواب کون دے اُدھر لونڈیون نے تڑاق پڑاق چھینکنا شروع کیا اور ہر طرف گرنے لگین حیرت نے چاہا کہ افراسیاب سے کچھ کہے زبان مین لکنت آگئی اشارے سے کہا شہنشاہ ہوشیار ہو جاییے شراب نہ پینا بیہوشی کا اثر معلوم ہوتا ہی شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا اتنا تو کہا بھلا او قحبہ یاقوت تو نے کسی عیار سے آشنائی کر کے یہ حرکت کی ہی یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے چکر کھاکر زمین پر گرا حیرت و زمرد وغیرہ ہان ہان کر کے جو اُٹھین یہ بھی گرین اور بیہوش ہوئین سیوتی یعنے ضرغام شیردل نے خوش خوش جب مع رقاصون وغیرہ سبکو بیہوش دیکھا اُٹھکر تکمہ بارگاہ مین لگایا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ افراسیاب کی چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لے اُسوقت کسی نے بڑے زور سے اُسکو ڈھکیل دیا کہ یہ چار دن شانے چت گرا اور ہر طرف حیران ہوکر دیکھنے لگا کس نے مجھکو ڈھکیلا کوئی نظر نہ آیا یہ پھر جست کر کے افراسیاب کے قریب آیا پھر کسی نے گردن پکڑ کر اُسکو دور لوایا

اُسوقت یہ سمجھا کہ تو نے بیوقوفی کی جو اسکے قتل کا عزم کیا یہ کافر بادشاہ طلسم ہمارا نجائیگا بس یہ سوچکر
حیرت کی چھاتی پر چڑھا اور چاہا کہ ذبح کرے ناگاہ افراسیاب کے منھ پر ایک پچکاری روئے ہوا سے
زعفرانی رنگ کی کسی پری نے لگائی کہ اسکو ہوش ہوگیا اور اُسنے دیکھا کہ سیوتی لونڈی یاقوت
کی خنجر کھینچے حیرت کو ذبح کیا چاہتے ہی یہ دیکھتے ہی لبان برق چمک کر ضرغام پر آیا اور سحر اسیر کرکے
اسکو گرفتار کیا اور باران سحر برسایا کہ سبکو ہوش آیا جب حیرت وغیرہ جملہ ساحر ہوشیار ہوئے
شاہ نے کہا ای ملکہ تم پہلے اس عیار کو بارگاہ سے باہر لیجا کر کسی درخت سے باندھو اور ایک گولا سحر کا
مار کر اسکو فنا کرو یہ سُنکر حیرت اُٹھی اور یاقوت دوڑ کر قدم پر بادشاہ کے گری اور عرض سا
ہوئی کہ لونڈی کا کچھ قصور اسمین نہ تھا مین بالکل بیقصور ہون حضور قلم عفو میرے جرائد عصیان و خطا پر
پھیرین شاہ نے اُسکے غدر کرنے سے رقعہ جمشیدی بازو سے کھولکر اسمین سب کیفیت عیار کے یہان آنکی
معلوم کی ظاہر ہوا کہ سیوتی کنیز فلان غار مین پڑی ہی اور یہ حقیقت گذری ہی یاقوت کی کوئی خطا
نہین ہی بارہا تیری بی بی نے اور تو نے خود عیارون کے ہاتھ سے دھوکا کھایا ہی فریب و مکر سے
انسان ناچار ہی یہ دریافت کرکے شاہ نے کہا ای یاقوت سچ ہی کہ تو بے خطا ہی اور تیری کنیز فلان
مقام پر پڑی ہی اُسے یہ حال سُنکر سحر کا پنجہ بھیجکر سیوتی کو اٹھوا منگوایا اور اسنے آکر جب ہوشیار ہوئی
لباس پہنا ملکہ کے گرد پھری اور ملکہ حیرت ضرغام کو لیکر بحکم بادشاہ باہر بارگاہ کے آئے اور
درخت سے اسکو باندھکر آمادہ قتل ہوئے بادشاہ اُٹھکر بارگاہ مین حیرت کے چلا گیا اور پلنگڑی پر
لیٹا کہ اب حیرت بھی قتل کرکے عیار کو آئیگی اسکے ساتھ آج سو رہونگا یاقوت کے یہان سب کنیزون پر
عتاب آیا یاقوت نے سبکو سزا دی کہ مالزادیو اسوقت میری اور تمھاری سبکی جان گئی تھی ناک کٹی تھی
سامری نے بڑا رحم کیا ایسی تم ستانیان ہو کہ کچھ خبر نہین رکھتین کہ کون خیمہ مین آیا ہی خبردار اب
کبھی ایسی غفلت نکرنا حاصل کلام یہان تو یہ ماجرا ہی اِدھر حیرت ضرغام کو قتل کیا چاہتی ہی اُسکو
اسی حال مین چھوڑ کر شمہ حال مہتر برق فرنگی سُنیے کہ ہمراہ ضرغام یہ بھی عیاری کو نکلا تھا اور ایک طرف
روانہ ہوا تھا چنانچہ بفکر عیاری یہ صحرا مین آیا کچھ دور پر ایک مقام بلند دیکھکر اُسپر چڑھ گیا اور یک
نگاہ دوڑانے لگا ایک جانب لشکر عظیم جنگل مین اُترا دیکھا کہ دو تین کوس تک خیمہ و بارگاہ و سراچہ
وسراپردہ وغیرہ نصب ہین راوٹیان کنڈنی دیپچے ایکسین قلندریان مارکیان استادہ ہین بازارین

لگی ہین خیمون کے اطراف مین سڑکین بنی ہین سقّے آبپاشی کررہے ہین یہ دیکھکر برق وہان سے
اسی لشکر کیطرف چلا اور ساحر تو بنا ہی ہوا تھا داخل لشکر ہوکر دیکھا کہ عجب طرح کی رونق ہی جھنڈے گنج کے
استادہ ہین ساحران زبردست خیمون کے سامنے تختون اور کرسیون پر بیٹھے ہین مُندری کنڈل
اُنکے کانون مین پڑے ہین ہوم خانے استادہ ہین بنگالی اور کانوردیس کے جادوگر ڈمرو بجاتے ہین
اگیاری کررہے ہین ترسول دہنسول انکے سامنے گڑے ہین ہار اُسمین لپٹے ہین جادوگرنیان جوان
جوان بازارون مین پھرتی ہین کہین سوار دنگل لین بڑی ہی کہین پیادے اترے ہین بستر جمے ہین
اُسمین چھپر چھائے ہوے ہی ڈھولک تاشے بجتی ہین سب شاد وخرم بھر رہے ہین اور بیٹھے ہین کہ بموجب

ابیات

فوج کا تیرے کرسکے نہ شمار
کثرت اُسکی ہے جب تو ہوئے سوار
آنکھین مل مل یہ مہر ہو بے نور
تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب
بچھے اس بارگہ مین جب مسند
قالین اُسکے ہر ایک با انداز
دیکھے تب تجھے کہ تو اُس دم
اور سرکردہ جتنے ہین دُشمن
دست بستہ مطیع فرمان کا

گو عطارد حسابدان ہوئے
بسکہ پُرگرد آسمان ہوئے
جیسی شیشہ یہ تابدان ہوئے
نصف اُسکی نہ کہکشان ہوئے
رشک صد تخت خسروان ہوئے
بہتر از باغ و بوستان ہوئے
بیٹھکر اُسپہ حکمران ہوئے
کوئی نواب کوئی خان ہوئے
روبرو زیر سایبان ہوئے

اس لشکر کثیر کو اور اُسکے عظمت وشوکت کو برق نے دیکھکر دل سے کہا ان کافرون نے بھی بڑی
آسودگی اور رفعت منزلت پائی ہی اے برق یہ سب چمک دمک اُنکی خاک مین ملادینا چاہیے
غرضکہ کچھ ایسا فکر مین عیاری کے گیا کہ بڑی دیر تک سوچا کیا آخر ایک گوشہ مین ٹھہر کر گدڑیے کی ایسی
صورت بنا انگوچھا گاڑھے کا سر پر باندھا کمل کندھے پر ڈالے ہوتی باندھے ننگے پاؤن ہوا لاٹھی
ہاتھ مین لیکر اسی سمت چلا کہ جدھر کوئی گانون بستا تھا یہ تو مدت سے یہان آیا ہوا ہی سب مقامات
جانتا ہی اِس گانون مین جاکر ایک بھیڑ کسی گڑریے سے مول لی اور اُسکو کاندھے پر رکھکر بہت جلد

اُس لشکر مین آیا اور لشکریون سے مستفسر ہوا کہ صاحب یہ لشکر کسکا ہی ایک جمعدار نے سپاہیون کے کہا کہ لشکر مہیب برسوار پیلتن جو بیٹا ملکہ حیرت جادو کے بھائی کا اور بھانجا شہنشاہ ساحران کا تو نے سنا ہوگا کہ پہلے یہان آیا تھا اور مارا گیا اُسی کا یہ بڑا بیٹا شیر دل فیلتن بن مہیب بہران سوار جادو ہی اپنے باپ کے مارے جانیکا بدلا لینے آیا ہی ایک لاکھ پچیس ہزار جادوگر ہمراہ لایا ہی اب کل صبح کو اپنے نانا شہنشاہ ساحران اور دادی ملکہ حیرت سے ملکہ مہرخ وغیرہ نمکحرامون اور سرکشون سے لڑیگا اور سر انکا کاٹیگا یا زندہ گرفتار کریگا برق نے یہ کلمات سنکر بھیڑ کو کندھے پر سے اُتارا اور کہا گُسیان تمنے تو ایسی خبر سنائی کہ مین بہت خوش ہوا اور اب اچھی طرح سے ٹھہر کر اس ماجرے کو سُن لونگا تو آگے جاونگا تھک بھی گیا ہون دم بھی لیلونگا اور حال بھی سنونگا کیونکہ ان مسلمانون نے تو وہ کانون بھی لوٹ لیا ہی جسمین یہ غلام تمھارا رہتا ہی میرا بھی گھر لُٹ گیا ہی سامری ایسا کرین کہ یہ سب عیار اور اُنکے طرفدار مارے جاہین خوش یہ کہکر پاس اُس سپاہی کے بیٹھا اور کہا سنو تو میرے مالک تمنے جو یہ کہا کہ یہ صاحبزادہ کل سب نمکحرامون کا سر کاٹے گا تو میرے سمجھ مین نہ آیا کیونکہ سر کاٹیگا کس لیے کہ باغیون کے پاس بھی تو بڑی فوج ہی اور اُنکے ہمراہ تو کل سوا لاکھ ساحر ہین پھر کیا سبب ہی کہ لاکھون ساحرون کو اندھا کر کے پکڑ لیگا اسمعٰیل تمھارے جادو و آذر فرمان مخمور اختر بن سہیلان فیلزور کو ایسا بادشاہ بران ایسی شاہزادی ہی ایسے بڑے بڑے نامی اور زبردست ساحرون کو یکایک پکڑ لینا تو کچھ سمجھ مین نہین آتا اور علاوہ اِن ساحران نامدار کے دو چار مکار عیار بھی ہین اُن لوگون کا دفعتاً قتل ہونا تعجب کی بات ہی ہزارون نامی گرامی ساحران افراسیاب کے ملازم یہان آئے اور قتل ہوگئے اور شاہ نے بیشمار فوج ساتھ کر کے سرداران طلسم کو بھیجا لیکن کوئی فتحیاب نہوا اسلیے کہ عیارون نے راہ مین انکو مار ڈالا کوئی بھی زندہ پھر کر شاہ پاس نہین گیا پھر کیا وہ جادوگر نہین تھے جو ہلاک ہوگئے انکا فتح پانا باغیون پر میری تو سمجھ مین نہین آتا ہان کوئی تحفہ طلسم انکے پاس ہوگا مجھکو بتاو تو کہ یہ کیا بات ہی اس جمعدار نے کہا اور ون مین اور انمین زمین آسمان کا فرق ہی انکے پاس دو چیزین ایسی ہین کہ اگر بادشاہ طلسم بھی ایکبار انکا سامنا کرے تو سارا اپنا سحر بھولی اور بیہوش ہوکر گرے اور کسی ساحر ادنیٰ و اعلیٰ شاہ و گدا کی تو کیا حقیقت ہی جب شہنشاہ ساحران کا یہ حال ہو برق نے کہا میان صاحب وہ کوئی ہتھیار ہوگا جو ایسے کام دیتا ہوگا یا کوئی جادو کا بیر ہوگا جو دشمن کو بیہوش اور ناچار کر دیتا ہوگا وہ جمعدار بولا کہ ایسے

مسخرے تو کیا جانے ناحق بک بک کے مغز پھرایا ہے جا اپنے کام لگ ہمین ان چیزون کے بتانے کا حکم
نہین ہے اُسنے کہا تم چاہے بتاؤ یا نہ بتاؤ مین سمجھ گیا انکے پاس عمل ہوگا اُسکی روشنی مین یہ سبکو بیہوش کر
ہونگے وہ جمعدار ہنسا اور بولا کہ ابے واہی اُنکے پاس خاک جمشیدی کا ڈبہ ہے اور ایک جادر سفید محمودی
کی ہے کہ جہان یہ اُسکو اوڑھ لین تو شہنشاہ کا سحر اثر نکرے اور وہ خاک جس فوج مین اُڑا دین وہ
فوج بیہوش ہو جائے سوا اُسکے اس صاحبزادی مین زور طاقت ایسا ہے کہ فیل مست سامنے آجائے
تو یہ جادوا سپر نکرین اور اپنی طاقت سے اُسکو پکڑ لین اور اُنکی مان ملکہ جاموش فیل تر ور اور اُنکے دو
نامون فولاد اژدر خوار اور گزارہ مازبان جادو ایسے زبردست ہین کہ ایک مرتبہ شہنشاہ سے
کچھ رنج ہو گیا تھا اور شہنشاہ نے ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز و باغبان قدرت و صنعت سحر ساز
اپنے چار دن وزیرون کو بارہ لاکھ سپاہ ساحران زبردست سے اُسپر بھیجا کہ جاکر بطور چشم نمائی اُنکو پکڑ
لائین اور یہ صاحبزادے اُن دنون مین بہت صغر سن تھے لیکن پھر بھی فولاد اژدر خوار نے ابریق
کو اور گزارہ زبان نے سرمایہ کو پاڑ لیا اور جاموش نے اپنی سرحد مین کسی طرح فوج کو نہ آنے دیا
چالیس کوس پر اپنی سرحد سے آگے آکر صنعت کو گرفتار کیا باغبان قدرت وزیر دانشمند تھا اُسنے
بعجز والحاح مصالحہ کر کے کوچ کیا اور شہنشاہ سے آکر حقیقت کہی بادشاہ نے ہزار طرح چاہا کہ انکو گرفتار
کرون ممکن نہوا آخر حیرت جادو کو بھیجا کہ اُسکے سب عزیز دار تھے اُسنے آکر آپسمین صفائی کرائی اور
وزیرون کو چھڑایا پھر کبھی بادشاہ طلسم نے اُنکی جاگیر مین حوصلہ کی بیشی کرنے کا نہین کیا برق نے جب
یہ ماجرا سب اس جمعدار کے زبانی خوب دریافت کر لیا اپنے دل سے کہا کہ ای برق خوب آکر پہونچی
اب جلد اُسکی تدبیر کرنا چاہیے ورنہ خدائے تعالی اس ظالم کے شر سے ہمارے لشکر کو بچائے بڑی
مضرت پہونچی گے دل سے تو یہ کہا اور اس جمعدار سے پھر تجاہل کر کے کہا کہ میرا صاحب آپ نے جو یہ
فرمایا یہ سب سچ ہے مگر وہ چادر محمودی اور ڈبہ خاک کا کوئی دو سو روپیہ کا ہوگا جمعدار نے یہ سنکر ایک
قہقہہ مارا اور ایک دھول اُسکے سر پر لگائی اُسنے سر جھکا لیا کہ ہاتھ خالی گیا اور اُسنے کہا گستیان معاف
نہوا اچھا تین سو روپیہ کی مالیت سہی اُسنے کہا ابے جا واہی کہین کا ابے وہ لاکھون روپیہ کا مال ہے
بلکہ لاکھون خرچ کیجے سے بھی نہین ملتا ایسی چیزین گردون کو بھی دستیاب نہین ہوتین تو سو دو سو
لیے پھرتا ہے سلطنتین اُسپر سے قربان کی گئین تو اپنی بھیڑیون کی قیمت سمجھا ہے کہ سو دو سو کہتا ہے

تیرے نزدیک سو روپیہ بہت ہوئے برق نے کہا میان جی تم سچ کہتے ہو مین بارہ روپیہ کا قرضدار
ہون ایک بھیڑ روزگو ہانے سے لاکر میان اِدھر اُدھر بیچتا ہون جو کسی سخی کا سامنا ہو گیا تو دن
بھر مین چار پیسے نفع ہو گئے جمع مالک کو پہونچا دی نفع اپنے جورو لڑکون مین صرف کیا اِسی طرح
پیٹ پالتا ہون مین بسر کیا جانون کہ ہزار روپیہ کیسے ہوتے ہین جمعدار نے کہا چل آج تیری بھیڑ
ہم نفع سے بکوادین برق نے کہا اس سے کیا بہتر اگر نفع ملجاے گا تو آپکو دعا دونگا نہین تو آج میرا
ارادہ ہی کہ اِسکو گھر لیجا کر ذبح کرون گوشت الگ سری پاے الگ کھال علحدہ کلیجی بھونی علحدہ اوجھڑی
چھیچھڑے وغیرہ الگ بیچکر بہت سا نفع اُٹھا دن اُسنے کہا تو بقر قصاب ہی اُسنے جواب دیا نہین صاحب
مین تو چرواہا ہون لیکن کیا کرون پیٹ کے لیے قصائی بنا بھی کرونگا اُسنے کہا اچھا لے اب بھیڑ کو
اُٹھا ہمارے ساتھ چل داروغہ باورچیخانہ کے ہاتھ بکوا دین برق نے اُسوقت اُس جمعدار کے پائون
چھوئے کہا او میان کیا بات ہی چلو جلدی او رمیان اِس روزگار مین اب کچھ نہین ملتا داروغہ جی
اور جو کچھ چاہین مجھے کام لین نوکر رکھ لین تو مین رہون نہین روز مجھی سے بھیڑ بکری منگایا کرین
لادیا کرون گا جمعدار نے کہا اس بھیڑ کی قیمت بتا اُسنے کہا ڈیڑھ روپیہ جمعدار نے کہا نہین ایک
روپیہ کھرا لو ہم تجکو دلا دینگے دستوری سے بھی کچھ مطلب نہین اسنے کہا نہین صاحب مجھے
نقصان ہوگا میرے جورو لڑکے آج اُپاس کرینگے مین سرکار کے باورچیخانہ مین نہ بیچونگا اُسنے
کہا ابے دہاتنک چل تو سہی کچھ نقصان نہوگا نہ جورو لڑکے فاقہ کرینگے تو داروغہ کے دو چار کام کر دینا
وہ تجھے کھانا بہت سا دو چار آدمی کی خوراک دینگے برق نے کہا اچھا چلیے جو آپ کہتے ہین وہ
ہی سہی غرض جمعدار اِسکو لیکر مع بھیڑ کے باورچیخانے کیطرف آیا برق نے دیکھا دور تک قنا تین
کھچی ہین دیگین گولون پر چڑھی ہین باورچی صافیان ہاتھون مین لپیٹے ڈیگون کا نمک ڈوّے
سے نکالکر چکھ رہے ہین ایک طرف تخت بچھے ہین اُسپر ترکاری چھل رہی ہی صافیون کو بکرے
چاولون کو بھیود دیتے ہین پلاو کے بعض دیگین دم پر لگی ہین کھیر گھٹ رہی ہی گرم مسالہ پستا ہی
ہاون دستہ مین ہلدی وغیرہ کٹ رہی ہی دہی پتیلیون مین رکھا ہی ایک طرف اُسی حصار مین
ایک خیمہ چھوٹا سا استادہ ہی وہان فرش بچھا ہی در خیمہ پر کرسی بچھی ہی داروغہ باورچیخانہ بیٹھا ہی سامنے
اُسکے پُڑیان لونگ الائچی زعفران مشک وغیرہ کی بانگی کے لیے رکھی ہین خوان ایک طرف چنے ہین

ظروف طلائی نقرئی مسی چینی وغیرہ کے دھوئے جاتے ہین طاس بڑے بڑے اور لگن پانی سے لبریز رکھی ہین وہ سامان ہر کا ابیات

کافی وان زیری کو محصول نہو گر مان کا
حاصل ہند سے پورا نہ پڑے اُسمین نمک
چرخ وکہسار کو مصرف سے ہی دہشت داغ
آپ گویا کہ مشابہ بہ پیاز و ادرک

غرض وہ جمعدار برق کو سامنے دار وغہ کے لایا اور کہا داروغہ صاحب یہ بہت محتاج ہی اگر آپ راتب کے لیے بھیڑ بکری جو منگایا کرین یہ لادیا کریگا یہ بیچارہ غریب بہت ہی یہ بھیڑ جو لایا ہی دیکھیے بہت فربہ ہی مگر ایک روپیہ کو اس سے ٹھہری ہی سرکار مین لگا دیجیے تو لے لیجیے ورنہ ہم سب ملکر لے لین اور اسے دام دیدین حصہ بانٹ کرلینگے اور آج قورما کھائینگے داروغہ نے ایک روپیہ برق کے حوالہ کیا اور بھیڑ کو باورچی کو حوالے کیا اور برق سے کہا کہ ابے جائیگا یا ٹھہریگا اُسنے کہا خداوند آپکو سامری سلامت رکھین میرے پیٹ کی خبر لیجائیگا مین روز آیا کرونگا اور بھیڑ لادیا کرونگا آج بھی مجھے جمعدار نے بھروسا دیا تہا کہ تجھے کھانا ملجائیگا داروغہ نے کہا اگر تو پہر چار گھڑی ٹھہر تو مین بہت سا کھانا تجھے دلادون برق نے کہا مالک میرے مین بیٹھا ہون کہان جاؤنگا یہ کہکر برق ایک کنارے جاکر بیٹھ گیا اور چادر کو اوڑھ کر دبک کر بیٹھا جسمین یہ معلوم ہو کہ بہت ہی غریب ہی گھڑی بھر کے بعد ایک خاصہ بردار نے کہا ابے او مزدور ذرا چلم پر آگ رکھدے برق نے کہا بہت خوب اور چلم لیکر باورچیخانہ مین جو گیا تو آنکھ بچا کر دو چار دیگون مین اُسنے بیہوشی ملادی دم بھر کے بعد ایک باورچی نے کہا ابے او بھیڑ والے ذرا بلاؤ کی دیگ کے نیچے آہستہ آہستہ آنچ کر اور وہین بیٹھا رہ برق یہ سنکر وہان جا بیٹھا اور وہان قریب قریب جتنے کھانے اور سالن تھے سب مین بیہوشی کو ملاتا رہا اسمین وہ داروغہ آکر گویا ہوا کہ ابے بھیڑ والے تو گھبرانا نہین مین خاصہ نکلوا کر حضور کو کھلوا آؤن تو تجھے کھانا دون اور باورچیون سے کہا کہ جلد نکالکر چنگیک اور رکابی ہر ایک کھانے کی مجھے لاکر دکھاؤ باورچی اور خاصہ بردون نے چنگیک کے خوان لگائے اور وہ کھانا لیجانے کو برق کے سوا اور کون تھا یہی مزدور سامنے موجود تھا اسی کو دیا کہ داروغہ کو دے آ برق جو وہ خوان لیکر چلا راہ مین اس سبکو خوب بیہوشی آمیز کرکے اُس خیمہ مین آیا کہ جسمین داروغہ رہتا تھا چنانچہ وہ اسوقت اپنی پلنگڑی پر بیٹھا ہوا گڑگڑی پی رہا تھا کہ اُسنے وہ خوان سامنے رکھا داروغہ نے کہا ابے بھیڑ والے ٹھہر تو آدمی کام کا معلوم ہوتا ہی آج تو نے بڑی

محنت کی ہی اب مین یہ چشاپ چکہ لون تو سرکار کو کھانا کھلا آؤن پھر تجھکو اسقدر رکھانا دونگا کہ تو لیجا نہ سکیگا
اچھا بیٹھہ جا برق سلام کرکے بیٹھا اور داروغہ نے خوان کھولکر کھانا تھوڑا سا کھایا اور اُٹھا کہ اب چلکر خاصہ کے
خوان ہمراہ لیکر جاؤن بس جیسے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ چرخ کھاکر گرا برق نے تنہائی پاکر اسکو اُٹھایا اور جو
سا بیہوش کرکے پلنگ کے نیچے دری مین لپیٹ کر چھپا دیا اور اُسکا پیرہن لیکر آپ پہنا اور اُسی کی
ایسی صورت بنکر پگڑی باندھکر باہر آیا باورچی وغیرہ خوان کھانے کے نکال چلے تھے سبکو آکر دیکھا
اور جو جو طریقہ درستی کا باقی رہگیا تھا اُسکو آپ درست کیا پھر مکرر درست کرنے مین بیہوشی ملاتا گیا
غرض وہ کھانا مزدوروں سے اُٹھوا کر بارگاہ شاہی مین لایا مزدورون کو رخصت کرکے صحنچی مین
خوان کھولکر دسترخوان بچھایا لیکن سامنے سریر عزت پر ایک نوجوان مہیب فیلتن ببر سوار کو بیٹھے
دیکھا کہ پندرہ برس کا سن ہی جوانی کے دن ہین کانون مین سونے کے کنڈل پڑے ہین سیاہ
گلے سے اُسکے پیٹے ہین ہر نتھنون سے اُسکے شعلۂ آتش نکلتے ہین اور دونون ماموں اُسکے بڑے
خونخوار نظر آتے ہین دل ترک فلک بھی دہلاتے ہین خبیث اُنسے پناہ مانگے ڈیٹ سے اُنکے
شیطان بھاگے بسان دیو قوی ہیکل وبدصورت مہیب اشکال بڑے قوی بال بال سر پر فلیتہ
فلیتہ لپٹے ہوئے دہاسن ناگن سانپ کوڑیالے کالے سرخ چٹیالے گلے سے لپٹے ہوے مُندرے
جواہر کے کانون مین پڑے کھو رسیندور کے لگائے آنکھین لال لال دہان خون کے لبریز پا آگ کے نقلون
کے طرح دہکتی ہوئین کان ناک سے چنگاریاں اُڑتی ہوئین ساری باندھے کرتے پہنے جھولیاں کھاروے
کی کندھون پر ڈالے آرد بنولے رائی سرسون مٹر کی آگ دھتورے وونا مردے کی تپی اُنمین بھری
پتھری لنگیان باندھے بیٹھے باتین کررہے ہین اور گرد اُنکے ساٹھہ ستر ساحر جلیل القدر اُنکے عزیز
یگانے بڑے بڑے زبردست خونخوار صورتین بنائے حاضر ہین اور پشت بارگاہ پر ایک چھوٹی سے
بارہ دری مخمل کی ہی اُسمین کچھ رنڈیان جادوگرنیان چلمنین ڈالے بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین مان اُنکے
جاموش فیل زور بیٹھی ہی العیاذ باللہ عجب شکل اس لگاتہ کی ہی کہ مادر دہر بھی جس سے خوف کھاتی ہی
اگیا بیتالون کو بھگاتی ہی چڑیلون کو ادھلی مین دوڑاتی ہی یہ شکل اُسکی ہی ابیات

نہایت اک کنیز کہنۂ عصر جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زال	کرے دلکش نظم ہی جسکی ہر اک نثر تمے وان دلالہ محتالہ کیا مال

نہایت

ضعیفی سے گردن اُسکی ہین کیا بات | کہ جننے کی تھی بڑھیا آ کے مات
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ قامت | تھی سر پر بڑھو گردن سے نت قیامت
غرض اِس پُر دل پر یہ کاردانی | تھی گویا مادر گیتی کی نانی

اور ساحر مہ اور اُسکے دونون ماموں یہان اُتر درد مان خونخوار و دل آزار تھے یہ نقشہ انکے شکار تھے کہ **نظم**

وہ تھی افسرون مین مگر سخت | توانا قوی ہیکل و تیرہ بخت
شجاعت مین نامی گرامی شہیر | تنومند مانند پیل شریر
سیہ رو ستمگار و پر مکر و کید | کرین سحر سے اپنے رستم کو قید

برق انکی صورتین دیکھکر ڈر سا مگر نظر بفضل خلاق بحر و بر کرکے دستر خوان بچھا کر سامنے مہیب کے آیا اور عرض رسا ہوا کہ حضور خاصہ تیار ہی اُسنے حکم دیا کہ پہلے اماں جان کو اندر کھانا بھیجو برق نے سونے چاندی کے تھالون مین کسیقدر کھانا نکالکر اندر چلمنون کے دیا وہان بھی دستر خوان بچھا اور مہیب اپنے ماموں اور عزیزون سمیت دستر خوان پر آکر بیٹھا سب نے کھانا شروع کیا برق نے تھوڑا کھانا لیکر خواص و خدمتگار جو کھڑے تھے اُنکو اشارہ سے الگ بلا کر دیا اور کہا یار وہم تمھارے دوست ہین جلد ایک ایک نوالا کھا کر پانی تو پیو پھر تقسیم ہوگا کھانا اُس وقت ملیگا اُسکو بڑی دیر ہی جبتک کچھ ڈھارس تو ہوجائیگی وہ سب خوش ہوگئے اور سلامت رہین سلامت رہین کہکر کابیان پلاؤ وغیرہ کی لیکر کونے مین بیٹھکر کھانے لگے اتنے عرصہ مین اندر باہر سب جگہ بیہوشی کا اثر ظاہر ہوا اور ادنی و اعلے زن و مرد جو سر گھومنے سے گھبرا کر اُٹھا زمین پر گرا اور بیہوش ہوا خدمتگار وغیرہ بھی جھومنے لگے بعض پکارے یارو قیامت آئی یہ کہکر گرنے لگے آخر سب بیہوش ہوگئے کھانے نے گویا اُنکو کھایا سب خوان و دستر خوان نے یہ سنایا کہ اب کھانا تمکو نصیب نہوگا تنور فلک سے بس یہی روٹی آخری تھی اب عوض شیرینی کے تلخی مرگ کا مزا چکھو اور طعمہ شمشیر دشمن بنو اب تمھارے ہڈیان زمین کھائیگی گور مین خاک سے بھوک جائیگی دہن گور مدت سے تمھارا بھوکا تھا اسلیئے تمھارے واسطے کھلا تھا روزگار غدار تمھارے لیے بھوکا تھا جو پال پال تمھارے ہی جان کا کال ہوگیا مادر دہر وہ ڈائن ہی کہ اب تمھارے ہی کلیجہ کھائیگی ہڈیان چبائیگی **نظم**

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک ۔۔۔ خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

حاصل مرام جب وہ سب ساحران ناکام کھانا زہر مار کرکے بیہوش ہوئے اور قضا نے اپنے تقاضا کرنا چاہا اپنا مرتبہ کا ہین ظاہر کیا برق نے دروازہ بارگاہ پر آکر دیکھا کہ اندر باہر سب بیہوش ہین کبہ دروازہ مین لگایا اور مہیب اور اسکے ماموں وغیرہ کے جیبوں کو ٹٹول کر دبہ خاک جمشید کا کہ جسکا بیان جمیع ساحرون سے سنا تھا ڈھونڈھ کر لے لیا اور اندر بارہ دری مخمل کے جا کر جاموش کے سر پر وہ چادر جمشیدی کی کہ وہ قحبہ اسکو ہر وقت اوڑھے رہتی تھی اتار کر آپ اوڑھی اور خنجر کھینچکر قتل کا لگا دیا پہلے سب سے جاموش کا سر جدا کیا پھر باہر آکر مہیب اور اسکے ماموں کا سر کاٹا خنجر بران برق نے دشمنوں کا لہو چاٹا غل و شور و تاریکی ہوگئی صدا ہائے مہیب آنے لگین سلین برف کی گرنے لگین آتشباری شروع ہوئی پتھر برسنے لگے اندھیان وہ سیاہ آئین کہ زمانہ سیاہ ہوگیا یقین تھا کہ آسمان پھٹ پڑیگا ایسی مہیب آوازین آتی تھین کہ اشعار

پہونچ جلد اے واژگون بخت ظلم ۔۔۔ الٹتا ہے گردون کو اب تخت ظلم
مہیا کر اسباب ادبار کے ۔۔۔ نفاق اب پڑے گھر مین کفار کے
جب اے مہر سردار شکل حصار ۔۔۔ قیامت کا برپا ہے اب گیرودار
چھٹو [illegible] خیمہ و شکر و بارگاہ ۔۔۔ جہان مین نہ تھی کافرون کو پناہ
بہائم و حوش و طیور جہان ۔۔۔ ملک دیو و حور و پری انس و جان
جہان مین [illegible] جنکا مفر ۔۔۔ خروشان ہین وہ الحذر الحذر
کف مرتعش کی طرح بالیقین ۔۔۔ مہابت سے تھی کانپتی وان زمین
نہین اس سے چلتی فریب و جدل ۔۔۔ اجل کو بھی آتا ہے مکر و دغل
لکھی جسکی ہوتی ہے جب جا قضا ۔۔۔ وہان کھینچ لاتی ہے اسکو دغا
غضب ساحرون کو دیا ہے فریب ۔۔۔ خود آئے اجل گاہ پر ناشکیب
بھلا کچھ بھی غفلت کی ہے انتہا ۔۔۔ وہ سوتے تھے سر پر کھڑی تھی قضا

برق نے مثل شیر گرسنہ کے پھر کر خنجر بران کو پنجہ ظلم کی طرح رواں کیا اور جلد جلد بہت سے ساحران غدار کے سر کاٹ ڈالے غلغلہ گیرودار سنکر لشکر ساحر بیقرار ہوکر جانب بارگاہ شاہی دوڑے

یہان اگر ہنگامہ قیامت زا برپا دیکھا بعض نے کہا شاید ماموں بھانجے مین فساد ہوا اندر
سحر کی لڑائی ہو رہی ہی بعض نے کہا نہین افراسیاب سے کچھ بگڑ گئی شاید وہ خود آکر اندر
لڑ رہا ہی بعض نے کہا کوکب آگیا ہی غرض لوگون نے کہا اندر تو چلو بہت سے ساحر گویا ہوئے
ہمارے یان کی یہ لڑائی نہین ہم نجائینگے بعض جو وہان سے پلٹے اُنھون نے رسالون پلٹنون مین
خبر دی کہ ارے میان بڑی آفت آئی ہی سوائے بھاگنے کے کچھ چارہ نہین ہی یہ جو لوگون نے سُنا
گھبرا کر روبفرار لائے بازار بند ہونے لگین بدمعاشان لشکر نے کہ جو ہمیشہ مفلس رہتے تھے
قابو پاکر لوٹنا شروع کیا کہین اب تلوار چلی اگر کسی جا شور و شیون کی صدا بلند ہوئی کیسا بھگدر
پڑی مال اسباب چھوٹ گیا تو وہ صحرا کیطرف ساحر بغیر لڑے بھڑے بھاگے ادھر جو شخص جوان
بہادر تھے وہ اندر بارگاہ کے سراچہ بہار کر دراے ایک شخص کو دیکھا کہ بجلی کیطرح چمک رہا ہی
خنجر خونچکان اُسکے ہاتھ پر چڑھا ہی اور دریاے خون بارگاہ مین بہہ رہا ہی فرش تمام لہو مین ڈوبا ہی
تماشاے رقص بسمل بارگاہ مین ہو رہا ہی کہین لاشین پڑی ہین بسمل پھڑکتے ہین ہاتھ پاؤن کو
پٹکتے ہین بعض آنا کہکر سرد ہو رہے ہین کہ ارے ظالم ذرا سا پانی دے کوئی ہچکیان لیتا ہی
کوئی دم توڑ رہا ہی یہ حال دیکھکر اُن ساحرون نے برق کو للکارا کہ باش او ظالم اظلم کون ہی
تو کہ جسنے یہ آفت برپا کی ہی برق تو جانتا تھا کہ مجھپر سحر اثر نکریگا اُنکے للکارنے کو کچھ خیال مین نلایا
اور سر کاٹے گیا یہ جھپٹ جھپٹ کر قریب اُسکے آئے اُسوقت برق نے خنجر پکڑ کر اُنپر بھی حملہ کیا
اُنھون نے سحر پڑھکر پھونکا کچھ اثر نہوا اور برق عیار بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا کسی کو اپنے قریب
نہ آنے دیتا تھا اور کندھے پر چڑھکر خنجر سے دو دو چار چار کے سر جدا کرتا تھا کبھی لوٹ مار کر ٹانگین
کاٹتا تھا انکے مرنے سے بیرون کے شور کا ہنگامہ بڑھتا جاتا تھا اور ان ساحرون کا کچھ بس نہ چلتا تھا
آخر وہ سب ایکجا متفق ہو کر بلوہ کرکے برق کے پکڑ لینے کی فکر مین ہوے برق بھی تمام سرداران
بارگاہ کے سر کاٹ چکا تھا اسلیے لشکر مین لڑنا بے فائدہ سمجھکر روبفرار لایا اُسوقت اندھیون کے
کے تاریکی بہت تھی ساحرون نے مشعلہاے سحر جلائیں اور لینا لینا پکڑنا جانے ندینا کہتے
ہوے چلے باز و بط و قرقرے وغیرہ سحر کے جانور ہوا پر ہوا ہو کر بعض نے تعاقب کیا اور بعض نے
زمین پر دو ہتھڑ مار کر کہا کہ اے زمین طلسم ہیبت فلاتون کا قاتل جانے نپائے اسکے پاؤن پکڑ لینا چاہیے

دینا ہر چند ان سب نے بیرون کو یاد کیا غضب کا سحر پڑھا مگر اس جادو کے باعث اثر پذیر نہوا
بلکہ اُنکا سحر اُنھین پر پلٹ کر آیا اس عرصہ مین سارا لشکر تہ و بالا ہو گیا لشکر ایک طرف بازاری ایک
سمت سب بھاگ نکلے جو کوئی کچھ بولتا تھا کہ یہان کیا ہوا کوئی کہتا ہوا کہ بھائی بڑا غضب ہوا سب
مارے گئے کوئی کہتا ہوا ارے میان عمر آگیا کوئی کب آگیا کوئی یہ کہتا ہوا کہ ہاے میرا بھائی مارا گیا
کوئی بیٹے کو بیٹا اسیطرح گریہ کنان کوہ و دشت کی طرف روان تھے اور ہزارون بے سمجھے بوجھے
آپسمین لڑ مرے تھے اور بہت سے ساحران زبردست تعقب برق مین جانب بارگاہ حیرت
روان تھے اور برق بھی اسی جانب بھاگا ہوا آتا تھا کہ چلکر آج حیرت یا افراسیاب کو مارونگا
اور نہین اگر نپایا یاؤنگا تو طلسمات مین گھسکر رعی سحر وغیرہ کو مار کر بر آن کو چھڑاونگا فی الجملہ اسی ہیئت سے
یہ قریب بارگاہ حیرت بصیرت پہونچا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کہین کا وکیل یا مختار یا داروغہ لباس
معقول پہنے مگر خون مین ڈوبا ہوا خنجر سے خون اسکے ٹپکتا ہوا کنپٹیون سے لہو بہتا ہوا آنکھین سرخ
بارگاہ کیطرف جاتا ہی اور اُسکے پیچھے مجمع ساحرونکا گریبان چاک سر پر خاک لینا لینا کہتا ہوا آتا ہی تمام
لشکری گھبرائے اور اس ہیئت سے برق کو دیکھکر کسی نے پہچانا نہین بعض نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ
ساحر کسی لشکر کا افسر ہی اور بہادر ہی لشکر والے اسکے ماتحت اس سے بگڑ گئے ہین یہ بھی خوب لڑا ہی
اب اپنی ابرو بچاکر ملکہ حیرت کے پاس پناہ مین آیا ہی بعض نے کہا شاید کسی خاندان مین فساد ہوا کہ
یہ بیچارہ اکیلا لڑ بھڑ کر آپ بھاگ کر شہنشاہ کے پاس آیا ہی یہ سب اسکے مدعی اسکے پیچھے آتے ہین غرض
ایسا کچھ سمجھکر برق سے تو نہ بولے وہ جو ساحر پیچھے آتے تھے اُنکے سد راہ ہوئے اور کہا ایسا مناسب
نہین کہ اکیلے کی تم جان لے لو کیا تمہین حاکم ہو انھون نے کہا ارے میان یہ قاتل ہی ہمارے افسر کو اسنے
مارا ہی اُنھون نے کہا آخر یہ کون ہی کیا ہم نہین جانتے انھون نے کہا اچھا ٹھہر دم دریافت کیے دیتے ہین
یہ کہکر بارگاہ حیرت کی طرف متوجہ ہوئے اس عرصہ مین برق قریب بارگاہ یاقوت پہونچا
یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام درخت سے باہر بارگاہ کے بندھا کھڑا ہی اور حیرت گولا سحر کا لیے
قتل کیا چاہتی ہی اور از بسکہ غلغلہ قتل ضرغام جو بلند ہوا تھا تو ملکہ صورت نگار و مصور شہاب
جادو و گیسوے بن شہاب شادہ زرین قبا وغیرہ ساحران نامی کئی سو مقربین و ملازمان افراسیاب
سیر دیکھنے کو حیرت کے پاس آگئے ہین اور ضرغام رجوع قلب سے دعا کر رہا ہی کہ اے کس بیکسان

واے خداوند کون ہو سکتا مجھکو شر سے اس ظالم کے نجات دے کہ ابیات

الٰہی میرے حال پر رحم کر
ملے قتل ہونے سے مجھکو نجات

میری بیکسی پر ذرا کر نظر
مدد کر میری خالق کائنات

حیرت اُسکو قتل ہی کیا چاہتی تھی کہ یکایک شور لینا پکڑنا کا جو کان مین اُسکے پہونچا ٹھہر گئی اور اسطرف دیکھنے لگی اس اثنا مین برق قریب حیرت پہونچا اور اُسنے اسکو للکارا کہ اری قحبہ حیرت اگر ایک زردیان بھی میرے بھائی ضرغام کا میلا ہو گیا تو آج مین تیری ناک کاٹ کر بڑی خواری سے تجھے ہلاک کرونگا اور یہ جو اتنے ساحر تیرے ملازم حرامزادے کھڑے ہین اُنسے کہہ تو کہ اب تو بھلا مجھپر کوئی سحر کرین اری او مستقل سنبھل جا کہ مین آپہونچا حیرت یہ نعرہ سنکر پاس سے ضرغام کے ہٹی اور ساحرن سے کہا لینا اس موئے کو ساحر چلے برق پر مگر یہ مثل برق جستہ اُنکے بیچ مین جا ہی تو پڑا اُنھون نے سحر کیے اسپر کچھ اثر نہوا اور اُسنے خنجر مارنا شروع کیے بہت سے گھبرا کر اُڑ گئے بعض زمین مین سما گئے حیرت تو جانتی ہی کہ عیار غضب کے ہین یہ بھی اُڑ گئی برق نے جلد چادر کا کونا اُس رسن سے جو ضرغام کے بندھی تھی مس کر دیا رسن سحر تھی فورًا جل گئی اور ضرغام رہا ہوا برق نے کہا بھائی اب تم نکل جاؤ حیرت کا سر کاٹ کر آتا ہون یا اپنی جان دونگا ضرغام نے کہا کبھی مجھسے یہ نہو گا کہ مین اپنی جان بچا کر نکل جاؤن اور تمکو اس بلا مین چھوڑ دون یہ کہکر اُسنے بھی خنجر کھینچا اس عرصہ مین وہ ساحر لشکری جو اس ماجرے کو دریافت کرنے آئے تھے اُنھون نے اب اُسکو باغی جان کر اپنا اپنا سحر کرنا شروع کیا اور جو ساحر کہ زمین مین سما گئے تھے وہ بھی نکلے اب کسی نے نارنج اور کسی نے گولا سحر کا اور ہار قلفل اور پیکان وغیرہ برق پر مارے برق نے خنجر پکڑ کر انپر حملہ کیا اُنکا سحر تو اسپر اثر پذیر نہوا اور اُسنے دو چار کو مار گرایا یہان بھی غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا اُدھر حیرت نے لشکر مین اپنے آکر حکم دیا جو مشعلین اور رن مہتابین روشن ہوئین اور فوج مین نفیر سحر پھنکی ساحر تیار ہو کر چلے افراسیاب پلنگ پر لیٹا ہوا منتظر حیرت تھا کہ یکایک غوغاے سپاہ اُسنے سُنا اور گھبرا کر اُٹھا سمجھا کہ شاید بروقت قتل ضرغام مہ رخ فوج لیکر آگئی ہے بس بغضب تمام تر یہ بھی چلا کہتا ہوا کہ اے باغیان خود آج سب باغیون کا نام صفحہ ہستی سے بسان حرف غلط مٹا دونگا لاشون کو بے گور و کفن خاک مین ملا دونگا ادھر لشکر جو تیار ہوا تھا وہ برق پر آگرا اور رہزنا ملا

گولا سحر کا اسپر پڑنے لگا اور ہار مرخونکی جیسے سوئیونکی بوچھار کی طرح پڑتے تھے سحر کے تیرونکا مینہ برستا تھا
تلوارین سحر کی بجلی بنکے گر رہی تھین چشم ترک دہر مین آشوب اتر آیا تھا اسطرح بادل لال لال جادو کا
گھر آیا اور برنگ دیدہ مرسیدہ مینہ کا ڈہلکا لگا تھا ایک ایک بوند اس مینہ کے بسان تیزاب جارتھے
دل وجگر کو اس دہرکے جلاتی تھی فلک نے خوب بخارات اپنے دلکے فاسد نکالے تھے اجزاے
روزگار مین اخلاط فاسد آگئے تھے حرارت آتش سحر مستولی تھی مگر ساری حکمت حکمایان شفاخانہ سحر
ادنیا صنان مطب جادوگری وافسون پردازی بیکار تھی ہر ایک دق تھا کوئی علاج برق کا
ہو سکتا تھا اور وہ مثل ملک الموت جان انکا فورن کی لیتا تھا جب اُسنے دیکھا کہ اب فوج کا زرا بلوہ ہے
اُسوقت ڈبہ سے تھوڑی خاک نکالکر فوج کے درمیان مین اُسنے اُڑادی گویا خاک ہستی عدو برباد
کی لبس خاک کے لشکر مین اُڑنے سے تمام لشکریون پر مع **حیرت** و مصور اور جو جو اُنمین تھے
سب پر بیہوشی چھائی اور بیہوش ہو کر گرے پھر تو یہ حال ہوا کہ **مثنوی**

دہن میان سے لیئے خونی حسام — ہوا سر پر اُنکے وہ گرم خرام
بُرّاں تیغ کا آن واحد مین ہاتھ — کٹے سب لعینون کے سر ایک ساتھ
ہر اک کے جو بالین پہ پہونچا دلیر — ہوئے پھر نہ سونے سے وہ گر بسیر
رکھے رہگئے اسلحہ سر کے پاس — وہ تھے خواب خرگوش مین بدحواس
نہ چونکی وہ گردن پہ تیغین چلین — وہ مدہوش تھے کروٹین تک نہ لین
ہوئے جب وہ فی النار بے ہراس — چلا یہ وہان سے لبس حیرت کے پاس

غرض عام ایک طرف ذبح کرتا آتا تھا اور برق ایک طرف سر کاٹ رہا تھا ڈھیر لاشونکا لگا دیا تھا
ترک فلک کو بیم و ہراس طاری تھا فلک کی عقل چرخ مین تھی جھکا ہوا انکے قتل کا تماشا دیکھ رہا تھا
کبھی کہتا تھا چپکے سر جھکائے رہو اس سے سرکشی نہ جتاؤ ایسا نہو ایک ہاتھ یہ ادھر بھی چھوڑدے
آج تو قیامت اِسنے کردی ہی اپنی جان پر بنی ہی غرض قتل کرتا ہوا برق **حیرت** کے پاس
پہونچا اور خنجر اُسپر مارا پنجہ نے پیدا ہو کر خنجر پکڑ لیا اُسنے ایک چٹکی خاک کی پنجہ پر بھی ماری کہ وہ
جلگیا پھر اُسنے خنجر اُس تختہ پر مارا اُسوقت ایک شیر زمین سے نکلا اور ڈکارا کہ اُسکے ڈکارنے سے
شعلے منہ سے نکلے اور اسپر آگے اُسنے اسپر بھی ایک چٹکی خاک کی پھینکی کہ وہ بھی جلگیا اب اُسنے خنجر کا

رگڑ اگلے پر حیرت کے دیا حیرت کا اُسوقت یہ عالم تھا کہ ماتھے پر پسینا نکلا ہوا ڈُدپٹہ دو ر پڑا ہوا سینہ کھُلا ہوا چھاتی پر دھکدھکی پڑی چمکتی تھی زلف رخسار پر لہرا رہی تھی قاتل سینہ پر سوار تھا ایسا حسن تھا کہ برق بھی ذبح کرتے وقت روتا تھا اور رُک رُک کر خنجر پھیرتا تھا کہ شاید یہ مسلمان ہو جاسے تو کاہیکو اس حسینہ کی جان جائے مصور آفرنیش نے کیا تصویر بیمثال اُسکی مرقع دہر مین کھینچی تھی واہ واہ واکیا صنعت گری ظاہر کی تھی اسی سوچ مین آخر دشمن ایمان سمجھ کر اُسنے زور سے خنجر روان کیا اور تین مرتبہ رگڑا دیا لیکن ذرا بھی پوست نہ کٹا اور کا چھڑا کچھ چھل کر رہگیا اب برق سمجھا کہ یہ تجبہ بھی رو ئین تن ہے اسکے کان کاٹ لینا چاہیے یہ سمجھکر اُسنے ناک کان وغیرہ پر خنجر روان کیا مگر وہ بھی نہ کٹے اُسوقت اُسنے ناچار ہو کر چوٹی اُسکی کاٹ لی اور ادھر تو یہ اُسکے سینہ پر سوار ہو کر خنجر کی رگڑیں دے رہا تھا ادھر دم بدم زمین سے تیلیان نکلتی تھین اور کہتی تھین ہے ہے ہماری شہزادی کو مارے ڈالتا ہے کوئی کہتی تھی ارے موے ظالم ذرا تو اسکے حال پر رحم کر کوئی کہتی ارے ادبیرحم ہوشیار کر کے ذبح کر کوئی کہتی تھی ہائے ہائے شہنشاہ افراسیاب سے کوئی نہین کہتا کہ تمہارے چاند کو خاک مین ملائے دیتا ہے ابر فنا مین چھپائے دیتا ہے برق ایک کی بھی نہ سنتا تھا آخر اُسکی چوٹی کاٹ کر اور بسبب اسکے کہ یہ شاہزادی طلسم کی ہے پتھر وغیرہ مارنے سے بھی نہ مرسکی اور کچھ اسکے قتل کی تدبیر اُسنے نکی اور پھر قتل مصور وغیرہ چلا اِس عرصہ مین ضرغام ساٹھ ستر ساحران نامی کو قتل کرچکا تھا اور ابریق وزیر کی چھاتی پر آکر چڑھا تھا چاہتا تھا کہ خنجر مارے ناگاہ آواز گڑگڑاہٹ کی سنی اُسکے پاس تو کوئی چیز بچاؤ کی تھی نہین اسوجہ سے ابریق کو چھوڑ کر الگ ہوا برق نے کہا اے ضرغام اب آمد افراسیاب معلوم ہوتی ہے مناسب ہے کہ تم نکلجاؤ اُسنے کہا افراسیاب کیا سامری بھی آجائے تو مین تمکو اکیلا چھوڑ کر ایسے وقت مین نجاؤنگا یہ کہی رہا تھا کہ نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو تمام درخت وہان کے جھومنے لگے پُتلے ہزارون زمین سے نکل آئے پکارے اے دشمن سامری اب کہان جائیگا خداوند ساحران آگیا ضرغام تو جست کر کے علیحدہ ہوا اور برق مصور کو یا تو ذبح کرنے چلا تھا یا ٹھہر گیا دیکھا کہ شاہ جادوان کی آنکھین غصہ سے سرخ تاج سر پر کج رکھے ہوئے نگاہ غضب سے گھورتا ہوا زمین پر اُترا البس جیسے ہی وہ زمین پر اُترا اور اُسنے اسکو دیکھا یہ خنجر پکڑ کر اُسپر جا ہے تو پڑا اور پکارا کہ اوبدذات حرامزادے آج کب چھوڑتا ہون مین تجھکو

یہ کہکر قریب پہونچا ایک خنجر مارا چار پنجے خنجر سے لپٹ گئے اُسنے اس جلدی مین چادر کا کونا پنجون پر ڈالا کہ وہ پنجہ غائب ہوے اسوقت شاہ ساحران نے بڑی غضب کی نگاہ سے اُسکو دیکھا اگر دوسرے کسی ساحر پر اُسن نگاہ سے دیکھتا تو فوراً ہلاک کر دیتا مگر برق نے کہا اب گھوُرتا کیا ہی افراسیاب حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی آج تو یہ کچھ سحر سیکھ کر آیا ہی غرض شاہ نے اب جو دیکھا ہزارہا سردار لشکر بیہوش پڑے ہین اور حیرت کی گردن پر برگڑے خنجر کے معلوم دیتے ہین چوٹی کٹی ہی پر آنکھین کھلی ہین حسرت سینے مین بھری ہی آنکھین نبد نیند مین سحر کے بیہوش ہو رہی ہی اور باقی فوج یہ سامان برق کا دیکھکر کہ یہ سبکو قتل کر رہا ہی بھاگ گئی ہی کوسون تک سناٹا معلوم دیتا ہی جیسے کوئی ظالم لشکر کو لوٹ لے گیا ہی نہ پہرا ہی نہ چوکی ہی بازارین ویران ہوگئی ہین خیمہ سنسان ہین سراپردے ویران ہین ہر خیمہ لیسان بشت مصیبت زدہ گان پشت خم کیے ہی زمین قناتون کا پلہ منھ پر لیے پرسا دے رہی ہی نخل ماتم ہر ایک سنتری ہی قیامت کی گھڑی ہی یہ حال دیکھکر اُسنے چاہا کہ مین اُڑ جاؤن اور بازی تازہ برو کار لاؤن لیکن برق نے ایک چٹکی خاک کی اُسپر بھی پھینکی کہ یہ بھی بیہوش ہوکر گرا برق نے چاہا کہ ہوسکے تو سر بخس ہکا کاٹ لون پس خنجر پکڑ کر سکے قریب تر آیا اُسی وقت دو شیر آتشین زمین سے نکلکر برق پر حملہ آور ہوے اُسنے خاک اُن ساحرون پر بھی پھینکی کہ وہ غائب ہوے لیکن ساتھ ہی اُنکے غائب ہونے کے اور دو شیر زمین سے نکلکر گرد افراسیاب پھرنے لگے برق سمجھا کہ اب شیرون کے برباد کرنے مین ساری خاک ڈبیہ کی صرف ہو جائیگی اور ابھی اس خاک سے بڑے کام لینا ہی یہ تو شاہ طلسم ہی مارا نجائیگا پھر بیکار ہی خاک کا ضائع کرنا یہ سمجھکر پھر متوجہ بقتل ساحران ہوا اس عرصہ مین فوج مصور وصورت نگار تیار ہوکر آ گئی برق اُنسے لڑنے لگا اب تو یہ عالم ہی کہ ہر ایک افسر کی فوج تیار ہو کر آنے لگی لقبیہ لشکر حیرت بھی تیار ہوکر آنے لگا اوّل جو آیا تھا وہ بیہوش تھا مگر حیرت کا لشکر منزلون تک اُترا ہوا ہی لاکھون ساحر ہین سب نہ آیا تھا باقی اب آنے لگا اور یہ ادھر غضب ہوا کہ عیار بچیان جو بالا دوی کو گئی تھین لشکر مین آئین اور یہ ہنگامہ گیر و دار برپا دیکھکر خنجر پکڑ کر دوڑین قریب برق جب آئین طرفہ ماجرا دیکھا کہ شاہ جادوان اور حیرت وغیرہ مع ایک لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور برق وضرغام قتل عام کر رہے ہین شہنشاہ کے گرد دو شیر پرا سے

حفاظت بھی رہے ہیں صرصر نے یہ حال دیکھا جو فوج کہ تازہ دم آئی تھی اُس سے کہا کہ ان سحر کرکے اس موسے کو قید کرو اُنھوں نے ہزار ہزار سحر کیے مگر برق پر کارگر نہوے اور برق نے جو آزردہ کر آگے بڑھ آیا تھا اسپر بھی خاک کو اُڑایا کہ وہ بھی بیہوش ہوا یہ ماجرا جو صرصر نے دیکھا کہ اسپر کسیکا سحر نہیں اثر کرتا بلکہ یہ تو خود ایسا افسون پڑھتا ہی کہ سبکو بیہوش کردیتا ہی بس یہ دیکھکر خنجر کھینچ چاروں طرف سے عیار بچیون نے اُن دونون عیارون کو گھیر لیا برق بھی انسے لڑنے لگا خنجرون کی تیغیان چلنے لگی آواز جھنکار کی بلند ہوئی کمندین چارطرف سے پڑنے لگین عیار جست کرکے سناٹے بھر کر نکلنے لگے کبھی بیضہ ہاے بیہوشی پڑرہے تھے عیار انکو رد کرتے تھے غلطلین مارکر قریب ودور جاتے شلنگین بھرتے ساحر وغیرہ الگ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ

نظم

بہم گتھ گئے دونون وہ زور مند	کھلے ایک ہی آب مین زہر قند
لگے کھینچے چلنے آفت کے ساتھ	قیامت کے پڑتے تھے ہرسمت ہاتھ
کمندون کے حلقے وہ حقون کی باڑ	برستے تھے یون جیسے برسے اساڑھ
غضب تھین شلنگین وہ ایسکی جست	یہ غالب کبھی تھا کبھی تھا وہ پست
دیا اسنے دھوکا کیا اسنے فن	بہانے تھے حیلے تھے دھوکے بھتن

ضرغام اور برق کہتے تھے کہ استانی آج بغیر تمھارے شہنشاہ کے سر کو کاٹے مین نجانون گا اور غزالہ کمند انداز جب قریب آجاتی تھی یہ ایسا پیچ باندھتا کہ اُسکے گود مین پہونچکر بوسہ اُسکا لے لیتا وہ شرماکر کوسنے لگتی صرصر منھ پھیر کر مسکراتی اور دل سے کہتی کہ یہ عیار موسے کیا حرامزادے ہین اور یہی کیفیت ضرغام اپنی معشوقہ سے کرتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک شجاعت مین زہرہ و مریخ سے مقابلہ ہورہا ہی خنجر کے جھنکار سے بہرام چرخ بھی برج حمل سے دانت لگائے یہ معرکہ دیکھتا اور خوف کھاتا تھا کبھی گھبراکر ہندوے زحل کو پکارتا کہ بھائی ہوشیار رہنا ذرا آگے پیچھے دیکھتے جانا دھوکا نکھانا عیار بچیون سے تو یہ معرکہ انکا ہوا تھا مگر ادھر شاہ جادوان کی بھی ایک تیلی سنہری رنگ کی کپڑے بھی ارغوانی پہنے تھی پچکاری لیے زمین سے نکلے گل اشرفی کی طرح زمین سے وہ گل رعنا اُگی اور پچکاری اُسنے منھ پر بادشاہ کے لگائی کہ اُسکو ہوش آگیا اور اُسنے یہ ماجرا دیکھا کہ عیار بچیان برق اور ضرغام عیار سے لڑ رہی ہین گرد میرے

ہزار ہا لاش پڑی ہی اور تمام افسران فوج کی فوجین مسلح و مکمل ہوکر اس جگہ آتی ہین لیکن کسیکا بس عیاّرون سے نہین چلتا ہی اور جو آگے بڑھتا ہی عیار اُسکو بیہوش کرتا ہی بہت سے گرد حالت بیہوشی مین ہین یہ دیکھکر اُسنے بہت جلد باران سحر برسایا کہ حیرت اور مصور وصورت نگار وغیرہ بیہوش شدگان سابق کو ہوش آیا جب وہ ہوشیار ہو چکے شاہ جادوان آگے بڑھا اور پُکارا کہ ای صرصر ہر چند کہ تونے بہت بڑی نمک حلالی کی جو ہو قت آکر اس عیار کو تونے گھیرا مگر اب ہٹ جا مین اسکو پکڑے لیتا ہون دیکھون تو کہ یہ کیسا جادو سیکھکر آیا ہی عیار بچیان کنارے ہوئین اور شاہ طلسم نے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا یہ گولا بہت بڑا اسکا سحر ہی کہ اس سے کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر جانبر نہو غرضکہ وہ گولا اُسنے تاک کر سینہ برق پر مارا لیکن بقدرت سمیع و بصیر وہ چادر ایسی عمدہ چیز اس عیار کے ہاتھ آئی ہی کہ گولا بھی اُلٹا شاہ جادوان کیطرف پھر گیا بادشاہ نے جب اپنے سحر کو پلٹتے دیکھا فوراً دستک دی کہ وہ گولا زمین مین سما گیا اور بادشاہ نے حیران ہوکر خاک وہان سے اُٹھا کر ایک طائر اُسکا بنایا اور اُسکو بزور سحر زندہ کرکے پوچھا کہ بیان کر اس عیار پر سحر کیون نہین اثر کرتا اس طائر نے ماجرا حقیقت جاموش و مہیب وغیرہ کی مارے جانے کی بیان کرکے ڈبہ کا خاک کے پانا اور چادر کا سبب بیان کیا یہ حال سنکر بادشاہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی غصہ سے تھرانے لگا اور جوش غضب مین آکر ایک گولا سات سوسُوئیون کا برق پر اُسنے مارا برق پر جب اسکا بھی کچھ اثر نہوا تیغہ پکڑ کر بادشاہ اسپر جھپٹا اور قریب پہونچا چاہتا تھا کہ اسپر وار کرے برق نے پھر چٹکی خاک کی اسپر پھینکی کہ بیہوش ہوکر گرا اور برق نے تھوڑی خاک پھر لشکریون پر پھینکی کہ کچھ لوگ اُنمین کے بیہوش ہوئے اُسنے پھر قتل کرنا شروع کیا عیار بچیان پھر خنجر و کمندین پکڑ کر آگرین اور پکارین کہ ارے موئے آج یہ کیا تیرے جی مین سمائی ہی جو تو ہزارون کو مارے ڈالتا ہی ہائے غضب یہ کیون آج تو بھر گیا مردوے حواس مین آ اتنا زور ظلم بھی اچھا نہین ہوتا آج ہم جانتے ہین کہ تیری رگی زور پر ہی ارے اب بھی خیر ہی کہ یہان سے نکلجا ورنہ بادشاہ ساحران سے بگاڑ کر کوئی جیتا نہین بچا ہی برق نے کہا اُستانی تم تو مستانی ہو روز روز کا جھگڑا لگا یا کرتی ہو ہم تو آج

سر بکف آمادۂ مرگ و مہیا ے قضا ہوکر آئے ہین بیت

غدر یہ سے قتل کرنے مین وہ اب لا ینگے کیا	آج وان تیغ وکفن باندھے ہوے جاتا ہون مین

اور اِسوقت اُستاد کے سر کی قسم مجھکو غصہ بہت ہی میرا یہیچھا کرنا تمکو لازم نہین ایسا نہو کہ میرا ہاتھ ناک
کان پر تمھارے چل جاے پھر مجھکو الزام ندینا کہ اُستانی یہی کہتے تھے اور ناک بھی کاٹ لی دوسرے یہ
کہ اُستاد میرے مرت ہوئی کہ اجازت دے چکے ہین کہ جہان کہین تمکو صرصر ستائے میرا پاس نکرنا
وہ بازارون مین اُچھلتی پھرتی ہی اور لونڈون گھیری بھی ہی تم فوراً ناک اُسکی کاٹ لینا مین
اُسکو اب اپنی خدمت مین نہ لاؤنگا اگر مسلمان وہ ہوگئی تو گھوڑون کا دانہ دلوایا کرونگا یہ کلمات
جو صرصر نے سُنے کوسنے لگی کہ ارے مردے غارت گئے وہ تیرا اُستاد موڈی کاٹا شامری کرے مارا جائے
اُسکو ازغیبی گولی لگے تیری جر اُستانیان ہون موے اُنکی ناک چوٹی سامری کرے کاٹی جائے
وہ گھوڑونکا دانہ دلین یہ کہکر بکتی ہوئی پھر خنجر زنی مین مصروف ہوئی اور کہتی تھی کہ بڑی شرم کی
بات ہی کہ آج یہ عیار ہمارے ہاتھ سے زندہ نکلجائین اور ہمارے مالک کے سامنے ہزارون
ساحرون کو ذبح کر ڈالین اور ہمسے کچھ نہو سکے ہم تو اس طلسم مین مُنھ دکھانیکے قابل نرہینگے اور
ضرور ہمکو لوگ کہینگے کہ عیارون سے عیار بچیان پھنسی ہوئی ہین جب تو اُنکے ساتھ طرح دیگئین
بس ہم نہ بھی ادارہ مشہور تھے تو ہو جائینگے غرض خوب آپسمین لڑائی ہونا آغاز ہوئی اِدھر تو اُن
عیار بچیون نے اِن دونون کو گھیرا اور اُدھر یہ آفت ہوئی کہ مصور وغیرہ جو ہوشیار ہوگئے اُنھون نے
افسران لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے مُنھ دیکھتے ہو اگر سحر نہین کارگر ہوتا ہی تو اور دور کے حربہ اپر کرکے
گرفتار کرلو فوج نے بھی یورش کیا اُسوقت برق نے قسم دی کہ اے ضرغام اب تم ضرور نکلجاؤ
مین بھی اب نکلجاؤنگا ضرغام جست وخیز کرکے ایک طرف چلا عیار بچیون نے راستہ دیا کیونکہ
اُنکو منظور اُنکا قتل ہوجانا بھی نہین ہی حاصل مرام یہ تو نکلگیا اور برق دوبارہ خنجر کھینچکر حملہ آور ہوا
اس اثنا مین شاہ جادوان کو پھتیلیون نے سحر کی آگ سے ہوشیار کردیا اب برق پر عیار بچیون کے
خنجر نیچے حلقے کمندون کے بیضے بیہوشی کے پڑنے لگے اور لاکھون جادوگر جادوگرنیان افراسیاب
ومصور وغیرہ کے اور شکوہ وصورت نگار وابریق وسرمایہ وغیرہ کے حملہ آور تھے اور گھیرے تھے
اور باقیماندہ فوج مہیب نیلتن کی بھی گھیرے تھی کہ اُسنے ہمارے مالک کو ذبح کیا ہی اور اِن سبکا ردلا تھا
برق پیچھے ہٹتا اور جستین کرتا آتا تھا جب زیادہ یورش ہوجاتا تو خاک اُڑا دیتا تھا گروہ گروہ کو
بیہوش کردیتا تھا مگر افراسیاب کو سحر خبر دیتا تھا کہ برق اسطرح بیہوش کرتا ہوا جاتا ہی پس

جو گروہ بیہوش ہوتا تھا وہ یاران سحر برسا کر ہوشیار کر دیتا تھا اور پیچھے برق کے وہ بھی آتا تھا یہان
برق پر اینٹ پتھر غلّے ڈھیلے برچھی گولے سحر کے بیضے بیہوشی کے ناریل نارنج ترنج وغیرہ پڑ رہے تھے
یہ بیچارہ ہر اک آفت کو جھیلتا پیچھے بھاگتا جاتا تھا اب وہ ڈبہ کی خاک اُسنے اسقدر اڑائی کہ باقی
نہ رہی صرف چادر رہگئی اور شاہ جادوان للکارتا ہوا آگے بڑھا حیرت نے اُسوقت کہا کہ اے
شہنشاہ آپ دو بار بیہوش ہو چکے ہین یہ مردے عیار بہت ہتھ چھٹ ہین آپ اب اُسکے سامنے
نجائیے شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اسکا کچھ فکر عیار کو کرنا نچاہیے یہ ہمارے ہی یہان کی تحفہ وہ پاگیا ہی
اسوجہ سے اُسنے یہ آفت برپا کردی مگر اب تم یہان سے جانب بارگاہ جاؤ لاشین مقتولون کی اُٹھوا کر
بارگاہ کو اور میدان کو پاک و صاف کراؤ مین ابھی اُس عیار کو پکڑے لاتا ہون غرض حیرت بدسیرت
مع مصور وغیرہ کے وہان سے مراجعت کر کے بارگاہ کیطرف آئی اور حسب الحکم بادشاہ کار مذکور مین
مشغول ہوئے یہان افراسیاب مع فوج و عیار بچیون کے للکارتا ہوا مقابل برق پہونچا برق
اب خستہ بہت ہوچکا تھا نکلجانے کے تدبیر سوچتا تھا مگر ممکن نہ تھا رات کا وقت تھا ساحرون نے
روشنی اسقدر کی تھی کہ روز روشن سے زیادہ وہ رات منور و روشن تھی چار سمت سے برق کو
گھیرا تھا ہزارہا حربہ پڑ رہا تھا یہ عالم تھا کہ نظم

تماشا طلب رزم کے ہین یہ ڈھنگ | پلون پر ہی جرأت ادائیون پہ جنگ
یہ آویزش برق و کفار خوار | تھی نیرنگ رزم فرار و قرار
مبارز بشر تھا کہ دیو و ملک | دیا کینہ جو تھی زمین و فلک
کرامت نما کعبہ و دیر ہی | سعادت شقاوت کا یہ بیر ہی
امان غیر ممکن تھی جز شور و شر | بلا کا تھا درپیش زیر و زبر
دو عالم پہ چھائی تھی یہ برہمی | تزلزل کی ہر سو تھی صورت جمی
حکایات سُن سُن کے اُڑتے ہین ہوش | ٹھٹکتا ہی بڑھتے دلیری کا جوش

فی الجملہ برق بیچارہ تو چار سمت سے گھرا ہوا تھا اُدھر لشکر مہ رخ مین طلایہ دار پہرنے والے
بیدار تھے باقی دربار برخاست ہوچکا تھا سب آرام مین تھے جب یہ غوغا سُنے ساحران
ساحرون نے سُنا لشکر اپنی جگہ پہ تیار ہوگیا کہ شاید کفارون مین کچھ فساد باہمی ہوا ہی ایسا نہ

کہ یہان بھی کوئی آفت آئے کیسکو یہ معلوم نہین کہ برق نے یہ آفت ڈہائی ہے رات کا وقت تھا
ساحرون کے سو رہنے سے طائران سحر بھی نہ تھے قاعدہ ہے کہ ساحر جب سوتا ہے سحر بھی اُسکا سوتا ہے
عیار جو خبر کے لیے لگے رہتے ہین انہین سے قران جنگل مین تھا چالاک جسطرف گیا ہے حال وہکا
بیان ہوگا سمر کا بھی ذکر کیا جائیگا ضرغام و جانسوز یہان بیٹھے ہوئے تھے جیسا اوپر بیان ہوا کسی نے
اس ماجرے کی مہرخ و بہار کو اطلاع نہین کی مگر غوغا سنکر سب خواب سے بیدار ہوا مسعود رزم
بیکار ہوئے تھے کہ ضرغام جو یہان سے نکلا گیا تو سیدھا صحرا مین آیا اور زنبیل عیاری اپنے
بھائی جانسوز بالادوی کو آیا تھا اور اس غوغا کو سنکر وہ بھی بدحواس تھا لیکن ثابت نہوتا تھا
کہ کس سے لڑائی ہو رہی ہے کیونکہ کوئی لشکر اگر ہوتا تو معلوم ہوتا ایک عیار سے لڑائی اتنی بڑی
فوج کی چڑھائی عقل نہ کام کرتی تھی کہ یہ لشکر ایک آدمی کے واسطے جمع ہوگا اب جانسوز سے ضرغام
سب ماجرا کہا جانسوز نے کہا عیار لشکر مین چلکر خبر کرنا چاہیے کہ وہ مدد برق کی کرے ضرغام نے
کہا نہین برق بھی اب نکل آئیگا یہ باتین کرتے ہوئے دونون لشکر مین آئے بہار وغیرہ کے
پاس جاکر سب ماجرا بیان کیا انھون نے قصد کیا کہ لشکر تیار کرا کر برق کی مدد کو جائین ضرغام
منع کیا کہ کچھ احتیاج وہان جانیکی نہین سب عیاری برق کی برباد جائیگی کہ اتنو یہ کہنے کو ہوگا کہ اکیلے
اتنا بڑا معرکہ مارا اور جب تم لوگ جاکر شریک ہوگے تو وہ بات نرہیگی سب کہینگے کہ ہان لڑائی ہوئی
دو فوجین باہم لڑین برق نے کمال کیا کیا اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ برق قید ہوجائیگا تو ممکن نہین
اسکے پاس یہ اشیا موجود ہین ان کلمات سے ہر ایک کو تسکین ہوئی اور برق کے اس کارنامہ پر
ہر ایک کو حیرت تھی اور حال ذلت دشمن سنکر ہر ایک شاد و خورم تھے گرہ بجاتے تھے کہ نظم

ارے نفس بد دے رہائی قریب	پھنسا چاہتا ہے کوئی ناشکیب
سر رہ بچھایا ہے ظالم نے جال	سلامت گذرنا ہے یان سے محال

وہ کیا یعنے جب چار طرف سے لشکر ساحران اور عیار بچیون نے برق کو گھیرا اور افراسیاب
خانہ خراب تیغہ سحر پکڑ کر پھر اُس پر حملہ آور ہوا برق نے اپنے مقام پر سے پچھلے پاؤن جست کی صرصر نے
ایک طرف سے پنجہ مارا برق نے وہ جست کر کے خالی دیا کہ ساتھ ہی کمند کا پھندا صبا رفتار نے پھینکا
برق زمین پر نہ اُترا تھا کہ یکایک قریب زمین پہونچکر پھر ٹھکی پاؤن کی دیکر اُڑا اوپر سے

افراسیاب نے تیغہ مارا برق سانس کو تول کر زیادہ تر بلند ہوگیا اب جو وہان سے اُترنے لگا دھڑا بیچارہ پر ہوگیا کسیطرف غلہ کسی طرف سے پتھر کسی سمت سے خنجر کسی جانب سے حلقہ کمند پڑے کہ زمین پر اُترتے ہی اُسنے پھرتی سے جست کی اسطرح یہ جست کرتا جاتا تھا کہ باد صبا بھی حیران تھی جیسے عینک سے نگاہ جاتی ہی یا بوے گل دریچہ شگوفہ سے باہر آتی ہی اور جب زمین پر اُترتا تھا ہزار ہا حربہ اسپر پڑتا تھا اسی جست وخیز مین ایک مقام پر بہت بڑا داؤ اسپر پڑا کہ کسی طرف نکلنے کا رستہ نملا اسنے جی داری کرکے ایک طرف شلنگا بھرا اور چاہا کہ اسطرف سے دو چار ہاتھ خنجر کے مارکر نکلجاؤن قضا را اِس زور کر شلنگا بھرنے سے ایک درخت کا ٹھنا سر مین لگا کہ سر چرخ کھا گیا سنبھل نسکا بے تحاشا زمین پر گرا اُسوقت دو چار ساحرون نے کملیان اُسپر دوڑ دوڑ کر ڈالین پھر تو یہ حال ہوا کہ

بیت	چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو	دیگر	سوزن تدبیر لاکھون عمر تو سیتی رہے	
	باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد		گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ	

بخت سیاہ نے روز سیاہ اس شب کو دکھایا اندھیرا انکھون کے سامنے آیا رہزن فلک نے کملی ڈالی متاع جان کو لوٹ لیا یعنے یہ بیچارہ اُس کمل مین ایسا لپٹا کہ نکل نسکا ہر چند چاہا کہ زور کرکے کمل پھاڑون یا خنجر سے چاک کرکے نکلون مگر ممکن نہوا اُبھار رہگیا ساحر ہزارون ٹوٹ پڑے اور ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا افراسیاب پکار رہا تھا کہ خبردار چھوڑنا نہین ساحرون نے فوراً مشکین باندھ لین اور مارتے ہوئے سامنے افراسیاب کے لائے کسی نے کہا اُسکو خوب سا مارو کسی نے کہا طرح طرح کے عذاب سے اسکو ہلاک کر برق نے کہا اگر تمنے مجھکو زد وکوب کی یہ سمجھ لینا کہ آج ہی کے روز قران آکر تم سبکو بڑی ذلت دیگا ساحر خوف زدہ ہوکر مارپیٹ سے باز آئے اور شاہ جادوان نے حکم دیا کہ اسکے پاس سے یہ چادر سحر اور ڈبیہ خاک جمشیدی کا چھین لو بعد ازان جو مین حکم دون وہ کرنا اُن سب جادوگرون نے برق فرنگی کے تمام کپڑے اُتار لیے اور ایک لنگوٹ بند ہوا کر وہ چادر اور ڈبیہ لیکر شاہ سے عرض پیرا ہوئی کہ اب کیا حکم ہوتا ہی شاہ نے وہ ڈبیہ لیکر دیکھا تو ذرا بھی خاک اُسمین نہ تھی کچھ خاک بھی نپایا سب برباد ہو چکی تھی پس اُسنے غصہ مین آکر خوب اپنا سحر برق پر کردیا اُسوقت برق نے کہا ای بادشاہ خوب آگاہ ہوجائی کہ جب کوئی عیار قید ہوتا ہی بغیر اُسکے قتل کیے کسوت اُسکی نہین چھینتے لازم ہی کہ کسوت عیاری جبتک مین زندہ ہون میرے

حوالے کردیجیے ورنہ اچھا نہو گا شاہ نے کہا کسوت اب میرے کس کام کی ہی یہ کہکر کسوت اُسکے حوالے کی
اور سرمایہ وزیر کو حکم دیا کہ قید اسکی اپنے پاس رکھے اور سب ساحرون کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ
وہ سب اپنی اپنی جگہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے شاہ جادوان بھی پھر کر بارگاہ حیرت مین
آیا سرمایہ نے برق کی قید کو ایک ایسے مقام پر رکھا کہ جس سے کوئی آگاہ نہوا اور شاہ طلسم نے ایک
پُتلا ماش کے آٹے کا بصورت برق فرنگی بنایا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر باتین کرنے لگا
اسوقت شاہ نے اُس پتلے کی مشکین باندھ دین اور ملکہ حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تو اس برق فرنگی
مجرم کو کہ جسنے تمام خانمان سحر آج بے چراغ کردیے صبح کو سامنے اُسکے خیرخواہ ہون یعنے مہرخ و بہار
وغیرہ کے بعذاب الیم قتل کرنا اور سامنے لشکر مہرخ کے سر اسکا لٹکوا دینا اور دھڑ کو ہاتھی کے پانون
مین باندھ کر تمام لشکر مین اپنے کھچوانا ملکہ حیرت نے کہا بہت بہتر مین نہایت خوش ہوئی بای
بادشاہ اُس موے کے قید ہونے سے کہ اُسنے آج میری چوٹی کاٹ لی ہی غرضکہ برق نقلی کو
سپرد ملکہ حیرت کر کے کچھ رات باقی تھی کہ شاہ جادوان برق اصلی کو لیکر مع سرمایہ وزیر کے
باغ سیب کی طرف روانہ ہوا یہان حیرت نے برق نقلی کو اپنی بارگاہ کے ستون مین
باندھ کر کئی ہزار ساحرون کو پہرے پر مقرر کر کے آپ آرام کیا وہان شاہ جادوان نے بھی
جاکر برق کو سحر سے بیہوش کر کے اپنے سامنے ستون بارہ دری سے باندھ کر طلسمی پتلیون
کو پہرے پر مقرر کر کے سر بستر خواب پر رکھا یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ سینہ مشرق سے شعلۂ آہ
نکلکر بلند ہوا اور بصورت خاطر مضطر برق فرنگی آفتاب تابان بیقرار و بیتاب سینہ دہر مین
اضطراب دکھانے لگا کہ ابیات

سحر پردۂ شب سے باعز و جاہ	عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ
نمایان ہوئی جانب آسمان	سپیدی سحر کی بصد عز و شان

وقت سحر اسطرف حیرت اُدھر افراسیاب بدسیرت بستر خواب سے اُٹھے پہلے افراسیاب
نے اُٹھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آندھی آئی اور اُس آندھی مین سے ایک ساحر غدار تیرہ فام زبون
شعار پیدا ہوا البغض و نفاق کا پتلا تھا حسد و کینہ کا سراپا نقشہ شقی ازلی و ابدی ناک بھون تیوری
پڑھی سامنے شاہ کے آکر گردن بہ تسلیم اُسنے خم کی شاہ نے اس سے خطاب کیا کہ ای شیر بن شاہ

جادو تم اسوقت یہ محنت اپنے اوپر گوارا کرو کہ اس مجرم کو زندانخانہ ظلمات مین لیجا کر افعی سحر اور اژدر
ظلماتی کے سپرد کر آؤ کیونکہ تم خواص خاص بادولت اور مقرب درگاہ ہو اور تمسے بہتر کوئی اس امر کے
بجالانے مین نہین ہے اور ساحر جلیل القدر بھی ہو یہ کہکر ایک گجرا پھولونکا اپنی سیج کے اوپر سے اٹھا کر
اُسپر ڈالدیا اور کہا یہ خلعت کیسکو آجتک ممکن نہین ہوا ہزارون ناظمان طلسم اسکی تمنا رکھتے ہین کہ
بادشاہ کے سونگھے ہوئے پھول ہمکو ملین اس ساحر نے یہ خلعت پاکر نذر دی اور ہاتھ باندھ کر عرض
کی کہ اے بادشاہ عادل جہان ظلمات مین ایسا اندھیرا ہے کہ راستہ چلنا مشکل ہے اور اُس تاریکی
مین راہ بھی نہین سوجھتی ہے قیدی کا ساتھ ہے پھر مین کیونکر بحفاظت اسکو لیجا سکتا ہون مگر کوئی تحفہ ایسا
مجھکو عنایت ہو کہ جسکے وجہ سے ماران طلسم اور تاریکی سے مین محفوظ رہون یہ غلام کبھی کبھی حضور کے
ساتھ وہان گیا ہے باقی یون میرا وہان کام ہی کیا تھا جو جاتا اس سبب سے راستہ بھی اچھی طرح
نہین جانتا ہون شاہ نے یہ سنکر اختر مروارید جو بُرّان شمشیرزن سے چھین لیا تھا اپنے جوڑے
سے نکالا اور شہر یہ کے ہاتھ مین دیا اور بڑی تاکید کی کہ خبردار یہ موتی جانے نپائے کہین اُسکو
اپنے پاس سے جدا نکرنا اور راہ مین کہین نہ ٹھہرنا کوئی ملجائے تو اسکو پاس نہ آنے دینا یہ امانت ہے
جو مین تجھکو دیتا ہون بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے راہ ظلمات کو طی کر کے اس قیدی کو وہان
پہونچا کر پھر مجھی کو لا کر یہ موتی حوالے کرنا اس موتی کو جو ہاتھ پر تو رکھ لیگا منزلہا منزل تک روشنی ہو جائیگی
اسکے سامنے کوئی سحر نہین چلتا ہے یہ موتی گنبد مین سامری کے تھا بڑی مشکل سے بزرگان کو کب نے
وہان سے پایا اب اُسکی بیٹی بُرّان کے پاس رہتا تھا مین نے اُس سے چھینا ہے وہ تو چھوکری ہے
جو ایسی نایاب چیز کی قدر نہین کرتی ہے اور ایسی چیز کو ہر جگہ لیے لیے پھرتی ہے اور مین جانتا ہون کہ
اُسنے مسلمانون کی اعانت کرنے مین جو اس موتی سے کام لیا ہے اُسی سے روح سامری اس سے
خفا ہوئی ہے جو یہ اُسکے پاس سے میرے ہاتھ آگیا ہے ورنہ اس موتی کا ہاتھ آنا دشوار تھا اور صبا گوہر
پر غلبہ پانا بڑا کام تھا اچھا اب یہ گوہر لیکر تو جا افعی سحر اور اژدر ظلماتی سے کہدینا کہ شہنشاہ نے
دعا کہی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تمسے بہت خوشنود ہوئے تمنے خوب حفاظت بُرّان کی کی ہے اس
قیدی کو بھی اُسی مقام پر اور اُسی تہخانے مین کہ جہان وہ چھوکری قید ہے قید کرو اور تھوڑے چنے
بھونے ہوئے اور ایک کوزہ آب اسکو بھی کھانے کو دینا زیادہ اس سے خبردار خبردار کبھی ندینا

ٹھنڈھا پانی گرمی مین ان دونون قیدیون کو نہ ملے اور کبھی مزیدار کھانا یہ نہ پائین آرام سے
نہ سوئین قید مین رہئین پٹین کراہین یہ حکم محکم قضا شیم اُس نحس مجسم کا سُنکر شریر خیز بر بازوے برق کا
پکڑ کر روانہ ہوا اختر کو تو مضبوط اسنے چادر سے اپنے باندھ لیا اور آپ بصورت عقاب تیز
پرواز بنا چلتے وقت عرض کیا کہ حضور سحر اسیر سے اپنا آپ اُتار لین بادشاہ نے سحر اُسیر سے اپنا
اُٹھا لیا اُسنے سحر اپنا برق پر کرکے پنجے مین اُسکو دابا اور اُڑکر چلا پہلے تو سحر افراسیاب سے
برق بیہوش تھا اب ہوشیار ہوا لیکن دیکھا کہ مین پنجۂ عقاب مین دبا ہون اور وہ مجھکو لیے ہوئے
اُڑا جاتا ہی بس یہ خاموش ہو رہا اور پھر متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا یہانتک کہ شریر بن اشرار
قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا کہ وہ درہ تاریک مثل شب دیجور تھا یہ اندر درہ کے گردے ہوا سے
اُتر کر داخل ہوا اُسوقت برق کی بھی آنکھ کھلی اور اب شریر عقاب سے اپنی اصل صورت پر بنا
برق نے دیکھا کہ یہان اسقدر تاریکی ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھائی دیتا ہی گویا وہان پردہ
جگہ ہستی تھی تاریکی عالم اُسی جگہ بستی تھی تمام عالم کے سیہ بختون کے بخت سیاہ کی تاریکی جمع ہوکر اُسی
جگہ سمائی تھی شامت عالم اکٹھا ہوکر وہین آئی تھی قعر دوزخ اُس جگہ کو کہنا زیبا تھا چاہ بابل ایک
ادنے اُس مقام کا نمونہ تھا کہ

ابیات

اندھیرا لحد کا تھا اُس سے بہ تنگ ۔۔۔ عجب طرح کی تھی جگہ تار و تنگ
جہان مین جو ہوتا ہی اندھیر یار ۔۔۔ اُس اندھیر کا بس وہ مخزن تھا غار

اُس تاریکی مین برق نے دیکھا کہ ایک ساحر نے ایک اختر نکالکر اپنے کفِ دست پر رکھ لیا کوسون تک
وہ ظلمات منور و روشن ہوگیا روشن ہونے سے احوال روشن ہوا کہ ایک ساحر سیہ رو کریہ منظر مجکو
گرفتار کیے لیے جاتا ہی اور اُس درہ کوہ سے جب وہ ساحر آگے قدم زن ہوا دیکھا کہ درخت
کوسون تک لگے ہین مگر برگ و بار اُنکے سب سیاہ ہین تاثیر زحل اکٹھا ہوکر اُسی جگہ آئی ہی
تمام عالم کی ایکجا سیاہی ہی جو چیز ہی وہ سیاہ ہی پہاڑ اور زمین سب بالکل سیاہ ہین شاید پیر دہر
اور زال دنیا کسیکے غم مین سیہ پوش ہین خمخانہ غم کے بادہ نوش ہین نہین معلوم کس نوجوان کا ماتم ہی
جو لباس ارض وغیرہ سیاہ ہی دریا جو کوئی اُس مقام پر نظر آتا ہی پانی اُسکا بھی کالا ہی کالے پانی گویا
قید برق کی بھیجی گئی ہی اور طرفہ طلسم یہ نظر آتا ہی کہ ایک تو سیاہی مثل بخت دشمن ہر سمت چھائی ہی

دو بحر دراونی صورت زال گیتی نے بنائی ہی درختون مین پھل جو لگے ہین زنگیان آدم خوار کے
سر کٹے ہوئے لٹکے ہین خون تازہ اُس سے بہتا ہی وہ خون بھی سیاہ ہی سودا کی ترقی ہی [illegible] کا
غلبہ ہی سودا مزاج تمام صحرا ہی درہ ہاے کوہ دیو کیطرح مُنھ کھولے ہین بگولے کالے کالے [illegible]
دیو بنکر ڈراتے ہین جانوران صحرا مثل فیلان دمان و خرسان سیاہ ہین افعی خونخوار [illegible]
ہر سمت پھرتے ہین سانپ زہر اُگلتے ہین اثر آتش زہر سے تمام صحرا تپ رہا ہی [illegible]
ذرہ ہی وہ زہر کا ایک صحرا ہی [illegible] درخت ہی وہ بِس کی گانٹھ ہی جو پتھر پہاڑ کا ہی وہ شیشہ زہر ہلاہل کے
ڈانٹ ہی ہر قطرہ دریا کا قطرہ زہر جانگداز ہی ہر سمت جان شکنی کا انداز ہی یہ اس صحرا سے آدمی [illegible]

ابیات

لگا کرنے [illegible] سے اور تماشا ہی — نظر مین چھا گئی یک سو سیاہی
نظر آیا عجب صحرا لق و دق — کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق
عجب وہ وضع خوف و خطرناک — دیا اسکو دکھائی زیر افلاک
بیابان تھا وہ ایسا وحشت انگیز — کہ وحشت جسکی تھی عالم کی خونریز
نہ جائے چند کی اُس سمت آواز — کرے بوم اُسطرف مُنھ کر نہ پرواز

برق کا اس مقام ہول خیز کو دیکھکر یہ حال ہوا کہ یقین تھا روح قالب سے پرواز کر جائے لیکن
دلکو مضبوط کرکے نظر بہ رحم کریم کارساز رکھکر خاموش تھا اور شیر پر اُسکو گرفتار کیے [illegible] تھا ازبسکہ
برق کی زبان وغیرہ کھلی ہوئی تھی دست و پا گو کہ قابو مین نہ تھے اُسنے اُس بے اختیاری مین
بھی توسن زبان کو عرصہ فکر مین جولان کیا اور صبائے کلام کو چمنستان عیاری مین وزان کیا
یعنے ایک آہ سرد دل پر درد سے اُسنے بھری آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگا کہ

ہوا نالان وہ وقت کے الم سے — شکایت تھی فلک کی آہ غم سے
کہا ہو گردون دون یہ کیا کیا تین — وہ دل سا نقد یون ازان دیا تین
کوئی دیتا ہی اس ظالم کو بھی دل — کہ جائے چھوڑ صید نیم بسمل
وہ دکیا دیکھی خطا مجھسے کہ اکبار — کیا تین وقف جان صد نیش آزار
مین جس خطرے سے نت لرزے تھا ہر روز — وہی آفت مرے لایا تو درپیش

اس خوش الحانی اور درد آلودہ آواز سے یہ اشعار بصد سوز و گداز اُسنے پڑھے کہ اگر سنگ خارا بھی

بجائے اُس ساحر شریر کے ہوتا موم ہوجاتا لوہ فولاد دل اعجاز داؤد دکھاتا شریر اسکے اس لحن
دلکش پر بےچین و بیقرار ہوکر رونے لگا برق نے بھی اسی لیے یہ اشعار پڑھے تھے کہ دیکھوں اسکے
دل کو بھی کسیکی محبت کا لگاؤ ہی یا نہین کسلیے کہ کوئی دل ایسا نہین جسکو کسیکی الفت نہو اور یہ بھی سوچا تھا
کہ اگر یہ کسی سے محبت نرکھتا ہوگا اور میرے اشعار پر بیقرار نہوگا تو پھر اور کچھ تدبیر کرونگا الحاصل
جب اُسنے اُسکو کسی مسیحا کا بیمار پایا سوز دل سے اُسکے شعلۂ آہ تا بہ لب آیا برق نے کہا کہ اے نو گرفتار
سلسلۂ عشق و محبت جسطرح کہ مین اسیر طوق الفت ہون اُسی طرح تو بھی مقید زنجیر زلف گرہگیر ہی لیکن
بیقرار ہونا بیجا ہی کس لیے کہ اس طلسم کا رہنے والا ہی کبھی نہ کبھی معشوقہ [illegible] نامہ و پیام بھی ہوجاتا ہی
وہ بھی دل مین تیرا خیال رکھتی ہی عشق کا تیرے ملال رکھتی ہی [illegible] سر کا تو عجب حال ہی کہ بیت

نہ مونسی نہ رفیقی نہ ہمدمے دارم	حدیث دل [illegible] غمی دارم
دیگر	
نہ قاصد نہ صبائے نہ مرغ نامہ بری	کسی ز ر[illegible] خبرے
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمی افروختم ہرگز چراغ آشنائی را

تیرے دیار سے جدا معشوقہ کے فراق مین مبتلا دوسرے اب ایسے مقام پر ہوکر چلا ہون کہ
اُسکا ایک نظر وقت آخر بھی دیکھ لینے کی امید نہین اگر مین تیرے مقام پر ہوتا تو معبود کے صدقے
سے اور اُستاد کے اقبال سے اتنک مدت کا معشوقہ سے ہم بغل ہوکر داد عیش و نشاط دیتا تو چاہیے
تو دن بھر مین دس مرتبہ اُسکو جاکر دیکھ آئے دوسرے یہ کہ جس بادشاہ کا تو ملازم ہی اُسکی وہ
تابع فرمان ہی اب تجھے بادشاہ سے کام لیا ہی اگر اپنا حال تو بادشاہ سے کہے گا وہ فوراً نقش مراد
کو تیرے کاغذ حصول پر ثبت کریگا اور بادشاہ کی ضرورت اس کام مین کیا ہی مدعا یون ہی حصول
ہوا چاہتا ہی ذراسی تو بات ہی مین سب تیرا حال جانتا ہون اور تیری معشوقہ کو بخوبی پہچانتا ہون
لیکن مجھے کیا غرض ہی جو کہون اپنے سوز و گداز مین آپ ہی مبتلا ہون یہ کہکر جانب فلک دیکھکر
کہا کہ خداوندا عشق صادق کا واسطہ یارب جذب کامل کا صدقہ اپنے اثر نالۂ دل کا تصدق جتنے عاشق ہین
سبکو معشوقہ مراد سے شاد فرما اور اُنکے صدقے مین مجھ ناکام کا بھی کام دل برلا یہ کلمات جو شریر نے
سُنے طائر ہوش پرواز کر گئے حواس باختہ ہوئے کہ یہ عیار ایسی تو قید مین گرفتار ہی کہ چھوٹنا اسکا
دشوار ہی لیکن اُسکو کچھ خیال اسیری نہین معشوقہ کے عشق کا دم بھرتا ہی اپنی جان جانیکا کچھ خیال نہین کرتا

دوسرے یہ لوگ کاملین ہین سے معلوم ہوتے ہین کہ جملہ حال میرے عشق کا اُسکو ہویدا و ظاہر ہی
برق نے اوپر کی باتین ظاہری جو لازم و ملزوم برائے محبت ہوتی ہین وہ حفظ ماتقدم کرکے اس سے
کہی تھین یہ اُسکو سنکر برق کو صاحب کمال و اعجاز سمجھا کیونکہ یہ شہریار افراسیاب کی جو نگیتر لعل سخندان
ہی اُسکی وزیرزادی یعنے ملک اخضر سبز پوش کے وزیر احمر سرخ قباے جادو کی دختر
ملکہ شوخ چشم سرخ پوش پر عاشق ہی مگر یہ اسقدر لیاقت نہین رکھتا ہی کہ پیام اُسکی شادی کا اُسکے
باپ کو اپنے ساتھ کرنے کے لیے دے ہنگام عشق مین اُسکے ہمدمون مین سے ایک عورت کو اسنے بہت
کچھ دیکر اس بات کا امیدوار کیا ہی کہ اگر تم شوخ چشم کو میرے وصل پر راضی کردو تو مین تمکو کئی لاکھ روپیہ
دونگا اور سمجھا ہی کہ جب مجھسے اور معشوقہ مذکور سے آشنائی ہوجائیگی اور اُسکے باپ کو خبر ہوگی پھر سوا
میرے ساتھ شادی کردینے کے انکا اور کچھ بن نہ آئیگا غرض برق کو بہت بڑا کامل وہ سمجھکر
گرم سخن ہوا کہ آپ نے جہان میرا عشق پہچانا ہی تو اور بھی حال آپکو معلوم ہوگا یہ جو آپ فرماتے ہین
کہ دن بھر مین اگر تو چاہے تو دس مرتبہ معشوقہ کو دیکھ آئے تو یہ تو ممکن نہین کہ کیلیے کہ وہ دختر نیک
اختر دستور معظم ملک اخضر سبز پوش ہی برق نے کہا ہان تو مجھے کہنا ہی وہی ملک اخضر جو
افراسیاب کا خسر ہی لعل سخندان کا باپ اُسکی تو وزیرزادی ہی جسپر تو فریفتہ ہی مین نے مثلاً یہ
بات کہی کہ دن بھر مین دس مرتبہ تو دیکھ سکتا ہی کیونکہ درمیانی جو عورت ہی وہ کسی حیلہ سے تیری
معشوقہ کو صحرا مین لا سکتی ہی وہان تو جا سکتا ہی دور سے نظارہ جمال کر سکتا ہی بس اُسنے یہ سُنکر
برق کو زمین پر رکھدیا اور سر اُسکے قدم پر رکھا اور کہا یہ تو بتلائیے کہ آپ کو کسنے میری معشوقہ کی
کیفیت سنائی ہی اور کسطرح آپ نے جانا کہ مین وزیرزادی پر لعل سخندان کی عاشق ہون
برق نے کہا کیا خوب ہمسے اور پردہ جو کچھ تمھارا حال ہی ہم سب جانتے ہین بھلا یہ تو کہو کہ درمیانی
کوئی عورت ولاتی ہی یا نہین اور اُسکو تم بہت کچھ دے چکے ہو اور دینے کا تمنے وعدہ کیا ہی اور
اُسنے ایک مرتبہ تمکو وہان پہونچا بھی دیا تھا واضح ہو کہ جب کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی تو دلالہ بھی
ضرور مقرر کرتا ہی اور ایک دو مرتبہ اسطرف جانا بھی ہوا کرتا ہی بس برق نے اُسی معاملہ کی
طرز پر اسکو پتا جو دیا اتبو وہ اُسکے گرد پھرنے لگا اور گویا ہوا مجھکو یقین کامل ہی کہ واقعی آپ
سب راز سے میرے آگاہ ہین اب کچھ تدبیر تو ارشاد کیجے کہ مین کیونکر اپنی مطلوبہ کو حاصل کرون

برق نے کہا کیا خوب دلالہ کو تو اسقدر آپ نے کھلایا اور اتنا کچھ دینے کو کہا ہی اور مجھکو آپ
قید کیے لیے جاتے ہین اور مفت ہی مین ترکیب وصال یار پوچھنا چاہتے ہین دست و پا میرے
بیحس و حرکت ہین بدن کو کھجا تک نہین سکتا اپنے حواس مین تو مین ہون نہین بھلا مین تدبیر وصال
کیا جانون اُسنے جلد یہ کلمات سنکر ایسا سحر پڑھا کہ اُسکے دست و پا قابو مین آگئے مگر بناوٹ کی
راہ سے اسنے کہا ای عزیز کیون اپنے تئین معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی افراسیاب اگر میرا
رہا کر دینا سنیگا تو بہت تجھپر عتاب کریگا تو مجھکو زندان ظلمات مین پہونچا کر رسید داروغۂ زندان
سے میری لیکر بادشاہ کو پہونچا دے یہ تو خوب سمجھ لے کہ ہم لوگ کہین قید نہین رہ سکتے تم لیجا کر قید
کرا دو ہم چھوٹ کر جب اپنے لشکر مین آئینگے تم اُسوقت ہمارے پاس آنا ہم تمکو تدبیر وصال تمھاری
معشوقہ کی بتائینگے وہ ساحر اپنے دل مین اُسکے کلام کو سنکر سوچا کہ جب اِسوقت اِسکو غرض لاحق ہی
کہ قید مین ہی جب تو بتاتا نہین رہا ہو کر اِسکو کیا غرض ہی جو میرے کام مین پڑیگا پس یہ سوچکر
منت کرنے لگا کہ آپ کو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے آپ میرا کام کر دیجیے مین آپکو چھوڑے دیتا ہون
شہنشاہ کے پاس جا کر کہدونگا کہ وہ قیدی مجھسے چھوٹ گیا ہی عیارون کی چالاکی تو بادشاہ جانتا ہی یقین کریگا
کہ ضرور چھوٹ گیا ہوگا برق نے کہا پھر تم ہمارے شریک حال ہوگے اُسنے کہا مین آپسے مقابلہ کرنے نہ آونگا
باقی مسلمان نہونگا برق نے اُسکو سیاہ قلب دیکھکر خیال کیا کہ زیادہ تر اصرار اُسکے مسلمان ہونے کی نسبت
نکرنا چاہیے اپنا مطلب نکالو معلوم ہوگیا کہ اُسکو غرض ملاقات مطلوبہ ہی اس لیے یہ منت کرتا ہی پس یہ
سوچکر برق نے کہا اگر بادشاہ کتاب سامری یا اپنے سحر سے دریافت کرے کہ تمنے خود مجھکو چھوڑ دیا اور تمکو الزام دے
تو اُسوقت تم مجرم ہو جاؤگے یہ مناسب نہین کہ مجھکو رہا کرو مین تمکو تدبیر اُسکی جب رہا ہونگا تو بتلا دونگا بلکہ بتلانا
کیسا معشوقہ کو تمھاری تمسے ملوا دونگا اُسنے کہا اگر بادشاہ سحر سے تمھارا چھوڑ دینا میری نسبت دریافت کرلیگا تو میرا کچھ نہین
کرسکتا ہی مین عملداری مین مالک اخضر کے رہتا ہون اور جہان بادشاہ کو یہ دریافت ہوگا کہ
اسنے مجرم کو چھوڑ دیا وہان یہ بھی دریافت ہوگا کہ میرے دشمنی کی راہ سے اُسنے نہین رہا کیا ہی بلکہ
اپنے مطلب کے لیے اُسکو ایکبار رہا کر دیا ہی وہ میرا دشمن نہین ہی اور مین صاف صاف کہدونگا
کہ ای بادشاہ میری جان جاتی تھی اپنے کام کے لیے مین نے اس مفسد کو رہا کر دیا مین آپ کا دشمن
نہین ہون آپ جو چاہیے مجھکو سزا دیجیے پس بادشاہ دوست کو دشمن نہ بنائیگا یقین ہی کہ میری خطا

معاف کر دے اب آپ تامل نفرمائیے مجھکو وہ راہ تبلائیے اور چلیے مین آپکو باہر اس ظلمات کے
کر دون برق اسکی تقریر سنکر اپنے دلمین خوب ہنسا کہ یہ اچھے ہمکو ملے اپنے کام کے لیے ہمکو ایکبار
چھوڑ دینگے اور پھر ہمارے دشمن ہو جائینگے غرض جب اُسنے بہت کچھ منت کی اُسوقت اُسنے کہا
کہ اے برادر اچھا جو تمھاری یہی خوشی ہی تو مین بھی تمھارے کام مین کوتاہی نکرونگا لو آؤ بیٹھ جاؤ
یہ کہکر ایک مقام پر یہ بیٹھ گیا وہ بھی سامنے اُسکے بیٹھا اُسنے کہا اے عزیز مین کبھی کسی کو ایسی نایاب
چیز ندیتا لیکن قید ایسی جگہہ ہوکر آیا ہون کہ یہان سے رہا ہونے کی مجھکو امید نہ تھی اسلیے خیر تجھکو
بتاتا ہون میرے پاس عطر ہی کہ جسپر موہنی پڑھی ہوئی ہی تم اس عطر کو لیکر اپنے مُنھ پر مل لو اور
مجھکو باہر ظلمات کے نکالکر سیدھے اپنے گھر جاؤ اور ہو سکے تو اپنی صورت معشوقہ کو اپنی دکھاؤ
اور اگر مُنھ نہ دکھا سکو تو وہ عطر دلالہ کے ہاتھ معشوقہ کے پاس بھیجدینا وہ اسکو سونگھتے ہی تمھارے پاس
آئیگی اور خود خواہان وصال ہوگی پھر تم اُسکے ساتھ مزے اُڑانا اور اُسکو اپنے گھر سے جانے ندینا
اُسکے باپ سے کہلا بھیجنا کہ آپ کی بیٹی میرے یہان آئی ہین اور مجھپر عاشق ہین مین نے آپ کی
آبرو کا خیال کرکے انکو ہاتھ نہین لگایا ہی اب اگر وہ آپ کے گھر آنے پر راضی ہون تو آپ خود
آکر لیجائیے اور اگر نہ راضی ہون تو بدنامی کی شہرت ہونیکا خیال فرماکر مجھسے منعقد کر دیجیے
باپ کو اُسکے یہ سنکر غصہ آئیگا اور بیٹی کو آکر دھمکائیگا مگر وہ کیسطرح تمھاری محبت سے ہاتھ اُٹھائیگی
اُسوقت ناچار ہوکر وہ تمھارے ساتھ شادی کر دیگا بس اتنا تو مین کر سکتا ہون اور اگر فرق
میرے اس کلام مین پانا تو مین نے خون اپنا تمکو معاف کیا طلسم سے باہر تو مین جاتا نہین ہون
جب کبھی تمھارے ہاتھ آجاؤن فوراً مجھے جس عذاب سے چاہنا ہلاک کرنا اور اُسکے علاوہ
مین کئی لاکھ روپیہ کا جواہر تمکو دیتا ہون اگر یہ عطر کام ندے تو وہ جواہر ضبط کرلینا اور اگر مطلب
تمھارا ہوجائے تو میرا مال مجھکو پھونچا دینا اور جو تمھارا جی چاہے تو اور بھی کچھ مجھکو دینا ورنہ خیر
تمھارا کام ہی نکلا سہی اس ساحر نے کہا نہین جواہر آپ کیون دین مجھکو یقین ہی کہ وہ عطر کام ضرور
دیگا کسلیے کہ آپ لوگ ملکون ملکون پھرنے والے عیار طرار آپ کے پاس جو چیز ہوگی وہ عمدہ
ہوگی اچھا وہ عطر مجھے حوالہ فرمائیے برق نے کہا اگر وہ عطر لیکر مجھکو تم یہان سے نکال ندوگے
تو اسکا منتر جو ہی وہ مین تمکو نہ بتاؤنگا پھر وہ عطر تمھارے کسی کام نہ آئیگا اُسنے کہا کبھی ایسا نہوگا کہ
مین

مین عہد کیے خلاف کردن مگر ہان یہ تو بتلاییے کہ اگر کوئی سحر سے تاثیر اس عطر کی بدل دے اور
ملکہ کے دل پر سے عشق میرا اُتر جائے تو کیا ہو برق نے کہا اس طلسم مین کوئی عامل علوی عملیات
کا نہین ہی اور ہم لوگ سحر نہین کرتے ہین مگر ہان عملیات علوی کرتے ہین یہ ایک بڑے کامل
فقیر نے مجھکو پڑھ دیا ہی کسی ساحر سے رد اس عمل کا نہوگا ہلوگون کا عمل افراسیاب بھی نہین رد کر سکتا
دیکھو حمزہ ایک اسم اعظم جانتا ہی پھر وہ عمل ایسا ہی کہ تمام ساحران زمانہ اس سے عاجز ہین اور
اُسپر غلبہ نہین پاتے ساحر نے کہا ہان یہ بات تو آپ سچ کہتے ہین اچھا عطر مجھکو دیجیے اور میرے
ساتھ چلیے برق نے خوب اُسکو پکا کرکے اور سمجھا کے ایک شیشی عطر بیہوشی کی کسوت سے
نکالکر اُسکو دی اُسنے دیکھا کہ سرخ رنگ عطر جیسے موتیے کا یا سہاگ کا ہوتا ہی شیشی مین بھرا
ہی اور ایسی خوشبو اُسکی ہی کہ شیشی کے نکالنے سے دشت مین خوشبو پھیل گئی ہی پس برق نے
تھوڑا سا عطر دوسری شیشی مین رکھکر اُسکو دیا اور کہا اُسکو چہرہ پر اپنے مل لو اور چلو کہ اسکا
عمل بھی تمھین تعلیم کرون اُسنے وہ عطر لیکر اپنے چہرہ پر ملا پس خوشبو اُسکی بخوبی ناک مین گئی
اُسکو چھینکین آئین اور گرکر بیہوش ہوگیا برق نے اول وہ اختر مرد اربد کہ جو بُرّان کا شاہ
جادوان نے اُسکے سپرد کیا تھا لے لیا اور اُسکے کپڑے اوتار کر آپ لیے اور رنگ و روغن
عیاری کا نکالکر اُسکی ایسی صورت اسطرح بنا کہ ہرچند کوئی تمیز کرے مگر نہ پہچان سکے اس صورت
پر تیار ہوکر بموجب ع یا قسمت و یا نصیب یا بخت ؂ اور اُسکو دوش پر اپنے لاد کر ایک
سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ گرد اگرد تو ویسا ہی صحراے ہول خیز و سیاہ رنگ کہ جیسا اوپر حال
بیان ہوچکا ہی اور بیچ مین اُس صحرا کے ایک راستہ بطور سڑک کے بنا تھا کنارے کنارے
اُس سڑک کے ماران سیاہ کفچہ برپا دکیے بیٹھے تھے اور درخت برگد و پیپل و ساکھو وغیرہ کے بڑے
بڑے تناور لگے تھے باد سموم سے ٹہنے اُنکے جھلس گئے تھے اُن درختون پر گدھ اور چیلین
بیٹھی تھین کہ چلچلاتی تھین تاریکی مین غل و شور مچاتی تھین اُنکے چلچلانے سے بگولہ زمین سے
اُٹھکر پیچ و تاب کھاتے تھے دیو سیاہ بنکر ڈراتے تھے آوازین مہیب ہر سمت سے آتی تھین
العیاذ باللہ الٰہی حضرت اللہ رستم بھی اگر اس دشت مین آجاتا سینہ فرط خوف سے تھراتا اسفندیار
و بہمن و برزو کا جگر شق ہو جاتا برق اپنے دلمین سمجھا کہ یہی سڑک راستہ زندان کا معلوم ہوتا ہی کہ

اُسیطرف تجھکو چلنا چاہیے غرض یہ اُسی سڑک پر اس ساحر کو لیکر روانہ ہوا اور ازبسکہ خرمہرہ اُسکے
ہاتھ مین لیے تھا تو اُسیطرح جیسے پہلے روشنی تھی اب بھی وہ جگہ منور تھی اور وہان کی بلیات
اذیت نہ پہونچاتی تھی انشاء اللہ تمام ظلمات کی سیر شاہزادہ اسد چھوٹکر جب کرینگے تو بیان
کیجاینگی اسی جگہ حکیم قسطاس الحکمت بھی قید ہین اور افراسیاب جو آیا کرتا ہی تو اُسکے رہنے
کی جگہ ہی سیرگاہ ہی بڑے بڑے نامی ساحر یہان رہتے ہین عزیز داران بادشاہ اسی مقام پر
مسکن رکھتے ہین ماہی زمرد رنگ وغیرہ کے مکان کا یہین سے راستہ ہی باغبان کی عمارت
بہت کچھ ہی غرض تمام کیفیتین انشاء اللہ آیندہ بشرط حیات بیان کیجاینگی حاصل مرام اب جو
برق اس سڑک پر روانہ ہوا کئی کوس راستہ طے کرکے ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان دو پہاڑیان
چھوٹی چھوٹی بنی تھین اور اُسپر نیلم کے درخت سیاہ رنگ کے لگے تھے اور بہت دور تک
صحراے ظلمت تھا کہ وہان درختون کے سایہ سے کوسون تک سیاہی پھیلی تھی نیچے اُن درختون
کے دھوان اُٹھا ہوا تھا بالکل ظلمت سرا وہ مقام تھا اور اُن پہاڑیون کے بیچ مین دو قصر سیاہ
رنگ کے بزرگ بنے تھے ایک قصر کا دروازہ مقفل تھا اور دوسرے کے دروازہ پر دو
ایک ساحر بیٹھے تھے برق نے اُن ساحرون کے قریب جاکر کہا کہو کہان ہین افعی سحر اور اژدر
ظلماتی کہ مین فرستادۂ شاہ جادوان افراسیاب آیا ہون وہ ساحر یہ سُنکر اندر اُس قصر کے
گئے اور کچھ عرصہ مین آکر گویا ہوئے کہ چلیے آپ کو اژدر و افعی بلاتے ہین برق ساحر کو
لاوے اندر قصر کے گیا دیکھا کہ اس مقام پر دالان عظیم الشان بنے ہین کہ جنپر استرکاری سیاہ رنگ
کی ہی سنگ موسیٰ جا بجا لگے ہین اور دالان کے کونون مین اژدہے مُنھ کھولے بیٹھے ہین
چھتون مین ہزارہا گھنٹے ٹنگے ہین برق جیسے ہی اندر گیا وہ سب گھنٹے آپ سے آپ بجنے لگے
جی جی کارکا سامری جی غلغلہ بلند ہوا اژدرون نے قلاب آتشین چھوڑے برق اور آگے
بڑھا دیکھا ایک دالان مین پتھر سیاہ رنگ کے زمین پر نصب ہین اور دیوارون مین ہزارون
تصویرین لگی ہین اُن پتھرون پر چوکیان آبنوس کی بچھی ہین اُنپر پوجا کرنیکا سامان رکھا
ہی کیول کے پھول بہت سے ڈھیر ہین گھنٹیان رکھی ہین سلوٹیان موجود ہین اور دوسری
طرف یک بہت بڑا دالان ہی کہ ستون مین اُسکے درون کے بیچے کاری نیلم کی ہی اور

دالان مین فرش پرتکلف قالین ہاے گلدار وخوش رنگ کا بچھا ہی اور اس فرش پر پلنگڑیان
چاندی کی لگی ہین اور نواڑ سے بُنی ہین توشک اور چادر سفید اُسپر آراستہ ہی ڈوریون سے
کچی ہین تکیے نفیس اُسپر رکھے ہین اُن پلنگون پر اژدر سحر اور افعی سحر دونون بیٹھے ہین سامنے
شیشیان شراب کی اور قابین بھر گزک کباب کی میزون پر لگی ہین جام رنگین اُن دونون
کے ہاتھ مین ہی ہنستے جاتے ہین اور شراب پیتے ہین میوہ کھاتے ہین اور جب دوسرے
دالان کیطرف مست ہوکر دیکھتے ہین از خود طرح طرح کے باجے بجنے کی صدا آتی ہی اور معشوقان
پری چہرگان کی آوازین گانے کی سنائی دیتی ہین دونون ساحر جام مے عشرت سے سرشار
ہین ہوائے خرمی سے دل باغ باغ ہی ہوائے مسرت سے خاطر گلزار ہین ہرچند کہ صورت مین زشت
وخونخوار اور سیرت مین ناہنجار و بدکردار ہین مُنھ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہونٹھ تھوڑی تک
نیچے کو لٹکے ہوئے اوپر کے پردہ بینی سے گذرے ہوئے دونون کی صورتین مثل اژدر کے
دھڑ مثل انسان قوی تن کے ہین لیکن اُس دولت وثروت مین مست ولایعقل بنے ہوئے
بڑی عیش وعشرت سے مربع نشین مسند فراغت ہین

مسلح تھے وہ ساحر زشت فام — بآرائش خسروانہ تمام
نگارین زرہ پُر تکلف کمر — مرصع گلوبند اکلیل زر
تھے اسطرح آراستہ وہ لعین — تبختر بسیار اور رعونت قرین
تھے ہمشکل خنزیر و شوریدہ سر — نظر مین تھا دونون کے سم کا اثر

برق نے اُنکی صورتین دیکھکر دل مین خوف کھایا پناہ برحمت خداے اکبر لایا مگر دل کڑا کر
سامنے گیا اُن دونون نے اُسکو بصورت شریر بن اشرار خواص خاص شہنشاہ **افراسیاب**
دیکھکر تعظیم کی بہر استقبال اپنے مقام پر سے اُٹھے اور ہاتھ پکڑ کے برابر اپنے لاکر بٹھایا اور کہا
کہ آپ نے سرفراز فرمایا ہمسے پیشتر خبر کی ہوتی کہ ہم سواری بھیجتے اور بآرام تمام آپکو یہان لے
آتے خیر اب جو آپ تشریف فرما ہوے بہت اچھا کیا لیکن اس گھڑی مین کیا ہی اور باعث
تشریف آوری حضرت کیا باعث ہی برق نے کہا کہ مین بہت دنون سے تمھاری ملاقات
بجہت سمات و الفت آیات کا مشتاق تھا مگر ظلمات مین آنے کا کوئی سبب نہ تھا سامری گو ایک

کہ دل تڑپ کر رہجاتا تھا بارے آج یہ سبب پیدا ہوا کہ برق فرنگی عیار شاگرد عمرو بن امیہ
ضمری بڑی تلاش وکوشش سے گرفتار بدست شہنشاہ ذی تبار ہوا اس ظالم اظلم نے تو بڑا غضب
ڈھایا تھا کہ ہزارہا ساحر کو قتل کیا تھا اور گروہ گروہ بندگان سامری کو بیہوش کر کے بے بس کر ڈالا
کسی طرح ہاتھ ہی نہ آتا تھا ڈبہ خاک جمشید کا اور چادر سحر کی پا گیا تھا یہ کہکر تمام ماجرا اپنے اوپر
جو گذر چکا تھا مہیب فیلتن کے قتل کرنے مین وہ سب بیان کر کے کہا کہ اب جو یہ قید ہوا تو
شہنشاہ نے مجھکو بلا کر فرمایا کہ تم کہا کرتے تھے مجھکو ظلمات مین بہر ملاقات داروغہ زندان بھیجیے
تو آج اس قیدی کو پہنچاؤ اُنسے ملاقات بھی کرنا اور اِسکو اُنکے سپرد کر کے تاکید اکید بہر حفاظت کر دینا
چنانچہ مین اسکو بڑی دقت سے لیکے و تنہا لیکر یہان آیا ہون فرط خوف سے کسی آدمی کو بھی مین نے
ساتھ نہین لیا کہ مبادا ہجوم کے سبب یہ چھوٹ نجائے اب شہنشاہ کا حکم ہے کہ اِسکو بھی اُسی مقام پر
کہ جہان بُران شمشیر زن قید ہے گرفتار کرو اور دونون پر سختی شدید کرو تا کہ قید ہی مین
ہلاک ہوجائین ایک وقت بھونے چنے اور ایک کوزہ آب کھانے پینے کو دینا خبردار کوئی رعایت
اُن دونون کے حال پر نکرے اور یہ عیار بڑا چرب زبان ومکار ہے اسلیے مین نے اِسکے دانتون
کو تار سے باندھ دیا ہے کہ بات نکر سکے جسوقت تم اسکو آب وغذا دینا اُسوقت دانت اِسکے کھولنا
اور جب تک یہ کھائے اُسوقت تک تم سامنے بیٹھے رہنا مگر اِسکی باتون کو نہ سننا ورنہ زبان مین
اُسکی وہ تاثیر کلام ہے کہ صاف تمکو فریب دیکر مار ڈالیگا اور آپ نکلجائیگا افعی اور اژدر نے
کہا اچھا اب اسکو ہوشیار کرو اور تار سے نکالو اُسنے کہا واہ مین نے آپکو اسقدر سمجھایا پھر بھی
آپ نے کچھ سماعت نفرمایا بہت سہل اِسکا ہوشیار کرنا سمجھ لیا ای صاحب ہوشیار ہوتے ہی
یہ آفت برپا کردیگا مجھکو اور آپ کو مار کر نکلجائیگا مفت کی بدنامی بھی ہوگی اور جان
بھی جائیگی ای صاحب ذرا سمجھ بوجھ کے بات کیا کیجیے اُنھون نے کہا فرمانا آپکا بجا ہے لیکن
اب کیا ہم بالکل حلوا ہین جو یہ کھا جائیگا ای بایمان خود یہان سے نکلجانا کوکب کا تو
دشوار ہے یہ کھلے گا تو کیا کر لیگا دوسرے یہ کہ مکر کرنا اسکا کام ہے اب ہم ایسے بیوقوف بھی
نہین کہ ہر بات سب ماجرا سنتے جاتے ہین اور پھر اُسکے فریب مین آینگے برق نے کہا
آزمائی ہوئی بات کو آزمانا جہالت ہے جب شہنشاہ ایسے ساحر کو اپنے دھوکے دلیے

اور اُنھون نے جان بوجھکر فریب اِسکا کھایا تو ہماری آپکی کیا حقیقت ہی بارہا اُنھون نے
گرفتار کیا اور قتل نکر سکے یہ باتین بناکر چھوٹ گیا ای بھائی یہ سب عیار بلاے بد اور آفت
روزگار ہین اِنکی آنکھون مین عیاری ہی ہاتھ پانوٗن بلکہ رونگٹے رونگٹے مین عیاری ہی
تم میرا کہنا مانو تو اِسکو ہوشیار نکرو اور اگر ایسا ہی تمھارا جی چاہتا ہی تو اِسکو تہخانہ مین وہان
لیچلو کہ جہان بُراق قید ہی وہین اِسکو قید بھی کر دینا اور ہوشیار بھی کرنا پھر بھی وہ مقام
ایسا ہوگا کہ یہ نکل نہ سکیگا اور دوسرے قید کرنا بھی منظور ہی ایک ہی مرتبہ سب امور سے
فراغت حاصل ہو جائیگی یہ کلام برق کا سنکر وہ دونون اپنے مقام پر سے اُٹھے اور کہا
خیر جیسا آپ فرماتے ہین وہی کیا جاتا ہی آئیے چلیے برق نے پھر اُسکا پشتارہ اُٹھا لیا
اور اُنکے ہمراہ ہوا وہ اُس مکان سے نکلکر دوسرے مکان کے دروازے پر کہ جسکو
برق نے مقفل دیکھا تھا آئے بجاے قفل ماران سیاہ بطور قفل حلقہ باندھے اُس مین
اس صورت سے لپٹے ہوئے تھے کہ بالکل قفل ہی معلوم دیتے تھے اُنھون نے سحر پڑھا
کہ وہ ماران سیاہ کُنڈے سے چھوٹ کر الگ گرے اور پانی ہوکر بہ گئے دروازہ کھُل گیا یہ دونون
اول آگے بڑھے سحر پڑھا کہ دروازے سے دور تک ہزار ہا اژدر و مار تھے کہ وہ سب کنارے
ہوئے اور تاریکی سے روشنی ہوئی اُسوقت پکارے کہ ای شیر آپ تشریف لائیے برق
بسم اللہ دل مین کہکر اندر قدم زن ہوا خدا نہ دکھائے جو مکان طرح طرح کے عذاب سے بھرا
ہوا جہنم سے تفاخر کرتا ہوا نظر پڑا حال اُسکا اول مین بیان ہوا ہی اور اب بھی اُسنے دیکھا
کہ ہر طرف تہ خانہ ہی در و دیوار سے سیاہی سونے کی طرح جڑی ہی اور اکٹھا ہوکر بلاے سیاہ
بنجاتی ہی تصویرین دیوارون مین کالی کالی بنی ہین کہ دمبدم دیوار سے چھوٹ کر مجسم
ہوتی ہین اور مُنھ سے شعلہ چھوڑتی ہین ڈراتی ہین گوشہ گوشہ مین مکان کے آوازین
ہولناک آتی ہین وہ تصویرین جب دیوار مین جاکر نقش ہوتی ہین تو آپسمین باتین کرتی
ہین وہ کلام بھی اُنکے ایسے خوفناک ہوتے ہین کہ جسکو سننے کے ساتھ تاب نہین لا سکتے ہین
بوے بد مردے کے سڑ جانیکی ایسی ہر طرف پھیلی ہی اور اژدھون و سانپون کی تو گنتی نہین ہی
بیشمار ہین کسی جگہ طوق و زنجیر آتش انبار ہین کہ وہ آپ سے مجرم کی گردن و کمر مین لپٹے ہین

اور اُسکو چاٹتے ہین بمصداق خذوہ فغلوہ ثم الجحیم فسلوہ کا ماجرا عیان ہی خدائے تعالی ہر مسلمان کو اس عذاب الیم سے بچائے کہ جو وہان ہی باوجود اس تاریکی کے گرمی اُسمین اسقدر ہی کہ دوزخ ہاویہ وہ جگہ ہر کہ رنگ یاقوت کارمانی ہی آب آتش کی زندگانی ہی

ابیات

بادشاہون کی بادشاہی ہی
اگیا بیتال کی دوہائی ہی

بسکہ گرمی کی آن بانی ہی
شرم سے آگ پانی پانی ہی

آگ سے دن کی جل گئی تھی رات
ملی تھی وہ سیاہی لیکے دوات

تشنگی سے تھا قیدیون کا یہ حال
طفل کو مشک دو جوان کو کھال

توبھی نیت اُنھون کی بھرتی نہین
پیاسے مرتے ہین پیاس مرتی نہین

پانی کیا ہی پیٹ مین ہوا ب
شکل آئینہ خشک رہتے ہین لب

چھوڑ کر حلق کو زبان کے خار
نکلے گدی سے طرح گل کے پار

اس مکان مین بیان کرون کیا اب
روز محشر کی دھوم تھی ہر شب

تھی ہاؤن کی ایسی قال وقیل
گویا پھنکتا ہی صور اسرافیل

برق کے بیدین وہان قدم رکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور دل کو وہ وحشت ہوئی کہ پاؤن تھمنا مشکل ہوا بجبر دل کو مضبوط کرکے آگے بڑھا بیچ مکان مین ایک تھا نہ نظر آیا کہ اُسکے مُنھ پر بہت بھاری پتھر نصب تھا افعی نے سحر سے وہ پتھر ہٹایا اندھیرا شل چاہ تاریک کے نظر آیا مشعل سحر جلا کر اُنھون نے روشنی کی اور اُسمین اُترے برق بھی اُترا یہان آکر جو دیکھا تو گور تنگ کی طرح یہ مقام تھا اور ایک بوریا بچھا تھا اُسپر وہ پروردہ مہد ناز و نعم شہنشاہ کشور رحمت و آرام نازک بدن و گلفام گلہائے گلستان عالم کی جان یعنی ملکہ مُرآن قید سحر مین جکڑی ہوئی بیٹھی تھی اور اندھیری مین آنکھین پھاڑ پھاڑ کے ہر طرف دیکھتی تھی آنکھون سے خواب و خورشل آہوے صحرائے وحشت رم کر گیا تھا چہرے سے رنگ برنگ طائر بوستان اُڑ گیا تھا آنکھین نرگس بیمار یقین انداز ئین ہر بار یقین لباس بدن کا میلا کچیلا تھا پیرہن بھی گریبان اُس گل کی بیکسی پر چاک کیے تھا چاک گریبان تا بدامان تھا مردون کی طرح اس گور مین پڑی تھی نہ تن مین طاقت تھی نہ توانائی تھی رفیق حال و شریک نفس بیکسی و تنہائی تھی یہ حال ہوا تھا کہ ابیات

بہے تھا گرم یہ آنکھوں سے خون ناب | کہ تھا گرد اُسکے اک آتش کا گرداب
جگہ غازے کے منہ اوپر وہ بیتاب | کرے تھی گریہ سے تزئین مہتاب
نہ اُسکو صبر نہ طاقت نہ آرام | ہمیشہ گریہ و زاری سے تھا کام
برنگ زلف گہ آشفتہ اطوار | گہے جون نرگس مخمور بیمار
بہت کھینچی تھی اُس دُکھ نے درازی | نظر آتی نہ تھی کچھ چارہ سازی
کبھی گھبرا کے کہتی تھی خدا سے | کہ یارب مجھکو دنیا سے اُٹھا لے
کبھی کہتی تھی وہ سرمایۂ ناز | خداوندا تو ہی آگاہ ہر راز
ترحم کر میری جان حزین پر | کرم کر اس دل اندوہگین پر
عطا کر ای خدا مجھکو رہائی | وگرنہ جان و تن مین ہی جدائی

برق کے یہ کیفیت اُس مہ پارہ کی دیکھکر آنسو نکل آئے بدشواری ضبط گریہ کرکے برق نقلی کے پشتارہ کو زمین پر رکھا اور سامنے بُراَن کے اُسکو کھولا اُسوقت اثر در سحر اور افعی طلائی نے ملکہ بُراَن سے بعتاب یہ خطاب کیا کہ ای شوریدہ بخت کیا اپنے حال پُر ملال پر روتی ہے اب جسکو جان و جگر کے برابر سمجھتی تھی اُسکے حال پر آنسو بہا دیکھ تو یہ کون پکڑ کر آیا ہی نصیب کسکو اس قید سخت مین لایا ہی بُراَن نے جو اُسکے کہنے سے غور کرکے دیکھا تو برق فرنگی کو گرفتار پایا اور رو دیا دل سے کہا کہ وائے قسمت کی خوبی اب امید رہائی بالکل جاتی رہی معلوم ہوتا ہی کہ اس بیچارے نے پتا لگا کر کسی طرح یہان آنیکا قصد کیا ہوگا میری رہائی کی فکر مین آیا ہوگا یہ بھی گرفتار بلائے عظیم ہوا اور اے صد وائے اتنا تو کہا کہ ای افعی سحر یہ کیا تو مجھکو دکھاتا ہی کیا مین پہچانتی نہین یہ شاگرد رشید عمر بن اُمیہ ضمری ہی مہتر برق فرنگی ارے نامرد مرنے سے ہمکو کیا ڈراتا ہی مبارزان عالم کا کام یہی ہی آج یہ قید ہوکر آیا ہی کل انشاءاللہ تجھکو مار کر یہان سے جائیگا ہمکو چھڑائیگا اثر در یہ سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ ابھی تک دل سے تیرے ارمان رہائی نہین گیا ارے نادان ماندے ماندے تا دو قیامت ہمین جا ماندی اب تا مدت عمر فراق غم مین جان کھویا کرو یہین بیٹھی رویا کر بُراَن نے کہا جو کچھ تقدیر دکھائے کیا چارہ ہی مصرعہ کوئی انسان نہ آجائے کسی انسان کے قابو مین ہ خداتعالی سے لیکن امید ہمکو

سوائے بیہودگی کے بُرائی کی نہین، ہی اللہ چاہیگا تو ہم تمکو مارکر یہان سے جائینگے افعی نے کہا اگر تم کہو تو ہم ہوشیار کرکے تمھارے سامنے ذبح کرین یہ ہمارا بدذات کیا کرلیگا ملکہ نے کہا یہان نہین اگر میدان مین پہونچا کر اُسکو ہوشیار کرو اور اُسپر سے سحر اُتار لو پھر مین دیکھون کہ تم کیونکر اُسکو پکڑ لاتی ہو موذی کا ٹو مجھکو عورت سمجھکر دھمکاتے ہو اگر مین قید مین سحر کے نہوتی تو اس بات کا تجھکو جواب دیتی اُسوقت افعی نطفہ حرام چاہتا تھا کہ ملکہ ناکام کے ساتھ بے ادبانہ کلام کرے اُسوقت شریر نقلی یعنے برق فرنگی نے کہا ای افعی سحر و اژدر طلسمی اس مزخرفات و واہیات گفتگو سے اور اس عورت زبان دریدہ چھوکری ناشائستہ زبان سے بکنے کا کیا فائدہ ہی اب تم اس قیدی کو ہوشیار کرو مین دانت بھی کھولے دیتا ہون اور ملکہ بُران شمشیر زن اور تمھارے مطلب دلی کا خلاصہ اُسکی زبان سے قبول کرائے دیتا ہون یہ کہکر برق فرنگی نے کچھ بظاہر افسون پڑھکر پانی کا چھینٹا مُنھ پر شریر یعنے برق نقلی کے مارا اور دانت اُسکے فی الحقیقت باندھ دیے تھے وہ بھی کھول دیے اور پوچھا کہ ای برق اب تبلا کہ کس حال مین اپنے تئین پاتا ہے شریر گھبراکر اُٹھا اور بیٹھکر چارطرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ اس زندان خراب مین کیونکر بحال زار بندھا ہوا مین آیا ہون غرض جب خوب نگاہ کی برق کو اپنی صورت کا ایسا بنا ہوا پایا پس بیتابانہ پکارا کہ ارے ای افعی سحر مین خواص خاص بادشاہ ساحران افراسیاب شریر بن اشرار جادو ہون مجھے شہنشاہ نے برق فرنگی کی قید دیگر اشراف کو بھیجا تھا پس راہ مین اس مفتری نے مجھکو دھوکا دیکر پکڑ لیا اور آپ میری صورت بنکر اور مجھے اپنی صورت بناکر یہان لایا ہی واسطہ سامری کا تم دھوکا نکھانا یہ کلمات سُنکر اژدر اور افعی گھبرائے لیکن برق نے کہا کیون مین نکہتا تھا کہ یہ ہوشیار ہوتے ہی آفت ڈھائیگا دیکھا تمنے کہ کیا مکر اسنے کیا ہی افعی نے کہا بھلا ہم کب اسکے کہنے کو مانتے ہین یہ لاکھ ایسا کرے شریر نے کہا ارے نالایقو تم آشنا بھی کیا نہین جانتے ہو کہ بزور سحر میرے حال کو دریافت کرو کہ مین شریر ہون یا یہ شخص ہو میرا ہمزاد بنا ہوا کھڑا ہی یہ سنکر اب اژدر اور افعی گھبراکر کبھی صورت برق کو دیکھتے تھے اور کبھی شریر کو اور چونکہ انھون نے قید سحر سے شریر کو رہائی ندی تھی کہ وہ سحر کرکے یہان سے نکل جاتا اور اس گفتگو کو سنکر بُران نے بھی بغور برق یعنے شریر نقلی کو دیکھا اور پہچانا کہ یہ بیشک

برق فرنگی ہی پس اشارے سے منع کیا کہ ای برق کیا غضب کیا جو تونے اس مفتری بدذات کو
ہوشیار کردیا اب تیری جان بچنا مشکل ہی اب بھی اگر گھات تجھکو ملے تو یہان سے نکلجا تونے
یہانتک آکر سب محنت اپنی عیاری کی ضائع کی اُسوقت برق نے ہنسکر اختر مروارید کمر سے نکالکر ہاتھ
مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر کھینچکر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران منم مہتر برق فرنگی شاگرد ریش
تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران عمر بن اُمیہ ضمری دیکھا تمنے قدرت جناب احدیت کو کہ
کیونکر یہانتک مجھکو اُس خداے لم یزل نے پہونچایا اور ملکہ بُرّان کو کس خوبی سے اِس قید
افراسیاب سے اور تمھاری چوکی پہرے سے مین نکالنی اس ظلمات مین آیا اب تم کوئی میرا
اور ملکہ مہرنگار کا کچھ نہین کرسکتے ہو یہ کلمات جو اُن ساحران نابکار نے سُنے گھبرا گئے اور جلدی سے
ردسحر پڑھنے لگے کہ شریرین اشرار بھی قابل سحر کرنے کے ہوجاے وہ تو مصروف سحر خوانی تھے کہ
برق نے چمک کر اپنے تیئن قریب تر اُن دونون کے پہونچایا اُسوقت اُنھون نے ایسا سحر پڑھا
کہ ہزارہا سانپ پیدا ہوکر برق پر آیا لیکن بسبب اختر مروارید کے قریب آکر وہ ماران سیاہ پانی
ہوگئے اور برق قریب تو پہونچ ہی گیا تھا وبقضہ بیہوشی کے ایک ناک پر افعی سحر کے اور
دوسرا شریرین اشرار کے کہ وہ بھی چھوٹ کر قریب تر آگیا تھا مارا کہ وہ تو چکر مار کر زمین پر گرے
اور اژدر ظلماتی جست کرکے الگ ہوا برق بسان برق جہندہ کود کر اُسکے برابر ہی تو پہونچا اِس
عرصہ مین بُرّان پکاری کہ ای برق اختر مجھے دے کہ وہ مجھکو خوب کام دیگا مین دماران تنگ بار دو؟
کا نکالدون اور اس قید سے چھوٹون برق نے کہا اے ملکہ یہ اژدر ابھی بیہوش نہین ہوا ہی
مباداً تمکو کچھ ضرر پہونچاے اس سے بھی مجھکو لڑ لینے دو ملکہ نے کہا ای برق یہ اژدر کیا سگ نجس ہی
افراسیاب بھی اب مجھ سے یکایک سبقت نہین لیجا سکتا اور افراسیاب کے باپ سے بھی
مین نہین دبتی برق نے قریب ملکہ کے پہونچکر وہ گوہر حوالہ کیا اور چاہا کہ افعی سحر کو اور شریر کو
مار ڈالون اُسوقت اژدر نے سحر کرکے دستک دی کہ برق کا ہاتھ سوکھ گیا اور بُرّان سے کہا
ای ملکہ یہان سے نکلجانا بہت مشکل ہی خبردار رہنا یہ کہکر ایک ترنج ملکہ پر بھی کھینچکر مارا ملکہ بُرّان نے
کہا او پاجی ملکہ لیج تیری بھی یہ طاقت ہوئی کہ تو ہمکو روکنے لگا ارے جیسے میرے باپ کے ملازم
ویسے ہی افراسیاب کے یہ کہکر اُف جو کی تو وہ نارنج بیچ مین آکر پھٹ گیا برق تو جست کرکے

الگ ہوا اور آدھا تیغ اُسکا گوے کی طرح پلٹ کر اژدر ظلمات کے سینہ کے پار ہو گیا کہ وہ سیدھا
جہنم مین پہونچا اور آدھا تیغ اُس زندان کی دیوارون پر جو پڑا وہ بلیات اور تصویرات وغیرہ
جلنے لگین اور صداے الامان الامان پیدا ہوئی کہ ارے جلا سے ڈالتی ہی مارے ڈالتی ہی
اُسوقت ملکہ نے اختر کی لوین کاٹنا شروع کین کہ چند لوین افعی سحر کے جسم پر جا گرین کہ وہ جلنے لگا اور
برق نے شریرین اشرار کو ذبح کر ڈالا وہ تہ خانہ سحر کا اُڑ کر جانب فلک گیا باہر جو ساحر کہ چوکی
پہرے پر تھے کچھ بھاگ گئے کہ یارو ایسی آفت کبھی زندانخانہ مین نہ آئی تھی ہم مدت سے یہان پہرا
دینے پر نوکر ہین لیکن کبھی ایسی واردات نہین دیکھی دو چار نے جو بُرّان کو نکلتے دیکھا روکنے کا
قصد کیا ملکہ نے اختر کی لوین کاٹ کر اشارہ کیا کہ اُن سب کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر تو صداہاے
گیر و دار و دار و گیر بلند ہوئی ظلمات مین اور ظلمات چھاگئی بیرون کے شور مین کان پڑے آواز
نہ سنائی دیتی تھی بیر روتے پیٹتے لاشہ اژدر افعی و شریرین اشرار کے لیکر بگولہ بنا اُن
لاشون کو اڑاتی ہوئی جانب افراسیاب خانہ خراب روانہ ہوئی اور ملکہ بُرّان شمشیر زن
بر فرس عقاب سا تیز پرواز بار برق کو پیچھے بٹھا کر روانہ ہوئی اور بسکہ مرنے سے محافظان زندان
کے وہ راستہ بھی قریب ہو گیا تھا کیونکہ یہ راستہ زندان ظلمات کا تھا اصل راہ ظلمات کا راستہ
ادھر ہی سے ہے کہ حال اُسکا بیان ہوگا اور ظلمات کے یہ معنی ہین کہ زمین طلسم کے نیچے بھی ساحرون
کی بستی ہی اور یہان کے ساحر خدا کی پناہ اُنکے سحر سے بچنا ساحران زبردست کا ممکن نہین تصریح
حال ظلمات بروقت سیر شہزادہ اسد وغیرہ اور بروقت فتاحی طلسم بیان ہوگا انشاء اللہ غرضکہ
بُرّان اس اختر کی وجہ سے کچھ دیر مین اُس دروکوہ مین کہ جدھر سے اشرار برق کو لایا تھا
نکلی اور برق سے کہا کہ مین اب تو تیار کرنے جاتی ہون اور اس بھڑوے افراسیاب کو
جیسا تو اُسنے مجھے قید کیا تھا ویسا ہی مزا چکھاتی ہون اگر پل پریزادان مین نے آکر نہ توڑا تو نام
اپنا نیا یا مگر مجھکو گنبد سامری پر جانا پڑیگا اور وہان سے تحفہ لانا پڑیگا جب وہ پل ٹوٹیگا اب تم
یہان سے اپنے لشکر کی طرف جاؤ مگر افراسیاب پاس لاشین محافظان زندان کی پہونچینگی تو وہ تمھاری
فکر ضرور تر کریگا ذرا بچتے رہنا اور میری خیریت خواجہ سے اور سب سے کہدینا اور ملازم ہمارے
ناظمان دربند اگر تمھارے لشکر کے ملحق اُترے ہون تو اُنسے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہی کیا تم سب جلوس

مین ہمارے ساتھ آئے تھے کہ ہم قید ہوگئے اور تمنے کچھ ہاتھ پانون نہ ہلائے اب یا تو اس بھڑوے
افراسیاب کو قتل کرو یا اپنی جان دو نہین تو اپنے اپنے ملک کیطرف جاؤ جب مین آؤنگی تو
اُسوقت جو کچھ جسنے جان نثاری کی ہوگی اُسکو دریافت کرکے علےقدر مراتب سرفراز کرونگی اور جو
کوئی لڑانے مرنے سے ڈرا ہوگا ملک ومال اُسکا ضبط کیا جائیگا برق نے کہا ای ملکہ مین مدت سے
قید مین افراسیاب کے تھا اسوجہ سے بھوکا پیاسا ہون اب ذرا دم لے لون تو جاؤن ملکہ نے
یہ سنکر صورت اپنی اصل بنائی اور دررۂ کوہ مین بزور سحر فرش بچھایا اور بہت کچھ شکریہ برق کا اُسنے
ادا کیا کہ واقعی اے برق وہ کارنمایان تمنے کیا ہی کہ کبھی کسی نے نکیا ہوگا مین تمکو ایسا خوش کرونگی
کہ عالم عالم اور دنیا دنیا تمھارے رتبہ اور مرتبہ پہ رشک کریگی یہ کہکر اُسنے چاہا کہ سحر سے کچھ ساحرون کو
بلائے برق نے کسوت سے کچھ میوہ اور کلیجہ کباب نکالکر ملکہ کو بھی کھلائے اور آپ بھی کھائے جب
آسودہ ہو چکے گلابی شراب کی نکالکر دماغ بادۂ ناب سے گرم کیا اور خوب آرام کرتے رہے یہانتک کے
سرخوش وسیراب ہوکر بُرّان شمشیرزن ایکطرف اور برق ایک سمت کو روانہ ہوا اب یہ دونون
تو اپنی اپنی فکر مین جاتے ہین حال انکا بیان ہوگا لیکن اب حال برق نقلی کا بیان ہوتا ہی
کہ شاہ طلسم نے بصورت برق ایک پُتلا بناکر حیرت کو دیا تھا چنانچہ جب تک شہر پر برق کو لیکر
جانب ظلمات گیا اور جو معرکہ کہ بیان ہو چکا ہی مرق پر گذرا اُسوقت تک یہان ملکہ حیرت نے
یاقوت وزمرد وغیرہ اپنی خواصون کو بلاکر حکم دیا کہ رات بھر مین نے اس موذی کا تمے کا پہرا
دیا ہی اب صبح ہوئی ہی تم سب اس موے کو قتل کرو کیونکہ کوئی بات میرے لیے بحرمتی کی اُٹھا رہین
رہی اس سے تو مار ڈالتے تو اچھا تھا چوٹی تک میری کٹ گئی مین اپنی سلطنت سے طلسم کے در گذری
آبرو کا ایک پیسہ بہت ہوتا ہی اور بیحرمتی کے لاکھ روپیہ نہین اچھے اب مین اپنا منھ اُس طلسم مین دکھانیکے
قابل نہین رہی مگر کیا کرون وہی مثل ہی کہ ٹوٹے بانہہ گل جندرے پڑی تم جاکر فوج کو تیار کراؤ اور اُس
موے عیار بدکردار برق ناہنجار کو سامنے لشکر مہرخ نابکار کے قتل کردینگے حسب فرمان حواب الاذعان
ملکہ عالیشان نفیر سحر کو دم ملا ہزارہا ساحر کمر باندھکر اور جادوگرنیان مسلح ومکمل ہوکر میدان مین جا کھڑی ہونے لگین
باجے بجانے لگین شور وغوغا نے گنبد گردان سپہر کی سقف کو ہلایا آفتاب کو تھرّا دیا وہ لشکر دن کی
آن بان وہ سحر کی شان دھوان گوگل ومرچون کا بلند ہوم خانے فیلان جنگی پر لدے ہوئے ساحر اُلٹے

ارجمند بیٹھے ممنور سیند ورو چندن کے تمام جسم پر لگے مندرے کانون کے ہلتے جاتے اژدر پھنکارتے طائران سحر اُڑتے چیلین منڈلاتین ساحرون کے سحر سے دریا پیدا ہوکر موج مارتے فلک سے ستارے ٹوٹتے اندھیر غضب ہوجاتا تاُسمین سورج نکل آتا مہتاب سحر کی روشنی سے چاندنی کھل جاتی دن کو رات ہوکر دنیا نیرنگی دکھاتی آفت عظیم برپا کر بموجب

ابیات

ہوا دوسرے دن جو وقت سحر — کیا ساحرون نے غضب شور وشر
بہ تجویز ملکہ وہ سب اہل فوج — سراپا بد انجام وادبار اوج
غضب اینٹھتے شکل مار سیاہ — چلے فوج لیکر سوئے رزمگاہ
صف آرا ہوئے رن مین مانند کوہ — جھکے جنگ پر سب وہ بیدن گروہ
ٹھٹکتے تھے میدان مین آتے ہوئے — قدم کانپتے تھے اُٹھاتے ہوئے
غرض پہونچے رن مین دکھاتے قرار — مگر جملہ تن محو عزم فرار
ذرا مجھسے اُنکی حکایت توسن — ہوا حال پھر کیا روایت توسن
لڑیگا بھلا کون سبے اُستلم — علے الرغم بھاگینگے سب نوک دم
نہ میدان کرینگے نہ نیزہ نہ تیغ — فراری ابھی ہونگے سب بیدریغ
پھر آئے ہین رن مین تماشا تو دیکھ — مٹینگے وہ سب تو بھی بس آتو دیکھ
وتیہہ وہ جرأت اب اُنمین کہان — ذرا تنگ پاٹر دتو ہونگے روان

الحاصل یہ سب فوج شقاوت موج جب آکر میدان مین قائم ہوئی جادوگر اور ساحرنیان بعض زمین مین سماگئین کہ طبقات ارض کی خبر رکھین اور بعض بالائے ہوا جاکر قائم ہوئین کہ اوپر سے کوئی نہ آنے پائے جب یہ درستی ہوچکی جلاد ارژنگ تسمہ کش وغیرہ طلب ہوئے اور سامنے لشکر مہرخ کے ایک بہت بڑا لکڑ زمین مین نصب کیا اور دار اُسکے برابر گاڑ دی چبوترہ نکبت کا بنایا اُسپر بوریا فلاکت کا بچھایا اور برق نقلی کو لاکر اس بورے پر بٹھایا حیرت بد سیرت بھی تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوئی اسکی سواری کے گرد پیش ہزارہا علم کھلے ہوئے چاند اُنپر سحر کے لگے تھے کہ وہ روشنی بسان قمر فلک دیتے تھے سواری جہان سے گذرتی تھی وہ جگہ ہنوز درخشن ہوجاتی تھی صدہا گھنٹے اور گھڑیان بجتے تھے کہ جسکی صدا سے گوش فلک کر تھا شور کرتا نے طبقات ارض وغیرہ مین زلزلہ ڈالتا تھا یہ

غلغلہ تمام لشکر اور ساکنان پشتہ زرنگین حصار اور اطراف طلسم کے ساکنون کے گوش زد ہوا کہ برق
عیار شاگرد رشید عمر نامدار طرفدار لشکر مہرخ جرار آج قتل ہوتا ہی بس یہ حال سنکر وہ سب کافر برائے
تماشا روانہ ہوئے اور سیر دیکھنے اس میدان مین آنے لگے بہت ساحر مکانہائے بلند پر جاکر ٹھہرے
بہت سے اڑکے بالائے ہوا گئے کہ یہان سے اس ماجرے کو دیکھینگے بہت سے درختون پر چڑھ گئے
اب جہان تک نگاہ کام کرتی تھی سوائے آدمی ہی آدمی کے اور طائران سحر وغیرہ کے اور کچھ نظر آنا
دشوار تھا شور محشر آشکار تھا بعض انہین خوشی مناتے تھے ترانہ عشرت گاتے تھے کہ ان عیارون نے
بڑی سرکشی جتائی تھی ساحران نامی اور سرداران گرامی شہنشاہ کو بڑی بے عزتی سے قتل کیا
تمہارے میان ان عیارون نے کیسے کیسے اولوالعزم ساحرون کو اور کیسے کیسے نازنینان قمر اندام
دگل پیرہن جادوگرنیون کو اس حال خراب سے مارا کہ شیشہ پلاکر اور بمقام براز مین پہنچ چلا چلا کے
ہلاک کیا ہی اب آخر تابکجا اس ظلم کی یہی انتہا ہی دیکھو آج یہ سرکش گرفتار ہوکر عذاب الیم سے
قتل کیا جاتا ہی ملکہ حیرت جس عذاب سے اسکو مارے وہ تھوڑا ہی بعض ان کلمات کو سنکر
کہتے تھے میان سامری کو یاد کرو جمشید نکرے جو کوئی عالیشان گرامی قدر اسطرح گرفتار پنجہ قضا و قدر
ہو اور ان لوگون کو کہ جنکو ہمیشہ وہ مثل پشہ و مگس کے سمجھا کیا ہو انکے ہاتھ سے ذلت اٹھائی
مگر یہ بھی امورات تقدیری ہین اور ہمیشہ سے اس دہر غدار اور فلک کج مدار کا یہی نقشہ ہی یہ
سفلہ مزاج دوام سے عالی ہمتون کا دشمن رہا ہی بڑے بڑے نامورون کو اسنے ہزارون مدت
دخواری سے قتل کرایا ہی خاک مین ملایا ہی کیا قصہ جمشید تمکو یاد نہین کہ کیسا نامی و نامور جہاں گیتی جو
کا خدا تھا جو چاہتا تھا وہ تقدیر کر کے کر دیتا تھا تخت اسکا دوش دیوان پر رکھا جاتا تھا اور بالائے
ہوا جاکر جلوس فرماتا تھا اپنے عہد مین کیا کیا چیزین اسنے نہین پیدا کین کشتی دریا مین اسنے چلائی
کپڑا بننا لوگون کو سکھلا کر سبکو عار برہنگی سے بچا لیا عمارت بنانا اسنے خلق فرماکر سبکو بربادی سے
بچایا صحرائے پریشانی کے سب گمراہ تھے اپنے اپنے مسکون مین اکر آرام تمام سکونت گزین ہوئے
تمام عالم مین اسکی تصویر کو لوگ سجدہ کرتے تھے اور وہ سبکے خدائی ایسی کرتا تھا کہ آجتک ہم لوگ
اسکے پرستش کرتے ہین اور اسکو اپنا معبود برحق جانتے ہین گو اسکا ایسا فیض ابتک جاری ہی
لیکن باوجود ایسی شوکت و عظمت و قدرت خالقی کے ضحاک ماران ایک شخص ادنی بندہ اس مالک کا

ایسا زبردست ہوا کہ اُسنے خداوند کو کس ذلت و خواری سے قتل کیا یعنے خداوند کو پہلے شکست دیکر آوارہ دشت ادبار کیا پھر تلاش کرا کر اور ڈھونڈوا کر قید کرا یا اور مچھلی کی ہڈی کا آرہ بنوا کر چروا ڈالا اور ایک خداوند کے دو ٹکڑے اڑوا دیے اسی طرح سے یہ فلک سفلہ پرور دنی طبیعت ہے کہ ایک وطیرہ پر اسکا مزاج نہین رہتا ہے گاہے چنان گاہے چنین ہمیشہ دشمن جان ناموران ہے کہ **نظم**

غنیمت جان لے ظالم یہ تو دم
نہین رکھتا چراغ عیش بنیاد
کہ عرصہ اس ہوا کا ہے بہت کم
نظر آتا ہے زیر دامن باد

خوشی کا جھلکے ہے جس بادہ مین رنگ
جو کرتا ہے تلون دہر کا گل
سدا مینا ہے اُسکا مورد سنگ
کہان ساغر کدھر شیشہ کجا مُل

نہ پھر بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ
ارے ای گردش افلاک بے مہر
لبون پہ ہے فغان اور دلپہ ہے داغ
ملائے خاک مین کیا کیا تو مہ چہر

وہ کس ہنر نے سر ایسا اُٹھایا
کوئی پاکیزہ گوہر یان نچھوڑا
نہ جسکو خاک مین تو نے ملایا
جسے سنگ جفا سے تو نہ توڑا

تیرے ہاتھون سے بلبل نالہ کش ہے
تجھے سے گل سدا آشفتہ وش ہے

غرض یہان تو یہ ہنگامہ قتل برق برپا تھا اُدھر حال سنیے کہ جاسوسان لشکر مہرخ جو یہان موجود تھے اُنھون نے مضطرب و بدحواس ہو کر اپنے تئین خدمت ملکۂ مذکور مین پہونچایا اور سر عجز و نیاز سامنے جھکا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر کہ **ابیات**

سنیے ای بادشاہ ذی عزت
رفعت جو دست سے تیرے
تیری شمشیر فرق دشمن دین
دامن خلق کا یہ ہے یہ آئین

تجھ آفتاب سے جس طرح
گلشن دہر مین چہار طرف
بہرہ ور ہو ہمیشہ روے زمین
ایک مفلس جو ڈھونڈھے تو نہین

غنچہ کے بھی گرہ مین بند کیا
دست وپا اپنے گم کرے ہے عدو
تیری بخشش نے منت زر کے تئین
یاد کر تیری تیغ و خنجر کین

پوچھتا ہے ہر ایک سے سچ کہہ
سر میرا ٹنگر یون مین ہے کہ نہین

اسی ملکہ دوران بصفت نشان مہتر مہتران و بہتر بہتران یعنی برق فرنگی عالیشان کو حیرت بدست
قتل کرنے لائی ہی میدان مین لشکر ظفر پیکر حضور پر نور السرور کے تمام ساحر ونکی چڑھائی اور صفوآرائی کی
ہی یہ کہکر جاسوس تو کنارے ہوئے اور ملکہ مہرخ کی آنکھون سے آنسو نکل پڑے تمام سردار سالار
سب رونے لگے پھر ملکہ نے نفیر سحر کو دم دیا صدائے نفیر سنتے ہی دلاور جو بیٹھے بیٹھے اُوب
گئے تھے اور مشتاق رزم تھے وہ خوش بشاش و فرحناک ہوکر کمر کسنے لگے پلٹنون اور رسالون مین
نائے جنگی اور کرنا کا شور بلند ہوا جلد جلد طائر اور اژدر و عقاب و فیل آتشین وغیرہ پر تخت سحر
رکھے گئے اژدھون پر کاٹھی کھچ گئی بعض جادوگرنیون کے لیے فیلان سحر پر بنگلے موتیون کے
آراستہ ہوئے گرد ہر ایک کی سواری کے ہزار ہا ساحر وجادوگرنیان زال و گوگل کے شعلے
اوڑاتے لباس پر تکلف زیب جسم کیے روانہ ہوئین گھنٹے اور ناقوس بجے زمانہ شور و شر قریب آیا
امن و امان نے وہان سے گریز کی روح سامری زیر زمین تھرائی جمشید کی روح بخبن گوشہ
لحد مین گھبرائی زردشت کے دل کو ایسی لگی کہ بجھائے نہ بجھی آتش عناد و فساد وہ شعلہ ور ہوئی
کہ جسنے آتشکدہ نمرودی کو اپنے روبرو سرد کر دیا دنیا نے وہ سرد مہری دکھائی کہ سوائے گرمجوشی کے
دلاورون مین اور کچھ مذکور ہی نہ تھا نیزے سرکشیدہ بسان شعلہ جوالہ ہوئے سنانون نے
چنگاریان خرمن جان عدو مین چھوڑنا شروع کین تیرون نے وہ لگائی بجھائی کی کہ آب و تاب
شجاعت دشمن مٹائی دو بیٹون مین آگ لگائی گرز وہ کلہ زنی کرتے تھے کہ بڑے بڑے
کلہ شکنون کو جواب دندان شکن دینے پر تیار تھے تیرون کی زبان سے گالیون کی بوچھار
نکلتی تو عجب تھا گرزون کے دہن سے للکارنے کی صدا پیدا ہوتی تو بعید نہ تھا کمانین بھی
آج سر جھکائے پشت خم کیے میٹھی چھری بنی ہوئی تھین منت کش ہوکر دل مین تیرون کا گھر کیا چاہتی
تھین کڑک کڑک کر دھمکاتی تھین دلاورون کو لڑنے کے لیے کڑکاتی تھین بہادرون
مین تو یہ شور و شر تھا ساحرون مین علیحدہ ذکر فتح و ظفر تھا بیرون کو جان عدو لینے کی تدبیر
تھی ہر ایک یون حبس سے پناہ پانی مشکل ساحرون کے مشیر تھے اگیا بیتالون نے جدا اپنا
فروغ دکھایا تھا میدان رزم آتش بہار بنایا تھا اژدر وہ زہر اُگلتے تھے کہ جسم زال دنیا ورم کر گیا
تھا چمنستان دہر مین غنچہ نہین پھولا تھا جسم گلشن پر ورم آگیا تھا جادوگرنیون کی زلفین جو کھل

گئی تھیں کمر پر پڑی ہوئی تھیں جادۂ راہ عدم بنی تھیں کالی بلائیں پیچھے پڑی تھیں ایک
ساحرہ شعلہ رخسار تھی یا دم رزم آگ بگولہ ہو گئی تھی غصہ کی صورت آشکار تھی وہ شعلہ ہائے سحر کا تا بفلک
سرکشیدہ ہونا خانہ پیر فلک مین آگ لگجانے کا دھڑکا وہ آندھیون کا سحر کے زور فلک بھی اپنے سات
چھپرون کی خیر مانگتا تھا یہان سات چھپرونکا پھوس سحر کرنیکو مانگا جاتا تھا تمام عالم مین شور شور
قیامت برپا تھا کہین ابر سحر چھائے تھے کہین برق طپان تھی کہین گھٹا مین مور جھنگھاڑتے تھے کہین
امڈی کالی بدلی مین سانپ برس جاتے تھے آج تو آسمان نیلگون بھی ایک طاؤس سحر معلوم ہوتا تھا
جسپر فتنہ جادو نام ساحر سوار تھا جسکے ہر ایما سے زمانہ مین حادثہ آشکار تھا کسی ساحر نے چاہا تھا کہ
نسر طائر کو پکڑ کر آج سواری لون کسی نے کرگس سپہر پر کاٹھا کھینچنے کی نیت کی تھی کہ اسکو بھی بیگار مین
پکڑون ہر ایک ساحرہ آفت روزگار فتنۂ دہر آشوب زمانہ تھی وہ ملکہ بہار کے حسن کی کیفیت
کشت حسن جسکا ہرا بھرا تاج ترچھا سر پر رکھا جوڑا بالونکا بندھا گویا ہزار ہا بلاؤنکو اس آفت زمانہ
نے قابو مین کیا تھا یا بلاؤن کے لیے وہ کالا جلیخانہ تھا رخسار تابندہ فلک حسن کا آفتاب عتاب
جسکے نور مین وہ مقام کیا کشور دل عشاق بیتاب مین بھی نور و تاب تھا وہ لباس ارغوانی
اسکا خاطر دھر مین آگ لگاتا سینہ ابھرا ہوا سپاہ دلبری کا سرتاج بنا ہوا قامت رعنا قیامت
ڈھاتا اسی طرح مہرخ سحر چشم کی شوکت و شان پر عالم عالم قربان تاج شاہی سے سر انور مزین
قبائے فرمانروائی سے جسم نازک محلی چار قب شہنشاہی سے عروس سلطنت کو جوبن اسیطرح
مخمور سرخ چشم نشۂ شجاعت مین چور بادۂ حسن وخوبی سے سرشار مخمورہ اسکا اٹھلا کر مستانہ وار
چلنا نشۂ عشاق کے ہرن کرتا ہر غمزہ و ناز اسکا کشور دین و ایمان کو تاراج کرتا دیار حسن مین
بڑا راج کرتا اسی طرح ہر ایک ساحرہ کی عظمت و صورت حسین و پر تمکین پر نثار ہمہ تن آرائش و
تزئین یہ سب عرصۂ شجاعت کے پل یگانہ دھر دریاے جلادت کے نہنگ طرفہ تر باغ تہوری کے
گل آسمان دلاوری کے انجم بے تامل بزم حسن وناز کے مثل اپنے اپنے سواریون پر بصد جاہ
وحشم سوار ہو کر آگے بڑھین صدائے روانگی لشکر مین دنیا معمور ہو گئی وہ غلغلہ بلند ہوا کہ رستم
اپنی گور کو دشت پر ستیز مازندران سمجھا سہراب لشکر از اسباب کی شوکت خوابگاہ عدم مین بھولا
یہ عالم تھا کہ بموجب **ابیات**

اُٹھا اگر ستور ستودہ سیر
چلی شعلہ وش فرق کفار پر
بس اے شور غوغائے تدبیر بس
یہ تدبیر ہی سوئے تقدیر بس
دعا مین ندامت سے کب ہو براؤ
نہین پار لگتی ہی کاغذ کی ناؤ
مسرت ہی کیون اس مضرت کو دیکھ
ذرا فوج حیرت کی شامت کو دیکھ
بس اے سطوت سحر ہو پائمال
ذرا دیکھ گردان دین کا جلال
لڑائی مین ہمت ہی ایسی بخیر
دکھاتی خدا کو ہی جرأت کی سیر
ظفر اب ہی صرف کرم گستری
کہ جاتی ہی لڑنے کو مہرخ جری
رکے کب بھلا ہو کے وہ بے نیام
جو راہ خدا مین ہی کھینچتی حسام
اُتارے نہ جب تک ہزارون کے سر
اسے رن پہ چڑھنے سے کیا ہو ضرر
جہان مین جو تلوار کے ہین دھنی
وہ ہین زخم تیر اجل سے غنی
شہ نامور مہرخ تاجدار
ہوئی پھر ہی آمادہ کارزار
تران کیا اُسنے جنگی فرس
پئے قتل کفار دل پُر ہوس
روانہ ہوئی سوے میدان شتاب
ہر اک ساحرہ ساتھ تھین کامیاب

اس جانب سے تو یہ لشکر ظفر پیکر روانہ ہوا مگر حیرت کو بھی بُرّان سحر نے خبر دی کہ مہرخ لشکر لیے جان دینے پر آمادہ آتی ہی بہت بڑی لڑائی ہوگی یہ خبر سنکر حیرت نے اپنے ساتھ کے ملازمون سے کہا کہ جلد جاکر جلادونکا بھی راستہ نہ دیکھو برق کا سر کاٹ ڈالو ایک ساحر خودسر یہ حکم سنکر اُڑا اور برق بنکر روے ہوا سے سر برق نقلی پر گرا جلاد تو تیغہ پھینک کر علیحدہ ہوا ہی مگر سر برق فرنگی وہ بجلی سحر کی کاٹ کر پھر بلند ہوگئی اور غوغا ہوا کہ وہ مارا حیرت نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجنے لگے اور کارپردازون نے جلد فیل تو موجود تھا لاش برق کو پایۂ فیل مین باندھ کر روان کیا اور سر کو اُس ٹکٹی پر جو میدان مین نصب تھی آویزان کیا یہ عالم تھا کہ گردن کی رگون مین خون تازہ جاری تھا اور آنکھین برق فرنگی کی حسرت آلودہ کھلی تھین گویا بچشم عبرت ہر طرف نگران تھا کہ انجام کار سواے گوشہ مرقد کے اور کیا ہونا ہی وہی کونا ہی وہی خاک اوڑھنا اور بچھونا ہی بال بھورے بھورے اُسکے خون مین رنگین

ہو گئے تھے گویا مشاطہ اجل نے اُس بہادر مجاہد کی ریش و موے سر کو حنا آلودہ کیا تھا اور اس سحر
سے آگاہ فرمایا تھا کہ اے بہادر اسطرح کا مرنا کسکو نصیب ہوتا ہی تو سرخ رو ہی جاوید پا گیا شہیدون
مین نام اپنا لکھا گیا طبل فتح و بشارت کی آواز کان مین لشکریان **مہرخ** کے بھی پہونچی **مہرخ**
قریب لشکر کینہ جوے عدو پہونچ چکی تھی کہ طائران سحر روتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ ای ملکہ کام
مہتر **برق فرنگی** کا تمام ہوا یعنے وہ سیاح باغ بہشت ہوئے تمام لشکر ساحران حیرت مین خوشی ہو رہی
ہی کہ **ابیات**

خوشی سے بجاتے ہین سب تالیان	نیا راگ لائے ہین نکبت نشان
ہوا شور بس اہل اسلام مین	پڑا تہلکہ مجمع عام مین
خبر سنکے یہ سب تھے اندوہگین	گریبان مہرخ نے پھاڑا ہین

ملکہ بہار و مخمور نے بھی اپنے گریبان چاک کیے اور شور و نالہ و گریہ اُس لشکر مین بلند
ہوا یا تو وہ تزئین و آرایش بیحساب اس فوج کی تھی یا ایسی درہمی ہوئی کہ فوج اندوہ و یاس
چڑھ آئی لشکر غم نے گھیر لیا ان بیکسون نے شکست فوج الم سے پائی علم ایسا کچھ پریشان ہوئے
کہ بال اپنے سر کے کھول دیے جھانجھین کف افسوس ملنے لگین طبل و دہل سر پیٹنے لگے اور چوب
غم سے یقین تھا کہ سر اپنے پہاڑ ڈالین گھوڑے لشکر کے شیہہ بھرنے لگے بال بال کے اسطرح انکے کھل گئے
کہ جیسے زن سوگوار با موے پریشان گریان ہوتی ہی آنسو آنکھون سے مرکبون کے بھی روان
تھے تیر ایسے چپ و سُن تھے کہ سن سن چلنا بھولے گرزون نے ندامت و حیرت سے سر جھکا لیے
ہر علم کی شکل نخل ماتم بنی فوج مین ابتری ہوئی پلٹنین ہٹنے لگین رسالے میدان جنگ کے بھولے
کسالی کمانین بار اندوہ سے پشت خم ہوگئین ترکش لبان دل تنگ تھے سنانون پر
طعن و تشنیع کا وقت آیا کہ سر **برق** کٹا اور ہمسے کچھ نہو سکا پیادے اب مرنے پر آمادہ ہو گئے
سوار سوگوار ہو کر جان حزین سے تنگ تھے جینا ننگ سا سمجھنے لگے ہر طرف یہی ذکر و تذکرہ تھا
کہ افسوس اس مہتر عالی گہر کی وہ پاکیزہ صورت وہ اسکی نیک سیرت وہ تدبیر عیاری سب سے
بہتر وہ رفیق جان نثار و دوست پرور افسوس ہزار افسوس کہ ایسی بھی صورتین صفحۂ روزگار و
مرقع دہر سے مٹتی ہین قلم قضا ایسے نام بھی دفتر ہستی سے کاٹ دیتا ہی اے روزگار بے مہر

یہ کیا تیرا وطیرہ ہی کبھی تو کسیکو خوش و خرم دیکھ ہی نہین سکتا ہی ہاے اس نوبادۂ گلشن عیاری و سروری کو تو نے یون دست برد خزان مرگ کیا حیف صد حیف اُس آفتاب سپہر کرم گستری کو تو نے یون سحاب اجل مین چھپا یا کہ **ابیات**

برنگ گل گریبان چاک و مضطر ہر ایک اُس فوج مین حیران و ششدر

کوئی کرتا تھا تن پر پیرہن چاک کوئی ڈالے تھا سر پر متصل خاک

تھے غنچے وان کے سب اِس غم سے دل تنگ نہ تھا پھولون کے مُنھ پر مطلقاً رنگ

ہوا جو سرو اِس حالت سے آگاہ بنا سر تا قدم وہ صورت آہ

پھر آخر جسطرح ہی رسم و آئین لگے کرنے اُنھون کی لوگ تسکین

کرو گو کیجیے ہزارون نالہ و آہ نہین وان کے گئے کو اسطرف راہ

ہی یان دم مارنے کا کسکو یارا نہین بندے کو غیر از صبر چارا

اگر صد سال باشی در بیک روز بباید رفت زین کاخ دل افروز

نہ جان اشکال عالم دیر پا ہین یہ سب سیلی خور دست قضا ہین

بگاڑین ہین ہزارون روے و کاکل بنائے اس چمن کا سنبل و گل

یہ جتنا تختہ روے زمین ہی ہر ایک خطہ یہ یان اک نازنین ہی

مہرخ وغیرہ نے کہا آخر تو مہتر برق فرنگی شہید ہوگئے اور ہمکو بھی انجام کار ایک روز روے گور دیکھنا ہی پھر نام ہی کر کے کیون نہ مرجائین جب اپنا ایسا رفیق مہتر شفیق جہان سے گذر جائے تو زندگی بیکار ہی اب ہم کیا مُنھ خواجہ اور قران کو دکھائینگے لازم ہی کہ آج بغیر قتل کیے حیرت کے میدان رزم سے نہ پھرین اور خون برق فرنگی کا عوض جان دیگر اس غیبانی حیرت سے لین افسوس جب ہمسے ضرغام نے آکر حال جلادت و عیاری مہتر مرحوم بیان کیا تھا جب ہی ہمکو اُنکی مدد کے لیے جانا چاہیے تھا واے غفلت و نادانی کہ ہم نے کچھ غور اُسوقت نکیا اور یہ زمانہ آگیا کہ اپنے مہربان کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ہان اے بہادر و اب نہ رکو حملہ اس لشکر ضلالت اثر پر کرو بس یہ حکم سنتے ہی مخمور و بہار و مہر خ و نافرمان و مشکین و برق رعد یکبارگی کر تلوارین اور حربہ ہاے سحر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو کر سواریان اپنی اپنی

بھاگ چلے یہ تو ادھر چلے اور اسطرف عمر بن امیہ جو مہرخ سے جدا ہوکر صحرا مین گیا تھا اور فکر رہائی بُران کر رہا تھا اور درہ کوہ مین ساحر بنا ہوا کھڑا تھا غلغلہ آمد لشکریان سنکر جانب لشکر یہ بھی چلا اسطرف سے قران آتا تھا اسنے خواجہ کو دیکھکر پہچانا اور سلام کیا اور رونے لگا عمر نے کہا خیر تو ہی قران نے جواب دیا کہ استاد ہرچند کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین مرگ سے ہر شخص کو دوچار ہوتا ہی کہ شعر

کچھ بھروسا زندگانی کا نہین	دم مین یان کیا جانے کیا ہی کیا نہین

ایک ایک جانور اس طلسم کا ہم لوگون کا تشنہ خون ہی برق فرنگی تو بھلا انسان تھا اور اُسکا گوشت پوست سب آدمی ہی کا تھا کچھ فولاد کا نہ تھا اسفندیار تو اژدھات کا بنا تھا جسکو پنجہ قضا نے نچھوڑا ہی اُستاد مین نے یہ حال برق کا سُنا ہی کہ آج وہ داخل بہشت ہوا لیکن میرے دل کو یقین نہین آتا اگر خدا نخواستہ برق مارا جاتا تو ایسا صدمہ جانکاہ دل کو ہوتا جسکا حد و پایان نہین پس مجھکو اصلا رنج نہین ہی بلکہ ہنسی چلی آتی ہی کوئی کھٹکا کسیطرح کا رنج وگزند دل پر معلوم نہین دیتا عمر نے کہا اے قران تو سچ کہتا ہی مین نے بھی یہ خبر سنی تھی لیکن بقول تیرے مجھکو بھی کچھ ملال نہین حالانکہ برق بجائے میرے فرزند دلبند کے ہی یقین تھا کہ اس خبر کے سُننے سے کلیجہ منہ کو آجاتا بخلاف اسکے نہ مجھے رونا آتا ہی نہ کچھ صدمہ پایا جاتا ہی دل باغ باغ ہوا جاتا ہی ہرچند چاہتا ہون کہ چیخین مارکر روون مگر مطلق آنسو نہین نکلتا مین جانتا ہون شاید برق نے یہ بھی کوئی عیاری کی ہی کہ اپنے تئین قتل کرایا ہی قران نے کہا یا تو یہ امر ہی یا شاید دشمنون نے اُسکی صورت کا کوئی پتلا بناکر قتل کیا ہی اور اپنے دل کے پھپھولے توڑے ہین عمر نے کہا بیشک یہی بات ہی ورنہ مثل چلی آتی ہی ع دل تو بھی رکھتا ہی دل کی خبر برق پر کوئی حادثہ ہوتا تو معاذ اللہ نہین معلوم اسکا کیا حال ہوتا اچھا چلو اس امر کو بخوبی دریافت کرین یہ کہکر دونون روانہ ہوئے اور اس سر کو جو بلی مین ٹانگا گیا ہی دیکھنے چلے اُدھر سے ضرغام آتا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا انھون نے اسکو پہچانکر بلایا کہ اے بھائی ساحر ذرا ادھر آنا ضرغام عمر و قران کو پہچانکر قریب آگیا اُس سے پوچھا اے میان تمکو کچھ حال اپنے بھائی برق کا بھی معلوم ہی اسنے کہا کیا خوب مین تو ساتھ ہی تھا یہ ماجرا گذرا کہ مین اسطرح سیوتی بنکر یاقوت کے یہان گیا اور افراسیاب کو عیاری کرکے بیہوش کیا مگر پکڑ لیا گیا وہان بھائی صاحب یعنے برق نے جاکر گنڈریا بنکر

داروغہ مطبخ خانہ مہیب کو بیہوش کرکے اُسکی صورت بنکر مہیب کو اور اُنکے دونون ماموں
اور اُسکی مان جاموش کو مارا اور چادر اور ڈبہ خاک کا لیکر اُسکے لشکر کو قتل کرتے ہوئے
افسرون کو مارتے ہوئے حیرت کے لشکر مین آئے اور حیرت کو مع اُسکے رفیقون کے
بیہوش کرکے مجھکو چھڑایا پھر حیرت کی چوٹی کاٹ لی اور بہت ساحرون کو قتل کیا مین اُسوقت
تک شریک حال تھا پھر افراسیاب آیا اُسکو بھی بیہوش کیا اور بہت ساحرون کو مارا آخر
سرصر وغیرہ عیارنیون نے آکر روکا اور ہر طرف سے بحکم افراسیاب اُنپر زغہ ہوا اُسوقت
اُنہون نے مجھسے کہا کہ اب مین بھی یہان سے نکلتا ہون تم نکل جاؤ میرے پاس چادر ہی
سحر اثر نہین کرتا ہی تم پکڑ لیے جاؤ گے مین اُنکے کہنے سے نکل آیا اور اُنکو کمل ڈالکر بسبب
حیا عیارنیون کے ساحرون نے پکڑ لیا پھر مجھے نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری اب مین بہت نادم
ہون کہ کیون اُنکے ساتھ سے چلا آیا کاش اُنکے ساتھ مین بھی قید ہوجاتا عمرو قران نے ضرغام
کی بہت تعریف کی اور کہا عیاری کا فن بھی یہی ہی کہ ایک پھنسا ہو تو دوسرا نکلجائے اور اُسکی
مدد کرے تمنے بہت اچھا کیا جو چلے آئے ہمکو یقین ہی کہ برق شہید ہو گیا ہوتا تو حواس درست
نہوتے وہ زندہ ہی ضرغام نے کہا اب مین جاتا ہون بن پڑتا ہی تو خبر لاتا ہون اور عیاری
کرتا ہون اے بایمان خود اگر بھائی صاحب جنت نشین ہوئے تو بغیر اُنکے قاتلون کے مارے
چین نہ لونگا عمر نے کہا یہی اپنا بھی ارادہ ہی غرض یہ تینون بھی اسی لشکر کی طرف روانہ ہوئے
اُدھر مہرخ جو فوج لیکر چلی تھی اور قریب لشکر حیرت پہونچی تھی بس اس لشکر ضلالت اثر پر
پہونچتے ہی حربہ ہاے سحر پکڑ کر گرسے اب تو یہ عالم ہوا کہ دریاے فوج مین شمشیر بران کی چمک
اور خنجر جانستان کی لپک سے معلوم ہوتا تھا کہ بحر زخار پُر تھپر موج مار رہا تھا ڈھالون کا ابر سیہ رنگ
مین چھایا ہوا ہی بخت سیاہ بر سر عداوت آیا ہوا سر مین کلنک کا ٹیکا بنکر ہر ساحر کے ماتھے پر
لگے ہین سر جڑھے ہین دنیا کی ہوا بدل گئی ہی تیرون کی بوچھار پڑتی ہی تیغ و تیر و تبر کے سن سن
چلنے کی ہوا جو پیدا ہوئی ہی اسی جگہہ وہ سب مجتمع ہوتی ہی دریاے خون روان تھا روح کے
ساتھ جسم ساحران بھی اس دریا مین روان دوان تھا سر حباب کی طرح بہتے نظر آتے تھے یا اُس دریا کے
بہ سر اسر سنیڈھے تھے تیغ و خنجر آج مینڈھے لڑاتے تھے نہین نہین شعلہ تیغ کے لپک دو پیٹون آگ

رگا نی تھی جان بچتی نظر نہ آتی تھی زورق حیات سے سلامتی کا کنارہ دور تھا تیرگی بخت سے فروغ اقبال کا رنگ شل صبح کافور تھا آفت عظیم برپا تھی بہادرون مین تو یہ آفت تھی ساحرون نے اور بھی قیامت ڈھائی تھی آگ برسا کر بحر شقاوت موج مین آگ لگائی تھی کسی نے دریاے آتش پیدا کرکے پانی کا دریا بھی جاری کیا تھا گویا آگ لگا کر پانی کو دوڑاتھا بیرجان لینے کی تدبیر مین تھے خون کلیجے کا چاٹتے تھے کارد سحر دل و جگر کاٹتے تھے ہوا تند چلتی تھی طائر روح اُس ہوا مین تباہ پھرتے تھے آشیانہ جسم چھوڑ کر کہین مسکن نہ ملتا سواے دوزخ و جہنم کے کہین گذر نہ تھا آفت کا ہنگامہ پڑا تھا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

ہوئے سب دلیران دین اُٹھ کھڑے
یکایک صف کفر پر جا پڑے

اٹھا شور تکبیر مردان دین
لگی کانپنے ساری رن کی زمین

چڑھے منھ پہ تلوار کے جنگجو
لگے کٹنے مرنے جھڑی چار سو

کہین تیغ چمکی کہین جا سنان
کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان

یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا

کسی پر تبختر کسی پر تھے شان
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور
ہلی بہمن و سام و رستم کی گور

گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
بھرے تھے تیلون سے سب دشت و در

جری سب تھے خون مین نہائے ہوئے
گرجتے تھے گھوڑے اُٹھائے ہوئے

بڑھے تھے جو ساحر سوے فوج دین
وہ سب بھاگے آخر کو اک سو یقین

قدم ڈگ گئے ہو گئے بیم ناک
نحوست اُڑانے لگے سر پہ خاک

ہجوم عدو مین پڑا انتشار
سیاہہ دکھا کر ہوے سب فرار

اُسوقت حیرت بدسیرت اُس لشکر مین نہ تھی سر برق جب کٹ گیا تھا اسوقت وہ ازبسکہ نازک دماغ بہت ہی ایک لاکھ ساحرون کا پہرہ اُس تلّی پر کہ جسمین سر برق کا لٹکایا تھا مقرر کرکے اور ایک لاکھ ساحرون کو اُس نہر کی نگہبانی پر کہ جسمین برق کا جسد بے سر بندھوا کر حکم تشہیر دیا تھا تقرر کرکے آپ داخل بارگاہ نکہت اشتباہ ہوئی تھی یہان مورخ ناموَر نے اُن

دو لاکھ ساحران غدار کو مار کر بھگا دیا بہت سے کنارے جہنم کے گئے بہت روبفرار لائے اور کئی گروہ زخمی اور شکستہ حال جانب حیرت بدخصال زار و گریان چلے مہرخ نے بتی پر سے سر برق کو اتار کر اپنے سینہ سے لگایا اور گریہ درد آلودہ ایسا کیا کہ فلک بیرحم بھی یقین تھا اشک خونی رونے لگے مہرخ سے بہار نے لیکر وہ سر انور سینہ سے اپنے چسپان کیا اور اسیطرح باری باری سے ہر ایک ساحرۂ جلیل القدر گود مین اس کو لیتی اور رخسار پر انور پر رکھ دیتی اور سینہ سے لگاتی منھ سے منھ ملتی اور کہتی کہ ای عیار نامور افسوس کہ ہم زندہ رہین اور تمھاری لاش کو ایسا بیکس و بیبس گرفتار اعدا دیکھین اور دشمن اسکو پا بے فیل مین بندھوا کر تشہیر کرین اور کوئی اس لاشہ کا کفیل نہو کوئی کہتی کہ ای سیل گریہ آج اسطرح امڈ کر آکہ پشتۂ چرخ گردون کو بہا دے کوئی بیان کرتی کہ ای بحر اشک ایسی آج طغیانی دکھا کہ تا بعرش بڑھ جا کسیکا بیان تھا کہ ای آہ نارسا آج تو کنگرۂ عرش ہلا دے اور دیدہ نمناک عالم کو ڈبا دے کوئی سر برق سے مخاطب ہوکر بیان کرتی کہ افسوس تمنے کچھ اس طلسم مین آکر راحت نپائی جس دن سے آئے سوائے رنج و گزند کے ایک روز بھی روے راحت آئینۂ عیش مین تمنے ندیکھا اسیطرح زار و نزار مانند ابر بہار کے چیخین مار مار کر سب رو رہے تھے اور سارے فوج اور افسران سپاہ اور بہار وغیرہ جملہ سردار ڈھاڑین مارتے تھے اور بے اختیار مصروف شیون و شین تھے نالہائے سوزناک و دود آہ ایسا اٹھتا ہوا ہی کہ آجتک سیاہی بخت نیکر بدقسمتون کے ساتھی آتا ہی اُنھین کا خاکہ بادل نے اتار لیا ہی جو ابتک برستا ہی کہ بقول مولف

کون یہ روز ازل رو یا تھا نالان ہوکر	اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہوکر

وہان کی نالہ و شیون کی کیفیت کیا بیان کی جاے ہر شخص با دل غمگین و بچشم اشک آگین سے یہ بین کرتا تھا اور یہ حال اسکا تھا کہ

ابیات

ہر اک کا حال تھا ہر دم تباہی	تپان تھی جسطرح خشکی مین ماہی
نسیم آسا اڑاتے تھے کبھو خاک	کبھی چون گل کرے تھے پیرہن چاک
کبھو نوچے تھی سر کے بال غم سے	کبھو نالان تھی فرقت کے الم سے
کبھی کہتی تھی ہی ہی ہی یہ مظلوم	گیا ہی کس امید دن ساتھ محروم

دماغ اپنا جلائے تھے زن و مرد		وہ لے افزودہ تھا ہر لحظہ وہ درد	

یہ تو اسطرح مصروف نوحہ و بکا میں اُدھر وہ ساحر جو اُنکے ہاتھ سے شکست کھا کر و بفرار لائے
حیرت کی بارگاہ دو کوس پر تو تھی بہت جلد قریب تر اُسکے پہونچ گئے اور پکارے کہ ای ملکہ
دُہائی ہے فوج عدو کی چڑھائی ہے حیرت پُرنکبت نے جب صدائے استغاثہ و گریہ اُنکی سُنی
سامنے اُنکو بلایا اور پوچھا کہ تمکو کسنے ستایا اُنھوں نے ملکہ مہرخ کا آکر گرنا اور لڑنا اور بھاگنا اور
برق کا سر اتار کر ملکہ مذکورہ کا رونا سب عرض کیا حیرت جادو بسان شعلہ جوالہ کے یہ حال سُنکر
بھڑک اُٹھی اور پکاری کہ ای یاقوت جادو نفیر کرادے فوج میں یہ کہکر اپنے تخت پر سوار ہوئی
اور یاقوت وزیر و ملکہ شمسہ سحر افگن و ملکہ خورشید آتشی اور ملکہ پروین آسمان گرد اور
ملکہ سحاب دریا باری اور ملکہ سہیل ستارہ پیشانی و ملکہ اژدرنگ ماہی خوار غرضکہ
اُٹھی سوار وغیرہ ساٹھ ستر بادشاہزادیوں کو جو بڑے بڑے جادوگرنیاں اور ناظمہ طلسم ہیں
اور دربندوں کے لاکھوں ساحروں کے مالک ہیں اُنکو سبکو حکم بھیجا کہ جلد تیار ہوجاؤ کہ آج میں
باغیوں کے نام و نشان کو مٹادونگی یہ حکم پہونچنا تھا کہ زمین و زمانہ میں تزلزل آشکار ہوگیا
ہر لشکر میں طبل و بوق سحر کی بجی کروبیوں نے آپس میں کہا کہ اب ہمارا رہنا بھی عالم بالا پہ ہی
[illegible] ہے اور اصل تو یہ ہے کہ قدم ٹکتے معلوم نہیں ہوتا پھر اب ان آسمانوں کے پرانے
جھونپڑے ان کو چھوڑ کر کہاں جائیں سچ تو یہ ہے کہ اپنی گریا چھوٹی نہیں جاتی ہے آسمان نے کہا میں
خود سر پر پاؤں رکھے ہوں بھاگنے کا ٹھکانا ڈھونڈھتا ہوں اگر دوزخ میں جاؤں تو کفاروں
سے وہ جگہ بھری ہوئی ہے کہیں تل رکھنے کا ٹھکانا نہیں اگر جوار رحمت ایزدی میں جائیں تو وہاں
اہل اسلام کو جگہ ہے اگرچہ خدا کی رحمت بہت بڑی ہے پس اُسپر نظر کرکے ٹھہرنا ہیں فلک پر تو یہ حال
تھا زمین پہ بپا ایک بدحال تھا طبقات ارض ہل رہے تھے تو زمین گھبراکر بار گیتی سر سے پھینکا
چاہتی تھی بہوت ارض بحر اضطراب میں غوطہ مارکر بھاگا چاہتی تھی وہ ہلچل پڑی تھی کہ انقلاب
دہر کو ہوگیا تھا اُسدن سے زمانہ انقلاب کرنا سیکھا ہے پچیس لاکھ ساحر اور بیس لاکھ جادوگرنیاں
اپنے مقام پر سے سوار ہوکر جب چلیں گاؤ زمین پکاری کہ میں کچلی الحفیظ والامان پناہ بایزد
سبحان جھنڈیاں اسقدر اُڑتی نہیں کہ ایک وردی زمانہ کو بھی شاہ دہر نے عنایت کی تھی رد ہوا

تک لباس پہنے تھا جو سبز و سرخ و زرد و ملون تھا نہین نہین سرخ جھنڈیون سے یہ ثابت تھا کہ دل چرخ ایسا جلا تھا کہ چنگاریان اُس سے نکلکر اڑتی تھین ترسول پنسول اسقدر بلند تھے کہ پشت ساہی دہر مین کانٹے نکلے تھے نہین نہین تار حسرت سینۂ جگر فگار ان سے نکلکر روے ہوا پر جمع ہو گئے تھے یا عقرب فلک نے نیش اپنے نکالے تھے نارنج ترنج ناریل اتنے اُچھلتے تھے کہ چرخ ستمگر نے یہ ثمر زہر آلود حنظل آسا ساکنان دنیا کو دیے تھے جدھر نگاہ جاتی تھی دنیا اُن پھلون سے مملو نظر آتی تھی طائران سحر نے خانۂ دنیا کو اپنا گھونسلا بنا لیا تھا ٹڈی دل اُمڈا تھا کوا گہار آئی تھی سواے اُن جانورون کے اور کسی طائر کو رہنا دنیا مین دشوار تھا روے ہوا جانورون سے بھرا تھا روے گیتی ساحرون سے پُر ہوا تھا اژدرون کی پھنکار تھی یا دہر غدار نے نفس زہر آلود بھرا تھا شور ایسا بلند ہوا تھا کہ صور سرافیل بھی اس لشکر کا ایک نرسنگا تھا شور محشر ایسا تھا جیسے کوئی تخلیہ مین چپکے چپکے راز کہتا ہے اس غلغلہ کے سامنے غوغاے فتنہ و فساد تمامی کان مین بات کہنے کے برابر تھا وہ لشکرون کی روانگی وہ آتش کا باران و آندھیون کا طوفان یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمانہ بدل گیا ہے اس دنیا کا اور ہی کچھ نقشہ ہے خاکدان دہر نیرنگ خانۂ افسون کا افسانہ ہے صفحہ دہر اور ورق حیات کتاب سحر ہے رسالہ نیرنگ پر قہر ہے کہانتک بیان ہو یہ اُس لشکر کا ہنگامہ تھا کہ

ابیات

نہ تھا لشکر وہ تھا وحشت کا سامان — جسے دل دیکھکر ہوتا پریشان
تہی راحت سے مثل بخت مجبور — امید زیست اُس سے منزلون دور
بڑھے وہ سحر ہر جادو مکین نے — طپش دوزخ کی پیدا کی زمین نے
کمر مرنے پہ تھی ہر اک نے باندھی — پڑا غل ہر طرف کو آئی آندھی
ہر اک ساحر تھا یا اک دیو بد تھا — جنھین تھا یاد خونخواری کا لیکھا
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار — نہایت تیرہ دل بد خو ستمگار
ہر اک تھی جادوگرنی ماہ پیکر — حسین و شوخ و طرار و ستمگر
بشکل مہر تابندہ پری رو — نہایت عشوہ گر دلخواہ و دلجو
کوئی اُن مین تھی انسان سیہ رو — نہایت زشت پیکر اور بد خو
غرض یہ لشکر خونخوار و مکار — چلا چرخ سے لڑنے کو تبکرار

تمام فوج ناہنجار جب قریب لشکر مہرخ نیک کردار پہونچی طائران سحر اور جاسوسان فوج نے ملکہ مہرخ کو اطلاع کی کہ ملکہ رونا پیٹنا موقوف کرو ہوشیار ہو رہو کہ ملکہ حیرت جادو نکمو کھا سا حرہ اور بڑے بڑے ساحران افسر اور سرداران نامی اور نامور کا لشکر لیئے آمادۂ رزم و پیکار آتی ہین یا مہرخ نے کہا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حیرت کی فوج نمودار ہوئی اور گرد اسدرجہ چھا گئی کہ خاک کسیکو سوجھائی نہین دیتا ہی اور کوس دمامہ اور نوبت آگے آگے گرجتے اور بجتے ٹکریان ساحرون کی اور غول جادوگرنیون کے اور علم اور نشانون کے پھریرے کھلے ہوئے زمین اور آسمان ما ہر چارطرف سے آتے معلوم ہوئے مہرخ نے پھر نفیر سحر کو دم دیا کہ تمام لشکر صف کھینچ کر اور ساحر زمین و آسمان سے اُتر کر ایک طرف کو یکجا ہو کر قائم ہوئے مگر ابھی جنگ وجدال مین اور آمد لشکر مین وہ دن تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ آیا تھا کہ مثل سر بریدہ فرنگی آفتاب آغوش فلک سے نکلکر گورستان مغرب مین گیا اور جسد مہر تابان پائے فیل ظلمت شب مین بندھکر کشان کشان جانب ملک عدم کھنچا گیا کہ نظم

بڑھا قعر زمین کو مہر انور	بشکل رنگ عاشق زرد ہو کر
کھلا آخر معمائے زلف شب کا	اُٹھا دھند ملا غبار اک سو غضب کا
بڑھا ایسا کہ آنکھون سے نظر گم	نہ تھا ثابت کہان ہم اور کہان تم
ہوئے تابان جمال شعلہ ہر سو	ملا آرام کا ہر اک کو قابو

سرشام حیرت نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا کثیر ہی اور عیارون کا لشکر مہرخ مین انتظام ہی ایسا نہو کہ ہمارے لشکر مین بد انتظامی پھیلے اور آپسمین لڑائی ہونے لگی پس مناسب ہی کہ آج اس رات کو اسی جگہ اُتر کر چارطرف سے اس لشکر مقہور دشمن کو گھیر لو اور طبل جنگ بجوا دو کہ وہ سب بھی آگاہ ہو جائین کہ ہنگام سحر گرم بازاری ملک الموت کی ہی اور خریداری نرخ جان کی ہی وہ سب بھی آراستہ ہو رہین یہ کہنے کو نہو کہ ہمکو غفلت مین مار لیا پس حکم سنتے ہی تمام لشکر میدان رزمی کا فاصلہ چھوڑ کر اُتر پڑا ملکہ مہرخ نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کئی ہزار ساحر آج مسلح و مکمل و ہوشیار رہین اور باری باری سے پہرا دین اور اسی مقام پر کمر کھولکر باقی ماندہ آسودہ ہون ہم بھی بغیر جان دیے اور قصاص خون مہتر مہتران برق عالیشان کا لیے یہان سے ہٹنے کے

نہین یا جان دے یا جان لے کل جسکی تیغ ہی اُسیکی دیگ ہی یا تو طلسم خالی کرالیا تمام مفسدون کو مارلیا یا اپنی جان دی بلکہ تمام لشکر مین نقیبون کو بلاکر حکم دیا کہ تسکین و دلاسا دہی کردا یلیے کہ جمیعت دشمن زیادہ ہی ایسا نہو کہ لشکر ہمارا بیدل ہو جائے اس حکم محکم قضا شیم کو سرداران فوج نے سنکر اُسی وقت اُسی جگہہ بستر لگا دیے ہزارون کیا لاکھون ساحر مسلح و مکمل رہے اور باہم مشورہ کیا کہ دو پہر رات تک ہم پہرے پر ہین بعد دو پہر کے ہم آسودہ ہونگے تم پہرا دینا اور ای برادران ابھی آرام و آسودگی کہان ہی جبتک کار حریف ناکام تمام نکرلین اگر ایک رات کو راحت گزین ہوئے نہ سہی انشاء اللہ کل یا تو خواب گاہ عدم مین پانون پھیلا کر چین سے سوئینگے یا بآرام اپنی خوابگاہ مین آکر آرام کرینگے یا دشمنون کو خاک گور مین غلطان فرمائینگے بس یہی مشورہ کرکے سب مسکن گزین ہوئے طلایہ پھرنے لگا صدا ے حاضر باش و ناظر باش بلند ہولی اسطرف حیرت جو قیام پذیر رہ ہولی اُسنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے فوراً ہزارہا نفیر سحر کو دم ملا اور صدہا بوق و طبل بج گئے شور محشر آشکارا تھا مہرخ نے جب صداے طبل و بوق سنی اپنے لشکر مین بھی حکم نواخت طبل رزم دیا ادھر بھی شور قیامت زا کیا بلکہ غلغلہ محشر کو گرد کردیا ہزارون نائے سحر گاو گیر حریفان ہوگئین دم سینون مین کینہ جوؤن کے گھبرا گئے یہان دلاور عرصہ شب کے حائل ہونے سے اُکتا گئے تھے دعا سحر ہونے کی مانگتے تھے مگر آج شب کو جو لوگ کہ خواب مین مصروف ہوئے تھے وہ بھی خوف سے اُچھل اُچھل پڑتے تھے کہ دیکھیے کل جان بچتی ہی یا نہین خواب مین بھی سر تن سے اُترتے دیکھتے تھے بے سر و پا ہوتے لشکر دیکھتے تھے قرنا تُرنا بج رہے تھے صداے طبل نہ تھی کوس اجل کی آواز تھی روح روان روانگی ملک عدم کی طرف دمساز تھی طائر روح آشیانہ سینہ سے نکلکر مائل پرواز تھی اُدھر تو فوج مین یہ حال تھا مگر لشکر حیرت کے جب ناظم وغیرہ لڑنے آگئے اُسوقت طائران سحر نے جاکر خبر ناظمان طلسم نور افشان کو بھی پہونچائی کہ آج غضب کا مقابلہ ہی آفت کی لڑائی ہی یہ تم سب خوب جانتے ہو کہ ملکہ بُران ہمہ تن شریک عیاران و مہرخ وغیرہ کا لشکر اور افسر وغیرہ سب کام آگئے تو پھر ملکہ بُران تم سب مین کیا کہینگے اور کسکے طرفدار بنکر تمکو لڑوا دینگے یقین ہی کہ ملک و مال تمہارا ضبط ہو جائے اور بہت بڑا الزام تمپر آئے لازم ہی کہ جاکر شریک حال مہرخ خوشخصال ہو اور مقابلہ فوج دشمن سے کرو تاکہ مالکہ تمہاری تمسے خوشنود ہو یہ کلمات اُنھون نے جب سُنے مشورہ کیا کہ یہ کہنا اِنکا واقع مین بہت درست اور صحیح ہی ہمکو بھی چلکر ضرور شریک ہونا لازم ہی بس اُسی وقت

تمام لشکر ناظمان مین طبل و بوق بجنے لگے انجمن دغا ہر اک تیغ و سنان نے گرم کی رن چڑھنے کی گرمجوشیان تھین تیغین جو ہرسے اسطرح ہنستی تھین کہ میان سے برہنہ باہر نکل آئی تھین جوش پر طبع مرگ آگئی تھی ظفر و نصرت پکارتی تھی کہ ہان ای شکست نصیب عدو سنبھل جا ورنہ اژدر ہیز سبکو نگل جائیگا ماہی شمشیر دریاے شجاعت مین اچھلنے لگی فتنہ و آشوب جو عدل شاہان عادل سے نکلگیا تھا وہ پھر ایکجا ہو کر اسی جگہ آگیا تمام ناظمان دربند اپنے اپنے سواریون پر سحر کے سوار ہوئے اور جب یہ فوج نعرہ المدد یا خدا ے عمر کہکر بڑھے طبل بوق کو بھی ڈر سے سکتا ہوگیا شاہان روے زمین کے سر سے تاج مثل ہما اڑگیا خنجرون نے حلقہ تمام دہر کا کرلیا ہر چیز کو کٹجانے کا اندیشہ پیدا ہوا مریخ و زحل فلک پر فتنہ و شر سے باز آگئے کہ ایسا نہو ہمین باغی مشہور ہین یہ لشکر ہمین پر چڑھائی کرے خورشید و مہ نے تیغ و سپر اپنے ہاتھ سے رکھدی ہیبت سے زال دنیا ایسی لاغر ہوئی کہ غنچون مین کلیان چھپنے لگین ذرے مین صحرا چھپنے لگا فلک پر بھی بیم و ہراس طاری ہوا کہ ستارے مین چاہتا تھا پوشیدہ ہوجاؤن دریا چاہتا تھا کہ قطرے مین سماؤن یہ سب اسطرح خوف زدہ ہو کر سوراخ موش ڈھونڈھتے تھے کہ جیسے ایک دل مین لاکھون آرزوئین ہوتی ہین منزلہا منزل تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی دنیا گھبراتی تھی وہ اژدرون پر کاٹھی کھچی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلائین کمر باندھکر لڑنے چلی ہین پشت فیلان پر بنگلے رکھے ہوئے گویا فلک ستمگر نے مثل طائر بیضہ دئے تھے جنسے بچے فتنہ و فساد و قاتل خلق پیدا ہوتے تھے جادوگرنیان ایک ایک مہ پارہ گلرو حسن صد ناز و ادا ائین سوار تھین جلو مین بلیات اور ارواح خبیثات بیشمار تھین آگے آگے دریا آگ کے بہتے جاتے تھے بیر غل مچاتے تھے تھالیان برنجی ہاتھون پر ساحرون کے بلند تھین سورج کی طرح جھلکاتی تھین بھیٹین بیرون کو ملتی جاتی تھین ناریل نارنج ترنج سے دنیا مملو تھی یہ دھرسحر کا کارخانہ تھا نیرنگی سحر کا زمانہ تھا جب وہ سب کافر کیش ادا است نیرنگ و ساحری کی تیلیان افسون تازہ پڑھکر پھونکتین جنگل مین عجائبات پیدا کرتین یہ عالم ہوتا کہ

نظم

پڑھے افسون جو پھونکے سوئے اشجار	صدا آئی کہ ہم سب یان ہین طیار
ہوئے پیدا وہان مرغان خوش رنگ	چلے کرتے ہوئے آپسمین سب جنگ
پڑھے انپر بھی کچھ الفاظ اسدم	تو وہ طائر اڑے اسجا سے باہم
پھر آیا ایک ابر سرخ ناگاہ	وہ معشوقین ہنسین بولین کہ ای واہ

یہ سنتے ہی ہوا وہ ابر پنہان	ہوئے پھر اژدہے ہر سو نمایان
بڑھے لہرا کے جب وہ اک طرف کو	صدا آئی کہ اب جاتا کہان ہو
ذرا اگ کر بہار اپنی دکھاؤ	نئے سب نخل اور پھل پھول لاؤ
یہ سنتے ہی صدا اگتے تھے اشجار	عجب اک باغ ہو جاتا تھا طیار

غرض اسی طرح ملکہ شعلہ زرہ آسمان شگاف و ملکہ ہزار چشم چہل دست جادو اور ملکہ ناوک پران رخشندہ پرواز و ملکہ قمر سپہر انجم سیاہ اور ملک بہرام مریخ صولت و ملک تلاب دریا بار سرکش و ملک سہراب تاجدار جادو و ملک بیر سوار تاجدار و ملک مجمر شاہ و ملک محمر شاہ و فیروز رنج جادو وغیرہ جو نام کراوپر بیان ہو چکے وہ سب ناظم اور ناظمہ بڑے احتشام و ملنت سے جانب لشکر مریخ روانہ ہوئے اور ازبسکہ اول بیان ہوا کہ یہ سب لشکر مریخ مین کئی کوس پر الگ دامن کوہ سیاہ وغیرہ مین اترے تھے اس وجہ سے انکے پہونچنے مین وہان عرصہ ہو کیونکہ یہ لشکر بہت بیکران آہستہ روان ہو یہ لشکر تو ادہر سے روانہ ہوا وہان طبل جنگ بج چکا تھا ہر ساحر و سردار آمادۂ مرگ تھا رات کو تیاری آلات حرب و ضرب دونون جانب آغاز ہوئی کڑاہیان دونون جانب چڑھ گئین کلچریان بھنگے بھینٹ پینا دیے گئے منترون کے جاپ شروع ہوئی کلوا بھیرون نارسنگھ کی بھینٹ دیکر ڈھولا گھمایا دیے جوت کے جلائے ہوم خانے روشن ہوئے گوگل مرچین جلنے لگین بجہ ہا خوک جھٹکا ہونے لگے آوازتین بین کے بلند ہوئی زحل چرخ بھی ایک بیر ان ساحرونکا بنا تھا سنیچر بنکر سب پر آتا تھا سارھستی پن کی نحوست دکھاتا تھا بدھ وانی کو سنگل کرتا تھا دنون کی گردش آگے لاتا تھا سورج خانہ مریخ مین آگیا تھا جلال اسکا بھی بڑھا ہوا تھا زہرا نے تاثیر اپنی الٹی ظاہر کی تھی کہ ہر ایک زہرہ تمثال از روے جنگ وجدال رکھتی تھی راس سے وہ ذنب صادر ہوا کہ اپنے سر کے بچانے کی فکر مین تھا ساحرون کی تو یہ کیفیت تھی بہادرون نے تیغ تیز کی آبداری کی تھی دشمن کی صفائی مدنظر تھی اسلیے غضب کی صفائی کی تھی ضرب تیغ نے ضراب بنکر سکہ فتح بنام مریخ عالیشان ڈالا تھا نقد بقاے دشمنان کو ٹکسال مین ضرب کرنا چاہا تھا جان حریفان کو زر قلب مقرر کر کے جسد کے چلن سے ٹکسال باہر کیا تھا دیدہ جوہر سے جوہری بن آشکار فرمایا تھا نامرد و مرد کے پرکھ جانچ تھی ہر اک کو ٹٹولتے تھے کہ کتنی کمر مین کیا ہی توبھوٹا ہی یا کہ کھرا ہی تلوار جب نیام سے نکلتی تھی روشنی اسکی چمک کی تیرا

باطنون کو روشن دل بناتی تھی لڑنے مرنے کی لو لگاتے تھے گرز خانہ بدوش اسی عشق مین تھے کہ ہر ایک کے سرخرو ہین بلکہ اسی ہوس مین کلہ کی صورت خود دبنگئے خود بینی کا دعوے کمانون کا جھکنا عین دلیل ہے کہتی تھا لب سوفار پر دعوی انا قاتل تیر جگر فگاری پر مائل خدا کی پناہ اس رات کا غلغلہ وہ ہر سمت نقیبون کا کڑکا کہتے پھرنا دلاورون دل بڑھانا یہ زبان پر لاتا کہ

نظم

نہین خوف کی جا یہ ڈرتے دلیر — لیا کافرون کو نہین اب ہے دیر
نہین قتل سے انکے اب بند تم — خدا کو کرو گے رضامند تم
جو موقع ملے اس سے بہتر ہے کیا — کرو جو ہو ممکن تمھین ڈر ہے کیا
تمھارے جو ہمراہ ہین سب دلیر — تم افسر ہوا ترو کرو اب نہ دیر
بڑھو حق کریگا تمھین کامیاب — پہنچ جاؤ کے سوے دشمن شتاب
نہ تاخیر ہو اب یہ ساعت ہے نیک — لڑو صبح کو ایک کے بعد ایک
ابھی کھینچ لو تیغ کو میان سے — چلو مار ڈالو اٹھین جان سے
جوانمرد سنکر ہوئے باغ باغ — شجاعت کے یکسر بڑھے دل دماغ

ایک طرف تو نقیب اسطرح دل بڑھاتے تھے ایک سمت ساحرون کے بیرغل مچاتے تھے بہادر تیغ و سپر کھڑکھڑاتے تھے شور و غوغا سے کان پڑے آواز نہ سنائی دیتی تھی رات بھر اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ فرط خوف مبارزان سے ساحرہ شب روبگریز لائے اور سحر جوشل دلاوران بہر دید جنگ وجدال بیتاب تھے تیغہ مہر حمائل کرکے سپر زرین آفتاب لگا کر عرصہ عالم مین آئی کہ

نظم

نقاب مہر اٹھاے آسمان نے — سجے شاہون نے جنگی داستانے
اڑا پھر رنگ شمع آسمانی — ہوا رخ فق سحر کی تھی نشانی

ہنگام سحر مہرخ نامور تخت حشمت پر بصد عظمت سوار ہوکر برآمد ہوئی فوجین ہنس و طاؤس پر سوار ہوکر میدان رزمگاہ پر سویرے سے جا جمی تھین مہرخ کے نکلتے ہی ایک طرف سے ملکہ بہار اپنے خیمے سے نکلی عجب شوکت و شان اس معشوقہ عاشق پرور کی تھی دہیج چوٹی کسے فتح بیچ تھے آنکھین تھین کہ ترکان چشم دو بہری صر وحیان باندھے بہر قتل نکلے تھے نہین نہین نیرنگ و فسونسازی کا دو دیکھ رہی تھین استاد افسونگر تھین پلکین تھین کہ نہین ترکون کے پرے جمائے تھین رخسار پر لو پر چڑھکر آئی تھین ملک

حلب مین ترکون کا راج ہے لب لعلین تھا یا ملک بدخشان حلب مین برابر ملا تھا دانتون کی برابر
سلک گوہر کیطرح ہونے سے بدخشان مین گورون کی پلٹن کا پہرا تھا ناز و انداز مین دلیار غمزہ
داد اجان دینے پر طیار و امن زرہ کو فتح و ظفر سنبھالے اقبال طرفو گویان لباس ارغوانی اُس قتالہ کے
زیب تن ہزار طرح کا جوبن تخت پر سوار ہو کر گلدستہ ہائے سحر گرد تخت کے چنکر تاج دلیری سر پر رکھکر
کئی ہزار کنیز ان حور پیکر کے حلقہ مین لبسان نسیم گلشن جانب گلستان رن روانہ ہوئی کہ مسدس

ہے وہ غازہ نار ہوش و خرد و عزت و جاہ — سیکڑون کشور دل جیتنے کے دم مین بلا
ہو مقابل کوئی معشوق عیاذاً باللہ — حملہ آور ہو جو وہ کھینچکے شمشیر نگاہ
سامنا کر نہ سکے شل کمان زرح بھر جائے — لشکر عشوہ و انداز و ادا اپن گھر جائے
دیکھ لے آنکھ سے اگر جو ہو دلکو یقین — پر لشکر طلیہ رہے تاب غش آئے نہ کہین
معرکہ گرم ہے آتا ہے تو آدیر نہین — ترک غمزہ ہے یہان کھینچے ہوئے خنجر کین
امتحان کا ہے یہی وقت نیا سامان ہے — یہی میدان ہے یہی گو ہے یہی چوگان ہے

اسی طرح ایک جانب سے مخمور سرخ چشم بانکی ادا بنائے ناز و انداز کا لشکر ساتھ لیے خمخانہ جنگاہ
مین سیاہ زرون کا نشہ شجاعت بڑھاتی اپنی آن و ادا دکھاتی لباس دھانی تن پر آراستہ کیے
میخوارون کو سبزہ گلستان کی بہار یاد دلاتی جوش طبع زیادہ ہوتا جنون خیز کیفیت سودا زدگان
صحرائے رزم کے ترقی پذیر ہوتی کشتی حسن کی ہری بھری برسات کی کیفیت شاہد گلفام کے مکھڑے
کی بہار آنکھین زبان دنبالہ سرمہ سے کہتین کہ یہ سبزہ زار جی دیکھ رکھ پھر کاہیکو دیکھنا نصیب
ہوگا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہمیشہ ہرا ہرا سوجھائی دیگا چشم نرگس کے اشارے یہی تھے
کہ دیکھ ایسے بھی ای لالہ باغ جام و پیالے ہوتے ہین مخموران نشہ حسن کا نشہ اُن رخسارون کے
سامنے کرکرا جام آفتاب غیرت سے مثل چراغ جلتا دہان تنگ بہار حسن کا ایک چھوٹا سا غنچہ یا
بشکل دہان مروارید دندان کے اللہ اللہ کیا صفائی کہ سلک گوہر کی آبرو خاک مین جنھون نے
بلائے سینہ پر چھاتیان دو قمقمہ بادہ نشاط و خورمی سے بھرتے ہوئے یہ از سر تا پا اُسکے حسن کی بہار
می محبوبی و خوبی سے سرشار کہ مسدس

سامنا حسن مین اُس سے ہے بڑی نادانی — سارے آفاق مین ہو کوئی نہ جسکا ثانی

عرق آلودہ دکھائے وہ اگر پیشانی — شمع سوزان کیطرح دل ہو گھل کر پانی
زیست مشکل ہو تلاطم مین سفینہ آئے — غرق ہو ڈوب مرین سب یہ پسینا آئے
تیر پہ تیر جو پلکون کے لگائے وہ ماہ — سینہ زخمون سے چھنے تودہ بنائے وہ ماہ
تیغ ابرو کے بھی جو ہر جو دکھائے وہ ماہ — سرنگون پاؤن پہ ہو کچھ نہ بن آئے واللہ
وار پر وار دو دستی وہ دم جنگ کرے — اک کیسکی نہ چلی وہ ہی تو جو رنگ کرے

اسیطرح ہر اک ساحرہ ذیشان طاؤس و الزان زمرد مو و مشکین کاکل کشا وغیرہ تخت و طاؤس سحر پر سوار ہو کر جانب جنگاہ چلین و دشکر کے چلنے کی شان وہ ہر ایک مبارز کی آن بان نقیبون کا خوش الحانی کی ساتھ نقابت کرنا گھوڑون کی چل بل ہاتھیون کے فور کا جانا شمع و چراغ کا جل ملا صحرا مین کلون کی خندہ زنی طائرون کا چہچہانا گھوڑون کی شبیہ بھرنا اسلحے کی چقاچاق ساحرون کے تختون پر ابر سحر چھایا ہوا مورا سمین جنگسار تے بڑی عظمت سے یہ سب روانہ تھے کہ نظم

ٹھٹھرے سے تنتے تھے سب رزم ساز — فتح یاب ہونے کے تھے سب مجاز
کیا قصد مرگ کو وہ دراز — کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز
ملک جیسے جنت کے گلگشت مین — پہ چلے پھر مبارز اُسی دشت مین
ذرا گرم ہان گرمی طعن و ضرب — کہ پھر سامنے اب ہی میدان حرب
سنان ناچخ و تیغ و زرہ مین تولین — پڑے رن دلیرون کے داؤ کچھ کھلین
شجاعون کے ہی امتحان کا یہ دم — علے الرغم ہی کون ثابت قدم
ظفر دیکھ لین کسکا دیتی ہی ساتھ — یہ میدان رہتا ہی اب کسکے ہاتھ
لگاتا ہی اب کون بڑھ بڑھ کے تیغ — نہین کسکو ہی دین سے جان دریغ
ہزارون مین یان کون کرتا ہی نام — پڑے کار گر کسکی خونی حسام
کہ پھر دونون لشکر ہین اور دشت جنگ — بپھرتے ہین دیکھو طلسمی نہنگ

حاصل کلام وہ فوج بصد عزت و جاہ میدان زرمگاہ مین پہونچی اُسطرف سے حیرت بصد نکبت پیڑی دل اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوئی ہوا زمانے کی بدل گئی سحر کی ایسی ہوا چلی کہ خس و خاشاک میدان کا اُڑا لے گئی ہوا کے جھونکا جھونک عنایت و کرم کے ساتھ جھونکے تھی گھٹائین

آگیئین رحمت اپنی دکھا گیئین ہلکی ہلکی بوندیان اور پھوہارسی پڑکے رہگئی غبار صحرا بیٹھا غبار دلونکا نکلنے لگا جب میدان پاک وصاف ہوچکا صف آراؤن نے نکلکر صف آرائی کی برابر برابر پلٹنین رسالے جم گئے ساحر ایک سمت پرا باندھ کر تھم گئے شور وغوغا کے لشکر تمام عالم مین بھرا تھا اس زمانے مین جو مولود کہ بطن مادر مین تھا جب پیدا ہوا تو بہرا ہوا ہمیشہ چیخ کر بات سنتا تھا اسی شور کا عادی مان کے پیٹ سے ہو رہا تھا غرض بعد صفوف آرائی جانبین نقیب وگرگیت اور رجاؤش ساحر جو تھے میدان مین نکلے اور پکارے کہ کہان ہی ساحران کاشغر و کاشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کانورو دیس کے بڑے بڑے جادوگر اور کون تھے ملکہ ومامہ اور شمامہ اور کہان ہین فرعون ونمرود شاہ اور سارشمش اور ہزار شکل ایسے بادشاہان ساحران جو دعوی خدائی کا کرتے تھے بس آج کے روز کون ایسا بڑا بہادر جادوگر ہی کہ سامری جمشید کا نام لیکر اس جنگاہ مین آئے اور معرکۂ جدال وقتال مین قدم اپنے جمائے اور کچھ کرتب اپنے سحر وساحری کا دکھلائے اور نام اپنے باپ دادے کا روشن کرے اور اگلے جادوگرون کا نام صفحۂ ہستی پر سے اپنے شاہ کے آگے مٹادو دہائی لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بُری بلا ہے + پگ آگو پت بڑھی اور پگ پاچھے پت جائے

غرض جب نقیب کنارے ہوئے دونون لشکرون مین گھنٹہ گھڑیال ناقوس جھانجھ دف نقارے قرنا شرنا کا شور وغل ہوا اور ہزارون ڈھول اور نقارے پٹنے لگے اور ملکہ حیرت کی طرف سے ایک بادشاہزادی تلعۂ طلسم کی ملکہ خرچنگ افعی سوار اپنے افعی کو اڑا کر سامنے حیرت کے آکر اجازت خواہ میدان حرب مین جانے کی ہوئی حیرت نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خداوند سامری وجمشید کیا ملکہ خرچنگ اجازت پاکر بہزاران ناز وانداز جانب جنگاہ چلی سن وسال مین برس بیس اکیس کی سبزہ رنگ جٹی بھوین رخسار کا رنگ سانولا سا نولا حسن ملیح ونمکین کی کیفیت دکھاتی زخم دل پر عشاق کے نمک چھڑکتی بال سر کے کھولے بلائین اپنے جلو مین لیے ہنستی ہوئی رہائی جوڑا گلے مین پہنے لشت زار حسن کو سرسبز کیے یہ اُسکے حسن جان فزا ودلربا کا نقشہ کہ نظم

بدر رخسار تو وہ ابروئے خمدار ہلال	چمک انجم کی دکھاتا تھا رخ صاف پہ خال
مہر سے بڑھ کے درخشندہ وہ خورشید جمال	کہکشان کھینچے اگر مانگ کو ہو ٹھیک مثال
ایسی حسبدم فلک حسن کی زیبائی ہو	چمکے تقدیر سمجھ جو تماشائی ہو

شراب زمرد رنگ ایک گلابی مین بھرے دھنے ہاتھ مین وہ گلبدن لیے بائین ہاتھ مین ایک ترنج سبز تھا بنے اپنے افعی پر لہراتی سراپا دکھاتی بیچ میدان مین آئی اور خوب نیرنگیان سحر کی دکھا کر للکاری کہ اے صرصر تو شہنشاہ ساحران کی کنیزکی برابری بھی نہین کر سکتی نہ کہ تو نے ملکہ حیرت ملکہ طلسم اور شاہ جادوان افراسیاب سے مقابلہ کرنا چاہا ہے ارے اس بادشاہ کے سامنے او ر نام سحر و ساحری یہ فقط خاوندی اور کنیز پروری شہنشاہ کی ہی جو آجتک اُسنے تجھکو لائق مقابلہ نہ سمجھکر چھوڑ دیا او رمقہور و مغضوب نہ کیا تجھسے بدلا سرکشی کا نہ لیا اتبو اپنی فوج سے کسی ساحر کو بھیجکر امتحان کر دیکھ کہ مین ادنی لونڈی اسی شہنشاہ کی ہون کس عذاب الیم سے اُسکو مارتی ہون کہ ماہیان دریا او ر مرغان ہوا اُسکے حال زار پر روئین او رمجھکو رحم نہ آوے ابھی یہ کلمہ خرچینک کی زبان سے پوری نہوئی تھی کہ ملکہ صرصر کے دست چپ کی طرف سے ملکہ نافرمان حاکم قلعہ نافرمانیہ طلسم ہوشربا نے اپنے ہنس کو اُڑایا اور سامنے تخت ملکہ صرصر آکر اجازت یاب ہوئی کہ اب مجھکو ان باتون کے سُننے کی تاب نہین ہے اس بیہودہ زندی نے کیا کیا کلمے شان مین جناب قدر قدرت حضرت جہان پناہی ملکہ معظمہ کے کہے ہین اور کنیز سے بدتر خطاب کیا ہی پس مجھکو اجازت حرب عنایت ہو کہ جاکر سر اُسکی یاوہ گوئی کی اُسکی کنار مین رکھون ملکہ صرصر ایک خلعت گرانمایہ منگا کر ملکہ نافرمان کو عطا کیا اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اُتار کر عطا فرمائی جسکی عظمت تھی کہ

نظم

مانند سہیل ہی وہ خاتم	خوشبو ہو نہ کیون ادیم عالم
اللہ رے نگین کہ آبداری	ہی قلزم فیض حسن سے جاری

یہ انگشتری قبر جمشید پر کسی بادشاہ نے ملکہ کے بزرگون مین چڑھائی تھی چنانچہ ملکہ موصوف کی مان کو ملی اُسنے بہر حفاظت صرصر کو دی غرض ملکہ نافرمان نے انگوٹھی پا کر بسان حلقہ انگشتری تسلیم خم کیا صرصر نے فرمایا کہ جاؤ تمکین سپرد خداے پاک کیا یہ پہلا مقابلہ ہی ذرا سمجھ بوجھکر لڑنا ملکہ نافرمان فرمان اجازت حاصل کرکے اپنے ہنس پر سوار ہوئی اور اسطرح غضبناک ہوکر چلی کہ جیسے بیوفا یار جاتا ہی تیوری چڑھائے تلوار ابرو کی بل کھائے ترچھی نظر تیر نگاہ دوسر رنگ رخسار بھبھو کا سینہ اُبھرا ہوا جوڑا سرخ پہنے سراپا زیور جواہر کار سے آراستہ حسن کا جوبن بہار پر

تل بنا ہوا رخسار پر کسی سیہ قسمت کا دل جاکر رہگیا تھا یا بقول مولف	
میری سیاہ بختی جو آئی بہار پر	خال سیاہ جاکے بنی روے یار پر
پشوارہ سنبھالتی نہیں پر آن واد ادکھاتی یہ کیفیت بہار جوانی کی نظر آتی کہ بموجب مسدس ہیں	
اُسکے پوچھے نہ کوئی شرم و حیا کا احوال	نیچے نظرون مین کرے سارا زمانہ پامال
آنکھ بھر دیکھے اُسے کوئی یہ کسکی مجال	سردھری یہ جو آجائے کبھی اُسکا خیال
جسکو دیکھے نگہ گرم سے آفت ہووے	آنکھ مین ایسی بھری اُسکی شرارت ہووے

غرض یہ ماہ پارہ دلربا نہیں کو اٹھا کر سامنے خرخنگ افعی سوار کے پہونچی اُسنے بعد گفتگو سے
لاطائل وہی نارنج سبز جو اُسکے ہاتھ مین تھا کھینچکر اُس گل اندام پر مارا اِسنے اُنگلی کلمہ کی اُس ترنج
کیطرف کرکے کہا کہ جہ کرنت یہ پرنت تصدہ زمین پر سرزمین تو کہان سے آیا ہو وہین جاکر تماشا
دکھا اور رہو کا پیا سا مُنھ مجھے دکھا کر ناشاد و نامراد بجا مین تیری دعوت دے چکی ہون اب تو جاکر
اپنا پیٹ بھر جا ہے مارا مار اجہ یہ کلمات ایسے پُر اثر سحر کے تھے کہ وہ نارنج پلٹ کر خرخنگ افعی سوار
کیطرف جا پڑا خرخنگ مع اپنے افعی کے دو ٹکڑے برتاب پر جاکر گری سحر الیاس زبردست تھا کہ
روکنا اُسکا مشکل ہوا جب یہ ہٹ گئی نارنج دو ٹکڑے ہوگیا اور راز لسکہ اسنے جھینٹ بنائی تھی
اسوجہ سے ایک ٹکڑا اُسکا لشکر حیرت مین جاکر بکھر گیا چالیس ساحرون کے بدن پر ٹکڑے اُسکے
پڑے بس جس ساحر کے بدن پر ٹکڑا اُسکا لگا وہ تلوار سحر کی کھینچکر یہ کہتا ہوا کہ بھوکا ہون گوشت کھاؤن
گا یہی کہتا ہوا تلوارین مارنے لگا اور ساحرون کے دو دو ٹکڑے کرکے گرانے لگا اور ایک ایک بوٹی اُنکے
کے جسم کی کھانے لگا اور چلو چلو بھر خون ہر ایک کا پیتا تھا اور ہزارون ساحر اُسنے نارنج ترنج نار پل مارے
تھے کسیکا حربہ اُسپر اثر نکرتا تھا اور ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی الگ سنہی رہی تھی عجب طرح کی قتالہ
تھی کہ بیرون سے دشمن کے چلو چلو خون پلواتی تھی معرکہ کارزار مین اپنی سرخ روئی جتاتی تھی
اسی طرح چالیس ساحر حیرت جادو کے فوج کے اپنے ساتھ والون کو مارتے بوٹیان کھاتے اور خون
پیتے پھرتے تھے اور ابرق کوہ شگاف وزیر بھی اس جنگ مین شریک تھا وہ اُسکے ہاتھی کے
برابر آکر پہونچے اور تلوارین ہاتھی پر مارنے لگے اور ہزارون ساحرون کو اُنھون نے مار کر بھگا دیا
تھا ابرق غصہ مین آکر للکارا کہ اے خرخنگ جلد اپنے سحر کو روک ورنہ اگر ہم مین سے کوئی اُسکا

رد کریگا تو تیری جان رہنا مشکل ہی جب تو مار جائیگے جب یہ سحر اُتریگا اِس سے مناسب ہی کہ تو ہی رد کر اس سحر کو ورنہ دشمن کو اور زیادہ ہنسنے کا موقع ملیگا کہ اِدھر کا سردار اِدھر ہی والون کے ہاتھ سے مارا گیا خرچنگ نے کہا ان چالیس ساحرون مین میرا کوئی نہین ملکہ حیرت کے سب ملازم ہین اور بغیر ان چالیس کے قتل ہوئے یہ سحر نہ اُتریگا جو اُتارے گا وہ آدھا ٹکڑا جو نارنج کا باقی ہی اُسکے جسم پر لگیگا اور اُسکا بھی یہی حال ہوگا مجھکو معلوم نہ تھا کہ ان نمک حرامون مین بھی ایسے ایسے زبردست ساحر ہین اسوجہ سے بے سمجھے ایسا زبردست سحر کر بیٹھی ان باتون مین ہاتھی ابریق کا وہ ساحر مسحور شدہ زخمی کر چکے فیل چرخ مار کر گرا ابریق کو دادہ چالیسون ساحر ابریق پر دوڑے ابریق نے ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ ہر ساحر کے سوئی لگی برچھی کی طرح پار نکلی سینہ توڑ کر گذر گئی چالیسون بیج دیگر حیرت کے داخل جہنم ہوئے اُسوقت حیرت نے پکار کر کہا ای خرچنگ افعی سوار تجرے بول کا سر نیچا ہوا اگر ایسی ہی لڑائی تم لڑو گے تو میری فوج سب مفت مین ہلاک ہوجائیگی اب سمجھکر جاؤ اور کام نافرمان کا تمام کرو اور خوب سمجھ لو کہ دشمن اگر چیونٹی کے برابر ہی تو وہ مثل اژدرمان و فیل ثریان کے ہی کبھی اُسکو حقیر نہ جاننا خرچنگ افعی سوار نہایت ذلیل ہوکر آگے بڑھی اِدھر سے مہرخ نے اُدھر خلعت نافرمان کو فتح کا بھیجا اور تعریف پکار کر کی کہ ای ملکہ واہ واہ واہ کیا کہنا نافرمان تسلیم کر کے پھر بمقابلہ چلی اب دونون چاند کے ٹکڑون کا جھوم جھوم کر چلنا اور غصہ مین پیترا بدلنا عجب لطف دکھاتا تھا ملکہ خرچنگ افعی سوار بغضب تمام مثل شعلہ جوالہ جھپٹ کر اپنے افعی پر سے نیچے اُتر پڑی نافرمان نے جوڑے سے اپنے ناریل نکالکر اُسپر مارا اُسنے کہا ای نافرمان جڑی بوٹی خزان رسیدہ کے کام لینے سے کیا کام نکلیگا وہ ناریل سوکھ کر ان کلمون سے خزان رسیدہ ہوکر ایک جانب گر پڑا اور خرچنگ خنجر سحر کھینچکر نافرمان پر جا پڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ دونون کے پائچون مین گرہ لگی ہوئی تھی ڈنڈونکی کاتیان بندھی آسمان رزم مین دو آفتاب چمکتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ اُنکے طرفہ تماشا تھا کہ برق خنجر لیے لپکتی تھی یہ عالم تھا کہ

نظم

یہ کہکر ہوئین دونون محو ستیز	غضب کی تھی آویزش مرگ خیز
پیا ئے وہ پہونچے یہ جھکے اُڑے	وہ سمٹے وہ لپکے یہ ٹھٹکے مڑے
جو خو تھے وہ تھے دلربا دلفریب	بناوٹ دم رزم قاتل فریب

روشن آرزوے دل کامیاب — تصور ہوا اور بڑائی شتاب
ہوئے گرد یک دوسرے کے جری — دکھانے لگے لطف چپالشگری
کھلے رن مین نیزہ وری کے ہنر — جو دل اِسنے تاکا تو اُسنے جگر
عجب گھات مین تھے بہم زدوکشت — یہ سینہ پر آئی تو وہ سوے پشت
سنان اِسنے جوڑی تو اُسنے نظر — شکم اِسنے باندھا تو اُسنے کمر
ہنر سے نہ خالی تھے دونون کے دام — بہادر تو ہو ہو گئے بیقرار

غرض جب خوب شمشیر زنی اور نیزہ وری ہوئی وہ چھوٹے چھوٹے نیزے وہ کلائیان گوری گوری وہ وارے نیارے کے وار خوب چلے اُسوقت دونون پسینے پسینے ہوگئین گلاب پر اوس پڑگئی گویا آفتاب کے چشمہ مین آج پانی آگیا چہرہ ایسا عرق آلودہ ہوا گیسو بھی پسینے مین تر ہوگئے تو یہ عالم تھا **مولف**

عرق آلودہ نہین ہین ترے دلبر گیسو — روتے ہین میری پریشانی پر اکثر گیسو

ایک جگہ ٹھہر کر دونون نے دم لیا اُسوقت **نافرمان** کو تو یہ خیال تھا کہ اب پھر یہ شمشیر سحر کی بجلی گرائیگی اسی طرح ہتھیارون سے لڑے گی اور **خرخنگ** نے جلد زمین پر دو ہتھڑ مار کر کہا کہ اے زمین طلسم ہوشربا اب تو بھی **افراسیاب** سے منحرف ہے کہ یہ باغی کیا کیا زبردستی دکھاتے ہین مگر تو بھی نہین خبر ہوتی ہم لوگ ملازم شہنشاہ کے ذلیل ہوتے ہین جلد وہ سحر جو عالم مین انتخاب ہے اے زمین سحر ظاہر کر یہ کہنا تھا کہ دو سیاہ گوش زمین شق ہوکر نکلے اور سامنے **خرخنگ** کے آئے اُسنے چھنگلیا کاٹ کر خون ٹپکا دیا کہ اُنھون نے چاٹ لیا اُسنے کہا جاؤ اور اس حریفہ کا کام تمام کر یا بکولا اے میرے عمدہ ساحر کے سحر دونون سیاہ گوش فوراً جھپٹے اور آتے ہی **نافرمان** کے گرد پہونچکر حملہ آور ہوئے **نافرمان** نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر ملک **افراسیاب** کا اُسکے مددمانگ اُسکے ناظمہ طلسم نے سحر بلایا یہ سحر کب پلٹنے والا تھا بس وہ سیاہ گوش **نافرمان** کے لپٹ گئے اور ایک نے پنجہ منھ پر **نافرمان** کے رکھدیا کہ منھ پر قفل لگ گیا اور دوسرے نے حلق **نافرمان** پکڑ لیا اور حکم دیا کہ یہ پشت پر آگئی بس وہ لاد کر اُسکو سامنے **خرخنگ** کے لے آئے اور کہا یہ مجرمہ حاضر ہے اِسنے پھر سحر پڑھا کہ دو پنجے طوق و زنجیر سے پیدا ہوئے اور **نافرمان** کو مطوق و مسلسل کرکے

خرچنگ کے حوالے کیا اُسنے اُسکو ملکہ حیرت کے پاس بھیجدیا اور مہرخ کے لشکر کے سامنے آکر
للکاری کہ ای مہرخ پھر تو اپنے مقام پر ہی اور ہم اپنے رتبہ پر ہین مگر خیر یہ بھی گردش فلک ہی کہ تجھ ایسے
مقابلہ شہنشاہ کا ہیچ اور کسیکو میرے مقابل یہ سنتا تھا کہ ملکہ طاؤس نے اپنے طاؤس کو میدان
مین نکالا اور سامنے مہرخ کے آئی وعرض کیا کہ ای شہنشاہ عالی بارگاہ آپ دیکھتے ہین کیسی کیسی اوباش
یہ کر رہی ہی مجھکو اجازت دیجیے کہ جاکر سزا اسکو دون مہرخ نے ایک ٹیکا سیندورکا اسکے ماتھے پر اپنے
ہاتھ سے دیا اور کہا جاؤ تمھین بھی کریم ورحیم کے سپرد کیا یہ بھی طاؤس پر سوار ہوکر اپنے حسن کی کیفیت
دکھاتی سر پر اُسکے گھٹا چھائی مور اسمین جھنگھاڑتے ننھی ننھی بوندیان پڑتین اودا جوڑا معشوقہ بھی پہنے گھٹا آفتاب
پر جیسے چھائی ہوئی ہی ہزار دن نازو تمکین سامنے اس سفاک خرچنگ کے آئی اور پکاری کہ او قحبہ
کیا نسبت بندگان دارا دربان شاہی کے کلمات لاطائل بکتی ہی لاحربہ میدان مردان عالم اُسنے
ہنسکر کہا کہ مجھسے بیوقوفی ہوئی جو پہلے مین نافرمان سے لڑی تمسے اسی طرح پیش آنا تھا جیسے نافرمان
سے آخر مین پیش آئی یہ کہکر پھر اُسنے زمین پر دو تھپڑ مارا کہ وہی سیاہ گوش زمین سے پیدا ہوئے
اُسوقت طاؤس نے خنجر سحر پکڑ کر اُن سیاہ گوشون کو آتے دیکھکر حملہ کیا اور کئی خنجر اُنکے مارے مگر نہین
معلوم کہ وہ اژدھات کے تھے جو اُنپر کچھ نہوا اور اُسکے بھی وہ دونون لپٹ گئے اور اسی طرح ایک نے
پنجہ منھہ پر رکھکر قفل لگادیا اور دوسرے نے گلا پکڑ کر پیٹھہ پر لادکر جست کی اور اپنے تئین سامنے
خرچنگ کے پہونچایا زمین پر اُسکو ڈالدیا اُسنے پنجہ سحر سے طوق وزنجیر اُسکو بھی پہنا کر سامنے حیرت
کے بھجوایا حیرت نے ایک خلعت معافی قلعہ کا خرچنگ کو بھیجا اور تعریف کرا بھیجی اور ان دونون
شہزادیون کو قید کیا ادھر خرچنگ نے پھر افعی پر سوار ہوکر سامنے لشکر مہرخ کے پہونچکر آواز
دی کہ کیون ای خیرہ سر تباہ روزگار دیکھا تو نے بندگان شہنشاہ افراسیاب کو اب بھی کچھ
نہین گیا ہی اگر توبہ کر اور عفو جرائم کی خواستگار ہو مہرخ نے تو کچھ اُسکی باتون کا جواب نہ دیا مگر اور
ایک ساحرہ جلیل القدر نے اجازت حرب ملکہ مہرخ سے لیکر اُسکے مقابلہ مین اپنے تئین پہونچایا گلو جبل شل

یکطرفہ سپہر فلک نے مچایا ہی اندھیر	سیاہ گوش یہ چاہے ہی لون بلیناکی گھیر

اُسکو بھی سیاہ گوش پکڑ کر سامنے اُس روباہ حیلہ ساز کے لائے اور شغالہ طینت نے پنجون سے قید پھنواکر
اُسکو بھی سامنے حیرت کے بھیجا حیرت کی طرف سے اُسکے حال پر دمبدم رعایت سلطانی بڑھتی

جاتی تھی اور یہ میدان کھڑے ہوئے نعرۂ ہل مبارز لگار رہے تھے شیران بیشۂ شجاعت سامنے جاکر
شکار شیادہ گوشان ہوتے تھے قریب دس سرداران نامی کے سامنے اُس لگاتہ کے جاکر دام تذویر مین
اُسکے اسیر ہوئے اور اُسنے حیرت پاس اُنکو بھیجکر قید کرایا اور آپ میدان مین کھڑے ہوکر لاف
دگزاف کرنا شروع کیا اور یہ بار للکارتی تھی کہ جلد جلد میرے سامنے آؤ اس ہنگامہ کو دیکھکر رعد
و برق جو پہلے ذکر ہوا کہ چھوٹکر آچکے ہین اُنکو تاب باقی نرہی اور رعد نے کہا اَجی جان مین تو
جاکر ایک چیخ مارتا ہون کہ کان کے پردے اس قحبہ کے پھٹ جائین برق نے کہا جا مین بھی آتی
ہون رعد جہان کھڑا تھا وہین غرق زمین ہوگیا اور برق کڑکڑا کر صف لشکر سے اُڑی چمکر
بلند ہوگئی اجازت بھی اُنھون نے مہرخ سے نہین لی اور یکایک رعد قریب خرچنگ پہونچکر بوٹا سا
زمین سے اُگا اور اپنے کان پر ہاتھ رکھکر بڑے زور سے اُسنے چیخ ماری یعنے پکارا کہ ارے
مالزادی رہ تو جا مین تیری جان کا ملک الموت آپہونچا ایسی آواز اُسکی مہیب تھی کہ خرچنگ بہری
ہوکر زمین پر اَفعی سے گر پڑی اوپر سے برق جو کڑک کر گری اُسکو کاٹ کر زمین مین اُتر گئی شور
دار وگیر بلند ہوا آندھی آئی بیرون نے صدا سنائی کہ مارا خرچنگ افعی سوار جادو کو وہ دونون
سیاہ گوش زمین مین نہ گئے تھے دیکھا تو جلکر خاک ہوگئے خرچنگ کی فوج چلی تھی کہ ہم جنگ مغلوبہ
کردین برق آڑی ترچھی ہوکر فوج پر گرنے لگی خرمن جان مدعیان جلنے لگی برق چیخین مارنے
لگا ملکہ حیرت نے افسران لشکر خرچنگ کو منع کیا کہ جنگ مغلوبہ کرنا ابھی ما بدولت کو منظور نہین
وہ لوگ پھرے برق بھی اپنے لشکر کی طرف پھری افسران لشکر خرچنگ نے لاشۂ خرچنگ
اُٹھالیا اور اُسکے مرنے کا ماتم کیا اور ایک طرف کنارے ہوئے نافرمان جو سحر مین اُسکے مع دس
سرداروں کے گرفتار ہوئی تھی اُسکے مرنے سے چھوٹ گئی اور وہین سے شمشیر سحر کھینچکر سرداران
کو لیکر نکلی حیرت نے کہا نکلجانے دو مین ایک آن واحد مین ان سبکو خاک مین ملائے دیتی ہون
غرض یہ بھی سب لشکر مہرخ مین آئے مہرخ نے برق کی بہت تعریف کی اور رعد کو چھاتی سے لگایا کہ
شاباش بچے بڑا کام کیا اب مین میدان جنگاہ سے پھرون تو بہت بھاری خلعت تجھے دون غرض
ادھر تو سب خوشی کرنے لگے اور اسطرف حیرت رنجیدہ خاطر ہوئی اسکے رنجیدہ ہونے سے ملکہ
اژدر نگ ماہی عذار قلعہ دار طلسم اپنے سرخاب کو اُڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور پکاری کہ

اے ملکہ طلسم مین واری آپ کی بلا رنج کرے غرضیکہ ایک کنیز تھی جو آپ پر سے نثار ہوگئی لونڈی
غلام ہوتے کسدن کے لیے ہین وہ میری رشتہ کی چھوٹی بہن ہوتی تھی مگر مین سچ کہون سرکار کے
کام مین جو ماری گئی تو مجھکو کچھ اُسکے مرنے کا رنج نہین ہوا ہمارا سر اسی کام کا ہے جو کام مین سرکار کے آوے
آپ اس کنیز کو اجازت جنگ دیجیے تاکہ دو بار اُن نابکاران غدار کے سر سے لگا لون اور قصاص اپنی
بہن کے مرنیکا لون حیرت نے اُسکو لعنت سے مطلع کرکے حکم جنگ کرنیکا دیا یہ ملکہ تیوری چڑھائے سرخاب
کو اُڑائے بڑے غیظ و غضب سے جانب میدان چلی واقعی چہرہ پر تور اُسکا اثر رنگ نگار خانہ
چین تھا طرہ نقش و نگار دلبری رکھتا تھا کہین تو بینی لسان الف سرکشیدہ کسی جا صاد چشم حلقہ زدہ
رخسار پر خط کی جگہ خال رخسار نقطہ دار بنے کہین کے داغ صفحہ رخ پر حرف تحریر معلوم دیتے ابرو
لسان مد بسم اللہ تھی یا بین تھی کہ کاتب قدرت نے موشک دندان لوح رخسار پر کی تھی چوکھٹے
مین آنکھ کے مردم چشم کی تصویر مصور قدرت نے کھینچی تھی اور اسمین سفیدی وسیاہی بھری تھی
صفحہ رخ بالکل منقطع تھا اور ہر اعضا اُسکا گواہی دیتا تھا کہ مین بے مثیل و یکتا ہون کہین طغرا لیس
قدرت نے دہن میم کا طغرا لکھا تھا اسمین سمین کے دندانون کو اسطرح لکھا یا تھا کہ دندان دہن بنایا
تھا لباس دہانی پہ قبالہ پہنے سرخاب پر سوار تری آن وبان سے میدان مین آئی کہ مسدس

شوخ طناز قیامت چالاک — معدن حسن و لطافت بیباک
وہ جوانی کہ دو عالم ہون ہلاک — نئے انداز نرالی پوشاک
ختم تھا حسن نزاکت اُسپر — بانکپن اور قیامت اُسپر

رگ جان خنجر ابرو کاٹے — راہ کو افعی گیسو کاٹے
وہ ادھر زلف سمن بو کاٹے — دست افسوس ادھر تو کاٹے
اُسکی کنگھی سے پریشان دل ہو — دیکھے وہ آئینہ حیران دل ہو

ہزارون ناز ایک ایک انداز مین دکھاتی جان عاشقان پر بن جاتی جب زلف چہرہ پر لہر اتی
غرض جب وہ شوخ طناز میدان مین پہونچی ازبسکہ بہن کے مرنے سے رنجیدہ خاطر تھی تو
پکاری کہ کہان ہے وہ قحبہ بازارن موئی شہدن برق جادو آئے تو میرے سامنے ابھی سارا اسکا
چلبلا نکال دون یہ صدا دیتی ہے رعد تو مہرخ سے کھڑا اٹھلا اٹھلا کر باتین کر رہا تھا برق کو

ان باتون کی تاب نہ آئی اور صف لشکر مین چمک کر اُڑی قریب تر اُسکے ہوکر پکاری کہ خبردار ہو جا
او مولی شفقل اپنے دھگڑے افراسیاب پر اترا تی ہی لے مین آپہونچی یہ کہکر جا ہتی تھی کہ اُسکے
سر پر گری اُسنے ایک ہار اپنے گلے سے اُتار کے اپنے سر کے اوپر اوچھال دیا کہ وہ ہار جانب فلک
گیا برق نیچے ہو چکی تھی اُسکے یہ ہار بھی ایک شعاع آفتاب بنکر از سرتا پا لپٹ گیا کہ برق بےحس
و حرکت ہو کر دھم سے سامنے اژدرنگ کے گر پڑی اُسنے وہ ہار تو ہاتھ بڑھا کر اُسکے جسم پر سے
کھول لیا اور لوہے کا طوق اپنے جھولے سے نکالکر اُسکے گلے مین ڈالکر چالیس ساحرون کو بلاکر
حکم دیا کہ اسکی مشکین باندھ لو اور بیڑیان اِسکے پاؤن مین پہنا کر ہمین میرے پاس ایستادہ رکھو تاکہ
میرے لڑنے کا یہ مالزادی تماشا دیکھے اور تڑپ تڑپ کر رہے اور کچھ اِسکے بنائے نہ بنے چالیس
ساحر برق کو پکڑ کر بیڑیان پہنانے لگے یہ تمام ماجرا رعد نے اپنے مقام سے دیکھا بس ہائے
اماں جان ہائے اماں جان کہکر جو دوڑا میدان مین پہونچکر غرق زمین ہوا اور اُن چالیسون
ساحرون کے بیچ مین آکر نکلا ایک چیخ اس زور سے اسنے ماری کہ بھاہے حرامزادون کہان
جاؤ گے میرے ہاتھ سے ایسی مہیب صدا تھی کہ چالیسون جادوگرون کے کان کے پردے پھٹ
گئے اور اژدرنگ اپنے کانون مین اُنگلیان دیکر ٹھہرے تھے لیکن صداے رعد پہلے
سُن چکے تھے اور یہی اُسکا سحر ہی کہ آواز اُسکی جو سُنے یا تو اُسکا رد کرے نہین تو بیہوش ہو جائے
پس یہ بھی نہ تھم سکی بیہوش ہوگئی برق جادو نے جو ساحرون کو مع حریفہ کے بیہوش دیکھا
ایسا اٹرپلی کہ وہ بیڑیان اور طوق ٹوٹ کر الگ گرا اور یہ چمک کر فلک پر گئی وہان سے گڑگڑا کر
جو گری اژدرنگ ماہی خوار کو بھی کاٹ گئی لشکر کے لوگ ساحرون کے بیہوش ہونے سے
دوڑے تھے مگر رعد نے جبکو آتے دیکھا اُمین پیدا ہو کر چیخا کہ وہ بیہوش ہوئے اس عرصہ مین
اژدرنگ کا بھی نقشہ زندگی بگڑ گیا شور دار و گیر برپا ہوا غلغلہ ہوا کہ ہی ہی مارا اژدرنگ ماہی خوار
جادو کو آندھی پانی آگ پتھر برسے لشکری دوڑ پڑے لاش اُٹھا لیگئے بغیر حکم حیرت جنگ مغلوبہ
سے باز رہے برق جادو رعد کو لیکر پھر اپنے لشکر مین آکر داخل ہوئی اور ادھر حیرت کا رنج
اور زیادہ ہوا آبدیدہ ہوئی اُسوقت ملکہ سہیل ستارہ پیشانی ناظمہ طلسم اپنے نفس کو اُڑا کر سامنے حیرت
کے آئی اور عرض کیا کہ دریان تیری بلا رنج کرے ایسی بہت سی لونڈی غلام کام آئینگے اور

ہمکو بڑے فخر کا مقام ہی کہ تجھ ایسا مالک جو ہم لوگون کو ہمیشہ بجائے فرزندون کے رکھے اور اب ہمارے مرنے کا رنج کرتے ہین واری شفیت جمشیدی مین کیا چارہ ہی آپ نے دیکھا کہ ارژنگ نے پہلے اس قحبہ برق کو پکڑ لیا تھا مگر دھوکے مین بیٹا اسکا آگر چنجا آخر وہ خداوند کی بہشت مین گئین اب اس کنیز قدیم کو اجازت دیجیے کہ مین جاکر یا تو سر اپنا بھی آپکے قدم پر نثار کرون یا ان نمکحرامون کو خاک و خون مین سلاؤن اور لٹاؤن حیرت نے اسکو بھی خلعت دیکر کہا تجھکو سامری کی حمایت مین دیا جا اور کام ان لوگون کا تمام کر سہیل ہنس ہنس کر چمکتی ہوئی اپنے عکس رخسار سے صندل گون زمین کے بساط کو خوشبو دار ادیم بناتی ہوئی میدان مین آئی پیشانی مین اسکے ٹیکا لگا وہ ستارہ سحری کے طرح چمکتا ہوا گویا آسمان حسن پر زہرہ نے طلوع کیا ہے اس ٹیکے کے بھوین خمدار جیسے یہ آشکار کہ ستارہ دنبالہ دار ہی آنکھین دو نرگس مخمور رخسار اسکے دو گلاب کے پھول یا فلک حسن کے مہر و ماہ از سر تا پا آفت جان غضب کا ٹکڑا آفت کے پرکالہ بنے ہوئے غصہ جتاتی میدان مین آئی

سیب ہین یا کہ ہی ہین وہ انار پستان یا لگے نخل تمنا مین یہ دو پھل جڑوان
ہی ڈوپٹہ کہ ثمر پر ہی وہ گل کا دامان طوطی حسن یہ کہتا ہی عیان را چہ بیان

آشکارا ہی عجب حسن جوانی کا وفور
مدمہ سے بھرپور ہی جوبن سے ہی سندر مخمور

حاصل مرام اس لالہ فام نے للکار کر کہا کہ ای مہرخ واہ واہ تمکو فقط ملکہ برق جادو اور رعد جادو سے ملجانا باعث زندگی کا ہوا ہی سو وہ بیچاری اکیلی کہانتک جنجین بیٹھن گے اور کس کس کو تمہارے لشکر کے مرنے والون سے رونگے آخر وہی مثل ہی کہ بکری کی مان کبتک خیر منائیگی آخر ایک نہ ایک دن چھری تلے آئیگی یہ بھی کسی ساحر کے پھندے مین پھنس ہی جائیگی انکی عزت اور جان پر بنجائیگی تم پھر وہی عصمت بی بی از بے چادری رہجاؤگی اور بھاگ کھڑی ہوگی برق کے سوا اور بھی کوئی اتنا ہی کہ دم بھر نکلکر کسیکا سامنا کرے اور لڑے مرے خیر تمہارا حوصلہ نہ رہجائے برق ہی کو اب بھی بھیجدو اور ادر کوئی ہی کون تمہارے یہان اسکو نہ بھیجوگی تو اور کسکو بھیجوگی یہ کلمات سنکر ملکہ ملال سحر افگن آگے بڑھے اور پکاری کہ ای ملکہ سہیل یہ کیا گفتگو واہیات کرتی ہو تم ایسا عقلمند ہوکر ایسی باتین کرے مجھکو بھی تمہاری باتون سے بڑا تعجب ہی ای بی سنو حریف

کو مار ڈالنے سے مطلب خواہ برق سے ہو یا رعد سے جس سے کام بنے اور دوسرے رعد
ابھی چھوکرا ہی اسکو سحر تک تو یاد نہین ملکہ برق کچھ جادوگرنیون مین ایسی چندان مشہور نہین اور
زبردست نہین اُسکے نام سے تو تمھاری فوج مین تہلکہ سا پڑ گیا ہی ایک ایک کا جی چھوٹ گیا ہی تم
کسی اور ساحر کا کیا سامنا کر سکو گے یہ میاں جمع کر کے جو حیرت چڑھ آئی ہی ایک تو یہی تم لوگون کی جوانمردی
اور بہادری ظاہر ہی کہ اتنی بڑی فوج لیکے ہم لوگون کے جنھین ادنی ترین سمجھتی ہو مقابلہ مین آئی ہو
اور اسپر ایسی شیخی بگھارتی ہو اچھا دیکھون تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو برق و رعد تو درکنار مجھی سے
سامنا کر لو یہ کہکر ملکہ مہرخ سے اجازت لیکر یہ ماہ پارہ بھی چلی اُسوقت اُسکی بھی عجب شان تھی
واہ کیا آن بان تھی زلف چلیپا ترسایون کے دل مین چلیپا کا خط بنکر گھر کرتی اور اپنی پرستش
کراتی ابرو ہر ایک بجواب کلیسا نظر آتی پلکین ترسول نسی کلیسا کی تھین آنکھین نہین یا مردم
دیدہ بہر پرستش آکے تھے رخسار نازک اور سرخ دو سیب کے ٹکڑے دہن تنگ تنگ شکر
بات ہر ایک نبات سر تا پا اُسکے حسن کا یہ حال جسکی نسبت یہ مقال کہ مسدس

<table>
<tr><td>گورے گورے سے ہین رخسار ملائم از بس
مفت ہی جان کی عوض بھی جو میسر ہو بس</td><td>عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
بل بے مدہ ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس</td></tr>
<tr><td colspan="2">دیکھنا کیسے ہین صورت کو ملک صل علے
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا</td></tr>
</table>

جب اُنکے سامنے یہ ماہ پارہ پہونچی سہیل نے جھنجھلا کر بیضۂ عقاب سحر دم کر کے مارا ہلال نے
ہنسکر ہاتھ پھیلا دیا اور کہا اے ملکہ لاؤ بموجب مصرعہ شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال غرض
وہ بیضہ ہاتھ پر ہلال کے آکر لگا اور شق ہو گیا اُسمین سے ایک جانور خوشرنگ نکلکر پھڑپھڑاتا
ہوا پھر جانب سہیل چلا سہیل نے فوراً رد سحر پڑھا کہ وہ طائر زمین پر گر کر جلگیا اور اُسنے
بیضہ دوسرا نکالکر ہلال پر مارا ہلال نے پھر ہاتھ پھیلا کر کہا لاؤ یہ انڈا گندا ہی بچہ نہ دیگا یہ کہکر
ہاتھ پر روک لیا اور ایک اپنی کنیز کو دیا کہ اس انڈے کو تل کر کھا لینا سہیل نے جو یہ زبردستیان
ہلال کی دیکھین اور دو سحر اپنے رد ہوتے دیکھے اور ادھر ہلال نے پکارکر کہا کہ اے ملکہ سہیل اب تو
تم ماند ہو گئین لاؤ اور کچھ دو سہیل نے غضبناک ہوکر گولا فولاد کا نکالکر سحر دم کر کے سینہ ہلال کا

پر مارا ہلال نے کہا میری جان ابھی تو یہ سن ہین ہے کہ تم موم کی گولیان بنا بنا کے کھیلتی ہو یہ بھی
کوئی لڑائی سحر کی ہے یہ کلمات پر اثر تھے وہ گولا بھی موم کا ہو گیا اُسوقت سہیل نے کہا کہ اے ہلال
ماشاء اللہ مگر یہ بھی سب افراسیاب کی جوتیون کا صدقہ ہے جو بڑھ بڑھ کے بولتی ہو اچھا
اب کچھ تم بھی تو اپنا کرتب دکھاؤ ہلال نے کہا خبردار ہو جاؤ یہ کہکر اپنے سر کے بال توڑ کر اور ایک
تنکا لیکر اُسپر باندھ کر کمان ایسی بنائی سحر پڑھا کہ وہ بشکل کمان اصل ہو گیا اُسمین ایک تنکا
رکھکر پکاری کہ اے تیر سحر جا اور کام حریف کا تمام کر عجب کمان ابرو تھی کہ جسنے کمان حسن مین بصد
حسن تیر ناز رکھکر مارا ہرچند سہیل نے رد سحر پڑھا مگر وہ تیر نہ ٹھہرا اور ایک داغ نیچے وہ ہی ٹپکا
جو ستارہ سا ماتھے پر تھا اُسپر آ کر وہ تیر لگا کہ اُسمین سے بجائے خون شعلہ آگ کا نکلا اور سہیل چیخ
مارتی اپنی فوج کی طرف چلی تب جسکے بدن پر لو اس شعلہ کی لگ گئی وہ جل اُٹھا کیا گرما گرمی ہلال
نے سرد مہری کر کے اُس ناریہ کو اپنے سحر کی دکھائی کہ مثل دل عشاق جان اُسکی جلائی اور ہر طرف
وہ آگ دوڑی یعنے جسکے بدن مین لو اُسکی لگی جلنے لگا گویا دوزخ سے لو اُسکی لگی واہ و بسا

صیاد ہاتھ مل کے چمن مین نکل گیا	مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے

ملکہ موجب ع آگ کچھ ایسی لگی سارا گلستان جلگیا ٭ اب سہیل نے بھٹی کی طرح چرخ کھانا شروع کیا
اور لشکر مین اُسکے لاکھون ساحرون کے پیرہن اور سر مین آگ لگی اور لشکر کو اُسکے کرۂ نار بنا دیا
سہیل کو منبع آتش قرار دیا ایسے جنگی جھس مین اس جمالو نے چھوڑی لشکر گویا بالکل مہیا پھوس تھے
کہ دھر دھر جلتے تھے اُف اُف کی صدا بلند تھی گویا دریاے آتش مین حباب چھوٹتے تھے دل کی
لگی ہلال نے خوب بجھائی خوب دو بیٹیون کیا سو بیٹون آگ لگائی یہ عالم تھا ۔ ابیات

جون بجھاتے ہین آگ چہل ابدال	رہ نوردون کی چال کا تھا یہ حال
قرب سے آگ کے ہوا تھا سیاہ	سایہ کی تیرگی پہ کرتے نگاہ
وقنا ربنا عذاب النار	ہاتھ اُٹھا کر کہتے تھے ناہنجار

حیرت اور تمام ساحرون نے ہزارون سحر اُس آگ کے بجھانے کے لیے کیے مگر یہ سحر جو ہلال
نے کیا ہے یہ ایسا سحر نہ تھا کہ جو رد ہو جاتا کیونکہ ان جادوگرنیون نے دو ایک سحر شاہ جادوان
اور نامی ساحران طلسم سے ایسے ہی یاد کر رکھے ہین کہ انکا رد ہونا شاہ جادوان سے بھی

ممکن نہین اور یہ سحر ایسے ہی وقت کے لیے اُنھون نے اُٹھا رکھے ہین کہ جب کوئی معرکہ بڑے
بہت بڑا تو اسکو کرین لشکر مہرخ مین ہر سمت سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور شہرہ ماتھے سے
سہیل کے بلند تھے اور وہ چرخ مار رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ **شعر**

یار بھر اینگے گر آئے شرر بار کے لٹھ	بھول جائیگی نبیھی کا ہلانا بجلی

حیرت عنقریب تھا کہ بدحواس ہوکر طبل بازگشت بجوادے اور میدان سے پھر جائے اُسوقت
ملکہ سحاب دریا باری اپنے تخت پر سے جھم سے کودی اور کالی گھٹا کیطرح جھومتی ہوئی سامنے
حیرت کے آئی اور کہا اے ملکہ یہ سحر بڑے آفت کا ہلال نے کیا ہے لیکن اسکا تو مین ہی خوب
جانتی ہون دیکھو توکسطرح اسکے رد مین آگ لگا کر پانی کو دوڑاتی ہون اجازت کی امیدوار ہون
حیرت نے کہا بی تم سب میرے سامنے شیخیان بگھار بگھار کر لڑنے جاتی ہو اور ذلت مفت کی
دلواتی ہو آجکل ان نگوڑامون مین رات دن چرچا سحر و ساحری کا رہتا ہے مین نے سنا ہے کہ
لاکھون روپیون کا ہوم خانے مین سامان روز لینا ہوتا ہے اور بھینٹ لاکھون روپیون کی
دیجاتی ہے اور یہ لوگ سب عیش و نشاط مین مشغول ہوکر کچھ بھی نہین کرتے صرف نام کے ساحر
رہگئے ہین سنو میری جان اسکا نام تو کر بت ہے کر بت ہوئے اچھا جاؤ جمشید تمھاری مدد کرے
اور اس آتش فساد کو بجھاؤ سحاب دریا باری تخت اپنا منگا کر سوار ہوئی اُس معشوقہ کے
ساتھ ساتھ گھٹا سر پر چلتی تھی اور جانور اُسمین خوش فعلی کرتے تھے گرد تخت کے نہرین سرخ رنگ
کے پانی کی اور سبز رنگ کے آب کی مختلف لون کے پانی کی بہتی نظر آتی تھین اور غائب ہو جاتی
تھین نہر مین بلبلے جو اُٹھتے تھے صاف شیخی بگھارنے کی گواہی دیتے تھے حسن مین بھی یہ صدف بحر حسن
دگوہر یکتا ے خوبی یم قلزم محبوبی تھی جو عاشق کہ اسکے عشق کی لہر مین آجائے غیرت سے ڈوب
مرے بحر لطافت کی موج اسکے زلف پیچدار تھی حلقہ گیسو گرداب بلا تھا غرق جسمین جان عشاق آتی تھی
اسکے چھینٹون سے خدا کی پناہ طبیعت کو وہ لہراتی کہ جان مفت تراہ تراہ کرکے جاتی آشنائی ایسے
حسین کی جان کی خواستگار ہے کب عشاق کا بیڑا اُس منجدھار سے پار ہے چاہ اسکی انسان کو باولا
کرکے مثل یوسف کنوئین جھنکاتی نالہ فرصت ندیتا ندی اشکون کی آنکھون سے بہہ جاتی کہ ابیات

اُسپہ لالی جو لگائی تو شفق بھول گیا	شام کا رنگ جو سبزی کی اور داہٹ مین تھا

لایا یا ہر جو زبان کو وہ جا نسے لاکھا	پھول لالے کا عیان غنچۂ سوسن مین ہوا
ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا	گہر و نیلم و یاقوت کو اِکجا دیکھا

پس وہ معزز حسن و جمال مثل اسکے کہ جیسے بہار گلستان مین آتی ہی میدان کارزار مین آئی اور آتے ہی
اُسنے ایک مالا موتیون کا توڑ کر چارپارہ دانے گوہر کے جانب آسمان پھینکے بعد اُسکے پکاری کہ ای ملکہ
ہلال سحر افگن کیسا خوبصورت اور بسیار اسحر ہوا ہی اور کیا اچھا رنگ ڈھنگ تمھارا ہی لڑائی کا
ہی واہ واہ آخر تم کس شخص کی تعلیم یافتہ ہو جو کہ شہنشاہ ساحران عالم ہی بھلا سہیل ستارہ پیشانی
کو تمسے مقابلے مجادلے کی تاب کہان تھی اور نسبت ہی اُسکو تمسے کیا ہی یہ مزا لڑنے کا تو برابر والے
سے ملتا ہی اور اپنی ہمسر سے حال بُرے بھلے کا کھلتا ہی اچھا اب کوئی لٹکا اور شعبدہ اور جو کچھ
یاد ہو تو ہمین بھی دکھاؤ کہ تمھارے اس سحر پر دل اپنا لوٹ ہو گیا ہی اور جو کچھ ہم کردار کرین اُسکو
ذرا اُستادانہ دیکھو اور بچاؤ ہلال نے یہ سنکر جواب دیا کہ بی ہوش مین آؤ عقل کے ناخون لو جب
مجھسے شعبدے پوچھنا یہ سب تعریف ہجو ملیح جو میری نسبت آپ نے کی ہین کیا نہی ہون جو سمجھتی نہین
اب دیر کیا ہی یہی گو ہی میدان ہی یہان زبان کے موکلون اور تقریر کے بیرون سے تو کام چلنے کا
نہین زبان شمشیر سے بات کرو تمنے سنا ہوگا مصرع کہ جائے سخن نیست اندر مصاف ، اب انتظار
تم کسکا کر رہے رہو الا وجو تمھارا حربہ اور وار ہو اُستاد کے اقبال اور خدا کے افضال سے جو کچھ
تمسے ہوگا وہ بھی دیکھ لینا اُسکا کہنا سننا ہی کہا ہی سحاب دریا باری نے کہا تو خبردار ہو جاؤ اِس
دریائے خیال سے تیری اور لطمہ سے بچو اور نہنگ اجل کے طعمہ نہو اتنا کہنا تھا سحاب کا کہ دیکھا
آسمان سے اور گھٹا تیرہ و تار پیدا ہو کر مینھ بڑی قیامت کا برسنے لگا اور اس مینھ مین پتھر دو دو
سن کا جو ہرج کے لشکر پر گرنے لگا ملک پیر اور دہر غدار گویا حال پر سہیل کے رونے لگا لمحہ بھر مین
دریا سے متواج زخار روان ہوا کہ جو تیرہ و تند دار تھا ہزارون ساحران واحد مین اُسمین
دو بنے لگے اور ہزارون کے سر پتھرون سے شگافتہ ہوئے مینھ جو رحمت تھا اُسکے ساتھ یہ
سنگدلی بھی ظاہر ہوئی سختی زمانہ کی پیش آئی گویا شامت اعمال جو لشکریون کی تھی وہ ایک ہی
مرتبہ جمع ہو کر سر پر برسنے لگی زمین پر تو دریا موج مارتا تھا آسمان سے مینھ برستا تھا اور اُسکے
ساتھ پتھر برستے تھے آدمی جان بچانے کو ترستے تھے ایک لمحہ بھر مین یہ حال ہوا سردی جسم مین

ہر انسان کے معلوم دی زمین تمام آب آب ہوگئی گویا غیرت سے آب آب ہوئی زال دنیا کے ماتھے پر گیا شرم سے تمام اندام مین عرق آگیا طوفان نوح اُس طوفان کا ایک نمونہ تھا یا کوئی عاشق بیتاب ہوکر رو دیا تھا خورشید فلک بھی شرم سے سوکھ گیا اور خوف سے مثل دریا کی موج مارتا تھا یعنے کانپتا تھا چرخ کی اطلسی قبا یقین تھا کہ اس پانی مین تر ہو جائے وہ سارا طلسم اسوقت زمین کا تسمہ معلوم دیتا تھا بلکہ کرہ زمہریر معلوم دیتا تھا مہر تابان فلک پر تنہا سر فلک تاپنے کے لیئے انگیٹھی سلگائے گود مین لیے تھا پانی کی پھوہار پڑتی تھی دل دہر مین جو غبار تھا وہ بوچھار کی طرح نکل رہا تھا نہین نہین آسمان کے منھ سے یہ بھاپ نکلتی تھی پہاڑ دہان کے سب پابدامن تھے لیکن دامن سمیٹا چاہتے تھے چار دیوار خانہ دنیا کے بیٹھ جانے کا خوف تھا کیونکہ سیلاب کی رسائی تمام عالم مین ہو چکی تھی بوے گل بھی جنگل مین سمٹکر غنچہ مین گٹھری ہوکر رہ گئی تھی باہر نہ آتی تھی باد صبا بھی دم سرد بھرتی تھی سردی مان گئی تھی درخت سب شرابور کھڑے تھے پتے فوارون کے طرح بہا دری نسیم چل رہے تھے یا بہار نے دیوارون مین اپنے کانچ کے پرنالے لگائے تھے بلبلین اور طائران صحرا اکڑ کر مر گئے جو زندہ تھے اُنکے آشیانے پتھرون سے اُجڑ گئے تھے سیڈمعا کی گئی ہاتھ بحر سحر کا اچھلتا تھا زندگی گھاٹ کر گئی تھی وہ آتش جو سہیل کی پیشانی سے نکلکر لشکر مین پھیلی تھی بجھ گئی اور سہیل بیہوش ہوکر گری دو نجومون نے پیدا ہوکر اُس سیمتن کو اس بحر سحر مین بچھایا یعنے غوطہ دیدیا کہ وہ آگ ماتھے سے نکلنا موقوف ہوئی قسمت جو جلی تھی اُسکو ٹھنڈ ملی اب اُس بحر سحر کی طغیانی خدا کی پناہ جدہر دیکھیے پانی ہی پانی اُس سے تشکل تھی پناہ پاتی کرابیات

رعد سردی کے ہاتھ گرم خروش	ابر و دش ہوا پہ بالا پوش
برف پڑتی تھی یا فلک نداف	بھرے تھا واسطے زمین کے لحاف
فرط سرما سے دیکھیے جسکو	دست زیر بغل تھا مثل سبو
کوئی اب جا سے ہل نہین سکتا	صف سے باہر نکل نہین سکتا
غرض ایسی ہی کچھ بڑھی تھی ٹھنڈ	مٹ گیا زہرہ کا بھی گھمنڈ

تمام فوج مہرخ کی تہ و بالا ہوئی بڑے بڑے ساحران نامی جو تھے مثل بہار و مخمور

وغیرہ انھون نے بنگلے وغیرہ بزور سحر بنا کر اپنا بچاؤ کیا مگر سردی سے کانپتے تھے آگ ممکن
نہ تھی منقل ہاے سحر گودون مین لیے تاپتے تھے اور باقی ماندہ لشکریون کے سر پتھرون سے
جو فگار ہو گئے تھے اور ہزارون سر جوش ہوکر خون تازہ سے گلنار تھے تو یہ ظاہر تھا
کہ اُس گھٹا اور مینھ مین شفق پھولی ہی اب یقین تھا کہ لشکر مین بھگدڑ پڑے اُسوقت ملکہ ہلال
سحر افگن نے ایک قہقہہ مارا دیکھا کہ ایک بجلی منھ سے نکلکر چمکی اور رعد کی آواز اُس قہقہہ سے
پیدا ہوئی بس یہ ملکہ پکاری کہ جو گرجین ہین وہ برسین گے کیا منھ کے کھلنے کی علامت یہی ہے
کہ گرج جائے اور چمک جائے اے سحاب دریا باری واہ تم بھی کن سوکھے گھاٹون کھڑے
ہو کچھ بھی وارے نیارے کاٹنے سحر نکیا کچھ تمکو وار پار کا خیال نرہا تو تمھارے جہاز لشکر پر
تباہی آئی طوفانی ہوا چاہتا ہی بادبان سحر ٹوٹ گئے اور گرداب الم مین تم پھنسین اب یہ سردی
سواے جہنم کی آگ کے اور کہین تمھارے نہ نپٹیگی یہ کہکر پکاری کہ اے ناخداے حقیقی عمر کے
ناخدا کیا ہم لوگون کی کشتی حیات ڈوب ہی جائیگی بس اتنا کہکر ایک لکیر اپنے دست نازک
سے لشکر حیرت کی طرف کھینچدی گویا اُس قلزم حسن نے نہر بنا دی کہ پانی اُدھر سے نکلکر بہے
اور پھر سحر اُس لکیر پر دم کرکے گویا ہوئی کہ مصرعہ خود کردہ را درمان نیست ،، جسکی بلا اُسکے سر
آگ جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے ساتھ ہی لکیر کھینچنے کے اور ان کلمات کے
زبان پر جاری کرنے کے وہ دریا اُسی طرف پھرا اور موج مارکر لشکر حیرت پر چلا باران قیامت
بار لشکر حیرت پر برسنے لگا اور پتھر بھی برسنے لگے دریا بھی طغیانی پر آیا ساحران حیرت
کو آب خجالت مین تو ڈوبے ہوے تھے ہی اس دریا نے بھی ڈوبایا اب سارا لشکر اُسکا
تلے اوپر ہو گیا ہزارون ڈوب کر مرے اور ہزارون پتھرون سے داخل جہنم ہوے
کشتون کو گھڑیال مگر وغیرہ دریائی جانورون نے طعمہ بنایا ہرچند سحاب دریا باری نے
سحر کرکے چاہا کہ اس دریا کو روکون اور رد سحر کرنا ممکن نہوا اور وہ بحر پُر قہر جب بہت
طغیانی پر آیا تو فوج ناظمان طلسم اور حیرت کے کنارہ کشی کرکے سب چھوٹ کہا کے مقامہاے
بلند پر جا کر ٹھہری اور بعض پہاڑ اور پہاڑون پر مسکن گزین ہوئے اور وہان سے
کیفیت ملکہ سحاب دریا باری کی دیکھتے تھے اور سحاب دریا باری کی لشکر

مین تلاطم تھا بہت افسر اور لشکری غرق دریائے سحر ہوئے تھے اور ڈوبتے جاتے تھے سحاب دریا باری
بجان واحد اس پانی مین کھڑی رد سحر پڑھ رہی تھی اور پانی اُسکی چھاتی تک آگیا تھا بس اُسوقت اُسکو
یقین ہوا کہ ابکی جو کوئی ریلا موجون کا آیا تو مین بہجاؤنگی پانون نہین ٹھہرتا ہی یا یہ پانی بڑھتا آتا ہی
مین غرق ہوکر اسیر سلسلۂ موج الم ہونگی پس اسنے فوراً اپنی جھولی سے تھوڑی گھاس نکالی اور اُسکی
ڈونگی بنا کر سحر پڑھا کہ وہ اصل مین ڈونگی کی صورت ہوگئی پس یہ اُس ڈونگی پر سوار ہوئی اور پکاری
کہ ای ڈونگی تو مجھکو پار لیچل ڈونگی لہراتی ہوئی چلی اور اُسنے چاہا کہ مین دریا کے پار جاکر ساحل
سے ہمکنار ہون ادھر ہلال نے اپنے سحر کو پھر زور دیا کہ پروائے ہوا کے جھکورے آنے لگے اور
شور دریا کا زیادہ ہوا بس پانی کی باڑھ اور توڑ سے ڈونگی گھاس کے تنکے کی طرح اڑنے لگی اور
اور باد مخالف کے سبب سے اُچھلکر ایک بھنور مین جا گری اور ہرچند سحاب نے سر ٹپکا اور سحر کرکے
چاہا کہ ڈونگی بھنور سے نکلے مگر کچھ تابو نچلا کروڑون ساحر در سے اس تماشے کو دیکھ رہے تھے
کہ یکایک اس ڈونگی نے چرخ ہزار گھوتے ہوتے دریا مین ڈونگئی بس اُسوقت لہرین دریا کی
زنجیرین بنکر دست و پا و کمر مین سحاب دریا باری کے لپٹین اور قعر دریا مین کھینچکر لیگئین
اب سب نے دیکھا کہ دو ساحر اس پار لشکر مہرخ کیطرف دریا سے نکلے کہ جو سحاب دریا باری
کی مشکین باندھے ہوئے تھے زنجیرین گلے مین پڑی تھین اور ایک زنجیر اتنی بڑی کہ دو کوس کے
پھیلاوے مین ہوگی اُسمین کئی ہزار ساحر اور جادوگرنیاں بندھی ہوئی ایک ایک لنگی اُنکے بندھی
ننگے دھڑنگے ساحر اُنپر محافظ دریا سے لیکر سامنے ہلال کے آئے ہلال نے اشارہ کیا کہ سامنے
بادشاہ عالم پناہ کے لیجاؤ وہ ساحر سامنے مہرخ کے اُن سبکو لے آئے اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی
آپ فرمائیے تو ہم اُنکو قتل کرین اور فرمائیے تو قید رکھین ملکہ نے حکم دیا کہ ان سبکو لیجاکر قید کرو
پھر سمجھ لیا جائیگا ادھر حیرت نے جو یہ ماجرا سحاب کے قید ہونیکا اور اُسکے لشکر کے ڈوبنے
کا دیکھا بس بغضب تمامتر اپنی فوج کے افسرون کی طرف اسنے دیکھا اور کہا صاحبو انھین ذلتون
کے لیے تم سب لڑنے آئے تھے کہ ان نمکحرامون کے ادنی ادنی سحر کے بھی جواب دینے کی طاقت
نہین رکھتے ہو اچھا مین اب خود جاکر کام ان حریفون کا تمام کرتی ہون یا اپنی جان دیتی ہون
یہ کلمات زبانی حیرت کے سنکر دو ناظمہ طلسم یعنی ملکہ شمسہ سحر افگن اور ملکہ صندل آتش بدن

جادو صف لشکر سے الگ ہوئین اور ہاتھ باندھ کر سامنے ملکہ کے آئین عرض رسا ہوئین واری
فرمانا آپکا بہت بجا ہے لیکن ہم اب جاکر جانبازی کرتے ہین اور اس دریا کو مٹا کر کام حریف ناکام
انجام کو پہونچاتے ہین حیرت نے آہ سرد دل پُر درد سے بھر کر کہا کہ صاحبو مین کسکو اجازت دون اپنی
کسکو روکون جو کچھ تم سے ہو سکے قصور و کوتاہی نکرو اچھا جاؤ سپرد ساھری کیا یہ دونون ساحرہ شعلہ
جوالہ بنی ہوئین سر سے پاتک لباس سرخ پہنے بال بھی سر کے سنہرے ہمہ تن شعلہ بھبوکا بدن آگ کی
طرح دونون کا چمکتا کندن ان لالہ فام پر صدقے ہوتا اپنے عشوہ و ناز سے دل دہر مین یہ آگ
لگاتین گویا نور کے سانچے کی ڈھلی ہوئی تھین ہر اعضا سے شعلۂ آتش کے نکلتے اُس قہر و غضب پر صورتین
وہ انکی بھولی بھولی کہ فتنۂ دہر ہر چند کہ سیانا ہے مگر انکا ادنی غلام بنا چاہتا ہے سورج کی کرن چاند سا
بدن لالہ فام و رنگین ادا دست و پا مین ملے ہوئے حنا ابیات

مطلع مہر تجلی ہے جبین پُر نور	کور ہے دیدۂ خورشید فلک جسکے حضور
زرد ہے مارے خجالت کے رخ شعلۂ طور	دیکھے گر شمع رخ حور وہ پری ہاکا غرور
گل خورشید گلستان ضیا ہے وہ جبین	آشکارا عرق شرم و حیا ہے وہ جبین
ذرے افشان کے درخشان ہیں پیشانی پر	شعلۂ آتش عارض سے اور ستارے ہیں تیر
الف آسا جو کھنچا ہے سر قشقہ ز ہر	خط روشن ہے یہ از نور خورشید و قمر
ذرے افشان کے جبین پر جو چمکتے دیکھے	اختر طالع خورشید چمکتے دیکھے

بس یہ دونو آتش عذار حیرت بدکردار سے اجازت لیکر روانہ ہوئین بیچ مین دریا کے سحر
حائل تھا مقابلہ حریف مین کیونکر جاتین بس اپنی اپنی سواریون سے اُتر کر زمین پر لوٹین اور
لسان شعلہ جوالہ چمک کر جانب فلک گئین وہ ابر جو گھرا ہوا تھا اسمین بجلی کی طرح جاکر تڑپین انکے
تڑپنے سے وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور ابر کے شق ہونے سے وہ آواز مہیب پیدا ہوئی کہ بہت سے
ایسے ویسے ساحر جانثین کے غش کھا کر گر پڑے اور ملکہ شمسہ اور آتش بدن اسی طرح بجلی بنی ہوئین
اُس دریائے زخار و تہار پر گرین سب نے دیکھا کہ دریا کی بجلیہ چمکی پھر جو دیکھا تو وہ چمک کر دریا مین
گرین اور دریا مین طوفان ہوا بانسون اُسکا پانی اونچا ہوگیا اور وہ تلاطم ہوا کہ خدا کی پناہ بعد
لمحہ کے روغن کی طرح وہ سب پانی چلنے لگا اور بھڑک سے اُوپر گرد دھوان ہو کر جاتا رہا گھٹا کھُل گئی مطلع

صاف ہوا کوسون تک میدان خشک چٹیل نظر آنے لگا اور یہ دونون پرتین پھر بہئیت اصل
اُسیطرح زنان مہر طلعت بنکر اپنے اپنے ہنس آتشبار پر سوار ہوکر سامنے ہلال سحر افگن کے پہونچین
ملکہ حیرت نے تعریف اِنکے سحر کی بہت کچھ کی اور دو خلعت بہت بھاری روانہ کیے کہ وہ انھون نے
لیکر ملکہ کو تسلیم کی پھر مخاطب بجانب ہلال ہوکر باواز بلند پکارین کہ ای ہلال سحر افگن کیا کہنا
سامری کی قسم کیا پاکیزہ جادو تمکو آتے ہین سچ تو یہ ہی کہ ہین ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے
تھے اور ایک ہی مالک کے تابع فرمان و نوکر تم بھی اپنے ملک کی اسی طلسم مین بادشاہزادی
اور ہم بھی وہ تو سامری بُرا کرے اُن موذون کا کہ جنھون نے گوشت کو ناخون سے جُدا کرا لیا
ورنہ اس طلسم کے سحر و ساحرہ کی عظمت کا کیا ٹھکانا تھا اگر تم مین کوئی ادھر ہوتا تو ہم جانتے
کہ یہ سحر رد ہوتے شہنشاہ ساحران نے خوشی مین آکر جسکو سرفراز کیا ہمسر سامری اُسکو بنا دیا
ایسا سحر بتا دیا کہ اب آج اُنکا جواب دینا مشکل ہی لیکن ای بہن حق حق ہی اور ناحق ناحق خیر
کیا ہوا جو تم زبردستیان دکھاتی ہوا تنا ہم جانتے ہین کہ جس بادشاہ نے ایسے ایسے سحر تمکو
سکھاے ہین تو وہ رد اور توڑ بھی اُسکے جانتے ہونگے اُنکی معشوقہ حیرت بھی لڑ کر جا ہتی کہ تم سربر
ہو تو یہ ممکن نہین اچھا آؤ اب ہمین اپنا کرتب اور زبردستی دکھاؤ ہم تمھارے حربے سر آنکھون
سے اُٹھائینگے جو تم سے ہوسکے قسم ہی سامری کی اُٹھا نرکھنا ہلال نے کہا ای بی بی یہ تمنے سچ کہا کہ
ہم تم ایک ہی ہین لیکن شاید یہ مثل تمنے نہین سُنی کہ کیا سوپ کے جاے چھاج ہی مین رہتے
ہین اور چراغ سے چراغ جلتا ہی آیا ہی ایک نے دوسرے کو سکھایا ہی پھر آگے اپنی اپنی محنت
جو جیسا برتاؤ کریگا ویسا ہوگا اور یہ جو تم کہتے ہو کہ ملکہ حیرت سے لڑکر سر بر نہوگی تو سچ ہی کہ کہان
ہم کہان حیرت خاص پہلوے بادشاہ کی سونے والی مگر ہم لوگ تو مرنے لڑنے سے ڈرتے
ہی نہین جان اپنی ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین مثل چلی آتی ہی کہ جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون
سے کیا ڈر سلامتی رہے خواجہ عمر کی کہ وہ ہمارے خون کا بدلا لینگے اب تم جو آئے ہو ہمکو
ڈراتے ہوئی تو سچ ہی کہ ایک تو تنہا تم پر تمھاری شہزادی طلسم کی مالک کھڑی ہین اور دوسرے
تم دو ہو مین اکیلی مگر تمکو قسم ہی کہ تم اور دو چار کو اپنی مدد کے لیے بلا لو اور مجھسے مقابلہ کرو یہان
بندی بھی ڈرنے والون مین نہین ہی اور نہ کچھ ایسی مری ہی جو تم نگل لو گی تم دو جو ملکر آئین خوب کیا

بندی بھی حاضر ہے اچھا ضرب کرو یہ سنتے ہی ملکہ خورشید آتش بدن نے اپنی بڑی بہن ملکہ شمسہ سے
کہا کہ باجی اماں یہ بات اسنے سچ کہی ہمکو خیال نہ رہا کہ ساتھی دونون چلے آئے باجی تم ٹھہر جاؤ اور میرے
مقابلہ کا اس سے تماشا دیکھو جب کوئی امر تو عدیگر دیکھنا اُسوقت تم لڑنے کا ارادہ کرنا اور میدان مین
آنیکی تکلیف فرمانا شمسہ یہ کلمات سنکر ٹھہر گئی بلکہ وہان سے پیچھے ہٹکر ٹھہری اور ملکہ خورشید آتش
بدن ماہ تاب میدان مین آکر زمین پر اُتری ایک بچہ خوک جھولی مین سے نکالکر ذبح کیا اور اُسکے خون
سے زمین کو لیپ کر چوکا دیا پھر ماش کا آٹا نکالا اور اُسکو گوندھ کر ایک شیر اور ایک پتلا بنا کے اُسپر سحر دم کیا
کہ وہ پتلا ایک ساحر کریہ منظر ہوگیا اور شیر بھی ذی روح ہوکر ڈکرانے لگا اور وہ پتلا اُس شیر پر
سوار ہوکر ایک تلوار ننگی کھینچکر ملکہ خورشید آتش بدن سے گویا ہوا کہ ای میری مالکہ اور خالق کیا
آپکا حکم ہوتا ہے اُسنے کہا تجھکو موذی کاٹے مین نے لڑنے کے لیے بنایا ہے اور کیا مین تیری صورت
کو آگ لگاؤنگی پتلے نے کہا پھر میری خوراک کہان ہے اور اُس شیر کا راتب کیونکر ملیگا ساحرہ نے کہا
تو اندھا ہے ارے تیرے سامنے لاکھون ساحر موجود کا اور یہ حریفہ اپنی فوج لیے ہلال سحر افگن کھڑی
ہے اور تجھے راتب بہتیرا ملیگا جا اپنے شیر کو بھی کھلا اور آپ بھی اپنا پیٹ بھر آج تو تیرا پیٹ خوب
بھریگا اسلیے تو مین نے عین وقت پر تجھے بلایا ہے یہ سنتا تھا کہ وہ پتلا شیر کو اڑا کر چلا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ مریخ فلک اُتر آیا ہے یا ساکن برج اسد شیر پر سوار ہوکر لڑنے چلا تھا وہ ہونٹھ اسکے ترچھے ترچھے
نتھنے شہ تیر کے پلکے ہاتھ بہت دراز اور بہت چپٹے انتہا کے لمبے پاؤن اسقدر دراز تھے کہ عوج بن عنق
کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا ہاتھ مین تیغ بارہ من دار لیے آنکھین لال بغیظ و غضب کمال جانب لشکر

ہلال جیالا ابیات

بڑھا پتلہ وہ کافر نحس و شوم ۔۔۔ تڑپنے لگا دل مجمع ہجوم
ہلے جیسے آندھی سے شاخ درخت ۔۔۔ وہ یون جھومتا جاتا تھا تیرہ بخت
عزازیل سے کم نہ تھے اُسکے کام ۔۔۔ عزازیل بھی بھاگے سن لے جو نام
لگا اتنی نحش مجمع شوم مین ۔۔۔ نحوست جو اُسمین نہ تھی بوم مین

ادھر تو وہ سوار پرکردار خونخوار شیر کو اڑا کر روانہ ہوا اُسطرف خورشید آتش بدن نے
پکار کر کہا کہ ای سوار عالی مقدار ان لاکھون ساحرون کا کہ جو تیرے سامنے کھڑے ہین خون

اِن سبکا مین نے تجھکو بحل کیا خوب پیٹ اپنا اور اپنے شیر کا بھرنا اور ہلال کا کلیجہ آپ کھانا گوشت
بدن کا شیر کو کھلانا لیکن سر اُسکا ہمارے واسطے لیتے آنا اُس سوار نے کہا بہت خوب اور رسید حا تیغ
علم کیے آہی تو پڑا ملکہ ہلال کا اُسکی صورت دیکھکر یہ حال ہوا کہ سکتا ہوگیا رنگ چہرہ کا بسان ہلال زرد
تھا جسم کا لہو خشک منہ اُتر گیا رنگ سفید ہوا رعشہ تن مین پڑا دل سے کہا بچانا ای عمر کے خدا اور اس
عرصہ مین اُس پتیلے نے صف لشکر ساحران مین پہونچکر شمشیر زنی آغاز کی فوج ہلال کے آگے بڑھی
تماشا ے جنگ اپنے مالک کا دیکھ رہی تھی اُس فوج پر یہ آگرا العیاذ باللہ جسکے دو ٹکڑے اِسنے تیغہ
مارا دو ٹکڑے اُسکے ہوئے اِسنے کلیجہ اُسکا کھالیا اور شیر نے گوشت اُسکا کھایا فوج مین تمام برہمی اور یہ
درہمی ہوگئی من چلے بہادر تلوارین سحر کی اُسپر بھی مارتے تھے اور ہزارون سحر کرتے تھے مگر اُسپر کچھ اثر نہوتا
تھا اور اِسنے تہلکہ ڈالدیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ترک خنجر گذار سپہر آج بگڑکر زمین پر اوتر آیا ہی اور
ساکنان خاکدان عالم کو خاک و خون مین ملا رہا ہی تیغ کی چمک آئینہ جان مین جاکر عروس مرگ کا جلوہ دکھاتی
تھی بہت سے بغیر مارے بھاگ کھڑے ہوئے بہت طعمہ شیر و تیلہ سحر ہوئے تلوار اُس پتلی کی بے پناہ پڑنے
لگی اور چارطرف سے ساحرون نے گھیرکر اُسپر حربہ سحر کرنا شروع کیے جب کچھ نہ بن آیا تو تیغ و ترسول وغیرہ
پکڑکر یہ بھی آگرے کہ ٹکڑے ٹکڑے اسکے کردینگے قیامت کی لڑائی ہونے لگی ہلال کی فوج کا یہ حال تھا

پریشان و ترسان سراپا ہراس	غضب ہانپتی کانپتی بدحواس
نہ پاؤن مین موزے نہ سر پر کلاہ	قیامت کے ترسان خداہ کی پناہ
پڑے تیغ کے آن واحد مین ہاتھ	کٹے ساحرون کے جو سر ایک ساتھ
کلیجہ لیا آپ بس اُسنے کھا	دیا گوشت اُس شیر کو بس کھلا

جان حزین پر تمام ساحرون کے قہر خدا نازل تھا بلائے مبرم نازل ہوئی تھی مرگ سے دوچار
تھے مجبور و ناچار تھے یا تو اُس گلستان فوج مین عنادل وار اپنی مالکہ کی لڑائی دیکھ کر باغ باغ
ہورہے تھے ہاتھ شل اور اِکی گل پریشان اور ابتر ہوگئے تیغ کی ہوا نے باد خزانی کا کام کیا ایسی خزان
بھی کم آتے کسینے دیکھی ہوگی کہ یکایک بیخ و بنیاد نخل ہستی قطع ہوگئی آخر جب اُن بیچارون کا کچھ بس
نچلا تو بھاگ کر لشکر مہرخ مین جاکر ملگئے بقدرت خدا اُسوقت وہ تیلا کہ بھینٹ پا رہا تھا اور لہو اُسکے
منہ مین لگا تھا بھلا وہ کب اُنکو چھوڑتا تیغ علم کیے یہ بھی لشکر مہرخ پر آگرا اگر ادھر نجاتا اور پلٹ کر ہلال پر

آتا تو اُسکا یقینی سر کاٹ لیتا لیکن لشکر مہرخ پر جو اُسوقت مخمور سرخ چشم معشوقہ شہزادہ نورالدہر نے آگے بڑھ کر کہا کہ ای ملکہ مہرخ ہلال نے آج بڑے کارنمایان کیے اور بڑی دیر سے میدان داری کر رہی ہی مگر اب اس پُتلہ کے ہاتھ سے یقین ہی کہ مار ڈالی جائے لازم ہی کہ اُسکی مدد کے لیے کیسکو بھیجیے مہرخ نے کہا وہ سوار تو اسی طرف آگیا ہی اگر تم سے ہو سکے تو روکو اُسکو ورنہ مین ایک سحر سوچ رہی ہون بادشاہ جادوان نے ایک دن مجھکو بتایا تھا اُسکے منتر کا ایک بول مجھکو یاد نہین آتا ہی اسی سوچ مین اتنا عرصہ بھی ہوا ورنہ ابتک کب کا مین اُس سوار کو یہین سے بیٹھے بیٹھے غارت کر دیتی مخمور نے کہا پھر آپ اجازت دیتی ہین مین جاؤن لڑنے کو مہرخ نے کہا بسم اللہ اُسوقت تو اُس گُل باغ خوبی اور بادۂ خوش رنگ انجمن محبوبی کو غصہ آیا اجازت تو حاصل ہی کر چکے تھے اپنے تخت کو آگے بڑھا کر چلے اور وہ پُتلا جیسے ہی صف لشکر پر آکر گرا تھا کہ یہ سحر پڑھ کر پکارے ارے موے رہ تو جا موم کے یا ماش کے آٹے کے پُتلے تجھے بھی یہ طاقت ہوئی کہ ہمارے سامنے آتا ہی اور یہ کہکر ایک سانپ جو بجائے چابک دست نازک مین لیے تھی دوڑ کر اُس پُتلے پر مارا اور دوسرا اُس شیر پر لگایا اور کہا ای شیر تُف ہی تیرے اس نامردی پر تجھسے تو ایک کُتا اور بلّی زیادہ غیرت رکھتے ہین ایسی نالائق اور کم زور کا بھیجا ہوا تو آیا ہی کہ میرے ہاتھ سے مار کھاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی یہ کلمات ایسے تھے کہ پُتلا تو اُسیطرح موم کا یا آردماش کا ہو گیا اور گر پڑا بس اُسکے گرتے ہی ملکہ ہلال افگن کو ہوش آگیا اور یہ بھی سنبھل کر اُٹھ سکے اور پر مخمور نے اُس شیر کو تیسرا چابک سانپ کا پھر لگایا اور کہا ای شیر مین تجھے کیا بگاڑون مین نے تیری جان بخشی کی اور بدلے مین تجھے وہ چیز دیتی ہون جو کبھی کسیکو نہ میسر آئی ہوگی شیر طلسمی کو یا تو وہ ملی تھی یا اب تجھے دی گئی یہ کہکر وہ ڈبیا جسمین سیندور طلسمی تھا اور وہ طلسمی سیندور اسکو مقام بابان آتش فشان مین کہ جب عمرو کو بہ جانب کوکب لیکر گئے تھے تو ملا تھا اور راسد کوہ کے مالک کو اسی سیندور سے اُسنے قتل کرایا تھا حال اُسکا جلد دوم مین اسی طلسم کے مذکور ہو چکا پس اس سیندور کو اُسنے لگا کر ایک ٹیکا ماتھے پر اُس شیر کے دیا اور کہا جا ملکہ خورشید آتش بدن کو پکڑ لا وہ سیندور ایسا تھا کہ جب شیر طلسمی نے اُسکے وجہ سے اُسکی عزت کی تھی تو اُس غیر کے جو سحر سے آتش بدن کے بنا ہی کیا حقیقت ہی بس فوراً دھڑ دھڑ کا مارتا اور دکڑ آتا ہوا یہ پھرا ادھر مخمور کے ہلال سے کہا

کہ اے ملکہ ماشاء اللہ کیا کتنا خوب لڑین واہ واہ مین سچ کہون یہ سحر آتش بدن کاکسی سے بھی رد نہوتا میرے پاس اگر سیندور نہوتا تو یہ شیر کبھی اطاعت نکرتا اور ایک سحر اخلاص مین آکر بادشاہ نے مجھکو بتایا تھا وہی اسوقت کام آیا ورنہ اُس پُتلے سے بھی جان بچانا مشکل ہوتی لہذا کچھ اسمین بے عزتی نہین ہے اب تم ٹھہر کر دم لو اور مجھکو میدان مین جانے دو یہ کہکر اور اُسکو سمجھا کر اُسنے جانب صف لشکر پھیرا اور آپ بہزاران ناز و تبختر بسمت جنگاہ رخ کیا اُسوقت اُس ماہ پارہ کی یہ کیفیت حسن کی تھی کہ بسبب غضب کے آنکھین جو زیادہ سرخ ہوگئی تھین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساغر بادۂ احمر سے لبریز و سرشار ہین انھین آنکھون کی نرگس شہلا بیمار ہین اور بادام ہزار جان سے نثار ہین جو کوئی بادہ خوار اُن ساغر چشم کا جام لے تو مست ہو جائے اور آنکھون پر زلف رسا کا جو عکس پڑتا تھا اور بالون کا لہرانا اُنپر آجانا دونی کیفیت دکھاتا تھا یعنے میخانہ پر گھٹا کا چھا جانا ظاہر ہوتا تھا ہرچند کہ وہ جام آنکھون کے شراب حسن سے بھری تھی مگر زہر قاتل بھی اُنمین گھلا تھا جسنے ایک بار بھی اُس جام سے کچھ رس اور مزا دیدار کا لیا بس مارا پڑا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا ساغر عمر بادۂ فنا سے اُسنے لبریز کیا ابرو اُسکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سیہ مست میخانہ پر جھکے ہوئے ہین رخسار تابان کا کیا بیان ہو اظہر من الشمس ایک بات ہے عیان را چہ بیان مگر بھولا پن اُنمین غضب کا دو آئینہ اسکندر آرزو کے پیش نظر تھے قربان جبلی صفا پر آئینۂ شمس و قمر تھے فلک نے اپنے آئینہ خانہ مین آئینہ ہائے شمس و قمر کو لگایا مگر کبھی ایسی صورت دلپذیر کا اُسکو جلوہ نظر نہ آیا دہن تنگ وہ تنگ کہ جائے سخن اُسمین کہان شرم سے مُنھ چراتی مگر ایسی صورت کہین چھپتی ہے صاف روشن ہے کہ رعنائی و زیبائی کا وہ دہن مخزن ہے کان جواہر اُسمین پوشیدہ ہے یہی اُسکی باتون کا نقشہ ہے ہونٹھ دو ٹکڑے عقیق یمن کے دانت رشک دُرِ عدن کے کہانتک بیان کرون کہ

ابیات

ساغر بادۂ گلرنگ ہین آنکھین یہ نثار　　مستی حسن سے سرمست ہوئے ہین ہشیار

ڈورے آنکھون مین نہین جمع ہوئے ہین میخوار　　صاف ہے چہرۂ رنگین پہ گلستان کی بہار

مست سمجھین جو وہ آنکھین نظر آئین کالی　　گھر کے آئی ہین گلستان مین گھٹائین کالی

راست ہے مثل الف بسکہ وہ قد بالا　　دال مین جیسے الف دل مین ہے کو[illegible]

دل بنا دال تو ہے دال کہ ہے جان فدا　　شک نہین ثابت اسے تل کے تصور نے کیا

رتل ہویدا ہی تو پھر رنگ نرالا کچھ ہی		جان کی خیر نہین دال مین کالا کچھ ہی	

اس ناز و ادا سے وہ مہ پارہ غارتگر صبر و شکیبائی تخت سحر پر سوار ہو کر انچل پلو کا ڈوپٹہ سنبھالتی
پایجامہ کے پایچے آگے ڈھیر کئے جوڑا ترچھا باندھے مسکراتی ہوئی سامنے خورشید آتش بدن کے
آئی اتنے عرصہ مین اُس شیر کو جو ٹیکا سیندور طلسمی کا دیکر اُسنے پھیر دیا تھا بس وہ ڈکارتا ہوا ملکہ
خورشید آتش بدن پر آیا خورشید نے اُسوقت رد سحر پڑھکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ ای شیر
تو اپنی بھینٹ پا چکا ہی اب اُسیطرح ماش کا آٹا ہو جا شیر کے ماتھے پر ٹیکا سیندور طلسمی کا دیا ہوا تھا
وہ کب پھرتا تھا بس اُسنے آتے ہی ایک طمانچہ خورشید پر مارا خورشید نے طمانچہ اُسکا رد کر کے اپنے
تئین پیر مار کر زمین کے اندر پہونچایا اور وہان سے پشت شیر پر آکر نکلی اور ایک ترسول اُسکے
پیٹ پر اُسنے مارا شیر نے پلٹ کر ایک ہاتھ جو اپنا مارا تو خورشید کو کھینچ لیا اور جھٹکا دیکر اپنی پیٹھ پر
لاد کر چلا اُسوقت شمسہ جو اُسکی بڑی بہن الگ کھڑی ہوئی تھی اُسنے یہ حال اپنی چھوٹی بہن کا
دیکھکر بیتابانہ اپنے تئین قریب اُس شیر کے پہونچایا اور اُسکے پاس ایک گولا فولاد کا ایسا ہی کہ
جس کسی ساحر صاحب منصب اور مرحلہ کے مالک پر لگائے تو کام اُسکا تمام کرے لہذا وہی گولا اُسنے نکالکر
اُس شیر پر مارا از بسکہ وہ شیر بنایا ملکہ خورشید آتش بدن کا تھا اور اُسکی طرف سے رد بھی اُس سحر کا اسپی
اشیاے زبردست سے ہو رہا تھا وہ گولا اُس شیر پر جو پڑا تھا اگر وہ زمین پر گرا اور اُسیطرح ماش کا
آٹا ہو گیا ملکہ خورشید اُسکے پنجہ سے چھوٹی اور ہوشیار ہوئی یہان پر بعض داستان گویون نے
بیان کیا ہی کہ ملکہ ہلال سحر افگن سحاب دریا باری اور خورشید آتش بدن سے نہین لڑی
ہی ملکہ اختر بنت سہیلان فیل زور بھیجی کوکب روشنضمیر کے واسطے دریافت حال ملکہ مہران آجاتی
ہی اور وہ مقابلہ کرتی ہی اور جب وہ خورشید کے سحر سے مغلوب ہوتی ہی تو مخمور آکر اُسکو ہٹاتی ہی
اور آپ مقابلہ آتی ہی مگر بعض داستان گویون نے ابھی فوج مہران کا مقابلہ کرانا مناسب نہین
جانا کہ سب فوج تو مرخ کی لڑتی ہی ایک اکیلی اختر آکر لڑے کچھ حسن بیان نہین اس سے یہی بہتر ہی
کہ ایک ہی لشکر کی شوکت اور عظمت ظاہر ہو اور آج ہی تو ملکہ حیرت کو معلوم ہوتا ہی کہ لشکر
مرخ مین بھی قوت سحر و ساحری بہت زیادہ ہی صرف عیارون کے بھروسے پر یہ لشکر نہین لڑتا ہی
اگر لڑائی پڑے گی تو بڑی مار ہو گی اور مالکان دربند ہوشربا آجتک مرخ کو ذلیل حقیر سمجھے

مگر آج سے زبردست جاننے لگے حاصل مرام ملکہ مخمور لالہ فام جب میدان مین پہونچی اور وہ شیر
طلسمی سیندور کی وجہ سے خوب لڑا آخر مارا گیا اور شمسہ خورشید کو لشکر کیطرف پھیر کر آپ بہ مقابلۂ
مخمور آئی اور پکاری کہ بی مخمور شہنشاہ سے پھر کر تمنے تو بڑا زور پیدا کیا ہی مخمور نے کہا مین کم زور
کسدن تھی اور تمسے کب دب گئی تھی اور ہاتھ تمھارے سامنے کسدن مین نے باندھے تھے جو آج
بڑا زور میرا تم اُسے گھٹنے آئی ہو ہان البتہ تم لوگون کی مین نے بڑی دھوم سنی تھی جب ملازم شہنشاہ
تھی جب بھی یہی غلغلہ سنتی تھی کہ صاحبان قلعہ ناظمہ بڑے زبردست ہین لیکن دور کے ڈھول سہانے
یہ نرا بھرم ہی بھرم تھا سو آج وہ ہوا بگڑ گئے سارا بھرم کھل گیا اب بھلا مین دیکھون تو کہ تم کیونکر مجھسے
سر بر ہوتی ہو اور خورشید کو جو پھیر لیگئی ہو کیا وہ زندہ بچے گی ای توبہ سیندور طلسمی جس شیر کے لگا ہوا
تھا اُسکا طمانچہ کھا چکی ہی اُسکا بچنا مشکل ہی شمسہ نے کہا ای مخمور اب زیادہ حد سے نہ بڑھو زخم پر نمک
نہ چھڑکو تو اُسکا مزہ چکھو یہ کہکر ایک قمقمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ اُس قمقمے مین خاک قبر جمشید بھری ہوئی
تھی بس وہ قمقمہ سینہ پر ملکہ مخمور کے مارا مخمور اُس قمقمہ کو دیکھکر سمجھ گئی تھی کہ اسمین خاک قبر جمشید
ہو گی بس وہ قمقمہ آتے دیکھکر وہ پرواز کر گئی اور بلندی پر جا کر ٹھہری قمقمہ خالی گیا اور خاک جو اُسمین
تھی نکلکر اڑی جو ساحر آگے بڑھے کھڑے تھے وہ بیہوش ہو گئے مخمور نے فوراً باران سحر برسایا
کہ وہ خاک دب گئی اور آپ زمین پر اُتری اور پکاری کہ ای شمسہ بڑے عزت کی بات ہی تم لوگ
بادشاہزادیان طلسم کی اور ناظمہ دربندون کی بڑے بڑے صاحب منصب و جاگیردار ہو کے خاک
جمشیدی کے بھروسے پر لڑتی ہو اور آپ کو ایسی ہی لیاقت مین ساحر اور ساحری کرنا جانتی ہو
حیف ہی دیکھو سحر اسے کہتے ہین یہ کہکر ایک ڈبیا اپنے بالون سے نکالی کہ ایک ڈال یاقوت احمر
کی تراشی ہوئی تھی۔ اور اُسکو وا کر کے چالیس پتلے یاقوت کے کہ برابر انگشت کے تھے نکالے اور اُنکے
ہاتھون مین تنکے اُٹھا کر دیے اور کہا یہ تلوارین بنجائین اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ پتلے سب مثل انسان مبارز
کے قدآور ہوئے اور وہ ننگی تلوارین ہو گئین بس اُن پتلون نے جاندار ہو کر عرض کیا کہ فرمایئے
کیا حکم ہوتا ہی مخمور نے ارشاد کیا کہ سامنے جو یہ چھوکریان کھڑی ہین اور بہت بڑا ہجوم کیے ہین انکے
سر کاٹ لاؤ بس وہ چالیس پتلے تلوارین علم کر کے اول تو شمسہ پر حملہ آور ہوئے شمسہ نے ہر چند
چاہا کہ انکو روکون مگر وہ کب رکتے ہین جب وہ پتلے اسپر آ پڑے سمجھی کہ مین کھپ جاونگی اور ماری ڈالی

جاوٴنگی بس فوراً پیچھے ہٹنے لگی اور سحر پڑھتی ہوئی بھاگ کر لشکر حیرت مین جو فوج کہ اُسکی تھی وہین یہ بھی آئی پتلے اُسکے تعقب مین جو آتے تھے وہ بھی قریب پہونچکر فوج پر حملہ آور ہوئے او رزیر تیغ اُنھون نے ساحرون کو رکھ لیا بگیر بدو بکشید کا شور وغوغا بلند ہوا بت تن بے سر ہوئے شکار اجل صف شکن وصفدر ہوئے وہ چالیسون پتلے غضب کے تھے کہ دم بھر مین مارے تلوار دل کے اُنھون نے تہلکہ ڈالدیا تیغ تیز کے جوہر دکھادئے ہزارون مار کر گرادیے لاش پر لاش ڈھیر پر ڈھیر مُردہ پر مُردہ دم بھر مین اُنھون نے گرا دیا اور از بسکہ کرورون فوج ناظمان طلسم کی تھی اُسمین اِن چالیسون تپلون کا لڑنا حیرت کو ثابت تھا کہ سحر کی لڑائی ہو رہی ہے مگر جانتی تھی کہ کوئی سبب خفیف ہی یہان تیغ تیز نے مضمون مرگ کو بحر طویل مین نظم کیا رکن جسم کو جان سے بدل کر حذف کیا تھا قافیہ ہر ایک کا تنگ تھا فقرے تیغ کے بہت گرما گرم تھے نظم جان کا انتظام کچھ نرکھا تھا نثر مرگ کو پسند کیا تھا اور نظم کو پسند کرتے تھے تو بحر مضارع مین شعر نظم کرتے یعنے ایک ایک کے دو دو کرنا خوب یاد تھا عروض کیفی کا سبق سبکو موت پڑھاتی تھی سبب وتد یاد دلاتی تھی یہ جنگ کا نقشہ تھا کہ

ابیات

تنون پر تھا ہر سمت جوشش نگار
عبیری ہوئی خاک دشت نبرد
وہ آمد تھی اُسکی کہ طوفان مرگ
زمین پر گرے تن سے اُڑ اُڑ کے سر
سوار و پیادہ بوقت شمار
تڑپ کر گرے خاک پر وہ لعین

لب زخم تھے ساحل جوئبار
ہوا پر بجبر خون نہ اُٹھتی تھی گرد
برش تھی ضمانددار سامان مرگ
ہوا سے درختون کے جیسے ثمر
ہوئے آج بیجان ہزاران ہزار
گئے جانب اسفل السافلین

لشکریان حیرت اُن تپلون پر ہیبت عتاب کے گولے فولاد کے نارنج ترنج کچھے سوئیون کے تلوارین خنجر وغیرہ ہتھیارون سے وار سحر کے حربین لگاتے تھے لیکن کوئی حربہ انپر اثر نکرتا تھا اور قریب دس بارہ سو جادوگرون کے اُنھون نے مار ڈالا تھا اب ایکساغوغائے عظیم برپا ہوا اور حیرت کے لشکر نے سامنے سے ان تپلون کے جھپٹ کھایا سمٹ کر جب وہ سب اُدھر آئے کہ جہان حیرت استاد تھی تپلے بھی اُسطرف حملہ آور ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے تھے

اور ناظمان دربند بڑے بڑے شاہزادے اور شاہزادیاں حیران کار تھین اُسوقت کہ جب قریب
تخت حیرت غوغا بلند ہوا اُسوقت حیرت نے انگڑائی لی اور کہا اپنا کام کچھ آپ ہی خوب
ہوتا ہی کیونکہ اگر اب مین ہاتھ پاؤن نہ ہلاؤن تو شل ہوجائینگے سوا اور کہا ہی کیونکہ یہ پتلے اگر
مجھے بھی تو ذلیل کرینگے ارے صاحبو یہ کیسی قدرت تمھاری ہی کہ اک لونڈی کے سحر سے رد نہین
ہوسکتی اُسوقت ابریق وزیر اپنے ہاتھی سے کود کے عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ ہم تو صرف ناظمون کی
لڑائی دیکھنے آئے تھے اب آپ فرمائیے تو اس مخمور کی کیا حقیقت ہی اور ان پتلون کی کیا
بنیاد ہی ابھی دم بھر مین انکو غارت کردون اور مخمور کو پکڑ کر سامنے حاضر کرون مخمور نے
آپ جانتے ہین کہ یہ کون سحر کیا ہی یہ وہ سحر ہی جو شہنشاہ نے روز نوروز ایک ایک سحر ہم
سبکو جدا جدا تعلیم فرمایا تھا ہمکو اور کچھ بتایا تھا اور اُسکو یہ ڈبیا دی تھی معلوم ہوا کہ اُس ڈبیا
مین یہی پتلے تھے جو عنایت کیے تھے پھر شہنشاہ کا عطا کردہ پتلے غضب ہی کے پتلے تھے جو
دیے تھے جنھون نے آج تہلکہ ڈال دیا ہی لیکن کچھ پرواہ نہین ہم بھی تو وزیر اُسی شہنشاہ کے
کہلاتے ہین اور تعلیم و پرورش یافتہ اُسکے ہین یہ چھوکری مخمور تو کیا ہی مہرخ اور اُسکے
حمایتی کوکب اور بُرّان کو ہم جواب دینے والے ہین اور اُسکو پکڑ لانے والے یہ کہکر
ابریق سات لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لیکر آگے بڑھا ایک دریا تھا کہ موج مارنے لگا ہزارہا نارنج
و ترنج اُچھلتا تھا اُس دریا مین گویا حباب معلوم دیتے تھے کہ تیرتے تھے غرض فوج موج مارکر
لہراتی ہوئی اُسکے پیچھے چلی اور وہ بمقابلہ پتلان سحر پہونچا پکارا کہ لونڈی کا حکم بی بی کے حکم سے
غالب نہین ہوتا ارے او بے ادبان ملکہ طلسم خاتون معظم شہنشاہ دارالحشم کھڑے ہین اور تم
بے ادبانہ چلے آتے ہو بس ادب سے قدم اٹھاؤ جسطرح تم یاقوت کے پتلے تھے ویسے ہی اب
تمھاری سزا یہ ہی کہ موم کے پتلے بنجاؤ کیونکہ جسنے تمکو بنا کر مخمور کے سپرد کیا تھا اُسکی بی بی کا تمنے
پاس نہ کیا اور پاس کیا تو اس ادنے کنیز کا یہ کہکر ایک دو تھپڑ اُسنے زمین پر مارا کہ وہ پتلے یا
تو خونریزی کرتے لڑتے چلے آتے تھے یا اُسی جگہ رہ گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلے
اور اُن پتلون پر پڑے کہ وہ پتلے گل کے موم کے ہوگئے پھر اور شعلہ نکلے کہ وہ پتلے پگھل گئے
بعد اس سحر کے ابریق علیہ اللعن نے ایک پرچہ کاغذ کا اور دوات و قلم چھوٹی سی سحر کی نکالکر

کچھ حرف بخط طلسمی سحر کے اُسپر لکھے اور اپنے لشکر کے ایک علم مین باندھ کر مخمور سرخ چشم کے مقابلہ مین وہ علم لیکر آیا اور پکارا کہ او چھوکری شہنشاہ کی صدقے مین سحر و ساحری سیکھ کر ساحرہ بنی اور معشوقہ شاہ ملکہ حیرت عالیجاہ کا کچھ لحاظ و پاس نہین کیون نہو سچ کہا ہی کہ کمینہ اپنی اصالت پر جاتا ہی

بموجب مثل بیت

نیکی کرنا بدون سے ایسی ہی	جیسی نیکون سے کی بدی تو نے

تو اپنے ذات کی جو ہر دکھاتی ہی اور اپنی اوقات پر جاتی ہی مخمور نے یہ سنکر تبسم کیا کہ چپ رہ تو اپنے تو پہلے ذات دیکھ پھر کسی اور کی ذات صفات کو اگلنا تو ایسا کہان کا کھرا بن کر آیا ہی وہی مثل ہی کہ گھر سے نہ نکھٹو نما اُسکو عرش کا ٹوٹا مودی کا ٹے لڑنے آیا ہی یا ذات کا بیان کرتا ہی مین کس بھڑ و ے کی لونڈی ہون کسنے مجھے خریدا ہی تو البتہ سنتی ہون کہ ذات کا کبڑیا ہی اس طاشتم امان تیرے گھر فی فالسے بیچتی پھرتی تھی میرے امان اسرار جادو کہا کرتی تھین کہ سندریا کبڑن ابریق کی مان اچھا سودا لاتی ہی اور یہ جلے تو وزیر ہوا ہی اسوقت سے بھی ہزار جا پر مین نے تیری عزت اور جان بچائی مر لیے تیری شادی جب ہوئی تھی تو تجھکو لڑکی ہی کون دیتا تھا ہمین دونون بہنون نے اور امی جان نے قسم کھا کر کھا کہ نہین یہ کبڑا نہین ہی کیون تجھے یاد ہی ابریق یہ باتین سنکر ٹھٹکا اور بہت ترش رو ہوا لڑنے سے دانت کھٹے ہو گئے غیرت سے درخت کی طرح زمین مین گڑ گیا آخر اسی غیرت مین اسنے ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالکر سحر ادپڑھ دم کرکے جانب آسمان اوڑایا کہ دو چند گھڑ پھر مین ایک کوہ پرشکوہ بنکر مخمور کے سرپر آیا اور گرا ہی چاہتا تھا کہ اس کوہ دقار شیرین لب نے اُدھر دیکھ کر سحر پڑھ کر اُف جو کی وہ پہاڑ روئی کا گالا پھر بنگیا اور جلکر بھوسی بھوسی ہوکر اُڑ گیا اُسوقت ابریق نے کہا بڑا زور تو نے پیدا کیا ہی یہ بھی شہنشاہ کی عنایت کہ وہ ہمیشہ سے تجھپر فریفتہ تھے نہین معلوم کیا بنا چلے ہین مخمور نے کہا بھڑوے پھر وہی باتین تو نے نکالین تو یہ بھی جانتا ہی کہ حیرت جو تخت پر چڑھی کھڑی ہی یہ ذات کی کون ہی ارے ہم مطیع شہنشاہ عیاران عمر امیہ ہین یہ اُسکا اقبال ہی جو تم کافرون پر فتحیاب ہوتے ہین اور رہونگے اور کم زور کسدن تھے جو آج زور پیدا کیا ہی نہ جب ہی تجھسے دبے نہ اب اچھا اب سنبھل جا یہ کہکر ایک ناریل انگیا مین سے نکالا یہ ناریل اگر افراسیاب پر بھی لگاتے

تو کام دیتا ابرق گھبرایا اور اسنے اُس ناریل کو چرخ دیکر اُسپر مارا ابرق اُسکو آتے دیکھا زمین سے اُچھلا
مگر وہ ناریل پانوٗن پر اُسکے لگ کر زمین پر گرا پانوٗن اُسکا زخمی ہوا باقی بچ گیا ناریل اُٹھاکر پھر
ہوا زمین پر آیا لیکن سنبھل کر اوٹھا اور ترسول سحر کا پکڑ کر دوڑا محمور بھی تیغہ پکڑ کر چلی لیکن اُسنے
قریب پہونچ کر ترسول کھینچ مارا کہ وہ محمور کے کندھے پر پڑا اُسنے سحر پڑھ کر ہاتھ جو مارا ترسول
کندھے سے لگ کر زمین مین گرکر گیا مگر شانہ اُسکا بھی زخمی ہوا اور اُس نازک بدن نے
شانہ نشانہ ہونے سے تیوری چڑھائی اور ہی شان حسن کی نظر آئی کہ گویا خط طغرا مین
بسم اللہ کاتب قدرت نے مصحف رخسار پر لکھی ہی غرض کہ بہ طیش وغضب تمامتر یہ اپنا جوڑا
کھولتے ہوئے آگے بڑھی اسوقت حیرت کھڑی اُس جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی اُسنے
اپنے گلے سے مالا توڑ کر زمین پر پھینکا اور پکاری کہ ای مالے جا اس محمور کو پکڑ لا وہ آکر سامنے
محمور کے گرا اور لڑیان اُسکی ٹوٹ گئین موتی سب بکھر گئے ابرق نے دیکھا کہ یہ سحر ملکہ
حیرت نے کیا بس اسنے بھی اپنی قوت وشوکت دکھانے کو پکار کر کہا کہ ای محمور یہ دانے
موتیون کے جن نے محمور مسحور بہ سحر حیرت اُس مالے کے سامنے بکھرنے سے ہو چکی تھی
وہ دانہ چننے لگے اس نازنین کا ناک بھون چڑھا کر پائینچے اُٹھا کر جھکنا اور موتی چننا اور
ہی لطف دکھاتا تھا گویا زہرہ فلک حسن وحیا ستارون پر جھکی تھی ورنہ تارے آسمان کے
توڑ رہی تھی اُدھر تو وہ موتی چننے لگی اُدھر اُس بے آبرو یعنے ابرق نے کمند سے اُسپر ماری
کہ گردن وکمر مین اُسکے پھندے پڑے اور بیہوش ہو کر گرے ابرق نے دھر کھینچا اور
قریب ترلاکر مشکین اُسکی اُسی کمند سے باندھین اور لیکر چلا کہ حیرت کو جاکر نذر دون اور
عرض کرون کہ ای ملکہ آپکے خیال سے اور سحر کے شریک ہونے سے تیغہ میرا اسیر قابض ہوا
ادھر تو یہ اُسکو لیکر چلا سامنے یہ ماجرا ملکہ بہار جادو نے جو دیکھا تاب ضبط باقی نرہی یہ معشوقہ
طرحدار بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار فوراً تخت اپنا آگے بڑھا کر چلی جبسے بادشاہ
اسلامیان سے اور اس سے راہ عشق وعاشقی پیدا ہوئی ہی اسوقت سے ہمیشہ آنکھون
مین آنسو بھرے دیوانہ پن مزاج مین سمایا ہوا دل اپنا تھا وہ پرایا ہوا بہار کی خواہان رہتی
ہے گل وبلبل کی بحث پر جی دیوانہ ہی ورد زبان یار کا افسانہ ہی اسوقت جو لڑنے کو نکلی

عجب کیفیت اُسکے حسن کی تھی کہ سر پر گھٹا چھائی ہوئی طائران خوش نوا زمزمہ سرائی کرتے سامنے کچھ چمن گلہاے خوشرنگ کے ازخود پیدا ہوکر غائب ہو جاتے یہ معشوقہ اپنی زلفون کو پریشان کرکے گھٹا کالی بلاتی زلف پر اُسکے سنبلستان دہر کے صدقے جان ہو جاتی سبزہ رنگ سبز بختان زمانہ کو سبز قدم خطاب دیکر سامنے سے نکالدیتا سبزہ زار چمنستان عالم کو عشق مین اپنے پامال کرتا آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار دیا ہوا ابرو سے ملا ہوا حلقہ بنا ہوا یہ ظاہر تھا کہ دو قوس بر اُس حسینہ کے دو ہر اصاد کیا ہوا ہی یا یہ حلقہ طوق محبت آہو چشمان زمانہ کے لیے پیدا ہوا ہی یا آہوان چین و ختن کو پابند کیا ہی صفحہ رخ پر بینی کا ہونا یہ ظاہر تھا کہ ملک حلب کے بیچ مین ایک دیوار کھینچکر اس ملک کو دو حصہ کیا ہی بلبل اُس گل رخسار کو دیکھکر طوطی کیطرح اسیر آئینہ بیٹھکر نقش بدیوار بننا چاہتی باد گل بالکل بھول جاتی لبون پر مسی لگی ہوئی پیشانی پر افشان چنے ہوئے لب لعلین پر لاکھا جما ہوا جوڑا دھانی گلے مین پڑا سینہ پر چھپکا ابھرنا اللہ اللہ از سر تا پا وہ جمال وہ جھمک اللہ صلی علی سبحان رب

جس کو دیکھے ہو نامردون کی جان نثار ۔۔ چھاتیان اُبھری ہوئی وہ جوانی کی بہار

دیکھے ہو جائین جسے دیکھکے جنت کے انار ۔۔ ایسے پستان ہون ترنج شجر قامت یار

چھاتی بھر آئے یہ حیرت کی نگہ سے دیکھے ۔۔ کچھ جھلکتے جو دوپٹے ہی کے تہ سے دیکھے

آسکے دیکھے سے تن عاشق بیجان مین جان ۔۔ گول گول اُسکے سرین اور وہ بلوری ران

شمع حسن ہین پروانہ ہین جنگلی ہرنان ۔۔ پنڈلیان دیکھ پھڑک جاتے ہین کیونکر انسان

شعلہ رویون کو جو سچ پوچھو جلاؤن کیا کیا ۔۔ پانون اس گل کے ان ہاتھون سے دباؤن کیا کیا

بس وہ مہ پارہ قریب ابرلق پہونچکر پکاری کہ **بیت**

اسی موسم مین دیوانہ کو سب زنجیر کرتے ہین ۔۔ بہار آئی فساد خون کی تدبیر کرتے ہین

ای ابرلق ٹھہر و پھول ہمارے گلستان محبت سے چنتا جا ای بہار آ و بس اتنا کہنا تھا کہ تمام لشکر اور ہر ایک سردار نامی و نامور نے دیکھا کہ نسیم بہار چلنے لگی اور ملکہ بہار جادو کے تخت پر جو گلدستہ پھولون کے رکھے تھے اوسی طرح کے ہزارون گل میدان مین کھلے اور سیکڑون چمن نہالان ثمردار اور سایہ دار اور پر ثمر نظر آنے لگی حوض لبالب آبشارین جاری

لکھو کھاطائران خوشرنگ اور شیرین زبان مرغولہ سنجی اور نغمہ سرائی کرتے تھے عجیب بہار نیرنگ فزا اُس بوستان پُرفسون کی تھی کہ جان تمنا اُس پر غش ہوتی تھی بلبل بنکر آرزوے دیدِ روح روضہ رضوان غش ہوتی تھی جہان نگہ کام کرتی تھی چمنہا ے طولانی لاثانی بنے تھے جواہر کے درخت لگے تھے ہر شجر ایسا پُر از رنگین و بہار تھا کہ رشک دہ قامت یار تھا ہر برگ وہان کا کف رنگین دلدار تھا کسی جا عناب اپنے آب و تاب حسن کو دکھا کر لب رنگین معشوق کو شرماتا شقائق گل پیرہنون پر فائق نظر آتا خون چشم عشاق سے اپنے عشق مین رلواتا کسی جا سنبل تر گیسوے عنبرفشان کا ہمسر کہین نرگس چشم تماشائی کو حیران کار بناتا برگ سمن مین انداز تیغ صفاہانی پایا جاتا لالہ با دل خونی خونین جگران چمن الفت سے برابری کرنے کو تیار تھا لیکن بہتر از رخسار یار تھا درخت پھولون سے لدے دولھن کی طرح زیور پہنے شرم سے جیسے عروس نو جھکتی ہی اسطرح جھکے جاتے طاؤسان مست خوش فعلیان کر کے ناچتے خبر طاؤس فلک بلا گردان سوسن دو زبان کے اودا ہٹ دکھا کر بلبل بوسہ لینے سے رخسار یار پر پڑ جانا یاد دلاتی گل سے گریبان چاک کرنیکی دلون مین خواہش پائی جاتی تھی سرو شمشاد سہی قامتان دہر کو ایسا شرماتے کہ وہ غلامی کا دم بھرتے مگر یہ اُنکو غلامی سے بھی آزاد فرماتے کہین بلبل نالہ کش کہین قمری کا دل سرو پر غش نوک ہر خار زبان بنکر دعویٰ نا البہار کرتی نوک سبزہ بصورت زبان ہوکر بہار سے بھی تکرار کرتی مژگان یار کو شرمسار کرتی چشمہ اور نہرین اُسمین بصد آب و تاب جاری شرمندہ اُسکے سامنے چشمہ ہاے شمس و قمر کی آبداری نہرین لطافت بیز و صفا انگیز دار البست انگور کا بندوبست عقد ثریا کو شرم خیز خلاصہ یہ کہ ہر طرف ذرا باد بہاری عروس بہار کے جوبن کی بڑی تیاری کرا بیات

باغ تیار ہوا واسطے اُسکے نایاب
روشین کاہکشان پھول پرنگ مہتاب
رشک گلزار جنان جوشش ترادت سے چمن
چشم نرگس گل خورشید سے بھی چمک زن
گرد پھولون کے عنادل کے ترانون کی سمان
اپنی محبوب یہ ہین سب سے زیادہ مہربان

مخمل سبز کہ سبزہ روشون پر شاداب
طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیوارون پر
جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
رنگ بین حور کے چہرہ سے شفق گلگون
قمریان بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغان
چہچہے دلکے ہر ایک زمزمہ پرداز کے ساتھ

نہرین وہ جنمین روان چشمہ خورشید کا آب
لوٹے رضوان بھی جسے دیکھ کر انگارون پر
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن
زلف غلمان سے کہین گیسوئے سنبل بڑھکر
ابر کو دیکھ کے طاؤس گلستان رقصان
جسطرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ

اُس باغ مین بہار بصد ناز و انداز داخل ہوئے اور چبوترہ بلور پر جاکر استادہ ہوئی کنیزان خوش قامت
و رنگین ادا گرد اُس ماہ لقا کے حلقہ کنان اور اُس سرو باغ کے حسن کا اُسوقت عجب نقشہ تھا کہ دوپٹہ
انچل پلو کا اوڑھے پائجامہ کے پائچے کلائی پر تھامے سلونین اور حسین برابر ان کے ٹرین کرتی پیٹ سے
اونچی سینہ اُبھرا ہوا یہ انداز پیدا کہ مسدس

چشم پر بار گران ہے ابھی کاجل کا بوجھ
دوش سے اُنکے سنبھلتا نہین آنچل کا بوجھ
دور ہے اُنکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ایسی نازک ہین کہ اٹھتا نہین ہلکا سا بوجھ
تاب کب مارے نزاکت کے وہ لا سکتے ہین
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اٹھا سکتے ہین

ہے سراپا جو قیامت تو ہے آفت چھل بل
ایسی رفتار چھلاوا کو بھی دل جانے نکل
نازک ایسی ہے کمر چلنے مین سو کھاتی ہے بل
وہ لگاوٹ کئے ہین انداز کہ دل ہو بیکل
رنگ لائیگی غضب طبع مین رنگینی ہے
دور ابھی نام خدا و مبادا اُن سے خود بینی ہے

ہوا کے جھونکون سے خوشبو جو اُن پھولون کی ابرلق کوہ شگاف اور ناظمان طلسم کے ناک مین
گئی بس یکایک جھومنے لگے اور مدہوش ہوئے جب ہوش مین آئے گویا از خود فراموش ہوئے یعنے
نعرۂ عاشقانہ مارنے لگے اور ہائے معشوقہ بہار طرحدار کہتے اشعار پڑھتے اُس باغ کی طرف چلے
ہاتھ سے مخمور کو چھوڑ دیا سات لاکھ سپاہ ہمراہ لیکر ابرلق لڑنے آیا تھا وہ تمامی لشکری گریبان چاک
کئے سر پر خاک اُڑاتے دیوانہ وار با دل بیقرار یہ اشعار پڑھتے چلے آتے تھے غزل

دو چار آنکھیں ہوئین کوٹھی پہ آج ایک یار جانی سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلائے آسمانی سے
تری آنکھوں کی کیفیت ہے یہ جوش جوانی سے
کوئی ساغر بھرے جیسے شراب ارغوانی سے
سنایا مین نے حال زار جب اپنا تو وہ بولے
بس اب موقوف رکھو دل بھر آیا اس کہانی سے
یقین ہے گردش چشم حسینان سے نہ بچنے کا
اگر بچ بھی گیا کوئی بلائے آسمانی سے
مرے رونے سے بھڑکی اور دل مین آتش الفت
غلط مشہور ہے کہ آگ بجھ جاتی ہے پانی سے
جفائین یار نے چھوڑین فلک نے پیسنا چھوڑا
غرض دونون یہ عاجز ہین مری سخت جانی سے
ہم ایسے چاک بھی گریبان جو آجائینگے محشر مین
بجھے گی آتش دوزخ تمام اشکون کے پانی سے
وہ درد آمیز باتین ہین کہ چلتے وقت کہدی تھین
بھر آیا انکا دل قاصد کے پیغام زبانی سے

اور اُدھر سے چند ناظمان در بنا چمن تا کہ وہ خوشبو پہونچی تھی مست مئے محبت ملکہ بہار ہوکر یہ کہتے تالیان بجاتے آتے تھے کہ غزل

اے جنون اٹھیو بیابان کو سواری تیار / آج گل چلنے کو ہے باد بہاری تیار
دل تو لگتا ہے نکل چلنے کو پر چلتے وقت / پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار
سرمہ اندھیر خفا قہر قیامت مسّی / فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار
ہار پھولون کا پہنتے ہو تو میری خاطر / بدھی زخمون کی کرے تیغ تمھاری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال / بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

یہ سب مجمع لاکھون آدمیون کا قریب اُس گلشن فسون رنگ کے جب پہونچا سامنے بہار جو ترے پر کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھکر ہر ایک نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ اس فصل مین تو بہت شورش خون اور ولولہ جنون ہے یہ جی چاہتا ہے کہ اس لطفہ حرام افراسیاب ناکام کو ایسا کچھ بنایئے کہ ہولی کا بھڑوا کر دیجیے اور بہار حسن اور گلزار سحر کی اُسکو بھی سیر سبز باغ دیکھلا کر دیوانہ کر دیجیے اور بہ رنگ بلبل آپ کی گل رخسار کی مدح سرائی مین نغمہ پیرائی کیجیے اور آپکے ہواخواہ اور عاشق شیدا کہلایئے اور چاہنے والے مشہور ہو جیے اور آپکے دشمنون کو ایسا خار غم دیجیے کہ سب پھُک پھُک کر مر جائین اور رمضیر کی طرح مُنھ اُنکا لال ہو جائے اور اس طلسم سے بوم کیطرح تالیان بجا کر انکو نکالدیجیے غرض اے ملکہ ہم تو آپکے گل رخسار کے بلبل ہین

ملکہ نے قریب اپنے ابریق کو بلا کر کہا کہ اے عاشق تن بلبل ہر جائی ہوتا ہے تم ابھی میرے سامنے اسطرح چہچہے کرتے ہو اور مرتے ہو دم محبت کا بھرتے ہو کچھ دیر مین ہوا پھر جائیگی پھر اور ہی نالہ اور شیون کروگے اور کسی کے دام محبت مین گرفتار ہو کر نئے فریاد زبان پر لاؤ گے مجھے تمھارے قول فعل کا اعتبار نہین اور کیونکر یقین ہو اگر حقیقت مین تم افراسیاب جنڈول کو رقیب اپنا سمجھتے ہو اور میری بہار حسن کی سیر کرنا چاہتے ہو تو مجھے رسوا نکرو میرا نام زبان سے نہ لو آہ و فغان لب پر نہ لاؤ اس افراسیاب کے فوج کو مار کر بھگادو اور اس کلجڑی گنجی یعنے ملکہ حیرت جادو کو کہ جو میرے ہوتے سلطنت طلسم کے تخت پر بیٹھی ہے ذلت و خواری کے ساتھ خوب مار کر باہر طلسم کے کردو ابریق نے کہا اے ملکہ میرا دل تجھپر صدقے اور جان میری تیرے ناخن پا پر سے نثار ہے یہ کتنی بڑی بات ہے جو تو نے کہی افراسیاب تو کیا مسخرا ہے ہم تو تیرے حکم سے سامری سے

لڑنے کو حاضر ہونا اُنکا، بیت

	ہی پرورش سخن کی تیری جہان تلک		چلنا زمین کا کیا ہی اُڑون آسمان تلک	

یہ کہکر ابرلیق پھر تلوار سحر کی بنا کر ہمراہ چلنے وقت ملکہ نے کہا لو ہم نے بھی یہ خلعت سرکار بہار کا ہی پہنے جاؤ یہ فرماکر ایک گجرا پھولون کا اپنے ہاتھ سے اُتارکر اُس نیک فرجام کے ہاتھ مین اُس لالہ فام نے باندھ دیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ لشکریون کے ہاتھ مین ایک پھول اُس گلستان سحر کا از خود آگیا کہ وہ سب اُسکو سونگھنے لگے آگے آگے ابرلیق اور پیچھے پیچھے وہ سب فوج بے طریق پھری ابرلیق نے افسران لشکر سے پوچھا بھی کہو تم سب کا کیا ارادہ ہی افراسیاب سے لڑوگے یا نہین سب نے کہا کہ ہم اس حرامی نمک کوسٹ افراسیاب کو اور اُس ٹوسٹڈ حیرت کو کیا سمجھتے ہین اُسکے تابع حکم تھے سو اب وہ بھی بات نرہی بلکہ بہار کے جان نثارون مین آج سے ہوئے اُس ملکہ کے حکم سے آپ جس سے لڑینگے پہلے ہم جان بازی کرینگے اور تلوارین مارینگے نمکخوارون کا کام یہی ہی کہ تلوارین کھائین اور عاشقون کا دستور یہی ہی کہ رضائے محبوب کے لیے سر اپنا کٹائین ابرلیق نے کہا شاباش ای جوانمردان عرصہ نبرد عاشقی یہی چاہیے مصرع این کار از تو آید و عاشق چنین کنند بہتر ہی دیر نکرو افراسیاب تو یہان نہین ہی پہلے اسی لکاتہ گیسو بریدہ حیرت بدسیرت کو تو پکڑکر سامنے ملکہ بہار کے لیچلو اور اُسیر سے قربان کرکے ذبح کرڈالو سب فوج حربہ ہائے سحر پکڑکر ہمراہ ابرلیق لینا لینا کہکر چلی حیرت بادشاہ طلسم کی زوجہ ہی اور بڑی ساحرہ ہی اُس سحر کو دیکھکر بہار کے غضبناک ہوئی مگر خیال مین آیا کہ یہ وہی بہن تیری ہی کہ کل ظلمات جو آئی تھی تو اُسکو تو نے بلایا تھا اور اُسنے کیا کیا تھی ظلمات کے قتل کی تدبیر کی آخر عیارون نے اُسکے طرفدارون نے کام اُس بیوا کا تمام کیا اور پھر تیرا گھر بھیرا ملک و مال برقرار رہا ای حیرت ذلت ملکہ بہار کی اچھی نہین تمام ناظمان طلسم پر اُسکی عظمت ثابت ہی تو بہتر ہی کہ بہن ملکہ طلسم کی ایسی زبردست ہی ملکہ بھی ایسی ہی زبردست ہوگی پس یہ سوچکر یہ تو چپکی کھڑی رہی اور جو ناظمان طلسم کہ مسحور ہونے سے بچے تھے وہ سحر پڑھکر اپنے تئین بچانے لگے اور ادھر بہار کو بھی یہ منظور ہوا ہی کہ نصف فوج حیرت کے مسحور سحر بہار یہ ہو اور نصف باقی رہے کہ مسحور شدہ لوگ اُنسے لڑین اسوجہ سے وہ ناظم مسحور نہوتے تھے اور بعض نے خاک جمشید ناک مین لگائی تھی

کہ خوشبوے گلہاے باغ سحر انکے ناک مین جو آتی تھی سو تاثیر نکرتی تھی مگر اسپر بھی یہ کہتے تھے کہ دیکھو بھائیو فی الحقیقت آج بہار جادو کے حسن کی عجیب بہار ہے ملکہ حیرت جادو اسکی لونڈی معلوم دیتی ہے کون ایسا مرد سنگ دل اور کون سی عورت ایسی سیہ قلب ہوگی جو ملکہ بہار کو پیار نکریگی بعض عورتین قریب جو بادشاہ انکے کھڑے تھے انسے کہتی تھین کہ بھی تم ہمکو بھیا کہکر سنبوگے لیکن تمھاری جان کی قسم ہر چند کہ ہم سن زیادہ رکھتے ہین اور دوست یاری اور ایسے اختلاط رگڑے جھگڑے سے نفرت و عار ہمیشہ سے ہمکو ہے مرد کی صحبت کا کیا کہنا گو وہ مزا تو نہین ہوتا مگر جی بھر جاتا ہے لیکن اسوقت خاک مین ملے یہ مزا اور آگ لگے اس اجڑے کمبخت دلکو بہار کا جوبن دیکھکر بار بار یہی جی چاہتا ہے کہ دوڑکر اسکو گلے سے لگا لین اور لپٹ کر خوب پیار کرین اور ملکہ حیرت یا افراسیاب یا اور کوئی اگر ہمکو روکے تو مارین اور لڑکے مرجالین اور جان اپنی دیدین یا اسکی جان لیلین مرد انکو جواب دیتے تھے کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو ہمارے دلکو بھی اس بہار کی صورت بھین کیسے دیتی ہے اب چاہے جان جاے یا رہے مگر اسپر فدا ہے کہ بیت

	جان جاے تو بلاسے یہ کوئی جان بچاے		عشق وہ کیجیے جسمین کوئی پہچان نہ جائے

ہم سچ کہین ملکہ حیرت جادو اسکی دشمن اور افراسیاب جادو اسکا تشنۂ خون ہے اور ہم قدیم نمکخوار اس سرکار کے ہین اور ملکہ بہار جادو اور حیرت سے مقابلہ ہے شہنشاہ کے سردارون اور عزیزون سے لڑائی رہی مگر وہان آداب عشق اور یہان پاس نمک بس اس سبب سے ہم خاموش ہین نہ ادھر بولتے ہین اور نہ اسطرف کھڑے تماشا دیکھتے ہین بھلا کوئی بھی ایسی معشوقہ پر ہاتھ اٹھاتا ہے بہار بلا حیرت کی طرف سے لڑتی ہے اگر حیرت غالب آئی اور اسنے بہار کو مار لیا تو سچ تو یہ ہے کہ ہمکو بڑا ہی صدمہ ہوگا اور اگر حیرت کو اسنے مار لیا تو ہم خوش ہونگے اور بدل اسکی اطاعت کرینگے اور بہار کے ہلاک ہونے سے ہم بھی اپنے گلے کاٹ ڈالینگے حیرت اور افراسیاب سے تو نہ لڑینگے کہ نمکحرام نہوان باقی اب اپنی جان پر اختیار ہے یہ کہکر بے اختیار رونے لگے اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھنے لگے کہ غزل

	رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ		حیرت ہے ہو نہ زلف و رخ یار سے بگاڑ
	گل سے نباہ ہے نہ ہے خار سے بگاڑ		مثل نسیم ہون چمن روزگار مین

اُس مہ کی مہربانی سے اپنی ہے زندگی	غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ
آزردہ ہیں وہ بوسۂ لب کے سوال پر	شیرینی کے لیے ہے نمک خوار سے بگاڑ
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے	زیبا نہیں ہے خادم سرکار سے بگاڑ
ای بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے	رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ
دیوانہ آج کل سے کچھ آتش نہیں ہیں ہم	مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ادھر تو کل لشکری جو کہ ہوشیار بھی تھے اُٹھی تو یہ کیفیت ہوئی تھی اُسطرف سے ابر لیق نے بڑھکر بڑے بڑے ٹکڑے پہاڑ کے بزور سحر بنا کر اڑائے اور لشکر حیرت پر گرائے یہ فرہاد منش عشق میں اُس شیرین عذار ملکہ بہار کے خود ہی جان دینے پر تیار تھے اُس آفت آسمانی کے آنے سے ناچار جان بچانے کے لیے یہ شعر پڑھتے ہوئے حربہ سحر کے باڑ کر اُس فوج کی طرف چلے کہ

بہار ہی میں موئی بچاری زیادہ رنج و محن نہ دیکھا	ہمیں غنیمت یہی ہے یارو خزان میں ہمنے چمن نہ دیکھا

ابتو دونوں فوجیں باہم ملگئیں تیغ سحر چلنے لگی ہوا اُسکی صرصر قہر بنگئی نخل جسم کٹنے لگے زنگ آہن بجائے آج بہار آئینہ جان سبزۂ زنگاری بنا ابر مرگ گھر آیا گلشن دہر میں تاریکی موت پھیل گئی تلاطم پڑ گیا باد خزانی نے نیا شگوفہ چھوڑا کہ جوان نہ بوڑھا چھوڑا جوہر تیغ گلزار کی بہار دکھانے لگے آتش شمشیر و خنجر سے گلستان حیات میں آگ لگی برق آفت سر گلزار امان سے نہ ٹلتی تھی زخموں کے چشمے اور خون کے فوارے جاری ہو گئے کمندیں سنبل باغ بنکر پریشانی دکھانے لگیں ہر رگ جان بلبل کیے سلسلہ جنگ میں نشتر بنا ہیبت بنا ہر ایک کو پہونچا نقیب اُس باغ میں بلبل بنکر زمزمہ سنج ہوئی زرہ گنبدی کا پھول بنا بخت سیاہ مبارزان زلف سنبل کا پتا دیتا داغ دل لالہ کا نشان دیتے تھے خنجر عریان شاخ گل بنی تھی زخم جسم پر برنگ گل خندان تھے ایسا خون رواں ہوا تھا کہ وہ بیابان ارغوان زار بنا تھا تیر سن سن چلکر نسیم صبا کی رفتار گلشن رزم میں دکھاتی تھی اُس حیرت کے لشکر پر گیتی تھی رگ ابر جان کے لیے نوک شمشیر کا نشتر کرتی تھی کہ خون بہاتی تھی جسقدر گلبدنان باغ پیکر نامطلم طلسم تھیں وہ خون میں شرابور ہو کر گلنار پوش تھیں راحت فراموش تھیں گنج شہیدان مقتولوں سے تھا کارزارستان چمنستان جنگ میں پھلا تھا اور علاوہ تیغ و تیر و شمشیر وغیرہ چلنے کے سحر بھی طرح طرح کے ہو رہے تھے کسی نے کسیکو جلا یا تھا کسی نے دریا بنا یا تھا منھ برسایا تھا بیر

خون پیتے تھے چوٹین چلتی تھین منتر جنتر پڑھے جاتے تھے بیرون کے آنے کے سناٹے ہوائے باغ سحر کی
چلنے کا پتا دیتی پون چلتی تھی کہ نسیم وزان تھی نارنج ترنج کے چمن ہر طرف لگے تھے انسے سوائے برنج کے اور
کیا حاصل تھا بیکار نام انکا نارنج رکھا تھا نخل تن بر رنگ چنار آتشی سحر سے جلتے تھے آفت کا سامنا تھا یہ نقشہ تھا کہ

غضب کی تھی بجلی پڑی تیغ تیز
نہ جائے امان تھی نہ پائے گریز
برستے نہ تھے تیر پر تیر اب
قضا بھیجتی تھی طلب پر طلب
اٹھے وہ تو کاندھو پہ بیٹھی اجل
چلے دو قدم گر پڑے سر کے بل
اٹھاتے قدم کو گروہ لعین
پکڑتی تھی پاؤن کو رن کی زمین
وہین تیغ نے دیکھے گردن مین ہاتھ
ڈھکیلا جہنم مین اندا کے ساتھ
وہ حاصل اجل کو تھا انمین رسوخ
بہت دب گئے زیر سنگ و کلوخ
ہوا منقطع کافرون کا ثبات
کٹی ایکدم مین دو دو زرہ حیات
امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر
بدن سے کہا جان نے اس سحر خیر

جب اس جنگ کو طول ہوا اور ہزارون ساحر حیرت کا آئین لڑکر داخل جہنم ہوا ملکہ بہار قتالہ و سفاکہ
یکہ و تنہا اس باغ مین کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اور اسنے مخمور کو جو ہاتھ سے ابریق کے چھوٹ
گئی تھی اٹھوا لیا تھا اور بڑی دیر تک سحر پڑھ کر افسون ملکہ حیرت کا اسپر سے رد کرکے اسکو ہوشیار کیا
وہ بھی صف لشکر مہرخ مین آکر ٹھہری تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی اور لشکریان مہرخ کے زبان سے
صدائے احسنت مرحبا سحر پر بہار کے جاری تھے بہار کا اسوقت یہ حال تھا کہ دست دشمن سبکی زبان سے
مرحبا مرحبا کا شور اسکے نسبت بلند تھا اور اسکے حسن پر ہر ایک جی نثار تھا حیرت نے اسوقت چاہا کہ
طبل بازگشت بجواؤن اور پھر جاؤن لیکن خیال مین گذرا کہ اب میرے پھر جانے سے کیا ہوگا جو لوگ
کہ مسحور بہ سحر بہار ہوگئے ہین وہ ہوش مین کیطرح نہ آئینگے جب تک کہ سحر بہار رد نہ کیا جائے ناچار
اب مجھکو لڑنا چاہیے کیونکہ بسبب کثرت سپاہ ابریق اور اسکا لشکر مسحور شدہ مجھ تک پہونچا نہین ورنہ
ابتک وہ سب مجھپر آپڑتے اور پھر کبتک آخر لڑتے پھرتے اگر وہ مجھ تک پہونچ گئے تو بہت بڑی ذلت کا
سامنا ہوگا بس ایسا کچھ سوچ کر انسے اشارہ کیا کہ تمام لشکر کے جو اسکے جلو مین ہمراہ رکاب تھا اسکے علم جلوہ گری کے
پرائے اور ہزارہا نقارے بج گئے اسوقت عمرو اور قران وغیرہ عیار جو سرورق کو دیکھنے آئے تھے وہ
بھی علحدہ کھڑے اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے انھون نے آپسمین کہا کہ بھائیو اب غضب کا سامنا
ہے حیرت خود لڑنے آیا چاہتی ہے اور وہ زوجہ بادشاہ طلسم ہے یقینی سحر بہار رد کردے گی اور

اور سحر کے رد ہونے سے بہار بیہوش ہو جائیگی اُسوقت مہرخ لڑنے لگے گی ایک وہی اب لڑنے
سے باقی ہی پھر وہ بھی ملکہ طلسم سے سامنا نہین کرسکتی ہان لڑائی البتہ بڑی گھمسان کی ہوگی پھر اُس سے
فائدہ ہی کیا ہی سوائے اسکے کہ ہمارے لشکر کی آئندہ شکست ہوگی اور مال بھی ضائع جائیگا بس لازم ہی
کہ عیاری کرین عمر نے کہا اچھا مین عیاری کرکے حیرت کو روکتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ کچھ فکر کرے
اور ہیون مکاری عرصہ عیاری مین دوڑائے ہنوز یہ کچھ کرنے نہ پایا تھا کہ وہان ابرق مع لاکھون
ساحرون کے حیرت کو اور افراسیاب کو گالیان دیتا ہوا لشکر کو لڑاتا لشکر قتل کرتا مارتا دھاڑتا ہوا
قریب حیرت پہونچا اُدھر مہرخ نے قصد کیا کہ اب حملہ کرکے ناظمان طلسم کے پڑاو پر جا پڑی اور اُنکے
خیام و بارگاہ کو جلادے مال و خزانہ لوٹ لے اور ہر طرف آتش فساد کو ایسا مشتعل کرے کہ جسکا
بجھانا آب تدبیر سے نہوسکے اور چار طرف سے ہر ایک کو گھیر کے پسپا کرکے جانب جہنم پہونچا دے
کیونکہ جانتی تھی کہ اب سوائے حیرت کے اور کسی مین تاب جنگ باقی نہین ہی سب مدہوش ہین
یہی وقت ہی لڑائی اپنی طرف کی بن پڑی ہی یہ سب اپنے اپنے ارادے مین تھے ہی کہ ناگاہ
آسمان پر برقین چمکین اور رنگ برنگ کی سبز و سرخ بجلیان کوندنے لگین اور موتی برسنے لگے اور
شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان کو دیکھا کہ تخت نکہت پر سوار پریزادان طلسم تخت کاندھے پر
اُٹھائے آگے آگے ولیہی تجمل کہ جیسا اکثر بیان ہوا ہی اور پس پشت اُسکے چار لاکھ جادوگر سامان
وقت اسباب ساحری سے بسرآمد ہمراہ رکاب شہنشاہ عالیشان پیدا ہوئے اور بادشاہ نے
یہ سب ماجرا ابرق کا دیکھا اور تمام لشکر کو اپنے مسحور پاکر نظر جو کی تو ملکہ بہار کو گلشن سحر مین کھڑے
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا آہ سرد بھری اور اُسی طرف چلا بس قریب پہونچتے ہی ہوش باغ سحر جو لگی
سراپاے معشوقہ دیکھکر بیچین تو ہو گیا تھا ہی ہواے باغ سحر سے اور بھی زیادہ ہواے محبت
بڑھی اور چند شعر عاشقانہ زبان پر جاری کیا **ابیات**

چنان بلند نہ شد سرو ناز پیرور او	کہ سرو ناز تو اندر شدن برابر او
ز تو بہار رخش آفت خزان دور ست	ہنوز سر نہ کشید ست سبزہ تر او
بناز عمر آن سرو شوخ را اوج قتل	چنان نکرد کہ حاجت شود بہ خنجر او
بہ نیم جرعہ کہ در بزمش اتفاق افتد	فراغت ست مرا از بہشت و کوثر او

چو گفتہاے ہلالی بوصف تازہ گلیست — ز برگ لالہ و نسرین کشید و فتراو

یہ شعار پڑھکر بہار کی طرف مسحور ہوکر چلا تھا کہ یکایک ایک طائر خوش رنگ ایک طرف سے اُڑتا ہوا آیا اور کان کے پاس سے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ ای شہنشاہ ساحران یہ باغ سحر ہی کہ جہان آپ جاتے ہین سنبھلیے اسوقت گل رخسار معشوقہ بہار کو بالکل خارزار سمجھیے ورنہ وہ آسیب خزان پہونچیگا کہ کبھی بہار ہی اس طلسم مین نہ آئیگی دشمنون کی آپ کے جان جائیگی طائر تو یہ کہکر غائب ہوا اور بادشاہ کو ہوش آگیا اور پکارا کہ بادشیدارے نمک حرامہ بڑا غضب کیا تونے کہ سب لشکر میرا مسحور کیا ملکہ بہار کا رنگ سفید ہوگیا بہار حسن پر خزان آئی غنچہ سربستہ کی طرح حمول ہوکر مرجہائی اور بادشاہ نے اُف جو کیا ایک شعلہ آگ کا نکلکر چمنستان بہار مین گرا کہ وہ گلشن جلنے لگا دل بہار چمن مین آگ لگی گل ہر ایک انگارا ہوگیا آتش گلستان ترقی پر ہوئی سنبل دھوئین کی شکل بنگئی نرگس کی آنکھ مین وہ دُھوان لگا کہ اندھی ہوگئی تخت چمن سے گل معزول ہوا فوج بلبلان نے شکست کھائی خزان کے لشکر نے گھیر لیا نہرین مثل چشم اعمی کور ہوگئین فوارے رونے لگے غنچہ بسورتے تھے گل نے گریبان چاک کیا لالہ کا دل غم سے خون ہوا سرو نے سر کو پُراز خاک کیا دم بھر مین یہ حال ہوا کہ ہوا ہی بدل گئی وہ گلشن جل گیا بدلے اس باغ نگارین کی خاک ہی خاک کا ڈھیر ہر سمت نظر آتا تھا نہ وہ سبزہ کی تراوت نہ لہلہاہٹ نہ خوش فعلی اور زمزمہ سرائی مرغان بوستان قمری ہر ایک نالہ کنان بلبل مرثیہ خوان جانوران خوش الحان مرثیہ بھی پڑھتے تو سوز پڑھتے تھے خار حال گلشن پر دلسوزی کرتے تھے یہ حال تھا کہ

مسدس

نخل ماتم ہوئے سب نخل چلی صرصر قہر
ابر اندوہ سے تاریک ہوا گلشن دہر
شام چھوڑا نہ خرابی سے نہ کوفہ چھوڑا
سبزہ تھا زنگ بے ظلمت آئینہ نہر
پہونچے اس جوش تلاطم کے ہوا شہر بشہر
طرزہ اس باد خزا نے نہ شگوفہ چھوڑا

موج سبزہ تھی کہ تلوار تھا اس گلشن مین
تیز کیا موت کا بازار تھا اس گلشن مین
پتے پتے کو کبھی صحبت خزان سے نہین
رخت گل خون سے گلنار [illegible]
جعفری جعفر طیار تھا اس گلشن مین
جو انار اسمین ہی کم گنج شہیدان سے نہین

ملکہ بہار جلنے سے اُس گلشن سحر کے بیہوش ہوئی اُسکو تو کنیزین ہوادار پر ڈالکر جانب خیام دربار گاہ

لیکن اور بادشاہ نے ڈانٹا کہ ٹھہرو تو سہی تمکو اسو دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ نعرہ کرکے آسمان
کیطرف اشارہ کیا کہ ایک ابر گھر آیا اور باران سحر برسنے لگا وہ جو ابرق کے ساتھ لوگ بخنجر تلوارین
کھینچے گالیان دیتے چلے آتے تھے وہ ایک ہی مقام پر بالکل ہوکر رہگئے اور ابرق کو بعد دم بھر کے
ہوش آیا اور جتنے سردار ناظمہ و ناظم وغیرہ تھے مع سپاہ کے سب ہوشیار ہوئے پھول جو ہاتھ مین تھے
اور گجرا کلائی مین ابرق کے بندھا تھا وہ سب پھول مرجھا گئے اور سب ساحر اپنا حال کثیر الاختلال
دیکھکر کمال ہی محجوب اور صاحب انفعال ہوئے عرق انفعال مین نہا گئے اور رنج ندامت سے
شرمندہ ہوکر سر فگندہ ایک جگہ کھڑے ہوئے افراسیاب اپنے ساتھ والون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمنے معلوم کیا یہ
آفت میرے لشکر پر کسکے سحر نے ڈھائی تھی یہ بی بی حیرت صاحب کی بہن ماہ صاحب کا سحر تھا دیکھو بہار نے کیا سلوک کیا
تھا اور قریب حیرت آکر جو دیکھا تو حیرت آنکھون مین آنسو بھر بال سر کے کھولے چپ اور سن تخت پر بیٹھی ہی
اسنے اپنے تخت پر اسکو بلا کر گلے سے لگا لیا اور کہا رنج نکرو تمھاری ہی بہن کا توکرتوت یہ تھا ای ملکہ بڑے بڑے
ساحر جو یہان تھے انکا کیا حال اس سحر مین گذرا تھا ملکہ نے کہا ای شہنشاہ آپ باتون باتون مین جوتیان نہ
مار لیجیے مین کیا جانون کہ نگوڑی بہن کیسی او زنہار کیسی ابرق وزیر آپکا البتہ بلبلایا ہوا تھا باقی اور ناظمہ تو
خوب خوب لڑین اب الگ سی صم بکم بنی ہوئی کھڑی تھین یہ ابرق تمھارا اجڑا جیتا اور بڑے ساحر اور افسر اور ساری
فوج اور تمام لشکر بہار کے عشق مین جوش و خروش کرتے میرے قتل پر آمادہ اسکو برا بھلا کہتے آتے تھے شاہ نے
کہا کسیکا کچھ قصور نہ تھا وہ سب مجبور اور مسحور تھے بھلا اب تو انسے بلا کر پوچھو ملکہ نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوچکا اب
پوچھنے سے کیا فائدہ ہی طرح ایکدن سب ملکر مجھے مار ڈالینگے اور آپ کہیے گا کہ کسیکا قصور نہ تھا قصور کیون
نہ تھا یہ بھڑوے ساحر کیون کہلاتے ہین جو ایک چھوکری کے سحر مین اس طرح دیوانے ہو جاتے ہین نام بڑا درشن
تھوڑے انکو غیرت نہین آتی اور سحر ساحری سیکھتے نہین عیش مین بھڑوے پڑ گئے ہین حرام کی روٹی کھاتے ہین
شاہ نے ابرق اور افسران فوج کیطرف دیکھکر کہا صاحبو سنا تمنے کہ ملکہ طلسم کیا فرماتی ہین اب تمھین غیرت
چاہیے ملکہ کے سامنے عذر کرو اور اپنی بیکسی اور مجبوری بیان کرکے تقصیر معاف کرالو یہ سنکے سب
سردار دوڑ کر ملکہ حیرت جادو کے آگے رو رو کے عجز و ادب عذر کرنے لگے کہ غلامونکا کچھ جرم دانستہ نہ تھا
ہم سب خود فراموش اور سحر مین بہار کے بیہوش اور بد ہوش تھے ای ملکہ یہ تو ایسا جاری سحر کا اگر ہما
سحر پہلے بہار پر چل جائیگا تو کیا مجال ہی جو وہ مسحور نہو جائے غرض یہ تو خطا معاف کرانے لگے اور افراسیاب

چار لاکھ فوج ایکر لشکر مہرخ پر آگرا اور پہلے ہی حملے مین بزور سحر سبکو مسحور کیا یعنے ایک نارنج آسمان پر مارا کہ وہ بلندی پر جاکر شق ہوا اور ایسی آواز مہیب آئی کہ گاؤ زمین کا کلیجہ یقین تھا شق ہوجائے اور یکایک آسمان سے ستارے جھڑنے لگے گویا آسمان سحر سے بادشاہ نے تارے توڑے ستارۂ قسمت لشکریان مہرخ گردش مین آیا تھا اور اُسیکا نمونہ یہ دکھائی دیا تھا کہ وہ ستارے ناچتے ہوئے لشکریون کے سر پر آگرے ہر ایک نے سحر فراموش کیا اور دم محبت شاہ جادوان بھرنے لگا اپنے اپنے سواریون سے سحر کے اثر کر رہا تھا اپنے رومال سے باندھکر ہر ایک العفو العفو اے شہنشاہ ساحران کہتا ہوا چلا اُسوقت شاہ جادوان نے حکم دیا کہ ساحران نامی جاکر بارگاہ دربار اور خزانہ دشمن پر قبضہ کرلین مگر ابھی کسیکو قتل و غارت نفرمائین بہاری اور برادر کی فوج مضطر اور پریشان ارادہ بھاگنے کا رکھتی تھی کہ یکایک لاکھون ساحر گرد اگرد چارطرف سے آگئے اور انکو محاصرہ کرلیا وہ بیچارے سب لرزان و ترسان درگاہ خدا مین دعا کرنے لگے کہ پروردگار شہرسے اس ظالم بدکردار کے ہمکو بچالے شاہ طلسم بعد اس انتظام کے چالیس لاکھ فوج کو اپنے حکم دیا کہ ان سب باغیون کو اپنے پہرے مین کرلو اور آج دن بہت قلیل ہے رات بھر انکی حفاظت کرو صبح کو سبکو راہ فنا دکھاؤنگا ہر چند کہ خلاف آئین طلسم یہ بات ہے کہ یکایک مجرم کو قتل کرے مگر مین ان سب سے ایسا جلا ہون کہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا تم لوگ عیارون سے ہوشیار رہنا اور عیار دو ایک کو مارینگے مین نے تو اتنا بڑا لشکر انکی حفاظت کو مقرر کیا ہے غرض یہ انتظام کرکے چاہتا تھا کہ مراجعت کرے اُسوقت یکایک آسمان پر آواز دنامے کی آئی اور ستارے ٹوٹکر گرنے لگے پشین خوشبوون کی آنے لگین کبھی سنہرے پھول آسمان پر سے برسے کبھی سرخ رنگ کے گرنے لگے طرح طرح کی بارش گلہاے ملون کی ہوکر موتیون کی بارش ہوئی آواز خوش آیند آئی پھر ایک آواز بہت سخت اور ہیبتناک پیدا ہوئی کہ اے بندہ خاص مین افراسیاب کچھ جھکو خبر ہے کہ ہم کون ہین تمام لشکر ناظمان طلسم کا اور ملکہ حیرت کا جانب آسمان دیکھنے لگا تو سبکو یہ معلوم دیا کہ بارش نور کی آسمان سے زمین تک ہے اور کچھ نظر نہین آتا ہے دشت و در تمام نورانی ہورہا ہے افراسیاب نے کہا کہ یہ تو کسی خداوند کی آمد کا ظہور ہے اسیوجہ سے پھیلا ہوا یہ نور ہے یہ کہکر پہلے اپنے تخت پر سجدہ کیا تمام لشکری سجدے مین گرے اور بجے بجے کا سامری کے شور مچا یا طرفہ ماجرا اُسوقت نظر آتا تھا کہ ایک عالم سجدہ مین سر جھکائے جو ٹڑ آسمان کی طرف اُٹھائے تھا گویا خداوند کی آمد نے پہلے ہی دنیا پر انقلاب کردیا تھا کہ سر نیچے ٹانگین اوپر ہر شخص تھا غرض بعد سجدہ تمام لشکر تو ہاتھ باندھکر اور یا تھون

اُٹھا کر لب بعجز و تمنا ہلاتا دہن کھولے جانب آسمان نگران ہوا اور بادشاہ تخت اپنا بلند کرکے بزد سحر کچھ دور گیا
اور عرض رسا ہوا کہ جو بزرگان دین میں سے خداوند یا انکے نائب وغیرہ تشریف لاتے ہیں وہ اگر مناسب سمجھیں تو
تشریف لائیں اپنا کفش خانہ اس طلسم کو تصور فرمائیں یہ غلام دیرینہ اور تو کچھ مقدرت نہین رکھتا مگر آنکھیں
اپنی فرش راہ کریگا اور اپنے سر پر اُس صاحب کو بٹھائیگا اس عرض کرنے سے ایک آواز قہقہے کی آئی
اور صدا پیدا ہوئی کہ ای افراسیاب ہم جب تشریف لائینگے کہ جب سوا من سونا ہمارے نام پر تو دان
کریگا ورنہ کچھ ضرور ہمارے آنے کی نہیں تو ہی خود چلا آ درشن تو اپنے ہم نہ دکھلائینگے مگر جو کچھ ہمکو
کہنا ہی وہ کہہ سنائینگے شاہ جادوان یہ سنکر نیچے اتر آیا اور ملکہ حیرت سے کہا کہ خداوند یا انکے نائب
تشریف لائے ہین سوا من سونا نذر کرنا چاہیے وہ پاس بلاتے ہین نہیں معلوم کہ کیا تقدیر غصہ مین آکر جانے ہین
تم جانتی ہو دیا لیا ہر جگہ کام آتا ہی جب نذر نیائینگے خفا ہو جائینگے بغیر دیے کام نہ نکلے گا اور بالفرض
تقدیر میری بھی نکریں تو یہ کس کام کی بات ہی کہ خداوند آئیں اور درشن بھی ندیں اوپر ہی اوپر چلے
جائیں سوا من سونا کیا بات ہی جلد منگانا چاہیے ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ ای ابریق جلد سوا من سونا لشکر
کے جوہریوں سے جاکر لے آ ابریق دوڑا ہوا گیا اور جلد جلد سوا من سونا اُٹھوا کر لایا شاہ نے اسوقت
تخت اپنا بلند کرکے عرض کیا کہ یا خداوند یہ سوا من سونا حاضر ہی بس یہ کہتا تھا کہ یکایک بجلی سے
کوندی اب جو دیکھا تو وہ نور جو چھایا ہوا تھا شگافتہ ہوا اور ایک تخت اُسمین سے پیدا ہوا کہ تمام
جواہر اعلے اور بیش قیمت اُسمین جڑا تھا اور اُسپر کوئی بیٹھا نظر نہ آتا تھا بیچ مین ایک تصویر مثل
شعلے کے جسمین چمک پیدا رکھی تھی اور گرد اُس تصویر کے جیسے شکارگاہ لڑکے بناتے ہین اسطرح ایک
چرخی لگی تھی اور اُس چرخی مین ہزار تصویرین چرخ کھاتی تھین اور جلد جلد گھومتی تھین بس وہ
تخت یکایک زمین پر اُتر آیا اور قریب اُس سونے کے پہونچکر اُن تصویرون مین سے ایک پنجہ
پیدا ہوا اور اُس سونے پر وہ پنجہ پڑا کہ اُسنے وہ سب سونا اپنا لیا اور اندر اُس تصویرون کے پہونچکر
پھر وہ سونا غائب ہوا جو کار کفار مین پھر غلغلہ ہوا اور آواز آئی کہ ای بندگان قدرت خداوند مین
ہزار شکل چرخ گردان دیکھا تمنے میری قدرت کو سبنے پھر سجدہ کیا اور کہا واقعی ہم سنا کرتے تھے کہ خداوند
ہزار شکل چرخ گردان کے سر پر چرخ ہزار شکلون کا پھرتا ہی چنانچہ جو کچھ ہمنے سنا تھا آج اُسکا ظہور ہوا
وہ سب آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے دوبارہ سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند عمر گذر گئی ہمکو

پونے دو سو خداوند کو پرستش کرتے ہوئے مگر کچھ ہماری امداد کوئی نہین کرتا خداوند نے یہ سنکر ایک صدائے
ہیبتناک سے کہا کہ ای بندۂ قدرت تیرے ایمان مین فتور آگیا ہی جلد تو یہ کر اری تو نہین جانتا کہ ایک زمانے
مین ہمسے اور راس عمر مین فساد ہوا تھا ہمارے پیغمبرون یعنے ملک مروارید سرخ پوش لال قبا
پیغمبر نے ان مسلمانون کو بہت کچھ سمجھایا اور تیرے خداوند نے حمزہ کو عرش اعلے پر بلاکر دعوت کی ساتون
کی سیر کرائی زندہ اپنی بہشت مین بھیجا دوزخ کو دکھایا جو مروے کے حمزہ کے یہان کی تھی اُنھون نے
اکر شل قباد اور مہر نگار اور شیرویہ بن حمزہ وغیرہ سب نے خداوند کے دین کی گواہی
کہ ہزار شکل چرخ گردان برحق ہی یہ سب امورات اسلیے ہمنے کی تھی کہ یہ لوگ راہ راست پر آئین
آخر جب ان سب نے ہمکو نمانا تو اور ایک حمزہ ہمنے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اُس کے ساتھ
بھی ویسا ہی سامان اور سردار ہمنے خلق فرمائے کہ جیسا سامان و سردار اس حمزہ کے ساتھ تھے اور
ہمارے اُس حمزہ کے سردارون کو پکڑ پکڑ کے چھیلیون کو اور گھڑیالون کو کھلایا کہ شاید اب
بھی ڈر کر حمزہ ہمکو سجدہ کرے اُس حمزہ نے نمانا اُس وقت ہمنے عمر کو ایسی قدرت عنایت فرمائی کہ وہ
محبوب پری چہرہ معشوقہ قدرت کی شکل بنکر قدرت کے پاس آیا اور بے ادبی کی اور قدرت نے
خود تقدیر کی تھی کہ قید ہو جائینگے پس عمر قدرت کو پکڑ کر لیگیا قدرت جب سامنے حمزہ کے گئے تو فرمایا
کہ ای ملحد ہمنے ہر چند چاہا کہ تو راہ راست پر آئے مگر تو گمراہ ہی رہا اب جلد جلاد کو بلاکر قدرت کو قتل کر
کہ قدرت دنیا کی سلطنت سے عاجز ہوکر عرش اعلے پر جائین اور اگر یہ منظور نہو تو اب بھی
قدرت کو سجدہ کر حمزہ نے نمانا اور جلاد کو بلایا بس اتنا کہنا تھا کہ دیکھا سب نے کہ ان تصویرون کے
اندر سے وہ شعلہ جو بیچ مین تھا کانپا اور آواز رونے کی آئی افراسیاب اور تمام سردار مع حیرت
نابکار کے حال پر خداوند ہزار شکل چرخ گردان کے رونے لگے کہرام پڑ گیا پھر خداوند نے فرمایا کہ آخر
جب جلاد آیا قدرت ایسے رنجیدہ دنیا مین تھے کہ یہ خوشی خاطر قتل ہونا گوارا کیکے عرش
اعلے پر چلے گئے اور کہتے گئے کہ ای حمزہ ملحد اب تو تمام عمر اسی ملحد مین رہیگا اور مین تقدیر سے
جاتا ہون کہ کسی خداوند کے ہاتھ پر راہ راست نہ اختیار کریگا اور ہمیشہ پرستاران خداوند سے
تو لڑیگا اور آپکو قتل کرکے خون بیگناہ اُنکا اپنی گردن پر لیگیا اور وہ بیچارے سب ہمارے
بہشت مین ہمارے پاس آئینگے اور تیری فریاد کرینگے اور تجکو اب جہنم نصیب ہوگا ہماری بہشت

نہ ملیگی پس یہ بد دعا دیکر ہم عرش پر چلے گئے سچ پوچھو تو ہمارا کچھ نہ بگڑا اب سلطنت باطن کرتے ہین ہوے
دوسوا اپنے بھائیون کے ساتھ شراب پیتے ہین جھپٹیان کھاتے ہین کیونکہ ہم جب چاہتے ہین جب عورت
بنتے ہین جب چاہتے ہین جب مرد بنتے ہین اسوجہ سے جسکے مزاج مین آیا وہ مرد بنگیا اور ایک بھائی
کو عورت بنالیا باہم عیش کیا جس بندے کے گھر مین جی چاہا چلے گئے وہی خلط سے پیش آیا اے **افراسیاب**
جب **قدرت** خود حمزہ سے ناراض ہو کر اور اُسکے ہاتھ سے دُکھ اٹھا کر عرش اعلے پر چلے گئے تو پھر
تیری کیا حقیقت ہی اور ایک کچھ ہم ہی نہین عرش اعلے پر گئے او حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہو کے خداوند بلکہ
دو تم خبیثہ جو پہلے خداوند تھین اور ہندریا کے بھیس مین طلسم تاریخ مین خدائی کرتی تھین وہ عمرو کے
ہاتھ سے قتل ہوئین پھر خداوند مینارہ نشین پھر لقیا سے زرین تن جو ملک فرنگ مین خدائی کرتے
تھے اُنکے بعد ملک مغرب مین خداوند ثمرات سنگکو تیسی جاگتی جوت کے خداوند ہمارے برادر مکرم معظم تھے
وہ مارے گئے سو ذکر اُنکی خدائیون کا مورخون نے لکھا ہی اور نام اُس کتاب کا نوشیروان نامہ ہی
تو منگا کر دیکھ لے ان سب خداوندون کے بعد تابوت معلق صندوق معلق شہنشاہ عطلی آباد باختر مین تھے
اسیطرح کہانتک بیان کرون **زبرجد شاہ فرعون شاہ نمرود شاہ** وغیرہ کہ جنکے پاس لقا بھاگ
کر گیا وہ سب اب عرش اعلے پر ہین ذکر انکا ایرج نامہ اور باختر وغیرہ مین ہی اے دیکھ خداوند
لقا کو کہ اپنے بندون کو سمجھاتے ہین اور اُنکے ہاتھ سے کیسے کیسے دُکھ اُٹھائے ہین جب یہ بندے
اُنکا کہنا نمانینگے اُسوقت وہ بھی عرش پر چلے آئینگے اے **افراسیاب** ہمکو اپنے بندے سب برابر
ہین ہم اُنکو پیار کرتے ہین کیونکہ ایک دن تو وہ تھا کہ ہمنے اُنکو پیدا کیا تھا اور اسیطرح اُنکی نشو و نما
کی تھی کہ جیسے مالی درخت بوتا ہی اور اُسکی پرورش سوا کرتا ہی پھر اس درخت کو کاٹتے بُرا
معلوم ہوتا ہی اسیطرح ہمکو بھی اُنھین بگاڑتے رنج معلوم ہوتا ہی اے **افراسیاب** شکر کر ہمارا کہ ہمنے تجھکو ایسا
جلال اور نعمت اور شوکت دی ہی کہ تو خداوندون کی مدد کرتا ہی اور برابر ہمارے تیرا رتبہ و مرتبہ ہی خداوند
ساحران کہلاتا ہی تیرے ہی دم سے نام سامری و جمشید زمانہ مین باقی ہی تو قدوہ خانمان ساحران ہی اور زبدہ خاندان
افسونگران ہی یہ تعریف جو بادشاہ نے زبانی خداوند کے اپنی نسبت سنی فرط عشرت سے گل گل شگفتہ ہوا اور
محبت خداوند کی ایک حصے تھی اب سو حصے ہوئے اور سر عجز سامنے خداوند کے جھکا کر عرض پرداز ہوا کہ
کہ مین ایک بندہ تخس تیرا یا خداوند ہون یہ سب تیری ہی قدرت نمائی ہی کہ جو تو نے اپنے ایک ادنی بندہ کو ایسا

کچھ رتبہ دیا ہی خداوند نے جو کچھ فرمایا نہایت درست اور بجا ہی سچ ہی کہ نالائق آدمیون سے خداوند کا
کیا کسیکا بس نہین چلتا ہی یا خداوند یہان بھی عمرو نے گرفتار کرکے ایسا ایسا سمجھایا ہی کہ جو حق تھا نصیحت کا ادا کیا ہی لیکن کسیطرح
اُنسے کہنا میرا نمانا پس معلوم ہوا کہ آپ ایسے خداوند کی پھٹکار ان سب ملچھون پر ہی یہ کسیطرح راہ راست پر آئینگے غرض ایسا کچھ سمجھا کر خداوند
نے فرمایا کہ ای شاہ جادوان ہم اب جاتے ہین شاہ نے سجدہ کرکے کہا کہ یا خداوند بارگاہ مین تشریف لیجائیے اور اپنے بندون کو دور
اپنا دیجیے خداوند نے کہا کہ ہم بارگاہ مین نجائینگے اسلیے کہ سب بندے ہمارے اسوقت ہمکو پکار رہے ہین اور ہمسے فرشتگان مقرب انکا
حال کہہ رہے ہین اور دریای رحمت ہمارا جوش زن ہی ہم تیرے سبب سے سکوت کرین اُنکی فریاد کو نہین پہونچے ہین اب جو ہم بارگاہ
مین جائینگے اور وہان وہ بندے قید ہوکر آئینگے اور ہمکو دیکھکر طالب اعانت ہمسے ہونگے پھر روبرو ان بندونکے ہمکو شرم آئیگی
ہم سبکو چھوڑ دینگے اور ای افراسیاب ہمکو کیا جب ہم اسطرف چلے تھے تو سامری اور جمشید کو رحم اُن بندون پر آچکا تھا ہم کہے جاتے
ہین کہ وہ سب بندے جو ابھی گرفتار ہوے ہین چھوٹ جائینگے اور اُنکی مدد کو لشکر بران کا آیا جاتا ہی اور اپنے مقام سے چل چکا
ہی وہ آکر آفت ڈھائیگا اور خداوند کا فرشتہ کئی بار سامری پاس آچکا ہی کہ خداوند تمھارے چھوٹے بھائی نے بہت کہا ہی کہ طلسم مین
بندے ہمارے قید ہوگئے ہین اب تقدیر اُنکی رہائی کی کردیجیے بس یہ سنتا تھا کہ افراسیاب نے کہا دیکھیے ہم تو خداوند لقا کے طرف سے
لڑتے ہین اور خداوند باغیون کی طرفداری کرتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک آسمان پر رونے و پیٹنے کی صدا آئی اور کچھ ساحر
سر برہنہ اُڑتے ہوے سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر طلسمات کے ہین پس بیقرار ہوکر پوچھا کہ ارے سچ بتاؤ کیون روتے ہوے
آئے ہو کیا سانحہ لاحق ہوا اُنھون نے کہا ای بادشاہ مہتر برق فرنگی زندانخانہ طلسمات مین گیا اور رشتے افعی سحر اور اژدر ظلماتی کو مارا
اور بران کو چھڑالیا زندانخانہ تمام برباد ہوا بس یہ سننا تھا کہ خداوند ہزار شکل نے ایک قہقہہ مارا اور کہا ای افراسیاب لقا کی
سفارش سامری نے قبول کرلی وہ تو میرے سامنے ہی پیام سلام ہو رہے تھے اب بران اپنی فوج لیکر آئیگی سبکو چھڑائیگی علاوہ
اُسکے عمرو اگر تجھکو زک دیگا کچھ بنا نہ بنے گا افراسیاب نے کہا یا خداوند اگر ایسی ہی ان مسلمانون کی آپ خداوند فرمائینگے تو پھر ہمارا
لڑنا بیکار ہی خداوند نے کہا پھر تجھے اختیار ہی خواہ لڑ یا نہ لڑ افراسیاب نے کہا فقیر آڑے بھی تو نہین بنتا اب عمرو کا تحمل ہی کر یا تو خدای نادیدہ کی
پرستش کرو نہین تو ہمسے مقابلہ کرو پھر ہم کیا مسلمان ہوجائین خداوند نے کہا پھر بنا بر پایداری اپنے دین کی تو مقابلہ کرتا ہی ہم خداوندون
پر کیا احسان ہی افراسیاب نے کہا اسوقت سب باغی آپ فرماتے ہین آ رہا ہوا چاہتے ہین بس ہاین آپ ہی کی سیوا کر رہا ہون خواہ
اُنکو چھوڑ دیجیے یا انکی حفاظت کیجیے خداوند نے کہا یہ مجھسے نہو گا افراسیاب نے اصرار کیا اُسوقت خداوند نے کہا اچھا تو افسران لشکر
مفرح کو مع مفرح کے سامنے طلب کرو اور سب پر سے اپنا سحر اُتار لے ہم انکو اپنی حفاظت مین رکھینگے شاہ نے ایسے ساحرون کو حکم دیا
کہ جاؤ افسران لشکر نمکحرامون کو لاؤ ساحر ملکہ مفرح اور مخمور اور بہار و طاؤس و زنان فرمان و زلزلہ و لرزان وغیرہ لوگ کہ سب مسحور تھے بلا کر لائے

کہ چلو ہمکو شاہ جادوان بلاتا ہی وہ سب تو آپ ہی دم محبت کا افراسیاب کے بھرتے تھے فوراً ساحرون کے کہنے سے حاضر خدمت
شاہ ہوئے سبنے دیکھا کہ تو بہ تو یہ سب کرتے ہین اور اپنے آپ مین نہین ہین بس جب وہان نئے آئے خداوند نے فرمایا کہ انکے سحر دفع
کرو شاہ نے سب پر سے سحر کو رد کر دیا اب تو ہر ایک ہوشیار ہوا دیکھا کہ افراسیاب اور حیرت اور تمام سردار اسکے اور سپاہ ایک مقام پر
استادہ ہین اور ایک تخت پر ایک شعلہ چمکتا ہی اور گرد اسکے ہزار تصویرین چرخ مار رہی ہین اور کہتی ہین نعرہ یا خداوند ہزار شکل
چرخ گردان بلند ہی بہار نے کان مین مہرخ کے کہا کہ یہ بیشک عیاری خواجہ عمر کی ہی اس وقت مناسب ہی کہ جو کچھ یہ تصویر شعلہ عیار
فرمائے اسکو قبول کرنا مہرخ نے کہا مجکو بھی کچھ طور ایسا ہی معلوم ہوتا ہی غرض یہان خداوند نے یکایک فرمایا کہ ای بندہائے
قدرت تم قید مین شہنشاہ جادوان کے تھین یہین تمپر سے سحر دور کرا کر اپنے نگاہبانی مین تمکو لیا ہی اب تمھارا لشکر سحور ہین کہ
خبردار بھاگنے کا ارادہ نکرنا اور کوئی کشتی نہ جانا صبحکو خداوند ساحران کے حوالہ کر کے چلا جاؤن اس وقت تمکو اختیار ہی مہرخ وغیرہ
سب یہ باتین سنکر خاموش کھڑے رہے اور دل مین سمجھ گئے کہ ہم سے خواجہ نے سحر دفع کرا دیا ہی اب وقت پا کر دست و پا
ہلانا اور نکل جانا غرض یہان خداوند نے فرمایا کہ ای افراسیاب اب ہمارا اسطرح ظاہر یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہم
غایب ہوتے ہین اور ان باغیون کے آج کی رات تو محافظ رہیے صبح کو تجھے اختیار ہی خواہ تجھ سے کوئی چھڑا لے یا تو انکو قتل کر
خداوند سے کہا اب تو بارگاہ مین چلتے کیسے تھے کیا نہین آپ یہان جائینگے شاہ نے کہا پھر کچھ تبرک اپنے دست پاک سے
ہمکو ملے تا کہ ہم عمر اپنی زیادہ پائین مال و دولت حکومت کی ترقی ہو خداوند نے فرمایا اچھا کچھ شراب اور شربت منگواؤ ہم اپنے
اگیاری کی خاک اسمین ڈالدین سب فرزن کو تقسیم کرا اور آپ بھی پیے جو جس کی مراد ہوگی وہ پوری ہوگی عورت جو
پیے گی بارہ برس کی ہو جائیگی جسمین یہ تاثیر ہیگی اپنے سے ہزار قدرت پائیگی مرد جو پیے گا مانند جوان سو استری سے بھوگ
کریگا اور ماندہ نہوگا اور عمر اسکی ہزار برس کی ہو جائیگی یہ سنتا تھا کہ شاہ جادوان نے کئی خم شراب کی اور کئی مٹکے شربت کے
منگوائے خداوند کے مٹکے قریب اپنے منگوا کر پنجہ قدرت اپنا شعلہ کے پاس سے نکالا سبنے دیکھا کہ ایک پنجہ نہایت
ہی خوبصورت ہی کہ پتلی پتلی انگلیان جیسے اچھے خوشنویس کے ہاتھ کا قلم ہوتا ہی ویسی ہی ہر ایک انگلی ہی اور مہندی
ہاتھ مین لگی ہی چوڑیان خداوند پہنے ہین بس وہ پنجہ جب نکلا ایک بہت بڑا پڑا تھا اس پڑے کو اسنے مٹکی
مین ڈالدیا اور اسیطرح شراب کی خمون مین بھی خاک اگیاری کی ڈالی گئی اور ان اوسمین سے اول دو جام افراسیاب
نے پیے اور دو حیرت نے پھر تو صورت نگار اور برق کوہ شگاف اور اسیطرح ناظمہ در بند اور زاغمان ملک نے
شربت اور شراب نوش کی کچھ دیر کے بعد اسمین ترنگ لگی ایک نے دوسرے کے سر سے ٹوپی تاج پگڑی اتار لی
افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ ای ملکہ اس وقت تو مردین اور مین عورت ہون خداوند کی قدرت کا تماشا دیکھون اور ای ملکہ

جفتی کہا ملکہ نے کہا ای شاہ تم کہتے کیا ہو مین تو مرد ہو گئی ہون تم خداوند سے کہکر اپنے تئین عورت بنوالو تو میرے پاس آؤ بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا تھا کہ خداوند سے کہے مجکو عورت بنا دیجیے بس چلا تھا کہ طمانچہ بیہوشی نے مارا سر نیچے ٹانگین اوپر ہوگئین حیرت دوڑی کہ ارے عورت بنا نہین اور ابھی سے لیٹا جاتا ہی بس اسکا دوڑنا تھا کہ یہ گر ہی تھا کہ لگا لگ گیا جتنے افسران فوج اور ناظم وغیرہ تھے سب بیہوش ہوکر گرے اور خداوند نے یکایک تخت اپنا بلند کرکے شعلہ کو اور مہرخ کو غائب کیا اور تخت پھر نیچا کرکے یکایک اپنے تئین ظاہر کیا اور نعرہ کیا کہ منم عمر بن امیہ زمری ای مہرخ کیا میرا کھڑی منھ دیکھ رہے ہو بس یہ سننا تھا کہ ساحران نامی نے نارنج ناربل ترنج گولے فولاد کے مارنا شروع کیے اور عمر نے خنجر کھینچکر بیہوش شدہ کے سر کاٹنا شروع کیے جو لشکر کہ بیہوش ہوا تھا وہ تلوارین پکڑ کر دوڑا اُدھر سے لشکر مہرخ تو راہ ہو چکا تھا ہی وہ بھی نعرہ اپنے مالکون کے سنکر حربہ سحری پکڑکر آ گرا اور لگی گھمسان کی مار ہونے دم بھر مین سیل خون جاری ہوئی شور و غوغا تا بگنبد آسمان پہونچا جدھر سنیے شور آتش بلند تھا جدھر دیکھیے لاش بالاے لاش اور مردہ پر مردہ ترب رہا تھا تلوار ہی تلوار علم تھی گویا تیغ ہی کا عالم تھا ایک عالم بیدم تھا ضرب تیغ نقد جان پر پڑ رہی تھی روح روان کے سکہ کا چلن تھا دنیا ٹکسال بادشاہ مرگ کی تھی کہ ابیات

دہان تھے جو سب بانیے دشمنی
کمانون سے تاصف فوج قدیر
عمر نے دہان پرنہ کی اعتنا
رکھا ہاتھ جب قبضہ تیغ پر
کہ اکہ کافر و خلد مانگو امان
چڑھے منھ پہ تلوار کے جنگجو
کہین تیغ چمکے کسی جا سنان
پہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر

قیامت کی تھی محو تیر افگنی
روان تھا ہم تیر کے بعد تیر
بڑھا کہ کے تکبیر بہر وغا
قضا یہ پکاری سوے اہل شر
سرک جاؤ سر کی نہین خیر کمان
لگے کٹنے مرنے جری جا رسو
کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان
یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا
بھرے تھے قتیلون سے سب دشت و در

جری سب تھے خون مین نہائے ہوئے	اگر جیتے تھے گھوڑے اُٹھلائے ہوئے

عمر نے اُسوقت جست کر کے قریب افراسیاب آکر چاہا کہ ایک پتھر مار کر کام اُسکا تمام کرے اُسوقت
چند پتلیان پریزادان طلسم شہنشاہ کہتی ہوئین پیدا ہوئین اور بادشاہ کو اُٹھا کر لے چلین
اور چند پریون نے آکر حیرت کو بھی اُٹھایا اُسوقت سرداران بیہوش شدہ کو فوج اُٹھا کر
سوئے فرار لائے دلیرون نے تعاقب کیا پڑاؤ پر بھی پڑنے ندیا مال و اسباب خزانہ بازارین
سب لوٹ لین خیمون مین آگ لگادی لیکن پتلیون نے لاکر حیرت کو ایک مقام پر ہوشیار کر کے
عرض کیا کہ واری اسطرح آپ بیہوش تھین ہم کنیزین نہ اُٹھا لاتے تو دشمن ہلاک ہوجاتے
ملکہ یہ سُنکر وہان سے رنجیدہ خاطر اُٹھے اور قریب اپنی بارگاہ کے جب پہونچے ہنگامہ کا بازار
گرم دیکھا نعرہ کیا کہ باشیدا سے نالائقان تمنے یہان بھی پیچھا نچھوڑا مہرخ وغیرہ نے جو
حیرت کو اُسجگہ دیکھا طبل بازگشت بجوادیا اور بفتح فیروزی مراجعت فرمائی اور اپنی
بارگاہ مین آئے سردار بھی داخل خیام ذوی الاحترام ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے
عمر بھی بارگاہ مین آیا مہرخ سے مژدہ سُنایا کہ ای ملکہ تم رنجیدہ نہو بلکہ خوشی کرو برق فرنگی
زندہ ہی اور اُسنے جاکر زندان ظلمات مین ملکہ بہاران کو قید سے چھڑایا ہی اب وہ اور بہاران
دونون ملکر یہان آیا چاہتے ہین اس خبر کے سُننے سے ملکہ مہرخ نے سجدۂ شکر خدا ادا کر کے
حکم ترتیب انجمن عشرت دیا ساقی و مطرب حاضر ہو کر داد عیش و نشاط دینے لگے یہ سب سردار تو
بعشرت تمام تر یہان ٹھہرے اُدھر برق فرنگی جو بہاران کے پاس سے روانہ ہوا تھا اول لشکر ناظمان
نورافشان کی طرف آیا وہ فوج لیکر چل چکے تھے برق نے اُنسے آکر راہ مین ملاقات کی
اور جو کچھ پیام ملکہ نے دیا تھا وہ سب بیان کیا تمام شاہان قلعہ طلسم غصہ ملکہ کا دریافت کر کے
ٹھہر گئے اور کہا ای برق اسی وجہ سے تو ہم بغیر تشریف لائے ملکہ کے لڑنے چلے تھے کہ
آپ آگئے برق نے کہا اچھا اب اتنا تم توقف کرو کہ ملکہ سحر کرنے گئی ہین وہ آلین تو جانا اور مقابلہ
کرنا اُنھون نے کہا کہ ملکہ اور زیادہ آزردہ ہونگی برق نے کہا ابتو آہی گئے ہین اگر آزردہ ہین
تو ضرور ناراض ہونگی اور اگر خوش ہین تو ہونگی جہان اتنا توقف کیا ہی اور توقف کرو اب
خلاف رائے ملکہ پیش قدمی کرنا اچھا نہین غرضکہ یہ کہنے سے برق کے انتظار مین ملکہ ایک مقام پر ٹھہری

حال اُسکا بیان ہوگا کہ بروقت ٹوٹنے پل پریزادون کے یہ سب کیا جانبازی کرتے ہین اور
افراسیاب کو جو پریزادان طلسم لیگئین صحرا مین لیجاکر ہوشیار کیا یعنی ایک پری نے رنگ مُنھ پر
افراسیاب کے چھڑکا اور ایک پری نے زانو پر اپنے سر رکھ لیا اور ایک پاؤن دبانے
لگی آنکھ افراسیاب کی کھلی اُٹھ بیٹھا پوچھا کہ تم کیونکر مجکو لائے اُنھون نے عرض کیا کہ ای
افراسیاب وہ موا عمر آپکو قتل کیا چاہتا تھا لشکر ہر چند لڑ رہا تھا مگر بہت بڑے خوف کی جگہ تھی
کہ اُدھر تو سارا لشکر نارنج ترنج آپکو تاک کر مار رہا تھا اور اِدھر وہ عیار تیر لگاتا تھا ہمنے بخیال
اسکے کہ آپکے دشمنون کو کوئی مضرت نہ پہونچے وہان سے آپکو اُٹھا لیا اور یہان لے آئے بادشاہ
یہ سنکر اُنکو رخصت کردیا اور آپ وہان سے بغضب تمام تر جانب باغ سیب گیا کہ اور کوئی تدبیر
ان نمک حرامون کی کرون یہان ملکہ حیرت جب فوج مہرخ کے پاس آئی تو اُسنے بارگاہ اپنی دست کرائی
اور لشکر فراری کو جمع کرایا آپ داخل بارگاہ ہوئی مگر فرط رنج سے ناچ گانا سب موقوف کرایا آخر
سرداران فوج نے آکر عرض کیا کہ ای ملکہ رنج آپکا جاسے ہی بیجا نہین لیکن ہم جانبازون نے
بھی تو کوئی دقیقہ جان نثاری مین باقی نہین رکھا اور اب سحر اپنی اپنی خوب چاق وچست
کرتے ہین جتگاتے ہین اگر سامری نے چاہا تو ان باغیون کو مارے لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین
اور یہ بھی مقدمات تقدیر کے ہین نہین معلوم سامری کو کیا منظور رہی کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ جاتی ہی
دیکھیے شہنشاہ نے آتے ہی سب باغیون کو قید کرلیا تھا اُسوقت عمر ہزار شکل بنکر آیا اور
دُھوکا دیکر لے گیا ای ملکہ ہم یہ حیران ہین کہ یہ ایسی صورت کیونکر بنجاتا ہی ملکہ نے کہا کہ اُسکے
پاس بھی ایک تخت ایسا ہی کہ وہ اُڑتا ہی اُسی تخت پر وہ سوار ہوکر اور گلیم اُوڑھکر یہ شعبدہ بناکر
اُس شعلہ پر چرخ لگاکر آیا اور حقہ ہائے نفتی اُسنے مارے کہ جسکے سبب سے آگ برسی
اور موتی اُسنے برسائے بعض حقون مین سے آواز پیدا ہوتی ہی اُنکے شق ہونے سے
دنا ٹا ہوتا ہی وہ اُسنے شق کیے اور اندر اُن حقون کے خوشبو بھری تھی اور روغن ایسے ایسے
اُسکے پاس ہین کہ اُسکو آتشبازی کے مہتاب کی طرح جب وہ کام مین لاتا ہی نور ہی نور پھیل جاتا ہی
بس یہ کرشمہ اُسنے اپنی عیاری کا ہمکو دکھاکر فریب دیا سردارون نے عرض کیا کہ افسوس ہی
ہم اُسکی ان باتون سے آگاہ ہین اور فریب کھاتے ہین ملکہ نے کہا جب سے وہ طلسم مین آیا ہی

بہت سی اُسکی ایسی باتین کہ ہم اُس سے آگاہ ہوئے ہین لیکن وہ ہمیشہ نئے طرز پر عیاری کرتا ہی
اور ہم آگاہ جو ہوئے ہین اسوجہ سے اب اتنا ہوا ہی کہ ہم پہچان جاتے ہین بعض وقت مین
کہ یہ عمر ہی یا کوئی اور عیار ہی ورنہ پہلے تو ان سوئے عیارون کی شناخت نہو سکتی تھی یہ ہمارے
لشکر کے عیار پہچان نہون کہ ٹوٹی پھوٹی عیاری اُنکو یاد ہی وہ بھی کبھی کبھی بن پڑتی ہی یہ
عیار سوئے بلائے بد اور آفت روزگار ہین اگر یہ طلسم مین نہ آتے تو اب تک کب کا شہنشاہ
تمام باغیون کو قتل کر چکتے خیر اب دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہی غرض کئی سو سردارون کی اسنے
ناظمان دربند کی خطائین معاف کین اور اُنکو دربار مین آنے کی اجازت دی پھر ساقی و مطرب
طلب فرما کر مشغول عیش و نشاط ہوئے اِدھر ناظمان دربند نے دل مین اپنے خیال کیا کہ واقع مین
غصہ ملکہ کا جا سے تھا ہمکو غیرت لازم ہی اب ہم بھی عمدہ عمدہ سحر تیار کرین کہ جنکا کوئی جواب
ندے سکے دیکھو اُسطرف کے ساحرہ کیسی جانبازی اور سر فروشی اپنے مالک کے ساتھ
کرتی ہین اور میدان کارزار مین گو سے سبقت لیجاتی ہین پھر جو وہ ہین وہی ہم ہین وہ بھی
اسی طرح قلعہ دار اس طلسم کی تھین اور ملازم بادشاہ تھین اب شریک عمر ہو گئی ہین لیکن یہ
اُنکی محنت کا نتیجہ ہی کہ اُنکو معلوم ہی کہ ہمسے لڑائی ایسے بادشاہ سے ہی کہ جو خداوند ساحران ہی
پھر ایسی محنت کرین کہ بادشاہ سے نہین تو اوسکی فوج سے لڑنے کے قابل تو ہو جائین غرض
ایسا کچھ سوچکر بعض شاہزادے چشمہ سامری مین نہانے اور سحر تیار کرنے روانہ ہوئے
اور بعض شہر دالدود کی طرف بعض الاؤ پر جمشید کے بعض بیابان ہستی کی طرف چلے اور
بعض نے یہین سنترون کی جاپ شروع کرائی بنگالی کا نور و دیس کے ساحر دریا کے کنارے
بیٹھے کر وہ دو مچھا کر سحر جگانے لگے ہوم خانے درست ہو گئے بھٹیین چڑھنے لگین جھٹکے ہونے لگے
یہ سب تو اب سحر درست کرتے ہین اور دونون لشکر اُترے ہوئے ہین اُدھر برق فرنگی بھی
لشکر مین اپنے آکر داخل ہوا ہر ایک اسکو دیکھکر نہایت خوشنود ہوا مہرخ نے گلے سے لگایا
بہار نے تصدق اُتروایا مخمور گلے مین باہین ڈالکر رونے لگے کہ بھیا تمھاری صورت
ہمکو پھر خدا نے دکھائی ہزار ہا روپیہ کا صدقہ اُتر گیا عمر نے سب سردارون سے کہا کہ ارے
تم سب کیون مال کو ضائع کرتے ہو جو کچھ دینا ہو مجکو دے ڈالو کہ مین خانہ کعبہ مین

بھجوادونگا وہان عورات غربا اور مساکین مومنہ کو تقسیم ہوجائیگا سب عمر کی باتون پر ہنستے
تھے برق کو بہت بھاری خلعت سبنے دیئے عمر نے کہا لا بیٹا مین اپنے پاس رکھ چھوڑون
عید بقرعید کو پہننا تو خراب کر ڈالیگا برق نے سردارون سے اشارہ کردیا کہ انھون نے عمر کے
سامنے پھر کچھ ندیا مخفی طور پر مالامال کردیا عمر کو بھی بہت کچھ ملا عمر نے کہا اب مین تلاش برّان
مین جاتا ہون برق نے سب حال زندانخانہ کا کہ اسطرح مجکو افراسیاب نے قید کرکے
بھیجا ایسا مقام صعب ترمین نے دیکھا اختر کے سبب سے راہ مین کچھ ضرر نہ پہونچا آخر یون
افعی اور اژدر کو مار کر ہم نے برّان کو چھڑایا اب برّان اپنا سحر تیار کرنے گئے ہین آپ کو
نہ ملینگے نہین معلوم کہ کس صحرا مین اپنے طلسم کے ہونگے آپ توقف فرمائیے عمر یہ سنکر ٹھہر گیا اور
کہا اچھا پھر جبتک ادھر ادھر کی سیر ہی کرین غرض یہ عیار ایک جا تو ٹھہرتے نہین ہین اپنی فکر مین
کبھی بارگاہ مین کبھی صحرا مین کبھی لشکر دشمن مین آتے جاتے ہین کہ حال انکا بیان ہوگا مگر اب اس
ذکر کو یہان پر چھوڑ کر حال ملکہ برّان شمشیر زن بیان کیا جاتا ہی کہ ابیات

ذرا اب سنو سحر کی داستان — یہ لکھتا ہی راوی شیرین بیان
ظفر کا ہی پھر رخ کے پھر بند و بست — مبارک ہو حیرت کو کامل شکست
ذرا ہان سنانِ زبان پھر سنبھل — کہ تاکے ہی کفار کو پھر اجل
ہوا صید لاغر سے جو دل نہ سیر — نیستان مین پھر گونجتے ہین یہ شیر
کسی صید پر پھر کرینگے یہ چوٹ — شکار افگنی پر نہایت ہین لوٹ
سنبھل اب زبان قلم پھر ذرا — کہ لکھنا ہی مجکو نیا ماجرا
سخن مختصر ملکۂ خوش صفات — وہ برّان عالی گہر نیک ذات
روان جب ہوئے برق کے ساتھ سے — تو دل مین خیال اسکے یہ آگئے
کہ چلیے سوے گنبدِ سامری — ملے واں سے تحفہ تو ہو بہتری
ہوئے یہ روانہ اسی سمت کو — یہ تھا دل مین دشمن کو مہلت ندو

ملکہ مذکور ایک آن واحد مین سناٹا مار کر اپنے طلسم کی سرحد مین پہونچی اور قلعۂ ہفت رنگ مین
نہ گئی کہ عرصہ ہوگا راہ کاٹ کر اسی سمت کی راہ لی کہ جہان گنبد سامری بنا ہی اور ٹھہو اس مقام پر

روح سامری کا ہوتا ہی حیرت بھی اپنے طلسم کے حجرے ہفت بلا کوٹھی کرکے انگوٹھی جمشید کی
لینے گئی تھی وہ مقام جمشیدی تھا لیکن اسی کے متصل ایک مقام ہی کہ اُسی جگہ کو گنبد سامری
کہتے ہین اول زمانہ مین طلسم ہوشربا اور نورافشان اسطرح ملا ہوا تھا کہ ایک ہی طلسم تھا اور
حاکمان طلسم ہوشربا اور نورافشان سے دوستی کا برتاؤ رہتا تھا نورافشان طلسم اتنا بڑا
نہین ہی کہ مقابل طلسم ہوشربا ہو اسوجہ سے حاکمان طلسم نورافشان بادشاہ ہوشربا سے
مغلوب رہتے تھے اور خراج لیتے تھے اتنا بڑا بادشاہ کوئی طلسمات کا کاہے کو تھا کہ جیسا بادشاہ
لاجین تاجدار جادو طلسم ہوشربا کا تھا اُسی بادشاہ کو گرفتار کرکے افراسیاب نے حکومت
طلسم لی ہی اور شہنشاہ ساحران بنا ہی اسکے ساتھ بھی وہی طریقہ تمام شاہان اطراف
طلسم نے کیا ہی اور سبنے اطاعت اختیار کی ہی اور کوکب بھی پیر بھائی اُسکا تھا اور ہمیشہ اسے
دبتا تھا اور عمر کے باعث سے اُسنے سرکشی کی ہی حاصل مطلب یہ کہ طلسم نورافشان سے بھی
راہ جانے کی بیابان ہستی اور الاؤ جمشید کی ہی اور گنبد سامری پر جانے کی بھی راہ ہی جب
کوئی اس طلسم سے چلے تو بیچ مین یہ مقامات مذکور ملینگے اسکے بعد طلسم ہوشربا ملیگا اور
جو کوئی طلسم ہوشربا سے چلے تو اول یہ مقامات ملینگے اسکے بعد نورافشان ملیگا بس برّان کو
پہلے ہوشربا سے نورافشان مین جانا پڑا اور پھر اتنا چڑھکر مغربی دروازہ طلسم کی طرف سے
چلی کہ اب پہلے بیابان ہستی اور صحراے عجائبات اثناے راہ گنبد سامری مل لین تو ہوشربا
مین پہونچے غرض یہ مسافرہ صحراے نیرنگ و عجائبات و سیاح دشت افسون و غرائبات
جب سرحد طلسم پر اپنے مغرب کی طرف کے پہونچے تو اُدھر سے پھر عازم ہوئے کہ اب
گنبد سامری پر جاؤن اور اُدھر سے پھر ہوشربا مین چلی جاؤن گی چنانچہ سرحد طلسم سے اپنے
آگے بڑھی ایک دشت ہول خیز و وحشت انگیز مین گذر ہوا یہ پروردۂ مہد ناز و نعم وہ صحراے
پر آفت و ستم ہوش و حواس اُس دشت کو دیکھکر اُسکے بجا نہ رہے مگر دل کڑا کیکے کہ خداے تعالیٰ
میرا نگہبان ہی آگے کو روانہ ہوئے ہر قدم پر صدا سُنائی دی کہ اے جانے والے اِس جنگل مین
کوئی بھولے سے بھی قدم نہین رکھتا ہی مسافر خیال بھی گذر نہین سکتا ہی کیون اپنی جان حزین
پر ستم کرتی ہی بازگشت ہی تیرے لیے بہتر چارا ہے او نوجوان یہ بڑے غضب کی جا ہی ملکہ نے

اِن باتون کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور قدم ہمت آگے بڑھایا یہ حال نظر آیا کہ منزلون تک زمین مین جادو و نیرنگ کے فرش تھے جو بلندی تھی وہ اپنے خیال مین ہمسر عرش تھی ہر طرف آگ کے دریا بہتے تھے شعلہ تا بفلک جاتے تھے خیال کرنے سے پانؤن مین وہم کے چھالے نکل آتے تھے

زبانہ شعلہ تا بفلک سر کشیدہ شعر

زمین آگ کی آسمان آگ کا	جدھر دیکھیے آگ سمان آگ کا

جو غار تھا دعوی انا جہنم کرتا تھا اپنے جلال سے انسان کو کیا ملک کو بیدم کرتا تھا جو بگولہ دشت مین اُڑتا تھا وہ ایک سیل آتش کا بنجاتا تھا اور اُسمین سے دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا مردے جو ساحران نامی کے مرگئے تھے وہ اِس دشت مین نظر آتے تھے اپنی اپنی کیفیت سُناتے تھے انگارے اُچھالتے تھے اور کھاتے تھے سامری کے نام پر جو بہشتی ہو کر مرگئے تھے اُنکا اُسی دشت مین گذر تھا ہر ٹیلہ اور ٹیکرے پر شگاف آگ کے بنے نظر آتے تھے پھر وہ غول بنجاتے تھے ابھی زمین پر پانؤن رکھا ابھی پانؤن کے نیچے دریا ے سبز رنگ پیدا ہو گیا آگے چلنا دشوار ہوا اُس دریا مین غوطہ کھایا پھر کسی نے بازو پکڑ کر کنارے پر پہونچایا پھر جو قدم اُٹھایا اپنے تئین دہن اژدر مین پایا جان سے ہاتھ دھویا اپنی بیکسی پر آنسے والا خوب رویا پھر جو آنکھ کھولی نہ اژدر دیکھا نہ دشت و در دیکھا مگر ایک مختصر سا ویران گھر دیکھا کہ نی کا جھوپڑا سنئے ڈھنگ کا بنا ہی دیوانہ در وحشت کا گذر آرام اُس سے منزلون دور ساکن اسفل السافلین بھی نفور جو کوئی مقام مکان کی طرح کا پایا اُسکی چھت اچھت عائب دیکھی کو ٹھر ہان ڈھی ہوئی نظر آئین کہین دو چار گز کا چبوترہ چار پانچ پتھر کا اور پرانے بانس کا چھپر جُھکا ہوا پڑا مگر اُسمین سے بونڈ لا اُڑ کر بلا بنجاتا اور پکارتا کہ کوئی ابھی نہین آیا سامری نے بسر اکھانا نہ بھجوایا بہت بھوکا ہون اِس گھر کے مہمان کے خون کا پیاسا ہون پہونچنے والا وہان کا حیران رہتا ہی کہ اِس بلا نے ایک ہی نوالہ کیا اِس بیچارے نے تن بمرگ دیا پھر خدا نے بچایا آنکھ کھلی تو اپنے تئین ایک باغ مین جادو کے پایا کہ ہر بتا اُسکا اعجاز تھا ہر شاخ مین جادو کا ساز تھا آہ رسا سے بڑھکر ہر ایک شمشاد قمری کو کلیجا کھانے کی ترکیب یاد دیدہ رنگ فشان ہر ایک نہر لہر اُسکی خدا کا قہر سبزہ وہان کا زہر غم جانکاہ گل وہان کا عندلیب

جان کے لیے خار خدا کی پناہ نخل کی تجنیس خطی نخل چوب تابوت ہر اک شاخ کف افسوس ہر اک برگ نیا سامان اور ساز و برگ خارون سے خلش پیدا گلون سے دشمن کے بو پیدا نرگس مین رنگ چشم عدو ہویدا سرکشی سرو لب جو کو آتی پھول وہان کے سیاحون کے حق مین کانٹے ہوتے مرغان چمن نوحہ و شیون کرتے حال سیاران باغ پر روتے مسدس

بیہ لبریز شرارون سے ہین مانند چنار
شاخ عرعر ثمر بے ثمری سے پر بار
فاختہ صورت منصور تو شمشاد ہی دار
یہ صنوبر کو لگا گھن کہ ہوا سوکھ کے خار
راہ وحشت ہی مین جم جاتے ہین ہر بار قدم
بید مجنون سے بھی بڑھکر ہین قدم چار قدم

ہو ہی سے نہ کبھی شکل بہی جلوہ نما
سیب کو دیکھو تو آسیب کا دیتا ہے پتا
رنج نارنج سے حاصل ہے یہ حاصل ہے مزا
منھ لگائے کوئی میٹھے کو تو کھائے کھٹا
خون انگور کے دانتون سے ٹپکتا ہے یہان
تاک میخوارون کا کانٹا سا کھٹکتا ہے یہان

کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور
نالہ کش نخل یہ ہین دار پہ جیسے منصور
نوک ہر خار زبان ارنی گوے سر طور
لب شیون سے گل شمع تجلے کا ظہور
نالہ جب کرتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین
ہر شرر مین یہ فلک دم مین جلا دیتے ہین

ملکہ بہار اس باغ مین جب پہونچی بلبل روح اسکی قفس تن مین گھبرائی کہ یکایک ایک آندھی سیاہ آئی چار طرف سے لیجیو گھیرو پکڑیو کا شور ہوا اور ایک نہر کا پانی تلاطم مین آیا خدا کی پناہ وہ طوفان بپا تھا کہ طوفان نوح بھی ایسا نہو گا بعد اس طوفان کے ایک دیو تو ہیکل اس نہر سے نکلکر اسکے قریب آیا اور پنجہ قوی جانب اسکے بڑھایا منھ پھاڑ سا کھولدیا اسکو نگلجانا چاہا ملکہ نے چاہا کہ اس سے مقابلہ کرے مگر اپنے بزرگون کی زبانی سنتی چلی آتی ہے کہ بیابان عجائبات مین جب قدم رکھے تو وہان کی بلائین سب فرشتے قبر سامری کی پجاری ہین اُنسے کوئی لڑ نہین سکتا چپکا کھڑا رہے وہ جیسا چاہین آزار پہونچائین دم نہ مارے جب یہ سب مصیبتین جھیل جائیگا تو گنبد سامری پر پہونچیگا اور اگر ذرا بھی ہاتھ پانون ہلائیگا تو ان بلاؤن کا طعمہ ہوگا کشتی جان اس گرداب بلیات سے ساحل مراد پر نہ پہونچائیگا اور وہی شخص وہان جانیکا قصد کرے جو کوئی تحفہ اس گنبد کا پہلے سے اپنے پاس رکھتا ہو

دگرنہ غیر شخص نہ جاسکیگا وہ تحفۂ اول گویا نشانی ہو کہ یہ ایسا عاشق نام سامری ہو کہ باوجود مصیبت
اُٹھانے کے اور ایک بار یہان آنیکے پھر بھی خداوند کے درشن کا مشتاق ہو کر یہان آیا ہو
اُسکو گنبد تک پہونچانا چاہیے پس یہ اِس ملکہ کو معلوم تھا اِسوجہ سے خاموش کھڑی رہی ۔
وہ دیو اُسکو پکڑ کر دہن مین رکھکر نگل گیا کچھ بیان نہین ہو سکتا ہو جو اُس محبوبۂ نازک
اندام کے جسم نازک اور روح لطیف پر صدمہ گذرا وہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر جانا
وہ اُس دیو کی شکل مہیب وہ اُسکے مُنھ مین جاکر زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اِسطرح کا انسان
خواب دیکھے تو یقین ہو اُس خوف سے سونا ترک کردے اور لیٹے تو اِس خیال مین کہ چیل اُچھل
پڑے اُس آرام جان عاشقان نے اُس مصیبت مرگ کو بھی اپنے اوپر اختیار کیا لیکن
خلاق طلسم عالم نے پھر خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا یعنی بسبب اُس اختر مروارید کے
جو اُسکے پاس ہو شکم دیو مین زندہ رہی اور آنکھ جو اُسکی کھلی نہ وہ دیو دیکھا نہ وہ باغ
نظر آیا ایک دشت پُرخار و مردم آزار کوسون تک کا چٹیل میدان نظر آیا کہ ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران　　ہزارون جسمین تھا آسیب سامان
درازی اُسکی سرحد عدم تک　　نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک
مصیبت زا بہ شکل ہجر جانان　　زیادہ قلب مضطر سے پریشان
تہی راحت سے مثل بخت مجبور　　امید زیست اُس سے منزلون دور
وہان تقدیر نے اُسکو بلایا　　فلک نے اور ہی کچھ کام چاہا
کہ یعنی وہ اسیر دام تقدیر　　تمنا جسکی تھی شایان تعذیر
تعجب سے سر بزانو ہوئے تھی　　رخ گلگون کو آنسو دھو رہے تھی
طپش دوزخ کی پیدا تھی زمین سے　　عرق بہتا تھا اُس مہ کی جبین سے
چراغ حسن مشتاق فنا تھا　　کوئی دم کا وہ جلوہ دے رہا تھا

دیکھا کہ لُون کے جھونکے آتے ہین چراغ زندگی کو بجھایا چاہتے ہین درخت سر جھاڑ مُنھ پہاڑ
بنائے کھڑے ہین گویا بلائین زمین سے اُگی ہین نئی گردش فلک کی ہو کہ ہر قدم پر آزار ہو
ہر جگہ فرش خار ہو کانٹے تلوؤن سے بار ہوتے ہین پشت پاتک فگار ہوتے ہین اُس

آسمان حسن کے ستارۂ قسمت کو فلک نے خاک مین ملایا تھا خاک صحرا سر پر جمگئی تھی
پوشاک بھی ملگجی ہوئی تھی پتلا پسینہ کا زمین پر پہنچاتا تھا یہ خاک پھانکتی بدحواس سایۂ
درختان ڈھونڈھتی ہوئی چلی جاتی تھی کہین سے شیر کے ڈکارنے کی آواز آتی تھی کہین
کوئی بلا زمین سے نکلکر ڈراتی تھی اژدہے منھ کھولے بیٹھے تھے زہر اُگل رہے تھے
فلک سے آگ برستی تھی زمین لوہے اور تانبے کی طرح تپتی تھی اسی عالم مین یہ چلی
جاتی تھی کہ یکایک ابیات

بشکل ابر اُمڈی بجھ سیاہی ‏ لگے فریاد کرنے مرغ و ماہی
ہجوم اشک سے دامن ہوا تر ‏ بہت سینہ مین تڑپا قلب مضطر
یکایک مثل بخت ناتوان مین ‏ ہوا خورشید بھی محتاج تمکین
زمین سے تا فلک چھائی سیاہی ‏ بلا اک سامنے کالی سی آئی
پکاری وہ ادھر آ تجھکو کھاؤن ‏ یہ محنت خاک مین تیری ملاؤن
اُسے دیکھا تو گھبرائی یہ دلدار ‏ غرض بھاگی وہان سے ہوکے ناچار
کسی نے پشت پر سے دی یہ آواز ‏ نہ گھبرا اسقدر اے مایۂ ناز
دُہائی جلد دے تو سامری کی ‏ نظر آئیگی صورت بہتری کی
پکاری یہ دُہائی ہی دُہائی ‏ بلا وہ اسکے پھر پیچھے نہ آئی
بڑھی وان سے جب آگے کو یہ بیکس ‏ بہت مجبور و مضطر سخت بیبس
نظر آیا اُسے اک چاہ آتش ‏ نہ تھی راہ اور تھی وہ راہ آتش
بلا پیدا ہوئی پہلو سے اسکے ‏ اُٹھاکر پھینکدی اسکو زمین سے
کنوئین مین آگ کے لاکر ڈھکیلا ‏ ہوا سب جسم جلکر اُسکا کوئلا
کھلی جب آنکھ دیکھی اک سیاہی ‏ کہ ظلمات عدم کی تھی گواہی

اُس تاریکی مین یہ ماہتابان جب روانہ ہوئی اختر مروارید نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا کہ جسکے سبب سے
کچھ کچھ روشنی نظر آتی تھی یہ قدم اُٹھائے ہوئے چلی جاتی تھی دل سے یاد خدا
کرتی تھی مگر زبان پر حمد و شکر رب نہ لاتی تھی اگر ذرا بھی کوئی لفظ دُعا کا آجاتا تا نام خدا

منہ سے نکلجاتا جسم و جان مین تفرقہ پڑ جاتا وہان کی بلا پھر زندہ نچھوڑتی یہ زبان اپنی سنبھالے ہوئے مضطربانہ روانہ تھی کہ

ابیات

نظر پھر آئے کچھ طاؤس وان چند ۔ نہایت تیز پر محظوظ و خرسند
ہوئے وہ سدرہ اس نازنین کے ۔ بدن مین ہر طرف سے آکے لپٹے
کیا منقار سے ٹکڑے بدن کو ۔ پیا پھر خون تن اور دل مین خوش ہو
اڑے اک سمت کو اور یون پکارے ۔ کہ ہم اے سامری صدقے تمھارے
رہی بیہوش یہ نازک بہت دیر ۔ مگر سیدھا ہوا قسمت کا وہ پھیر
کہ پھر اک اژدھا پاس اسکے آیا ۔ نگلکر اسکو پھر جو اسنے اگلا
ہوئے سب زخم تن پھر اسکے اچھے ۔ اٹھی واں سے چلی پھر روتی آگے
کھڑی پھر اسنے دیکھی اک جگہ دار ۔ چڑھے اس دار پر دیکھے گنہگار
حذر مانگا وہان سے اور آگے ۔ بڑھی جب کچھ تو یہ سامان دیکھے
ہزارون رنگ کے دیو ستمگار ۔ مقابل آکے کرتے اپنے تھے دار
گری یہ خاک پر بیہوش ہوکر ۔ ہوا رنجیدہ اسکا قلب مضطر
جب آیا ہوش دیکھا مین شجر ہون ۔ زمین مین گڑکے بار آور ثمر ہون
ہوئے گل اور ثمر بھی اسمین پیدا ۔ شجر کی طرح تھین شاخین ہویدا
نہ تھا یہ ہوش مین انسان تھے گھر مین ۔ نہ یہ واقف کبھی تھی آدمی مین
شجر سے پھر ہوئے دریاے زخار ۔ بنی دریا سے مچھلی خوب تیار
روان تھی بحر افسون مین وہ مچھلی ۔ کنارے جاکے پھر دریا کے پہونچی
بنی مچھلی سے آخر پھر وہ انسان ۔ چلی آگے کو لیکن سخت حیران
کئی دن تک رہی گردش سفر کی ۔ نظر آئی نہ کچھ صورت مفر کی
غرض بعد از گذار دشت وہامون ۔ سراسیمہ پریشان دل جگر خون
نظر آسا وہ اک جانب کو پہونچی ۔ کہ جادو کی سراسر وہ زمین تھی

یعنی وہ ماہ وش گل اندام اسطرح کی ایذائین اور سختیان سفر کی جھیلتی ہوئی ایک ایسے

مقام پر پہونچی کہ بیچ مین زمین سرسبز و شاداب تھی اور چار طرف اُس قطعہ گلزار کے چار دریا
بہتے تھے ایک دریا دھوئین کا تھا کہ بالکل چاہ بابل کا نمونہ تھا زمین سے فلک تک دھوان بھرا تھا
یہ خاکدان عالم منبع و مخزن دھوئین کا تھا نہین نہین دودی جہاز اسکو کہنا روا ہی جسم آفتاب بین
ایسا دھوان وہان کا لگا تھا کہ دھندلا ہوگیا تھا منزل فلک کی چھت مین کاجل جما تھا دنیا سیہ
خانہ تھی کاجل کی کوٹھری نظر آتی تھی زمین سے دھوان نکلکر پیچتاب کھاتا تھا زلف سیاہ جانان کو
شرماتا تھا عارض شاہد ارض پر کاکل پیچ کھاتی تھی یا عجوزہ دنیا ساکتان عالم کو اور طالبان دنیا کو
پیچ مین لاتی تھی زمین پر یعنی اس دریا مین موجین اُسی دھوئین کی اُٹھتی تھین کمند الفت
بہر عاشقان زلف نظر آتی تھین یہ عالم تھا کہ ابیات

شب تیرہ کا وہ دریا تھا مخزن
وہین سے شب ہر سیہ تھا یہ روشن
سیہ مثل نصیب تیرہ بختان
بلا کالی بھی تھی اُس سے پریشان

ایک طرف کو اس زمین نزہت آگین کے دریائے آتش تھا زمین سے آسمان تک آگ بھری تھی
چار چار منزل تک شعلہ اُس آگ کا اُڑکر جاتا تھا عفریت کہ جو آتش سے پیدا ہو اُس سے خوف
کھاتا تھا ہوا مین وہ شرارون کا اُڑکر جانا اور پیچتاب کھانا عیاذاً باللہ آسمان کو اپنے جھوپڑے کے
جل جانیکا ایسا خیال تھا کہ برج آبی مین پانی بھرکر رکھنے کے لیے برج دلو کے ڈول کو چشمۂ حوت مین
ڈبوئے رکھتا تھا انگارے بڑے بڑے چھوٹی چھوٹی چنگاریون کو کھا جاتے تھے اژدہے کی طرح
ہر ساحل اُسکا مُنھ کھولے نظر آتا تھا دل اژدر دہر کا دہلاتا تھا کہ ابیات

فلک سے برستی تھی اُسجا یہ آگ
زمین کا راہ تھا جاؤن مین بھاگ
زمانہ کی سب گرمیان وان تھین جمع
جلا تھا اُسی خوف سے دل شمع

ایک طرف کو میشۂ نزہت قرین کے دریائے آب تھا جس سے بحر عالم کو خوف غرقاب تھا ساحل اُسکا
خون ساکتان قدم دنیا کا پیاسا ہر موج اُسکی برابر کوہ سے اُٹھتی ہر حباب گیند افلاک سا موجین خنجر سے
زیادہ تر تیز نظر آتین جانین خوف سے دیکھکر اُسکو کٹ جاتین جسدم اُسکے کنارے پر قدم کوئی
رکھے شور و غل پیدا ہو پانی آسمان سے جاکر مل جائے کشتی ہلال کو ڈوب جانے سے فلک بچائے
ہمہ تن آسمان نیلگون دودی جہاز بنجائے کہ ابیات

ہوا پانی مین ایسا توڑ پیدا — لب ساحل سے تھا اک شور پیدا
ہر اک موج اُسکی آفت سے ہم آغوش — جسے دیکھے سے رستم کے اُڑین ہوش

اور ایک جانب اُس صحرائے پُر بہار و ادئ بے خار کے دریائے سیماب تھا نہایت نایاب تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اژدر دہر کو مالک آسمان و زمین نے پارا پلایا ہے یا پارے کی کان وہ دریا بنا یا ہے لہرین اُسکی جب اُٹھتی چاندی کے پتر بہتے نظر آتے حباب اُسکے سورج کی ایسی چمک دکھاتے زمین کا بوجھ بھار اُس بحر زخار کے ہونے سے بڑھ گیا تھا ایک ایک موجہ اُسکا اُٹھکر دیوار سیماب کا لطف دکھاتا تھا ہوا کے جھونکے سے لہراتا تھا عکس سے اُس بحر کے روئے فلک چاندی کا نظر آتا تھا آفتاب کی تمازت سے پارا پھلکر لہرین لیتا تھا گویا چشمۂ خورشید لہراتا تھا کہ ایسا

کہین چکر مین یون پارا تھا اُس جا — ہوس جسطرح ہی چرخ دیتا
کبھی تھی بحر آفت خیز اُٹھتی — چمک جسکی تھی تا بہ چرخ جاتی

اُن دریاؤن کے بیچ مین وہ جو بیشۂ فرحت آگین تھا عجب بہار جانفزا اُس ہوا کے تھی کہ شجر پُر از ثمر مثل اہل تواضع سر جھکائے پھولون کے درخت یک لخت خلق مجسم انسان نظر آتے پھل درختون کے ایسے رنگین و خوبصورت کہ ترنج آفتاب کو شرماتے نہرین پُر آب و تاب جاری وزان ہر سو باد بہاری چمن کی طرح پٹریان روشون کی بہر روش نہایت خوش قطع بنین عروس باغ کی مانگ نکلی ہوئی قریب اُسکے ہری ہری گھاس لگی جو کان زمرد کو بھی شرماتی رشک سے ہیرا کھلاتی نہرون مین فوارے جاری بلبلون پر بیقراری طاری پانی کی شفافی پر جان چشمۂ ماہ دھر لہراتی ہر گل کے متصل بلبلون کا ہجوم ہر سمت نغمہ سنجی کی دھوم ہر طائران خوش الحان گلستان اور بوستان کا سبق پڑھتا بلبل شیراز کی طرح اُستادی کا دم بھرتا خوشبو سے گلون کی تمام دشت مہکتا روح لطیف اہل دلان کا ایسا جگہ مسکن پاک طینتون کا ٹھکانا نسیم و صبا عنبر فشان ہر گل عطر دان کی طرح کھلکر کھلا ہوا شگوفہ کھلنے کی صورت بنا ہوا مہتمم وہان فصل بہار اور فضا ہر تختۂ چمن غیرت بخش ہزاران گلشن ہر پھول پہ ہزار طرح کا جوبن ہر فصل کے پھول لگے ہوئے میوے تیار بلبل دل سو جان سے اُس باغ پہ نثار خزان کو وہان سخت خار کھٹکتا سے چمن سر بسر حکومت شاہ زمن سے

کہین بہتر جنگلی سرزمین مین رعایا سبز و خرم ہر ایک نہال بادرد ہر دو دھون نہائی ہو تون پھلی شاخ شاخ سے مشتاقون کی طرح باہم لپٹے ہوئے درخت گلدار بیلا چنبیلی موتیا سوگرا نسترن نسترن باردار اشجارون مین سیب وبہی وانار رونا شپاتی پر جوبن کہین سنبل دافع پریشانی کہین نرگس رفع کن حیرانی کیسی سوسن سبز ان کو آنکھین دکھاتی یا بستان قدرت کی مدح زبان مژگان سے فرماتی ہر طرف نسیم مستانہ وار لڑکھڑاتی کہین طاؤس رقص سے مانوس کہین گلدون پڑی ہوئے اوس کہ

ابیات

نظر آئے نہال سبز و خرم — جسے دیکھے سے دل ہو شاد ہر دم
ثمر مین اسطرح پیدا تھا جوبن — کہ جیسے عارض دلدار روشن
پڑا ہر سمت سبزہ لہلہاتا — ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتا
اگر غنچون پہ وان کی چشم وا کی — گرہ کھلتی تھی دل کے مدعا کی
نظر پہونچی اگر سوئے گل تر — تو یہ دل محو تھا روئے گل تر
بہار عمر تھی سنبل مین پیدا — مزاج جا ہیے ہر پھل مین پیدا
کہین پھولون کا ملبس ارغوانی — بنا تھا شکل مہر آسمانی

ملکہ غنچہ دہن اس بیشۂ فرحت آگین مین کچھ دیر ٹھہر کر راحت گزین ہوئی اور پھر آگے چلی بہت دور تک وہی جنگل خوشاب اور نایاب پایا اور وہی چارون دریاؤن کو دیکھا کہ گرد اُس صحرائے بہشت آئین کے موج زن ہین جب کنارے پر اُس بیشہ فرحت آگین کے گذر ہوا دیکھا کہ صحرائے بہشت آئین تو اس جنگل سے زیادہ تر سرسبز و شاداب ہے لیکن اُن چارون دریاؤن کے بدلے چار نہرین نہایت عمدہ اور شفاف پانی کی روان تھین اور کنارے اُن نہرون کے بنگلے جواہر نگار بنے تھے جو بروج آسمان کو اپنی خوبی کے آگے شرماتے تھے اُن بنگلون مین برج طلائی تعمیر تھے سراسر پری کی تصویر تھے اُنمین تخت جواہر نگار گستردہ تھے اُن تختون پر سامری کے پجارے ساحران ذی عزت وبا توقیر جلوہ فرما تھے کوئی شیر پیکر تھا کوئی چہرہ انسان کا دھڑ فیل زیان کا رکھتا تھا کوئی سنگ کا چہرہ اور جسم انسان کا رکھتا ہر ایک ساحر عمداً ہیئتین نرالی شکلین کالی کالی

کسی کا شیر کا منھ جسم انسان کا کسی کے دس بارہ سر دھڑ حیوان کا کوئی اژدر دہان کوئی فیل دندان کسی کا پتلا کرگدن کا کوئی دیو ہیکل کوئی اژدر بدن کوئی شرر افشاں کوئی آدھا انسان اور نصف حیوان ہزارون ساحر ایک ایک کے زیر فرمان بنگلون کے گرد منڈھیان ڈالے اترے ہوئے اپنے اپنے گرو کی یاد مین کھنور چندن کی لگائی آنکھین بند کیے متقلین آتشین سا گاڑے تلسی کی اور ہڈیون کی مردون کے مالے بنائے چپ بیٹھے تھے سامنے ہوم سلگ رہا تھا دھوان ہوکا تا بچرخ دوار جاتا تھا آفتاب بھی وہین کے جوگی کا چیلا تھا جو تپسیا کرتا پھرتا ہو زحل وہین کے جیپال کا دم بھرتا ہو ہندوی فلک کا تو مین وہین کا کنڈل ڈالے رہتا ہو حلقہ بگوشی کرتا ہو زمین سے دم بدم وہان کی خاک اڑتی تھی اور پری کی صورت اُس سے پیدا ہوتی تھی جوگی پاس جاتی تھی اور بھجن سامری کے گاتی تھی پھر غائب ہوجاتی تھی پھل درختون کے بشکل انسان قہقہے لگاتے تھے ہنگام قہقہہ جانور منھ سے نکلکر اُڑجاتے تھے پھر شاخون پر بیٹھکر تعریف سامری کی زبان پر لاتے تھے نہرون پر یاقوت و زمرد کے پل بنے تھے اُنکے اوپر درجے اور شہ نشین تعمیر تھین سراسر بے نظیر تھین اُنپر تصویرین پتھر کی اور جواہر کی بصد فرو تمکین رکھی تھین سامنے اُن تصویرون کے چوکیان صندل کی بچھی تھین اُنپر اسباب عیش ونشاط دھرا تھا دن کو وہ تصویرین تھین رات کو پریان بنکر گاتی بجاتی تھین منھ سے اُن تصویرون کے ہنگام تکلم موتی گرتے تھے بالون سے نیلم کے ٹکڑے جھڑتے تھے وہ سب دریا مین جا کر بیٹے تھے پھر مچھلیان بنکر اُبھرتے تھے اور جے جے کا سامری کی شور کرتے تھے غرض عجب طرح کا نیرنگ ہر سمت آشکار تھا طرفہ عجائبات پُربہار تھا کہ **نظم**

طلسمی تھے وہان کے کارخانے	جدھر دیکھو تھے جادو کے ٹھکانے
درختون مین بھرا افسون ونیرنگ	ہراک پتے سے ظاہر سحر کا ڈھنگ
کوئی پھل شکل مین مثل پری تھا	کوئی گل نقشۂ جادوگری تھا
ثمر کی جا گھنسیے مین نمودار	چمک پتون مین جیسے عارض یار
گلون سے آتی تھی آواز دلکش	سُنے انسان اگر اسکو تو ہو غش

صدا غنچوں سے تھی لعلوں کی آتی
سر ہر شاخ تھی ندی بہاتی
زمین سے دمبدم اُٹھتا بگولا
پری کی شکل بنکر ناچتا تھا
کہیں سے اُڑ کے کچھ آتے تھے طائر
بہم سب جفتیاں کھاتے تھے طائر
اُسی دم ملکے سب دیتے تھے بیضے
نکلتے تھے اُنھیں بیضوں سے بچے
وہ بچے اُڑ کے پھر بنگلوں پہ جاتے
بھجن سب سامری کے وان پہ گاتے

ملکہ سیار مقام عجائب و سیاح غرائب ان مقامات کو دیکھتی روانہ تھی چند قدم اور آگے بڑھی تھی کہ سامنے ایک گنبد طلائی نظر پڑا جسکے در پر ہزارہا پجاری بیٹھا تھا اور روے ہوا پر ہزارہا گھنٹا ٹنگا تھا جانور جو اُڑتے تھے اُس گنبد کے گرد پھرتے تھے تعریف سامری کی گاتے تھے اور روے ہوا پر بہت سے تخت استادہ تھے کہ اُسپر پریان سوار تھین وہ سب چنور ہاتھ مین لیے اُس گنبد کی مروجہ جنبانی کر رہی تھین ہزارہا ستارا اُس گنبد پر لوٹتا تھا اور ابر رنگ برنگ کے دمبدم اطراف سے آتے تھے اور اس گنبد پر موتی اور پھول برساتے چلے جاتے تھے پھر ستارے سنہری روپہلے ٹوٹکر گنبد کے گرد جمع ہوتے اور اُنمین سے بھی طائر خوش رنگ نکلکر اُڑتے اور گرد گنبد پھرتے ہر بار گھنٹے بجتے ما قوس پھنکے اندر گنبد کے چودہ چاند اور پندرہ سورج گندے تھے جنکی روشنی سے گنبد بالکل آگ کا انگارا معلوم ہوتا درختوں کے نیچے ہزارہا جادوگرنیان کھڑی اور کم سن ایسی کہ چار سی برس سے عمر مین کم نہ تھین آسنیان بچھائے سامری کے دھیان مین بیٹھی پوجا پاٹ کر رہی تھین سامری کے نام پر جوگ سادھی تھین ملکہ مذکور نے پہلے سامنے گنبد کے جاکر سجدہ کیا اور رکئی جواہر بے بدل چوکھٹ پر اُسکی چڑھائے پھر وہان سے ہٹ کر ایک درخت کے نیچے آکر آسنی جواہر کی بچھائی اور بیٹھ کر پوجا کرنے مین مشغول ہوئی یہ صنم زیبا عجب طرح کی کیفیت پرستش مین بھی دکھاتی تھی روح سامری کو اپنی محراب ابرو کا ساجد بناتی تھی تین پہر کامل اسنے جبین سائی کی اور سامری کو پکارا کہ منتر کی جاپ کیا کی چوتھے پہر مین یکایک ہزارون گھنٹے گنبد پر بجے اور چنور جلد جلد گنبد پر پریان جھلنے لگین اندر سے گنبد کے آواز آئی کہ بیٹی کوکب روشن‌ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان کی ہماری سرکار مین آئی ہے اُسکو سامنے ہمارے

گنبد سے لاؤ کہ حال اُسکا سُنکر اُسکو داد دین اور مراد کو پہونچائین یہ حکم خداوند سامری کا سُنکر لاکھون مہنت اور جادوگر سجدے مین گر پڑا اور دھن ہوا سامری کا شور مچا پھر ایک چوکی یاقوت نگار اپنے ہمراہ لیکر اُس چوکی کے گرد ہزارہا ساحر چنور بال ہما کے ہاتھ مین لیے ناقوس پھونکتے گھنٹے بجاتے گاتے بجاتے ہوئے الکارہ چھیڑتے سامنے برّان کے آئے اور پکارے کہ ارے تجھی کھبیر بڑی سامری کی دیا ہی چل تجکو اپنی سرکار مین طلب کیا ہی یہ کہکر برّان کو اُس چوکی پر یاقوت کی بٹھایا اور اُس چوکی کو اپنے کاندھے پر لیکر سنکھ پھونکتے بھجن گاتے لیکر چلے چنور دمبدم ملکہ کے سر پر ہوتے تھے اسی طرح سامنے اُس گنبد کے لائے اور ہاتھ باندھکر سجدہ کرکے عرض رسا ہوئے کہ یا خداوند یہ بیٹی کوکب کی حاضر ہی آواز آئی کہ ای برّان تو شریک عمر عیار کی ہی یہان کیون آئی ہی کسکے ہاتھ سے از خود رفتہ ہی گھبرائی ہی برّان نے سجدہ کرکے کہا خداوند خوب واقف ہین کہ مین نے اور میرے باپ نے عمر کی شراکت کی ہی مگر دین خداوندی کو نہین بدلا ہی آپ ہی کے دین پر اپنے تئین قائم رکھا ہی یہ کہنا تھا کہ صدائے مہیب آئی اور سُنائی دیا ہی ہی جھوٹ بولی ارے توبہ کر اور جا جلد نخل قدرت کے نیچے ٹھہر کر سوا ہمر خداوند کے نام کا جاپ کر پھر آنا اور سچی بات زبان پر لانا برّان کو وہان کے ساحر پھر چوکی پر سے اُٹھاکر ایک درخت کے نیچے لائے کہ جسمین پھل بصورت انسان لگے تھے اُن پھلون سے آواز قہقہے کی آئی اور اُنھون نے آپسمین کہا بھائی خداوند نے ہمکو اسی لیے پیدا کیا ہی کہ جتنے جھوٹے ہین اُن سب کے پاپ ہم ہر لین یہ کہکر وہ سب بھی نام سامری کا جپنے لگے اور ملکہ نے بھی سامری سامری پکاری جب سوا ہمر گذر گیا پھر ساحر اور جادوگر نیا چوکی لیکر حاضر ہوئین اور ملکہ کو سوار کرکے بڑی تزک اور احتشام سے سامنے گنبد کے لائے ملکہ نے پھر اُتر کر سجدہ کیا آواز آئی کہ ای بندے قدرت باپ نے تیرے البتہ دین ہمارا ترک نہین کیا اور تو نے تو طلسم آئینہ مین جاکر شہزادہ ایرج سے عشق جتاکر کلمہ پڑھا اُسکے ساتھ شراب پی عمر تیرے یہان مدتون مہمان رہا تو اُسکے ساتھ کھانا کھایا کی اور ہمارے سامنے جھوٹ بولتی ہی ملکہ نے کہا یا خداوند پھر آپکو تو سب حال روشن ہی مین عشق کے پھندے مین پڑکے ناچار ہو گئی اب میری خطا معاف کیجیے آواز آئی کہ ای ملکہ ہم عمر کی تعریف سامری نامہ

اپنی کتاب مین لکھ آئے ہین کچھ اُسکی ملاقات مین بُرائی نہین مگر تمکو دین ہمارا نچھوڑنا چاہیے تھا کیونکہ اگر یو ہین عمر کے ساتھ سب ہو جاینگے تو ہمارا دین کاہیکو رہیگا اچھا اب جو تو اس مشقت شاقہ کو اپنے اوپر گوارا کرکے یہان آئی ہی کیا حاجت رکھتی ہی اور کیا دل مین ٹھانی ہی برّان نے رو کر عرض کیا کہ یا خداوند ایک تحفہ آپکی سرکار کا میرے پاس ہی کہ جسکے سبب سے آج تک مین دشمنون پر فتحیاب ہوتی تھی اب آپ واقف ہین کہ افراسیاب ایسے ساحر سے اور میرے باپ سے اور مجھسے مقابلہ پڑا ہی پھر اب یہ چاہتی ہون کہ کوئی تحفہ آپکی سرکار کا ایسا عنایت ہو کہ مین جاکر اس اپنے دشمن کو مارون اور فتح اُسپر پاؤن یہ کہنا تھا کہ آواز مہیب آئی اور سُنائی دیا کہ ای برّان تو شریک عمر کی ہی اور افراسیاب ہمارے دین کی طرفداری کرتا ہی ہم کیونکر کوئی تحفہ دیکر اُسکو تیرے ہاتھ سے مغلوب کرادین اور علاوہ اسکے یہی جھگڑے کی ای ملکہ بادشاہ آپسمین ہمیشہ لڑا کرتے ہین کہ بموجب بیت

ہفت اقلیمے بگیرد بادشاہ	ہمچنان در بند اقلیمے دگر

پس وہ دونون بادشاہ کینہ خواہ ہمارے بندے ہوتے ہین اور ہمکو اپنے بندے سب برابر ہین ہم کسی کو غالب مغلوب اپنی طرف سے نہین کرا سکتے ہان اتنا البتہ ہم کرا سکتے ہین کہ جسکی تقدیر مین روز ازل سے شکست لکھدی ہی اسکو شکست ہوگی اور جسکی فتح ہی اُسکو ظفر حاصل ہوگی پس ابھی ہم کچھ نہین کر سکتے جب وقت شکست تمھارا یا افراسیاب کا آئیگا اُسوقت ہم تقدیر نئی دیکھینگے ایک کو غالب کردینگے اور ایک کو مغلوب بنا دینگے برّان یہ سُنکر رو دی اور عرض کیا کہ یا خداوند پھر یہ بندی تیری سرکار سے محروم پھر جائے آواز آئی کہ برّان زیادہ ہوس نکر وہانسے جب تو چلی تھی تو دل سے نیت کرکے چلی تھی کہ مین سرکار سامری سے کوئی تحفہ ایسا جاکر لاؤن کہ جس سے پل پر یزادان توڑدون اور دریاے خون روان خشک کردون اب جو تو ہماری سرکار مین بجد وجہد تمام آکر پہونچی تو پاؤن تو نے پھیلائے اور زیادہ طلبی کرنے لگی ہمکو اپنے بندے سب برابر ہین ہرچند کہ تو ملچھ اور ترک ہو گئی ہی مگر پھر بھی دریاے رحمت ہمارا جوش مین ہی اگر سامان دریا کے غارت کرنے اور پل توڑنے کا ہمسے مانگے تو البتہ ہم عطا کرین باقی اور کچھ ہم تمکو نہ دینگے برّان نے سجدہ کرکے

عرض کی کہ آپ کا فرمانا مجکو قبول ہی ہان سچ ہی کہ یہی نیت دل سے کرکے گھر سے چلی تھی
بس اتنا کہنا تھا کہ آواز آئی یہانسے اُٹھکر سامنے نہر قدرت کے داہنی جانب کو جو روان ہی
جا اور اُس نہر مین ننگی ہوکر نہا تجکو سحر وہ عنایت ہوگا جس سے تو پل توڑدیگی اور دریا غارت
کردیگی پریان یہ سُنکر شاد ان و فرحان اُسی نہر کی طرف چلی اُسوقت پھر ہزارون گھنٹے اور
ناقوس بجنے لگے اور غلغلہ سامری کی جے کا بلند ہوا اور ملکہ کے سرپر ہزارون طائران
خوشرنگ آکر اپنے پرون سے سایہ فگن ہوئے اور ملکہ کنارے اس نہر کے آئی دیکھا
اُس نہر مین سیکڑون سورج جگمگا رہے ہین اور سیپیان بہ رہے ہین موتی اُسمین پریان
اُچھالتی ہین ملکہ نے ایک جانگھیا تو رہنے دی باقی برہنہ ہوکر اُس نہر مین کودی اور
غوطہ مار کر اُبھری اُسوقت سامنے سے ایک گرداب چکر مارتا ہوا قریب ملکہ آیا جب قریب
پہونچا دیکھا کہ وہ گرداب ایک حوض ہی یاقوت کا کہ چشمۂ خورشید کو اپنی آب وتاب کے سامنے
اندھا بناتا ہی پانی اس حوض مین مثل گوہر آبدار کے مصفا بھرا ہی بس جب وہ حوض قریب آیا
آواز آئی کہ ای دختر کوکب اِس حوض مین کودپڑ ملکہ آنکھین بندکرکے یاسامری کہکر اس
حوض مین کود پڑی بس فورًا ایک ماہی خوشرنگ یاقوت کی بنگئی اور وہ حوض چکر کھاتا ہوا
بلند ہوا پھر ہزارون گھنٹے بجے اور ساحر وہان کے بھجن گانے لگے جانور چہچہانے لگے اور وہ
حوض ملکہ کو لیے سامنے اُس گنبد کے پہونچکر اُترا جب زمین پر آیا آواز آئی کہ یہ منتر اے ماہی
غواص چشمہ قدرت سیکھ لے اور پڑھکر حوض سے نکل ملکہ کنارے اُس حوض کے مُنھ نکالے
مچھلی بنی ہوئی سن رہی تھی کہ یکایک منتر کی آواز آئی جتنی لفظین سنائی دین اسنے جلد یاد کین
اور اُنکو پڑھکر جست جو کی باہر حوض کے آئی پھر ویسی ہی نازنین اصلی صورت پر بنگئی سجدہ کیا
حکم ہوا کہ یہ حوض تجکو عنایت ہوا جب یہ لفظین جو تعلیم ہوئی ہین پڑھکر چاہیگی تو باہر حوض کے
نکل آئیگی اور جب جست کرکے اس حوض مین جائیگی ماہی برن ہو جائیگی بس اُس حوض سے
جب اصلی صورت پر بننا نہ چاہیگی اور مچھلی بنی ہوئی جس دریا سے سحر اور جس پر گرے گی
وہان کے ساکنون کو جلا دے گی اور وہ سب تجسے لڑینگے تو غالب تو ہی آئیگی اور پانی دریائے سحر کا
روغن کی طرح اُڑجائیگا اور میدان ہو جائیگا ای ملکہ دریاے خون روان شاہ عبادوان

جو کہلاتا ہی افراسیاب جادو اسکے بزرگون نے جاری کیا ہی اور اُسپر پُل بنایا ہی کچھ مرحلہ
طلسمی نہین جو بغیر لوح کے فتح نہو پس وہ تو فتح کریگی باقی دریاے نیل وغیرہ مرحلہ طلسمی ہین
اگر انپر گریگی تو فتح نہ پائیگی وہ بغیر لوح اور طلسم کشا کے فتح نہونگے بس جس دریا پر مگر وہ دریا
کہ جو ساحر کے سحر کا بنایا ہوا ہو طلسمی نہو وہ تیرے گرنے سے غائب ہوجائیگا اور تو فتح پائیگی
اور علاوہ اُسکے اور بھی ڈھکوسلے سحر کے تو توڑ سکتی ہی وقت پر موقع و محل دیکھکر کام اس
حوض سے لینا اور اس امر کا ذکر کسی سے نہ کرنا گنبد ہمارا تیرے طلسم کی سرحد مین ہی اسوجہ سے
یہ تحفہ تجکو دیا گیا اگر افراسیاب سُنیگا تو ہمسے شکایت کریگا اور اگر طلسم ہوش ربا مین یہ گنبد ہوتا
تو طلسم کشا اور عمر وغیرہ سے ہمکو بھی لڑنا پڑتا اور ہم کبھی تجکو یہ تحفہ نہ دیتے تیرے گھر مین رہنے سے
مجبور ہوگئے اور اب خداوند بھی عرش اعلا پر جانے والے ہین باپ تیرا ابھی اسطرف رخ نہین کرتا
بڑا تعجب یہ ہی کہ ہمارا نام لیکر ساحر سحر کرتے ہین اور اپنے گھرون مین سجدہ ہمکو کرتے ہین مگر ہمکو
یہان اگر پرستش نہین کرتے پھر خداوند کو کچھ اسکی پرواہ نہین اچھا اب جا سنو خوب اچھی طرح سے
یاد رکھنا اور پل پر یزادان توڑنا لیکن اتنا یاد رہے کہ بعد توڑنے پل مذکور کے یکایک
حوض سے نہ نکلنا مع حوض اپنے لشکر مین جانا اور ایک رات مچھلی کے بدن مین رہنا ورنہ
خطا پائیگی کیونکہ اس تحفہ کے ملنے سے ہزارون ساحرون کی تیرے ہاتھ سے جان جائیگی ہماری
ابھی دنیا مین بڑے بڑے بچارے پڑے ہین کہ ہمارے نام پر قبر مین دفن زندہ بارہ برس
رہے ہین ہم انکے پاس ہر روز جاتے ہین اور اُنکے ہاتھ سے شراب پیتے ہین موہن بھوگ کھاتے ہین
بس وہ ساحر طرفدار افراسیاب کے ہین ایسا نہو کہ بعد ٹوٹنے پل کے تجکو وہ آزار پہونچائین
ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تو اب کچھ دنون چولا چھوڑ دیگی اور مردہ پڑی رہیگی اس زمانہ مین
تیری لاش کی اگر تیرے باپ اور تیرے طرفدارون نے حفاظت کی اور کلیجہ تیرا کوئی ساحر
لیکر نہ گیا جب تو زندہ تو پھر ہوگی ورنہ ہمارے جہنم مین جلائی جائیگی اور ملچھ ہوجائیگا بدلا ملیگا
سزا پائیگی ای ملکہ یہ دنیا اس قابل نہین ہی کہ ہمارے دھیان گیان کو چھوڑ کر کوئی کسی سے
بیعت کرے اور پیارا اپنا ٹھہرائے تجھے چاہیے کہ اب توبہ کرکے ہمسے دھیان لگا اور
یہین سے سلطنت کر عمر کی شراکت چھوڑ دے ہم تیری طرفداری کرینگے اور افراسیاب

اینا بادشاہ تیرا شریک حال ہوگا پھر عمر کچھ نہ کرسکیگا مارڈالا جائیگا ہمنے تقدیر کردی ہی کہ
کوئی ساحر عمر کو قتل نہ کرسکیگا ہم اُس تقدیر کو بدل دینگے ان کلمون کو سُنکر اُس جگہ ایسی قلب
ملکہ پُرنہ کور پر تاثیر ہوئی کہ بالکل محبت عمر کی دل سے جاتی رہی اور یہی دھیان آتا تھا کہ ہاے
کیا تونے بُرا کیا جو عمر کو اپنے گھر مین رکھا اور اُسکی شراکت کی اور بلحاظ اور تواضع اس سے
پیش نہ آئے اب چلکر یہان سے اُسکو نکال دینا غرض پھر اُسنے سجدہ کرکے کہا کہ یا سامری تو
برحق ہی اب مین رخصت ہوتی ہون اور ارادہ رکھتی ہون کہ سمت طلسم ہوشربا جاؤن
پس جب اپنے طلسم سے چلی تھی تب تو بڑی بڑی آفتون مین پھنسی تھی اور مصیبت اُٹھا کر
یہانتک پہونچی تھی اگر ہوشربا کی طرف یہان سے جاؤنگی تو اور بھی زیادہ مصیبت اور آفت
اُٹھاؤنگی کیونکہ ادھر سے آپ کے گنبد کی طرف آنے کی ممانعت ہی بلکہ یہی حکم آپکا ہی کہ جو کوئی
آئے وہ نورافشان ہوکر آئے ہان وہ لوگ جو آپ کے نام پر مدت سے جوگی اور جوگن ہوگئے ہیں
وہ البتہ اس راہ سے آسکتے ہین اور اثنائے راہ مین اپنا مسکن رکھتے ہین اور انکے رہنے سے
اور بھی زیادہ تر راہ کٹھن ہو گئی ہی کہ وہ اپنے سحر مین آنیوالون کو مبتلا کرکے برسون آوارہ
دشت ادبار کردیتے ہین ایک تو راہ مین الاؤ جمشیدی پڑتا ہی کہ وہان ہمیشہ تاریک صورت
کش و انداز افراسیاب رہتے ہین پھر الاؤ کی آگ کو کون طے کرسکتا ہی پھر بیابان ہستی ملیگا وہ
راستہ بھی طے ہونا بڑی مشکل ہی کہ بانیان طلسم ہوشربا نے ہستی اور فنا کا ایک نمونہ بنایا ہی
لہذا علاوہ بلیات آپکی سرکار کے ان ساحران نامی سے کہ جنکا مین نے ذکر کیا ہی بچنا مشکل ہی
اب آپ جدھر سے ارشاد فرمائین مین جاؤن اور ایسا کچھ تحفہ مجکو عنایت ہو کہ راہ مین
درپیش کوئی مصیبت نہو بہت جلد اپنے مسکن پر پہونچ جاؤن یہ عرض کرنا تھا کہ آواز
گنبد سے آئی ای بندی قدرت ہمارے گنبد کے دہلیز کی خاک اُٹھا کر اپنے ماتھے پر لگالے اور
جس راستہ سے آئی ہی اُسی طرف سے چلی جا تجھسے کوئی نہ بولیگا اور راہ جلد طے ہوگی تھوڑی
دیر مین تو اپنے طلسم مین پہونچ جائیگی ملکہ نے خاک آستان گنبد اٹھا کر اپنی پیشانی پر قشقہ کھینچا
چہرہ بسان پری زاد حوروش کے چمکنے لگا اور پر پیدا ہوگئے اسوقت وہ حوض جو عنایت ہوا تھا
گھٹکر چھوٹا سا ہوگیا اور پانی اُسکا ایک جام بلور مین ملکہ نے بھر لیا اور اُس حوض کو

اُٹھا کر اپنی جھولی مین رکھا پھر سجدہ کرکے دیر تک ڈنڈوت کی اور عرض کیا کہ بندی تیری یا سامری
جاتی ہی اسوقت ہزارون طائر اُڑے اور گرد ملکہ کے پھرنے لگے گویا صدقے ہوکر کہتے تھے
کہ اے بندی قدرت زہے نصیب تیرے جو اس سرکار مین آکر اپنی مراد کو پہونچی یہ دن کسی کو کب
نصیب ہوتا ہی برسون اسی خیال مین انسان روتا ہی دعا مانگتے مانگتے عمر بسر ہوتی ہی زبان گھستی ہی
اور مراد پوری نہین ہوتی ہی پریان اُڑکر ملکہ کے پاس آئین اور مبارکباد دینے لگین گھنٹے
اور ناقوس بجنے لگے اور اس پریوش نے پر پرواز وا کرکے سناٹا بھرا سیر اطراف صحراے
عجائبات فرماتی ہوئی روانہ ہوئی اب جو کوئی بلا اسکو ملی وہ آکر گرد اسکے پھری اور بلائین لیکر
غائب ہوگئی ہر ایک غول اور دیو صحرائی نے سامنے آکر عرض کی کہ اگر تو میرے کاندھے کو
تخت آرام اپنا سمجھے اور سوار ہوکر چلے تو مین اطاعت مین حاضر ہون دم بھر مین تجھکو پہونچا دون
ملکہ ہر ایک کو اپنا درشن دکھاتی کسی سے جواب کچھ نہ دیتی چلی آتی تھی اب نہ کنوئین مین کسی نے
ڈھکیلا نہ کسی جانور نے گوشت بدن کا نوچا نہ درخت بنی نہ راہ کی صعوبت اُٹھائی
محنت سفر درپیش نہ آئی کچھ ہی دیر مین یہ اُس صحراے عجائبات سے باہر آئی اور
سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کرکے آگے بڑھی یہانتک کہ آکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین
پہونچی اور آسودہ ہوئی یہان بھی کئی روز تک نام عمر سے اُسکو نفرت رہی جب تین روز
متواتر یہ بنائی اور وہ خاک اپنی پیشانی کی چھڑائی تب خیال شہزادہ ایرج آیا
حضرت عشق بھی کیا زبردست ساحر ہین کہ انکے افسون کے روبرو سحر سامری
ایک ادنی شعبدہ ہی جمشید کی روح کو بھٹکا کر انھون صحرا بہ صحرا پھرایا ہی کہ مسدس

عشق دوزخ کے دھوئین دم مین اُڑا دیتا ہی — برق وش خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہی — جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہی
ہی جہنم تو فقط ایک شرارہ اُسکا — آب حیوان سے بھی جیتا نہین مارا اُسکا

جب یاد شہزادۂ مذکور نے بیقرار کیا خیال مین آیا کہ بغیر عمر بن امیہ کے یہ عقدہ مالاینحل حل نہوگا
بس کمر ہمت مضبوط باندھی کہ چلکر پل پریزادان توڑون اُسوقت خیال مین آیا کہ اتنے بڑے
امر اہم پر تو نے قدم مارا ہی اسکی اطلاع اپنے پدر عالی مقدار سے بھی کرنا روا ہی بس یہ سوچکر

اسنے ایک عریضہ اپنے باپ کو بھیجا کہ ای پدر والا قدر یہ کنیز ہر چند کہ بغیر اجازت جناب کے
لڑنے گئی تھی خطا وار ہون مگر اب امیدوار ہون کہ میری خطا سے چشم پوشی فرماکر مجکو اپنے
سامنے طلب فرمائیے کہ کچھ مجکو عرض کرنا ہی یہ عرضی ایک کنیز کو دی کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین لیگئی
شاہ قلعہ گوکبیہ مین ملکہ حنالی گلگون پوش کے پاس سے آیا تھا کہ کنیز نے جاکر عرضی ملکہ کی پہونچائی
بادشاہ نے مضمون عرضی سے مطلع ہو کر دستخط فرمایا کہ اچھا ہی فرزند آؤ جب جواب عرضی ملکہ کو ملا
یہ لباس فرمانروائے سے آراستہ ہو کر تخت سحر پر بیٹھکر سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض سا ہوئی
کہ ای والد ماجد یہ کنیز اسطرح یہانسے ہر رہائی عمر گئی اور اسکو چھڑایا لیکن مجکو شاہ جادوان نے
زندانخانہ مین اپنے ظلمات کے قید کیا برق فرنگی نے جاکر مجکو چھڑایا اب مین نے قسم کھائی ہی
کہ اسکے بدلے مین پل پر یزادان توڑ دون اور دریاے خون روان خشک کر دون کوکب نے
کہا یہ امر مشکل ہی پل پر یزادان بزرگان افراسیاب نے بنایا ہی اسکا باطل ہونا دشوار ہی
بران نے کہا آپ کے اقبال سے اور سامری کے افضال سے آپ ملاحظہ فرمائیگا کہ
بسان حرف غلط اسکو یہ کنیز آپکی مٹادیگی اور سائنون کو وہان کے گور مین سلائیگی کوکب نے کہا
کہ چہرہ بھی تیرا ابہت رعب دار مجکو نظر آتا ہی سامری کی سرکار سے شاید کوئی تحفہ تجکو نیا ملا ہی
تیری روشن ضمیری خبر دیتی ہی کہ تو گنبد سامری پر گئی تھی بران یہ سنکر ہنس پڑی کوکب نے کہا
اچھا اگر تو تحفہ گنبد سامری لیکر آئی ہی اور ارادہ رکھتی ہی کہ ساحران پیشین جو بزرگان
افراسیاب سے تھے اُنکے نام نامی کو مٹادے اور اپنا نام روشن کرے اِن ساحرون سے
معرکہ جیتے کوئی سبقت لیجائے تو بہت انسب ہی دیر نکر یہ بھی افسانہ رہجائیگا کہ دختر کوکب نے
اتنا بڑا معرکہ مارا اور باوجود زندہ ہونے شاہ جادوان کے اسکے باپ دادے کے بنائی
ہوئے چیز کو آن واحد مین مٹادیا ای دختر تیری ہمت اور اولوالعزمی پر جان پدر قربان
اگر تو ایسی نہوتی تو مین کاہیکو اپنا روح وجان تجکو سمجھتا اور ملک و مال تیرے سپرد کرتا
مگر شاہ جادوان اس غضب کی لڑائی لڑیگا کہ اس سے سامری ہی بچائے تو جان بچے
پھر مین تجکو ایک سحر تعلیم کرتا ہون اسکے پورا کرنے سے تجکو یہ طاقت ہوگی کہ بارہ ہزار
پتلا روئین تن ماش کے آگے کا تو بنالیگی اور وہ پتلے نہ کسی کے مارے مرینگے نہ کاٹے کٹینگے

بس وہ شاہ جادوان سے اور اُسکی فوج سے لڑنے کو کافی ہونگے اور فوج ناظمان طلسم
جو لڑنے کو تو نے بھیجی ہی اسکا ابھی کٹوانا اچھا نہین ہی اُسکو ابھی روک دینا چاہیے
ملکہ نے عرض کیا کہ پھر وہ سحر مجکو تعلیم فرمائیے کوکب اُسکو علٰحدہ ایک حجرہ مین لیگیا اور
ایک سحر اُسکو تعلیم فرمایا پھر ہنستا ہوا باہر آیا ملکہ وہ سحر سیکھکر وہانسے رخصت ہوئی اور
اپنے ملک مین آئی ایک نامہ آتے ہی بنام ناظمان طلسم لکھا کہ اگر تمکو حکم لڑنے کا زبانی
برق پہونچا ہو تو اس حکم کو بھی سچ جاننا مگر مصلحت اسوقت مین سوچی گئی ہی کہ تا حکم ثانی پہونچنے
ہمارے کے خبردار قصد جنگ نہ کرنا بلکہ کوچ کرکے جہان کہین کہ مقیم تھے اُس جگہ سے بھی
ہٹکر اپنے طلسم کی سرحد کی طرف آکر اُترنا کہ ہم اگر تم کو اپنے ساتھ لیچلینگے یہ نامہ طائر سحر کو دیا
کہ وہ لیکر بہت جلد لشکر ناظمان مین جو لڑنے چلے تھے اور ملکہ کا انتظار قریب لشکر مہرخ پہونچ کر
کر رہے تھے لایا اور افسرون کو بادشاہون کو نامہ پہونچایا وہ مضمون نامہ سے مطلع ہوکر
حسب الارشاد ملکہ کوچ کرکے سرحد طلسم کی طرف گئے اور ایک صحراے وسیع و پاکیزہ و سبزہ زار
دیکھکر فروکش ہوئے ادھر ملکہ برّان نے دوسرا نامہ لکھا ملکہ مہرخ و بہار کو لکھا مضمون یہ تھا
کہ اے حاکمان لشکر جانبدار عمر مین نے سنا ہی کہ آج کل تمنے وہ معرکہ مارا ہی کہ سامری بھی
ایسے معرکہ کو فتح نہ کرسکتی مرحبا صد مرحبا لیکن میری طرف سے اطمینان رکھو اور مین بخوبی
اپنے ملک مین بآرام تمام پہونچ گئی ہون اگرچہ خداے تعالےٰ نے جو ارادہ کہ برق سے
بیان کیا ہی اسکی تدبیر کرکے آتی ہون بس باطمینان تمام تم لوگ تو ساکن رہنا اور خواجہ عمر سے
بعد سلام کہدینا کہ آپکو فلان مقام پر طلسم ہوش ربا مین جانا چاہیے کہ وہان مین آتی ہون
مجھسے ملاقات ہوگی اور مین کچھ گفت و شنود کرونگی یہ نامہ محبت شامہ بھی ایک پتلا سحر کا لیکر
روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ مین پہونچکر نامہ دیا وہ نامہ جب پڑھا گیا نہایت خوشنودی
ہوئی اور خواجہ عمر جو بالاے دوے کو گئے تھے کہ یہ کبھی بارگاہ مین کبھی لشکر حریف مین
آمد و رفت رکھتے تھے الحاصل اب جو پھر کر آئے تو مہرخ نے وہ نامہ دکھایا عمر مضمون نامہ سے
آگاہ ہوکر حسب نشان دہی ملکہ مذکور اسی طرح کہ جسطرح بیٹھا تھا اُٹھکر اس سمت چل نکلا ادھر
برّان نے ملکہ مجلس وغیرہ اور عمران و اختر بنت سہیلان جو عزیزداران کوکب سے ہین

بلوا کر اپنے ارادے سے مطلع کرکے فرمایا کہ میری عقب مین تم بھی باقیماندہ فوجین طلسم سے
لیکر آنا اور مین طلسم ہوش ربا مین ایک پہاڑ ہے کہ اُسکو کوہ زبرجد نگار کہتے ہین اُس کوہ کے
متصل چار پہاڑیان ہین اُن پہاڑیون مین صحراے سبزہ زار ہے چشمے جاری ہین ہر طرف وزان
باد بہاری ہے میوہ ہر قسم کے درختون مین لگے ہین شجر سب پھولے پھلے ہین الحاصل وہ
مقام جاے عیش و آرام ہے بس وہان جاکر سحر تیار کرونگی اور چندروز کے بعد آئونگی یہ سب
افہام و تفہیم کرکے دو گولے فولادی ہاتھ مین لیے اور بال اپنے بکھیر کر رخ انور پر پریشان کردیے
اور سناٹا بھر کر اُڑی اور بالاے ہوا جاکر غائب ہو گئی کچھ ہی دیر مین کوہ زبرجد طلسم ہوش ربا کے
قریب پہونچکر ظاہر ہوئی یہان عمر بن امیہ آچکا تھا اور ساحر بنا ہوا ہر طرف ملکہ کو ڈھونڈھ رہا تھا
کہ یکایک ایک بجلی سی چمک کر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو ایک درہ مین کوہ کے برّان
شمشیر زن اس ہیبت سے استادہ ہے کہ بال سر پر پریشان آنکھین سرخ منھ پر بھبوت ملا ہوا
فولادی گولے ہاتھ مین لیے ہے یہ دیکھکر یہ قریب تر آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کہ آپ نے
کیون مجکو طلب فرمایا ہے برّان نے عمر کو پہچانکر کہا کہ خواجہ مین اس پہاڑ کے درے مین
جاتی ہون اور سحر تیار کرونگی از بسکہ مین نے تمسے وعدہ کیا تھا کہ فوج لیکر تمھارے ساتھ چلونگی
اور افراسیاب سے لڑونگی بس اس وعدہ کا ایفا ضرور چاہیے اب تک تو مین جس طرح
شاہان روے زمین باہم مقابلہ کرتے ہین اُسطرح لڑے نہین یونہین جب سامنا افراسیاب کا
ہو گیا تو ہاتھ پانون ہلانا پڑا مگر اب لشکر کشی تو مین نے کی لیکن پھر بھی مقابل شاہ جادوان
اپنے تئین نہین پاتی اسوجہ سے چاہتی ہون کہ اگر لڑنے نکلون تو کچھ لڑائی سنبھلے اور
کچھ توزک شاہ طلسم ہوش ربا کو پہونچے اے عمر افراسیاب ابھی مہرخ سے بھی نہین لڑا ہے
یہ لڑائیان اُسنے فقط دھمکانے کی راہ سے لڑی ہین ورنہ افراسیاب کا غصہ خدا کی پناہ
ہان ایک دن مقابلے نکلا تھا اور فوج طلسمی کو بلایا تھا مگر اُسوقت صنعت زیرہ اُسکے آکر
اُسکو پھیر لے گئے ورنہ اُسیدن ساری زمین طلسم کی اُلٹ پلٹ ہو جاتی اور حیرت بھی
مثل ایک جادوگرنی کے ہے جیسے بہار وغیرہ ہین صرف اتنی عظمت اُسکی ہے کہ زوجۂ
بادشاہ طلسم ہے ورنہ وہ بھی اب تک قتل ہو جاتی بس اُسکا لڑنا اور شکست کھانا

اس امر پر دلیل نہین ہی کہ فوج افراسیاب یا افراسیاب کو شکست ہوئے ای تو یہ افراسیاب کیلا
دو طلسمون کی فوج پر بھاری ہی جسدن وہ لڑیگا آپ تماشا دیکھیے گا کیا آفت برپا کریگا ابھی تو
وہ لڑائی مین آجایا کرتا ہی اور ایک آدھ سحر ہلکا سا کرکے مغلوب حریف کو کردیتا ہی مطلب اس بیان سے
یہ ہی کہ یہ سحر جو مین تیار کرلونگی تو انشاء اللہ بل یزدان توڑ دونگی اور فوج افراسیاب کو بھی
مغلوب کردونگی اسوقت البتہ اسطرح لڑونگی کہ جیسے شاہان طلسم مقابل ہوکر لڑتے ہین
بس آپ کو چاہیے کہ مین تو اندر درہ کوہ کے جاکر مصروف سحر خوانی ہوتی ہون تم میری حفاظت
اس مقام پر کرو اور کسی کو مجھ تک پہونچنے ندو تاکہ سحر میرا جلدی سے پورا ہو جائے
اور اگر کوئی در انداز رخنہ پردازی کریگا تو چلہ میرا ٹوٹیگا اور پھر نئے سر سے
مجکو محنت کرنا ہوگی خواجہ نے کہا مین بدل وجان ای ملکہ حاضر ہون انشاء اللہ حتی الامکان
ایسا انتظام کرونگا کہ کسی کو نہ آنے دونگا جو کوئی مخالفون مین سے اسدرہ مین قدم
رکھیگا جانب جہنم بھیجونگا آپ شوق سے اپنے کام مین جاکر مصروف ہوجیے ملکہ یہ سنکر
اندر درہ کے گئی اور ایک مقام پاکیزہ کو دیکھکر جگہ کو اپنے ہاتھ سے صاف پاک کرکے
اگیاری اور سامنے اگیاری کے بیٹھکر مصروف سحر خوانی ہوئی اور باہر عمر نے ایک سنڈھی
لکڑیون کی جنگل سے لکڑیان کاٹ کر درست کی اور صورت فقیرون کی اسپر بناکر دھونی رما کر
سکونت اختیار کی اب ملکہ برّان کو تو مصروف سحر خوانی رکھیے اور لشکر ملکہ مذکور کو
انتظار مین ملکہ کے چھوڑیے چالاک کو جنگل مین پھرنے دیجیے اور مہرخ وغیرہ کو
اپنے مقام پر آرام رکھیے افراسیاب کو رنجیدہ و دل کبیدہ رہائی برّان سے سمجھیے مگر
جبتک بیان درستی سحر وساحری ہو اسوقت تک اور حال نئی داستانون کی
سُنیے کبھی افراسیاب سے اور مہرخ سے مقابلہ اور چالاک کی چالاکیان اور کاہے
امیر اور لقا سے مقابلہ بیان کیا جاتا ہی

داستان دلستان آنا اژدر کوہی کا واسطے مدد کرنے لقا کے اور لڑنا قاہر کوہی سے آخر بعیاری عیاران زیر ہوکر مسلمان ہونا پھر آنا زیور جادو کا

بہ مدد خداوند لقا اور عیاری عیاران پھر جال افراسیاب اور عیاری
چالاک مار کا کل سیاہ پر اور سفاک سے مقابلہ ہونا بیان عظم و شان
چالاک پھر جانا عمر کا بیابان گلریز مین اور معمار قدرت کی داستان
اور آنا اُسکا اور شریک ہونا مہرخ کا اور عیاری صرصر کی معمار پر اور
پھر آنا اُسکو چالاک کا پھر قلعہ سحر بنانا معمار کا اور عمر کا قید ہو کر قلعہ عقیق
کوہ پر جانا اور مارنا ساحر دنکو اور معمار کے حسب حال داستانہای رنگین کا بیان مولفہ

اُٹھا پھر جام مے ساقی خدارا — کھلے کچھ راز دل مجھپر سبو کا
لب مینا کو تر کر جام بھر کے — پلا ہمکو ذرا احسان کر کے
بڑی حسرت سے تکتا ہون سوے جام — نگہ ڈوبی ہوئی ہے خشک ہے کام
وفور شوق سے کہتا ہے ساقی — کہ مے خم مین نہ رکھنا کچھ بھی باقی
مزا بھی مُنہہ کا کچھ ہے پھیکا پھیکا — گلا بھی دیر سے ہے اپنا سوکھا
بہت عرصہ ہوا اشتاق مے ہین — جھلک پھر جام کی دیکھین یہ آنکھین
اُبلتا ہے ہمارے دلکا پھر جوش — وفور شوق سے رہتے ہین بیہوش
پیون دو چار جام اور گرم ہو مغز — سخن لاؤن زبان پر اپنی مین نغز
اُمنگون پر ہو پھر جوش جوانی — سناؤن سب کو اک تازہ کہانی
لڑین باہم لقا و اہل اسلام — جو بد ہین اُنکا پھر بد ہی ہو انجام
پلا ساقی وہ جام مے ناب — کہ بنو بیسم من این قصہ نایاب

حیرت پردازان آئینہ خیال و نیرنگ بازان صورت حال
رسامان نقوش بوقلمون و نقاشان تصاویر مضمون آئینہ داران
پیکر دلفریب داستان و صورت نمایان معشوقہ ہوش ربائی بیان

نیرنگ طرازی خامہ جادو نگار طلسم تحریر مین اسطرح دکھاتی ہین اور افسون پردازی تقریر معرکہ
بیان مین یون منصۂ شہود لاتے ہین کہ برّان عالیشان تو سحر کوہ آزبرجد کے درہ مین طیّار
فرماتی ہین اور سب اپنے اپنے مقام پر ہین لیکن لقا مشرک خدا جو ہاتھ سے قاسم ذیشان کے
شکست کہا کر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا تھا اُس روز سے بہت رنجیدہ خاطر رہتا تھا کہ
افسوس ہی کچھ کسی سے نہین ہو سکتا ہی اور یہ مسلمان روز داغ بالاے داغ دیتے ہین
ایک دن اسی طرح مجکو مار ڈالینگے اِسکو رنجیدہ دیکھکر سلیمان عنبرین مو کوہی نے جو قلعہ کوہستان کے
فتح ہونے سے باقی ہین اور قبضۂ مسلمانان مین نہین آئے ہین اُنکے حاکمون کو نامے تحریر کیے
اور یہ بھی لکھا کہ بہت جلد خدمت خداوند مین اپنے تئین پہونچاؤ ورنہ خداوند ناراض ہوکر
یہان سے چلے جائینگے دیدار بھی اُنکا دیکھنا نصیب نہوگا سب ہاتھ ململ کے پچتاؤگے اور
علاوہ نامہ جانب کوہستان لکھنے کے افراسیاب کو بھی عرضی تحریر کی کہ ای بادشاہ ذیجاہ
آپ نے گہرسلک کو بھیجا تھا وہ بھی یہان خداوند پر سے نثار ہوگئے اب کسی ساحر زبردست کو
بھیجنا چاہیے کہ وہ آکر خداوند کی مدد کرے یہ نامہ حسب معمول پہاڑ پر رکھوا دیا پنجہ نامہ لیکر
افراسیاب پاس آیا وہ شکست کہا کر عیّاری عمر سے پریشان خاطر باغ سیب مین آیا تھا
کہ پنجہ نے لاکر نامہ دیا وا کرکے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر دستک سحر کی دہی فوراً زمین سے
ایک ساحرہ اُدہیڑ پیدا ہوئی کہ بال سر کے کچھ سفید اور کچھ کالے تھے ہاتھون مین تمرنین سوئیون کے
بندھین گلے مین مالے پڑے تھے اُسنے سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ ای سفاک جادو تینے
تمھاری دختر کو پاس خداے باختر کے بھیجا تھا گہرسلک جادو گیا بھی اور لڑکر مارا بھی گیا
مگر وہ ابھی تک وہان نہ پہونچی واضح ہو کہ اول بیان ہو چکا ہی کہ سفاک کی دختر ملکہ زیور جادو کو
شاہ نے حکم دیا تھا کہ جاکر خداے باختر کی مدد کرو غرض کہ اُسوقت سفاک جادو سے
جو کہا کہ بیٹی تمھاری کیون نہ گئی یہ اپنی بیٹی کو چاہتی بہت ہی اُسکو وہم دامن گیر ہوا کہ
وہان خداوند کے پاس جو جاتا ہی مارا جاتا ہی ایسا نہو دختر میری مار ڈالی جاے
بس اسنے بدحواس ہوکر کہا کہ ای شہنشاہ کیا لونڈی اس خدمت کے لائق نہ تھی کہ جو
حضور نے ملکہ زیور کو ایسے مقام پر بھیجا کہ وہی جاکر سب غارت کردیگی شاہ نے کہا

جو سنا سب سمجھا وہ کیا گیا سفاک یہ سنکر خاموش ہو گئی اور کہا بہتر کیا جو کچھ کیا وہ بھی لونڈی
آپ کی مین بھی لگراتنا تھا کہ وہ بچہ تھی مین اُس سے سمجھدار تھی اس لونڈی امیدوار
اس امر کی ہر کہ مین خط اُسکے نام کا آپ کے پاس بھیجون گی آپ اُسکے پاس بھجوا دیجیگا
بڑا احسان اور فراوان عنایت ہوگی افراسیاب نے کہا ہو سکتا ہی مضائقہ
نہین مگر تم ایک کام کرنا کہ نیلم جادو کے پاس کوہ نیلم پر وہ خط بھیجدینا وہان سے وہ
مقام نزدیک ہی ہم اُس سے حکم کردینگے وہ تمھارے خط کو زیور پاس ضرور بھیجدیگا اور
جواب منگوا دیگا اور علاوہ اُسکے میرے نامے روز آیا جایا کرتے ہین تمھین خیریت روزمرہ
ملا کریگی یہ کہکر کہا کہ اگر زیور نہ گئی ہو تو اسکے قلعہ مین تم جاؤ اور تاکید کرکے اُسکو بھیجدو
سفاک یہ سُنکر رخصت ہوئی اسوقت بادشاہ نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ
مین کیا کہون جو کچھ اس اسد کے ہاتھ سے مجکو زک پہونچتی ہی اور صدمہ گذرتا ہی اتنی جی چاہتا ہی
کہ کتاب جمشیدی سے حکم لیکر اُسکو قتل کر ڈالون سب نے تائید کلام کی کہ حضور ہان
مناسب تو ہی اگر کتاب مین نکلے تو جھگڑا الگ بھی کیجیے طلسم کشا مارا گیا اور سبکے چھکے
چھوٹ گئے پھر کسی سے کچھ بھی نہو سکیگا عمر وغیرہ سب بھاگ جائینگے افراسیاب
انکی باتون سے ہنسکر خاموش ہو رہا اور ازبسکہ دل اسکا رنجیدہ تھا تو بہت دیر یہان نہ ٹھہرا
سوار ہو کر ظلمات کیطرف چلا گیا کہ جا کر دیکھون زندانخانہ پر کیا آفت آئی غرض یہ تو
اُدھر گیا اور اِدھر ملکہ سفاک نے جا کر زیور جادو کو مطلع کیا کہ ای فرزند تم بہت کہا کرتی تھین
کہ لنگوٹا مارا ہمنے سحر کسدن کے لیے سیکھا لڑنا تو کسی سے ملتا ہی نہین لو اب جاؤ خداوند لقا کی
مدد کرو اور مسلمانون سے لڑو اُسنے کہا امی جان مجھسے پہلے ہی بادشاہ نے فرمایا تھا
میری طبیعت کچھ ناساز ہو گئی تھی اسوجہ سے نہ گئی اب جاتی ہون غرض مان بیٹیان
دونون خوب گلے سے ملین اور زیور نے حکم تیاری اپنی فوج کو دیا بارہ ہزار ساحر
اور جادوگرنیان سوار ہیاے سحر پر سوار ہو کر اسباب ساحری ہمراہ لیکر بڑی
چمک دمک سے روانہ ہوئین دوڑ دبجا ناقوس گھنٹا گو کل چلا اژدرہان پر تخت زیور کا
کسا گیا یہ بھی پوشاک نفیس پہنے زیور سے آراستہ ہو کر تخت پر سوار ہوئی جلو مین

فوج ساحران نابکار ہوئی روبرو ہوا پر غلغلہ برپا ہوا آسمان کو چکر آیا خورشید فلک تھرایا کہ

ابیات

رکھا سر پہ تاج شہی زرنگار — چڑھی تخت پر وہ زن نابکار
چھپایا تہ سنتنع گوہرین — بصد فخر وہ روے شاست گزین
زسر تا قدم ہوکے آہن لباس — لقا کی چلی سمت وہ بدحواس

غرض یہ ساحرہ کہ عجب ونخوت شناس تو لقا کے پاس آتی ہی مگر لقا باغ مینا مین تخت پر
رنجیدہ خاطر بیٹھا تھا کہ یکایک جوڑی ہلکارے کی سامنے مجراگاہ پر آکر آداب بجالائے
اور دُعا دیکر یہ خبر زبان پہ لائے کہ یا خداوند اژدر کوہی مالک قلعہ اژدر یہ آپکی اعانت کرنے کے
ارادے پر قریب تر پہونچ چکا ہی بلکہ یقین ہی کہ داخل قلعہ ہو اس خبر کو سُنکر لقا نے حکم دیا
کہ شیطان درگاہ جاکر بعزت تمام تر اُسکو لائے بختیارک یہان سے روانہ ہوا اور وہ
قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ یہ اُس سے ملا باہم رسم سلام ادا کیا اژدر بھی گینڈے پر سے
اُترا اور اُس سے باتین کرتا ہوا ساتھ ہوا سب افسران لشکر پیادہ ہوئے باقی لشکر کو
حکم دیا کہ یہان لشکر خداوند اُترتا ہی ابھی اندر قلعہ کے فوج کی چھاونی ہی اور زیر قلعہ بھی
فوج اُترتی ہی تم اسیجگہ اُترو فوج اُسکی اُسکے کہنے سے اُترنے لگی خیمہ و بارگاہ نصب ہوئی
لشکر تو اُترکر آسودہ ہونے لگا اور اژدر اندر قلعہ کے آیا اور باغ مینا مین آکر سامنے
خداوند کے پہونچا سب نے دیکھا کہ یہ پہلوان آفت زمانہ ہی بڑا زبردست ہی نہایت
چالاق وچست ہی پر قوت وتکبر وخود بین ہی بہت مغرور بے تمکین ہی غرض اُسنے آکر خداوند کو
سجدہ کیا اور نذر دی دنگل زرین خداوند نے عنایت فرمایا اور خلعت دیا کہ یہ بیٹھا ساقی کو
اشارہ ہوا کہ اُسنے جام شراب ارغوانی کا دیا جب دو چار جام اسنے پیے دماغ بادہ ناب سے
گرم ہوا پکارا کہ واہ واہ لقا کی پناہ ایتو لوگون نے کیا نامردی پر کمر باندھی ہی کہ
گھر سے تو آتے ہین اس ارادے کہ چلکر خداوند باختر کی مدد کرینگے اور جب یہان آکر
پہونچتے ہین تو فوراً مسلمان ہوجاتے ہین پس لڑنے کا ہیکو آتے ہین گویا گھر سے
مسلمان ہونے کو چلے ہین پھر کہو ارے نالائقو گھر ہی مین مسلمان ہوجایا کرو تمکو
منع کون کرتا ہی اور ایسی تو حرکتین کرتے ہین اور پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہمسے زیادہ

کوئی بہادر نہین ہی پردۂ دنیا پر خداوند لقا نے ہمین کو شور پیدا کیا ہی یہ طرفہ ماجرا ہی
کہ باین نامردی اپنے تئین ایسا سمجھنا **بختیارک** نے یہ باتین سنکر کہا کہ ای بہادر دوران
بڑا بول نہ بولو ہمکو تو اسوقت تمھاری ان باتون سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ کہین تم بھی
مسلمان نہو جاؤ اژدر کوہی نے کہا کہ ملک جی تمکو ایسا کلمہ نہ کہنا چاہیے لاحول ولا قوۃ
ہم ایسے نامرد نہین ہین کہ اپنے خداوند کو بھول جائین **بختیارک** نے کہا کہ ان لوگون مین
کب کوئی نامرد تھا جو تم انکو نامرد بتاتے ہو اژدر کوہی نے کہا کہ مجکو اس تقریر سے تو کچھ
مطلب نہین اب تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ آپ ہی فرق مرد نامرد دکھلجا ئیگا
بختیارک نے کہا ابھی تو تشریف لائے ہین ذرا زیارت خداوند کی کر لیجیے ہم لوگون سے
مل لیجیے پھر آخر یا تو مرد آپ ہونگے تو مارے جائینگے اگر نامرد ہونگے تو وہی طریقہ کرینگے
جسکو آپ بڑی دیر سے فرما رہے ہین یہ خاموش ہو رہا اور لقا نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا
آج بیرون قلعہ نکلے بموجب حکم افسران لشکر لشکر کو جو زیر قلعہ اترا ہوا تھا لیکر پڑاؤ پڑنے کے
مقام پر آئے پھر از سر نو تیاری تمام لشکر کے اترنے کی ہوئی خیمہ و سراپردہ نصب ہوئی
بازارین آراستہ ہوئین بارگاہ لقا بیچ لشکر مین نصب ہوکر پیراستہ ہوئے ہر طرف گھما گھم
شروع ہوئے خورمی کا بازار کھلگیا لقا بھی باغ مینا سے آکر داخل لشکر ہوا اور بارگاہ مین
سب کا دربار کیا **اژدر** کوہی اپنی بارگاہ مین آکر آرام پذیر ہوا اسقدر رات اور دوسرا دن
اسنے راحت و عیش مین بسر کی جب دوسرے دن مار سیاہ شب نے من کی طرح روز روشن کو

نگلا اور اژدر شب نے عالم کا محاصرہ کیا کہ ابیات

سکہ وحشی ہوئی حاصل زمین کو	چھپایا مہر نے عکس جبین کو
مزاج شام گستاخی پر آیا	زمین کے پہلوون کو گدگدایا

سر شام **اژدر** نے بارگاہ لقا مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ لقا نے بھی اشارہ کیا کہ
بہتر ہو بس بموجب ارشاد خداوند طبل جمشیدی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی
تاسیان خیبری و نوسیان خیبری ہلکارے جو بشکل بدل اس لشکر مین حاضر تھے وہ خبر
دریافت کر کے خدمت والا نہمت امیر کشور گیر اور بادشاہ اسلام باتوقیر کے آئے اور بعد

آداب آداب و تسلیم اسطرح گہر ریزی مدح و ثنائے بادشاہی مین کرنے لگے ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کا ظفر تباہ	بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان	پھرا کرین تری مرضی شریف ہمراہ
ترا چراغ رہے جیسے سطرح روشن	کہ جیسے پر تو خورشید سے ہو روشن ماہ
سجود درسے ترے بہرہ ور ہون اہل زمین	رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ

اے شہریار والا تبار اژدر کوہی نام ایک سردار کوہستان سے بہ امداد لقائے گمراہ آیا ہی لقانے قلعہ سے نکلکر بمقابلہ بندگان درگاہ خیمہ و بارگاہ آراستہ کراکے طبل جنگ بجوادیا ہی کل معرکہ عناد و فساد کو تازہ کریگا باقی خیریت ہی یہ کہکر جب ہلکارے کنارے ہوئے امیر کے جانب بادشاہ نے دیکھا امیر مرضی بادشاہ کی معلوم کرکے حکم فرما ہوئے کہ بجے طبل جنگ ابوالفتح اصفہانی بجاے عمر اسی جگہہ مقرر ہی اسنے نقارخانہ سلیمانی مین آکر نذر لیکر بنام خواجہ جمع کرائی اور طبل سکندریہ سے غاشیہ اٹھواکر دوال دی صدائے طبل جو شش کوس گئی دنیا مین ہیبت پھیلی دلاور آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکہ نبرد ہی دربار دُربار سویرے سے بادشاہ نے برخاست فرمایا ہر بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر آلات حرب و ضرب کے درستی کرنے لگا رات بھر تصۂ جنگ و جدال رہا بہادر بشاش نامرد کو اضمحلال رہا جوہر تیغ ہی کے افسانہ بہادر پڑھا کیے عروس شجاعت ہی پر مردے نامرد بھاگنے کا تذکرہ کیا کیے بہادر قبضۂ شمشیر چوم کر کہتے تھے کہ ہمسے گھاٹ نہ کرنا رخ دم جنگ نہ پھیرنا مرعدو کو چارطرف سے گھیرنا زبان شمشیر نے اس قول پر زبان دی تھی کہ اے شجاعت کے دہنی میرا اور تیرا ساتھ ہی دامن تیغ ہی اور تیرا ہاتھ ہی غرضکہ تیر زہر آبدار کیے گئے کمانین جو خانہ کرگئی تھین وہ سینک کر درست ہوئین گھوڑون کی رکابین تسمہ درست ہوئے نقیب نقابت کیا کیے چار پہر یہی شورش رہی اور ہنگامہ طرفین مین رہا جب وہ وقت آیا کہ داغ سینہ فلک جسم دہر پر چمکتا ہوا نظر آیا اور شب صورت یاد فراموش نظر عالم سے غائب ہوئی ابیات

کہ جب ظاہر ہوئی صبح طرب خیز	بشکل روے جانان حسن آمیز
پھر اُلٹا عکس زلف شب زمین سے	گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے

صبح کو حسب دستور لشکر خیل خیل اور ذیل ذیل میدان جنگگاہ کی جانب روانہ ہوئے سردار برائے ادائے فریضۂ نماز سحر مسجد کرباس مین آئے امیر کے ساتھ نماز پڑھکر سلام علیک کرکے دردولت آسمان جاہ ظل سبحانی پر جاکر جمع ہوئے صاحبقران دوران وظیفہ پڑھنے لگے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگے کہ یکایک ابوالفتح اصفہانی نے آکر تشبت پرامین کہی امیر نے حالات لشکر دریافت فرماکر صندوق اسلحہ طلب فرمایا اور تبرکات انبیا علیہ السلام جسم پر آراستہ فرمائے اوراشقر پر سوار ہوکر جلوخانہ بادشاہی مین تشریف لائے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے کہ دفعتاً سرخ پردہ شبستان شاہنشاہی کی ڈیوڑی کا چرخی پرکھچا آوازغراٹے کی سنائی دی امیر مع سرداران مجراگاہ پر جاکھڑے ہوئے اجرام نورانی ظاہر ہوا پنجشانے طلائی اور نقرئی بھلکتے ہوے نکلے پھر فانوسہائے مینانگار اور طلاکار ظاہر ہوئین اور عود عنبر کی لوٹ لیے طفلان ماہ طلعت نکلگئی یکایک تخت شاہی برآمد ہوا کہارون نے بڑھکر بدلوایا زنانہ سامان سب پھرگیا بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے مرد ہی پکارے سلطان باکرم امیر محتشم نگاہ روبرو صاحبقران دوران کا مجرا قبول ہو بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا امیر نے مجرا کیا ہاتھ سینے پر بادشاہ نے رکھا پھر تو اور سردارون کا مجرا و سلام لیتے ہوئے سلطان والا تبار جانب لشکر حریف روانہ ہوئے دہل ونقارہ نوازش مین آئے کہ بموجب ابیات

نہان تھا نہ مقنع جان ربا	رخ آسمان جاہ و انجم نما
زرہ کی وہ برطرس کی زیب بدن	قیامت دلیری کی تھی وہ پھبن
تہورسے تنتے تھے سردار فوج	چلی فوج یون جیسے دریا کی موج
پئے عزت دین یل حق پنوش	ہوئی شکل مریخ سب سرخیوش
عمامے تھے فرق ہمایون پہ زرد	کہ تھے تاج سر مہرِ گیتی نورد
تر ران ہر ایک کے وہ تازی فرس	پئے قتل کفار دل پُر ہوس
بڑے عظم سے اور بڑی شان سے	روان جنگجو تھے بڑی آن سے

غرض لشکر عظم و شان و کر و فر سے مقام جنگ پر پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اُدھر سے لقا اپنے ہاتھیون پر تخت کھچوائے فوج کو ہیان وباختری ہمراہ لیے وارد میدان مصاف ہوا زمین لرز

لٹی تہلکہ پڑگیا آفت کا سا سنا ہوا دو دریا سے لشکر موج مارنے لگے اول بیلداروں نے تکلا
جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان پاک و صاف کیا پھر سقّون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار
بٹھایا اور صف آراؤں نے میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ صفوں کو جمایا امیر چالیس قدم
سرداری کا آگے بڑھکر کھڑے ہوئے سر پر علم اژدہا پیکر کے پھتیستون شقّی کھل گئے آواز
صنین سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی نقیب چاؤش میدان مین للکارے
دلاوروں کو پکارے کہ ہان ای بہادران ڈرنجانا خوف نہ کھانا قدم ہمت خوب جمانا یہ معرکہ
کارزار ہے اسمین بہادروں کو کب ننگ و عار ہے غرض ترغیب جنگ دلاکر نقیبون کا ہٹنا تھا کہ
اژدر کوہی جو اپنے گرد ن پر بصد کبر و غرور سوار پشت پر فوج کو ہیان نا بکار لیے تھا گینڈے کو
بڑھاکر سامنے فیل لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند امیدوار ہون کہ حکم حرب نسبت
اِس بندے کے صادر فرمائیے خداوند نے فرمایا کہ جلد جا اور کام اِن بندگان خاطی کا تمام کر اژدر
یہ اجازت پاکر بصد کر و فر گینڈے کو دوڑا کر ناف میدان مین پہونچا اور سلح شوری دکھلا کر
جانب لشکر امیر با توقیر رخ کرکے نعرہ رعد آسا کیا کہ ای فرقہ خدا پرستان و زبردستان
تم مین سے جو کوئی کہ زبردست ہو آئے مقابلہ مین میرے یہ نعرہ سنکر قاہر کوہی نے مرکب اپنا
صف لشکر سے جدا کیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر عرض رسا ہوا کہ یا ظل اللہ اجازت میدان
شاہ نے فرمایا کہ ای قاہر تم ہمارے مہمان عزیز ہو لڑنے نجاؤ آرام فرماؤ کوئی اور مقابلہ مین
اس کافر کے جائیگا اُسنے عرض کیا کہ غلام نوازی حضور کے ہاتھ ہے اگر اجازت لڑنے کی نہ ملیگی
آبرو کیا خاک باقی رہیگی بادشاہ نے ناچار سپرد خدا کیا اُس بہادر نے مرکب کو زیر تنگ زیر تنگ
درست کیا تاکہ عرصۂ زندگی حریف پر تنگ کرے اور حمیت کرکے خانہ زین مین در آیا
گھوڑا بصد شوکت اُڑایا جب سامنے اژدر کے پہونچا اُسنے تہیۂ تگادر گینڈا اپنا اُڑایا اور
تگادر آکر ماری کہ پانچ قدم پر گینڈا اُسکا اور تین قدم مرکب اُس بہادر کا پیچھے کو جا پڑا
دونون نے رانون مین کسکر سامنا کیا اور نیزہ اُٹھاکر اٹکل کے سینۂ بے کینہ قاہر ضرب
لگائی اُس بہادر نے نیزے کو نیزہ کی سنان پر لیا بہادر سے نیزہ بازی ہونے لگی کہ ابیات

ہوئے روبرو دونون باہم دگر	دکھانے لگے اپنے اپنے ہنر

عنان در عنان ہو کے باصد قرار | لگے کرنے پھر زین تیزی سے وار
بھڑکنے لگے آتش صفدری | ہوئے جین و جرأت مین جالشگری
ہنر آزما تھے وہ دو نیزہ ور | تماشے مین تھے گرم دونون جگر
ڈپٹ وہ بلا کی وہ گھوڑون کی گشت | دہلتے تھے سینے لرزتا تھا دشت
ادائین تھین دونون کی جرأت پسند | کھلے وصف باندھے جو نیزون کے بند
دلیری تھی دونون کی محتاج دید | کوئی منتظر تھا کوئی نا امید
پکارا صف رزم سے کوئی واہ | جری ہو تو ایسا زہے رزمخواہ
کہین تھا سپاہ عجم مین یہ شور | کہ اے قاہر صفدر و جہرہ زور
یہی ہین دلیران دین کے دھرم | عجب وار ہر یہ خدا کی قسم

غرض بعد رد و طعن سنان ایک مقام پر قاہر نے بند باھلکر نیزہ کو اوسکے ہاتھ سے ہوائی کیا
بس اوسنے جھلا کر تیغہ گرا بنار پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کھینچکر سر قاہر پر تیغہ اوتارا اوس بہادر نے
تلوار کی باڑھ کو رد کرکے اوسکے ہاتھ ڈالدیا اوسنے کلائی پر اوسکے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر
دونون پشت مرکب سے کود پڑے اور سرگرم کشتی ہوئی دو دریائے لشکر سرگرم نظارہ تھے
کہ کس کس بنا داور کس کس گھات اور داؤن سے دونون سر ٹکراتے تھے دوا ہرمن مست
سرگرم تلاش تھے آخر اژدر قاہر کو ریل کر چہ شات قدم پر لیگیا تھا کہ ایک بار ابوالفتح عیار نے
پکار کر کہا کہ اے قاہر اب بارگاہ تک کہان یون ہی چلے جاؤ گے لنگر کو قائم کرو اس صدا کو سنکر قاہر نے
سنبھلکر دونون شانون کو اوسکے پکڑکر جو ریلا اور سینہ مین سر اڑا کر جو ئی دوڑا تو دس قدم پر
ہٹا کر لیگیا وہان بھی اوسنے لنگر مارا کہ پشت پا تک اندر زمین کے اوتر گیا مگر قاہر نے نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر اوسکے لنگر کو اوکھیڑا اور سر سے اوسکو بلند کرکے چرخ دیا چاہتا تھا کہ زمین پر
مارے اودھر سے اسیر با توقیر نے پکار کر آواز دی کہ اے قاہر اسکو زمین پر اوتار دے بہادر
جس کسی کو سر سے بلند کرتے ہین خاک مذلت پر اوسکو نہین ڈالتے ہین قاہر نے فرمان قضا جریان
صاحبقران دوران سنکر اوسکو زمین پر اوتار دیا ابوالفتح نے دوڑ کر حلقہ ہائے کمند مین
اوسکو گرفتار کر لیا اور کہا اے اژدر کوہی حالا در شناختن خدا وند عالم و عالمیان چہ میگوئی اوسنے

جواب دیا کہ مین نے معلوم کیا حقیقت مین دین و آئین تمھارا بہت سچا ہی اور خداوند تمھارا
برحق ہی مین مسلمان ہوتا ہون ابوالفتح نے اُسکو کمند سے کھول دیا وہ کلمہ پڑھکر بکار مسلمان ہوا
بختیارک نے جو یہ ماجرا دیکھا لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیسا اپنا نظر کردہ کیا تھا
کہ یہ بندۂ خاص بھی جا کر بندگان مغضوب سے ملگیا اُس لٹو نے کہا کہ بھلا ہمارے دل کا
حال اور مشیت کا بھید کون جان سکتا ہی کہ ہم خوش کس بندے سے ہین اور ناراض کس سے ہین
مگر ہماری قدرت کا راز اگر کچھ پہچانتا ہی تو خوب تو پہچانتا ہی کہ تو نے اول ہی کہدیا تھا کہ یہ مسلمان
ہو جائیگا بختیارک اس کلمہ کو سُنکر پھول گیا اور عنصر کوہی کی جانب متوجہ ہو کر گویا ہوا کہ
اے عنصر اب تو تمسے بھی ہمکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ جس روز تم لڑوگے اُسی دن تم بھی ہمسے
جدا ہو جاؤ گے اُنھون نے کہا کہ یہ کام ملک جی بے ایمانون کا ہی ہمسے آپ یہ امید نرکھیے
الحاصل اور کوئی تو لڑنے والا تھا نہین کہ جسکے بھروسے پر میدانداری ہوتی اور دوسرے
کشتی لڑنے سے قاہر کے دن بھی تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ قریب تھا کہ کشتی گیر دہر نے
اژدر رز کو چت کیا تھا کہ بیت

نظر کی جانب مہر لب بام	اُسے پایا قریب خواب آرام

لقا نے طبل بازگشت بجوا دیا اور لشکر لیکر پھرا امیر بھی قاہر کوہی کے سر پر سے زرنثار
کراتے پھرے لشکرون نے بستر پر پہونچکر کمر کھولی آسودہ ہوئے امیر داخل بارگاہ ہوئے
اُدھر لقا بھی آکر داخل بارگاہ نکبت پناہ ہوا یہان اژدر کو دنگل قریب دنگل قاہر بادشاہ نے
عنایت فرمایا اور امیر نے کہا کہ اے بہادر ہمارے یہان کے یہ آئین اور دستور ہین کہ جو
سردار جسکو زیر کرتا ہی مغلوب ہمیشہ اُسی کے سردارون مین شمار کیا جاتا ہی اور اُسی کے
ماتحت بیٹھتا ہی اب تم ہمیشہ قاہر کے ماتحت رہوگے اژدر نے کہا مین بہرصورت اُنکا اور آپکا
دونون کا تابع ہون مجکو کچھ عذر نہین یہ کہکر قاہر کے پاس بیٹھ گیا الحاصل بعد کچھ دیر کے
دربار برخاست ہوا قاہر اژدر کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور سب سردار بھی اپنی بارگاہون مین
جاکر آرام پذیر ہوئے ابوالفتح نے طلایہ کی گشت دینے کی چوکیان قائم کین روندین شبکو اٹھنے لگین
بازارین پہر رات تک حکم رہا کہ کھلی رہین امیر نے اژدر کے واسطے حسب دستور اپنے یہان سے

چند آدمی بہر خدمت اور ایک بارگاہ مع عملہ و فعلہ کے اور کچھ خوان کھانے کے بھجوائے اور قاہر نے سب طریقے اُسکو سمجھائے کہ امیر ایسے پاکرم آدمی ہین پھر آپ بھی خاطر سے پیش آیا حکم دیا کہ رقص و سرود کی محفل آراستہ ہوئے پھر خاصہ طلب کر کے ساتھ اپنے کھانا کھلایا اور برابر اپنے پلنگ اُسکا بچھوایا دونون آرام گزین ہوئے باری دار پلنگ کے آکر حاضر ہوئے چار طرف اندر باہر سب پہرا ہوگیا اِس انتظام کو دیکھکر اژدر گھبرایا اور مستفسر ہوا کہ ای بھائی قاہر کیا بارگاہ کے اندر بھی پہرا رہتا ہی قاہر نے کہا اندر باہر سب جگہ پہرا رہتا ہی اسلیے کہ عیار وغیرہ آکر کچھ گزند نہ پہونچائین اژدر نے کہا اندر بارگاہ کے تو پہرے کی کچھ ضرورت نہین یہان کیا خوف ہی مثل چلی آتی ہی کہ جہان ڈر وہان اپنا گھر یہ بات تو عین نامردی کی ہی بھلا یہ بھی مجال ہی کسی کی کہ جو کسی کے کوئی گھر مین چلا آئے یہ کلام جو اِس نافرجام نے کییے تو قاہر کو بھی حرارت آگئی اور بغصہ اُسنے کہا اگر مرضی آپ کی نہین ہی تو نہ سہی یہان کیا اگر آپ فرمائین تو ہم جنگل مین چلکر تنہا رہین یہ کہکر حکم دیا کہ اندر باہر سب جگہ سے آج پہرے موقوف کرو کچھ ضرور نہین یہ کہکر سبکو نکالدیا صرف چار خدمتگار رکھ لیے جبکہ دو پہر رات آئی اور تمام زمانہ سو گیا بیدار وہی پاک پروردگار تھا چوکیدار بولنے لگے روند اور گشت پھرنے لگے اور قاہر بھی سو گیا چارون خدمتگار بھی سوئے اُسوقت اژدر نے اپنے دلمین تصور کیا کہ جو دولت نصیب مین تھی وہ تو ہو چکی مگر اب اُس حریف کا تو کام تمام کر اور سر کاٹ لے اور یونہین لقا کے پاس نکلا ہوا چلا چل یہ سوچکر اُٹھا تو سہی مگر ہر بہادر کے اوپر وار کرنا اور ریک بیک جا پڑنا آسان نہین ہی اسوجہ سے یکایک اُسکو جرأت نہوئی پھر دل کو اپنے مضبوط کر کے خوب خیال کر کے دیکھا تو قاہر کو بالکل غافل پایا اُسوقت خنجر پکڑ کر اُٹھا اور وار کرنے چلا مگر بموجب مثل جسکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے اُسوقت ابو الفتح کہ جسکو آپ بجائے عمر ہر طرف نگہبانی کرتا پھرتا ہی بس سب طرف سے ہوتا ہوا اُسطرف کو جو آیا تو اُسکے دلمین خیال آیا کہ قاہر کو دیکھتے چلو کیونکہ اژدر آج ایک نیا شخص اُسکے ساتھ ہی یہ سوچکر اندر بارگاہ کے چلا ہر ایک ملازم نے اُسکو دیکھکر کہا ای مہتر صاحب آج تو قاہر نے ہم سبکو نکالدیا ہی معلوم نہین کہ خفا ہین یا کسی نے کچھ چغلی کھائی ہی اگر ہمکو موقوف کر دینا وہ چاہتے ہون تو آپ سفارش کیجیے گا کہ ہمارا آدھ سیر آٹا برقرار رہے آپکو دعا کرینگے یہ کلام اُنکی

زبان سے سنکر ابو الفتح اور بھی زیادہ متوحش ہوا اور اندر بارگاہ کے نہ گیا قنات چاک کرکے
اندر کا حال دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ قاہر کو ہی تو غافل سو رہا ہی اور اژدر خنجر کھینچکر اُسکی
بالین پر آیا ہی سر اُسکا کاٹا چاہتا ہی بس یہ دیکھکر اُسنے جلد در بارگاہ پر جاکر زور سے کھنکار کر اپنی
آواز سُنائی اژدر جلدی سے خنجر میان مین کرکے اپنے پلنگ پر آکر لیٹ رہا اور خراٹے لینے لگا
ابو الفتح اندر آیا اور قاہر کو اُسنے جگایا جب وہ جاگا کہا مہتر صاحب کہان تشریف لائے
اُسنے کہا کہ مین گشت کو آیا تھا جی چاہا اندر بھی چلا آیا قاہر نے پاس اپنے بٹھا لیا خاطر کرنے لگا
ابو الفتح نے اُس سے چپکے سے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ حال مین نے دیکھا اگر مین نہ آجاتا تو
کام تمھارا تمام تھا قاہر اپنے جی مین سوچا کہ یہ عیار ہین اپنا احسان مجھپر جتاتے ہین بھلا اژدر
ایسی حرکت کیا کرتا غرض ابو الفتح سے اُسنے کہا کہ بڑا احسان آپ نے فرمایا کہ میری جان بچائی
لیجیے اسکے پان کھائیے گا یہ کہا کچھ اشرفیان اُسکی نذر کین ابو الفتح وہان سے چلا لیکن باہر
آکر یہ ایسا کچھ سانحہ دیکھ چکا تھا اب کب جاتا تھا پھر قنات کے پاس آکر چھپکا کھڑا ہو رہا اور
قاہر اپنے پلنگ پر لیٹا کچھ خوف سا تھا اور اژدر سوچ رہا ہی کہ ابھی عیار نے آکر قاہر کو جگا گیا ہی
اچھی طرح غافل ہوجائے تو اُس پر وار اپنا کرون ادھر ابو الفتح کو غرض جو ہوا دل مین کہتا ہی
کہ تم تو یہان پھنسے ہو اور اگر عیاران لشکر کفار مین سے کوئی آکر دست بردی امیر یا اُنکے
فرزندون پر کر جائے تو کیا ہوگا بس اور کچھ تدبیر کرو یہ سوچکر جھپٹا اور لشکر مین پھرتا ہوا اپنی
فکر مین جو چلا ایک مقام پر ایک فقیر گرشل لقا پرستان کے اُسکی قطع تھی اُس لشکر مین
بھیک مانگنے آیا تھا رات زیادہ گئی ایک جگہ پر سو رہا تھا اُسکو اُسنے دیکھا بس فورًا رنگ
روغن عیاری کا لگاکر اُسکو بیہوش کرکے صورت اُسکی قاہر کی ایسی صورت کی بنائی
اور اُسکو اُٹھاکر در بارگاہ قاہر پر آیا اور پکارا کہا ای قاہر کو ہی جاگتے ہو اژدر اتنے
عرصہ مین قاہر کو سوتا جانکر اُٹھا چاہتا تھا اُسکے پکارنے سے اُسنے جواب دیا کہ ہان بھائی
جاگتے ہین اُسنے کہا قاہر کو ذرا میرے پاس بھیجو حکم صاحبقرانی اُنسے کہنا ہی اژدر نے قاہر کو
جگا دیا اور یہ کہا تمکو مہتر ابو الفتح بلاتے ہین جو کہ ابھی آئے تھے قاہر آنکھین ملتا ہوا باہر گیا کہا کہو
اُسنے اسکو الگ لاکر حباب بیہوشی اُسکے مُنھ پر مارکر اُسکو بیہوش کردیا اور ایک مقام پر

اسکو چھپا کر کپڑے اُسکے اُتار کر نقلی قاہر کو پہنائے اور اُسکو اُٹھا کر اندر بارگاہ کے لا یا
اور اژدر سے کہا کہ امیر نے شراب بہت عمدہ بادشاہ کے لیے کھچوائی تھی اُسوقت اُسکے
نمونہ کو چکھانے کے لیے اِنکو بُلایا اِنھون نے جو اُسکا ایک جام پیا بیہوش ہوگئے ہین اب اِنکو
نشہ از حد ہو مین پلنگ پر سلائے جاتا ہون شاید آنکھ کھلے اور پانی وغیرہ مانگین تو تم خبر رکھنا
ایسا نہو کہ کانٹا لگ جائے اب امیر بھی آرام مین گئے ہین اُنکی حفاظت کو جاتا ہون میرا
آنا اب نہوگا اژدر یہ کلام سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا جی نہین مین جاگتا رہون گا غرض
ابو الفتح قاہر نقلی کو سلا کر آپ باہر نکلا اور قاہر اصلی کو اُٹھا کر ایک ایسے خیمہ مین لایا کہ
بیچ لشکر مین چند خیمہ اور قناتین اور نگیرہ استادہ ہین اور اُنمین اسباب ضروری عیارون کا
رکھا رہتا ہی اسواسطے کہ جسوقت کسی عیار کو خواہش شراب کباب وغیرہ کھانے پینے کی ہوتی ہی
تو وہ بے تامل وہان آکر کھاتا پیتا ہی اور اپنے کام کو چلا جاتا ہی دو چار پلنگ بھی وہان لگے رہتے ہین
بس اُسنے وہین ایک خیمہ مین پلنگ پر لا کر قاہر کو لٹا دیا اور عیارون سے کہدیا کہ یہ قاہر کوہی ہین
اِنسے ہوشیار رہنا اور بیہوش رکھنا یہ کہکر آپ روانہ ہوگیا اور وہان اژدر کوہی نے جب دیکھا
کہ ابو الفتح کو گئے ہوئے عرصہ ہوا اور قاہر بھی نہین چونکا خوب بیہوش ہی بس سوچا کہ خداوند
لقا نے تیری مدد کی اب بخوبی قتل کر چنانچہ اُس بیحیا نے اُس اپنے محسن با ایمان کا سر ایک خنجر ظلم سے
جدا کیا بظاہر تو اُسکو مارا بباطن اپنے ہی طرفدار کو قتل کیا اور اتنا صبر کیا کہ وہ رات تمامی پر
آئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر نے سر زنگی شب جدا کیا اور سحر گریبان چاک کیئے ظاہر ہوئی ابیات

سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر	جو آئے مشعل خورشید لیکر
نشان شب ہوا عالم سے نابود	اُڑا رنگ اخترون کا صورت دود

جب آثار سحر ظاہر ہونے لگے اژدر نے سر قاہر نقلی کا رومال مین باندھ لیا اور باہر نکلکر مرکب
سوار ہوا کسی نے منع نہ کیا اسلیے کہ صبح ہوچلی تھی سمجھے کہ مسجد کو یا پاس مین جاتا ہی یا ہوا
کھانے نکلا ہی اور یہ سوار ہو کر مرکب اُڑاتا لشکر سے نکلکر سیدھا لشکر لقا مین پہونچا
اب یہان دو گھڑی دن چڑھے خادم خدمتگار وغیرہ جو اندر بارگاہ قاہر کے آئے اُس بیچارے کا
خون ناحق زمین پر بہا دیکھا شور و غل بلند کیا کہ افسوس کسی نے قاہر ایسے بہادر کو مارا

اُدھر لقا کو خبر ہوئی کہ اژدر کوہی سر کسی کا کاٹے ہوئے لیے آتا ہے بختیارک نے کہا کیا
خداوند تیرے صدقے بتا تو سہی کہ اژدر کوہی سر امیر کا یا علمشاہ یا قاسم کا کسکا سر لاتا ہے
تو تو خداوند برحق ہے اتنی بات بتا دینا کیا بات ہے لقا نے کہا قدرت ایسی واہیات باتین نہین
بتاتے ہین جس کسی کو قضا نے گھیرا ہوگا اُسکا سر ہوگا یہ حکم ملک الموت قدرت کو رات کو سونے
ہمنے دیا تھا اُسوقت یاد نہین ہے یہ کہکر پکارا کہ ای بندگان قدرت دیدے قدرت مرا اس اثنا مین
اژدر اندر بارگاہ کے آیا اور سجدہ کر کے سر قاہر نذر کیا لقا ہنسا اور کہا تو بندۂ مقبول ہے
غرض یہ بیٹھا ساقی نے اُسکو جام شراب دیا اُدھر امیر کو خبر پہونچی کہ اژدر سر قاہر کاٹ لیگیا
اب لشکر لقا مین خوشی ہو رہی ہے یہ سُننا تھا کہ دُھوان دماغ سے نکلگیا اور فوراً تیغہ ٹیک کر
اُٹھے کہ بہ ایمان خود اگر قاہر مارا گیا ہے تو بغیر مارے اِس حرام زادے کے نچھوڑونگا یہ کہکر
باہر آکر اشقر پر سوار ہوے پھر تو اور بھی سردار فرامرز مالک بہرام علمشاہ وغیرہ اپنے اپنے
مرکبون پر چڑھکر عقب امیر چلے ابو الفتح کو توالی چبوترہ مین تھا کہ دوڑا کہ امیر سے جاکر کہون
آپ نجایئے قاہر زندہ ہے مگر امیر نے اشقر کو تازیانہ دکھایا وہ مرکب باد پا ہوگیا یہ اُسکے
تیزی رفتار کی کیفیت تھی کہ ابیات

تصویر کھینچنے کے تئین رخش کی ترے	دلمین جو آئے گر کسی نقاش کے اُمنگ
گذری تمام عمر اُسی سوچ مین غلط اُسے	سبزہ سمند یو زبناؤن مین یا سرنگ
آخر قلم کو ہاتھ سے رکھدے کی یہ کہے	کس سے بجز خدا بندھے صورت ہوا کا رنگ

ابو الفتح آخر پھر آیا اور اُسنے آکر یہ چالاکی کی کہ قاہر کو ہوشیار کر دیا اور سارا ماجرا کہا اُسنے
شکریہ ادا کیا اور مرکب منگا کر سوار ہو کر خدمت امیر مین پہونچا امیر کنارے لشکر لقا کے
پہونچ چکے تھے کہ اُسنے آکر تسلیم کی امیر حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر اُسکے زندہ ہونے سے
خوشنود ہوئے اِس اثنا مین ابو الفتح بھی حاضر ہوا اور تمام ماجرائے شبینہ معرض عرض مین لایا
اور عرض کیا کہ اب حضور پھر چلین آخر وہ کافر بھاگ کر گیا ہے تو لڑنے نکلے ہی گا اُسوقت کام
اُسکا تمام فرمائیگا امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے اُسوقت قاہر کوہی نے عرض کیا کہ حضور مین نہ پھرونگا
اگر پھر کر جاؤنگا تو نامرد کہلاؤنگا مین جاکر اُس نامرد ازلی اور ابدی کو اُسکے خداوند کے سامنے

گوشمالی دونگا امیر نے فرمایا کہ ای بہادر بہادری کا تو یہی دھرم ہی جو تو کہتا ہی شاباش مرحبا مگر تنہا جانے
دینے کو جی نہین چاہتا اچھا اگر یہ ارادہ ہی تو بسم اللہ مین بھی تیرا شریک حال ہون اور
دربارگاہ لقا پر آکر ٹھہرتا ہون قاہر نے کہا زہے پرورش وعنایت یہ کہکر مرکب چمکا کر یہ آگے بڑھا
اور سیدھا بارگاہ لقا کی طرف چلا امیر بھی پیچھے اسکے روانہ ہوئے اور سب سردارون سے
فرمایا کہ تم یہین ٹھہرے ہو سردار چار طرف پھیلگئے لیکن لشکریان لقا نے جو امیر کو دیکھا وہ
خوب لوہا اہل اسلام کا مانے ہوئے ہین کسی نے ہون بھی نکی اور قاہر دلیرانہ دربارگاہ پر آکر
گونجا لوگون نے اندر دوڑکر خبر کی کہ قاہر کوہی آپہونچا اور امیر اور سب سردار انکے لشکر مین
بھی پہونچ چکے ہین اژدر تو نام قاہر سنکر حیران ہو گیا کہ وہ کہان سے آیا شاید مسلمان ہو جانے
سے یہ شرف بھی ہو جاتا ہی کہ لاکھ طرح مارو قتل نہین ہوتے ہین بختیارک نے کہا کہ ای اژدر
اب تم کسی دنگل یا تخت کے نیچے جلد جاکر پوشیدہ ہو کہ ملک الموت تمھاری جان کا آپہونچا یا
قاہر کا ہمزاد آتا ہی جو بھوت بنکر تمکو لپیٹے گا اور کھاجائیگا لقا نے سنکر کہا کہ یہ تقدیرین ہماری
پیچیدہ ہین انکو کوئی سمجھ نہین سکتا ہی اسی اثنا مین قاہر بسان شیر نر دھوڑیان بارگاہ کی طی کرکے
آخر پردہ کے پاس پہونچا بختیارک نے کہا اب بھی کچھ نہین گیا ہی لوگون سے کہیے کہ وہ باہر روکین
لقا نے کہا مجکو سجدہ کرنے آتا ہی آنے دو بختیارک نے کہا آج تک ہمنے یہ تقدیر نہین دیکھی
کہ مسلمان ہو کر پھر سجدہ کرنے آئے غرض یہ باتین ہوتی تھین کہ قاہر اندر بارگاہ کے گھس آیا اور للکارا
کہ ارے او اژدر بچیا سپاہیون کے لیے یہ دغا افسوس ہی تیرے حال پر اور تف ہی تیری زندگی پر
اژدر نے اسوقت اٹھکر ایک تلوار ماری اس بہادر نے پیترا بدل کر تلوار کو خالی دیا اور اپنی تیغ
تیز کھینچکر اسپر وار کیا اسنے بھی تلوار کا وار کیا لگی شمشیر زنی ہونے بختیارک پکار رہا تھا کہ ای قاہر
یہی اژدر حرامزادہ بچیا تمھارا دشمن ہی اسکو مار ہی ڈالنا واجب ہی یہ بڑی دیر سے اسکو
لعنت ملامت کر رہا تھا کہ تم آگئے اسکے کہنے کی تو قاہر نے سماعت نہ کی اور ایک مقام پر کمر کو بتلا کر
گردن پر اس بچیا کے ہاتھ مارا کہ سر اسکا کٹکر دور گرا اسوقت عنصر کوہی وغیرہ نے قصد بلوہ کرنے کا
کیا بختیارک نے کہا کیون شامت آئی ہی باہر بارگاہ کے امیر بھی کھڑے ہین خداوندا بھی تو
باہر قلعہ کے نکلے ہین بھاگتے راہ نہ ملیگی اسکو نکل جانے دو سب بارگاہ ورنہ خون سے لال ہو جائیگی

سنم منم کی نعرون سے رات کو نیند نہ آئیگی کئی دن تک بستر خواب میدان جنگاہ دکھائی دیگا
تمھارا ای عنصر کیا جاویگا مرکے خداوند کی بہشت مین چلے جاؤگے ہمکو ابھی خدائی کرنا ہی عنصر یہ سنکر
خاموش ہو رہا اور بختیارک نے قاہر سے کہا حضور جاہین تشریف رکھین یہ کفش خانہ جناب ہی
اور جاہین تو تشریف لیجائیے اُس کافر حاسر نے جیسا کیا تھا ویسا پایا ہم بھی نامرد کے شریک نہین ہین
خوب کیا جو آپ نے اُسکو سزا دی اورون کو بھی عبرت ہوگئی اب کوئی ایسا نہ کریگا قاہر اِسکی
باتون سے ہنستا ہوا بفراغت و آسائش تمام بارگاہ سے نکلا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا
امیر اِسکو ہمراہ لیے شادان و فرحان مراجعت فرما ہوے اور اپنی بارگاہ مین آئے تمام سردار
قاہر سے ملکر خوشنود ہوئے قاہر نے اور امیر نے ابوالفتح کو بہت کچھ انعام جلدوے مین
اِس خیر خواہی کے عنایت کیا بادشاہ نے جشن شاہانہ خوشی مین قاہر کے زندہ رہنے کے
آراستہ فرمایا یہان تو سب خوش وخرم فروکش مین اُدھر کیفیت سُنیے کہ کچھ ملازم اژدر کوہی کے
اُسکے مارے جانے سے لاش اُسکی اُٹھا کر اُسکے قلعہ کی جانب گئے بھائی اُسکا اُسکے عوض سے
حکومت کرتا تھا نام اُسکا ماران کوہی ہر غرض اُسکے سامنے جاکر اُن لوگون نے عرض کیا کہ
بھائی آپ کے اسطرح خداوند لقا کی بہشت مین گئے اور سر بارگاہ قاہر آکر اُنکا سر کاٹ کر
چلا گیا یہ خبر سُنکر اِسکو بہت بڑا صدمہ ہوا اور کہا یہ خداوند مسخرا بیٹھا دیکھا کیا اور کچھ نہ بولا اور
بھائی میرا قتل ہو گیا خداوند نے جان بوجھکر اُسکو قتل کرایا کیا کون اگر مقدمہ ایمان نہوتا
تو خداوند ہی سے پہلے سمجھ لیتا ہر چند کے بھائی نے میرے کی بہت بڑی نامردی کہ ایسا کچھ
مردان عالم کو زیب نہین تھا اور کبھی اسطرح کا خواب بھی بہادرون کو نظر نہین آتا ہی مگر خیر
میرا بھائی تھا مجکو عوض اُسکا اُسکے قاتل سے لینا ضرور تر ہی میرا ارادہ تھا کہ مین خداوند کی
مدد کو جاؤن مگر اب میرا دل ایسے خداوند سے کھٹا ہو گیا ہی اب مین اپنے بھائی کا عوض لینے
جاؤنگا یہ کہکر اُسی وقت باقیماندہ فوج و سپاہ کو حکم تیار ہونے کا دیا اور کئی ہزار کوہیون کی
جمعیت سے باحتشام تمام روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ بہت جلد لشکر لقا مین پہونچا
بختیارک آکر اِسکو بھی لیگیا اِسنے بارگاہ مین آکر خداوند کو مجرا کیا سجدہ نہ کیا اور دنگل پر بیٹھا
لقا نے اُسکا راکہ ای بندہ قدرت تو کچھ آزردہ معلوم دیتا ہی اِسنے کہا کہ یا خداوند مجکو رنج یہ بہت بڑا ہی

کہ آپ نے بیٹھے دکھائیے اور بھائی میرا مارڈالا گیا آپ اُسوقت زمین کو حکم دیتے تو قاتل برادر کو میرے وہ نگل جاتی لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت اگر تو رنجیدہ ہی تو مین تیرے بھائی کو بروز نوروز جلا دونگا یہ سنکر اُسنے سجدہ کیا اور کہا تو نہ پرورش کرے تو اور کون کرے غرضکہ بیٹھکر شراب کشی کرنے لگے جب دماغ اُسکا گرم ہوا تو پکارا کہ ملک جی مین جاتا ہون اور قصاص بھائی کا لئے لیتا ہون بختیارک نے کہا بہت گرمی نہ کرو آج آرام کرو کل مقابلہ کرنا طبل جنگ بجوا دیونگا کہان جاتے ہو اُسنے کہا ملک جی جس طرح کہ قاہر نے آکر سردربار میرے بھائی کو مارا ہی اسی طرح اگر روبروے حمزہ سربارگاہ مین نے اُسکا سر نہ کاٹا تو نام اپنا نہ رکھا میرا کلیجہ جب ہی ٹھنڈا ہوگا جب مین پورا قصاص لونگا بختیارک نے کہا یہ امر بہت محال ہی کہ کوئی بارگاہ حمزہ مین گھس جائے اور کسی اُسکے سردار کو مار کر زندہ چلا آئے دیکھا نہین ایسا شاید تم ایسا کرجاؤ ماران نے کہا یہان بھی ہم کہہ چکے اور گھر سے بھی یہی ارادہ کرکے چلے تھے پھر اب کب رکتے ہین یہ کہکر گرز کو کاندھے پر رکھکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر اُٹھ کھڑا ہوا اور یکہ و تنہا باہر بارگاہ کے آکر جانب لشکر امیر کشور گیر چلا بختیارک نے ہلکارے خبر کو بھیجے کچھ افسر فرط محبت سے پیچھے پیچھے اُسکے روانہ ہوئے آخر یہ لشکر مسلمانان مین پہونچا لشکر کی رونق اور آرائش دیکھکر دلمین کہتا تھا کہ کیا جاہ و جلال اِن مسلمانون نے بہم پہونچایا ہی واہ واہ بازار فرنگ بازار ہندوستان کو بہت آراستہ پایا سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی پہونچا اس بارگاہ پر احتشام کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سراپردے اُسکے دورتک کھنچے تھے دربارگاہ سے دورتک اردوی معلے آراستہ دورویہ جھاڑ فرشی استادہ بیچ مین سڑک سُرخی اُسپر یاقوت و عقیق کی کٹی ہوئی گلاب کیوڑہ مشکون مین بھرے سقے چھڑک رہے تھے خواجہ خضر کا دم بھر رہے تھے بارگاہ پر کلس یاقوت کے چڑھے تھے جواہر کے مور اُنپر بیٹھے تھے منقارون مین اپنے مالے مروارید کے لیے تھے دربارگاہ پر پیل عادیان پورشداد یان پہلوان عادی بعہدہ درگہ سالاری دنگل پر بیٹھے تھے چالیس شملے سر پر بندھے تھے چالیس شدہ تحت الحنک کے چھوٹے ہوئے دیو تھا کہ قالب انسان مین سمایا نظر آیا ماران نے دیکھکر خوف کھایا اندر ہلکارون نے پہلے ہی خبر عرض کی تھی کہ ماران کو ہی اس ارادہ پر آتا ہی آپ نے فرمایا کہ

آنے دو قاہر بھی کچھ ایسا حلوا نہین کہ جسکو وہ کھا جائیگا قاہر بھی بسبب شجاعت ذاتی کے
بشاش ہوکر عرض رسا ہوا تھا کہ اگر حکم ہو تو مین دروازے پر جاکر اُسکو روکون یہان
جناب بادشاہ کے روبرو وہ بے ادبی کریگا امیر نے فرمایا بھئی تمھارے ساتھ تو ہم بھی ہین
کہان جاؤگے ای بہادر تم ایسے ہی ہوگیا کہنا غرض حکم پہلوان عادی کو پہونچ چکا تھا کہ
آنے دینا اسوجہ سے اُسنے نروکا اور یہ گھوڑا بڑھاکر اندر بارگاہ کے آیا امیر نے کہدیا تھا کہ
تیسری ڈیوڑھی پر روکنا اور کہنا کہ مع مرکب اندر نجا غرض جب چار ڈیوڑھیان گذر چکا اُسوقت
پہلوان عادی کہ اُٹھکر اِسکے پیچھے پیچھے آتے تھے وہ سد راہ ہوئے اور کہا ای مار ان گھوڑ
ے اُتر پڑو نہین جانتے کہ یہ جگہ بادشاہ فیروز کلاہ لشکر اسلام کی ہی کہ جو لیجائے وما داے
غریبان ہین یہ بھی سوچا کہ اندر مع گھوڑے کے جانے مین اُنسے تکرار کرنا کیا ضرور ہی مطلب
وہ فوت ہو جائیگا اگر یہان تلوار چلیگی بس یہ گھوڑے سے اُترا پہلوان عادی نے بڑھکر آخری
ڈیوڑھی کا پردہ ہٹا دیا قرق زنجیر کو سرکا دیا یہ اندر آیا عجب ایک انجمن پہلوانان صف شکن کی
دیکھی کہ انجمن انجم گردون بھی اس چمک دمک کی نہوگی عجب رعب و داب نظر آیا کہ ترک فلک کو بھی
اِسجگہ پر سر خم کیے پایا اقبال سامنے بادشاہ کے دست بستہ لبسان غلامان حاضر تھا نصرت یمین ظفر
ہمقرین دور سردارون کا بندھا ہوا دست راست راستی دست راست کو دست چپی دست چپ کو
چہل ستون فرزندان گرامی حمزہ سے بھرا ہوا بادشاہ سریر سلیمانی پر جلوہ فرما سات سو تاجدار کا
گرد حلقہ بندھا ہوا اٹھارہ ہزار چینی سترہ ہزار فرنگی بارہ ہزار ہندی اوچی بنا ہوا حاضر تھا امیر
پیمدتو قیر دنگل نا دعنبر آصف بن برخیا پر جلوہ فرما تھے خشت ہائے زرین پر ہزارون عیار بنا ہا ہے
عیاری سے آراستہ کھڑے تھے ایک طرف بارگاہ کے کچہریان تمام کھلی تھین مقدمات مالی وملکی کا فیصلہ ہو رہا تھا
سامنے بادشاہ کے رقاصہ حور پیکر رقص مین تھے جام مے سردارون مین گردش پذیر تھا اس عظمت و جرأت کو
دیکھکر وہ رعب ماران پر طاری ہوا کہ بے اختیار اُسنے جھک کر فراشی مجرا امیر کو اور بادشاہ کو کیا
امیر نے ہاتھ سر پر رکھا بخلق تمامتر و بخندہ پیشانی فرمایا کہ آئیے تشریف لائیے یہ آگے بڑھا امیر
اُٹھنے لگے اُسنے قسم دی کہ آپ تکلیف نہ فرمائین غرضکہ دنگل زرین پر آکر قریب تر بیٹھا امیر نے
پوچھا کہ بھئی مزاج تو اچھا ہی اور ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام لاکر دیا اُسنے پیا اُسوقت امیر نے

پوچھا کہ کیونکر تشریف لانے کا سبب ہوا اب یہ شرمندہ ہوا کہے تو کیا کہے آخر کہا کہ آیا تو اسلیے تھا
کہ قاہر کو مین قتل کرتا مگر آپ کے خلق نے بندۂ بے دام بنایا سب غصہ جاتا رہا قاہر پاس موجود تھا
اُسنے کہا اے بہادر مین موجود ہون یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے جسطرح چاہیے مقابلہ کر لیجیے امیر نے
بھی کہا کہ اچھا تو ہی حوصلہ نہ رہے اُسوقت اُسکو بھائی کا غم پھر تازہ ہوا اور اُٹھکر باہر بارگاہ کے
آیا امیر نے حکم دیدیا کہ بارگاہ کے دروازے پر اکھاڑہ کھدگیا سراپچے اُٹھوا دیے حضرت قدر
قدرت شاہ کجکلاہ بھی دیکھنے لگے قاہر نے آکر مقابلہ کیا اول سب فنون سپاہگری کے تلوار و نیزہ سے
ہوئی آخر جب چشم زخم کسی کو نہ پہونچا اُسوقت نوبت کشتی کی پہونچی قاہر کو خدا تعالی نے
اُسپر غالب کیا چند دیر کشتی رہی آخر قاہر نے کولے پر بھر کر جو مارا اچار و شانے چت کردیا یہ
وہانسے اُٹھکر پھر بارگاہ امیر مین آیا اور عرض کیا کہ دین آپ کا برحق ہی جو آپ کے دین مین
آئے کیا کہے امیر نے کلمۂ طیبہ بتایا یہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا جو سردار کہ اُسکے
عقب مین آئے تھے وہ بھی بارگاہ مین آکر مشرف بشرف اسلام ہوئے اور اُسی وقت پھر کر
اپنے لشکر مین آئے پکارے کہ جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو آئے کہ ہم مسلمان ہوئے غرض
لشکر اسکا کوچ کرکے اُسی وقت ملحق لشکر امیر ہوا امیر نے جو سامان کہ اژدر کو عنایت کیا تھا
وہ اب اسکو دیا بارگاہ اور لوازم وغیرہ اور خلعت سرداری عنایت فرماکر سرفراز کیا ہلکارے
جو خبر کو آئے تھے وہ پھر کر بارگاہ لقا مین گئے اور یہ خبر مفصلاً سب عرض کی بختیارک پکارا
کہ صلواۃ صلواۃ یا خداوند دیکھیے کیا گرما گرمی کرکے آتے ہین کہ جیسے اب کھا ہی جائینگے مگر
پھر ٹائین ٹائین فش آپ کا بندہ گندہ ماران کوہی بھی مسلمان ہوگیا لقا خوب قہقہہ مار کر ہنسا
اور کہا اُسکے دلمین میری طرف سے پہلے شک آگیا تھا اب مین نے یہ اختیار کیا ہی کہ جو کوئی بندہ
میرا اپنے دلمین میری خداوندی کا شک کریگا اور برحق مجکو نجانے گا تو مین اُسکو اپنی جوار رحمت سے
دور کرکے مسلمانون کے حوالے کردونگا اور اُسکو اُنھین بندون کے ہاتھ سے ذلیل کراؤنگا
یہ کہہ رہا تھا مگر رنجیدہ خاطر تھا کہ یکایک آواز تڑاقے کی بالائے ہوا پیدا ہوئی اور برف برسنے لگی
آندھی آئی لقا پکارا کہ جنے ان کوہیون کو خوب سمجھ لیا اب بندۂ قدرت کو طلسم سے بلایا ہی اسی گفتگو مین تھا
کہ ایک تخت روئے ہوا سے بارگاہ مین اُترا سبنے دیکھا کہ اُس تخت پر ایک ساحرہ نازک اندام و یاسمن

پیکر سوار ہی زیور جواہر کا وزیب بدن کیے کانون مین کرن پھول پہنے جو عقد ثریا کو بھی شرماتی تھی
ہاتھون مین کنگن اور کڑے جو حلقۂ اطاعت مین دستگیر بڑے بڑے زبردستون کو کرین پہنے مالے موتیون کے
گلے مین ڈالے بھولی بھولی صورت پائچے کلائی پر ڈالکر تخت پر سے سنبھلکر اُتری اور سامنے
خداوند کے آکر اس صنم زیبا نے تسلیم کی اور سجدے مین گری لقا پکارا کہ ای بندی سر اُٹھا کہ مین نے
اپنی لعنت تجھے نصیب کی وہ سجدے سے اُٹھی اور از بسکہ کمسن اہی تو مسکراتی ہوئی قریب تخت آئی
بلاگردان ہوکر جواہر جو بہر نذر لائی تھی وہ نذر چڑھائی بختیارک نے کہا ای ملکہ نام نامی آپکا کیا ہی
اکیلے آنے کا اتفاق ہوا یا لشکر بھی ساتھ ہی اُسنے کہا لونڈی کو زیور جادو کہتے ہین لشکر بھی
کچھ ساتھ لائی ہون خداوند کی مدد کرنے کو بحکم شاہ افراسیاب آئی ہون یہ کہہ رہی تھی کہ اوسکے بھی
تخت اور طاہران سحر آکر اُترے اور ساتھ لشکر اُسکی مصاحبین انیسین خواصین وغیرہ سب آکر
دیدار خداوند سے مشرف اور فیضیاب ہوئین سبنے نذر چڑھائی بختیارک نے خداوند سے
کہا یا خداوند بعض بندے تو آپ ایسے پیدا کردیتے ہین کہ جو اورون کی جان لیتے ہین لقا نے
کہا قدرت خود نور خالص اُسکے پیٹ مین اُتارنے کے لیے ایسی صورت پیدا کرتے ہین مگر پھر بھول
جاتے ہین اب یہ بندی جو فیصلہ مسلمانون کا کردیگی تو ہم اپنے خاتون معظم بنائینگے زیور یہ کلمے
سُنکر مسکرا کر چپ ہو رہی مسکرانا بھی اسکا لاکھ لاکھ بناؤ دے گیا یہ معلوم ہوا کہ غنچہ کھلتے کھلتے رکھا
غرض دنگل زرین پر یہ بیٹھی لشکر اُسکا متصل لشکر خداوند بختیارک نے جاکر اُتروایا یہان
دور شراب ناب ہوا جلسہ چنگ و رباب ہوا ساحرہ نے سارا ماجرا جنگ مسلمانان کا بختیارک
سے سُنا اور خداوند کی بہت تسکین کی کہ آپ نہ گھبرائیے مین ایک آن واحد مین آپ کی عنایت سے
سب بندگان مغضوب کا ستیصال کردونگی بختیارک نے کہا چاہیے فیصلہ اُنکا نہ کرو مگر تم
سلامت رہو اور خداوند عرش اعلے پر نہ جائین کہ جنکی بدولت یہ صورتین کبھی کبھی دیکھنے مین
آجاتی ہین ساحرہ نے کہا پھر اچھا طبل جنگ بجے بختیارک نے کہا صاحب اتنی جلدی نہ کرو
ہمین اپنی صورت تو دیکھ لینے دو پھر ہم کہان اور تم کہان ندی ناؤ سنجوگ ہی وہی مثل ہی کاغذ کی ناؤ
آج نہ ڈوبے کل ڈوب جائیگی زیور نے کہا ملک جی زیادہ مجھکو نہ بناؤ بھلا مین ہون ہی کیا ایسی
چڑیل بھاڑ مین جائے ایسی صورت جسپر کوئی ناز کرے اترائے خداوند نے مجھ ایسی لاکھون بہت

پیدا کی ہین ملک جی اپنے کام مین مصروف ہو صاحب میرا پیلا چہرا دیکھ کے ایسا رہے مجھے کہ آپ ہی مین نہ رہے بختیارک ہنسنے لگا اور کہا ای ملکہ ہم تو تمھارے تشنۂ دیدار ہین صدقے تیری صورت کے سیر کے کو مان ای جان عالم ذرا عیارون سے بچتی رہنا آج کی شب اور کل کا دن مجھسے عیار و فریب وغیرہ سُن لے پھر لڑائی آغاز کرنا خداوند تجکو اُنکے ہاتھ سے بچائین ورنہ یہ صورت زیبا خاک مین ملجائیگی ساحرہ اسکے سمجھانے سے اُس شب کو دربار مین کچھ دیر بیٹھی پھر بارگاہ مین اپنی آکر استراحت پذیر ہوئی دوسرے دن جب ساحرۂ شب زیور انجم سے آراستہ ہوکر بارگاہ زنگاری فلک مین آئی اور مہتاب نے ہالے سے طوق محبت اُسکا گردن مین اپنی پہنایا ابیات

ہوئی پھر شاہد شب جلوہ آرا فلک پر ماہ کا چمکا ستارا
مرصع ساز قدرت نے پھر اکبار ستارون کے کیا گہنے کو تیار

سر شام اُس ماہ تمام یعنی ملکہ زیور رجادو نے گلفام نے اپنی بارگاہ مین آکر نفیر سحر کو دم دیا لقا نے بھی طبل جمشیدی بجوایا جاسوسان لشکر اسلام خبر مفصل دریافت کرکے خدمت بادشاہ ذیشان مین آئے سر عجز جھکا کر دعا و ثنائے شاہی زبان پر لائے کلابات

زبسکہ عہد مین تیرے ہی رسم دادرسی جرس کی بھی کوئی فریاد سُن نہین سکتا
گئی بناے تعدی جہان سے اب اُسنے بتان کی ناز و ادا مین رہا نہ ظلم و جفا
سوائے عشق ترے عہد مین تعدی سے کٹا وہ ہاتھ کسی جیب تک اگر پہونچا
شہا سحر کا گریبان چاک کرتے وقت ہی خوف ایسا کہ کانپے ہی دست مہر سدا

ایک ساحرہ لالہ فام و بدانجام زیور رجادو نام بہر امداد لقائے ناکام آئی ہی اور بمقابلہ بندگان درگاہ عالی مقام نفیر سحر اُسنے بجائی ہی کل کے روز وقت معرکہ آرائی ہی یہ خبر سُنکر شاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپکی کیا صلاح ہی آپ نے ابوالفتح کو حکم دیا کہ بجے ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ ابوالفتح نے جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی ہر ایک بہادر کو خبر ہوئی کہ بجا یو کل معرکہ نبرد وپیکار رہو دربار سے سردار اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ داخل شبستان ہوئے آج بہادرون کو گونہ انتشار رہی کہ سحر سے ہر فرد بشر ناچار ہی دیکھا چاہیے کہ انقلاب گردون دوار کیا کل دکھاتا ہی یہ معرکہ کس کے ہاتھ آتا ہی اسطرف سنجاتی باختری مشتری حصاری خوشی کرتے تھے کہ کل یقین ہی

لشکر اسلام مغلوب ہوا اور مال غنیمت ہمارے ہاتھ آئے ہو غرض بنگالی دریا کے کنارے کئی سو بیٹھ گئے دورو بجانے لگے منتر پڑھے جانے لگے زیور اپنی بارگاہ مین آکر سحر جگانے لگی ہر مقام پر جوت کھڑی ہوئی اگیاری ہوئی بیر آنے لگے بھینٹ پانے لگے آج کی رات ستارے آسمان پر روشن تھے یا فلک کا میدان مرگھٹ تھا مردے پھنکتے تھے ساحر زحل نام رشتہ کہکشان کو شاخ سنبلہ مین باندھکر یون تانتا تھا بنات النعش ارتھی کی صورت نئی یون اٹھانے کے لیے مریخ با شمشیر برہنہ قوچ فلک کو جھٹکا کیا چاہتا تھا سنبھلے برج دلو کا ڈول لیکر سر پر ڈالتا تھا اشنان رہا تھا چشمۂ حوت کے کنارے پر سورج کنڈ کے نہانے کا میلا تھا ہوا بھی آج بیراگیون کی طرح جنگل جنگل پھرتے تھے زمین و آسمان مین جدھر نظر کیجیے ساحری کا کارخانہ تھا برگد کا درخت جٹا دھاری جوگی نظر آتا بڑے سے ڈاڑھی تھے تو پرانا پیپل کہلاتا پیپل بڑے ہاتھ پانون والا ساحر تھا دیو پتھان نبکر جادو گر تھا ہر درخت ایک پانون سے کھڑا سحر کرنے مین مشغول نظر آتا یہان لشکرون مین دنیا سیاہ تھی کالی کی دہائی دیتے تھے جب پناہ تھی بیرون کا آنا بھیتون کے کلیجے کھا نا پھر سن سن کرکے جانا ساحرون مین تو یہ ہنگامہ تھا یہاں دورون مین تیغ و خنجر کا افسانہ تھا نیام تیغ مار سفید کے لیے بانبی تھا ترکش وہان ساحر نبکر تیر کا بیر بھیجتا تھا کلیجے چھیدتا تھا تلوار کو خون چاٹا کر سکھا دیا تھا کہ خون دشمنان چاٹنا بھینٹ مین سر لینا گلے کاٹنا گرزون کو سربلندی کا منتر یاد دلایا تھا کہ سر چڑھکر بغیر بھیجا کھائے نہ پلٹنا سنان کی زبان یہ منتر پڑھے کہ منتر سے چلے رن چڑھے کلیجا کاٹ بیر لہو چھوڑ جان مار کمانین بھی چلہ کش تھین عامل دھرنے اپنے بچاؤ کے لیے شش جہت نہ تھا نقش مسدس لکھا تھا جو درخت تھا وہ ہندسہ کی شکل دکھائی دیتا تھا کہ مربع نویس دھرنے ربع مسکون کے نقش اجل یہ ہندسہ پر کیے ہین خلاصہ یہ کہ زمین و زمان سب پر آشوب تھا آفت کا ہنگامہ اور جوش تھا کہ ابیات

وہ بیرون کی آمد کہ طوفان مرگ	وہ لڑنے پر آمادہ خر دوسترگ
چمک تیغ و خنجر کی وہ الحذر	جو آنکھون مین انسان کے کرتی تھی گھر
نقیبون کا للکارنا ہر طرف	جوانون سے کہنا یہی صف بصف
کہ ہان ای جوانان رستم شعار	یہی معرکہ کل کا بھی یادگار

نہ ڈرنا کہ ہی موقع نام و ننگ ‎ ‎ رہے یاد کل تمسے یہ کار جنگ

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ خادر کوہی فوج ضیا و جلال کو اپنے ہمراہ لیکر کوہستان مشرق سے نکلا زیر ران سبزہ فلک ایسا شوخ و چالاک توسن تھا نور رخسار سے اُسکے عالم عالم روشن تھا کہ ابیات

گئی جب عرصۂ عالم سے وہ شب ‎ ‎ فلک سے ہٹ گئی تصویر کوکب
موذن بول اُٹھا اللہ اکبر ‎ ‎ کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
بشکل برق چمکے گرز و شمشیر ‎ ‎ کوئی بولا کہان اب وقت تاخیر
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہی ‎ ‎ ہوس اب گور سے دست و بغل ہی
یہ حمزہ نے دعا مانگی خدا سے ‎ ‎ جھکا یا سر ہزارون التجا سے
کہ ای خالق مدد ہی تیری درکار ‎ ‎ اجل کا ہوئے جب دم گرم بازار
زمان آبرو ہی فتح دنیا ‎ ‎ نہ حاصل ہو کہین الزام لینا
نہ پا پیچھے ہٹے بڑھکر ہمارا ‎ ‎ بلا سے جان جانی ہی گوارا

امیر باتوقیر تو دُعا کر رہے تھے اور لشکر گروہ گروہ میدان جنگ کی طرف روانہ تھے شورش روانگی بحر لشکر سمع ہمایون امیر والا گُہر مین بھی پہونچے آپ نے سر سجدے مین رکھکر دعا ختم کے تھے کہ ابو الفتح خدمت قدس مین حاضر ہوا اور حال روانگی لشکر اُسنے عرض کیا آپ نے بھی صندوق سلیح سنجوگ سنگا کر خود ہوُد اور زرہ داؤدی سے جسم انور کو مزین فرمایا تیغ صمصام و قمقام حمائل کے تیغۂ عقرت سلیمانی ہاتھ مین لیکر نیمچہ سہراب یل کمر سے لگا کر باہر برآمد ہوئے اور اشقر پر سوار ہوکر کچھ دور چلے تھے کہ سامنے سے مالک اژدر اسّی ہزار نیزہ دارون سے آتے دکھائی دیئے سنان نیزہ یون چمکتی تھین کہ تارے سوا نیزے پر اُترے دکھائی دیتے تھے بہادران عرب عمامہ نورانی سرون پر باندھے تھے ایک طرف سے لندھور کا فیل نمایان ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ رات جو گذر چکی ہی عالم سے اب جاتی ہی اور لندھور کا اُسئی رخ روشن جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ اسی رات کا یہ آفتاب نکلا ہی غرضکہ سب سردارون سے سلام علیک کرتے ہوئے دردولت پر امیر آ گئے کچھ دیر یہان ٹھہرے تھے کہ جلوس سواری بادشاہ نکلنے لگا چوبدار برچھی بردار بلم بردار وغیرہ

سب جلوخانہ سے باہر نکلے سامان بادبہاری آگے بڑھا بجا سا سلامی لینے کو ایک طرف ٹھہرا فرنگیون نے بگل بجایا ارگن کی وردی بجی ارمنی بیلا بجانے لگے کوس و دہل گڑگڑائے روشنی نمود ہوئی لڑکے حسین وخوبصورت لوٹے لخلخون کے لیے عود برکی کا بگلا اُسپر ڈالتے مشعلون کو جلائے گذر گئے زنانی ڈیوڑی تک زنانہ سامان آکر بھر گیا کہاریان پیاری پیاریان زیور طلائی مین غرق نازک بھون فرط نزاکت سے سمیٹے ہوا دار بادشاہ کا کاندھے پر اٹھائے قریب پردہ سُرخ پہونچین کہارون نے بڑھکر تخت بدلوایا حضور عالم کے برآمد ہوتے ہی مردھون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا شور وغل مچایا امیر نے مجراگاہ پر جاکر اول مجرا کیا پھر تولند ھور بہرام فرامرز جمہور وغیرہ ہر ایک تسلیم سے کامیاب ہوا تخت ظل اللہ کو جانب میدان قلب مین لیکر چلے کہ فرد

فلک بھی کہ رہا تھا اللہ اللہ	وہ عظم وشان لشکر دیکھکر واہ

غرض ہنگام سحر نور کا تڑکا نقیب منقبت خدا کرتے ہوئے سوارون کے گھوڑے تھمے بھرتے ہوئے باجے عرفی بجے کوس ونقارے بجتے ہوئے سوئے وادگاہ روانہ تھے اُدھر صبح ہوتی ہی ملکہ زیور جادو خواب مرگ سے اُٹھکر لشکر ساحران تیار کرکے میدان کی طرف چلے دنیا مین خرابی اس قحبہ نے ڈالی آندھی آئی کالی روے ہوا پر ابر آکر چھاگئے ساحرون نے اژدر اپنی اُڑائے سیرجورات کو قابو مین آئے تھے اُنکو بلاکر امتحان کیا کنکری کو پہاڑ بنایا پہاڑ کو کنکر کیا درخت جلاتے دریا کو جوش مین لاتے کوہ و دشت مین تزلزل ڈالتے طائران سحر کو اُڑاتے ہوئے میدان مین پہونچے ایک طرف سے لقائے گمراہ ہاتھیون پر تخت کھواے خواصی مین بختیارک ایسے شیطان کو بٹھائے رن پر چڑھا لشکر کو ہیان و باختریان ہنستا ہوا ساتھ تھا غرض جب یہ دونون گروہ انبوہ وارد میدان مصاف ہوئے ظلمت و نور کا مقابلہ شب و روز کا سامنا تھا ایک طرف وحدہ لاشریک لہ کے ماننے والے ایک طرف اپنے خدا کو ساتھ لیے ایک حق پر دوسرا ناحق پر لڑنے پر تل گئے ساحرون نے ڈرو بجایا بجلیان چمک کر گرین صحرا جو آٹرن کی تھا اُسکو جلا دیا ابر سحر برسا کر گرد وغبار بٹھادیا میدان پاک وصاف ہوا آئینہ بزم مصاف ہوا صفین ترتیب پذیر ہوئین ملکہ زیور جادو اپنے تخت پر سوار صف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے صبح کا وقت تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکل آیا ہے امیر نے اُسکی صورت کو دیکھکر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو خدائے تعالیٰ اُسکو

ہدایت فرمایا اور مسلمان ہوتی دولت حسن ضائع نہ جاتی کسی مسلمان کے کام آتی غرضکہ شورش
لشکر ترقی پر تھا ازوے ہوا پر اژدر پھنکارنے لگے روئے گیتی اثر زہر سے سوجھ گیا منقلین
دھردھر جلنے لگے شعلہ رو جادوگرنیان بھڑک اُٹھین طاؤس وہنس اُڑا کر جی جی کا سامری کے
غل مچا کر بہر قرون کو جلوہ دیکر قاصد ہوئین کہ صفت لشکر اسلام پر جا پڑین اُسوقت نقیبون نے کلکلر
نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب یہ سب کنارے ہوئے ملکہ زیور بہزار دن ناز وادا تخت پر
سامنے فیل لقائے حرس بادیہ ضلالت کے آکر اجازت طلب ہوئی اُس گبر نے کہا کہ جا تجکو
اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ وہان سے تخت اُڑا کر سامنے لشکر اسلام کے ناف میدان مین پہونچی
اور پکاری کہ ای بندگان مغضوب خدا وندا آؤ میرے مقابل مین اسکی نہیب دینے سے یکایک صف
دست چپ مین طبل ونقارے بجے اور تہمتن خاوری ماسون شہزادہ قاسم کے گھوڑا اپنا اُٹھا کر
سامنے تخت ظل اللہ کے آکر اجازت خواہ ہوئی بادشاہ نے اُنکو سپرد خدا سے پاک کیا یہ بہادر مرکب
اُڑا کر لطف جالشنگری دکھاتے جولانگاہ پر آکر مقابلہ ساحرہ بدسیر مین پہونچے انکو دیکھکر ساحرہ نے
ایک قہقہہ مارا اور ایک طرف کو منہہ اُٹھا کر پکاری کہ ارے ابھی تک تو نہ آیا کہان مر رہا ہی اتنا کہنا تھا
کہ بونڈلا گردگا جنگل کی طرف سے اُٹھکر قریب تر آیا اور اُسمین سے ایک سوار مسلح ومکمل اسپ تازی
نژاد پر سوار نکلا برچھا ہلاتا ہوا سامنے زیور کے پہونچکر عرض رسا ہوا کہ ای ملکہ مین تو یہین حاضر تھا
آپ کیون غصہ فرماتی ہین جو کہیے بجالاؤن زیور نے کہا کہ یہ جو سامنے تیرے کھڑا ہی مجکو قتل کرنے
آیا ہی اس سے سمجھ لے اور جو کوئی بعد اسکے اور آئے اُسکو بھی مارنا کہ ان لوگون نے خداوند کو
بہت عاجز کر رکھا ہی یہ سنکر اُس سوار نے گھوڑے کو تیز کیا اور مقابل تہمتن خان پہونچکر اُسنے
ایڑھ گھوڑے کو زور سے کیا کہ گھوڑا اُسکا لرزنے لگا اور اسطرح اُس گھوڑے نے پیٹ اپنی جھرجھری لی
کہ جسطرح مرکب پھریری لیتے ہین بس پھریری لیتے مین زین کے اندر سے ایسا غبار نکلا کہ آندھی
آگئی اور دنیا کالی ہو گئی لشکر اسلام مین بھی کچھ پھر نہ دکھائی دیا اسیر بھی غافل تھے اُنکی بھی آنکھین
بند ہو گئین اب جو آنکھ کھلی اور زمانہ روشن ہوا سبنے دیکھا کہ تہمتن خان کا سر کٹا ہوا پڑا ہی
لاشہ خون مین تڑپ رہا ہی سر سے لہو تازہ جاری ہی ایڑیان جو رگڑی ہین میدان مین گڑھے
پڑ گئے ہین صاحب طاقت کا دم مشکل سے نکلا ہی یہ حال دیکھکر اہل اسلام آبدیدہ ہوئے لاش اس

بایمان کی اُٹھوا منگائی اور یہان سے فیروز خان خاوری نے جاکر اُس سوار کا مقابلہ کیا
اُس سوار کے گھوڑے مین نہین معلوم کتنا غبار بھرا ہوا تھا کہ ہر بار وہ پیٹھ جھاڑ کر نکالتا تھا
اور دنیا کو سیاہ کرتا تھا پھر جو دیکھیے تو سامنے لاش مبارز زرو زہیجا کی پڑی نظر آتی تھی آنکھیں
حسرت آلودہ کھلی ہین گردن کٹی ہے صورت زیبا خاک و خون مین ملی ہے اسی طرح تا بہ شام وہ
سوار میدان مین کھڑا رہا اور مبارزان ملک خاوری یکے بعد دیگرے اُسکے مقابلہ مین جا کے
اور قتل ہوا کیے چالیس سردار شہر خاور کے اُسکے روبرو گئے مگر ہلاک ہوگئے بھلا پھر دن باقی تھا
کہ امیر نے قصد میدان مین نکلنے کا کیا بختیارک اراہ امیر سمجھ گیا اُسنے طبل بازگشت بجوادیا
ملکہ زیور میدان سے بھی سوار گھوڑا ڈالکر جانب صحرا چلا گیا لقا ہنستا ہوا زیور پر سے زر و گوہر
لٹاتا پھرا امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکرون نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے
ملکہ زیور بارگاہ لقا مین آکر بیٹھی اور مصروف میخواری ہوئی بختیارک نے کہا ای ملکہ کیا کہنا
کیا خوب پاکیزہ سحر ہے اور واہ کیا اچھی طرح تم لڑی ہو لیکن امیر کے اسم اعظم کی تمنے کچھ تدبیر نہین کی
امیر کے نکلنے کا ارادہ مین پہچان گیا وہ آتے تو تمھارا سوار زندہ نہ رہتا یا تو ماش کا آٹا ہوجاتا
اور اگر ساحر تھا تو جہنم مین جاتا زیور نے کہا ملک جی مین دھوکے کی لڑائی نہین لڑتی ماش کے
آٹے کا سوار کیسا یہ سوار طلسمی ہے اور امیر آتے تو کیا ہوتا یہ سوار نہ مارے مریگا نہ کاٹے کٹیگا تم
اطمینان رکھو اور آج پھر طبل جنگ بجوادو لشکر دشمنون کا بہت ہے لڑتے لڑتے بہت عرصہ گذرے گا
مین چاہتی ہون کہ جلد فیصلہ ہوجائے بختیارک نے کہا ای ملکہ بھولے سے بھی سوار کا ذکر سر دربار نہ کرنا
ورنہ مار ڈالنے والے بھی بہت بیٹھے ہین وہ بغیر مارے نہ چھوڑینگے زیور نے کہا کیا تمنے مجھکو
دیوانہ بنایا ہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیدیا پھر وہی شورش وہی ہنگامہ برپا ہوا تا دیر زیور اُسی مقام پر
رہی جب شہسوار زرین کلاہ آسمانی صحرائے مغرب کی طرف گیا اور ساحرہ شب کا بارگاہ
عالم مین داخلہ ہوا کہا ابیات

طلسمی ہے جہان کا کارخانہ	کبھی شب ہے کبھی دن کا اُجالا
ہوا تاریک عالم جب ہوئی شب	چراغ آسمانی سب تھے کوکب

ساحرہ اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اُدھر امیر کشور گیر کو نفیر و طبل جنگ بجنے کی صدا ہلکارون نے

پہونچا ئی ادھر بھی نقارے اسکندری بادحشامی گرد گردا یا دلاورون مین اُسی چرچے کا زمانہ
پھر آیا اپنی اپنی جگہہ پر آکر پھر وہی منچلاپن دکھانے لگے وہی تیزیان وہی شوخیان جتانے لگے
کہین تلوار چرخ پر چڑھی کہین تیرو پیکان کو آبداری ملی کسی نے زرہ درست کی کسی نے طبع
سست چاق وچست کی ادھر ساحرون مین سحر کے جگانے کی گرم بازاری رہی پڑھنت
زبانون پر جاری رہی چار پہر رات یہی مشغلہ رہا جب مشعلہ افروز عالم نور آفتاب ہوا
عالم باآب وتاب ہوا کہ ابیات

کہ جب اُس رات نے انجام پایا	جبین صبح پر اک نور آیا
گلابی رنگ پایا بام و در مین	شفق نے روشنی بخشی نظر مین

ہنگام سحر امیر باکرم مسجد کرپاس سے اُٹھکر جلوخانۂ شاہنشاہی مین آئے بادشاہ اُسی شوکت
وجاہ سے برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا وسلام ہوا قلب لشکر مین بسان قلب تخت حضور لیکر جانب
وادگاہ مردان جنگ آزما چلے کوس نقارے اور دہل گرجنے لگے نسیم سحری چلتی تھی یوہین
سی خنکی تھی باجے خوش نوائی کے ساتھ بجتے تھے بہادر تنتے تھے اسی کر وفر سے وارد
دشت مصاف ہوئے اُسطرف سے لقائے گمراہ بھی فوج لیے آیا زیور جادو نے آکر
ساحران نامی کا میدان مین پرا جمایا سامری جمشید کے نعرون کی صدا سے دنیا بھر گئی بجلی سحر کی
میدان صاف کر گئی نقیب چاؤش للکار رکرتا رہے ہوئے زیور نے پھر اجازت لقا سے لیکر
اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور مبارز طلب کیا اُدھر سے آج امیر نے قصد اول ہی نکلنے کا
فرمایا اُسوقت ابوالفتح سے میدان قرق کرنیکو اشارہ کیا اُسنے دست بستہ عرض کی کہ
ای شہریار کل ہم عیار دربار کفار مین حاضر تھے کہ ساحرہ نے بختیارک سے کہا کہ یہ سوار
طلسمی ہی اور آدمی ہی آسکے کا نہین ہی امیر آئینگے بھی تو کیا کرینگے اسی سبب سے مین جانتا
ہون کہ آپ تشریف نہ لیجائین مبادا اسم اعظم پر کوئی آفت آئی تو تباہی لشکر کا سامان ہوگا آج
یہ غلام تدبیر معقول اُس سوار کی کریگا جب آج مجھسے کچھ نہو سکے اُسوقت آپ کو اختیار ہی
کل اسی سوار کی فکر مین گیا تھا کچھ پتا اُسکا نہ معلوم ہوا اگر آج بہادرون کو تو لڑنے جانے دیجیے
اور مین سوار کی تدبیر کرنے پہلے سے جاتا ہون آپ کچھ فکر نہ کیجیے امیر نے یہ سنکر عرض کو اُسکی

پذیرا کیا اس عرصہ مین آج دست راست کی صف سے سرداران شاہزادہ بدیع و نورالدہر شل فضل بن گیا ہور وغیرہ مقابلۂ ساحرہ مین حسب اجازت بادشاہ گئے سوار طلسمی اسی طرح صحرا سے آیا اور گھوڑے نے اُسکے پیٹھ کو جھڑا اجھڑا یا غبار نکلکر تاریکی چھائی اور لاش لڑنے والے کی جب روشنی ہوئی تو نظر آئی تا بہ شام یہی معرکہ گرم رہا ساحرہ نے امیر کا نام لیکر نہ پکارا نہ آپ نے حسب وعدہ ابوالفتح نکلنے کا ارادہ کیا قریب شام طبل بازگشت بجا لشکر دونون پھرے لقا آج بہت خوش تعریف زیور کرتا ہوا بارگاہ مین آیا امیر پھر کر اپنے لشکر مین آئے کمر کھولکر آسودہ ہوئے ابوالفتح آج پہلے ہی سے جنگل مین صورت بدلے ہوئے چھپا ہوا تھا کہ دیکھون سوار قدرت کہان جاتا ہی الغرض جب سوار قدرت پلٹا اُسنے دیکھا کہ یہ آگے جنگل مین ٹھہرا اور ہر طرف دیکھکر سامنے ایک چشمۂ آب صاف کا بہ رہا تھا اُسمین مع مرکب کود گیا اور غوطہ کھا کر غائب ہوا اس عرصہ مین بالکل شام ہو گئی تھی وہ وقت تھا کہ ضیاے خورشید بھی دریاے ظلمت مین ڈوب گئے تھے اور چشمۂ افلاک مین کنول ستارون کے تیرتے نظر آتے تھے کہ ابیات

چھپی خط شعاعی جا بجا سے	تھکے جی التماس مدعا سے
بڑھے مغرب سے لہراتی ہوئی شام	ہوا خورشید پر احسان آرام

ابوالفتح سوچا کہ اس چشمے مین جانا کاری واردا ور آج پھر ساحرہ نے طبل جنگ بجوایا ہوگا کل پھر یہی معرکہ لشکر اسلام پر آج کا سا درپیش آئیگا بہتر ہی کہ کوئی تدبیر کرون آخر سوچتے سوچتے اُسنے صورت اپنی ایک زن حسینہ و جمیلہ کی ایسی بنائی کہ زلف اُسکی جو دیکھے آشفتہ سری حاصل ہو سنبل لیلا کیا اُسکے مقابل ہو دل سودا زدہ کو سلسلہ جنبانی عشق وہی سلاسل کرے دل عشاق اسی کا پابند رہے گیسو سیہ کے پاس جبین کا چمکنا وہ کالی رات تو یہ ماہتابان یا شب سے سحر صادق کا طلوع ہونا بدر اُن ابرؤن کے سامنے اپنے تئین سہ نو بنا تا ہی مگر کب اُنکا سا اپنے تئین پاتا ہی ترک حسن نے قتل کی تلوارین بنائی تھین تیوریان چڑھتین تو وہ تلوارین کھینچی نظر آتین تھین دل عشاق پر اُنکے چڑھنے سے خنجر چل جاتے کشتگان ابرو چل جاتے آنکھین وہ کہ جنکے سامنے ہر دل بیمار نرگس کو بھی اُنھین کے عشق کا آزار دام غم مین اُنکے گرفتار شب و روز انھین آنکھون کی

یا دین ہر ایک بیدار پلک سے پلک نہ لگی جب اُنسے آنکھ لگی بادام کی طرح دل مردم پسے کسی جادو نے
کہان ایسی طاقت پائی سامری کو یہ شعبدہ بازی کہان آئے معجزہ اُن آنکھون کو یہ حاصل کہ
بیک ایما و اشارہ مردہ دل زندہ ہوتا ہی یہ سحر سامری کب کرسکتا ہی چہرہ تابان مین بینی کا ہونا
سبحان اللہ نیا اعجاز ہی کہ الف نور کا مابین خورشید کھنچا ہی کاتب قدرت نے نیا خط نور لکھا ہی
کان ہر ایک جواہر کے کان فریاد عاشق سننے مین انجان آئینہ رخسار کے سامنے پانی پانی لب لعلین
بہتر از عقیق یمانی دانت ہر ایک ہیرے کی کنی جان عشاق لینے پر دھنی دہن تنگ کی ایسی تنگی
کسی غنچہ نے کب پائی یہ خلاق عالم کی ہی قدرت نمائی کہ بے نشان ایک چیز بنائی اُسکو دیکھکر
چشمہ حیوان بھی ظلمات مین نہان ہی سب پوچھتے ہین کہ کہان ہی چاہ ذقن مین آپسے ڈوبنے کی دلون کو
ہوس بحر حسن کا گرداب ہی اُس کنوئین مین گر کر یوسف کا دل بھی نہ نکل سکے پستان سینہ پر ایسے
کہ کوئی انار نہ پھل سکے سروسا قد اُسپر یہ ثمر قدرت خالق خشک و ترکہ ابیات مسدس

جان سو جان سے ہی خوبی پستان پہ نثار	بہر وسے قدرت نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار
ٹوپیان باز پہ دو رکھی ہین یا بہر شکار	یا ہوئے ٹھیکے دو نور کے روشن ایکبار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا	منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
کبھی چھاتی سے دوپٹا جو وہ ہٹ جاتا ہی	شرم سے جسم وہین اُنکا سمٹ جاتا ہی
رخ دوپٹے کے اُلٹنے کو پلٹ جاتا ہی	دم یہان عاشق بیدم کا اُلٹ جاتا ہی
بند محرم کے جو ہر وقت کسے رہتے ہین	جان و دل طرفہ یہ بندش مین پھنسے رہتے ہین
ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چھل بل	ایسی رفتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل
نازک ایسی ہی کمر چلنے مین سو کھاتی ہی بل	وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیکل
رنگ لاتی ہی غضب طبع مین رنگینی ہی	دور ابھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہی

بس اُس مہ پارہ نے ایک تھالی ہاتھ پر برنجی رکھی جو مُلک اُسمین جلتے ہوئے اور زیور طلا کار سے
جسم کو آرائش دی اور کنارے اُس چشمے کے آئی دو تین پتھر بڑے بڑے اُٹھا کر اُس چشمے مین
گھماگھم ڈالے کہ تمام پانی اُسکا تلے اوپر ہو گیا اور چشمہ مین بڑا تلاطم ہوا سوار سحر گھبرا کر باہر
نکل آیا اُسنے دیکھا کہ وہی شخص ہی جو میدان مین جایا کرتا ہی مگر اسوقت گھوڑا نہین ہی

اور سلحہ نہین ہی غرض جب وہ سوار باہر آیا اُسنے اُس لالہ فام قلزم حسن کو کنارے کنارے
اُس چشمہ کے کھڑے پایا پُکارا ای گوہر یم خوبی و آشنائے بحر محبوبی یہ پتھر تونے ہی اس چشمہ مین
پھینکے تھے اُسنے کہا تم سے کیا مطلب تم جاؤ ہمنے جس لیے پھینکے ہین وہ آپ ہی آئیگا وہ سوار
قریب اسکے آیا اور اسکی صورت دیکھکر بیقرار ہوا اور پھر اس صفائی اور ڈھٹائی پر تو مرہی گیا
اُسنے کہا ای جانی یہ بُری حرکت تمنے کی کہ اسمین ہم بیٹھے ہوئے تھے اور تمنے پتھر مارے اس
غواص محیط خوبی نے سُنکر کہا مین کیا جانون کہ نگوڑے دریاؤن مین بھی آدمی رہتے ہین
اچھا اب نہ پھینکونگی ای میان تمھارے چوٹ تو نہین لگی اگر لگ گئی ہو تو تم مجکو مار لو یہ کہکر
پُکاری کہ یا خداوند تو اُس موئے سے بدلا لے کہ جسنے مجکو یون خراب و خستہ کیا اُس سوار نے
کہا ای مایۂ حسن و ادا و گوہر دریائے ضیا و صفا یہ تو بتلا کہ کس نے تجکو خراب کیا اور کیون تو اس
جنگل مین آئی اور چشمے مین سنگ زن ہوئی اُسنے ایک آہ کی اور کہا کہ بیت

روتے دیکھین ہمین جب ڈلکے پھپولے پھوٹین		تلخ جینا ہو ہمین اور مزے وہ لوٹین

اُس سوار نے کہا مین تیری ہر آن پر نثار اور ادا پر صدقے بتا تو کہ کسنے تجھے ستایا ہی یہ اپنا
حال تونے کیا بنایا ہی اُس نازک ہرن نے کہا ای میان اب تمسے کیا پردہ رہا اور چھپاؤن
نگوڑا کہانتک ابتو آوارۂ دشت ادبار ہین ہو چکی ذات برادری سے گئی مان باپ چھوٹے کہین کی
نہ رہی مین قلعہ عقیق کوہ کی رہنے والی ہون اور نیچ قوم نہین اُتم ذات کی ہون اب اپنی
ذات کیا بتاؤن خیر اسکو تو یہین تک رہنے دو میرے گھر مین ایک چھوکرا نوکر تھا کاروبار گھر کی
ٹہل کرتا تھا وہ مجکو دیکھکر فریفتہ ہوا اور مین بھی اُسکے دم مین آگئی اُسنے مجکو یہ سکھایا کہ پوجا کرنے
بہانے سے سر شام تالابون پر جایا کرو مین دو روز سے تو اکیلے آئی اور پھر گئی آج اُسی سے وعدہ تھا
کہ تالاب پر اُتر کی طرف جانا اور ڈھیلے اس چشمہ مین پھینکنا مین پہلے سے اُسمین اُترکر بیٹھ رہونگا
جب ڈھیلے تم پھیکوگی مین نکل آؤنگا سو اُسی کے لیے مین نے یہ ڈھیلے پھیکے تھے اُسکا تو کہین پتا
نہ لگا تم البتہ نکل آئے یہ تو بتاؤ کہ تمسے بھی کیا کسی سے وعدہ اسی طرح کا تھا اُس سوار نے یہ سُنکر
قہقہہ مارا اور کہا یہ بھی کچھ قاعدہ کلیہ ہی کہ جو آشنائی کرے وہ تالاب ہی مین آکر بیٹھے یہ کہکر اُس گوہر
گرانمایۂ بحر حسن کو گلے سے اُسنے لگالیا اور کہا ای سراپا ناز یہ آئین بھی قدرت کے کھیل کے ہین

خداوند نے تیری آبرو بچائی مَنچ قوم کے ہاتھ سے عزت برباد جاتی وہ لونڈا اُٹھلو تو نہین معلوم
کہ کسی سردار کی بیٹی ہی نہین معلوم سوداگرزادی ہی تجکو اُس سے بھلا کیا نسبت خوب ہوا
کہ تو اس تالاب پر چلی آئی وہ لونڈا مارے ڈر کے جنگل مین آیا نہین تجکو روز اُسنے بھیجا شاباش
تیرے دلکو کہ تو اُسکی محبت مین چلی آئی اسی طرح سمجھ لے کہ ہر بات مین وہ نکل جائیگا اور تجھسے دغا کریگا
اے نازنین تیرے لیے سردار زادہ کوئی ہو تو زیبا ہی خبردار ایسا امر کبھی نہ کرنا کہ منچ سے بیت کرکے
اپنی عزت دینا اب اگر تو محبت کرنا چاہے تو مین سردار طلسم ہوش ربا کا ہون اور ملازم ملکہ زیور
جادو جو مصاحبۂ خاص شاہ جادوان افراسیاب عالیشان کے ہین اُنھون نے بڑی محنت کرکے
مجکو پالا ہی اور سحر بند کیا ہی مین حمزہ سے لڑنے کو آیا ہون اور اُنکے حکم سے اس تالاب مین رہتا ہون
تجکو مال دنیا سے مالا مال کردونگا اُس نازنین نے کہا کہ محبت تو سچ پوچھو یون نہین ہوتی کہ یکایک
مین تمسے کرنے لگون تم بھی میری کچھ دنون منت کرو پانؤن پر سر دھرو تو مین تمھارے سُنھ سے سُنھ
ایک دن ملادُن تم میری مچھی لیلو مین تمھاری لون پھر بڑھتے بڑھتے محبت بھی ہو جائیگی یہ سُنکر
وہ سوار اُسکے پانؤن پر گرا اور کہا ای جان جان اچھا تو اب اپنے اُس لونڈے کا خیال چھوڑ کر
میرے گھر مین تو چل اُسنے کہا میرے گھر مین سب راہ میری دیکھین گے دیر ہو گی تو سب جیخ جائینگے
اُدھر کو وہ لونڈا راہ دیکھکر کسی تالاب پر سے گھر جائیگا تو اور بھی آفت ڈھائیگا مجھسے خفا ہو جائیگا
مین اُسپر مرتی ہون اگر وہ خفا ہو گا تو مین جان دے دونگی اُس سوار نے کہا کہ ایک لمحہ بھر کے لیے
کوئی خفا نہو گا اور ہم خداوند لقا سے کہکر تیرے مان باپ کو راضی کرادینگے تیری عصمت کی
خداوند سے گواہی دلوادینگے اُسنے کہا کچھ ہی کیون نہو مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی تو مجکو وہان لیجائیگا
بچھاڑیگا اور مین جانتی ہون کہ جو میری گت بنائیگا مردوے حواس مین آلو مجھ اکیلی عورت کو
پاکر تو نے تو پانؤن پھیلائے ہین ایسی گیگلی نہین ہون مجھسے سب میری دائی بتلا چکی ہی کہ
اسطرح مردوے عورتون کو اپنے پاس سلاتے ہین اور اپنی جورو بناتے ہین سُن اے شخص مین
کسی کی جورو نہ بنونگی جو چوری کی مٹھائی مین مزا ہی وہ کسی مین نہین ہی مین آشنائی کرونگی
وہ سوار بھولی اُسکی یہ باتین سُنکر اور اُسکو گود مین اُٹھا کر تالاب مین کود پڑا ہر چند وہ تڑپی اور
بیتاب ہوئی مگر اُسنے نمانا جب اُسکی آنکھ کھلی اور تہ پر پانؤن لگا دیکھا کہ یہان پانی نہین ہی

ایک مکان بنا ہی چھت پردے چلمنون سے آراستہ ہی پلنگ جواہر کا گستردہ ہی نیچے اُسکے مسند بچھی ہی ہمہ اشیاے راحت و نعمت دھری ہی وہ ساحر آکر مسند پر بیٹھا اُسکو پہلو مین اپنے لبسان دلکے بٹھایا اور پکارا کہ اہی جان جہان یہان ٹھہر کر ایک جام شراب پی لے پھر تجکو مین تیرے گھر پہونچا دونگا مگر تیرے فراق مین یقین ہی کہ مین زندہ نہ رہونگا مدت سے مین ملکہ زیور کو پیار کرتا ہون لیکن وہ میری مالک ہین اسوجہ سے راز دل اُنسے کہہ نہین سکتا خداوند نے اُنسے بہتر تجکو میرے لیے بھیجدیا ہی اب کیا پرواہ ہی اُس گلبدن نے انگوٹھا دکھایا کہ تیرے مُنھ کو جُھلسا مین تیرے ہاتے چڑھون گی یہ کبھی نہوگا اب وہان اس ماہ پیکر نے یہ ہنگامہ گرم بازاری ناز و غمزہ کا گرم کیا کہ

ابیات

کہ چشم شوخ مصروف حیا تھی	نگاہون مین تصور رکو نہ حیا تھی
نہ تھین بیہوشیان کیف سخن مین	نہ تھے اسطرح چرچے انجمن مین
قدم واقف نہ تھے نقش زمین سے	زبان تھی آشنا ہان اور نہین سے

وہ ساحر اسکے لپٹا جاتا تھا آخر اُسنے کہا مریے آگ لگ جائے تیری مستی پر اگر مین اُس دریا پر نہ آتی تو تو کس سے یہ چہ میگوئیان کرتا اے اب مجکو گھر جانے دے میرا مارے بھوک کے بُرا حال ہی اُسنے کہا کھانا یہین موجود ہی کھالو تو ہمارے سر کی قسم پھر ہم جانے دینگے اُسنے کہا کہان ہی وہ سوار اُٹھا کہ کھانا لاؤن اُسنے کہا نہین ہم آپ لائینگے تو بتا دے اُسنے کہا دیکھو وہ سا تپائی پر خوان کسا رکھا ہی یہ نازکبدن اُٹھکر اُس خوان پاس آئی اور کہا مین پہلے دیکھ لون کہ اسمین کیا کیا ہی تو لے بھی جاؤن اور جو کچھ میری پسند کا نہوگا تو نہ کھاؤنگی یہ کہکر خوان کو کھولا وہ ساحر تو اپنی جگہہ پر بیٹھ رہا تھا اور اُسکی آن و ادا کا دیوانہ تھا اُسنے وہان خوان کھولکر کھانا جو کچھ اُسمین تھا اُسکو آغشتہ بدارو ی بیہوشی کیا اور لیکر پاس اس ساحر کے آیا کھانا سامنے چُنا اور آپ بھی میٹھا پھر نوالے کچھ بناکر اس ساحر کے مُنھ مین دینے لگا اُسنے کہا ای گلفام تم آپ کھاؤ اور لاؤ مین تمکو کھلا دون اُسنے کہا ای شخص اب کچھ کچھ تیری محبت آتی جاتی ہی ہمارا مردہ دیکھے جو ہاتھ سے ہمارے نہ کھائے ناچار اُسنے خوش ہوکر مُنھ کھولدیا اُسنے چند نوالے اُسکو کھلائے اُسکو گرمی معلوم ہوئی کہا ٹھہر جاؤ مین پانی پی آؤن جبتک تم کھاؤ

یہ کہکر اُٹھا طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ چرخ کھا کر گرا ابوالفتح نے فوراً خنجر کھینچکر مارا مگر خنجر اُچٹ گیا اُسنے
سیسہ کر چھے مین گرم کر کے سنسی سے مُنھ کھولکر پلا دیا کہ دل جگر اُسکا جلگیا اور آواز گیر و دار کے پیدا ہوئی
وہ تالاب اور مکان بالکل سب نابود ہو گیا بیر روتے ہوئے زیور کی طرف گئے اور یہان ابوالفتح نے
دیکھا کہ ایک غار بہت عمیق ہی وہ مکان اور تالاب کچھ نہین ہی یہ اُس غار مین اُترا دیکھا کہ وہ
سردار جو مارے گئے تھے امیر کے وہ سب اُس غار مین ہین اور وہ گھوڑا بھی کہ جس پر یہ سوار
چڑھکر میدان مین جاتا تھا بندھا ہی مگر قریب جا کر جو دیکھا تو مانش کے آٹے کا ہو گیا ہی اور ایک
تختی اُس سوار کی جھولی سے تلاش کرنے مین ملی وہ تختی ابوالفتح نے لے لی اور سرداروں کو لیکر
اپنے ہمراہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور رات کو ملکہ زیور نے اس خیال سے طبل جنگ نہ بجوایا تھا
کہ دو دن برابر میدان داری سوار کر چکا ہی ایک روز اُسکو آرام ملنا چاہیے اب کل کے روز بھر
لڑون گی اور اُسکو اطمینان تھا کہ میرے سوار پاس تختی ہی کہ اُسکے سبب سے وہ طلسم بند ہی وہ امیر کے
ہاتھ سے مارا نہ جائیگا اسطرح سے کہ جیسے نقابدار گریان و خندان امیر کے ہاتھ سے مارے نہ گئے
اور اُنکو عمر نے عیاری کر کے مار ڈالا حال ہفت در بند فرعونیہ آخر ایرج نامہ مین ہی الحاصل کچھ دیر
بارگاہ لقا مین ٹھہر کر بختیارک سے صلاح کر کے اپنی بارگاہ مین آ کر یہ آرام پذیر ہوئے تھے رات
آدھی کے قریب آ چکی تھی کہ یکایک پیرون کے رونے کی صدا کان مین آئی یہ گھبرا کر اُٹھے سحر پڑھا کہ پیر
سامنے آئے یعنی چند طائر سامنے آ کر گرے اور پکارے کہ اے ملکہ ایک ساحرہ تالاب مین سوار طلسمی کے
آئی اور اُسنے آ کر اُسکو مارا امیر کے سرداروں کو چھڑا کر لیگئی یہ کہکر وہ طائر غائب ہوئے اور زیور
یہ خبر سُنکر بدحواس ہو گئی کہ اب بڑی مشکل پڑیگی پھر دل کو کڑا کر کے گویا ہوئی کہ خیر سمجھ لیا جائیگا
یہ خدا پرست کہان جائیگی میرے ہاتھ سے مگر حیران تھی کہ ساحرہ کون تھی جو وہان گئی ارے
جب مین گھر سے چلی تھی تو سوار کو پہلے سے مین نے بھیج دیا تھا اور وہ بھی اسی جگہ آ کر رہا تھا کہ
پتا اُسکا ملنا ممکن نہ تھا اچھا اب اور کچھ تدبیر کرونگی یہان تو یہ اس تردد مین تھی اُدھر ابوالفتح نے
سب سرداروں کو لا کر داخل بارگاہ سلیمانی کیا امیر بھی دربار برخاست کر چکے تھے لیکن خبر سُنکر
خوشنود ہوئے سرداروں نے خلعت آ کر ابوالفتح کو دئیے اور بہت خوشی لشکر اسلام مین ہوئی
وہان رات کو زیور فکر مین سوئی نہین کروٹین لیا کی اُسوقت ایک خواص خاص نے اِسکی

اُسکو متردد دیکھکر کہا کہ ای ملکہ آپ کو فکر کس بات کی ہی اگر ان مسلمانون کی فکر ہی تو مجھسے ارشاد ہو
کہ مین جاکر کام اُن خدا پرستون کا تمام کردن زیور نے کہا اس سے کیا بہتر ہی مطلب سے مطلب ہی
تم ہی سہی اُس خواص نے کہ جوشن جادو اسکا نام ہی اجازت پاکر تیاری کی اور اُسی رات کو
بارگاہ زیور سے نکلکر جنگل کو روانہ ہوئی اتفاق روزگار سرہنگ عیار اِس فکر مین لشکر ساحران مین
آیا تھا کہ ہوسکے تو زیور پر کوئی عیاری کرون اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ بارگاہ سے نکلکر
لشکر کے باہر جاتی ہی یہ بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا وہ ساحرہ کچھ دور چلکر اُڑی اور صحرا مین
قریب درۂ کوہ پہونچکر اُتری اور زمین کو وہان کی لیپ کرا گیاری کرکے اُسنے چاہا کہ سحر کرون تاکہ
آفت لشکر اسلام پر نازل ہو سرہنگ تو اسکے پیچھے چلاہی تھا ڈھونڈھتا ہوا ادھر بھی آیا اور
اُسنے دور سے اُسکو دیکھا بس فوراً صورت ایک ساحر کے ایسی بناکر راہ کترا کر ایک رسی ہاتھ مین لیکر
درۂ کوہ مین سے نکلا مگر کہتا ہوا کہ واہ ری رسی واہ ری رسی مین نے آج تک کوئی قدر تیری نہ کی
اگر چاہتا تو خدا پرستون کی لڑائی فتح کر لیتا خیر اب کل مجھسے کام لونگا یہ کلام جوشن جو بیٹھی تھی
اُسنے بھی سُنے اور اُسکو پکارا کہ بھائی ساحر ذرا یہان آؤ یہ اُسکے سامنے گیا اور پوچھا کہ تم کون ہو
اُسنے کہا مین تو جوشن جادو ملازم زیور رہون لیکن تم بتاؤ کہ یہ رسی کی کیا تعریف کررہے ہو
اور کل کیا کروگے اُسنے کہا دیکھ لینا کہ جو کچھ کرینگے اُسنے کہا آخر ہم بھی تو سُنین اُسنے جواب دیا کہ
یہ رسی ہمارے پاس جادو کی ہی اگر کہو تو تمام عالم کو اس سے باندھ لین اُسنے کہا واہ یہ رسی تو
خوب ہی ہمکو دو ذرا دیکھین کہ کس طرح کی بٹی ہی یہ سُنکر سرہنگ قریب اسکے لایا اور کہا اجی جاؤ بھی
میرا راز کھُلگیا وہ دیکھو تمھارے پیچھے کھڑے سُن رہے تھے اُسنے اسکے کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھا
اُسنے وہ رسی نہ تھی کمند تھی اُسکے حلقے گردن مین پہنا دیے اور جھٹکا مارا کہ حلقے گردن مین پھنسے ہوسے
اُسنے گراکر خنجر سے سر کاٹ لیا غل وشور برپا ہوا کہ ارے مارا جوشن جادو کو لاش اُسکی اُڑا لے چلکر دیتے ہو
سامنے زیور کے لائے اور کہا اسطرح ایک ساحر نے اسکو مارا زیور بہت ہی پریشان ہوئی کہ یہ ساحر
کون ایسے دشمن لگے ہوئے ہین اس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ جوشن طلائے مہرتابان
فلک پر بندھا اور ہالۂ ماہ کا کنگن شاہ شب کی کلائی سے اُترا کہ **بیت**

۱	کھُلے لفظ مثلث کے معانی	نو دو دہشت کی تھی مہربانی	

صبحدم لقا دربار مین آکر بیٹھا زیور بھی آئی سجدہ کیا پھر اپنی جگہ پر بیٹھی اُدھر امیر بھی دربار مین
آئے بادشاہ سریر جہانبانی پر آکر رونق افروز ہوئے ابوالفتح کو خلعت عنایت کیا حال قتل سوار سُنا
پھر ابوالفتح نے حال قتل جوشن بیان کیا سرہنگ کو بھی خلعت فاخرہ ملا وہان زیور کو چپ چپ دیکھکر
بختیارک نے کہا کہ ای غنچۂ گلزار حسن آج کیا اُداس بیٹھی ہی کہ وہ گل کی روش خندہ زنی نہین
کرتی ہو زیور نے کہا کلیجی رات کو میر سوار مار ڈالا گیا اور ایک خواص خاص بھی کام آئی اور مین
حیران ہون کہ خبر سُنی مین نے کہ ایک کو تو ساحرہ نے مارا اور ایک کو ساحر نے۔ بختیارک نے
کہا لیجیے مبارک باشد لگا تو لگ گیا ہم نہ کہتے تھے کہ کوئی اُنھین یا اُنکے سردارون کو ستائے اور
اور پھر زندہ رہے ای زیور وہ ساحر اور ساحرہ نہ تھے وہ عیار تھے یا تو سرہنگ تھا یا ابوالفتح
تھا یہ اُنھین کا کام ہی تم گھبراتی کیون ہو ابھی تو دیکھو اور کون کون مارا جاتا ہی یہ سُنکر اُسنے کہا
ابوالفتح کون شیطان نے سب بچے عیارون کے بتائے اُسنے کہا تو مین ابھی جاکر اُس موئے کو
پکڑے لاتی ہون بختیارک نے ہرچند منع کیا نہ مانا اور بیٹھے بیٹھے غائب ہوگئی اور لشکر اسلام مین
آئی یہان وہی رونق اور پاکیزگی دیکھی بازارین آراستہ پائین مگر غصہ مین بھری تھی ہر طرف
ابوالفتح کو ڈھونڈھنے لگی وہ بارگاہ سلیمانی مین تھا کہین پتا اُسکا نہ معلوم ہوا ناچار یہ بازارین
سیر کرنے لگی بازار چار طاق بلقیس اور بازار فرنگ جوب شمشاد وغیرہ اُسکے بہت پسند خاطر ہوئین
اُنھین بازارون مین پھرنے لگی اور ابوالفتح بعد کچھ عرصہ کے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بازار کی طرف
گشت کرنے چلا اور اُسنے دور سے دیکھا کہ زیور بازار مین پھر رہی ہی حیران تھا کہ یہ یہان کہان
آئی اسی اندیشہ مین چاہا اُسنے کہ کوئی صورت بدلکر اُسکے پاس جاؤن مگر اُسنے بھی دیکھ لیا تھا کہ وہ
ابوالفتح کھڑا ہی بس اُسنے بزور سحر ہاتھ پاؤن اُس عیار کے بیکار کردیے اور وہان سے پنجہ بنکر
جو اُڑی ابوالفتح کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی بازار مین غلغلہ ہوا مگر بازاری کیا کرتے اِدھر ساحرہ
ابوالفتح کو پہاڑ پر لائی اور زمین پر اُتار دیا ابوالفتح کی جب آنکھ کھلی جبکہ کھڑا ہو رہا کہ تن برہنہ قضا
اُدھر زیور نے کہا ارے موئے کمبخت غارت ہوئے تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے سوار کو مار ڈالا
ابوالفتح نے کہا جی ہان مارا تو ہی پھر آپ اپنا مطلب فرمائیے کہ کیا ہی زیور نے کہا لو موئے کی
ڈھٹائی تجکو اپنی جان کا بھی خوف نہ آیا کہ آخر اس سوار کا کوئی مالک بھی ہوگا پھر وہ مجھسے

کسطرح پیش آئیگا ابوالفتح نے جواب دیا کہ میری اس بات سے دل جمعی ہی کہ کوئی میرا کچھ کر نہین سکتا اگر
اور مین نے بیسون کو مار ڈالا تمھین بھی مار ڈالونگا آج البتہ اس امر کا اقرار کرتا ہون کہ اگر تم مجھکو
چھوڑ دو اور میرے حال پر رحم کرو تو البتہ اب جو تم سوار بناؤگی مین نمارونگا زیور نے کہا
ارے فعلسوفنا مین تیری باتون سے خوب آگاہ ہون بھلا ہوئے تو مجھکو کیا دم دیگا اور مین کب
تیرے فقرے مین آنے والی ہون لو صاحب اب جو مین اور کوئی سوار بناؤن گی تو یہ نمارینگے
اب کی جو مارا ہی تو اُسکو معاف کردون ابھی کیون نہ مین مار ڈالون ابو الفتح نے کہا ایک خطا دو خطا
تو سب معاف کرتے ہین مگر تیسری خطا مین سزا دیتے ہین سو آپ بھی جب تین خطائین مین کرون
تو سزا دیجیے گا آپ کی تو ابھی ایک ہی خطا ہوئی آپ ابھی سے برہم کیون ہوتی ہین زیور نے کہا
کیا کہنا تیرے بیان کا ماشاراللہ کیا جرأت ہی کہ ایک تو خطا کرچکا ہی اب اور چاہتا ہی کہ دو اور
کرون سو مجکو کیا غرض ہی کہ مین تیسری خطا کا راستہ دیکھون اور علاوہ اسکے تم لوگون کا
تو کام ہی یہ ہی کہ تمام عمر دغابازی مکاری کرتے ہو اور اپنی حرکت سے باز نہین آتے یہ کہکر
پھر پنجہ مین دابکر اُڑی اور ابوالفتح کو سیدھی بارگاہ لقا مین لائی کہ دیکھو ملکجی مین پکڑ لائی ملکجی نے کہا
کہ شاباش میری شیرنی زیور نے لقا سے کہا کہ یا خداوند پھر اب مین اسکو قتل کرتی ہون آپ کیا فرماتے ہین
اُسنے کہا یہ تیرا گنہگار ہی ہمنے بھی اجازت دی مار ڈال اُدھر بختیارک نے بھی اجازت دی کہ اے زیور
اگر اسی طرح کڑی پڑوگی اور مار ڈالنے مین جلدی کروگی تو البتہ فتحیاب ہوگی مار ہی ڈالو تو بہت بہتر ہی
اب مناسب ہی کہ جلدی کرو اسکے قتل مین ایسا نہو کہ لشکر اسلام مین خبر ہوجائے اور اُنکے حمایتی آجائین
تو مشکل پڑجائیگی سب محنت تمھاری برباد ہوگی اور دن نے بھی تائید کلام کی کہ اے ملکہ ملکجی سچ کہتے ہین
کلبا دجادو اور آفت خیز جادو اسکی مصاحبین بھی گویا ہوئین کہ واری جلدی مار سیئے اس
مونڈی کاٹے کو کہ اسنے سوار کو ہمارے مارا ہی یہ تقریر ایک خدمتگار کہ پشت بختیارک پر کھڑا
رومال جھل رہا تھا اُسنے بھی سُنی اور چپکے سے کان مین ملکجی کے جھک کر کہا کہ ملکجی آپ کا ایک زمانہ
دشمن ہو رہا ہی اور آپ اپنے مشورہ سے ابوالفتح بھانجے کو عمر کے قتل کراتے ہین یہ بات سب مین
مشہور ہوجائیگی اگر کوئی آپ سے آکر دعوی خون کریگا تو آپ کی جان مفت جائیگی اور عمر سے بھی
شرمندہ ہونا پڑیگا اب ساحرہ قتل کرنے پر آمادہ ہو آپ عیار کو قتل ہوتے نہ دیکھیے تو اچھا ہی

بختیارک نے یہ کلام خیر خواہی کے زبانی خدمتگار جو سُنے کہا سچ کہتا ہی اور اُٹھکر اپنے خیمہ مین چلا گیا وہ خدمتگار بھی اِسکے ساتھ اِسکے خیمہ مین آیا دیکھا تو بختیارک یہان آکر لیٹ رہا ہی خدمتگار نے آتے ہی چادر کو مُنھ پر سے ہٹایا اور کہا ملکجی کیون یہ ہم لوگون سے بے اعتنائی بختیارک جو دیکھے تو سرہنگ مصری ہی جان نکل گئی کہا جی پیر و مرشد کیا اُسنے ایک ملبا بیہوشی کا اُسکے مُنھ پر ملدیا اور اُسکو پلنگ کے نیچے ڈالکر داڑھی اُسکی سو نڈکر مُنھ اُسکا کالا کرکے اُسکو تو وہین چھوڑا اور اُسکے کپڑے پہنکر اُسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ مین آیا اور زیور کا ہاتھ پکڑ کر کہا میری دو باتین سُن لو تو اِس عیار کو مارنا زیور نے کان اپنے لگا دیے اُسنے کہا کہ ای ملکہ دُشمن کے مار ڈالنے سے مطلب یا کہ تمام عالم مین شہرت کرنے سے مطلب ہی سر بارگاہ اِسکے قتل کرنے مین نقصان ہی قتل نہ کرنے پاؤگی عیار لگے ہونگے وہ ایک پتھر تیر مار دینگے کھوپری تر شکر دور گریگی اِس سے بہتر ہی کہ تم اُسکو ایک خیمہ مین لیجاؤ وہان سر کاٹ لو تاکہ کسی کو خبر بھی نہو اپنے کام سے کام رکھو زیور نے کہا تم سچ کہتے ہو کیا کہنا ای شیطان درگاہ تمھاری عقلمندی کا آخر کیون نہو خداوند نے ایسا ہی سمجھ لیا ہی جب تو عہدہ شیطنت تمکو دیا ہی اور تم جو چاہتے ہو خداوند کو کہتے ہو وہ بُرا نہین مانتے یہ کہکر ابو الفتح کو پکڑ کر ایک خالی خیمہ مین لیگئی جو خواصین کہ ساتھ آنے لگین اُنکو بھی منع کیا سبکو روک کر شیطان کو بُلایا اور چاہا کہ سر ابو الفتح جُدا کرے بختیارک نقلی نے کہا کہ اُسوقت سحر اپنا اسیر سے اُتار لو تاکہ آہستہ جان اِسکی نکلے اُسنے سحر اُتار لیا اُسوقت بختیارک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر زیور کے مارا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی مگر زمین پر گرتے گرتے اندر زمین کے سما گئی بختیارک یعنی سرہنگ نے ابو الفتح کو کھولدیا اور کہا جاؤ ابو الفتح بھی سحو رنہ تھا ایکطرف کو نکلگیا اور زیور جب اندر زمین گئے پہونچی سرد لپسے زمین کے ہوشیار ہوگئی اور تڑپ کر باہر نکلی یہان کسی کو بھی نپایا باہر نکلکر پوچھا کہ بختیارک شیطان درگاہ کہان ہین لوگون نے کہا آپ ہی کے ساتھ گئے تھے پھر ہمنے نہین دیکھا اُسنے اُسوقت ابو الفتح کو تلاش کیا جبکہ وہ بھی نہ ملا تو ناچار ہوکر بارگاہ لقا مین چلی آئی اور آکر ملک جی کو پوچھا یہان بھی لوگون نے وہی کہا کہ آپ کے ساتھ تھے ابھی تک تو یہان نہین آئے مگر یہ تو بتلائیے کہ آپ نے اُنکو کہان چھوڑا جو آپ ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُسنے تمام حال اپنے ساتھ جانیکا اور بختیارک کے اندھا مارنیکا اور اپنے غائب ہوجانیکا بیان کیا

سبنے یہ کلام سُنکر کہا شاید خواجہ سلامت کے قدم طلسم سے یہان آگئے معلوم ہوتا ہی کہ وہی اُنکو لیگئے
زیور یہ سُنکر گھبراگئی اور ڈھونڈھتی ہوئی خیمۂ بختیارک مین پہونچی اور ہرطرف ڈھونڈھنے لگی
ایک جگہ ملک جی کو دیکھا کہ ننگے پڑے ہین یہ شرماکر آنکھین نیچی کرکے پکاری کہ صاحبو یہان آکر
تو دیکھو یہ کسطرح پڑے ہین سپاہی نے کہا بی بی رات کو ایک مہتر مرگیا تھا اِس خیمہ کی پشت کی طرف
وہی پڑا ہی اُسنے کہا مونڈی کاٹے تو دیوانہ ہی مین اندر خیمہ کے کہتی ہون تو مہتر بتلاتا ہی غرض
دو چار آدمی اندر آئے اور بختیارک کو اُس حال سے دیکھکر اُنھون نے کہا کہ یہ کوئی ملکجی کے
خیمہ مین دلگی کرگیا ہی کہ حلال خور کو لاکر ڈال گیا ہی غرضکہ اُنھون نے مُنھ پر بختیارک کے
پانی چھڑکا کہ وہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا ارے شیطان جاکر کپڑے پہن بختیارک ایک ہاتھ آگے
ایک پیچھے رکھکر حمام خانہ مین گیا مُنھ دُھویا کپڑے پہنے پھر باہر آیا اور زیور کے ہمراہ لقا کے
سامنے گیا اور سب حال اپنا بیان کیا اُسنے سُنکر کہا کہ کیون ای شیطان درگاہ تو بہت چھیڑ چھاڑ
کیا کرتا تھا آج تو اُسکی سزا کو پہونچ گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ تو آپ سچ فرماتے ہین
غلام تو اپنی سزا کو پہونچ گیا مگر کیا وجہ ہی کہ جو آج خداوند کی ڈاڑھی نہ مونڈی گئی کس واسطے
کہ ہمیشہ کا یہ دستور چلا آتا ہی کہ جب تقدیر ہماری برگشتہ ہوجاتی ہی تو ساتھ ہی آپکی بھی تقدیر
پھرجاتی ہی اور ریش خداوند کام آتی ہی لقا نے کہا تقدیر کا معاملہ کبھی یون ہی کبھی وون ہی
تو ذلیل ہوا مین صاف بچ گیا قلم قدرت مین کسی کا اجارہ کیا ہی جدھر پھیر گیا اُدھر پھر گیا ایکی یون ہی
چل گیا پھر اسکو مین کیا کرون غرض یہ تو اسطرح کہہ رہا تھا کہ زیور نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا
کہ سرہنگ مصری عیار ابوالفتح کو لے گیا اور ایک مرتبہ تجکو مار ڈالے گا بہت دوڑتی نہ پھر اس
مضمون کو دیکھکر زیور بہت گھبرائی بلکہ مثل مردہ ہوگئی اُسمین ایک تیلے نے سحر کے آکر سلام کیا
اور کہا مین آپکی امّی جان ملکہ سفاک کا بھیجا ہوا آیا ہون یہ نامہ لیجیے اور جواب عنایت کیجیے
ای ملکہ مین دو روز سے آپ کے ہمراہ ہون اب اطلاع کیے دیتا ہون کہ ابکی بار عیّارون کے ہاتھ سے
بمدد خداوند سامری آپ زندہ بچ گئین مگر اب کسی طرح سے امید نہین ہی مین جاکر سفاک سے
کہدیتا ہون کہ وہان بیٹی آپکی عیارون مین گھر گئی ہین کس لیے کہ ای ملکہ آپ غافل بہت ہین کسیطرح
اپنی جان کی آپ کو پرواہ نہین ای لیجیے دیکھیے وہ دو عیار اب بھی آپ کی فکر مین کھڑے ہین

پھر تمہاری جان بچنے کی کون صورت ہی زیور نے اُس پتلے کے کہنے سے اُسطرف دیکھا کہ جدھر اُسنے بتایا تھا واقعی دو عیارون کو کھڑے پایا بس چاہا کے دونون کے واسطے دستک دینے کو ہاتھ اُٹھائے اُسنے تو ہاتھ اُٹھائے عیار دونون کافور ہوگئے بحستین کرکے یہ کہتے ہوئے کہ ارے قحبہ ہم کب ہاتھ آتے ہین نکلگئے وہ پتلا پکارا کہ وہ گئے گئے اب دستک دینے سے کیا ہوتا ہی زیور شرمندہ ہوکر رہگئی اور برق اور ابوالفتح صورت بدلکر بارگاہ زیور کی طرف چلے وہان پتلا بھی رخصت ہوکر روانہ ہوا اب زیور کو تو یہان رہنے دو مگر حال پتلے کا سنو اُسکو سبب محبت کے بیٹی کے پاس سفاک جادو نے بھیجا تھا اور آپ افراسیاب کے پاس آئی تھی وہان سے حیرت کے پاس آئی کہ ملکہ حیرت بادشاہ سے کہکر مجکو اجازت بیٹی پاس جانے کی شاہ سے دلا دینگی غرض یہ حیرت پاس ڈنگل پر بیٹھی ہی کہ پتلا جاکر پہونچا اور اُسنے ملکہ حیرت کو مجرا کیا اُسنے اُسکو مطلق نہ پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ یہ غیر کا پتلا کیونکر آیا بس جلد اُسنے اپنی اُنگلی ایک کھڑی کی نہین معلوم کہ یہ کیا کیا اُسوقت پتلا پکارا کہ مین ملکہ سفاک جادو کا پتلا ہون میرا قتل کرنا اے ملکہ روا نہین اور کسی طرح واجب نہین سفاک یہان بیٹھی ہین اسلیے مین آیا آیندہ آپ سفاک کی اور ہماری مالک ہین حیرت نام سفاک کا سنکر خاموش ہو رہی اُدھر لشکر مہرخ بھی سامنے پڑا ہوا ہی اُدھر سے قران وغیرہ نے بھی صورت بدلکر قصد کیا ہی کہ بارگاہ حیرت مین چلکر آج سیر کرین چنانچہ دو عیار لشکر اسلام کے بھی صورت بدلکر داخل بارگاہ حیرت ہوئے اور علیحدہ کھڑے ہوکر حال دریافت کر رہے تھے اور چالاک بن عمر بھی صحرا سے آکر بہیئت مبدل داخل بارگاہ ملکہ حیرت تھا غرض یہ عیار تو فراش سپاہی بنے ہوئے موجود تھے کہ پتلے نے سفاک کے کہا اے ملکہ سفاک جادو صاحبزادی آپ کی ملکہ زیور جادو عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے قریب تھا کہ مار ڈالی جائین انکو اس حال مین چھوڑ آیا ہون یہ کہکر سب ماجرا جو بیان ہو چکا پتلے نے بیان کیا سفاک جادو کے چہرہ کا رنگ سفید ہوگیا اور حیرت جادو سے بیقرار ہوکر عرض رسا ہوئی کہ اے ملکہ آپ مجکو اجازت بادشاہ سے منگوا کے روانہ کر دیجیے ایسا نہو کہ میری بچی کہنے والی بندی کام آجائے مین پہلے ہی کہتی تھی کہ وہ نگوڑی لڑنا بھڑنا کیا جانے شہنشاہ نے نمانا یہ کہکر پھر گویا ہوئی کہ اے ملکہ آپ اپنی طرف سے مجکو رخصت دیجیے مین اب یکدم بھر نہین ٹھہرنے کی سقر جاؤن پر جاؤن اے صاحب میری ساری جان لڑی پڑی ہی کھانا پانی حرام ہی

رات کو نیند نہین آتی ہی حیرت نے کہا کہ بی بی اختیار ہی مگر میری یہ طاقت نہین کہ مین تمکو بغیر حکم شہنشاہ
افراسیاب کے ایسے مقام پر روانہ کرون اسمین ایک اور خواص پیچھے حیرت جادو کے کھڑی ہوئی تھی
کہ نام اُسکا مارکاکل سیاہ جادو تھا کاکل اُسکی افعی دوسری طرح تھی اُسنے سامنے آکر عرض کیا
کہ اگر حکم ہووے تو یہ کنیز ناچیز ملکہ زیور جادو کی حفاظت کے لیے چلی جائے میرے لیے تو کچھ احتیاج
اجازت لینے کی نہین ہی مین جاکر وہان اپنی آنکھون سے رنگ ڈھنگ دیکھون اور باغیون کو بھی
غارت کردون ملکہ زیور میری شہزادی ہین مین نے انکو گودیون مین کھلایا ہی بھلا مجھسے تو کاہیکو
ہوگا کہ وہ لڑین اور مین بیٹھی دیکھا کرون حیرت نے پوچھا کہ بی بی تم کون ہو سفاک نے عرض کیا
کہ جی یہ میرے میکے کی خواص ہی اب اسی ایک کمبخت کا تو دم باقی رہگیا ہی جس سے میرے میکے کا نام
چلا جاتا ہی کہ ملکہ کے میکے کی ہی نہین تو اب ہی کون اے ملکہ مین اسکو اپنا روح وجان جانتی ہون
اور کل گھر بھر کا اختیار اسی کے ہاتھ ہی خواہ سیاہ کرے یا سفید اور مین سچ کہون اس سے بھی کوئی بات
سوا خیر خواہی آجتک ظہور مین نہین آئی حیرت نے کہا پھر اچھا اے سفاک اسکو بھیجدو اور
سنو میری جان شہنشاہ سے تم بھی کہہ چکی ہو کہ حضور مجھے بھیجیے اُنھون نے نہین بھیجا بادشاہ کی ضد
تم جانتی ہوہی اُنکے مزاج مین آگئی اب اُنسے تم ضد نہ کرو اور مجھسے نہ کہو اور شاہ میرا کہنا نہ مانین
تو پھر میری بھی بات جائے اور میری جان وہان جاکر تم کیا کرلو گی اگر میرے منہہ مین خاک خداوند نے
قضا زیور کی لکھدی ہی تو تم روک نہ سکو گی سفاک نے کہا اچھا اے میری بیوی صبر بھی تو نہین آتا اچھا اے
مارکاکل سیاہ تو جا بارہ خواصین جو تیرے تابع ہین اُنکو ساتھ لیجا اور خیمہ وغیرہ اپنے ساتھ سامان
راحت لے فوج اپنے ہمراہ لیجا کر کیا کریگی لشکر تو بی بی ناچو صاحبزادی صاحب ساتھ لیگئی ہین پھر
کیا ضرور مارکاکل نے کہا مجھے لشکر لیجانے کی کیا ضرورت ہی میرے پاس وہ چیز ہی کہ جاتے ہی لشکر
حمزہ کو بات کرنے کی بھی مہلت نہ دونگی سفاک نے کہا صاحب مین کسی کی لونڈی باندی تو ہون نہین
بادشاہ آسے اور اجازت لیکر مین بھی آتی مارکاکل نے کہا آپ نے بھی نہ پائیگا کہ مین وہان فیصلہ کردونگی
حیرت نے کہا آخر وہ چیز تیرے پاس کیا ہی کہ جو دم بھر مین سبکو غارت کردیگی ہم بھی تو اسکو دیکھین
کہ وہ کسطرح کی ہی یہ کلام سُنکر مارکاکل سیاہ نے اپنی چوٹی مین سے بیضہ عقاب جمشیدی کا نکالکے
دکھلایا اور کہا کہ حضور اسکو ملاحظہ کرین ہماری پشتہا پشت سے یہ ہمارے خاندان مین چلا آتا ہی

اور تاثیر اسکی یہ ہے کہ جب مین اسکو مارونگی طبقہ زمین کا الٹ دونگی کیسے ہی بڑے لشکر پر مارون سب تارات ہو جائے حیرت نے کہا واقعی یہ بہت بڑی نایاب چیز ہے اب ہماری خاطر جمع ہوئی اور سفاک سے دیکھکر کہا کہ مارکاکل بھی بڑی خاندانی ساحرہ معلوم دیتی ہے اچھا اے مارکاکل تم سدھارو اور فتح کرکے جب آؤگی تو اپنا مرتبہ پیش شہنشاہ دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرض مارکاکل نے رخصت پاکر اپنے خیمہ مین آکر دس خواصون کو اپنے ساتھ لیا اور تخت سحر تیار کرکے ایک اژدر سحر پر خیمہ لدوا اسکے کوہ عقیق کا راستہ لیا چلتے وقت سفاک نے کہدیا تھا کہ آج جا کر کوہ لاجورد کے قریب مقام کرنا اور کل وہان سے کوچ کرکے طلسم آئینہ کی طرف کو چھوڑ کر سیدھی طلسم سے باہر نکلجانا اور خداوند کے پاس پہونچ جانا الحاصل جب وہ چلی چالاک تو ایسی باتون کی فکر مین رہتا تھا کہ کوئی کارنمایان کرون بس حال سب اسکے کوچ و مقام کا سن لیا تھا اس سے پہلے بارگاہ سے نکلکر کوہ لاجورد کا راستہ پکڑا اور مثل برق و باد کے راستہ طے کرکے یہ کوہ لاجورد کے قریب تر پہونچا ادھر وہ ساحرہ تخت سحر اڑاتی آتے آتے قریب شام کوہ مذکور کے قریب پہونچی اور جب فلک لاجوردی سے سیاح عالم مراجعت کرکے کوہ مغرب کی طرف گیا کہ ابیات

کھلے دل کے کنول گرمی ہوئی کم	شعاع مہر کچھ ہونے لگی کم
نگاہون مین ہوئی ٹھنڈک سی پیدا	بڑھی سائے بشکل شوق شیدا
فلک کی چادر نیلی ہوئی صاف	دکھایا اختردن نے نور شفاف

کوہ لاجورد کے دامن مین چشمے تراوت آنکھون کو دینے لگی اور جانور بسیرا لینے لگے ہر طرف وہ سایہ ڈھلا ہوا آمد شام کا ہنگامہ جانورون کا چہچہانا کوسون تک سبزہ زار پھولون کی بہار سناٹے کا عالم دشت و در کا بصورت نا امیدان سناٹے مین آنا کچھ عجب لطف دکھاتا تھا مارکاکل نے وہان پہونچکر ایک چشمہ کے کنارے مقام پاکیزہ پر خیمہ اپنا استادہ کیا اور آگے خیمہ کے فرش بچھوا کے مع ان دسون عورتون کے بیٹھی اور شراب پینے لگی سیر سبزہ زار کرنے لگی چالاک نے دور سے اسکو آتے اور اترتے دیکھا تھا بس دل اس بات پر آمادہ ہوا کہ کسی طرح اس مارکاکل کو قتل کرکے بیضہ عقاب لے لون کس لیے کہ یہ تحفہ لشکر اسیر مین جا کر آفت ڈھائیگی نہین معلوم کیسی بڑے کیسی نہ بڑے تو یہین اسکا کام تمام کردے غرض اس عیار نے صورت اپنی ایک زن حسینہ کے ایسی بنائی گل بغساہے

سمن بر حور تمثال سرو قامت کمسن الڑھ پنے کے دن آئینہ رخسار اسکا اسکندر دلکو ظلمات مین
آوارہ پھرائی دہن تنگ چشمہ حیوان کوبھی شرم سے نابود کرے آفت کا پرکالہ قیامت کا ٹکڑا سر سے
پا تک نکلی اپنی قد وبالا کی روبرو قیامت کو بھی ادنی فتنہ بتائے کہ مسدس

وہ چھریرا بدن اور وضع وہ بانکی بانکی
کامدانی کی وہ انگیا ہوئی کرتی بھاری
یہ پھبن چشم مین پوشاک کی دیکھی نہ سنی
پریان قربان ہوئین اسکی جو صورت دیکھی
تھی وہ یوسف کہ حسینان جہان مرتے تھے
سب زلیخا کی طرح جان فدا کرتے تھے

اُس صورت سے آراستہ ہوکے ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر اُس تھالی مین کچھ پھول رکھکر اور چاول اور ریوڑیان وغیرہ سامان نذر چڑھانے کا تیار کرکے تھالی کو ہاتھ پر رکھکر چھم چھم کرتی جانب خیمہ **مارکاکل** روانہ ہوئی اور جب اُسکے سامنے سے یہ ماہ پیکر نکلی سلام تو اُسکو کرلیا باقی آگے قدم اُٹھایا اُسنے کہا اری بی تم کہان جاتی ہو اور کہان سے آتی ہو تم تو مین سچ کہون ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو یہ مین جانتی ہون کہ کپڑے اور گہنا پہنے ہو پھر مین کچھ چھین تو لونگی نہین اری ساری اتنی رکھائی بھی اچھی نہین ذرا ادھر آؤ للہ پھر گھر کر چلی جانا وہ نازک بدن یہ سُنکر پھری اور اُسکے پاس آکر تھالی کو تو رکھدیا اُسکی بلائین لین گرد پھرنے لگی **مارکاکل** خواص بھی اتنی خوشامد کرنے سے پھول گئی اور سمجھی کہ اب میرا ستارہ بھی ترقی پر آیا غرض کہ اُس زن خوبرو کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھالیا کہ اری بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ مجھ نگوڑی کے گرد پھر کر کیون مجکو گنہگار کرتی ہو لو آؤ بیٹھ کر کچھ اپنا حال بیان کرو یہ نازنین بھی بیٹھ گئی اور کہا اری ملکہ **مارکاکل** نے کہا بی مین ملکہ ٹلکہ نہین ہون میری شہزادی زندہ رہے ہزار برس وہ البتہ ملکہ ہین مین تو اُنکی لونڈی ہون اس نازنین نے کہا ہماری تو آپ شہزادی ہین ہم کسی کو کیا جانین اچھا اری بیوی اب مجھ نگوڑی کا حال سنو کہ میرا خاوند یہان قریب ایک گانوٗن ہی کہ وہان رہتا ہی مگر بی ایسا ظلمی نگوڑا ہی اور بدگمان کہ مین کیا کہون ایک تو اس مرلیے مین یہ عادت ہی کہ کسی وقت چھوڑتا نہین بس ہر وقت اُسکو یہی شغل ہی کہ بغل مین اُسکی پڑی رہون مین سچ کہون مجکو ایسا مردوا چچڑ سا معلوم ہوتا ہی اور ذرا کسی سے ہنسکر بات کرو تو چھنالا لگاتا ہی کہین آنے جانے نہین دیتا آج بڑی مشکلون سے پوجا کرنے کے بہانے سے چندن تالاب پر جاتی تھی میرے جی مین آیا کہ ذرا جنگل کی بھی سیر کرتی چلون میرا اُس مردوے سے ناک مین دم ہی مگر کیا کرون

گڑ بھرا ہنسیا ہی کہ نہ اُگلتے بنتا ہی نہ نگلتے اب یہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہی اور وہ ٹانگ کھولتی ہون
تو لاج ہی ماں باپ کے کیے کو بھرتی ہون مین سچ کہون جیسا مین بیاہ کے آئی تھی اُسکی اب دھی نہین رہی
روز کے جلاپے سے لہو پنڈے کا سوکھ گیا مارکا کل نے کہا بی بی شکر کرو کہ تمھارا تو بڑا سہاگ ہی
ایسا کسی کو نصیب کہاں ہوتا ہی سامری کل جہان کی سہاگنون اور بیٹیون کو نصیب کرے اُسنے
کہا بھاڑ مین جائے ایسا سہاگ آگ لگے ایسے سہاگ کو آپ بھی خوب ہین مین درگذری ایسے
سہاگ سے مین تو مر جاؤنگی اے بیوی اب مین چاہتی ہون کہ کسی طرح ملکہ حیرت پاس پہونچون اور
افراسیاب کی ملازمت کرکے نوکری کرلون وہ موا پڑا جھک مارا کرے جب اپنی لعل سی جان گھل گھل کے
تمام ہو گئی تو سہاگ کو لیکے چاٹینگے بس اسکے یہان تو روٹی کھالو کپڑا پہن اور میرا جی چاہتا ہی کہ باغ کی
سیر ہو گانا روز سنون شراب پیون چین کرون دنیا کا سیر تماشا دیکھون مین نگوڑ مارا کیا جانون یہ
گائے بھینس کیطرح کھلی بھوسی کھالی اور کھونٹے مین بندھی رہی یا تو یہ ہی یا خصم کی بغل ہی دوسری
کوئی بات ہی نہین مارکا کل ایک قہقہہ مارکر ہنسی اور کہا یہ کہو بی بی مزا تمھارے دلمین بھرا ہی نام
سامری سے جیوڑا آپ کا مزیدار ہی پھر بھلا یہ بہو بیٹیون کا طرز کہان اور کوئی مرد آدمی کا ہیکو جائز کریگا
اُس عورت نے کہا سامری قسم میرے دلمین کوئی بُرائی نہین مین بھی اُس کمبخت کو چاہتی ہون یہ نہین
چاہتی کہ اُسکو چھوڑکر کسی اور کو کرلون یا کوئی یار کرون لیکن مین کیا کرون مین تو کبھی بچپنے سے
آج تک اکیلی رہی ہی نہین باپ ماں کے یہان بھی کم سے کم ہونگے تو پچاس ساٹھ آدمی فقط نہی کے
تھے کہ ایک ہی گھر مین رہتے تھے ہم سب ملکر باغون کی سیر کرتے تھے دن رات آپسمین ہنستے بولتے گاتے
بجاتے رہتے تھے مارکا کل نے کہا اِسی سے بیٹیون کو دبا دبو کے رکھتے ہین کہ اُسکا دیدہ ہوائی نہو جائے
اِن باتون مین اور ساتھ والیون نے کہا بی بی پھر تمھین کیا ہی انکو ہو سکے تو اپنی بی بی کے پاس بھیجدو
وہ ملکہ حیرت کے پاس نوکر رکھا دینگی ایک بولی کہ میری جان اب چاہیے کہ یہ دوسرے کر رہین اور
خصم کا گھر کرین تو یہ ہوتا نہین انکا دل اب اور طرف ہی آپ نہ بھیجیے گا تو یہ آپ ہی نکل جائینگی
مارکا کل نے کہا اور خصم تیرا جو مجھسے دعوی کرے تو اُسے بدبخت کیا مین جواب دونگی اُسنے کہا آپ کہدیجیگا
کہ جورو کو تیری کوئی بھگا نہین لیگیا موجود ہی جو تجھسے راضی ہو لیجا ورنہ اُسکے باپ سے جسے
ملاقات تھی ہمارے لڑکون کی برابر ہی ناراض کو کیونکر بھیجدین امی بی وہ موا کیا داعیہ دھکا کریگا

بالکل چھیڑ چھاڑ کی باتون مین اب وہ زمانہ آیا کہ چاندنی نے کیفیت کیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اوس گرنے لگی جنگل مین پھول کٹورا سے کھلے نظر آنے لگے چشمے لہرانے لگے عجب لطف سیر گلزار کا زمانہ تھا کشتی شراب کی کھینچی مارکاکل نے کہا لو شراب پیو آج رات کو یہان تم رہو دیکھون کہ تمھارا میان ڈھونڈھتا ہوا یہان آتا ہی یا نہین اور آتا ہی تو کیا راگ گاتا ہی چالاک نے سلام کرکے جام اسکے ہاتھ سے لیا اور اُسنے کہا کہ مین ابھی لڑنے خدا پرستون سے جاتی ہون تم میرے ساتھ اس طرف چلو جب مین اُدھر سے پھرونگی تو تمکو حیرت کے پاس لیچلونگی اُس نازنین نے کہا بہتر ہی جسطرح آپکی مرضی بلا سے روز کی آفت سے تو کچھ دنون بچی رہونگی یہی نہ کوئی کہیگا کہ چودھری کی بہو نکلگئی خیر کہ لیگا میرا حال تو ساری ہی خوب جانتی ہین اور ای بیوی جب میرا میان مجھسے ملا کریگا تو پھر کوئی بیجا کچھ نہ کہے گا غرض وہ جام آنکھ بچا کر اسنے گریبان مین اُنڈیلا اور اُن عورتون نے کہا حضور انکو گانے بجانے سے بھی شوق ہی بھلا آج تو اپنی گائین بلوا کر انکا گانا سنوا دیجیے سچ ہی یہ بیچاری ترسی بلکی عیش و راحت کی ہی ایک نے کہا ہی ہی نگوڑی کی صورت تو پیاری پیاری ہی دوسری نے کہا اسی سے تو مردوا دن رات لیے پڑا رہتا ہی مارکاکل کی طبیعت بھی اسکو پیار کرنے لگی تھی اسلیے اُسنے گوارا بھی کیا کہ اسکا میان آئیگا تو کیا کریگا اب تو افراسیاب کی پیاری ہی وہ سب طرح اسکے خاوند کو راضی کردیگا غرض اُسنے اپنے یہان سے گائین کو بلایا وہ آ بیٹھین اور ساز ملا کر سامنے مارکاکل کے گانے لگین چالاک چپکا بیٹھا رہا اور بعض بعض مقام پر اُسنے کہا اونہہ ناک بھون تیوری چڑھائی مُنہ پھیر لیا ایک اُدھر سے باتین کرنے لگا مارکاکل نے کہا ای بی گانا سنتی ہو کہ باتین بنا کر اور کا مزا بھی کھوتی ہو یہ کیا گانا ہی تو اپنی جان لڑا رہی ہین اور تم خیال نہین کرتی ہو چالاک نے کہا مین ایسا سٹھا گانا نہین سنتی کہ نہ جسکا سُر درست نہ تال ٹھیک مارکاکل نے کہا اخاہ اب تم ایسا گانا جانتی ہو کہ ان گائیون کو کہ جو اس فن کی کسبی ہین انکو بے سُرا اور بے تالا بتاتی ہو اسنے کہا دیکھیے طنبورے ایسے ملائی ہین کہ پردے تک اسکے ٹھیک نہین ہین کھب کی جگہ گندھار اور گندھار کی جگہ پنچم بھلا یہ بھی کوئی طریقہ گانے کا ہی اور بجانے کا مارکاکل نے گائینون سے کہا کہ کیون یہ کیا کہتی ہین اُنھون نے کہا بی بی ان سچ کہتی ہین مگر انکے ہم بھی مشتاق ہین ذرا کچھ بجا کر گائین بڑی سمجھ

بوجھ انکی معلوم نہیں ہی مار کا کل نے کہا ای بی پھر تمھین کچھ شغل کرو اُسنے کہا حضور یون توکون ایسا
بشر ہی کہ جسکو گانا رونا یاد نہین بھلا مین کیونکر کہون کہ مین خوب گاتی ہون مار کا کل نے کہا کہ ان
باتون سے بالکل ثابت ہوگیا کہ تم خوب گاتی ہو اور تمکو بڑا دخل ہی اور تم پہلے ہی کہہ چکین کہ مین عیش
دوست ہون جب ایسی نہین ہو تو کیون تنہائی سے گھبراتی ہو ہان صاحب معلوم دیا کہ یہ لڑکی
عالی خاندان سے ہی اب ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم جو انکار کرو بوجھ تو گاؤ اُسوقت
چالاک نے طنبور الیکر اُسکو وقت دیکھکر ملایا اور بجانا شروع کیا سبحان اللہ اُسکے فرزند ہین
کہ جنکو لحن داؤدی عنایت ہوا ہی اُنکے بجانے اور گانے کا کیا کہنا فلک رقاص نے دائرہ ماہ
ہاتھ مین لیکر اُسکی سنگت کرنا چاہا زہرہ کو وہ نغمہ اور ترانا دل سے پسند آیا در و دیوار و دشت و بحر
سب مست ہوگئے ہوا بندھ گئی درخت مست ہوکر زبان برگ سے تعریف کیا چاہتے تھے بلکہ تعریف
کے لیے ہمہ تن زبان بن گئے تھے گلون نے کان ادھر ہی لگا دیے تھے گریبان چاک کیے تھے
چاندنی سامنے لوٹ رہی تھی غش مین پڑی تھی دریا لب ساحل سے واہ واہ پکارا چاہتا تھا شوق مین
آکر اُبلتا تھا جوش دل پیدا تھا جانور اپنے اپنے آشیانون کو چھوڑکر باہر نکل آئے تھے اور گرد اُس
بلقیس وش کے کہ فرزند عیار ثانی سلیمان ہی جمع تھے اللہ اللہ ادھر تو کٹورے گلون کے شراب
شبنم سے لبریز ہوا فرحت بیز پہاڑ کے دانگ گلزار کا عالم چاندنی رات اور ایسے مقام پر ایسا نغمہ تر کہا ابیات

زہرہ تھی ہزار جان سے شیدا	رقاصہ چرخ کو تھا سودا
مریخ فلک جو تند خو ہی	جلاد ہی اور جنگ جو ہی
اُس زہرہ جمال کا ترانہ	وہ بھی ہوا سُنکے تھا دوانہ

مار کا کل اور سب خواصون اور گائنون کا تو یہ حال ہوا کہ روتے روتے غش آگیا اپنا اپنا زمانہ
عاشقی جو یاد آیا آنکھون سے دریا آنسوؤن کا بہایا چالاک نے پانی چھڑک کر سبکو ہوشیار کیا مار کا کل
نے پاس بُلاکر پیشانی پر اُسکی بوسہ دیا اور ہاتھون کو چوم لیا گائنون نے کہا بی بی بھلا ایسا گانا بجانا
سات جنم مین بھی نصیب نہوگا یہ تو راجہ اندر کے اکھاڑے کی پری ہین مار کا کل نے کہا واقعی لائق
صحبت سلاطین روزگار یہ حسین ہی جب ہی اسکا جی خاوند سے گھبراتا ہی بھلا ایسی طبیعت دار
عورت کا غریب کے گھر مین گذر کہان وہ بیچارہ مجبور اگر ملیگا تو سمجھا دونگی کہ اس گلبدن کا وصل

ایک بار بھی مہینے میں میسر ہو جائے تو اُسکو غنیمت سمجھا ارے یہ عورت نہیں چھپی ہے کہیں ایسی
عورتیں کسی کے ہاتھ آتی ہیں میں سچ کہوں اسکو روٹی کی کیا پرواہ ہے اتنی ہی دیر میں ہم سبکو ایسا اُسنے
راضی اور اپنے اوپر مائل کیا ہے کہ اب جی چاہتا ہے کہ یہ جان تلک مانگے تو دیجیے یہ لکہکر کہا ای خوب رو
اور بھی کچھ کمال تمکو آتا ہے اُسنے کہا جی میں ناقص العقل کیا جانتی ہوں آپ سردار ہیں جو پرورش فرماتی ہیں
اور کیا یہی گانا بجانا ایک آدھ دل لگی کی بات آتی ہے اُسنے کہا وہ دل لگی کی بات کون سی ہے اُسی
شعبدہ پرواز نے کہا یہی جیسے ایک قرابہ پانی سے آپ بھریے اور اپنے سامنے رکھیے میں ایک بوٹی اس جنگل سے
توڑ کر اُسمیں ڈال دونگی وہ پانی سب شراب سُرخ ہو جائیگا آپ سب صاحب پیجیے گا اور شرابوں سے
مزا بھی اچھا ہوگا نشہ بھی خوب ہوگا **مارکاکل** نے کہا واہ صاحب یہ تو خوب بات ہے اچھا دیکھیں اُسنے
جواب دیا کہ خواہ پانی کی شراب بنوائیے خواہ اُسمیں رنگترے کو لے جس چیز کو چاہیے شریک کیجیے کنیزوں نے
کہا ای ملکہ اسوقت رنگتروں کی شراب بنوائیے مزا دیگی غرض جلد جلد رنگتروں کا عرق نکالا گیا دسوں
عورتوں نے ملکر جلد ایک قرابہ عرق نکالکر بھر دیا اور کہا لیجیے شراب بنوائیے **چالاک** نے کہا کاسے
لے آو چند کاسے آگئے اُسنے قرابے سے عرق کو نکالکر اُن کاسوں میں بھرا اور پھر کاسوں سے قرابے میں
بھرنا شروع کیا اسی اُلٹ پھیر میں بیہوشی سرخ رنگ اُسی عرق میں ملادی اور قرابے سے بوتلوں میں
بھر کر کہا لیجیے شراب تیار ہے سب نے کہا تمنے تو کہا تھا کہ ہم ایک بوٹی اسمیں ملائینگے اُسنے کہا تو واہ
ہم تمھارے سامنے ملاتے تمھیں اس سے کیا کچھ ہمنے اسمیں شراب تو نہیں ملائی اب سب پی کر دیکھ لیں
کہ یہ شراب ہے یا نہیں اور بھی ترکیبیں آتی معلوم ہیں ابھی ای بی بیوں تم کیا کیا دیکھو گی **مارکاکل** نے کہا
کہ ای بدبخت اگر تیرا میاں کچھ جھگڑا کریگا تو ہزاروں روپیے خرچ کر کے اُس سے طلاق دلوا دونگی
اور تجکو اپنے پاس رکھونگی واہ جو کیا کمال کی عورت ہے میری آنکھوں میں خاک دل لگی کی پڑیا ہے
غرضکہ تعریف کر کے اُس شراب کے جام بھر بھر کے دسوں عورتوں کو اور گائنیوں کو دیے اور آپ بھی
دو جام اُسکے پیے سب نے تعریف کی کہ واہ واہ کیا بو باس ہے اور مزا بھی ہے اب کچھ دیر میں نشہ ہوا ایک
عورت نے آنکھیں اپنی بند کرلیں اور کہا یا سامری بچانا دوسری نے اس سے پوچھا کہ ارے تو نے
آنکھیں کیوں بند کرلیں کیا دکھائی دیا اُسنے کہا تو تو اندھی ہے دیکھ تو سہی کیا بڑا سانپ آسمان پر اڑا
ہوا جاتا ہے ایک خواص **مارکاکل** کی برابر بیٹھی ہوئی تھی اور اُسکے سر کے بالوں میں ایک تعویذ بنا ہوا

زنجیر مین بندھا ہوا لٹک رہا تھا وہ اُسکو کھنکھجورا سمجھی اور اُسنے رومال سے پہلے اُسکو چھڑایا وہ تو بندھا ہوا تھا کب گرتا ہے اب اُسکے ذہن مین اُس نشہ کی دُھن مین یہ آیا کہ اُسکو جوتی سے مارے بس یہ سونچکر جلدی جوتی اُٹھا کر ایک سر پر ماری اور پکاری کہ اے ملکہ آپ کے سر مین کھنکھجورا گھسا جاتا ہے مارکاکل بال اپنے نوچنے لگی اُس خواص نے غل مچادیا کہ ارے لوگو دوڑو ملکہ کو کھنکھجورے نے کاٹا چالاک ہنس رہا ہے کہ اچھا کھنکھجورے نے کاٹا ہے غرض مارکاکل خوب اپنے سر مین جوتیان مارنے لگی اور سب عورتین اُسکے بچانے کو دوڑین کہ کھنکھجورے کو سر مین سے نکالین اُنکے اُٹھنے سے طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ سر نیچے ٹانگین اوپر سر کے بل گرین اور چھینکین مار کر بیہوش ہوئین پس چالاک نے پہلے جوڑے مین سے مارکاکل کے بیضہ عقاب جمشیدی نکال لیا اور اُسکے سر کو خنجر سے کاٹ ڈالا غلغلہ بیرون نے مچایا اُسنے جلد جلد اُن بارہ خواصون کا بھی سر جدا کیا شور قیامت زا برپا ہوا اہل عملہ جو لوگ کہ مارکاکل کے خدمتی ساتھ آئے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑے کہ یہ کیا ماجرا گذرا چالاک نے دیکھا کہ اب اور ساحر آتے ہین پھر اب اُنسے لڑنا کیا کہ یہ سب تین تین روپیہ کے نوکر ہین کوئی بڑا سردار نہین کہ وہان عیاری کا مزا ہوتا بیضہ مل چکا اب چلو غرض ایک طرف کو قطرہ کرکے راہی ہوا اُن لوگون نے اگر لاشہ مارکاکل اور اُن خواصون کا اُٹھایا اور قاتل کو ہرچند تلاش کیا پتا نہ ملا ناچار وہان سے روتے پیٹتے لاشین لیکر پھرے اور راستہ طے کرکے لشکر حیرت مین آئے اس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہوچکی تھی اور وقت آیا تھا کہ سرمار شب کو سنگ بلورین خور سے ترک دہر نے کچلا اور ربطِ عقاب دہر سے بیضہ زرین مہر پیدا ہوا کہ ابیات

رہا باقی نہ وان ساقی نہ شیشا	ہوا حُسن سحر کا شور پیدا
کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا	نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا

صبح دم حیرت دربار مین خوابگاہ سے آکر بیٹھی تھی سفاک اور سب ساحرہ حاضر تھین کہ یکایک شور گریہ و زاری کانون مین پہونچا اُسنے خبر منگائی کہا مارکاکل کے ساتھ جو لوگ گئے تھے نالان وگریان آئے ہین حیرت نے سامنے اُنکو بلوایا اُنھون نے لاشین وہ سامنے رکھدین اور کہا یہ کوہ لاجورد کے دامن مین آج اُتری تھین مارڈالی گئین سفاک تو یہ سُنکر سناٹے مین آگئی اور کہا ہائے آج جیسے میری مان نے دوبارہ انتقال کیا اے لوگو میرے میکے کا تو نام مٹگیا صرصر اور صبا رفتار سے

حاضر تھین اُنھون نے کہا سفر کسی عیار نے اسکو بھی مارا حیرت نے رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین معلوم
ہوا کہ چالاک بن عمر نے عورت بنکر اُسکو مارا ہی بس یہ معلوم کرکے کہا بی بی ہمین سے غلطی ہوئی کہ
مارکاکل سے سردربار اُسکے راز کی باتین پوچھین عیار تو موے گھات مین لگے ہی رہتے ہین
اور اب ایک بیٹا عمر کا اور آیا ہوا ہی چالاک بن عمر بس اُسنے کہین سُن پایا اسکا حال وہ اُسکے
پیچھے گیا اور اُسی نے اُسکو مارا سفاک نے کہا ای بایمان خود مین جبتک اب نمکحرامون سے بدلا
اپنی مارکاکل کے خون کا نہ لے لونگی چین مجکو نہ آئیگا بھلا یہ بھی تو یاد کرین کہ کسی کو ستانا ایسا ہوتا ہی
حیرت نے کہا جو جس سے ہوسکے وہ کرے مین تو یہ جانتی ہون کہ اُن لوگون کا اقبال ہی اور
ہمارا ادبار ہی سفاک نے کہا کل ہی جو مین نے لشکر مہرخ کو نہ غارت کردیا تو نام اپنا نہ رکھا اس سے چالاک کو
پکڑ ملکر بوٹیان اُسکی کاٹونگی اور چیل کوون کو کھلا دونگی یہ کہکر دو پتلے موم کے بزور سحر بناکر اور اُنکے جسم مین
شیطانون کو بٹھا کر زندہ کرکے حکم دیا کہ تم جاؤ ملکہ زیور جادو کے پاس اور اُنسے بہت خبردار رہنا
اگر کوئی عیار اُنکو بیہوش کرے تو اُنکو تم اٹھالانا قتل نہونے دینا اور اُنکے حال کی خبر ہمکو پہونچاتے
رہنا وہ دونون پتلے اُڑکر جانب عقیق کوہ روانہ ہوے اور اُدھر چالاک بجنسہ لیکر راہ کوطی کرکے
اسی جنگل مین کہ جو لشکر مہرخ اور حیرت کے قریب تر تھا آکر ٹھہرا کہ یہان سے لشکر حریف کا حال دریافت
کرکے عیاریان کرونگا یہان بعد بھیجنے پتلون کے سفاک نے کہا پھر اب شام کا کون راستہ دیکھے
اور طبل جنگ بجوائے مجکو تیاری سحر کی کیا کرنا ہی اور آگاہ مہرخ کو کس بات سے کرنا ہی آگاہ تو اُسکو
کرتے ہین جو ذرا کم زور ہوتا ہی اُسکو تو اب سب طرح کا سامان ممکن ہی مدمقابل شہنشاہ اپنے تئین
وہ جانتی ہی ای ملکہ حیرت مین ابھی جاکر اُسکے لشکر پر گرتی ہون اور جو کچھ مجھسے ہوسکتا ہی کرتی ہون
حیرت نے کہا آپکو اختیار ہی بس یہ سُنکر اُسنے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگرنیان کہ ہر ایک اُنمین
نایاب زمانہ سحر جانتی تھین اور آفت کی پرکالہ تھین سامری اپنے تئین اُسوقت کا گنتی تھین نفیر کی
صدا سُنکر جھولیان سحر کی گلون مین ڈالکر اور سنقلین سلگا کر قشقہ سیندور کی ماتھے پر کھینچکر ترسول
برنجی تھالیان ہاتھون مین لیکر باز و بط ہنس و اژدر وغیرہ پر سوار ہوئین جے جے کا سامری کے
غل مچا سفاک بھی تخت سحر پر بارگاہ سے نکلکر سوار ہوئی شہنائی سحر کی پھُنکی ہندوی فلک
زاغ بنکر منڈلایا آسمان نے منقل آفتاب کو سلگایا افسون تازہ پڑھکر نیا فتنہ اٹھایا ہر طرف

دھواں ہوم کا چھا گیا خاکدان عالم سیہ خانہ بنا جوگی زمانہ کا بگڑ گیا نال دنیا ایک ہو نکاتہ کھباٹ پرانی جادوگرنی ہو گردہ بھی گھبرائی کہ کہیں ایسا نہو منتر کسی کا مجھپر چل جائے زمانے کی حالت بدل چکی ہی نوع دیگر حال ہو چکا ہی انقلاب ہوا چاہتا ہی وہ غوغا ہی الحاصل تمام دنیا پر آشوب ہو گئی ہوا سحر کی چلنے لگی آندھیاں آنے لگیں خوف سے جانیں جانے لگیں سفاک لشکر لیے آگے بڑھی طائران سحر نے سامنے مہرخ کے جاکر صورت انسان کی پیدا کی اور پکارے کہ ای ملکہ دوران ہوشیار ہو جاؤ کہ سفاک جادو بڑا دعوی کر کے بغیظ وغضب تمامتر آپ کے لشکر پر آتی ہی اُسکی خواص چالاک کے ہاتھ سے ماری گئی ہی اُسکا قصاص لینا چاہتی ہی یہ خبر سنتے ہی ملکہ مہرخ نے بھی نفیر سحر کو دم دیا اِدھر ہنگامہ آفت زا برپا ہوا جلد جادوگرنیاں جو ہر وقت مرنے پر تیار و مستعد رہتے ہیں اپنی سواریوں پر سوار ہوئیں مہرخ بھی تخت اپنا اُڑا کر چلی ایک طرف سے بہار و مخمور بارگاہ سے نکلکر بڑھیں بیرون کی آمد کے سناٹے شروع ہوئے مشعلیں اسقدر جلیں کہ آفتاب کے جسم کو گرما دیا اُسکو بھی بخار چڑھ آیا تھا ہندوی فلک ایسا گھبرایا کہ بزدلی سے برج جدی میں چھپنے آیا خمسہ متحیرہ کے حواس خمسہ درست نہ تھے آفتاب کے آگے پیچھے آکر چھپتے تھے کبھی سیدھے چلتے تھے کبھی اُلٹے پاؤں بھاگتے تھے ستاروں کے بھی برے ستارے آئے تھے مریخ پر ساڑھ ستی سنیچر آیا تھا آفتاب کو اُسنے اپنا مددگار بنایا تھا عطارد کی سب سدھ بدھ بھول گئی تھی زہرہ ای میرے اللہ بچانا کہتی تھی غرض زمین و زمان میں تہلکہ پڑا تھا عجب عالم اُس فوج کے چلنے سے ہوا تھا کہ ابیات

سپے آراستہ جو خود و زرہ	دی کمر بند میں گرہ پہ گرہ
نکلے خیموں سے اسطرح بن ٹھن	سحر کے ابر سے تھا کجلی بن
ارض زیر قدم و لکتی تھی	پشت گاو زمین لچکتی تھی
لگا کہنے وہاں یہ گل بوٹا	دشت میں آج خوب گل پھوٹا

ہر طرف سے خیل خیل ساحران ذیجاہ اسپ و طائر و اژدر سحر پر چڑھکر روانہ ہوئے مہرخ اور بہار و مخمور بڑی آن و بان سے طاؤس وہنس اُڑاتی جانب میدان رواں تھیں فوج میں دہل و نقارہ و نفیر کی آواز سے از زمین تا چرخ بریں ہیبت طاری تھی آندھیوں سے دنیا تمام کالی تھی اسی طرح سب بیشہ شجاعت کے شیر نہایت دلیر بپھرے ہوئے تلاش میں اپنے صیدزبونکے

سقابل حریف آکر پہونچے اور صف آرا ہوئے اِدھر تو سفاک اپنی فوج کو ترتیب کرنے لگی اُدھر
مہرخ چالاک اپنے لشکر دلیر و مبارک کو آراستہ فرمانے لگی اُن دونون لشکرون کو مقابل مین
چھوڑکر حال برّان شمشیرزن بیان ہوتا ہی کہ وہ پرستش گزین بتخانہ ساحری و بت جادو طرار
صنم خانہ عربدہ سازی و افسون پردازی جو درۂ کوہ مین بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی ہار لونگ پھولدار انڈے
کیلین وغیرہ سب اسباب ساحری سامنے اپنے رکھکر وہ منتر جو اسکے باپ کوکب نے اسکو
تعلیم فرمایا تھا پڑھنے لگی اور کئی روز کے عرصے مین اُسنے بارہ ہزار پتلے موم کے بناکر سامنے رکھ لیے
اُنپر وہ افسون پڑھتی جاتی تھی اور دم کرتی تھی یہانتک کہ بزور سحر بقدرت خداوند عالم وہ پتلے زندہ
ہوگئے اُسوقت ملکہ نے اپنی فصد کھولکر خون مین اپنے اُنکو نہلایا کہ وہ اب مثل جوانان قوی تن کے
دراز قامت ہوئے اور سب رویین تن اور آہنی بدن ہوگئے ملکہ نے ایک ایک شاخ درخت اُن سبکے
ہاتھون مین دیکر کچھ افسون پڑھا کہ وہ شاخ مثل تلوار برّان کے ہوگئے اُسوقت اُن پتلون سے
اُسنے حکم دیا کہ پرواز کرکے یہان سے ہمارے لشکر مین جاؤ کہ وہ لشکر قریب لشکر مہرخ فرخندہ سیر اُترا
ہوا ہی تم سب وہین مقیم ہو مین جب آکر دریاے خون رواں پر گرون اور پُل پر یزدان توڑون اُسوقت
فوج حیرت اور افراسیاب پر تم سب آکر گرنا اور کار دشمن ناکام تمام کرنا وہ سب عرض پیرا ہوئے
کہ ہم ای ملکہ ایک کو تو زندہ نہ رکھینگے کس لیے کہ ہمکو اگر ہلاک اور شمار کیجیے تو آپ کیجیے دوسرے کی مجال
نہین کہ جو ہمکو مار سکے ملکہ نے کہا جب تم اس لڑائی کو فتح کرلوگے تو مین تمکو بھینٹ پوری تمھاری دونگی
وہ پتلے خوش ہوکے پرواز کرکے روانہ ہوئے بعد اُنکے جانے کے ملکہ بھی درۂ کوہ سے باہر نکلی عمر فقیر بنا ہوا
منڈھی مین بیٹھا تھا اُسنے ملکہ کو دیکھا کہ رنگ رخسار ارغوانی تھا اب سبب محنت کے زعفرانی ہی بال سر کے
کھلے ہین مُنھ پر بھبھوت ملا ہوا ہی گاتی بندھی ہی ہر تن مو سے شعلۂ آگ کا نکلتا ہی غرض عمر اپنے مقام سے
اُٹھکر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ چرخ شعبدہ گر تیری آن و ادا پر قربان فسون ساز عالم کی جان کہہ وہ
کام جسکے لیے معتکف بتخانۂ ساحری ہوئی تھی پورا ہوا یا نہین اُس غارت گر ایوان خاطر سکان عالم نے
جواب دیا کہ خواجہ تمھاری مہربانی اور اقبال سے اپنے باپ کے اب مجکو وہ طاقت حاصل ہی کہ افراسیاب
موذی کاٹے کی ہڈیان توڑکے رکھدونگی اور مرحلات طلسمی ہر چند کہ وابستہ لوح ہی مگر اُنپر بھی حملہ کرکرون
تو درہم و برہم کردونگی عمر نے کہا شاباش مرحبا اچھا ای ترک جفا پیما اب میرے لشکر کی جانب نہضت فرما ہو

راوی کہتا ہی کہ دو پتلے سحر کے ملکہ کے باپ کوکب روشنضمیر نے بھی واسطے نگہبانی ملکہ کے بطور مخفی
مقرر فرمائے تھے کہ ہر وقت کی خبر ملکہ کی مجکو پہونچاتے رہین چنانچہ اُسوقت ملکہ نے نکلکر جو کچھ کہ عمر سے
اپنی طاقت و قوت کا حال بیان کیا وہ سب پتلون نے جاکر کوکب سے بیان کیا کوکب روشنضمیر
بہت ہنسا اور اُسنے ایک تدبیر کی کہ جسکا حال آئندہ لکھا جائیگا الحاصل عمر اور ملکہ برّان عالیشان
درہ کوہ سے شادان و فرحان جانب لشکر مہرخ حشمت نشان روانہ ہوئی چنانچہ کچھ ہی دور یہ گئی تھی
کہ سامنے کچھ چمک ہوئی اور روشنی مثل نور تابندہ کے دکھائی دی عمر نے کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ
دشمن کی آمد معلوم ہوتی ہی ملکہ سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی یکایک سامنے ایک دیوار بلور کی نظر پڑی
کہ از زمین تا چرخ برین سر کشیدہ ہی اور لاکھون ستارہ اُسمین چمک رہا ہی اور اندر سے دیوار کے
لمحہ لمحہ بھر کے بعد صورتین رنگ برنگ کی پیدا ہوجاتی ہین اور غائب ہوجاتی ہین کبھی پریان سر نکالتی ہین
اور قہقہے مارتی ہین کبھی دیوان سیاہ مُنہہ نکالتے ہین اور نعرہ مارکر غائب ہوتے ہین کبھی انسان
مثل معشوقان حور پیکر و یاسمن بر کے دیوار سے نکل آتے ہین اور اپنی صورت زیبا دکھاکر مسکراتے ہوئے
پھر غائب ہوجاتے ہین دیوار نہین نگارخانہ چین ہی روح مانی بھی جسسے چین بجبین ہی ارژنگ بھی
اسکے اوپر سے نثار کیا ہی مصور قدرت نے مرقع دہر کا نقشہ اُتار کر دیوار کا رخ دنیا مین یہ آئینہ کے
اندر لگایا ہی یہ بات نگارخانہ مین کہان یہ دیوار تو ہستی و عدم کا نمونہ تھی کہ ابھی ابھی تو ہست تھا
ابھی نیست ہوا بے ثباتی دنیا کا پتا دیتی تھی اُسی کی نشانی تھی کہ حیات دنیا بس اتنی ہی دیوار
بلور مثل بحر کے تھی اور تصویرین اُسمین مثل حباب کے نکلتی تھین اور غائب ہوتی تھین اس طلسمات مین
نیا طلسم اُس دیوار سے ظاہر تھا کہ گاہے گاہے چنان چنین کا نقشہ دکھائی دیتا تھا اُس دیوار کو
دیکھکر عمر نے کہا کہ ای ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم راہ بھولکر کسی سرحد طلسم کی طرف نکل آئے اب اس دیوار کے
آگے راہ نہین ہی مناسب یہ ہی کہ ادھر سے پھر چلو اور راہ لشکر کی تلاش کرو برّان نے کہا
کہ میری بھی عقل کام نہین کرتی ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی لیکن اتنا جانتی ہون کہ یہان طلسم ظاہر مین
مرحلہ طلسمی کہان خواجہ ہنوز دہلی دور است جب شہزادہ اسد ظلمات مین جائینگے اور زمین کے نیچے
جو طلسم ہی اسکو توڑین دریاؤن مین در آئین جب مرحلہ طلسمی ملے ابھی یہان مرحلہ کہان
مگر ہان افراسیاب نے میرے آنے کی خبر شاید سُن لی ہی اور اُسنے سحر کیا ہی ہم اُسکے سحر مین

گرفتار ہوگئے ہین عمر نے کہا شاید ایسا ہی ہو پھر آخر اسکی تدبیر کیا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا کہ مین تو خود اپنا
سحر آزمایا چاہتی تھی اُس بھڑوے کی تلاش مین جاتی تھی جب تمھارے لشکر مین پہونچتی ضرور ہی
اُس سے لڑتی پھر اب ہی سہی دیکھون تو کہ یہ کیا سیہ اکر لیتا ہی اب مین اُس دیوار کو اُڑ کر اُس پار
جاتی ہون اور اسکی بنیاد کو گراتی ہون عمر نے کہا کہ پھر مین کیا کرون اُسنے کہا مین تمھین بھی لیے چلتی ہون
یہ کہکر عمر کو پنجہ مین داب کر اور سناٹا بھر کے بزور سحر یہ اُڑی دل بھی ہا اسکا اُڑنا بیان کیا گیا تھا کہ
اپنے باپ کے سامنے یہ اُڑی تھی اور عمر کو زنجیر سحر غربال سے ملک طلسم ہوشربا سے اُٹھا لیگئی تھی
اور کوئی ساحر اسکی بلند پروازی کے مقابل نہ پہونچ سکا تھا اب تو کسی طرح کے سحر اسکو ملے ہین
بہت بڑا زور اسکو ہوا ہی اسطرح اسنے سناٹا بھرا کہ یقین تھا دیوار کلخ دنیا پھاند جائیگی لیکن
جب بلندی سر دیوار پر پہونچی دیوار اور زیادہ بلند ہوگئی اور سر پر ایک آسمان فولادی مثل
چادر ظلماتی کے کھنچا پایا لو یا چھت اُس دیوار کی بنی تھی اُسنے وہان سحر دم کرکے چاہا کہ اُسمین
جاکر ٹکر مارون اور اُسکو توڑ جاؤن لیکن دیوار کے اُونچے ہونے سے وہ چھت بھی اُونچی ہوگئی
یہ عمر کو لیکر پھر زمین پر اُترآئی اور ایک مرتبہ ایسا سحر کو زور دیا کہ سقف لند بے ستون کے توڑ جانیکا
دل سے تہیہ کیا اور سناٹا بھر کر اُڑی ابکی اور بھی زیادہ دیوار اور وہ چھت اُونچی ہوگئی دم اسکا
آگیا اور سحر نے جواب دیا پھر زمین پر اُترآئی اور رشتل عقل سے سلسلے راز دانان افلاک عرش پروازی کا
ارادہ دل مین مصمم کرکے تیسری مرتبہ پھر پر پرواز کھولے اور قریب سقف پہونچکر چاہا کہ ٹکر مارون پھر
جو غور کیا تو دیوار اور سقف کو اُونچا پایا اُسوقت یہ زمین پر نہ اُتری اور وہین روے ہوا پر ٹھہر کر
اُسنے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا اُسوقت ایک آواز تڑاقے کی آئی اور چمک پیدا ہوئی
اور اُس دیوار کے اوپر ایک پری نژاد خور نژاد رشک شمشاد ملکہ شمشاد نے بھی یہ قد و بالا کمان
دیکھا قد اُسکا طوبیٰ تھا رخ اُسکا لالہ تھا نہین نہین لالہ کا یہ رنگ کہان رخ اُسکا گلزار بہشت کا
گل تھا دہن تنگ راز عاشقان سیہ دل سے بے تامل تھا آنچل بلو کا دوپٹہ اوڑھے آئینہ بلورین
ہاتھ مین لیے دیوار پر سے بڑھکر سامنے آئی اور وہ آئینہ ملکہ کو دکھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ اے
بے ادب خبردار خبردار رہ جائے ادب سے قدم باہر نہ دھرنا اتنا اس نازنین کے مُنھ سے نکلتے ہی
اُس دیوار مین ہزار ہا رخنہ پیدا ہوگئے اور ہر سوراخ گویا دہان ساحر تھا کہ اُسمین سے صدا آئے

یا سامری یا جمشید آنے لگی غلغلہ سامری و جمشید کے نام کا زمین سے فلک تک بلند ہوا ملکہ بران
اس آئینہ کو دیکھکر اول تو حیران رہگئی مگر اُسکو غصہ از حد تھا اس آئینہ پر آفت جو کے سیاہی روئے
آئینہ پر دوڑنے لگی اور اُسنے وہ گولا فولادی ہاتھ مین سنبھالکر پرواز کی جیسے ہی قریب سقف پہونچی
اب وہ چھت بلند نہ ہوئی اُسنے چاہا کہ اسکو توڑ جاؤن بس سر آکر اُس چھت مین مارا ایسی ٹکر پڑی کہ
سر گھوم گیا اور چرخ کھاکر زمین کی جانب چلی اُس دیوار سے چند پتلیان رشک قمر سمن بیکر نکلین اور
اُنھون نے اسکو روک کر زمین پر اُتار دیا عمر کی بھی آنکھیں بند ہوگئین تھین اب جو آنکھ کھلی دیکھا
کہ اُس دیوار مین ایک دروازہ لگا ہی کہ مع پٹ اور چوکھٹ بازو وغیرہ سب اُسکا یاقوت احمر کا ہی
دیوار بلور کی دروازہ اُسمین یاقوت کا سُبحان اللہ وہ سفیدی مین سُرخی یہ معلوم دیتا تھا کہ سفیدی
سحر عید مین شفق پھولی ہی نہین نہین وہ دیوار مثل روے نا اُمیدان سفید تھی مگر دروازہ باب
اجابت دُعا تھا یا مثل دہان بامرادان سرخ رو اور خندان تھا آفتاب آسمان نقرئی مین جڑا تھا
دور تک عکس اُسکی سُرخی کا پڑا دیوار پر بھی گلابی بن آگیا تھا عمر اور ملکہ اُسکو دیکھکر دنگ تھے
سکتے کے دونون لوڈ سنگ تھے کہ یکایک کسی نے پکار کر کہا جلد ای مشاہدہ کنندہ آئینۂ عجائبات
داخل دروازہ ہو یہ صدا سُنتے ہی بران کو تاب نہ رہی خواجہ کا ہاتھ پکڑکر اندر دروازہ کے قدم
زن ہوئی اندر جاکر جو دیکھا زمین و آسمان یہان سب بلور کا ہی سراسر کارخانہ نور کا ہی اوپر بجاے
آسمان کے ایک چھت بلور کی لگی ہی زیر قدم زمین بھی بلورین ہی طور اُس نور کو دیکھکر ایسا جلا کہ
شعلہ کلیجہ سے نکلکر اور جلکر سرمہ ہوگیا چشم دہر رشک سے گویا سفید ہوگئی ہی نہین نہین یہ سفیدی
آشوب چشم زمانہ نہین ہی حلۂ نورانی زمین و زمان کو مالک دنیا نے عطا کیا ہی زمانہ صافی مزاج ہوا ہی
سفید پوش بنا ہی کثافت کو جسم دہر کثیف سے پاکیزہ طینت نے دور کیا ہی ملکہ اور خواجہ سیر کنان
جب اور آگے بڑھے سامنے ایک باغ بلور کا بنا نظر آیا کہ بلور کے ترشے ہوئے دُنا ندے گلدار رکھے ہین
تھالے درختون کے بلورین بنے ہین اُنمین بلور ہی کے درخت بھی لگے ہین پھول بھی بلور کا ہی پتا بھی
بلور کا ہی لیکن پھل اُسمین اصلی لگا ہی اگر انار کا درخت ہی تو سب بلور کا ہی مگر انار اُسمین اصلی انار کیطرح
لگا ہی ہر دانہ اُسکا یاقوت رمانی کو شرماتا ہی لالہ رخان کا دل اُسکو دیکھکر رشک سے خون ہوا
جاتا ہی اسی طرح سیب و بہی و ناشپاتی کے درخت بار و ثمر سے بھرے کھڑے ہین گویا شاہد

صبیح رخسار گہنا پاتا پہنے ہین ہر طرف نور کا سماں ہی جو درخت کا پتا ہی ید بیضا معلوم ہوتا ہی بلکہ ید بیضا کو
بھی داغی بتاتا ہی کہین سورج مکھی کا پھول آفتاب تھا مگر بلورین ہونے سے اب چاند چودھوین
رات کا ہوا ہی طلسمات کا سماں ہی گلزار مین خوشبو گلاب کے پھولون کی اور ہر قسم کے پھولون کی
آتی ہی نکہت گلہاے باغ ارم کو شرماتی ہی ہر طرف نہرین جاری لب گرد اُن نہرون کی بھی بلورین
بنی ہوئی بیچ مین اُس باغ کے ایک بنگلہ بلور کا بنا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ چاند نکلا ہوا ہی دروازے
چار ہیں ہر طرف اُس بنگلے کے یاقوت احمر کے لگے ہین جابجا سورج چمکتے ہین ہر دروازے سے صدہا
نازنین قمر پیکر اور گل رخسار اسباب عیش و عشرت لیے اُستادہ ہین گویا بہشت کی حورین ہین اندر کے
اکھاڑے مین پریان جمع ہین بعض اُنمین سے پچکاریان چاندی کی لیے ہین اور سامنے جو پچکاری
مارتے ہین جو رنگ کہ پچکاری مین سے نکلکر زمین پر گرتا ہی اُسی طرح کے رنگ کی گھانس زمین سے اُگتی ہی
اور پھولتی ہی نیرنگی اُنکی پچکاریان ہین بجاے رنگ کے بھری ہی پس اُن پریون نے ملکہ اور خواجہ کو
تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ با ادب اندر اُس مکان کے قدم رکھنا کہ شاہون کے شاہ جہان پناہ
جناب معلی القاب آپ کے بر عالیشان کوکب روشنضمیر فلک نشان تشریف رکھتے ہین ملکہ نے جب یہ
حال سُنا چہرہ اُسکا فرط بشاشت سے بسان مہر درخشان کے چمکنے لگا کس لیے کہ دیوار کے توڑنے مین جو عاجز
آئی تھی تو عمر سے شرمندہ ہوئی تھی پس خواجہ سے پھر کر اسنے کہا کہ خواجہ یہ دیوار میرے باپ کے
سحر کی تھی جسکو مین باطل نہ کرسکی اگر افراسیاب کی بنائی ہوئی ہوتی تو اسکو بنیاد ستم کی طرح ڈھادیتی
عمر نے کہا اے ملکہ آپ ایسی ہی ہین غرضکہ دونون باتین کرتے ہوے اندر اُس بنگلے کے آئے دیکھا کہ
فرش اُسمین قاقم و سنجاب کا بچھا ہی دیوارون مین تصویرین نصب ہین آئینہ لگے ہین اور آئینون کے اندر
کی تصویرین بولتی ہین طوطیان زمزمہ سرائی کرتی ہین سامنے صدر مین ایک تخت بلورین گسترده ہی
جواہر اسمین نصب کیا ہی مگر کوئی تخت نشین نہین ہی تخت خالی بچھا ہی ملکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہی یکایک
چند تصویرین آئینہ کے اندر سے پکارین کہ حضور شہنشاہ عالم تشریف فرما ہین اور اے ملکہ تم سلام نہین کرتین
اب جو ملکہ نے غور سے دیکھا تو کوکب روشنضمیر تخت شاہی پر جلوہ فرما ہی ملکہ نے دلمین کہا پہلے مین اسقدر
اندھی ہوگئی تھی کہ بادشاہ مجکو دکھائی نہ دیا خیر جو ہوا وہ ہوا اب انسے اسوقت کچھ لینا چاہیے بس یہ
سوچکر اُسنے تسلیم کی اور عمر بھی بہر آداب و سلام خم ہوا کوکب نے بخندہ پیشانی پوچھا کہ خواجہ

تمھارا مزاج تو اچھا ہی عمر نے کہا شہنشاہ کی جان و مال کو دعا کیا کرتا ہون شکر ہی خدا کا کہ ابتک تو اچھا ہون ای بادشاہ آسمان جاہ کیوان کلاہ خداے تعالیٰ کا احسان ہی کہ جسنے مجکو اور آپ کو پیدا کیا ہی ای بادشاہ مین آپکا زیر بار احسان اور مرہون منت حد سے زیادہ ہون کہانتک آپکے احسانون کا شکریہ ادا کرون واقعی آپ میرے سرپرست اور مربی ہین اور کیونکر نہون کہ آپ جیسے بادشاہ ہین **نظم**

اسلام پناہ و رونق دین
دریاے نوال و کوہ تمکین

ہی جسے رکاب تک رسائی
کرتا ہی ہلال خود نمائی

رتبہ وہ دیا خدا نے برتر
اک آئینہ دار ہی سکندر

تحریر قلم سے چار دفتر
تسخیر علم سے ہفت کشور

کف صورت آفتاب زرریز
نیسان کی طرح قلم گہرریز

تحصیل و خزانہ فوج و کشور
شمشیر و نگین و تخت و افسر

اسکا ہی یہ نقش چار در چار
خالق نے کیا جہان کا مختار

ای شہنشاہ آسمان اورنگ جیسے تو آپ عالی بارگاہ صاحب زور و زر ہین ویسے ہی صاحبزادی صنوبر دلاور ہین اُنکی شجاعت مین کچھ فرق نہین کیا کہون کہ کیسی صاحب جرأت اور ہمت ہین رستم اگر اسکے دلکی ہمت کو دیکھتا تو ہمت ہار جاتا اور سامری اگر اسکے سحر کو جانتا تو ساحری دل سے اپنے بھلاتا ایسے لوگ دنیا مین کم پیدا ہوے ہین یہ کلام ہو رہے تھے کہ دو کرسیان جواہر کار زمین سے نکلین اشارہ ہوا ایک پر بران اور ایک پر عمر متمکن ہوے اُسوقت کوکب نے فرمایا کہ ای عمر تمنے بھی تعریف بران کے شجاعت کی فرمائی تمھاری دلاوری عقل سے مجکو بعید معلوم ہوا خواجہ سلامت یہ ننگ خاندان بموجب **مصرع** بدنام کنندہ نکونامے چند ہی تمنے کس بات کی اسکی تعریف کی ایک بار تو یہ مقابلہ **افراسیاب** مین گئی ہر چند کہ اُسکی لڑائی کو خوب اسنے جھیلا پھر وہ وہی ہی اور یہی تھی کبھی جو اُس سے لڑی ورنہ یہی ہی کون ایسا ہی جو شاہ جادوان کہلاے کون ایسا ہی جسکے قبضہ مین طلسمات عالم ہون کون ایسا ہی جو جاے لاچین تاجدار پر بیٹھے کون ایسا ہی جو آئینہ سحر مین ہمیشہ رہے اور کوئی اُسکو نہ دیکھے اور ہر رنگ سے وہ نظر آئے کون ایسا ہی کہ جو زیر زمین طلسم بنائے ایک ایک ادنی ادنی سحر اُسکا بہتر از سحر ساحران والا تبار ہی وہ فلک ساحری کا ماہ ہی وہ بادشاہ ذیجاہ ہی غرض

اُس سے لڑکے اِس نے ذلت اُٹھائی بغیر میری اطلاع جاکر بہت بڑی قید کی مصیبت جھیلی اگر برق
جاکر نہ چھڑاتا تو اُس قیدخانہ سے نکلنا اسکا مشکل تھا مین ایک مدت تک مقابلہ کرتا لیکن طلسم نہ توڑ سکتا
اور تا وقتیکہ طلسم ٹوٹتا نہین یہ چھوٹتی نہین پھر کیا ضرورت تھی جو بغیر میری اطلاع یہ وہان گئی
برّان نے کہا کہ ای بادشاہ جیسا آپ نے فرمایا سچ ہی مین اس سے بھی بدتر ہون جیسا آپ کہتے ہین
لیکن خواجہ سلامت قید مین اُس افراسیاب خانہ خراب کے تھے اور اُنکے قتل کا ڈھنڈھورا
تک پٹ گیا تھا پھر اگر مین اُنکو چھڑا نے نجاتی تو یہ قتل ہو جاتے کوکب نے کہا کہ انکے رہائی کی بھی
جو کچھ تدبیر کی بہت اچھا کیا مین راضی ہون اور خوشی ہون مگر کیا مین اُڑ گیا تھا یا مین تدبیر رہائی
نہ کر سکتا تھا یا مجھسے اجازت لیکر جانے مین کچھ بُرائی تھی برّان نے کہا آپ نے فرمایا تھا کہ خواجہ کی
ہر حال مین خبرداری کرنا اور اُنکی محافظ رہنا اُسی حکم کی پابندی کی گئی اور فرط الفت خواجہ سے
مجالِ تاب نہ رہی بے اختیار اُٹھ دوڑی اچھا خطا ہوئی معاف فرمائیے کوکب نے کہا کہ خیر وہ تو
سب کچھ ہو گیا گذشتہ را صلوات لیکن اب جو تو آمادۂ رزم افراسیاب ہی تو کس بھروسے پر برّان نے
کہا کہ مین آپ کے فرمانے کو بموجب چلہ پورا کر آئی اور پتلے رویین تن بناکر روانہ کر آئی کوکب ہنسا
اور کہا یہ پتلے کیا مال ہین افراسیاب کی ایک اُف مین جلجائینگے ای برّان ابھی تو نے سحر افراسیاب
کے دیکھے نہین مین ایک اُستاد نور افشان سے پڑھا ہون اور وہ میرے اُستاد سے بھی
پڑھا ہی اور چالیس اُستادون سے جو بڑے بڑے نامی ساحر اس طلسم مین تھے اُنسے پڑھا ہی اور
ایک ساحر حجرۂ باطن مین طلسم ہوش ربا کے رہتا ہی کہ اُسنے آجتک روے دنیا اور رخ شاہد گیتی کو
دیکھا ہی نہین سواے طبقہ زمین کے اور کہین اُسکا ٹھکانا نہین سامری کو طفل مکتب سمجھتا ہی
دو ایک سبق اُس سے میرا اُستاد نور افشان جادو رسالۂ نیرنگ سامری کے پڑھا ہی اور
اِس پڑھنے پر میرے اُستاد کو بڑا ناز ہی کہ مین ملک اطلس گلگون پوش جادو شاگرد اُستاد
سامری سے سبق پڑھا ہون چنانچہ اسی ملک اطلس نے بارہ برس تک اپنا لونڈا اُس افراسیاب کو
بنایا اور اپنی بغل مین سُلایا جب اُسکو یہ قدرت حاصل ہوئی ہی کہ آن واحد مین کتنی ہی دور کیون
نہ وہ جگہ ہو طلسم مین یہ پہونچ جاتا ہی اور ہمیشہ آئینۂ سحر مین رہتا ہی اور کوئی اُسکو دیکھتا نہین اور
ہر رنگ سے ہر جگہ ظاہر ہوتا ہی اور طلسم کی ہوا اُسکی مطیع ہی کہین کوئی باتین کرے خبر اُسکو پہنچتی ہی

ساحرون کا خداوند ہی اُس ایسے شخص سے مقابلہ کرنے کی ہوس کرنا امر بسیت مشکل و رکار بسیت دشوار
یہ باتین سنکر ملکہ نے اپنے دلمین کہا کہ ابھی کل تو اُنھون نے کہا تھا کہ تو چلہ پورا کرلے تو لڑنے جانا آج
ایسا کچھ یہ فرما رہے ہین نہین معلوم کیا بھید ہی ملکہ خالف بھی ہوئی کہ ایسا نہوا فراسیاب سے
اُنھون نے میل کرلیا ہو اور ادھر عمر بھی کلام کوکب سے گھبرایا کہ آج تو یہ شوکت افراسیاب کی
بیان کرکے جو مبری طرفدار ملکہ برّان ہی اُسکو بھی ڈراتے ہین اور دل اُسکا توڑتے ہین بس ایسا کچھ
سمجھ کر عمر نے کہا کہ ای بادشاہ یون تو فرمانا آپ کا بجا ہی لیکن وہ مسخرا افراسیاب کیا کرسکتا ہی ای
بایمان خود اُسکا آئینۂ سحر اسطرح توڑ دون کہ سبکو حیرت ہوجائے اور اُسکے ملک اطلس کا جامۂ ہستی
اگر مین نے رخت ترک دھر پھاڑکر زیر زمین جاکر ٹکڑے ٹکڑے نہ اُڑایا تو کچھ کام ہی نہ کیا وہ حرامزادہ
بھی کوئی ساحر غدار ہی پھر سحر سامنے عمل عیاری کے کیا چل سکیگا ای بادشاہ حق ہی ہی اور ناحق
باطل حق کے سامنے نہین ٹھہرتا ہمارے خدا نے فرمایا ہی کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
کوکب نے کہا کہ یہ امر آپ نے اپنی نسبت جو فرمایا بہت صحیح اور درست ہی آپ ایسے ہی ہین لیکن
یہ ناشدنی ابھی اس قابل نہین دیکھیے بھی اِسکے دلمین یہ خیال آیا ہی کہ مین افراسیاب سے
ملگیا ہون کیون ای برّان مین غدّار ہون اور عہد شکن ہون برّان نے لرز کر کہا ای بادشاہ بھلا
میری مجال ہی جو آپ کو غدار کہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین اسلیے ای عمر یہ باتین کرتا ہون کہ اب بھی
یہ غیرت کو کام مین لائے اور سحر و ساحری سیکھے ابھی ایک سوال مین کرتا ہون اُسکا یہ جواب دے
بھلا پل پر یزاداق توڑنا یا اور کوئی مرحلہ افراسیاب کا بنایا ہوا توڑنا تو بسا دشوار ہی ابھی
ایک دیوار بلور کی مین نے بنائی تھی اور سراسری یہ میرا سحر تھا صرف اسی امتحان کے لیے کہ
برّان کو بڑا دعوای ہی دیکھون اِس دیوار سے یہ کیونکر نکل سکتی ہی چنانچہ خواجہ آپ تو اُسکے
پنجے مین دبے ہوئے تھے انصاف سے فرمائیے کہ اُسکی کیا حالت گذری اور کسی طرح اُس چھت سے
اور دیوار بلورین سے نہ نکل سکی پھر مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جب بڑے بڑے ساحران
نامی مثل صورت نگار و مصور و صنعت وابریق وغیرہ یہ چارون طرف سے میدان جنگ مین
پھرینگے اور آسمان فولاد کے بنائینگے اور مینھ تیرون کا برسائینگے اور شاہ جادوان آکر آندھی
پیدا کریگا کہ سیاہی اُس آندھی کی آسمان فولادی ہوگی اور ہوا کے جھونکے تیر قضا ہونگے اور

ہوندین دیو سب تباہ ہونگے پھر وہ آندھی اسکو اڑا کر ظلمات عدم اور قعر فنا مین لیجائیگی یا نہین
یہ کیونکر دشمن کے آسمانون سے نکلجائیگی اور انکی زمین سحر پر ٹھہر کر پانون جمائیگی بس یہی ہوگا
کہ لشکر سارا کام آئیگا اور یہ ذلت وخواری اٹھائیگی اور سنو میری جان جب کسی کا کوئی گھر برباد
کرنے جائیگا تو وہ کوئی دقیقہ کیا اٹھا رکھے گا ابھی تک افراسیاب نے کوئی کد ایسی نہین کی ہی
کہ جس سے خواہ مخواہ ہی فتح چاہیے ہو سہل انگاری سے لڑتا چلا آیا ہی اسوجہ سے مہرخ وغیرہ اسکے
مقابلہ مین تھمے ہوئے ہین ورنہ تو یہ بھلی تھی اگر ایکدفعہ اپنے طلسم کے کنوئین کو کھولدے قیامت آجائے
ایک بار بادشاہ نے شہنائی طلسم کو بجوا دیا تھا اور تخت طلسمی پر چڑھا سامنے آگیا تھا پھر سارا لشکر
مہرخ کا بیہوش تھا بادشاہ نے خود ہی طرح دی اور سبکو ہوشیار کردیا ورنہ اسی دن خاتمہ تھا اُس دن
خواجہ آپکو یاد ہی عمر نے کہا سچ ہی اسمین کچھ خلاف نہین اور واقعی بادشاہ طلسم سے سواے
طلسم کشا کے اور لوح کے بغیر کون لڑسکتا ہی کوکب نے جواب دیا کہ اب تمنے انصاف سے کہا ای عمر
اسی واسطے مین اس چھوکری کو نصیحتاً یہ کہتا ہون کہ تیرا رتبہ وہ مرتبہ میرے طلسم مین بہت بڑا ہی
کوئی اس سرزمین پر تجھسے نہین لڑسکتا ہی اگر ہاتھ اپنے اونچے کردے تو ملازمان طلسم مجرم پر آفت
ڈھادین لیکن غیر جگہ تو قوت بازو ہی کام آئیگی کچھ شہزادی ہونا کام نہ آئیگا بس غیر جگہ مثل ایک ساحرہ
یہ ہی ہان ساحرہ جلیل اسقدر رہی کہ صاحب ملک ومال ہی بس اسی قدر رتبہ ہی چاہیے کہ ایسا مرتبہ ہو
کہ جیسے بادشاہ طلسم یہ نہین ممکن چنانچہ اگر اتنے تمسے ساحرا اور اسکی فوج سے لڑنا منظور رہی تو ان
پتلون کے بنانے پر نازان نہو سحر کو خوب زور دو اور متواتر چلہ کشی کرو مقامات عمدہ پر جاؤ چشمہ ہاے
سامری وجمشید مین نہاؤ معبد گاہ سامری پر جاؤ گنبد سامری کی بھی زیارت کرو ہرچند کہ گنبد
سامری تک جانا مشکل ہی مگر کیسا ہی مشکل کیون نہو سب آفتین جھیلو اور اس لائق ہو لو کہ
ان اب ہم برابر کا مقابلہ افراسیاب سے کرسکینگے اسوقت ہم سحر مین اسکے برابر ہین گو مرتبہ
بادشاہت طلسم اور ہی تاہم اتنا تو ہو کہ سحر مین اسکے ہمسر ہو جائین تو کہنے مین بات آئیگی کہ
سحر مین تو ہمسری کرگئی مگر رتبہ سلطنت طلسمی سے مجبور تھی عمر نے کہا حضور نے جو کچھ فرمایا
بجا ہی لیکن آپ اطمینان کامل رکھیے انشاءاللہ سب آسان ہو جائیگا آپ نے سنا ہوگا کہ کئی لاکھ
ساحر کشمیر وکاشغر وبنگالہ وآندرکوٹ وحیدرآباد ان دام الجبال وعنطل آباد مین جمع تھا مین نے سبکو

دو روز کی لڑائی مین جانب ملک عدم بھیجا دمامہ قطاس نے بغیر لوح کا طلسم بنایا تھا پر اُسکو بھی
اُس عبد ذلیل نے جہنم مین بھیجا یہان بھی انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا کوکب نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا
مگر اُنکو تو یہی زیبا ہی جیسا مین نے کہا ہو ای عمر مجکو اپنی بات کا بہت بڑا خیال ہو انسان کو لڑائی کا
بند وبست ضرور چاہیے تم بھی جو اُن ساحرون سے لڑتے ہوگی تو تمھاری اعانت کے لیے حمزہ
صاحبقران اور اُنکے سردار اور لاکھون آدمی ہونگے اب سامنا اسطرح کا درپیش ہو کہ ہر وقت
خیال رہتا ہو کہ ایسا نہو کوئی پیچ ہمارے طرفدارون یعنے مہرخ وغیرہ پر پڑ جائے کہ اُنکی بھی سُبکی
ہوئے لہذا اب مین نے اپنے فرزند ارجمند جمشید بن کوکب کو بھی بُلایا ہو کہ وہ ظلمات افراسیاب پر
لشکرکشی کرکے گیا ہو اور مدت ہوئی کہ اُنھین ملکون مین لڑ رہا ہو پھر اب کیا ضرورت ہو کہ اطراف
طلسم مین لڑے بادشاہ طلسم ہی سے کیون نہ آکر لڑے اگر اُسکو قتل کیا تو سب ملک پایا غرض وہ بھی
آئیگا اور برّان کو ہدایت کرتا ہون کہ اب یہ ایک پہاڑ پر جائین کہ نام اُسکا کوہ رخشان ہو روز وہان چاند
بنکر روح سامری آیا کرتی ہو غریبون اور وہان کے چلہ کشون کی فریاد سُنتی ہو اور جو مراد مانگو ملتی ہو
اور سحر جو وہان بیٹھکر پڑھو روح سامری اُس سحر کے شریک حال رہتی ہو اور جہان اُس سحر کو پڑھو
روح سامری آکر مدد کرتی ہو چنانچہ وہان جاکر یہ چلہ کشی کرے اور ہر شب وہان جایا کرے دنکو آکر اپنے
ملک مین نامی اور نامور ساحر جو اُسکے ملازم نہین ہین اور رئیس قوم اور اپنے گھر سے مرفہ الحال ہین
اور شوق کی راہ سے سحر سیکھا ہو اور خوب کرتے ہین اُنکو جمع کرے اور مین بھی اپنے طلسم کے تحفہ
بہت کچھ نکالونگا اور اُس ملکہ کو دونگا اور میرا ارادہ ہو کہ اسی چھوکری کو اسی مغرور سرکش
افراسیاب سے لڑاؤن آپ کم اُسکے مقابلہ مین جاؤن اور ای عمر ایک میرا دوست ہو کہ وہ
بیابان گلریز مین رہتا ہو نام اُسکا معمار قدرت ہو ایسا ساحر ہو کہ ساحران جہان اُسکا نام لیکر
سحر کرتے ہین اور وہ سحر سے قلعہ ایسا بناتا ہو کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر وہ قلعہ فتح نہین کرسکتا ہو
چنانچہ وہ ساحر بیابان گلریز کا جو مالک ہو جہاندار قدرت شاہ جادو اُسکا ملازم اور سردارون مین سے ہو
اور جہاندار قدرت اُس بیابان کا بجاے خود حاکم ہو نہ مجکو خراج و باج دیتا ہو نہ افراسیاب کو
اور باعث اسکا یہ ہو کہ وہ بیابان داخل طلسم ہوش ربا ہو لیکن بہت سے سردار ایسے ہین کہ وہ رفیق
اور جان نثار لاچین تاجدار بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کے ہین پس جب لاچین قید ہوا تو وہ اپنے

ملک مین خود حاکم بن بیٹھے اور کسی طرح اُنھون نے اطاعت اِس نمکحرام افراسیاب کی نفرمائی اور
افراسیاب بھی خاموش ہو رہا اِس سبب سے کہ طلسم مین اِن لوگون کے ساتھ لڑنے مین قتل اور
خونریزی حد سے زیادہ تر ہوگی اور انمین بعض مالک تحفہ جات طلسمی ہین اور بعض کوہستان طلسم کے
بادشاہون اور اُستادان زمانہ سے تعلق رکھتے ہین پھر کیا ضرور ہو کہ ایسے شخصون سے بگاڑ
کیا جائے ایسا نہو کہ وہ سب قوت پاکر اپنے بادشاہ کو رہا کرلین تو سب محنت برباد ہو جائے
غرض اب مین معمار کو نامہ لکھتا ہون کہ آکر ایک قلعہ سامنے قلعہ طلسمی کے یعنی شہر نابرسان کے
بنالے اور اُس قلعہ مین سارا لشکر مہرخ کا مقیم ہو بروقت جنگ وجدال کے باہر آیا کرے اُسمین
فائدہ یہ ہو کہ افراسیاب کا پنجہ کسیوقت بھی لشکر مہرخ پر قابض نہو سکے ابھی تو بیچ میدان مین لشکر
اُترا ہوا ہو سبطرح کے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو اور اگر معمار ہمارا شریک حال ہوگا تو بہت بڑا فائدہ ہو
ای عمر سات شہزادے حقدار بیابان گلریز کی سلطنت کے قید مین افراسیاب کے ہین کہ وہ بیچارے
نوجوان ہفت ملک کی سلطنت کرتے تھے لاچین کے ساتھ قید ہوئے مین نے اتنا سُنا ہو کہ دریای
نیل پر قید ہین اور ایک دروازہ بیابان گلریز کا دریاے نیل کی طرف ہو کہ اُسکو بادشاہ طلسم نور افشان نے
بند کرا دیا ہو اور دوسرا راستہ ہوشربا کے اندر سے ہو وہ کھلا رکھا ہو مگر سرحد پر بڑے بڑے ساحر
نامی مقرر ہین میرے طلسم سے راستہ نہین ہو لیکن ایک راہ ہو کہ اُسکو راہ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ راہ
بالکل بند ہو اسلیے بند ہو کہ اسطرف طلسم نور افشان ہو ایسا نہو کہ کوئی وہان سے آکر ملک مین
فساد برپا کرے بس ایک زنجیر آتش دور تک یعنے جہان تک میرے طلسم کی سرحد ہو کھنچی ہو اُس
زنجیر کو نہ کوئی توڑ سکتا ہو نہ کھول سکتا ہو نہ اُڑ کر جا سکتا ہو لیکن معمار کو جو مین بلاؤنگا وہ اپنے بادشاہ سے
پوچھکر میری ملاقات کو آیا کرتا ہو تو پھیر کھاکر کوہستان کی راہ سے میری پشت طلسم سے اُس طلسم مین
داخل ہوتا ہو پس ای برّان میرے کہنے پر عمل کرنا خبردار ابھی کہئے غفلت ونادانی مین قدم نہ دھرنا
اور جلدی اِس کام مین نہ کرنا یہ لڑائی شاہان طلسم کی ہو روباہ کے شکار مین شیر کے شکار کا سامان
کرنا ہوتا ہو دشت عجلت مین سرگشتہ نہ پھرنا یہ تو شاہ جادوان ہو اگر کوئی ادنی دشمن ہوتا تو اُسکو
ہرا بھلا کار خردمندی تھا برّان نے کہا ای پدر والا قدر ابھی تو مین ایک چلہ کرکے تھکی ہوئی
خستہ و شکستہ آئی ہون ابھی تو مجھسے کوہ رخشان پر نجایا جائیگا کوکب نے کہا دیکھیے مزاج

ایسا عیش دوست ہوگیا ہی کہ تکلیف کسی طرح کی دل گوارا نہین کرتا پھر وہ تکلیف شاقہ یعنی مقابلہ
دشمن کی کسطرح اُٹھیگی اور طعن سنان طعنہ حریفان کی طبیعت کب متحمل ہوگی اچھا دو چار روز ٹھہر
اپنے مقام پر یا لشکر خواجہ مین شراب پیو راحت کرو سیر و تماشا دیکھ کر دل بہلاؤ پھر وہان جانا اور جو
مین نے کہا ہی عمل مین لانا اور مین بھی تدبیر مین جاتا ہون ابتو بدولت خواجہ سلامت سے
افراسیاب سے اور ہمسے بگڑی اٹکی ہی لو خدا حافظ و ناصر اتنا بادشاہ کے مُنھ سے نکلتے ہی آواز
تڑاقے کی آئی آنکھ بند ہوگئی اب جو دیکھا نہ وہ دیوار تھی نہ باغ تھا نہ بنگلہ تھا مگر عمر کو ایک کارخانہ
عجیب و غریب اور نظر آیا یعنی اُسنے دیکھا کہ وہ چار دیوارین بلور کی جو گرین تو ایک طرف کی دیوار
غائب ہونے سے ایک باغ دلپذیر اور بے نظیر نظر آیا کہ ہر برگ اُسکا جادو تھا ہر پھل اُسکا خوبرو تھا
لطافت وہان کی نہرون پر صدقے تھی ہوا وہان کی نسیم پر نثار تھی کیا لکھون کہ کیسی بہار تھی دوسری
طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو ایک پہاڑ لاجورد کا دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ بہاردار روح فرہاد
جیتے دیکھکر بیقرار کوہ لاجوردی آسمان اُسپر نثار کبھی خواجہ کی نگاہ سے نہ گذرا تھا طرح طرح کے
گل اُسپر کھلے تھے اور چشمہ بیسان چشمۂ آفتاب لہرین لیتے تھے جھرنا جھرتا تھا اور ہزارہا در اُس پہاڑ مین
بنے تھے اور ہر در مین اُسکے ایک پریزاد حور تمکین مہر جبین بہزاران ناز و انداز استادہ تھے اُنکی صورت
زیبا اگر دیکھے شیرین فرہاد دار پتھر سے سر ٹکرا کے تیشۂ عشق سر مین مار کر مرجائے کوئی نازک بدن
کوئی حور پیکر کوئی لالہ فام کوئی سبزہ رنگ اور کوئی حیرت سے انگشت بدندان کوئی پاے نازک کو
دوسری ران پر رکھے ہوئے ایک پانوٗن سے استادہ واقعی باغ خوبی کے سرو روان کوئی ناز سے
پائچے کلائی پر ڈالے کوئی پائجامے کو چھوڑے پٹے نکالے کوئی چار سو حیرت سے نگران کوئی
پتھر سے ہاتھ مین لیے ادھر اُدھر خرامان کوئی تصویر کی صورت اُس در کے چوکھٹے مین جڑے
ہوئی یون بے حس و حرکت کھڑے ہوئی غرض ہر ایک صورت مین لاثانی اُٹھتی جوانی کہ ابیات

آنکھین وہ جس سے کہ آہوے دشت آنکھ چرا لے
باغ مین نرگس بیمار کو سکتا ہو جاسے

وصف بینی سے ہر اک دم ہو کہ دم ناک مین آئے
کوئی گر ناک بھی رگڑے تو نہ وہ پاس ٹھہر جاسے

بلبلین دیکھ لین تو دور رہون گلزارون سے
خار گذرے انھین اُن پھولون سے رخسارون سے

تیسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو بیابان سبزہ زار پر بہار دکھائی دیا کہ ایسی بیابان مین خضر کا مسکن تھا

گویا وادی ایمن تھا گلہائے رنگین سے سراسر نگارخانہ چین تھا گویا خاتم دشت پر جڑا ہوا نگین تھا چوتھی
طرف جو دیوار غائب ہوئی تو ایک دریائے زخار کو موجزن پایا کہ کنارے کنارے اُس بحر افسون کے
ہزارون تختہ لالہ و نافرمان کے کھلے تھے اور جہان تک سیاح چشم سیار ہوتا تھا وہی چمن کھلا نظر
آتا تھا اور دریا موجین مارتا تھا رفتار معشوق کو شرماتا تھا خواجہ اس عجائبات کو دیکھکر دنگ بسان
تصویر سکتے کے رنگ تھے کہ یکایک آواز تڑاقے کی آئی اور ایک جانب سے زمین شق ہوکر پانچ کشتیان
ازخود نکلین کہ تورہ پوش بادلے کے اُنپر پڑے ہوئے تھے آواز آئی کہ خواجہ سلامت یہ کشتیان
قسم ہی سامری جمشید کی کہ آپ کے لائق نہین اسوقت جمشید سامری کے خزانہ پر محکو دسترس بھی
نہین ہی آپ دل مین رنجیدہ نہو جیے گا ان کشتیون کو قبول فرمایئے اور رکھو لیے عمرو نے بخوشی خاطر اُنکو کھولا
بائیس تورے اشرفیون کے اُنمین رکھے دیکھے پس آواز آئی کہ ان اشرفیون کو بھلا آپ کیا لیجیے گا
آپ کے قابل کہان ہین مگر غربا کو تقسیم کر دیجیگا عمرو نے جواب دیا کہ شاہ کوکب واقعی ایسے حوصلہ کمالی کا
بادشاہ ہی سیر سے تو لائق ہین لیکن اُسکے دینے کے لائق نہین ہی جب ہی اسقدر عجز و نیاز مین مبالغہ ہی
حساب دوستان دردل مین نے بخوشی خاطر قبول کین خدائے تعالی عمر و دولت ایسے بادشاہ عالی
حوصلہ کی زیادہ کرے بڑا صاحب جود و کرم ہی اور سوائے اِسکے ہمارے اور اُس بادشاہ کی یکجائی اور
یگانگت کا طور ہی کچھ مضائقہ نہین وہ جو عنایت فرمائین ہمکو منظور ہی یار زندہ اور صحبت باقی
آج اگر قلیل اُنھون نے دیا ہی تو کل کثیر عنایت فرمائینگے کچھ آج ہی پر تھوڑی موقوف ہی اُنسے
تو ملتا ہی رہے گا سال کے تین سو ساٹھ دن ہین پھر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر اُن تورون کو نذر زنبیل کیا
اور ملکہ برّان کو ہمراہ لیکر ایک درہ مین کوہ کے آیا اور وہان زنبیل سے فرش نکالکر بچھایا شراب کباب
مہیا کیا اور مصروف میخواری یہ دونون ہوئے انکو تو اس حال مین چھوڑیے اب حال جنگ و جدال
ملکہ مہرخ فرخ فال اور سفاک بداعمال سنیے کہ یہ دونون لشکر مقابل مین آچکے ہین مبارزان
میدان دلاوری و ہنر آزمایان عرصہ شجاعت گستری اسطرح توسن قلم جنگاہ قرطاس مین جولان
فرماتے ہین کہ جب مہرخ دلاور مقابل لشکر سفاک بداختر پہونچی بجلیان گرگرا ر جھاڑیون کے
درفع ہوسے ابر سحر برسے گرد و غبار بیٹھا صف آرائی ہوئی نقیب و چاوش کرلا کا کہکر کنارے ہوگئے
اُسوقت اول سفاک اژدر پر چڑھکر مقابل لشکر مہرخ آئی اور پکاری کہ ای لشکریان نمکحرام مجکو

مجھے تم سے عداوت نہین اور نہ کسی طرح کا تم لوگون سے سروکار ہے صرف اسواسطے چڑھ آئی ہون کہ
چالاک بن عمر نے میری خواص خاص مار کا کل سیاہ کو ناحق مار ڈالا ہے بس تم اُس میرے گنہگار کو
گرفتار کرکے میرے حوالہ کر دو اور یا میرے حوالہ نہ کرو تو اپنے لشکر سے نکالدو مین خود اُسکو پکڑ لونگی
اور اگر ایسا نہ کروگے تو تمھارے لشکر کو غارت کردونگی اگر اپنی بہتری چاہتے ہو اور خیریت تمھین
منظور ہے تو میرے کہنے پر عمل کرو مہرخ نے اُسکے جواب مین پکار کر کہا کہ تمھاری تو عقل زائل ہوگئی ہے
جو تم اسطرح کی گفتگو کرنے کو میرے ساتھ آئی ہو اپنے ہوش کی خبر لو کچھ سودا ہو گیا ہے تم مجھسے دشمنی
کروگی تو کیا کر لوگی اور دوستی کروگی تو کیا سرفراز کروگی اگر تمکو لڑنا منظور ہے تو تاخیر نہ کرو یہان تمسے
کون کمی کرتا ہے دیوانہ پن کی باتین نہ کرو بھلا مجھسے کیونکر ہوگا کہ چالاک بن عمر کو تمھارے حوالہ
کردون بس اب خبردار زبان ناپاک سے اپنے نام مہتر مہتران و بہتر بہتران چالاک عالیشان کا
نہ لینا جو کچھ تمسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کرو مین دیکھون تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو اور کیا میرے واسطے
کرتی ہو سفاک ان کلمات کو سُنکر برہم ہوئی اور اپنے لشکر کی طرف پھری صف لشکر مین جاکر سپہ سالار
لشکر ہمرز جادو کو حکم دیا کہ ہان جنگ آغاز کرو وہ مرکب سحر کو اُڑا کر میدان مین آیا ادھر سے بھی ایک ساحر نے
نکلکر سامنا کیا لیکن ہمرز نے ایک تیغہ سحر ایسا اُسکے مارا کہ وہ بیچارہ دو ٹکڑے ہوا اُسوقت مہرخ نے
ایک نارنج سحر کا تخت پر کھڑی ہوکر جانب سفاک جادو پھینکا اُسنے نارنج آتے دیکھکر ایک ترنج مارا
کہ نارنج مہرخ تو زمین مین گر کر سرد ہو گیا اور ترنج مہرخ پر گیا مہرخ نے بھی رد سحر کیا اور ایک تیر کمان مین
رکھکر مارا کہ سفاک نے آگے بڑھکر دستک دی کہ پنجہ فولادی پیدا ہوا اور اُسنے تیر سحر بھی کاٹ ڈالا
اُسوقت سفاک نے پکار کر کہا کہ ای مہرخ دیکھ تو مین کیسی بلا تجھپر نازل کرتی ہون میرے ہاتھ سے
بچکر جانا محال ہے اپنے تیر کا جواب دیکھ کہ کیا دیتی ہون اب تجھسے دیر تک کون لڑے اور تماشا دیکھا
کرے قضا ہی تیری آگئی ہے تو مین کیا کرون یہ کہکر ایک تختی فولاد کی اپنی جھولی سے سحر کی نکالی کہ وہ مشبک تھی
مثل پارۂ آہن جنتری بھی تھی کہ بس اُس تختی کو اُسنے زمین پر پھینکدیا اور ایک نارنج نکالکر سحر اُسپر دم کر کے
اُس تختی پر مارا کہ وہ نارنج شق ہوا پس یکایک وہ تختی غائب ہوئی اور بجائے اُسکے ایک دیوار
فولادی مشبک یعنی سوراخ دار پیدا ہو کر ما بین لشکر مہرخ و سفاک حائل ہو گئی جہان تک
نگاہ کام کرتی تھی وہی دیوار نظر آتی تھی لشکر سفاک بے امان زیر دیوار اُسطرف کو پوشیدہ ہوا

بس اُس دیوار کے سوراخون مین یکایک ہوا ابھری اور آواز سائین سائین کی پیدا ہوئی یکبارگی اُن مین
سے تیر اُڑنے لگے اور لشکر مہرخ مین گرنے لگے گویا کماندار دہر نے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلنا شروع کیا تھا
دیوار تھی یا تفنگ خانہ زمانہ تھا نہین نہین آسمان سحر کا برج قوس تھا یا ترک زمانہ نے تیر اجل کا
ان بیچارون کو نشانہ بنایا تھا دیوار نہ تھی ملک عدم کی حد کھنچی تھی اُدھر سے اجل صورت خدنگ نکل
آتی تھی اور سینہ بکینہ لشکریان مہرخ کے پار ہوتی تھی کچھ ہی دیر مین لشکر مین ہل چل پڑ گئی آفت
برپا ہوئی ہزارہا ساحر نشانہ تیر سحر ہوا اس لشکر کے تیار ہونے سے ایسی ہل چل پڑی تھی کہ لشکر براں
جو قریب تر اس لشکر کے آگیا تھا اُسمین بھی غلغلہ برپا ہوا اور بنا بر احتیاط وہ لشکر بھی طیار ہو گیا
اور چند بادشاہان دربند طائر اپنے اُڑا کر اس ہنگامہ کے دیکھنے کو یہان آگئے اور حسب اتفاق
ملکہ مجلس جادو بھی مع اپنی مان کی تلاش براں مین یہان آئی تھی وہ بھی آکر اُس جنگ کو دیکھنے
لگی اور اُن سب نے دیکھا کہ تیر اُس دیوار سے نکلکر اب سپہ مہرخ (؟) سحر کی توڑتے ہین اور ایک ایک تیر
چالیس چالیس ساحرون کے سینہ توڑتا ہی اور اب دریا کی طرح روے ہوا پر تیر موج مار رہے ہین مینہ زمین پر
تیرون کا برس رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمانے مین ہوا چلنے کے بدلے تیر ہی چلتے ہین روے ہوا پر
عقاب سے مملو ہی دنیا نے اُڑ جانے کے لیے پر نکالے ہین اسقدر حادثات بھی عالم مین نہ پیدا ہوتے
ہونگے جسقدر کہ تیر اس لشکر مین بھرے ہین مہرخ و بہار و مخمور و غنچہ سحر کے پیدا کرکے قرادیون سے
تیرون کو کٹواتی ہین سپہین سحر کی آڑ کیے ہین لشکر سب برباد ہو رہا ہی کوئی تیر نشانہ پر نشانہ بنکر پڑا ہی
کسی کے تیر جگر کے پار ہوا ہی کوئی لاشہ پڑا ہی کوئی زخمی سسک رہا ہی گویا پیر زال دنیا کے ارمان
دلی آج ہی تو نکلے ہین کہ کیسے کیسے نوجوان نشانہ تیر اجل بنے خاک و خون مین لوٹ رہے ہین
یہ حال دیکھکر مجلس نے کہا کہ اماجان آپ کو کوئی ایسا سحر یاد نہین ہی کہ جس سے یہ دیوار سفاک کے
سحر کی ٹوٹ جائے ہماے جادو نے کہا بیٹا قصہ زمین برسر زمین یہ ساحرہ سرحد دار طلسم ہوشربا ہی
تحفہ طلسم سے اُسنے کام لیا ہی ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین اور علاوہ اُسکے ہم تابع ملکہ براں ہین اگر
اسوقت ہم لڑین تو ہمارے ساتھ ناظمان طلسم بھی لڑینگے پھر ایسا نہو کہ لشکر ملکہ براں کا ہماری
ذات سے برباد جائے اور ہم پر الزام آئے ہان اگر مہرخ کہا کہ ہمارے لشکر مین چلی آئیگی تو اسوقت
اُسکی حمایت اتنی کرینگے کہ اُسکو قتل نہونے دینگے اور بناچاری لڑینگے کہ یہی حکم ملکہ براں کا ہی

کہ لشکر مہرخ کی ہر شخص ہمارے طلسم کا حمایت کرے یہان تو یہ باتین تھین وہان تیرون نے لشکریان مہرخ کا دم بند کیا نفس در قفس پیچیدہ ہزار ہا کے سینہ کو توڑا اب وہ زمانہ آیا کہ یقین تھا بھگدر لشکر مین پڑے اور کوئی میدان مین ثابت قدم نہ رہے ابیات

لکھا ہی کہ جب مہرخ شیر زور	بڑھی جانب لشکر مکر و زور
تو اُسدم وہ سب بانیِ دشمنی	قیامت کی تھی محو تیر افگنی
کمانون سے تا صف فوج قدیر	روان تھا بہم تیر کے بعد تیر
ہدف سے کمان تک نہ تھی ایسی راہ	جو ڈرے تیر سے تھے مثل تیر نگاہ
دل اہل دل سے نکلتی تھی آہ	یہ جانون کہ ہم سب ہوئے اب تباہ
بڑھی فوج ساحر سراپا شریر	لگانے لگے فوج غازی پہ تیر
سے جمے تھے دلاور لسان حصار	خدا کی تھا رحمت کا بس انتظار

جب لشکر ظفر پیکر مہرخ نا سور تباہ و برباد ہونے لگا اور آگے کی صف ٹوٹ گئی اب لوگ پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت مہرخ نے تاج سر سے اُتار کر طرف کعبہ کے رُخ کیا اور درگاہ بے نیاز مین محتاج ہو کر پُکاری کہ احکم الحاکمین و یا غیاث المستغیثین تو نے مجکو سلطان کیا ہی تو نے ہی تو جاہ و حشمت کا سامان دیا ہی اے ربِ اکرم ابیات

تجھی نے عطا کین یہ ہمکو نعم	تو ہی ہی سزاوار حمد اتم
بڑا تو نے ہمپر یہ احسان کیا	کہ کافر سے ہمکو مسلمان کیا
محمد سا ہمکو دیا پشتبان	دکھائی ہمین جسنے راہ امان
ہوئی دور ہمسے بدی اور ستم	ترے رحم سے ہین ہدایت پہ ہم
ترے عون دیاری سے منصور ہون	بلا ئین جو ہین سب یہ اب دور ہون

اے کریم حلیم دے فتح غیبی کو کہ یہ کافران بیحیا ہمارے ہاتھ سے مثل کاخ شکستہ منہزم اور منعدم ہون یہ دُعا اُسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی کہ ایک بونڈلا گرد کا ایک طرف سے صحرا مین پیدا ہوا اور غور سے جو دیکھا تو بہتر مہتران و بہتر ہہتران فرزند رشید ریش تراشندہ کافران و سر برندۂ جادوگران قتل کفار مین نہایت سفاک مہتر چالاک بانہ ہائے عیاری سے آراستہ پیدا ہوا اور اُسنے دیکھا کہ لشکر مہرخ تباہ و برباد

ہو رہا ہی بس اُسنے بیضۂ عقاب جمشیدی کو کہ جو مارکاکل سیاہ کو مارکر اسنے لیا ہی اور زبانی اُس قحبہ کے وصف تو اُس بیضہ کا سُن چُکا تھا ہی بہت جلد کمر سے نکالا اور غور کرکے دیکھا تو اُسپر بہ خط طلائی یہ لکھا ہوا بھی پایا کہ خواہ جمشید پرست ہو یا لقا پرست یا خدائے نادیدہ کا پوجنے والا مسلمان ہو یا آتشکدہ افراسیاب کی پرستش کرتا ہو کوئی ہو اُس بیضہ کو کسی لشکر پر گو وہ کیسا ہی زبردست لشکر اور مالک اُسکا کیسا ہی بہتر اور زبردست ہو یہ مارے تو وہ لشکر سب غارت اور تباہ ہو جائیگا اسمین چاہے ساحر ہو یا غیر ساحر کوئی کیون نہو ہلاک اور برباد ہو جائیگا اور اس بیضہ کے سامنے طائر قوت اُسکا کچھ پر و بال نہ نکال سکیگا سوائے ہلاک ہونے کے کچھ بن نہ آئیگا لیکن اُس بیضہ کو مارکر لشکر حریف پر آپ بھاگ جائے اور اگر انگشتری سامری و جمشید بھی اپنے پاس رکھتا ہو تو کچھ بھاگ جانے کی ضرور نہین صاحب فوج کیسا ہی صاحب قوت ہوگا مگر اُس شخص سے مقابلہ نہ کرسکیگا جسکے پاس انگشتری ہوگی اس مضمون کو دیکھکر چالاک نے دلمین کہا کہ ایک انگوٹھی تو مجکو امیر کشور گیر نے عنایت فرمائی ہی بھلا وہ سامری کو کیا جانین لیکن ایک اور انگوٹھی بر وقت ملاقات ملکہ بہار کے لشکر اسلام مین تو نے پائی تھی اسکو تو دیکھ کہ وہ کیسی ہی بس اُسنے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو اُتار کر دیکھا تو ایک انگوٹھی مین کچھ لکیرین سی بنی ہوئی نظر آئین خیال کیا کہ یہی حال جب بھی ہوا تھا کہ لکیرین اُس انگوٹھی کی دکھائی دین تھین مگر پڑھی نہ گئی تھین ای چالاک اب بیضہ کو اس سے ملا کر دیکھ غرض اُسنے بیضہ کا عکس اُس انگوٹھی پر ڈالا تو اُسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ جسکے پاس بیضۂ عقاب جمشیدی ہو پس اُسکو چاہیے کہ اُس انگوٹھی کو پہنکر جسطرف کے ہاتھ مین انگوٹھی پہنے ہو اُسی طرف کے ہاتھ مین بیضہ لے اور لشکر دشمن پر مارے پھر تماشا دیکھے کہ اس بیضہ نے کیا کام کیا اور یہ انگوٹھی پھر بھی کام آئیگی برباد نہ کرے غرض چالاک اس مضمون سے آگاہ ہوکر بہت شادکام ہوا اور شادان و فرحان آگے گام زن ہوا اُدھر تو یہ بیضہ لیکر چلا وہان عمر اور برّان درۂ کوہ مین بیٹھے شراب پی رہے تھے اور کھانا دونون نے نوش کیا تھا اور خواجہ نے چاہا تھا کہ کچھ گا کر ملکہ کا دل بہلاوے کہ یکایک ایک آواز آئی کہ خواجہ تم ہمارے گلزار پر بہار سے کیون چلے آئے آؤ وہین آکر بیٹھو یہ سُنکر عمر نے اِدھر اُدھر جو دیکھا تو وہی سامان جو دیوار بلور کے گرنے سے چارطرف دکھلائی دیا تھا یعنی باغ اور پہاڑ اور دریا اور صحرا وہی دکھائی دیا خواجہ اور برّان بے اختیار اُٹھکر اُسی باغ دلپذیر مین داخل ہوئی آگے بڑھکر ایک بارہ دری

سراسر جواہر جڑے آراستگی مین سراسر پری بنی ہوئی نظر پڑی اندر اسکے فرش و کرسی و تخت آراستہ تھے اور شاہ کوکب
تخت فیروزہ فام پر جلوہ فرما خواجہ نے تسلیم کی اور ملکہ اور خواجہ حسب ایماء شاہ کرسی پر متمکن ہوئے
عمر نے جسارت کرکے کہا ای بادشاہ آپ تو ہمسے رخصت ہوکر کچھ تدبیر کو گئے تھے پھر اب یہان کیونکر
تشریف لائے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سر ہزار سودا کیونکر جاتا اب دیکھو تمہین حال اُسکا واضح
ہوا جاتا ہی یہ فرما ہی رہا تھا کہ دفعتاً آواز مہیب آئی عمر اور ملکہ آواز کی طرف دیکھنے لگے وہم اُنکو ایما ہی
کہ اِنکو پنجہ دکھائی دیا کہ ایک تھیلی زربفت کی وہ پنجہ لیے ہی اور اُس تھیلی پر خط طلسمی بطور نقش کے
کچھ لکھے ہین بنی ہین بس بادشاہ نے وہ تھیلی ہاتھ مین لی وہم خواجہ اور ملکہ کا سنگیا دیکھا تو پنجہ وغیرہ
کوئی نہین ہی بادشاہ بیٹھا ہی مگر رنگ رخسار بادشاہ زرد ہی چہرہ پر فکر و تردد کی گرد ہی خون جسم مبارک کا
خشک معلوم ہوتا ہی برّان نے کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح عرض کیا کہ ابیات

قربان تو صد جہان جانست | ای جان جہان آفرینش
حرفی ز کمال تو نشاید | در وہم و گمان آفرینش
بر خاطر روشن تو روشن | اسرار نہان آفرینش
انوار تجلی تو ظاہر | بر دیدہ وران آفرینش

ای شہنشاہ عالی بارگاہ چشم زخم زمانہ آپ سے دور رہے اِسوقت مزاج ہمایون کو مبتلاے فکر و تردد
پاتی ہون گل رخسار جناب کو صرصر الم سے ذبول و پژمردہ نظر کرتی ہون کیا اِسکا سبب ہی اور
باعث اضطراب کہ انجام اُسکا سواے صواب کے اور کچھ نہو لیا ہی بادشاہ نے کہا کہ مین فکر مین اپنی جان
چاہتا تھا کہ یکایک بیرون نے سحر کی خبر مجکو دی کہ لشکر مہرخ تباہ ہوا دیوار سحر نے اُنکے پشتیبان بنایا ہی
ستون زور و قوت کو اُسکے گرایا ہی چنانچہ ابھی جو پنجہ وہم آیا تھا تو یہی خبر لایا تھا کہ سفاک جادو و مادر
زیور جادو کو ایک تختی تحفہ جات طلسمی سے ہاتھ آئی تھی اور اُسپر اُسکو بڑا ناز تھا پس اُس تختی کو
اُسنے آکر دیوار شیکہ دار فولادی بنایا ہی اور تیر ستم برساکر سارا لشکر مہرخ کا غربال کر دیا ہی بھگدڑ پڑا چاہتی ہی
مہرخ بھی ایسی دلاور ہی جو ابتک اُسی میدان باران تیر مین استادہ ہی اور دعا کر رہی ہی چنانچہ
مجکو فکر ہی کہ اُسکی دفع کی تدبیر کرون عمر نے یہ ماجرا سُنکر ملکہ برّان سے کہا کہ ای ملکہ ہمارے لشکر کے
متصل تمہارے ناظمون کا بھی لشکر اُترا ہوا ہی بس وہ لشکر مدد نہین کرتا ہی برّان نے کہا خواجہ وہ سب

میرے حکم کے منتظر ہونگے کہ ملکہ اگر حکم دے تو ہم لڑین عمر نے کوکب سے اُسوقت عرض کی کہا ای بادشاہ
پھر آپ ہی کچھ تدبیر براے خدا تعالی جلد فرمائیے کوکب نے ہنسکر کہا بی برّان صاحب آپ کے لشکر مین
کہ جسکے بھروسے پر آپ شاہ ساحران سے لڑنے چلین تھین کوئی ایسا ساحر ہی کہ جو اس دیوار کو غارت کردے
ملکہ برّان کو بھی اُسوقت تیہہ آگیا اور کچھ تو براہ ادب نہ کہہ سکی مگر مُنہہ لال لال کرکے اتنا کہا کہ حضور اب کچھ
تدبیر در باب دفع دیوار نہ فرمائین مین خود جاکر اُسکو توڑتی ہون کوکب نے کہا خواجہ دیکھیے انکی یہ
سمجھ ہی کہ ذراسی بات مین غصہ آگیا برّان نے کہا ہان وہ بات ہی کیا ہی مین جاکر ٹکر مارونگی یا تو
مین نے اُس دیوار کو گرادیا یا کاخ جسم وجان کو اپنی برباد کروا دیا اور گرا دیا کوکب نے کہا تمام عمر تو
تمنے عیش وعشرت مین سب سحر اپنے برباد کیے اور غارت کردیے اب یہ حوصلہ ہی تم یہ نجانتی تھین کہ بموجب
مصرع ع جنکے رتبے ہین سوا اُنکو سوا مشکل ہی مین بادشاہزادی ہون کبھی تو میرے ملک پر
کوئی چڑھ آئے گا یا ہمکو کسی ملک پر چڑھائی کرنی ہوگی پھر ہمکو اپنے رتبہ کے موافق سحر کرنا ہوگا اب
جہالت کو کام نفرماؤ اور چالیس روز کوہ رخشان پر جاکر سحر تیار کرلو پھر مجال کسی ساحر کی نہوگی جو تمسے
مقابلہ کرسکے یہ کہکر کوکب نے ایک دستک جو دی تو ساٹھ پریزادان زرد رگوش مرصع پوش مہ جبین جو مکین
حسن مین نمکین سپارۂ دلربا جنکی ایک غمزۂ جان ستان پر جان عشاق قربان حاکم کشور حسن وجمال و
والی اقلیم خوبی وکمال ایک تخت الماس کاندھے پر اُٹھائے سامنے حاضر ہوئین بادشاہ اُس تخت کو دیکھکر
اپنے مقام سے اُٹھا اور ڈنڈوت کرنے لگا اُس تخت پر ایک کتاب رکھے ہوئے تھے بادشاہ نے ڈنڈوت
کرکے وہ کتاب اُٹھائی کچھ اسباب ساحری بھی اُس تخت پر تھا اُسکو بھی قبضہ مین کیا اور کتاب پر غلاف
زربفتی چڑھے تھے سراسر جواہر دوز بنے تھے بس اُسکو دور کرکے کتاب کو کھولا اور کہا خواجہ یہ کتاب
ہمارے پیر اور بزرگون کے وقت سے چلی آتی ہی جتنے عمدہ سحر اگلے ساحران نامی کے کیے ہوئے ہین
اسمین لکھے ہین مین اسکو دیکھتا ہون اور ایک نقش اسمین سے نکالکر لکھتا ہون کہ وہ دیوار غارت کردیگا
اور اس کتاب مین حال بھی جو کچھ گذر رہا ہو معلوم ہوتا ہی بس حال جنگ مہرخ وسفاک بھی دیکھتا
جاؤنگا یہ کہکر مشغول کتاب بینی ہوا یہ تو کتاب دیکھنے لگا ادھر چالاک جو انگشتری جمشیدی اور سپر جمشیدی
لیکر بڑھا قریب دیوار پہونچکر نعرہ زن ہوا کہ باش او قحبہ بدکار و ناہنجار پلید وبیباک ساحرہ سفاک وای
تیرہ بختان وخیرہ روزگاران ساحران غدار کیون تمھاری شامت آئی ہی کیون دنیا تمنے سر پر اُٹھائی ہی

مین آ پہونچا تمھاری جان کا ملک الموت یہ نعرہ اُسکا سنکر لشکریان مہرخ یا تو بھاگا جا ہتی تھی تھم گئی اور
برق فرنگی عیار علیحدہ کھڑا ہوا اپنے لشکر کی بربادی پر دست تاسف مل رہا تھا اور فکر عیاری مین تھا
اُسنے بھی نعرہ سنکر چالاک کو دیکھا اور بیقرار ہو گیا پکارا کہ ای بھائی چالاک ای سردار مرشدزادے
کہان جاتے ہو میرے پاس پھرکے چلے آؤ وہان مینھ تیرونکا برس رہا ہی چالاک نے سنکر کہا کہ
ای برق تم کچھ اندیشہ نہ کرو اگر اس دیوار مین اور گروہ ساحران غدار مین گھس کر عیاری نکی تو پھر
کام ہی کیا کیا ای بھائی تم اپنی جان بچائے وہان کھڑے رہو اور دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی مین اُن کا فرونکو
غارت کیے دیتا ہون اس کلمے کو سُنکر برق وغیرہ سمجھے کہ چالاک شاید مسحور ہو گیا سحر سفاک میز
اور دماغ و دل اُسکا قابو مین نہین رہا ہی جب تو ایسے کلمات مہمل کہتا ہی اور دیوانہ وار اسکی فت مین
بے پرواہی سے جاتا ہی رات بھی نہین ہی جو یہ عیاری کرکے نکل جائیگا غرض برق کو تاب نہ رہی
اور پھر اُسنے پکار کر ندا دی کہ بھیا چالاک کہنا ہمارا مانو اور پھر آؤ اگر نشہ شراب کا بہت تمکو ہو گیا ہی
تو وہ نشہ آگے بڑھکر ہرن ہو جائیگا اور تم مفت مارے جاؤگے کیون جان دیتے جان بوجھکر جاتے ہو
چالاک نے ایک مرتبہ برق کے کلام کا جواب کچھ بھی نہ دیا اور جست کرکے برابر دیوار سحر سفاک کے
پہونچ ہی تو گیا اور اسطرح للکارا کہ سفاک کے کان مین بھی آواز اسکی پہونچی اور اُسنے ساحرون سے
اپنے استفسار کیا کہ یہ کون ڈانٹ رہا ہی ساحرون نے کہا کوئی عیار ہی وہان برق نے دیکھا کہ چالاک
قریب دیوار پہونچ گیا اور مینھ تیرونکا برس رہا ہی مگر اُسکے اوپر کوئی تیر نہین پڑا بس اُسنے پکار کر کہا کہ ای
مرشد زادے آج کیا تم کچھ سحر بھی سیکھ کر آئے ہو چالاک نے پھر کر جواب دیا کہ پھر تمکو کیا ہان بیشک
ہم سحر سیکھ کر آئے ہین کچھ شبہ نہین کہ ہم ساحر ہین اور اگر ایسے نہوتے تو اس جگہ بخوف و خطر کھڑے
کیون ہوتے اس عرصہ مین سفاک نے ایک پیکان آبدار سحر کو نکالکر بزور سحر کھینچکر اُسپر مارا اُسوقت
چالاک نے بیضہ کو چرخ دیا اور بلند کیا ہزرنگ ستارہ سحری اُسمین چمک پیدا ہوئی اور وہ پیکان
اُٹھاکر پھر سفاک نے دستک دیکر اُسکو توڑ دیا لیکن اُس بیضہ کی روشنی بجلی کیطرح اُس دیوار کے
سوراخون مین سمائی بس اُس روشنی کو دیکھکر سفاک تو بدحواس ہو گئی اور جلد بزور سحر پانؤن
اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہو گئی اور تیر جو اُس دیوار مین سے آتے تھے وہ روشنی ظاہر ہونے سے اور
اور سوراخون مین پہونچنے سے بند ہو گئے اُس عرصہ مین اُسنے چرخ دیکر بیضہ دیوار پر مارا آواز ایسی

ہولناک آئی کہ یقین تھا کاخ زبرجدی آسمان پھٹ پڑے چار دیوار ربع مسکون اڑا اڑا کر گویا گرسے اور حصار اربع عناصر عالم جیسے ڈھ گیا وہ دیوار تھرائی اور لرزی اور زمین پر گر کر فولادی تھی ریزہ ریزہ ہوکر خاکدان دنیا مین خاک کیطرح برباد ہوگئی بنیاد ستم ڈھ گئی کاخ جور و فساد منہدم ہوا اور اُسپر یہ طرہ ہوا کہ بموجب مثل سنگ آمد سخت آمد یعنی سنگریزہ اُس دیوار کے فولادی گولون کی طرح لشکریان سفاک پر آکر گرنے لگے اور سینون اور سرکو توڑکر پار گذرنے لگے اب توکہ کرد کہ نیا فت کا معاملہ ہوا ہزارہا ساحر اُسی میدان مین گر کر لوٹنے لگا کلواسید ھادم دبا کر بھاگا بھیردن یا تو خوشی مین تھا اب ناچنے لگا صدا سے یا سامری بچا ٹا یا جمشید بچانا کی بلند ہوئین آوازین مہیب آنے لگین ساحرون کے مرنے سے آندھی سیاہ آئی پتھر برسنے لگے وہ میدان تمام پر آفت ہوگیا اِدھر سے لشکر ظفر احتشام مہرخ عالی مقام بھی حربہ سحر کے پکڑ کر اور تلوارین لیکر جو بڑھا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ زمین جہان ساحران کو کھٹمل ڈالا ہر ایک کو فنا نیستی دکھادیا لحد بھی نصیب نہوئی قصر تن مین جان جو مکین تھی وہ ٹوٹا گھر سمجھ کر گھبرا کر بھاگی جاتی تو کہان جاتی فی الحال خانہ جہنم خالی تھا وہین جاکر قرار لیا کاخ بدن برباد ہر ایک ناشاد و نامراد چالاک نے خنجر کھینچا دس دس کے سر اُڑانا شروع کیے ساحرون کے سحر اُسپر اثر نہ کرتے تھے آفت تھی کہ ابیات

اُڑا اُڑ فرس سے عنان بیرنگ	چلی مہرخ نامور سوئے جنگ
ہوئی گرد ایک دوسرے کی جری	دکھانے لگی لطف چالشکری
تڑپنے لگے خاک پر سب لعین	گئی جانب اسفل السافلین
ہوئے حملہ ور دو طرف کے سوار	لگے ہونے باہم غضب گیرودار
وہ گردش ستورون کی وہ اُڑجاؤ	بگڑنے مین جنکے تھے لاکھون بناؤ
وہ نیزون کی جنبش وہ دشمن کی تاک	زمین کا دہلکر اُڑانا وہ خاک
قیامت کے حملے وہ بانکے لگاؤ	سبار سے یک دوسرے کا بچاؤ

اِدھر ساحرون نے سحر سے آفت برپا کی تھی کبھی دریا پیدا تھا کبھی ابر سحر چھایا کبھی آگ برسی کہین دھوان پیدا ہوکر آنکھون مین ساحرون کے سرمہ بنا جسنے اندھا کیا وہ بیرون کا غل باجون کا شور کہانتک ذکر ہو کہ شور نشور برپا تھا ہزارون ساحر جب سفاک کے کام آئے بھگدڑ پڑگئی جان بچانی مشکل ہوئی اور ملکہ سفاک بڑی دیر مین زمین سے نکلی اور اپنے لشکر کا حال پریشان و خراب دیکھا

اشکِ خونین بہہ رہی اور بغضب تمام تیر گولا فولادی لیکر چالاک کی طرف چلی پکارتی کہ ارے او جوانا مرگ
تیرا ہی نام چالاک ہے مین تو تیری تلاش مین تھی اور اسی لیے لڑنے آئی تھی کھڑا تو رہ ایسے تیسے
کہان جاتا ہے چالاک نے بھی بڑھکر للکارا کہ ارے او قحبہ بالزادی مین خود تیری فکر مین پھرتا ہون
آ تو سہی تانگین چیر کر پھینکدونگا بس یہ دونون مقابلہ مین آہی چکے تھے کہ زمین شق ہوئی اور ایک
ساحرہ نوسے برس کی بڑھیا زال دنیا کی نانی بہت پرانی بچیا زندگانی کی کمر خمیدہ لاٹھی لیے
زمین سے نکلی غبارہ جادو نام رکھتی تھی اور سفاک کی دایہ ہے اور اسنے قریب سفاک آتے ہی
اسکی چوٹی پکڑ کر ادھر کھینچی اور پکاری کہ ارے کمبخت ہتیاری کیون اپنی جان دینے کو چلی جاتی ہے
چوٹی سے ایک خواص مار کا کل ماری گئی تیرے ناخن پا پر سے ایسی ایسی کتنی صدقے ہو جائینگی
بڑے بڑے ساحرون سے تو یہ لڑائی فتح ہی نہین ہوئی تو اسکو فتح کیونکر کریگی ان سو دن مگر اسکی
تو آجکل رتی زور ہے کوئی اسپر فتحیاب ہوگا مین اسوقت بلبلا کر برا حال رفع جمشید مین دیکھا دوڑی آئی
کمبخت میرے پانون مین چوٹ بھی لگی گھٹنا ٹوٹ گیا مگر کیا کرون بوڑھا میرا دم چلنے کی اور سیڑھی چڑھنے کی
طاقت نہین اسپر بھی دسلنے صبر نہ کیا سچ ہے پلائی کی محبت بڑی ہوتی ہے ارے یہ کلیجہ کی آگ ہے نہ آتی
تو دائی بندی ہی مر کے رہجاتی کبھی ایسی حرکت تو نہ کرنا جو یون پرائی آگ مین جلس مرنا میری جان
کچھ حیرت آپ کی جان پھیر نہ دیتین یہی کہتین کہ ہائے افسوس کہنے والی انا بندی یون ہوگئی وہ تو کہکر
چپ ہو رہتین اور تیرے دشمنون کی جان جاتی بھلا تیرا کدھر خیال ہے تیرا بھلا ہوا اتنا بھی نہین سمجھتی
کہ جسکے پاس بیضہ عقاب جمشیدی ہوگا انگشتری جمشیدی نہ ہوگی چل جلدی اسکے سفاک سے
مقابلے سے یہ کہکر چوٹی پکڑ کر زمین مین کھینچکر لیے ہوئے چلی گئی لشکریان مہرخ نے تمام ساحرون کو
اسکے لشکر کے قتل کیا کچھ اڑ کر روبفرار لائے کچھ زمین مین سمائے زمین کو سنگ دلاخ کر دیا کہ بہت سے
اندر تڑپ کر ہلاک ہوگئے روئے ہوا پر ساحرون نے عقاب بنکر منقارون سے کتر کتر گرادیا تمام زمین
و زمان مین موت پھیل پڑی تھی دلال اجل نے نرخ جان کو ارزان کر دیا تھا الحاصل کچھ جو بچ گئے
وہ بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کی طرف گئے لشکریان مہرخ نے خیمہ و بارگاہ تک انکے جاکر مارا اور
آگ لگا دی اور مال و اسباب لوٹ کر طبل فتح و ظفر بجا کر خوشی خوشی پھرے چالاک کے اوپر سے
زر نثار کرایا زر سفید و سرخ کا انبار ہوگیا اسقدر لٹا غرض مہرخ چالاک کو بہشت تمام بارگاہ مین لیکر آئی

لشکر نے بھی کمر کھولی اور آسودہ ہوئے ادھر کوکب نے کتاب مین اپنے مقام پر یہ سب ماجرا دیکھا اور
کتاب سے نقش کی تلاش موقوف کرکے اسی حال کو دیکھنے گیا اور فتح کی کیفیت دیکھا فرط عشرت سے
چہرہ کا رنگ سُرخ ہوگیا اور تشویش خاطر عاطر جاتی رہی عمر نے جو آپ چہرہ مبارک بادشاہ مذکور کو
دیکھا تو اور ہی رنگ نظر آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی بات خوشی کی اس کتاب مین بادشاہ کو نظر آئی ہی
یا کوئی منتر فتح پانیکا اسمین لکھا دیکھا ہی بس یہ دریافت کرکے اُسنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ کیا آپ نے
فوج سفاک جادو کے غارت کرنیکی تدبیر کوئی نکالی جو آپ کو اسقدر خوشی حاصل ہوئی کوکب نے
کہا کہ نہین اب یہین کیا تدبیر نکالونگا وہ لشکر تو خود ہی غارت ہوگیا اور ای عمر تمنے غارت اُسکو کردیا
یعنی کوئی فرزند ارجمند تمہارا چالاک نام یہان آیا ہی اُسکے ہاتھ انگشتری جمشیدی اور بیضۂ عقاب
جمشیدی آگیا تھا اُسنے اُن دونون چیزون کے زور سے تمام لشکر کو اسطرح سفاک جادو کے
شکست دی اور دیوار کو گرا کر خاک مین ملادیا سب لشکر مارا گیا کچھ جو بچا وہ بھاگ کر حیرت پاس گیا ہی
یہ حال سنکر عمر دلمین بہت خوش ہوا اور دلسے کہتا تھا کہ اللہ اکبر اب اس ناشدنی چالاک نے اکثر
یہ مرتبہ پیدا کیا ہو کہ جب سے طلسم مین آیا ہی تہلکہ ڈالدیا ہی بادشاہ جادوان اسکے ساتھ ساتھ آیا اور ہر جگہ
اُسکو دھوکا دیا معشوقہ کو اُسکی قتل کرایا سلیمان جادو کو مارا اور اُس ناشدنی نے میری نذر کچھ بھی نہ بھیجا
اب جلد اُس سے کچھ نذرانہ طلب کرنا چاہیے یہ سوچکر کوکب سے کہا کہ ای بادشاہ پھر مجکو بھی لشکر مین مرخص
کیجیے کوکب نے کہا کہ خواجہ ہم تمہاری کل دعوت کرینگے اور مشورہ کچھ تمسے کرنا ہی بعد مشورہ کے
پھر تم چلے جانا غرض [illegible] کر دینگے عمر یہ سنکر خاموش ہوا اور یکایک ہوائے سرد کے جھونکے آئے
آنکھ خواجہ اور اُنکے یارون کی بند ہوگئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی تو سبنے اپنے تئین قلعہ کوکب یہ دار الاماں
طلسم نور افشان مین اپنے تئین پایا وہان بادشاہ نے خواجہ کی دعوت کرنیکا انتظام فرمایا اور شمع رائے
روشن کرکے [illegible] مین مشاورت کو منعقد فرمایا یہ تو سمار قدرت کے بلانے کی مصلحت کرتے ہین لیکن وہ
لشکری سفاک کے جو بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کے قریب پہونچے اُسنے اُنکو بلوا کر حال شکست
کھانیکا دریافت کیا اور اُس لشکر کے بھاگ کر آنیسے سارے لشکر مین حیرت کے بلکہ سارے طلسم مین
غل اور شور ہوگیا کہ سینن عمر اور برق تو یہان عیار تھے ہی کوئی بیٹا عمر کا چالاک نام آیا ہی
اُسنے تو آفت برپا کر رکھی ہی وہ تو سحر و ساحری سے بھی نہین ڈرتا ہی دن دھاڑے دھین دھو کڑی

کرتا ہی ساحرون کے غول اور لشکر مین گھس آتا ہی بڑے بڑے لشکرون کو اور انکے سردارون کو بھگاتا ہی اور جو نہ بھاگو تو راہ عدم دکھاتا ہی بڑا غضب ہوا جالاک کا ایسا کوئی ساحر شاید نہین ہی اب زندہ رہنا ساحرونکا دشوار ہی کیونکہ ایک تو انکی عیاری ہی کیا کم تھی دوسرے سحر انھون نے سیکھا ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا اب سارا طلسم یہ لڑکا برباد کر دینگے کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ملکہ شکوہ زرین قبا کی بارگاہ مین بھی یہی تذکرہ تھا کہ اب طلسم برباد ہوا شکوہ نے کہا کہ سفاک کی دیوار بنائی ہوئی تو کوئی ساحر توڑ نہین سکتا وہ کیونکر ٹوٹی لوگون نے کہا وہ بیضہ عقاب جمشیدی پاکر اُس عیار نے غارت کردی شکوہ نے کہا پھر سفاک کیا مارا گیا لوگون نے کہا معلوم نہین کہ کسطرح بھاگ کر بچی شکوہ نے کہا تو پھر جالاک پاس انگوٹھی بھی ہوگی سامری کی یہ باتین تھین کہ مصور بھی خیمہ سے باہر آیا اور اُسنے لشکر مین آکر دیکھا کہ غدر ہوگیا ہی سب لشکری کہ رہے ہین کہ اب طلسم سے نکل چلو اور اپنے اپنے مال و اسباب کو جابجا سے اُٹھا کر گاڑ دو دروازے مکانون کے بند ہین چند روز آمد و رفت موقوف رہے بلکہ اسباب کنوؤن مین پھینکدو ارے میان اپنی جان ہی تو جہان ہی یہ باتین سنکر مصور نے بارگاہ حیرت مین جا کر ملکہ مذکور سے کہا کہ ای ملکہ اب ہمکو نہایت خجالت ہوتی ہی کہانتک ذلیل ہوا کرین اب ہمکو اجازت ملے کہ یا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جائین یا ان مکاروں کو غارت کر دین اور اُس عمر مکار کی بوٹیان کاٹین ملکہ نے کہا آپ نبیرہ جمشید ہین آپکو اجازت مین دون یہ میری مجال نہین آپ کو ہر طرح کا اختیار ہی جو چاہیے وہ کیجیے مین آپ کے گدا کی بندی گندی اور آپ کی کنیز خاص ہون اگر آپ کو کچھ فرمانا ہی تو شہنشاہ سے فرمایئے کہ انھین بھی تو خیال کچھ آئے اور کچھ غیرت کو وہ کام فرمائین مصور نے کہا سچ کہا تمنے کل مین جا کر بادشاہ ساحران سے کہونگا اور انکو آمادہ انکی غارت کرنے پر کرونگا یہ کہکر شریک بزم ہوا اور صلاح جنگ و جدال کرنے لگا اب ہر طرف طلسم مین مشورہ لڑائی کے ہو رہے ہین اور اسباب اپنی فکر مین جو ہی وہ خیال لڑنے کا رکھتا ہی مریخ آجکل شرف پر ہی صدائے اقتل الحریف ہر زبان پر جاری ہی عجب زمین خونریز ہی کہ ہر طرف یہی چرچا ہی تلوار کا سورج دنکو چمکتا ہی سپرون کی سیاہی رات بنتی ہی لیل و نہار بھی ہتیارون کی صورت نظر آتے ہین دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہی

اب حال تدبیر کو لکب بیان کیا جاتا ہی کہ اُسنے کیا صلاح کی ہی

نامہ نگاری خامۂ رنگین بیان کی نامہ لکھنے مین معمار قدرت کے اور آنا اُسکا پاس کوکب کے اور وہان سے لشکر مہرخ مین آنا اور پکڑ جانا عیاری سے صرصر کی اور ذلت اُٹھا کر شریک مہرخ اور عمر بدل ہونا اور نشان قلعہ کا بنا کر اپنے ملک مین پھر جانا اور قید ہو جانا حسب تحریر افراسیاب جادو جہاندار شاہ کے دربار مین اور چھڑانا اُسکو چالاک عمر عیار کا پھر عیاریان چالاک کی اور قید ہونا عمر کا جہاندار کے یہان اور جانا لشکر امیر مین قید ہو کر اور لشکر امیر کو سحر مروارید و صدف کے مہلکہ سے نجات دینا پھر آنا لشکر حیرت مین اور داستانین متعلق اسی بیان کے اور حالات صرصر و چالاک وغیرہ اور جنگ و جدال لشکر حیرت و مہرخ نیک سیرت للمولفہ

ہان ابھی سے لا دو جام ساقی ۔۔۔ وہ مے دے جو آئے کام ساقی
توبہ شکنی ہی اپنا دستور ۔۔۔ کر ساقیا جام مے سے معمور
حیرت مین پڑی ہی حضرت قاضی ۔۔۔ میخوارون کا دل کریگی راضی
مے دینے مین کر نہ اب توقف ۔۔۔ کرنا ہی مجھے بنا تکلف
آتا ہی جو گھر مین میرے مہمان ۔۔۔ دعوت کا ہی اُسکی کرنا سامان
آراستہ ہو مکان کبھی نایاب ۔۔۔ اور اُسمین بچھا ہو فرش کمخواب
طاقون پہ چنے ہوے ہون شیشے ۔۔۔ گلدستہ ہون بزم عاشقی کے
ہو شیشۂ سرخ پہ خوب جوبن ۔۔۔ شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن
ایسا ہو لباس ارغوانی ۔۔۔ پوشاک دُلھن کی جون شہانی
میخواری مین ہو طلسم پیدا ۔۔۔ نیرنگی نشہ ہو ہویدا
شیشے سے پرے وہ جام مین آئے ۔۔۔ پھر بادہ کشون کے کام مین آئے
دے ساقیا جام حیرت افزا ۔۔۔ لکھنا ہی طلسم کا تماشا
ہو جام لبون پہ لب ہون خندان ۔۔۔ دل شاد ہون رند سب فراوان
مستی کے اُٹھاؤن ناز ساقی ۔۔۔ مطرب سے ہو دلکو ساز ساقی
آنکھون مین سحر ہو لب پہ قصہ ۔۔۔ خوبی بیان ہو جسکا حصہ

بس جاہ لکھو وہ اب فسانہ	مشتاق ہی جسکا اک زمانہ
اُستاد بفن قصہ خوانی	این کرد ز کلک دُرفشانی

نیرنگ طرازان طلسم تحریر و طلسم سازان نیرنگی تقریر مستطہران کلام عجائب و اعجاز نمایان بیان نوادر و غرائب نامہ نگاران دیوانکدۂ الفت و قاصدان منازل کشور محبت رایت افرایان عرصۂ وداد و تیغ کشان معرکہ ایجاد معرکہ دوستی و الفت مین اسطرح لشکرکشی فرماتے ہین اور طلسم اتحاد مین نیرنگی مودت یون دکھاتے ہین کہ جب غبارۂ جادو ملکہ سفاک کو تہ زمین مین کھینچ لیگئی تو بہت دور جاکر زمین سے نکلی سفاک اپنے بربادی لشکر پر اشک حسرت بہانے لگی غبارہ نے پھر اُسکو بہت کچھ سمجھایا اور اسیطرح قلعہ مین اُسکے لاکر اُسکو داخل کیا یہ تو ترتیب فوج و سپاہ مین مصروف ہوئی اور بیٹی اُسکے مقابلہ مین امیر کے قلعہ کو عقیق پر ساکن ہی حال اُن دونون کا پھر تحریر ہوگا مگر خواجہ عمر کو جو کوکب دعوت کرنیکے لیے قلعہ کو کبیہ مین لیگیا پس حکم اہلکارون کو دیا کہ سامان دعوت و ضیافت مہیا کرو کارپرداز حسب ارشاد حمل مین لائے ساقی و مطرب آکر حاضر ہوئے بکاولون نے طعام عمدہ و لذیذ تیار کیے ایک شب اور ایک دن بڑی دھوم سے خواجہ کی دعوت رہی جب تیسرے دن خوان پر ایوان فلک سے قفلی ماہ کی اُٹھالیگئی اور دیبائے سفید سحر کا دسترخوان بچھایا گیا کہ ابیات

نمود صبح نے جلوہ دکھائے	نگاہون نے نئے سامان پائے
صدائے رخصت شب دی گجر نے	محبت کی نگاہون سے سحر نے

صبحدم بعد فراغ طعام صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئے کوکب اور عمر اور سرداران ایک جگہ پر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے اور سبکو اہل دربار سے ہٹایا مشورہ کرنا شروع کیا کوکب نے کہا کہ پہلے مین نے ایک نامہ معمار کو لکھا تھا مگر وہ ابتک نہین آیا معلوم نہین کہ اسکا کیا سبب ہی لیکن خیر جب نہ آیا نہ سہی ابتو اپنی غرض اُس سے لاحق ہی اگر وہ کچھ ناراض ہو گیا ہی تو اُسکو راضی کرنا چاہیے اور یہان بُلانا اُسکا مناسب ہی عمر نے کہا ای بادشاہ پھر وہ رہتا ہی جس ملک مین اُسکا راستہ تو آپ نے فرمایا کہ بہت سخت گذار ہی اگر مناسب جانیے تو مجکو اُسطرف بھیجیے کوکب نے کہا بیابان گلزار مین ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی اُسکو کہتے ہین اور

اُسی کے برابر ایک دریائے جمشیدی ہی بس وہان پر وہ رہتا ہی اور میرے باپ شہنشاہ اختر جادو سے اور اُسکے باپ تعمیر قدرت جادو سے بہت ملاقات تھی اور دوستی حد سے زیادہ تھی اسیوجہ سے مجھسے اور اُس سے بھی ارتباط تھا ہی اور اُسی زور پر مین نے اُسکو نامہ لکھا تھا ورنہ وہ میرا کچھ مطیع اور نوکر نہین ہی بلکہ سامری اور جمشید کا پیارا بندہ ہی اور جسطرح ہمکو خداوند سامری نے ملک و مال دیا ہی اُسکی بھی حدوایا ہمیشہ مغرور رہتے ہین ای عمر مجکو اُسکی محبت پر دعوی ہی یقین ہی کہ مین خفا ہو کر اگر لکھون تو وہ دوڑا آئے عمر نے کہا پھر جسطرح مناسب جانیے وہ امر کیجیے خواہ نامہ اُسکو لکھیے خواہ کسی کو بھیجیے کوکب نے اُسوقت قلمدان طلب کر کے ایک تختہ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے نامہ معمار کو تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ

نامہ کوکب روشن ضمیر بجانب معمار قدرت جادو و متضمن بہ مضامین تودد تحریر مولفہ

لاؤن ایسی کہان سے مین تحریر — جو کرون وصف سامری تسطیر
ہین وہ معبود ساحران جہان — ساحری اُنکے نام سے ہی عیان
لکھون جمشید کی مین کیا تعریف — حد سے باہر ہی اُنکی بھی توصیف
مہربان اسقدر تھے وہ بندون پر — رحم کا اُنکے ایک ہی یہ اثر
کیا ضحاک کو وہ زور عطا — جسنے خود آکے اُنکا سر توڑا
بعد تعریف سامری جمشید — لکھے جاتے ہین دوستی کے بھید
گوہر شاہوار بحر کرم — نیر آسمان جاہ وحشم
معدن فیض وجود ولطف وعطا — مخلص بے ریا و بے ہمتا
نیک خو نیک خلق نیک نہاد — اختر برج آسمان وداد
زینت بزم خرمی وولا — گل گلزار دوستی وصفا
صاحب ہمت وکرم خوش خو — یعنے معمار قدرت جادو
پہلے پہونچے اُنھین سلام مرا — بعد اُسکے ہی یہ پیام مرا
دوستی کے کہان ہی یہ شایان — بیخبر دوست سے رہین ہر آن
مہر و الفت مین آپ تھے فائق — واہ واہ تھا یہی لائق
سچ ہی ہان منقلب زمانہ ہی — اُلٹا دنیا کا کارخانہ ہی

یاد بلبل کو گل کی ہو کبھو لی
لو یہ تاثیر سوز الفت ہی
مہر سے مہ پہ دوڑتا ہی جسکو ر
باغ مین سُنکے نالۂ بلبل
ہجر نے ہمکو یون ستایا ہی
ہر گھڑی دلکو اپنے ہی یہ ملال
ہون مین فرقت سے رات دن بیچین
کہ مراد وہ محب عالی جاہ
حال جو آج کل ہمارا ہی
عرض مین اُسکے گو ہو جائے حجاب
سامنے اپنے ننگ ہی درپیش
مہرخ افراسیاب کا لڑنا
وان سے آیا عمر ہمارے پاس
اُسکو مغلوب ہمنے جب پایا
ہوئے ہم اُسکے جان و دل سے شریک
جو کوئی ہی شریک عاجز کا
شہ افراسیاب ہی دشمن
فوج کی ہر طرف چڑھائی ہی
نہین پاتے ہین اسقدر مہلت
ہم تو مجبور اس سبب سے تھے
نہ سمجھنا کہ یہ شکایت ہی
دیکھکر میرا نامۂ الفت
یہان تشریف لائیے گا ضرور

سرو سے قمریون نے نفرت کی
شمع و پروانہ مین عداوت ہی
اپنی ہی جان دیتا ہی وہ ضرور
خار ہنس ہنس کے دیتے ہین سب گل
جس سے ہونٹھون پہ دم اب آیا ہی
نہین معلوم دوست کا کچھ حال
ہو گئے عاشق سے یہ بشیون و شین
جلوہ گر ہو یہان بصورت ماہ
کہان لکھنے کا اُسکے یارا ہی
ضبط کرنے کی بیہ نہین ہی تاب
روز دشمن سے جنگ ہی درپیش
حال یہ تمنے بھی سُنا ہوگا
رُخ سے ظاہر تھی اُسکے صورت یاس
خوف معبود دل مین بس آیا
قول یہ ٹھیک ہی مرے نزدیک
اپنے معبود کا ہی وہ پیارا
حال بد سب ہی یان کا مشفق من
شہ مذکور سے لڑائی ہی
کہ کرین اپنے دوست کی خدمت
آپ کیون ہمکو اسقدر بھولے
دوستی کی یہ سب حکایت ہی
اب نہ کیجیے گا اسقدر غفلت
تاکہ دل دوستون کا ہو مسرور

حال دل اپنا پھر سنائینگے | طور لڑنے کا بھی دکھائینگے
حق الفت کو پائیے گا بہت | تھوڑے سے لکھے کو جانیے گا بہت
آئیے گا یہان ضرور ای یار | خط کے لکھنے کی پھر نہو تکرار
سر جھکا کے دعا کرا ہے خامہ | ختم تا اس جگہ کرون نامہ
رہے تو زندہ تا صد و سی سال | دوست ہون شاد اور عدو پامال
ذات کو تیری حشر تک ہو قرار | تیرے دشمن تمام ہون فی النار

یہ نامۂ محبت شمامہ بادشاہ نے ختم کرکے مہر شاہی اُسپر ثبت کی اور ایک پتلا سحر کے زور سے موم کا بناکر زندہ کیا اور اُسکو وہ نامہ دیکر روانہ فرمایا کہ جہان معمار قدرت ہو وہان یہ نامہ جاکر دینا مگر موقع و محل دیکھ لینا دشمنون کو نہ اسکی اطلاع ہو تخلیہ مین رسم و راہ ہو پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور صحراے جمشیدی مین پہونچا اُس صحرا مین مکانات او عمارتین وہم کی معمار قدرت نے بنائی ہین پتلے کے پہونچنے کی خبر ہواے سحر نے جاکر معمار کو پہونچائی کہ ایک پتلا نامہ کوکب کا لیے صحراے جمشیدی مین آیا ہی معمار یہ بات سُنکر گویا ہوا کہ خیر بڑی بات اور بڑی عنایت کوکب کی ہمارے حال پر ہوئی کہ ہمکو یاد کیا ہی وگرنہ ہم تو یہی جانتے تھے کہ کوکب نے ہمکو فراموش کیا اور محبت قدیمانہ کو گوشۂ دل سے سہو کردیا یہ کہکر دربان قدرت کو حکم دیا کہ تم جاکر جلد نامہ دار شہنشاہ عالی شان کو ہمارے پاس باعزاز تمام لے آؤ خبردار کوئی منع نہ کرے اور نہ کچھ پوچھے دربان قدرت حکم کے ساتھ ہی دوڑا گیا اور جاکر نامہ بر کوکب کو ہمراہ اپنے لایا معمار قدرت اُسکو دیکھکر اپنی جگہہ پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور نامہ کو دونون ہاتھون سے لیکر کہا کہ صاحبو کوکب روشنضمیر حقیقت مین ہمارے مالک اور حاکم ہین اور ہم اُنکے ملازم و فرمان بردار ہین یہ کہکر نامہ کو جو وا کیا مضمون نامہ شکایت آمیز براہ دوستی لکھے دیکھے اور حال لڑائی کا افراسیاب سے لکھا دیکھا اور یہ بھی لکھا دیکھا کہ فوج کی چڑھائی جانب طلسم ہوش ربا ہوگئی بر آن لڑ چکی اے معمار اب تمسے ہمکو صلاح کرنا ضرور ہی بس تمکو مناسب ہی کہ از راہ محبت قدیمانہ دیکھتے ہی نامہ کے اگرچہ تکلیف تمکو ہوگی مگر جلد مہربانی فرماکے قدم رنجہ کرو کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو جانتے ہین معمار قدرت نے نامہ کو پڑھکر کہا افراسیاب ہمیشہ سے متکبر و مغرور اور دیوانہ مزاج ہی اب زیادہ معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو خبط ہوا ہی کہ ہر ایک سے ناحق کو پرخاش کرتا ہی مگر خیر معلوم ہوا کہ قضا اُسکی آئی ہی اچھے کے گھر بنا دیا

کوکب کو اُسنے بالکل بے یار و مددگار سمجھ لیا ہی اب چاہتا ہی کہ دباؤ ڈالکے ملک شہنشاہ کوکب چھین لون
دربان قدرت اور بے نظیر قدرت سرشار قدرت نے کہا کہ کیون حضور یہ کوکب بن اختر جادو کا
نامہ آپ کے پاس آیا ہی یا کسی اور بادشاہ نے لکھا ہی معمار نے جھلا کر کہا چپ رہو چھوٹا مُنہہ
بڑی بات کوکب بن اختر کہتے ہو یہ اُنکی پرورش ہی جو مجکو نامہ لکھا شہنشاہ طلسم نور افشان ہین
دربان قدرت نے کہا کہ آپ سے اور بادشاہ مذکور سے تو دوستی از حد ہی پس آپ کو سنا سب ہی کہ آپ
جا کر اُس لڑائی مین شریک ہون معمار نے کہا مجھے افراسیاب بھی خوب جانتا ہی میرا ارادہ ہی کہ مین جاکر
افراسیاب کو فہمایش کر کے باہم کا نسادمٹوادون اور کوکب اور افراسیاب کو گلے ملوادون
یہ کہکر اُس پتلے کو جو نامہ لیکر آیا تھا خلعت حیات ایک مدت کے لیے عطا فرمایا اور کہا کہدینا کہ ای بادشاہ
واقعی ہمسے غفلت ہوئی کہ ابتک آپ پاس نہ حاضر ہو سکے اب ضرور ہم آتے ہین پتلا یہ جواب لیکر
مراجعت فرما ہوا اور پاس کوکب کے آیا جواب نامہ سُنایا کوکب نے کہا ارے کچھ دیا ہی تجھے اُسنے کہا
ایک مدت تک زندگی دی ہی کہا اچھا جا بیا بان عجائب مین رہ جب بُلائین جب آنا پتلا چلا گیا ادہر
کوکب نے کہا ای برّان جلد سامان عیش اور ترتیب بزم مہیا کرو کہ معمار آتا ہی برّان جلد جلد مصروف
انتظام ہوئی مکان شاہی تو آراستہ تھا ہی مگر اُسپر بھی اور زیادہ تکلف کیا کہ عمدہ عمدہ اشیا منگا کر
وہان رکھے پُرانی چیزین دور کی گیئن میزین کرسیان فرش تخت سب جواہر کار آراستہ کیا از سرنو
مکان کو دُولھن کیطرح سجا وہان معمار قدرت نے بعد رخصت کرنے پتلے کے خود بھی سواری طلب کی
ملازمون نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلین کہا نہین بھئی مین اپنے بادشاہ کی زیارت کو جاتا ہون زیادہ
مجمع لیجانے سے کیا حاصل ہی کچھ کسی کو شوکت تو دکھانا منظور نہین کوکب مجھے خوب جانتے ہین
کہ جبتک مین ہون تم سب دربار مین جہاندار شاہ قدرت کے جب جانا کہدینا میری طرف سے کہ وہ
ایک دوست کی ملاقات کو گئے ہین یہ سُنکر سب ملازم اُسکے ٹھہرے یکایک ایک مکان بہت عمدہ
بنا ہوا روے ہوا پر اُڑتا ہوا نظر آیا معمار قدرت اُڑکر اُس مکان مین گیا وہ مکان پھر ایک
بنگلہ بنگیا لمحہ بھر مین روے ہوا پر ایک باغ پُر بہار لگا ہوا دکھائی دیا چبوترہ پر معمار کرسی بچھائے
بیٹھا تھا وہ باغ سن سن ایکطرف کو چلا راہ مین اسی طرح سے وہ کبھی مکان کبھی بنگلہ کبھی باغ
کبھی صحرا بنتا تھا معمار غائب تھا اور وہ روے ہوا پر اُڑتا چلا جاتا تھا یہان کوکب کے یہان سامان

ہو رہا تھا کہ یکایک جھونکے ہوائے سرد کے آئے کوکب نے خواجہ کی جانب دیکھا اور ایسا کچھ اشارہ کیا کہ مابین خواجہ عمر اور کوکب ایک دیوار بلور کی چھوٹی سی حائل ہوگئی اور آواز تڑاقے کی آئی اب آدھے مکان مین تو عمر ہو گیا اور نصف مکان مین اُسطرف کو کوکب بُران کو خواجہ کی تنہائی کے خیال سے اُسی طرف کر دیا باوجودیکہ ہزارہا دروازہ اُس مکان مین تھا لیکن برابر آدھا ادھر اُدھر مکان ہوگیا اُسوقت بُران نے کہا خواجہ دیکھا تمنے کوکب نے کیسا پایا اور تحفہ سحر کیا ہی یہ کہہ رہی تھی کہ یکایک آسمان پر ابر نارنجی بسان شعلۂ آتشی نمودار ہوا اور ڈنکا بجتا سنائی دیا پھر مکانات وہم کے بنکر تیار ہونے لگے خیال مین آتا تھا کہ بنگلہ کوٹھی مکان عمدہ روئے ہوا پر بنا ہی لیکن پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نپایا عمر نے دیکھا کبھی تو بنگلہ بہت عمدہ اور تحفہ بنا کبھی مکان پختہ مستحکم عالیشان نظر آیا پھر وہ غائب ہوکر بارہ دری عظیم الشان تیار ہوئی جسکے آگے سائبان زربفتی کھنچا تھا استادہ اُسکا مرصع کار بنا تھا فرش شاہانہ اُسمین گستردہ تھا بعد لمحہ کے کوٹھیان بنی ہوئی دیکھین پھر قلعہ برج دباے سے آراستہ نظر آیا عجیب و غریب معاملہ تھا کہ طرح بطرح کے مکان بن بھی جاتے تھے اور پھر غائب ہوکر دوسری طرح پر نظر آتے تھے غرضکہ جب وہ ابر اور مکانات قریب زمین کے معلوم دینے لگے تو کوکب اُٹھکر ٹہلنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ آمد معمار کی ہر اسی اثنا میں ایک مکان اُن مکانات مین سے زمین پر اُترا اور اُسمین سے ناقوس اور گھنٹے ہزارہا رسنبجنے سُنائی دیئے اور برج اُس مکان کے کھل گئے اب کوکب تخت کی جگہ سے دوڑکر صحن مکان مین براے استقبال آیا اُدھر اُن برجون مین سے چالیس اتیت سامری کے دھوتیان تہبری باندھے بھبھوت سب جسم پر ملے سونے کی کردھنی کسے قشقے ماتھون پر کھینچے آنکھین لال لال کیے منقلین سلگتی ہاتھون مین لیے اُترے یہ بھی معمار کا سحر تھا کہ اپنی جگہ پر سے تو اکیلا سوار ہوا تھا یہان اُس حشم و خدم سے اُترا اُن اتیتون کے بعد پھر گھنٹے بجے اور جے جے کا سامری کے غل ہوا اور تین سو نازنین ماہ جبین دُردر گوش مرصع پوش سراپا غرق دریاے جواہر حسن مین بیانداز مہر منور عہدی ہاتھون مین لیے اُترین اُسکے بعد معمار قدرت قباے عمدہ گلے مین پہنے مالے موتیون کے گردن مین ڈالے برج سے نکلا اور کوکب کو صحن خانہ مین منتظر اپنا دیکھکر بہر تسلیم خم ہوا کوکب نے دوڑکر گلے سے لگالیا اور ہاتھ پکڑکر اندر مکان کی بارہ دری کے لیے ہوئے آیا یہان بھی کوکب نے مسند پر لاکر

ہاتھ چھوڑا معمار نے ہرچند چاہا کہ مین اسکے سامنے مسند پر نہ بیٹھون لیکن کوکب نے نہ مانا اور قسمین دیکر بٹھایا ہرچند کہ کوکب معمار سے قوم مین بھی اچھا ہی اور حکومت اور لیاقت مین بدرجہا زیادہ ہی لیکن نہایت خاطرداری کی اور محبت قدیم جتائی پھر وہ ملازم معمار کے بھی آکر مؤدب فرش پر بیٹھے کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی معمار کو دیا اُسوقت معمار کھڑا ہو گیا اور تسلیم بجالایا اور صفت وثنا کوکب کی کرنے لگا کہ **ابیات**

سلطان ستارہ فوج ذی شان　　کوکب ہی ہی افتخار شاہان
عنوان کتاب دین پناہی　　منشور عطیۂ الٰہی
آئینۂ معدلت پرستی　　خورشید کرم چراغ ہستی
مہتاب سما و قدر عالی　　مصداق مفاخر و معالی
قیصر حشم و خدیو گیہان　　سلطان جہان و ابن سلطان
مفتاح کنوز ملک داری　　دانائے رموز شہریاری
خاقان زمان شہ معظم　　طوبیٰ علم و بہشت پرچم
فرمان قضا مین نام تیرا　　توقیع خرد کلام تیرا

یہ تعریف کرکے جام مے لیکر بیک جرعہ درکشید کیا کوکب نے حکم دیا کہ رقاصان مہرسیما حاضر ہون حسب ارشاد وہ زنان حور وش حاضر ہوکر ہنر اپنے دکھانے لگین کہ دل رقاصہ دہر کو لبھانے لگین اور ادا و ناز سے ہر آن قیامت ڈھانے لگین یہ اُنکے حسن کا انداز تھا کہ ابیات

گردش دہر اُن آنکھون کی بلاگردان ہی　　بخت برگشتہ کا مژگان کے تصدق انداز
جنبش لب بسخن آبروئے چشمۂ خضر　　دم عیسیٰ کے لیے موج تبسم دمساز
ہی سر دہر مین اُس زلف کا سودا کہ ہوا　　پابزنجیر اُسے سلسلۂ عمر دراز
نذر ہنگام ادا ایک جہان کا دل و دین　　نازکے وقت گریبان دو عالم ہی نیاز
تیوری گانٹھ کا کب ہمہ کھلے ہی عقدہ　　ہوئیگی کوئی گرہ دہر کی یان محرم راز

بڑی دیر تک یہ ہنگامۂ نشاط گرم رہا جب دماغ خوب بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت معمار قدرت نے کہا کہ ای شاہ عالیجاہ آپ نے جو مجکو اب یاد فرمایا ہی زہے فخر و افتخار میرا مین جانتا ہون کہ تفقدات و

عنایات سلطانی جو کچھ میرے حال پر مبذول ہی کسی پر نہین جمشید تجھ ایسے قدرداں بادشاہ دوست پرور قدیم ملازم کی قدر کرنے والے کو سلامت بصد حشمت وجاہ رکھے لیکن پھر بھی درباب جنگ جو مشورہ کرنیکا ایما فرمان واجب الاذعان مین تھا وہ کیا ہی یہ فرمائیے کہ اب شہنشاہ کے ملازمون سے اور افراسیاب سے کیا بالکل بگڑ گئی بھلا ایسا ہو سکتا ہی کہ کوئی پہلو صلح کا نکلے کوکب نے یہ کلام سُنکر جواہر زواہر بیان کو دامن حال مین اُسکے یون گرایا کہ ای دوست قدیم و اے مخلص صمیم ای ابیات

اختر برج عظمت واجلال	گوہر درج دولت واقبال
مخلص باوفا مروت کیش	ہر گھڑی جنکی ہی محبت بیش

اب کوئی صورت آشتی کی باقی نہین بلکہ ابتو صلح کا نام بھی نہ لینا چاہیے ای مشفق من میرا ارادہ کسی طرح افراسیاب سے لڑنے کا نہ تھا اسی خیال سے کہ وہ معین وناصر اپنے بہت رکھتا ہی اور صاحب فوج کثیر و مال بیشمار ہی مگر کیا کرون مقام ناچاری ہی کہ اُسنے بے واسطہ میرے ساتھ ارادہ لڑنیکا کیا یعنے میری لخت جگر نور بصر ملکہ بران شمشیر زن واسطے شکار کے اُسطرف کو ایک دن جا نکلی اُسنے اُسکو گرفتار کر لیا مگر جمشید نے کچھ عیارون کو اُسپر مہربان کر دیا کہ اُسکے سبب سے وہ چھوٹی جب ہمنے یہ ماجرا سُنا اپنی فوج کو بہ مقابلہ روانہ کر دیا کچھ لوگ پہلے سے افراسیاب کے ملازم بگڑے ہوئے تھے اُنھین کے شامل مین لشکر ہمارا ابھی اُسکے لشکر کے مقابل مین اُترا ہوا ہی دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہی اُسوقت بیٹھے بیٹھے میرے خیال مین آیا کہ جنگ دوسرا روجمشید جانے کہ کیا درپیش آئے لاؤ اپنے دوست کو تو اس ماجرے سے اطلاع دون بلکہ اُسکو بلا کر دیکھ لون کیونکہ اب لڑائی شروع ہو گئی ہی اگر خدمت جمشید مین جانا ہو گیا تو حسرت دیدار باقی رہی اب ہمنے تمکو دیکھ لیا دل شاد ہو گیا اگر تم سے ہو سکے تو اُس زمانہ مین پدرپی ہمارے پاس آیا کرو اور ہو سکے تو اتنی تکلیف فرماؤ کہ جیسا قلعہ طلسمی افراسیاب کا بنا ہوا ہی کہ وہ گنبد نور شہر ناپرسان کہلاتا ہی اور حد اُسکی طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن ہی اور کبھی وہ ظاہر ہوتا ہی کبھی پوشیدہ رہتا ہی چنانچہ ویسا قلعہ تو تیار ہونا مشکل ہی اور بہت مشکل ہی اور کہان میسر ہو سکتا ہی کس لیے کہ اکابرین طلسمات نے جمع ہو کر اُسکو تیار کرایا ہی مگر یہ جانتا ہون کہ تم بھی لے بدل قلعہ بناتے ہو اگر از راہ محبت قدیم مہربانی کرکے ایک دیوار شہر پناہ کی ایسی بنا دو کہ کوئی اُسکے اندر بغیر طلب ہماری نہ آسکے تو بڑی عنایت ہی کہ ہم سب بھی بدجمعی تمام

مع اپنے لشکر کے وہان رہین اور اُس سے مقابلہ کرین ان باتون کو سُنکر معمار نے کہا کہ ای بادشاہ آپ اسقدر اِس غلام سے سماجت اور منت کیون فرماتے ہین نمکپروردہ قدیم ہون اور مجکو آپ کے غلام فرمانے سے تو کچھ عذر کسی کام مین نہوگا نہ کہ آپ کے ارشاد سے عذر کرنا یہ کبھی آپ مجھسے امید نرکھیئے گا دیوار کی تو کیا اصل و بنیاد ہی اگر آپ فرمائیے تو مین قلعہ اس قلعہ سے بہتر و تحفہ تیار کردون کہ وہ قلعہ طلسمی بے اصل ہوجائے مگر آپ کو مناسب نہ تھا کہ افراسیاب سے آپ بگاڑتے کس لیے کہ آپ وہ دونون آپسمین پیر بھائی اور بندہ سامری و جمشید کے ہین چنانچہ آپسمین لڑکے سوائے نقصان کے اور کیا تصور ہی اگر وہ گھر تباہ ہوا تو دین سامری برباد گیا اور یہ گھر برباد ہوا تو دین جمشیدی کو ضعف آگیا ساحران عالم مارے مارے پھرینگے کوئی نام بھی سامری کا نہ لیگا سب خدا سے نادیدہ کے پوجنے والے جمع ہونگے اذان کی آواز کان مین آئیگی جتنے پیر اور دیوتا ہین سب طلسم چھوڑکر بھاگ جائینگے سایۂ رحمت سامری ہمارے سرون پر سے اُٹھ جائیگا خیر پھر اب توجہ ہوا وہ ہولگر مین چاہتا ہون کہ اپنا حوصلہ بھی نکال لون ذرا جاکر اُس متکبر کو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن اور آپ سے اُسکو ملاؤن قدیم باتین محبت کی یاد دلاؤن لڑائی کا مُنھ کالا اگر یہ قصہ برطرف ہوجائے تو اچھا کوکب نے کہا تمھین اختیار ہی مگر اتنا جانتا ہون کہ وہ مانے گا نہین مفت مین بات جائیگی اور سخت ملال ہوگا ای دوست کیا تمکو اس حال کی خبر نہین ہی کہ ملکہ مہ جبین مالک طلسم تھی اور وہ اسد کے ساتھ نکل گئی تھی اُسکو پکڑ لیا ہی اور افراسیاب کے ساتھ اب مہرخ نانی مہ جبین کی لڑرہی ہی اور افراسیاب اُسکا کچھ نہین کرسکتا ہی پھر کیا ضرور ہی کہ اُسکی منت کیجیے اب اُسکا ادبار ہی آیا ہوا ہی جب وہ ایک ادنی اپنی ملازمہ کی لڑائی فتح نہین کرسکتا تو تمھارا کیا کرلیگا اور اب تو یہ توبت پہونچی ہی کہ بہار سگی بہن حیرت کی اور ملکہ مخمور جو معشوقہ بادشاہ تھی اور نافرمان مشکین مو یاقوت وغیرہ سب افراسیاب سے بگڑ گئی ہین اور شریک مہرخ ہوکر لڑرہی ہین دس بارہ لاکھ ساحرونکا اجماع مہرخ کی طرف ہی بہت سی لڑائیان افراسیاب لڑچکا میلہ بھی جاہ زمرد کا کیا مگر اُن لوگون کا کچھ نہ کرسکا وہ میرا کیا کرلیگا مین نے تو براہ دوستی تمکو بُلایا ہی اور خواہش دیوار بنانے کی ہی کچھ دلال زیچ کا نہین مقرر کیا ہی کہ آپ میری جانب سے اُسکو جاکر سمجھائیے اور منت کرکے میری سُبکی کیجیے معمار نے کہا کہ ان سب باتون کی مجکو اخبارات سے خبر ہی روز دربار مین جہاندار کے پرچہ اخبار جاتا ہی سب

کیفیت معلوم ہوتی ہی مگر اتنا جانتا ہون کہ مہرخ چاہے کہ افراسیاب سے لڑکر زندہ بچ جائے تو یہ ممکن نہین جسدن اُسکو غصہ آگیا اُسدن دیکھ لینا کہ صفحہ ہستی پر نشان مہرخ بھی باقی نہ رہا کوکب نے ہنسکر کہا ای برادر یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہی جب نمرود ایسے خداوند اور جمشید ایسے جاگتی جوت کے خداوند دنیا مین باقی نہ رہے اور ادنی ادنی آدمیون سے ہلاک ہوئے تو یہ افراسیاب کیا ہی جمشید نہ کرین جو کمبختی آئے اب ایک نشانی تو اُسکے بداقبالی کی یہ ہی کہ مسلمانون نے اُسنے بگاڑی اور ایک شخص ایسا اس طلسم مین آکر شریک مہرخ ہوا ہی کہ اُس سے یہ افراسیاب تو کیا ہزار ایسے افراسیاب ہونگے تو شکست کھائینگے اور مہرخ ہی فتح پائیگی معمار قدرت نے یہ سنکر کہا وہ کون شخص ہی اور اُسکا کیا نام ہی اور کیا زبردستی رکھتا ہی کیا بڑا ساحر ہی کسی بڑے طلسم کا کہ جو ہوش ربا سے بڑا ہی بادشاہ ہی کون ایسا ہی جو افراسیاب کو شکست دیدیگا ای بابا ن خود افراسیاب وہ ساحر ہی کہ سوائے سامری کے اب کوئی اُس سے لڑنے والا نہین اُسکے ہر موئے بدن مین ہزار ہزار سحر مین کوکب نے کہا اُس شخص کا نام کیا تمنے نہ سُنا ہوگا ای بھائی وہ شخص جسکو سر بریدۂ ساحران عالم خود خداوند سامری لکھ گئے ہین اُسکی قضا ہی خداوند نے پیدا نہین کی وہ ایسا ہی کہ لقاجو اب خداوند دنیا پر ہین اُنکی ڈاڑھی کو اُسنے اپنے پیشاب سے مونڈا اُسکا قول ہی کہ برریش خداوند شاشیدم و تراشیدم وہ شخص بہت خدائیون کو باطل کر چکا ہی لشکر امیر مین رہتا ہی دنامہ کو اُسنے مارا فرعون کی خدائی کو بگاڑا اثمرات سخنگو بقیا سے زرین تن تابوت معلق صندوق معلق کہانتک بیان کرون ہر ایک کو اُسنے مارا وہ اب شریک مہرخ ہی افراسیاب کہان اُس سے لڑ سکے گا ان کلمات کو سُنکر معمار قدرت نے کہا ای بادشاہ یہ تو آپ عمر کا ذکر کرتے ہین یہ کہکر معمار قدرت تھرانے لگا اور کہا ای بادشاہ آپ نام ایسے شخص کا نہ لیجیے گا میرے رونگٹے نام اُسکا سُنکر استادہ ہوگئے کوکب نے کہا کیون نام اُسکا منحوس ہی جو تم ایسا کانپے اور ڈرے معمار نے کہا نہین منحوس تو نہین ہی مگر وہ دشمن ساحران عالم ہی جو ہمارے خداوند کا دشمن ہی وہ ہمارا دشمن پہلے ہی اور سخت مدعی ہی کوکب نے کہا تمھارے خداوند کا تو دشمن نہین ہی بلکہ بیا رابندہ ہی وہ کہتا ہی کہ مجکو خداوند بہت چاہیے تھے میری قضا پیدا نہین کی مجکو یہ کچھ قوتین عنایت فرمائین معمار نے کہا یہ بھی سہی لیکن وہ شخص بڑا مکار و غدار ہی اور دغا شعار ہی اسوجہ سے میرا دل سینہ مین اُسکا نام سُنکر تھراتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ شاید تمسے

اور اُس سے ملاقات ہوئی ہی جو تم اسطرح سے کہتے ہو اور اُسی کے بہکائے ہوئے ہو ای بادشاہ
خداوند کا پیار تو ادنی ادنی بندون پر تھا اسلیے کہ خداوند بھولے بہت تھے جسنے اُنکو اچھا کہا اُسی کا
رتبہ اُنھون نے بڑھا دیا یہانتک کہ دیکھو ضحاک کو ایسا رتبہ دیدیا کہ اُسنے خداوند کو آرہ سے چروا ڈالا
ای بادشاہ آپ اُسکے دم مین نہ آئیے اور اُس سے ملاقات ترک کیجیے ورنہ اِس غلام قدیم کا آنا آپکی
خدمت مین اب نہوگا کیونکہ وہ دین کو بھی آپ کے خراب کریگا اور فتنہ نو برپا کر ہی چکا ہو کہ بادشاہون
آپسمین لڑوا کر اپنا مطلب نکالون پھر ایسی صورت مین دوستون سے تباہی گھر کی دیکھی نہ جائیگی
کوکب نے کہا مجھسے تو ملاقات اُس سے نہین ہوئی مگر برادران تمھاری بھتیجی سے اُس سے
رسم و اتحاد ہی بلکہ وہ پاس اُسکے موجود ہی اور وہ چھوکری لاکھ طرح مین سمجھاتا ہون اُسکی الفت سے
ہاتھ نہین اُٹھاتی ہی معمار نے کہا ای بادشاہ اب آپ سب مجھسے صاف صاف آپکو قسم ہی اپنے دین و ایمان کی
کہ بیان کیجیے یعنی اُسنے آپ کو اپنے مکر و فریب سے ملالیا ہی یا نہین اور وہ آپ سے مل چکا ہی آپکے
پاس آچکا ہی یا نہین اُسوقت کوکب نے ناچار ہوکر کہا کہ ای معمار سچ تو یہ ہی کہ وہ میرے پاس سرحد
طلسم ہوشربا کے مرحلات طی کرکے بطور فریادیون کے آیا اور مین نے اُسکو اپنا شریک حال بنایا
چنانچہ اُسکا حال کچھ مین نے نامہ مین بھی تمکو لکھا تھا بھلا تمسے کس بات کا پردہ ہی جو مجھپر صعوبت گذریگی
وہ تمپر پہلے گذریگی اور تمکو اُسکا سنبھالنا پڑیگا مین نے تو بھائی اِس خوف سے کہ ایسا نہو وہ مجھپر
بھی عیاری کرے اُسکو ملالیا ہی اور بڑی خاطر اُسکی کرتا ہون اب تم بتاؤ اِس امر مین کیا صلاح ہی
آیا اُسکو مین پکڑ کر قتل کر ڈالون یا اپنے گھر سے نکالدون اُس سے لڑون یا اُسکو بگاڑون جو تم
مشورہ دو وہ کرون معمار نے ہنسکر کہا کہ ای بادشاہ آپ کی عقل سے بہتر میری عقل نہین جب
آپ اُسکو ملا چکے تو زبان ایک ہی خلاف عہد شاہون کو کرنا نہایت بُرا ہی اگر اب آپ اُسکو نکالدیجیے گا
تو وہ بدعہدی کا الزام رکھکر آپ کو ذلیل کریگا اور سوائے اُسکے میری خاطر سے آپ یہ فرماتے ہین
ورنہ آپ اُس سے عہد و میثاق دوستی کر چکے ہین اچھا جو آپ کی مرضی انچہ مرضی مولا از ہمہ اولی
دوستون کو آپ کے بہبودی سے مطلب ہی اب ذرا آپ اُسکو میرے سامنے بُلوائیے کہ مین بھی
اُسکی صورت دیکھون کہ کیسی شوکت و شہامت رکھتا ہی جو ایسا مشہور زمانہ ہی اور خداوندون سے
بے ادبیان کرتا ہی شاہان عالم کو تخت سے اُتار کر تختۂ تابوت پر سُلاتا ہی یہ سننا تھا کہ کوکب نے

ایک پتلے کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر برّان کے پاس سے خواجہ عمر بن اُمیہ ضمری کو بلا لا پتلا حسب ارشاد
اُس دیوار کو اُڑ کر ذرا سے اُس طرف گیا یہان خواجہ پس دیوار تمام گفتگوئے کوکب و معمار
سُن رہے تھے اور جانتے تھے کہ کوکب باتین بنا کر کوئی پہلو ضرور میری ملاقات کرانیکا معمار سے
نکالیگا پس آپ نے بھی زنبیل سے تاج گوہر نگار نکالکر سر مقدس پر رکھا تھا اور قبائے قلم کار
زر اندود پرستان کی نکالکر زیب جسم کی تھی پٹکا جواہر دوز کمر سے لگا کر خنجر کی جوڑی لگائی تھی کہ
دستہ خنجر الماس تراش تھے مالے جواہر کے گلے مین پڑے انگشتریان لعل و الماس انگشت مین تھین
زیر جامہ بھی بہت نادر تھا بانہ عیاری کے نیچے عبا کے پوشیدہ تھے اُسوقت ایک بادشاہ
ہفت کشور کی طرح آراستہ تھے اور مسند زرین پر برّان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ پتلے نے جا کر
آپ کی صورت زیبا کو دیکھا اور فرط رعب سے مودب تسلیم کی پھر عرض رسا ہوا کہ اے آفتاب سپہر عیاری
خواجہ عمر بن اُمیہ ضمری بادشاہ کوکب روشنضمیر نے حضور کو بلایا ہے مناسب جانیے تو جلدی تشریف
لیچلیے کیونکہ معمار قدرت سے ملاقات کرائینگے اور وہ زیادہ دیر نہین ٹھہرینگے برّان نے نام معمار سنکر
تخت جواہر نگار طلب فرمایا اور آپ بھی سوار ہوئے برابر اپنے خواجہ سلامت کو بٹھالیا اُسوقت سترہ
اٹھارہ سو خواص نازک اندام وسیمبر کہ ایک ایک اُنمین حاکم کشور دلبری و مالک اقلیم خوبی و بہتری تھی لباس
اور زیور سے آراستہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے گرد تخت کے عہدے ہاتھون مین لیکر
روانہ ہوئین اور چار سو پریزاد حور نژاد مورچھل پرہما کی ہاتھون مین لیے سر پر دونون کے
مروحہ جنبان ہوئین چتر مرصع سر پر گردش پذیر ہوا نقیب اور چوبدار آوازین لگانے لگے اور
اُس مکان کے دوسرے دروازے سے نکلکر اُس طرف جو آدھا مکان کوکب
کی جگہ کا ہے چلے بڑی دھوم دھام سے جا کر دار الامارۃ کوکب پر اُترے برّان خواجہ کا ہاتھ پکڑے
ہوئے اندر بارہ دری کے آئی کوکب نے اشارہ کیا کہ معمار کو جھککر سلام کرے برّان نے
جھکجھکان کر تسلیم کی اُسنے کہا برخوردار عمر دراز آؤ بیٹی میری آنکھین تمھین ڈھونڈھتی تھین
کوکب عمر سے نہ کہہ سکا کہ آپ بھی سلام کرین عمر یوہین جیکا کھڑا رہا وہان برّان کی پیشانی پر
معمار نے بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھالیا پھر جو نظر اُٹھا کر دیکھا تو عمر پر نگاہ پڑی ایک
عجیب الخلقت انسان کو دیکھا کہ جیسے کا سر ناریل کا ایسا ہے کلیجہ سے گال مین خوبانی سے ناک لگا

ریش ہی موتی مروارید کے ایسے دانت رسی سے ہاتھ پانون طباق سا پیٹ زیرہ سے آنکھین چھ گز کا
دھڑ نیچے کا اوپر کا تین گز کا نو گز کا آدمی لباس فرمانروائی سے آراستہ سامنے کھڑا ہی معمار یہ صورت دیکھکر
گھبرایا کہ شاید یہ بھی کوئی دیوتا ہی جو اِس صورت پر خداوند سامری نے اسے خلق کیا ہی وہ تو عمر کو دیکھکر
گھبرایا اور عمر نے اُسکو گھور کر دیکھا بس وہ بدحواس ہو کر گھبرا کے اُٹھ کھڑا ہوا کہ یا سامری بچانا اور پکارا
کہ خواجہ سلامت میری بھی تسلیم آپ کی خدمت مین پہونچے آپ نے بڑا احسان وکرم کیا کہ جو یہان
قدم رنجہ فرمایا کوکب نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ معمار کی جان صورت خواجہ کی دیکھکر نکلی جاتی ہی بس
دل سے خیال کیا کہ یہ اقبال عمر کا ہی جو ایسے دشمن سخت کا صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا غرض اُسنے عمر سے
کہا کہ خواجہ سلامت جن دوست کی کہ مین آپ سے تعریف کیا کرتا تھا وہ آپ ہی ہین معمار قدرت جادو
عمر نے یہ سُنکر کہا ہان زہے نصیب میرے جو آپ سے ملاقات ہوئی ای معمار قدرت جادو مزاج ہمایون
تو آپ کا اچھا ہی آپ کے اشفاق حمیدہ کا ذکر زبانی شاہ کوکب سُنکر مین نہایت مشتاق ملازمت کیمیا
خاصیت تھا بارے طالع یاور ہوئے جو آپ کی زیارت نصیب ہوئی معمار نے کہا خواجہ مین بھی بہت
اشتیاق آپ کی ملاقات کا رکھتا تھا اسی لیے بادشاہ کے لکھنے سے فوراً سر کو قدم بنا کر حاضر ہوا آئیے
ٹھہر جائیے عمر جا کر برابر کوکب کے بیٹھ گیا معمار نے کہا آپ سے ایک بات مین ڈرتے ڈرتے
پوچھتا ہون سچ بتلا دیجیے گا وہ یہ کہ آپ شاہ کوکب کے دوست ہین یا دشمن عمر نے کہا یہ بات تو
کچھ میرے بتانے کی نہین ہی شاہ کوکب خود ہی اپنے دل سے دریافت کر لین اگر وہ میرے دشمن ہین
تو مین بھی اُنکا دشمن ہون اور اگر دوست ہین تو مین بھی اُنکا دوست ہون دل آئینہ ہر شخص کا ہوتا ہی
ہر صورت اُسمین جلوہ گر ہوتی ہی اور یون تو ای معمار بموجب مصرع ضرورت کی کچھ دوستی ہی ضرور
اگر وہ میرے دشمن بھی ہین تو مین اُنکا دوست ہون معمار نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا اچھا اب تو
شاہ افراسیاب سے اور کوکب سے بگڑ گئی ہی اور آپ سے بھی بگڑی اٹکی ہی اُسکی تدبیر آپ نے
کیا کی ہی عمر نے کہا دو بار اُس موذی کو بھی قبضہ مین لا کر سر کاٹنا مین نے چاہا مگر وہ اپنے جال سے
نکل گیا مگر اب بحول و قوۃ الٰہی کہان جائیگا کیونکہ ای معمار تم جانتے ہو کہ سر کاٹنے مین کچھ عرصہ نہین لگتا
ایک نہ ایک دن مقرر خنجر میرا اُسکی گردن پر چل جائیگا اِسمین کچھ فرق نجاننا معمار یہ سُنکر صورت
متحیر ہو کے عمر کی دیکھنے لگا اور کہا آپ سچ فرماتے ہین عمر نے اُسکو متحیر دیکھکر ایک کاغذ کمر سے

نکالا اور معمار کو دیا کہ اسکو پڑھیے اسمین تفصیل وار نام ساحران مقتول کے لکھے تھے کہ جسکو خواجہ نے
تہ تیغ کیا تھا اور ذلیل کر کے مصور وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا اور افراسیاب کو بیہوش کیا تھا معمار کے
حواس اُس کاغذ کو دیکھکر جاتے رہے قریب تھا کہ دم نکلجائے آخر کو بعد دم بھر کے دلکو قوی کر کے
عمر سے کہا کہ اب ہم جاکر افراسیاب سے تمہاری صفائی کرا دین عمر نے کہا خیر اسکا بھی کچھ مضائقہ نہین
ہم بھی راضی ہین اگر وہ اسد کو چھوڑ دے مہ جبین کی شادی اسد سے کر دے اور صاحبقران والی کی
اطاعت کرے آدھا ملک و خزانہ نذر کرے اور سب طلسم مین دین اسلام شائع کرے ہر ایک ساحر اسلام
قبول کرے پس ہمارے اُسکے صلح ہو ورنہ بہر صورت اُسکی قضا ہے معمار نے کہا شادی مہ جبین کی آپ نے
کسکا نام لیا ہے کہ کر دے عمر نے کہا اسد والا دُر کا جو طلسم کشا ہے معمار نے کہا مقرر یہی نام ہے طلسم کشا نے
ہوش ربا کا مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہے مگر جس طلسم کی لوح نملیگی وہ فتح کیونکر ہوگا خواجہ صاحب
ہمکو تو رنج اس بات کا ہے کہ مفت مین طلسم کوکب کا بھی تباہ ہوا اور تم بھی مارے گئے عمر نے کہا میری تو سوت نہین
مجھکو کون ماریگا مین نے تو آجتک افراسیاب ایسے لاکھون ساحر مار ڈالے کاشمیر کاشغر عنظلی آباد وغیرہ
سیکڑون شہر برباد کر دیئے ساحر مشمش کو اندر دریا کے گھسکر مارا معمار ان باتون کو سُنکر بیہوش ہوجاتا
تو عجب نہ تھا کوکب نے کہا خواجہ آپ معمار کو لشکر مہرخ مین جانے کیون نہین دیتے اور چپکے سے کہا
کہ وہان جانے سے اسیر ایسے پیچ پڑینگے کہ یہ آپ ہی افراسیاب سے بگڑ جائیگا خواجہ نے یہ سُنکر معمار سے
کہا اچھا آپ حجت تمام کرنے کے لیے اگر عزم رکھتے ہین کہ افراسیاب پاس جائین تو تشریف لیجائین اور
اُسکو سمجھائین دیکھیے تو کیا درپیش آتا ہے وہ متکبر و مغرور کب کسی کا کہنا خاطر مین لاتا ہے معمار یہ سُنکر اُٹھا
اور اپنے ساتھ کے لوگون کو وہین چھوڑ کر آپ ایک اژدر آتشین پر سوار ہوکر روانہ ہوا اُسوقت ایک پتلہ کے
ہاتھ نامہ کوکب نے مہرخ کو لکھا کہ ہمنے معمار کو تمھارے پاس بھیجا ہے یہ ساحر بہت معزز ہے ہمسے
دعوی برادری اور برابری رکھتا ہے اُسکی بڑی خاطر اور مدارات کرنا اور کوئی بات اُسکے رنج کی
نہونے پائے پتلا تو نامہ لیکر چلا مگر راہ نزدیک سے بزور سحر معمار بھی چلا تھا یہ پتلے سے پہلے لشکر
مہرخ مین جاکر پہونچا وہان کے ساحرون نے جو اسکو آتے دیکھا آمادہ بہ رزم و پیکار ہوئے
اور غلغلہ ہوا ہر ایک نے شور و غوغا مچایا لیکن پتلے نے کوکب کے پہونچکر نامہ مہرخ کو دیا
مہرخ مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر سب اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر بہر استقبال تخت سحر اُڑا کر

چلی اور جاکر معمار کو برابر اپنے تخت پر سوار کراکے بڑی تعظیم وتکریم سے اندر بارگاہ کے لائی حد سے
زیادہ تعریف شوکت وجلادت کی اُسکے فرمائی اور اندر بارگاہ کے تخت کے برابر نیم تخت بچھواکر بٹھایا
اُسوقت چالاک و برق وضرغام وجانسوز عیار بھی موجود تھے اور بہار وغیرہ سب مغز جادوگرنیان
بیٹھی تھین معمار قدرت نے بھی تعریف مہرخ از حد کی اور کہا مرحبا صد مرحبا خوب تمنے مقابلہ افراسیاب سے
کیا مگر اب ہم آئے ہین کہ تمسے اور اُس سے صفائی کرادینگے خواجہ اور کوکب کو تو ہم راضی کرآئے ہین
ایک تمسے کہنا تھا سو وہ بھی کہہ لیا اب حیرت کے پاس جاتا ہون یہ کہہ ہی رہا تھا کہ احتیاج پیشاب کی
ہوئی کہا مین چوکی پر جاؤنگا کوئی آفتابہ رکھدیا لوگون نے دوڑکر آفتابہ چوکی پر لگایا معمار اُٹھکر
پشت بارگاہ پر چوکی لگی تھی وہان آیا اور چوکی پر بیٹھا یہان تمام لشکر مین غلغلہ ہو رہا تھا کہ معمار قدرت
اب ہماری جانب آیا ہی قلعہ تیار ہوگا قضائے کار صرصر شمشیر زن بھی بصورت مبدل اُس لشکر مین
آئی تھی اُسنے بھی یہ حال سنا اور وہم اُسکو دامن گیر ہوا کہ اگر قلعہ بنایا گیا تو اور بھی مشکل سخت ہوگی
لازم ہی کہ تو معمار کو پکڑ لیجا بس یہ سوچکر راہ کترا کر در بارگاہ پر آئی اور گھات مین لگی رہی جب معمار اُٹھکر
چوکی پر آیا یہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے جانب بیت الخلا آئی یہان صرف قنات گھری تھی چھت نہ تھی جب معمار
اندر گیا یہ بھی جست کرکے اندر آئی جب تک وہ سنبھلے سنبھلے اُسنے بیضہ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش
ہوگیا اُسنے پشتارہ مین اُسکو باندھا اور قنات چاک کرکے ایک طرف کو نکلی بسبب چوکی یہان لگانے کے
سوائے صاحب احتیاج ضرورت کے لوگ کم آتے ہین یہ صحرا کی طرف پشتارہ بدوش گئی اور وہان سے
جو سیدھی ہوئی اپنے لشکر کی راہ پکڑی یہان جو معمار کو عرصہ ہوا تو لوگون نے جاکر چوکی پر دیکھا معمار کو
نہ پایا قنات کو چاک دیکھا تمام بارگاہ مین غل برپا ہوا کہ معمار کو کوئی پکڑ لیگیا چالاک نے آکر دیکھا
تو پہچانا کہ یہ ہتیرہ صرصر کا ہی برق نے بھی سُنا کہ اُستانی کا یہ کام ہی مہرخ نے جو سُنا تو بدحواس ہوئی
اور کہا افسوس کوکب اب کیا کہیگا تدبیر اسکی رہائی کی ضرور چاہیے اور ہوسکے تو صرصر کو راہ مین روکو
چالاک نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے کچھ اندیشہ نفرمائیے مین جاکر معمار کو لاتا ہون اگر صرصر بارگاہ مین
پہونچ گئی ہوگی تو مین اندر سے بارگاہ کے لاؤنگا وہ کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگی اگر مین نے
اُسکو ذلت ندی تو نام اپنا چالاک نبایا یہ کہکر چل نکلا پیچھے اُسکے برق بھی روانہ ہوا چالاک
دست راست کو برق بائین طرف چڑھکے چلے مگر صرصر جو پہلے چلی تھی معمار کو لیے ہوئے

بارگاہ حیرت مین پہونچی حیرت اتفاق سے اُسوقت بارگاہ مین نہ تھی اندر طلسم کے گئی صرصر نے جو اُسکو
نہ دیکھا تو پوچھا کہ ملکہ طلسم کہان گئی ہین لوگون نے کہا اندر طلسم کے گئی ہین صرصر یہ سُنکر پشتارہ لیے ہوئے
پل پر یزادان طی کر کے اندر طلسم کے گئی وہان بھی حیرت گنبد نور پر نہ تھی مگر باہر گنبد کے ایک مقام پر
فرش بچھوا کر بیٹھی تھی ناچ دیکھ رہی تھی چند مصاحبین ہمراہ نہین صرصر نے آکر تسلیم کی اور پشتارہ سامنے
رکھدیا اُسنے پوچھا کہ اس پشتارہ مین کسکو لائی ہو اُسنے کہا معمار قدرت کو حیرت نے کہا ارے یہ تو
جہاندار قدرت مالک بیابان گلریز کا مصاحب ہو تجھے کیونکر ملگیا اُسنے کہا یہ طرفداری کرنے کو
مہرخ کی آیا ہو تمام لشکر مین شور مچا ہوا ہو کہ اب قلعہ بنایا جائیگا حیرت نے کہا تو نے کار نمایان کیا
جو اس جھگڑے کو اول ہی سے طی کر دیا اچھا گنبد نور کے قصر مین وہ جو مکان سامنے بنا ہو وہان ایک
پلنگ بچھا ہوا ہو اُسپر لیجا کر ابتو اِسکو لٹا دے اور پردے دالان کے چھوڑ کر دس ۱۲ بارہ ساحرون کو پہرے
پر براے حفاظت مقرر کر دے اور خوب بند وبست کر کے آ صرصر حسب الحکم وہان معمار کو لیگئی اور
سب انتظام کر کے اِس خیال سے کہ اندر طلسم کے کون آئیگا پھر حیرت کے پاس آئی اُسنے اکیس پارچہ کا
خلعت صرصر کو دیا صرصر تو مالامال ہو کر اپنے مقام پر متمکن ہوئی یہان تو یہ سانحہ گذرا لیکن اور ماجرا
سُنیے جسوقت نامہ کوکب معمار کو پہونچا اور عازم ہوا کہ کوکب پاس جاؤن بس یہ تو کوکب کیطرف
آیا وہان ایک ساحر افراسیاب کا دوست بھی معمار کے پاس اُسوقت تھا وہ اپنی جگہ پر اسکے جانے کے
بعد آیا اور اُسنے نامہ جملہ حال کا افراسیاب کو لکھا کہ اِسطرح معمار کو کوکب نے بلایا ہو وہ اُسکے
پاس گیا ہو آپ ہوشیار ہو جائیے یہ نامہ افراسیاب کو جب پہونچا اُسوقت حیرت کا نامہ بھی
پہونچا کہ مہرخ کے لشکر مین معمار آیا ہو اور اُسکی شراکت کرنیکا اِسکا اِرادہ ہو بادشاہ یہ دونون نامہ پڑھکر
متفکر تھا کہ تیسرا نامہ حیرت کا آیا کہ معمار کو صرصر پکڑ لائی ہو یہ نامہ پڑھکر بادشاہ کو خوشی ہوئی
اور اُسیوقت جواب لکھا کہ اے ملکہ معمار کو بہت ہوشیاری سے رکھنا مین بھی آتا ہون حیرت کو
جب نامہ شاہ پہونچا اُسوقت اُسکو شراب کا نشہ بہت تھا وہ اُٹھکر اندر ایک قصر کے کہ وہان پتیلے
اور بُت ہزارون رکھے ہوئے تھے اُنکے دیکھنے کو چلی گئی اِدھر حال چالاک سُنیے کہ یہ جو وہان سے
چلا تو پہلے اُسنے صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین جاکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صرصر اندر طلسم کے
معمار کو لیگئی بس یہ بھی اُسی طرف چلا اور دریاے خون روان پر پہونچا نشان قدم صرصر کا وہان دیکھا

اُسنے بھی چلنے کا قصد کیا جب پُل پر پرزادان پر قدم رکھا دریائے خون روان جوش مین آیا پانی اُسکا معلوم ہوا کہ آسمان سے لگ گیا کف دریا اُسوقت آفتاب تھا آسمان اُس بحر کا ایک حباب تھا اور علاوہ دریا مین جوش آنے سے ایک دیوار جالاک کو پانی کی سُرخ رنگ نظر آئی جس سے طبیعت سخت گھبرائی حال اُس پُل کا اور دریا کا بارہا لکھا گیا ہی لیکن بسبب یاددہی ناظرین پھر درج ہوتا ہی کہ صرف اجمالاً بیان کیا گیا ہی کہ یہ مقام طلسم بند ہی اور چار درجہ کا بنا ہوا ہی اُسکے نیچے کے درجہ مین دریائے خون روان جاری ہی اور اوپر کے درجون کا یہ نقشہ ہی کہ ہر درجہ مین بارہ بارہ ہزار در طلائی انکے بنے ہین اور ایک درجہ مین جو بارہ ہزار در ہین اُنمین ایک ایک پریزاد کھڑی ہی اور ایک سمت کو کچھ جن ہین کہ وہ شیر پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے مستعد جنگ ہین اور ایک درجہ مین بہت سے در ہین اور ہر در مین دو زنگی آپسمین شمشیر زنی کر رہے ہین مگر تلوارون کا اُنکی یہ عالم ہی کہ جہان وہ تلوار جس زنگی کے جسم پر لگ جاتی ہی پس وہ ایک ہی وار مین دو ٹکڑے ہو جاتا ہی باوجود کہ وہ دونون وار کو روکتے بھی خوب ہین لیکن اگر ہاتھ پڑ جاتا ہی تو پھر قلم ہی ہو جاتا ہی اور قاتل اُسی مقتول کے دونون ٹکڑے جسد کے ملا کر دلاش پھرتا ہی وہ پھر زندہ ہو جاتا ہی اور لڑنے لگتا ہی اور اُسکو قتل کرکے یہی حرکت وہ بھی کرتا ہی وہ بھی جی اُٹھتا ہی غرض اسی طرح سے سب آپسمین قتل وقمع ہوتے ہین مگر مرتا ایک بھی نہین اور تیسرے درجے کے درون مین ایک ایک پریزاد بیٹھی ہی نہایت شوخ وشنگ تا ہید ۂ آسمان سے بہتر فلک حسن کے قمر وہ پریزادین موتی پھولیون مین بھرے اُچھالتی ہین کہ وہ موتی سب دریا مین گرتے ہین اور دریا سے سبز وسُرخ زرد مچھلیان نکلکر اُنکو نگل جاتی ہین اور اوپر اُس درجہ کے جو برج بنے ہین اُن برجون مین ایک ایک پری حسن مین بہتر از ماہ مشتری شہنائیان مُنھ سے لگائے کھڑی ہین اور پُل پرزادان بالکل الماس کا ہی کہ مثل برق کے چمک رہا ہی منڈیرین اُسکی بہت بلند ہین اور چار مینار اُس پر بنے ہین اور ہیئت اُن مینارون کی ایسی ہی کہ آدھے آدھے مینار اوپر کے ایسے نظر آتے ہین کہ جیسے دھڑ آدمی کا ہی اور اُس مینارین سے آدمی نکل رہا ہی لیکن پانون کا پتا نہین اور وہ آدمی بھی دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہی اور دونون طرف فصیلون پر پُل کے کچھ پریان ہین کہ سراسر زر وزیور سے آراستہ گولے فولادی ہاتھون مین لیے آپسمین گیند دھڑ کا کھیل رہی ہین

اور اسطرح گیند بازی ہوتی ہے کہ کوئی گولا زمین پر گرنے نہین پاتا ہے برابر تار بندھا ہوا ہے اور ہر گیند سے
پھل شل ہوائی اور بہت پھول کی آتشبازی کے جھڑتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ سہرا پھولون کا
لٹک رہا ہے چالاک نے تو کبھی یہ تماشا دیکھا نہ تھا حیران ہوا اور سیر کھڑے ہو کر دیکھنے لگا
اس عرصہ مین برق بھی ہر طرف سے پھرتا ہوا یہان آکر پہونچا اور چالاک کو پل پہ کھڑے دیکھکر
اُسنے پوچھا کہ کیون بھائی صاحب کچھ سُراغ آپ کو معمار کا ملا یا نہین چالاک نے کہا کہ صرصر
تو نکل گئی اور اسی طرف سے گئی ہے مگر ہم یہان طلسم کا ایسا انداز دیکھتے ہین اس سبب سے جاتے ہوئے
خوف کھاتے ہین مقام ناچاری ہے برق نے کہا پھر کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہیے اور معمار کو لانا ضرور ہے
کیونکہ وہ ہمارا مہمان عزیز ہے اور دوسرے خواجہ کوکب کے پاس ہین انھون نے وہان سے بھیجا ہے
اگر کچھ پیچ پڑ گیا تو بُرا ہوگا خواجہ الزام دینگے کہ تم لوگون سے نگہبانی ایک شخص کی نہو سکی چالاک نے
کہا اگر یہ ہے تو ہم جاتے ہین چاہے کچھ ہی کیون نہو ہمکو عیاری جیسے طلسم ظاہر مین کرنا ویسے باطن مین
برق نے کہا یہ سب سچ ہے مگر اندر طلسم کے کوئی جا نہین سکتا راہ نہین اسمین ساحر ہو یا غیر ساحر
وہی شخص جاتا ہے جسکو افراسیاب کی اجازت ہے یا افراسیاب بُلا لیتا ہے جب جاتا ہوتا ہے اے
بھائی یہ طلسم مثل اور طلسمون کے نہین ہے یہ مقام بہت سخت اور دشوار گذار ہے جب سے مین یہان
آیا ہون دو مرتبہ اندر طلسم کے گیا ہون اور خواجہ بھی بہزار دشواری گئے ہین چالاک نے کہا
اگر تم ہو آئے تو ہم کو بھی دو ایک مرتبہ جانا ضرور چاہیے برق نے کہا ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا وہان کا
گیا پھر پھرتا نہین اور بڑی مشکل سے زندہ رہتا ہے ساحران آدم خوار و مردم آزار ناخدا ترس
رہتے ہین مسکن شیاطین و آسیب ہر جگہ ہے خدا پناہ جان اُنسے بچنا مشکل ہوتی ہے روٹی نہین ملتی
پانی نہین ملتا ہے چالاک نے کہا کچھ کیون نہو اے برق تم تو ہو آئے اور ہمسے یہ باتین عیاری کی
کرتے ہو اچھا جو خدا کی مرضی ہم جائینگے ضرور یہ کہکر اُسنے قدم آگے بڑھایا شور و غوغا پانی کے
اندر سے پیدا ہوا کہ بگیر و بگیر لیا رہیو اور شعلہ ہائے آتشی دریا سے نکلکر اور ہر طرف سے پیدا ہوکر
تا بفلک سر کشیدہ ہوئے برق نے دوڑکر پکارا کہ اے بھائی چالاک واسطا اپنے دین و مذہب کا
پھر آؤ کیا غضب کرتے ہو کیون اپنی جان مفت دیتے ہو دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہے آؤ پھر آؤ
چالاک نے اُسکی خاطر سے کہدیا کہ اچھا آتا ہون اور وہان سے دکھلانے کی راہ سے پھرا

اور سامنے ایک درۂ کوہ تھا اُسمین چلا گیا برق بھی مطمئن ہو کر ایکطرف روانہ ہوا چالاک پھر درۂ
کوہ سے نکلکر پُل کیطرف روانہ ہوا مگر برق نے خیال کیا کہ دیکھو تو چالاک کیا کرتا ہی پھر اُسنے جو
تلاش کیا تو دیکھا کہ پُل پر جاتا ہی اور پُل پر قدم رکھتے ہی پھر جوش و خروش پیدا ہوا ہر حباب دریا کا
چشم خونخوار بنکر آنکھین دکھانے لگا پھٹے پھٹے لال لال دیدون سے ڈرانے لگا اور قدم جب چالاک
آگے بڑھاتا ہی پیچھے پڑتا ہی اور یہ معلوم دیتا ہی کہ ہزار کوس پر مین جا گرتا ہون لیکن پھر کوئی سنبھالدیتا ہی
اور چارطرف اُس دریا مین سے اژدر آتشین اور ماران سیاہ زہریلے نکلنا شروع ہوئے اور پریون نے
وہی گیند یعنی گولے فولادی اُسپر برسانا آغاز کیے عیاذاً باللہ ہر سمت سے آتشباری ہونے لگی
زمین و آسمان سب ایک انگارہ نظر آتا تھا بیچ مین اُسکے سمندر کی طرح چالاک جاتا تھا ہر طرف سے
آواز گھنٹ گھڑیال بجنے کی آتی تھی اور صداہاے مہیب سے دل دہلتا تھا زنگی جلد جلد لوٹتے تھے
اور مرتے تھے نہنگ خون آشام دریا سے نکلکر حملہ کرتے تھے زمانہ کا مزاج برخلاف تھا دریا نہ تھا
ترک دہر کا دل جوش مین فرط غضب سے آیا تھا یا بخارات دل دہر کے نکلتے تھے کہ آگ کے شعلے
نکلتے تھے وہ جگہ کرۂ نار تھی دوزخ سے بھی زیادہ گرم اور پُراز شرار تھی ادھر آگ برستی تھی شرر مثل
باران کے یا تیر شہاب کے آتی تھی شعلے بگولے کیطرح پیچتاب کھاتے تھے شیاطین آگ مُنھ سے
اُگل کر رخت ہستی جلایا چاہتے تھے اُس مقام پُر شرر و شعلہ بیز کا یہ حال تھا کہ ابیات

شور پانی کرے تھا رہ رہ کے	اسطرح چھوٹتے ہین جون پھلکے
سنگ پریون تھی آب کے اب دھا	چھاتی پر جون گرے نزلۂ حار
ساغر مہر گرم تھا یان تلک	شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک

یہ کیفیت اُس سرزمین طلسم کی دیکھکر چالاک گھبراتا تھا مگر اسکا جسم آتش اور زہر بلاے کے سحر سے
بسبب انگشتری جمشیدی کے محفوظ تھا اور قدم اُٹھاے خدا کو یاد کرتا چلا جاتا تھا اور دل سے
کہتا تھا کہ برق فرنگی کا قول بالکل غلط نظر آتا ہی یہان تو یہ سب شعبدہ صرف دکھلانے کا ہی
کچھ ضرر نہین پہونچتا ہی اچھا چالاک کبھی کسی کے کہنے پر نہ چلے اگر تم ڈر کے رہجاتے ہرگز
یہان نہ آسکتے برق کو نہین معلوم تمسے کیا عداوت تھی جو منع کرتا تھا اسی طرح کے خیال دل سے
کرتا ہوا جاتا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ مین بسبب انگشتری جمشیدی کے بچتا ہوا جاتا ہون اور یہ

ہر بلا سے محفوظ ہون الحاصل یہ تو جست و خیز کرتا ہوا پل کے اوپر سے گذر کر اُس پار دریائے
خون رواں کے پہونچا مگر دل مین حیران تھا کہ کیونکر مین بچ آیا اور برق اس پار کھڑا دیکھا کیا
دل مین بہت متحیر تھا کہ چالاک ضرور کچھ سحر سیکھ آیا ہے غرض جب چالاک اُس پار پہونچا سامنے قلعہ طلسمی
نظر پڑا کہ دروازہ بہت وسیع اور دروازہ اُسمین لگا ہے اور گنبد نور سامنے بنا ہے منزل لما منزل تک دیوار
قلعہ کی کھنچی نظر آتی ہے دروازہ کھلا ہے ہزارہا ساحرونکا پہرا ہے چالاک بھی الگ جا کر صورت ایک
ساحر جلیل القدر کی ایسی بنا کہ کانون مین جواہر کے کنڈل ڈالے یاقوت رنگ سانپ گلے سے لپیٹے
دھوتی پیتامبری باندھے موتی اور سونے کا مالا ہاتھ مین لیا بازون پر جوشن مرصع کار باندھے
گردھنی سونے کی کمر سے لپیٹی منقل سونے کی آگ اُسمین دہکتی ہاتھ مین لیکر اندر دروازہ کے آیا
کسی نے اُسکو روکا نہین یہ سمجھکر کہ یہان سوائے اجازت یافتہ ساحر کے اور کوئی آ نہین سکتا ہے
چالاک بے اندیشہ دروازہ سے گذر کر جب آگے بڑھا شہر پرستان اُسکو نظر پڑا ہر طرف ساحرون کی
بستی دیکھی رعیت فرط عشرت سے ہنستی دیکھی کئی مرتبہ کیفیت اُس شہر کی بیان ہوئی ہے اسوجہ سے
اختصار کیا گیا یہ دوکانین اور مکانون کو دیکھتا ہوا چلا کہ ہر قصر جسکا قصر فریدون اور نوشیروان پر
طعنہ زن تھا یہان کے مکانات دیکھکر طاق فریدون کے دل مین رشک سے روزن تھا اسیہ خو
تھا مختصر یہ کہ یہان کا ہر ایک ادنی مکان بھی بہت نایاب و قطعدار تھا بالکل پرستان کا ایسا نقشہ
نظر آتا تھا دل اُسی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر طرف پری پیکرون کا جمگھٹ ہر سمت جوان جوان جادوگرنیون کا
بناؤ دوکانین آراستہ خریدار و دوکاندار پیراستہ اشیائے نفیسہ و اجناس عمدہ کا انبار ہر شے نایاب
و پُربہار چالاک سیر دیکھتا ہوا گنبد نور کے متصل آیا اُسکو بھی تہ طلسم کا پایا تین درجے کا ایک
قصر فلک رفعت بنا پایا کہ جو ملکہ طلسم کی تخت نشینی کا مکان ہے اطراف مین اُسکے ہزارہا قصر بنے تھے
نقش و نگار مین ارژنگ چین اور نگارخانۂ مانی کو شرماتی تھی روح نعمان بن منذر اُس مکان کی گرد آوری پر
نثار تھی سبحان اللہ کیا عمارت قطعدار تھی خورنق بہرام کی حقیقت اُسکے سامنے بے حقیقت نظر آتی تھی
صفائی عمارت آئینۂ اسکندر کو اندھا بناتی تھی اوپر گنبد کے ملکہ حیرت نہ تھی انھین مکانات مین سے
ایک مکان مین مسند نشین عزت تھی ساحران نامی حاضر تھے فن ادب سے ماہر تھے سامنے
ملکہ کے گلدستے طلسمی چنے تھے عطردان پاندان چوگھڑے رکھے تھے صرصر شمشیرزن بھی حاضر تھی

اور معمار کو سامنے والے ایوان مین کہ اُس قصر سے علیحدہ وہ مکان تھا وہان پلنگ پر جا کر
صرصر نے لٹا دیا تھا ساحرون کو پہرے پر بٹھا دیا تھا چالاک ساحر بنا ہوا اندر اُس مکان کے کہ
جسمین حیرت تھی آیا اور ایک طرف کو اپنی فکر مین استادہ ہوا اور اُسنے حال دربار سب دیکھا خیال کیا
کہ خدا کی قدرت بہت بڑی ہی کہ جو ایسی بادشاہزادی اور ایسے زبردست ساحر افراسیاب پر
ہم لوگ فتح پائین اور اُن ملاعنان غدار کو خاک مین ملائین اللہ اکبر کیا جاہ وجلال ہی کیا ملک ہی
کیا خزانہ ومال ہی اسی فکر مین تھا کہ صرصر کو اُسنے خلعت پرزر پہنے ایکطرف کو استادہ دیکھا اور
صرصر نے بھی کہ دستور عیاران ہی نئے آدمی کے آنے سے اُسکو خوب دیکھ لیتے ہین چارطرف
دیکھا چالاک پر نگاہ پڑی مدت سے طریقے عیارون کے یہ دیکھتی آتی ہی اور عیارہ زبردست ہی
اُسنے بنگاہ اول پہچانا کہ یہ چالاک عیار ہی اور اُسکی آنکھ چالاک کی آنکھ سے اسطرح لڑی
کہ چالاک بھی سمجھ گیا کہ اُسنے تجکو پہچانا یہ توراہ کترا کر اُسیوقت باہر اُس قصر کے نکلگیا اور صرصر
اُسکو دیکھکر متوجہ ہوئی تھی کہ مین حیرت سے اُسکے آنے کی حقیقت کہون اُسنے اُسکو باہر جاتے
نہین دیکھا پس حیرت سے اُسنے کہا کہ اے ملکہ دوسان وہ دیکھیے چالاک بن عمر معمار کے چھڑانے کی
فکر مین یہان آیا ہی اور استادہ ہی حیرت نے اُسکے کہنے سے اُسی طرف پھر کر دیکھا تو چالاک کو نپایا
پس خفا ہو کر صرصر سے کہا کہ اری چڑو تو کیا کچھ دیوانی ہو گئی ہی یا نشہ زیادہ ہو گیا ہی بھنگ پی کر آئی ہی
جو ایسی بات بیوقوفی کی مُنھ سے نکالتی ہی اری یہ تو بھلا تو اپنے دل مین سمجھ کہ چالاک دریاے
خون رودان طی کر کے اندر طلسم کے کیونکر آیا اور دروشہر ناپرسان پر ہزاہا ساحر بیٹھا ہوا تھا اُسکی
آنکھون مین خاک اُسنے کیونکر جھونک دی صرصر ان باتون کو سنکر سمجھی کہ ملکہ سچ کہتی ہین تجکو شبہہ
ہو گیا واقعی یہان عیارون کا آنا دشوار ہی اگر کبھی آئے ہین تو پکڑ کر آئے ہین یا ایکبار برق
چادر جمشیدی کی وجہ سے آگیا تھا ایسا کچھ سوچکر یہ بھی خاموش ہو رہی اور دربار مین او رباتین
ہونے لگین ادھر چالاک جو باہر اُس قصر کے نکلا تو اُس مکان کی طرف آیا کہ جہان معمار قید ہی
وہان اُسنے دیکھا کہ بہت سے ساحر ایک مکان کے دروازے پر بیٹھے ہین یہ بھی ٹہلتا ہوا اُسی
طرف پہونچا اور اُنکے قریب آکر پہلے تو کھڑا رہا پھر کہا کہ بھائیو یہ مکان تو بہت سرد معلوم دیتا ہی
ملکہ جس قصر مین بیٹھی ہین وہ تو بہت گرمی کی جگہ ہی مین تو بوکھلا کر چلا آیا اُن ساحرون نے

یہ کلمات سُنکر جواب دیا کہ بھائی صاحب حقیقت مین تو ہم تم ایک ہی ہین کیونکہ تم بھی اس طلسم مین رہتے ہو
اور ملازم بادشاہ ہو اور ہم بھی یہین کے ساکن اور ملازم ہین لیکن دل مین اپنے آزردہ نہو ناکہ ہمکو یہان
ٹھہرنے کو اُنھون نے منع کیا ای بھائی ہم مجبور رہین اس مقام پر کسی کو حکم مالک کا ٹھہرنے دینے کا
نہین ہی بس لازم ہی کہ تم یہان سے چلے جاؤ اسجگہ ٹھہرنے مین ہمارے تمھارے دونون کے
لیے قباحت ہی کیونکہ یہان ایک ساحر زبردست قید ہی چالاک نے نام قیدی کا جو سُنا تو مستفسر ہوا
کہ کون ایسا زبردست قید ہی کہ باہر مکان کے بھی کسی کو ٹھہرنے کا حکم نہین اُنھون نے کہا بھائی
معمار قدرت اُس ساحر کا نام ہی چالاک نے معمار کا نام سُنکر گردن ہلائی اور کہا خوب ہوا جو وہ
قید ہوا بڑے دعوے سے قلعہ بنانے آیا تھا نمک حرامون کا طرفدار بنا تھا سرکشی سے بہت سر اُٹھایا تھا
ای بھائی اسی طرح سب نمک حرام قید ہو آئین تو البتہ خوشی کا مقام ہی یہ کہکر کہا اچھا بھائی کام سے کام ہی
وہ بات کیون کرین جسمین تہمت الزام آئے ہم جاتے ہین مگر گرمی مین آئے تھے اگر کہو تو پانی تھوڑا وہ
جو گھڑا سا منے رکھا ہی اُسمین سے پی لین ساحرون نے کہا شوق سے پانی کی مناہی نہین ہی
چالاک گھڑونچی پاس گیا اور سرپوش گھڑون کے اُٹھاکر سبکو دیکھا وہ ساحر اُسکو پانی کی
اجازت دیکر آپسمین باتین کرنے لگے اور اُسنے بیہوشی پانی مین ملادی اور ایک گھڑے سے کچھ
پانی اُنڈیل کر دکھانے کی راہ سے پیا اور کہا بھئی پانی بھی بہت سرد تھا کہ پینے سے کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا
کیون بھائی کیا برف اُسمین ڈالی ہی اچھا سامری کے حوالے کیا ہم چلے مگر تم بھی کتنے بیمروت لوگ ہو
کہ ایک چلم بھی نہ پلائی آگ ہوتی تو تمباکو اور چرس ہمارے پاس تھی دو دم مار لیتے کہ گرم ہو جاتے
یہ جو اُسنے کہا وہان دو چار ساحر چرس کے عادی تھے وہ بولے کہ آؤ بھائی آگ ہم دین یہ تو خواہ مخواہ
ڈرے جاتے ہین اسے قیدی اندر مکان کے قید ہی یہ بیچارے قیدی کا کیا کرینگے ان باتون سے
ساتھ والے بھی خاموش ہو رہے چرسیون نے چالاک کو بُلاکر پاس اپنے بٹھایا اور کہا بھائی دیکھو
وہ ٹھیک آگ کی سلگا رکھی ہی چالاک نے کمر سے کیسی تمباکو کی نکالی اور چلم اُسنے لیکر اُسپر جمائی اور
کچھ چرس نکالکر اُنکو دکھائی اور کہا یہ ہو تو کشمیر مگر سال جہان کے مقابلے مین ہی اور بہت نایاب ہی یہ
کہکر تھوڑی سی چلم مین جماکر آگ پھٹک کر رکھی اور اُنکو دی کہ لو بھائی سُر کرو اُنھون نے کہا نہین پہلے
تم سُر کرو اُسنے کہا واہ ہم تمھارے سامنے سُر کرین ارے بھائی ہم تو تمھارے پست پینے والے ہین

اُنھون نے کہا واہ واہ یہ آپ نے خوب کہی ایک نے کہا ان بھائی کا مزاج بہت اچھا معلوم ہوتا ہی
بہت گل آدمی ہین غرض باتین بنا کر اُنھون نے دم لگائے چالاک نے دوسری چلم اور جما کر
اورون کو دی جتنے تھے سب نے دو دو ایک ایک دم لگائے اور تعریف کرتے جاتے تھے
کہ بھئی واہ کیا تحفہ چرس ہی کچھ دیر مین سبکو گرمی معلوم ہوئی اور تشنگی پیدا ہوئی اُٹھکر اُنھین
گھڑون مین سے پانی پیا اور سینے سیر ہو کر پیا چھینک مار سب بیہوش ہو گئے چالاک اندر مکان کے
پردہ اُٹھا کر داخل ہوا اور صورت صرصر کی بنکر پلنگ پر سے معمار کو اُٹھا کر پشتارہ باندھکر دوسرے
دروازہ سے مکان کے نکلا وہان اور دربان استادہ تھے اُنھون نے صرصر کو پشتارہ لیجاتے
اور اندر سے مکان کے نکلتے دیکھکر کہا کہ آپ اسطرف سے تو آئی نہین پھر کدھر سے اس مکان مین آئین
صرصر نے جواب دیا کہ ہمکو سامری جمشید نے یہ بھی قدرت دی ہو کہ چاہین ظاہر ہو کر جائین چاہین
پوشیدہ داخل مکان ہون کہ کسی کو نظر نہ آئین اور جس مقام پر جی چاہا ہو یون ہین ہزار مرتبہ گئی ہین
اور اگر ایسی قدرت ہم مین نہوتی تو ایسے ایسے ساحران نامی کو ہم پکڑ کیون لے آتے لو دیکھ لو
یہ پشتارہ معمار قدرت کا ہی ملکہ حیرت جادو پاس لیے جاتی ہون یہ کہکر قدم شاطری مارتا ہوا
سیدھا ایک طرف کو روانہ ہو گیا مگر راہ مین اور بہت سے ساحر دیکھے کہ گنبد نور کے محافظ تھے اور
یہ اندر سے گنبد نور کے ابھی نکلا نہ تھا آخر کی ڈیوڑھی پر اُن محافظون نے اسکو روکا کہ بی بی
صرصر کیا لیے جاتی ہو اُسنے کہا کہ ملکہ حیرت سنے ایک شخص اپنی بارگاہ مین بھیجی ہی مین اُسی کو لیے
جاتی ہون اُنھون نے کہا کہ ہمکو تو آدمی اسمین معلوم ہوتا ہی صرصر نے جواب دیا کہ پھر اتو کام ہی
یہ ہی کہ آدمی کو لاتے ہین اور لے جاتے ہین اور نہین کیا ہم بوجھ کسی کا مزدورن کی طرح ڈھوتے ہین
اور ہال ہو جو اہ تھوڑی کسی کا باندھکر لیجاتے ہین جو کوئی بھڑوا چھنال ہمکو روکے ٹوکے اور پکڑے
تم تو آج ایسی تحقیقات کرتے ہو گویا مجکو چوٹی سقر کیا ہی بھلا مجاد کیا مطلب ہی جو آدمی لادون
اور چورہنون جی مین آتا ہی کہ اس پشتارے کو تمھارے سر پر مار کر اپنا راستہ پکڑون جو کوئی پوچھیگا
تو کہدونگی کہا بنے دربانون سے پوچھ لو وہ لوگ یہ باتین سنکر خائف ہوئے اور کہا واقعی بی صرصر
تم سچ کہتی ہو تمھارا کام آدمی کا لانا اور لیجانا ہی لیجاؤ خفا نہو ہمکو کیا کام ہی روک ٹوک سے
صرصر باتی جھاتی وہان سے لیکر آگے بڑھی مگر جب کوئی دس بارہ قدم دروازہ باقی رہا تو دروازہ

نظر سے غائب ہوگیا اُسوقت اُسنے اپنے دل مین کہا کہ برق فرنگی سچ کہتا تھا بس اُسنے خیال کیا کہ لاؤ
انگشتری جمشیدی کو دیکھون یہ سوچکر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو انگشتری پر نگاہ پڑی اُسمین لکھا دیکھا کہ
ای چالاک تیرے سبب سے تو اس مقام پر چلا آیا مگر اب مجھہ مین طاقت نہین ہی کہ مین تجکو باہر مکان
طلسمی کے پہونچاؤن مگر ہان اگر بیضۂ عقاب جمشیدی تیرے پاس ہوتا تو البتہ تو باہر جا سکتا تھا اب تو
بغیر امداد ساحر زبردست کے نکلنا یہان سے دشوار ہی ماندی ماندی تا دور قیامت ہمین جا ماندی
اب چالاک یہ مضمون دیکھکر انگوٹھی کا حیران ہوا اور آندھی آئی غلغلۂ آمد افراسیاب ہوا تمام طلسم مین
شور مچگیا کہ شہنشاہ آتے ہین ہزارون ساحر دوڑ پڑے ہوا سرد چلنے لگی ابر سُرخ نمودار ہوا ساحرون
مین سے کوئی سجدہ کرنے لگا کوئی اوندھے مُنھہ گرا کوئی ڈنڈوت کرنے لگا گھنٹے اور گھڑیال اور
ناقوس اور جھانجھ بجنے لگے اب چالاک سمجھا کہ اب برے پھنسے بس اُسنے گھبرا کر جو دیکھا تو
اُس مکان کا کوٹھا اُسکے خیال مین آیا کہ سوائے اِسجگہہ کے اور کوئی مقام پوشیدہ ہونے کا نہین بس
یہ زینہ اُسکا تلاش کرکے جلد تر بالاخانہ پر آیا وہان ایک راوٹی پڑی تھی اُس راوٹی مین جا کر
چپکا بیٹھا وہان سے بھی ایک طرف کو کھلا ہوا تھا تو وہ مقام جہان حیرت تھی دکھائی دیتا تھا
الحاصل یہ تو وہان بیٹھا اور افراسیاب اُسی قصر مین کہ جہان حیرت تھی آکر اُترا حیرت نے
اُٹھکر مجرا کیا شاہ نے ہاتھ پکڑ کر تخت پر برابر اپنے بٹھا لیا حیرت نے ایک سو ایک کشتی جواہر
اور سوا سو کشتی اشرفیون کی نذر پکڑی اس اثنا مین صرصر بھی خلعت عطیۂ حیرت پہنے ہوئے
آئی اور نہایت خوش و خرم بامید انعام سامنے بادشاہ کے آکر کھڑی ہوئی جب شاہ نے اُسکی طرف
دیکھا اُسنے مجرا کیا شاہ نے بھی اُسکی تعریف فرمائی کہ ای صرصر تونے بڑا کام کیا اُسکے صلے مین بہت
کچھہ تو پائیگی صرصر نے بادشاہ کی دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا ای بادشاہ یہ سب آپکا
اقبال ہی میری کیا اصل ہی جو مین کچھہ کر سکون آپ کے اقبال سے پنجہ میرا اتنے بڑے ساحر پر قابض
ہوگیا اور مین ایسے موذیون سے بچکر اُسکو لے آئی شاہ نے کہا اس امر مین بہت مجکو حیرانی ہی کہ
معمار بڑا اپنے مذہب کا پکا تھا یہ کیا وجہ ہی کہ اب سب لوگ سامری اور جمشید سے برگشتہ ہوتے
جاتے ہین یہ کیا شامت اعمال ہر ایک کی ہی کہ اپنے دین کو خود چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو پرستش
کرتے ہین کیا مرنے سے نہین ڈرتے کبھی آخر سامنا سامری کا ہوگا یا نہین پھر کیا جواب دینگے

حیرت نے کہا پھر دوزخ مین خداوندی جلینگے اور کیا ہوگا افراسیاب نے کہا اچھا ان امور سے کچھ
مطلب نہین ای صرصر تو جاکر معمار کو میرے سامنے لے آ صرصر بموجب حکم چند ساحرون کو اپنے
ساتھ لیکر چلی اور اُس مکان کے دروازے پر پہونچی کہ جہان معمار کو چھوڑ آئی تھی دربان وغیرہ اُسکو دیکھکر
اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کیون بی صاحب پہونچا آئین اُس لشتیارے کو دوسرے نے کہا ارے بھائی
دریافت کرنے کی کیا احتیاج ہی وہ لیگئی تھین تو پہونچا آئی ہونگی تم ان عیارنیون کے مقدمہ مین
زیادہ دخل نہ دیا کرو تمھین کیا مطلب ہی جو پوچھتے ہو صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا کہ تمنے کیا کہا کہ پہونچا آئین
مین کیا لیگئی تھی جو پہونچا آئی اُسنے کہا کہ جسکو تم لیکر آئی تھین اُسی کو ابھی لیگئی تھین صرصر نے کہا ارے
واہی ہوا ہی کون چڈو آئی تھی اور کون گئی تو کہتا کیا ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی دربان نے کہا آپ تو گالیان
دیتی ہین ہماری جانے جوتی کہ آپ کیسے لیگئین اور لے آئین آپ ہی اپنے مُنہ سے آپ چڈو بنتی ہین
اور بالزادی بنتی ہین ہم نہین جانتے جاکر دیکھیے اس کلمہ پر صرصر اُسکو بنگاہ قہر گھورتی ہوئی کہ وہ تو ہوچکا
مونڈی کاٹے سمجھونگی اور دربان ساتھ والے کہتے ہوئے کہ تمنے اتنا پوچھکر آفت بلائی
اُسنے کہا اجی آفت کیا آئیگی بہت ہوگا نوکری چھوٹ جائیگی لو صاحب ہم کیا اب ہر ایک کی باتین
سُنا کرینگے یہان تو ایسی باتین ہین مگر وہان صرصر دوسرے دروازے پر جو آئی تو ساحرون کو
بیہوش پڑے دیکھا اندر مکان کے جو گئی تو معمار کا پتا نپایا پیترا چالاک کا لگا پایا بس یہ ماجرا دیکھکر
بدحواس ہوگئی اور سب ساحرون کو باہر آکر اُسنے ہوشیار کیا اور کہا ارے کمبختو یہ کیا ستم تمنے کیا کہ
تم سب مر رہے اُنھون نے کہا سُبحان اللہ واہ واہ آپ بھی کیا خوب آدمی ہین کہ ہمکو الزام دیتی ہوئی
آئین سوتا کون ہی اور غافل کون تھا ہم تو سب جاگ رہے ہین صرصر نے کہا اگر تم ہوشیار تھے
تو معمار کو کون لیگیا وہ بولے کوئی لیگیا ہوگا اسکو ہم کیا جانین مگر ہم جاگتے ہین صرصر نے کہا
شہنشاہ آئے ہین اب تمھارا جاگنا معلوم ہوگا معمار کو کوئی لیگیا اور تم جاگتے تھے اتنا سُنتے ہی
ہلکارے جو لگے ہوئے تھے وہ بھاگے اور جاکر شہنشاہ کو اطلاع دی کہ معمار وہان نہین ہی
اسمین صرصر بھی آئی اور اُسنے بھی سب حال بیان کیا افراسیاب نے سب ماجرا سُنکر اپنے
دونون ہاتھ بند کرکے کھولے ہاتھون مین سے ایک پتلا پیدا ہوا اور اُڑکر سامنے آیا افراسیاب نے
کہا پُتلا جاکر کہ معمار کو لیکر ای چالاک جلد حاضر ہو پتلا اُڑکر جانب آسمان گیا اور بلندی پر ٹھہرکر

اُسنے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای **چالاک** بن عمر جس مقام پر کہ تو بیٹھا ہی **معمار** کو لیے ہوئے
وہان سے جلد مع **معمار** کے سامنے شہنشاہ ساحران کے حاضر ہو کہ شہنشاہ قسم یاد فرماتا ہی کہ مین تجکو
طلسم کے باہر نکالدونگا اور اگر میرے حکم کو تو نے نمانا اور **معمار** کو نہ لایا تو مقر غارت کردونگا پتلا تو
یہ منادی کر رہا تھا اُدھر **مہنت جادو** نام ایک ساحر نے ہاتھ باندھکر **افراسیاب** کے سامنے
عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ نے جو پتلے سے منادی کرائی ہی مگر وہ لیجانے والا اُس مقام پر کا ہیکو ہوگا جو
آواز پتلے کی سُنکر آئیگا وہ کب کا چلا گیا ہوگا **افراسیاب** نے کہا کہ وہ جا نہین سکتا طلسم سے **مہنت** نے
کہا کہ **چالاک** پاس انگشتری جمشیدی ہی اور بیضۂ عقاب ہی پھر وہ کیون ٹھہرنے لگا **افراسیاب** نے
کہا بیضہ اُسنے دیوار **سفاک** پر مارا وہ اسکے پاس باقی نہ رہا اگر کوئی تمیزدار لائق ساحر ہوتا تو
بیضہ سے دیوار بھی توڑتا اور اُسکو ہاتھ سے نہ کھوتا وہ سحر کی قدر کیا جانے بیضہ اُسنے کھینچ مارا وہ
برباد ہو گیا خالی انگشتری سے اب وہ جا نہین سکتا ادھر اُدھر ہوگا **مہنت** یہ کلام سُنکر خاموش ہو رہا
وہان پتلے نے جو بار بار پکار کر کہا تو **چالاک** نے آواز اُس پتلے کی سُنی اور دلمین آیا کہ سامنے بادشاہ
چلون مگر بسبب انگشتری کے صداے پتلہ سحر نے تاثیر کامل نہ کی اگر انگشتری نہوتی تو ضرور سامنے مسحور
ہو کر جاتا اور انگشتری ہونے پر بھی اتنا اثر ہوا کہ گھبراکر زینہ پر اُس کوٹھے کے آیا دیکھا تو تمام طلسم مین
غدر ہو رہا ہی ہر ایک ساحر کہتا ہی کہ ارے بھائی اپنے اپنے مکان کے دروازے بند کر دو کانون کو
بڑھاؤ ایک بار **برق** طلسم مین آیا تھا تو سب بازار لٹ گئی تھی اب کے کوئی **چالاک** ہی کہ وہ آیا ہی پھر وہ
تو چالاکی کری ہی گا نگہبان قلعہ مکانات کے دروازون پر بیٹھتے جاتے ہین دوکانون کے بند ہونے کی
آواز آتی ہی خلقت بھاگی جاتی ہی یہ حال دیکھکر **چالاک** سمجھا کہ بیشک تم مارے گئے اسی شش و پنج مین
خیال آیا کہ انگوٹھی مین معلوم ہوا تھا کہ بغیر ساحر زبردست کی اعانت کے نکلنا یہان سے دشوار ہی
اس سے **معمار** تو ساحر زبردست ہی وہ تیرے پاس ہی اسکو ہوشیار کر کے حال بیان کر کیا بعید ہی
کہ جو یہ تجکو نکال لیچلے یہ سوچکر جست کر کے پھر اُس راوٹی مین آیا اور **معمار** کو پشتارے سے کھولکر
ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک راوٹی مین پڑا ہون اور ایک عیار وہ کہ بارگاہ **مہرخ**
مین تھا میرے پاس کھڑا ہی یہ اُٹھ بیٹھا اور مستفسر ہوا کہ مین کہان ہون اور کیا ماجرا ہی **چالاک** نے
جملہ حال صرصر کے پکڑلانے کا اور اپنے یہان آنیکا اور مکان سحر سے نکالکر اُس راوٹی مین لانیکا

اُس سے بیان کرکے کہا کہ اے معمار اب تمسے کچھ تدبیر ہوسکے یہان سے نکل چلنے کی تو کرو ورنہ میری اور
تمھاری جان مُفت مین جاتی ہے میرا جو کام تھا وہ مین کرچکا اس امر سے ناچار ہون کہ تمھین لیکر
نکل نہ سکا اب افراسیاب یہان آیا ہوا ہے اور اُسکا پتلا مجھکو کئی بار پُکار چکا ہے اور بار بار میرے
دل مین آتا ہے کہ مین اُسکے سامنے چلا جاؤن اور دروازہ مکان کا مجھکو نکل جانے کے لیے معلوم نہین
دیتا ہے بس اب تم جلد تر کوئی بندوبست کرو معمار قدرت نے ہنسکر کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمکو لیے
چلتا ہون مین تو افراسیاب کے سمجھانے کو آیا تھا مگر سچ کہا تھا کوکب نے کہ وہ بالکل خر دماغ ہے
اور کوڑمغز ہے پھر وہ میرا کہا کاہیکو مانیگا ایسے کو نصیحت کرنا بالکل بے سود ہے بموجب مصرع
تربیت نااہل راچون گردگان برگنبدست + یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین داب کر اُس کوٹھے کے دوسری
طرف یہ کودا یہان جو آکر دیکھا تو صدہا پتلا سحر کا معمار کو اور چالاک کو ڈھونڈھ رہا ہے اور غلغلہ بلند ہے
اُسمین ایک پتلے نے چالاک کو اور معمار کو جاتے ہوئے دیکھا کہ کوٹھے پر سے اُترکر پنجہ سے
چالاک کو اُسنے چھوڑکر کہا میرے پیچھے چلے آؤ اور یہ دونون جاتے ہین بس پتلے نے غل مچایا
کہ وہ جاتے ہین وہ جاتے ہین آواز پتلون کی افراسیاب نے بھی سُنی اور بیقرار ہوکر کھڑا ہوگیا
اور پکارا کہ او معمار قدرت خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جاتا ہے خبردار جانے کا ارادہ نہ کرنا
اُس آواز کو سُنکر معمار نے کہا کہ ارے تو کیا بکتا ہے معلوم ہوا کہ اندھا ہوگیا ہے اور اسقدر غرور
تیرے کاسہء دماغ مین سمایا ہے کہ اب تجکو کچھ دکھلائی نہین دیتا ہے یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین دابکر
اُڑا اور قندیل فلک ہوگیا پھر پتلون نے غل مچایا کہ وہ گئے وہ گئے اور معمار کا کہنا بھی کہ تجکو
غرور ہوگیا ہے شاہ طلسم نے سُنا بس غصہ مین آکر قصد اُڑنے کا کیا ملکہ حیرت جادو اُٹھکر کمر سے
لپٹ گئی اور بادشاہ کو کھینچا کہ وہ اُڑنے سے گرا گرنے مین لات حیرت کے لگ گئی وہ سمجھی کہ
بادشاہ کو مین جو مانع جانے کے لیے ہوئی تو اُسنے عمداً لات ماری بس پھر تو بگڑکر بولی کہ بھاڑ
مین جائے ایسا گھر چولھے مین جائے ایسا سات اے صاحب تم اسقدر گھبرا کیون گئے ہو لوا پنا
راج تہ کر رکھو تم آدمی کو آدمی ہی نہین سمجھتے ہو لو صاحب میرے لات مار بیٹھے اور کوکھ کو
ٹھکرانا بُرا ہوتا ہے میری چلتی کوکھ سامری قسم میری کمر مین درد ہونے لگا یہ کہکر تیوری چڑھاکر
مُنھ بنایا افراسیاب نے ٹھُڈھی مین ہاتھ ڈالا کہ اے جان من مین نے آپ سے جانکر لات

نہین ماری تمنے مجکو کھینچا مین خود گر پڑا اچانک لات تمھارے لگ گئی یہ کہکر خوشامد کرنے لگا
اُسنے کہا بس بس اب باتین بناؤ معلوم ہوا کہ اب ہماری کم بختی سب طرح سے آگئی ہو تمھارا تو یہ
حال ہو کہ ادنی اعلی ہر ایک پر دوڑ پڑتے ہو یہ کون حرکت بیجا ہو شاہ نے کہا پھر کیا کرون اتنے ساحر
بیٹھے تھے کسی نے بھی حوصلہ عقب معمار جانے کا کیا ملکہ نے کہا تو مُنھ سے کہنا چاہیے تھا کہ لو اُسکو
جب کوئی نجاتا جب ہی کہتے خیر ہمارا ادبار ہو اب یہان ملکہ تو بگڑتی ہو شاہ خاطر اُسکی کر رہا ہو وہان
معمار جو بلند ہوا شہر نا پرسان سے ایک ہی سناٹے مین نکلکر پل پر آیا یہ ساحر زبردست ہو سب
طرح کے تحفہ اپنے پاس رکھتا ہو اسوجہ سے جب شعلہ ہائے آتش اور بلیات دریا نے سرکشی کر کے
اُسکو آزار پہونچانا چاہا اُسنے سحر پڑھا اِدھر انگشتری دست چالاک مین تھی اسوجہ سے دریا نے
راہ دی یہ صحیح سلامت اس پار اُترکر چالاک کو تو پنجہ سے چھوڑ دیا اور کہا تم اب لشکر مین جاؤ
مین بھی دو تین روز کے بعد آؤنگا اور اپنی ذلت ہونے کا مزا اُس افراسیاب حرامزادے کو دکھاؤنگا
یہ کہکر ایک سمت کو روانہ ہوا اور چالاک بارگاہ مہرخ کی طرف چلا کہ جاکر ملکہ سے رہائی معمار کا حال
بیان کرون اُدھر حیرت جادو نے بارگاہ رنگین حصار کو نکلوا کر باہر طلسم کے استادہ کرایا اور وہان
آکر داخل ہوئے اور افراسیاب اُسکے پاس سے اُٹھکر جانب ظلمات چلا گیا مگر چالاک جو جانب
بارگاہ مہرخ چلا اُسکو راہ مین معمار پھر ملا کہ ایک سمت کو جاتا تھا اور کچھ سوچتا جاتا تھا چالاک نے
اُسکو روکا اور کہا اے معمار اگر آپ کے خلاف مزاج نہو تو دو قدم بر بارگاہ مہرخ ہو وہان تشریف لیچلیے
آسودہ ہو جیے و نیز وہان سب متفکر آپ کی گرفتاری سے ہونگے اُنکی تسکین بھی کیجیے وہ سب آپ کو
دیکھ لین مین زبانی جاکر جو کہونگا تو کسی کو یقین آئیگا اور کسی کو نہ آئیگا اور مہرخ مجھسے آزردہ
ہونگی ہم لوگ عیار ہین جو کچھ انعام اکرام ملنے والا ہو گا وہ کچھ نہ ملے گا آپ کا ہرج ہی کیا ہو دو چار جام
شراب کے پی کر چلے جائیے گا یہ کلمات سُنکر معمار قدرت ہمراہ چالاک چلا اور دونون آکر
داخل بارگاہ مہرخ ہوئے مہرخ کو نہایت خوشی ہوئی اور بڑی خاطر معمار کی احوال پوچھا
اُسنے تعریف چالاک کی فرمائی کہ اسطرح جاکر اُسنے مجکو چھڑایا ورنہ بڑی مجکو ذلت شاہ جادو کا
دیتا مہرخ نے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا صدائے ہوشا ہوش و
نوشا نوش بلند ہوئی رقاص رقص کرنے لگے یہان تو سب مصروف عیش و نشاط ہین وہان بارگاہ

رنگین حصار مین حیرت جادو جو آئی ہی تو نہایت آزردہ خاطر اور ملول ہو رہی ہی اور حال معمار
اور چالاک سب سے بیان کر رہی ہی اُسمین مصور اور صورت نگار جادو بھی آئے اور اُنھون نے
حال زبانی ملکہ سُنکر صرصر سے کہا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مین عیارہ کو خوب پہچانتی ہون مگر آج تو نے
کیون نہ پہچانا جو چالاک قید سے آکر معمار کو چھڑا لیگیا صرصر نے کہا قضا و قدر سے کیا چارہ ہی
اِسکو مین کیا کرون اور مین نے تو ملکہ سے عرض کیا تھا کہ چالاک آیا ہی ملکہ نے فرمایا کہ یہان کوئی نہین
آسکتا مین بھی سمجھی کہ ملکہ سچ فرماتی ہین بس یہی دھوکا ہو گیا پھر ہونے والی بات اُس سے سب
ناچار ہین حیرت نے کہا اچھا ایک مرتبہ وہ قید سے نکل گیا پھر اب کیا نہین پکڑا آسکتا جا دیکھ تو
کہ معمار کہان ہی اور ہو سکے تو پکڑ لا صرصر یہ سُنکر کچھ غیرت مین آکر صبا رفتار کو اپنے ہمراہ لیکر پھر
روانہ ہوئی اور صورت بدلکر لشکر مہرخ مین آئی بحر عیاری مین غوطہ مار کر ایک دُرِ مقصد اُسنے
حاصل کیا فورًا چوبدار کی صورت بنکر اُس طرف پہونچی کہ جہان مہرخ کی مجرئی رنڈیان اُتری
ہوئی تھین یہان آکر جو دیکھا تو خیمہ اور پالین استادہ ہین فرش دریون چاندنیون کے بچھے ہین
رنڈیان جوان جوان بیٹھی ہین کوئی مقابہ کھولے آرائش و زیبایش مین اپنے مصروف ہی کوئی
بیٹھی تعلیم لیتی ہی عاشق تن جمع ہین کوئی کسی یار سے ہنس رہی ہی اسی طرح یہ دیکھتی ہوئی
ایک رنڈی سندر نام کے ڈیرے پر پہونچی کہ اونچی رنڈی تھی اُسکا ہاتھی جو انعام مین ملا تھا
ایک طرف بندھا تھا خیمہ بھی مثل بارگاہ کے بہت بلند اور وسیع تھا نوکر خدمتگار وغیرہ
سرگرم کار تھی دو چار خوشامدی ہر وقت مرد آدمی وضع وہان بیٹھے رہتے تھے رنڈیان یعنے
نوچیان ہر طرف بصد آرائش و زیبائش پھرتی چلتی تھین دو ایک چاہنے والے بھی اِدھر اُدھر
لگے ہوئے تھے بعض سے اشارے ہوتے تھے بعض سے جگت بازی ہوتی تھی صرصر چوبدار تو بنی ہوئی
تھی ایک نازنین نہایت خوبصورت گلفام کو اسنے تجویز کر کے قریب جاکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا
اجی بی ذرا ادھر آؤ سُنو تو اُسنے کہا بھئی ہائے اللہ ہمسے نہ بولو اُسنے کہا واہ واہ تمتو خوب ہو ارے
صاحب مین تمسے ایک بات پوچھونگا اُسنے کہا کہ جو کچھ پوچھو اماں جان سے پوچھو مین کیا جانون
اُسنے کہا نہین تمسے پوچھ لینگے تو کیا قباحت ہو گی ذرا ادھر آؤ وہ نازنین اُسکے کہنے سے
پشت خیمہ کی طرف چلی آئی اُسنے کہا مین تمسے یہ پوچھتا ہون کہ تمھارا سر ڈھا اڑکا گیا ہی یا نہین

وہ شرماکر نیچی گردن کرکے چپ ہورہی اُسنے کہا شرمانے کی بات نہین ہی یہان ایک سردار دالاتبار معمار قدرت آیا ہی اُس سے کئی لاکھ روپیہ کی یافت ہی اُسنے یہ سُنکر چاہا کہ اپنا ہاتھ چھڑاکر کھلاکھلاکر ہنستی ہوئی بھاگ جاوے صرصر نے ہنسی سے اُسکے مُنھ پر ہاتھ پھیرا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے اُسکو اُٹھاکر اور علیحدہ مقام تنہائی مین لیجاکر کپڑے اُسکے اُتارے اور رنگ روغن عیاری لگاکر اُسی کی ایسی صورت بنی اُسوقت اُسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کی عجیب کیفیت تھی کیونکہ ایک تو وہ خود ہی حسینہ جمیلہ نازنین عورت تھی دوسرے طرہ اُسپر بناوٹ تھی بالکا کل سے اُسکی جان عشاق بچینا دشوار وہ زلف اُسکی پُرپیچ وخمدار کہ دام دلکش اُنکو کہنا روا ہزارون بلائین اُنکے بلون سے پیدا خم کاکل کا قریب چشم آنا پھندے مین آہوؤن کو پھنسانا نظر آتا عید کا چاند جبین اُسکی مہ پارا یا افق مطلع انوار یا صبح صادق کے آثار مہر ومہ کا رنگ سامنے اُسکے پھیکا آئینہ اسکندر سامنے آجانے سے شرمندہ چاند اُسکا ماتھا ٹیکا اُسکے اوپر نیا تماشا کہ چاند کے نیچے تارا چین جبین بحر خوبی کی موجین چین بر جبین جنسے مصور چین رہین ابرو کو برق دم ٹھیے تو بجا ہی ہرا یماسے اُنکی بجلی گرانا ظاہر ہوتا ہی ہزارون اُس کمان ابرو کے عشق مین چلہ کش جان کمان ابروان خنجر چشم فتان بعینہ توسن ناز شوخی اور دلبری کا اُنسے پیدا انداز ابلق لیل ونہاری کو آنکھین دکھاتی تازیانہ سرمہ دنبالہ دار کا لگاتی سرگین آنکھین تو آہو تھین اور سرمہ شاخ آہو ہر چشم اُسکی آفت اور فتنہ جو ناک اُسکی چہرہ پر حسن کی ناک خود بینیون کو ہر وقت اُسکی تاک وہ گورے گورے رخسار نرم ونازک جنکے بوسہ کی ہوس رہی عمر بھر اگر جان دیکر بھی بوسہ اُسکا میسر ہو تو مفت ہی سراسر خوبی مین طاق ہی ہر چند کہ بظاہر جفت ہی لعل سے لب لعلین کی اُسکی تشبیہ کیا اُسمین یہ تبسم یہ نزاکت یہ ادا سے دلربائی کجا وہ لب واقعی رکھتے ہین اعجاز مسیحا اسی طرح ہر اعضا اُسکا بےمثل ولاجواب بحر خوبی مین وہ در نایاب چھاتیان سینہ پر اُبھری ہوئی انار وبہی وسیب کو شرماتین باغ حسن کے نخل مین یہ دو ثمر عمدہ تھے وہ چھاتیان دو انار پر سو بیمار بنائین کیا وصف حسن اُسکا کیا جاوے

از سرتاپا جسد کا یہ نقشہ ہو کہ مسدس

دیکھنا چاہیے لیلی کو بچشم مجنون
معجز عیسی مریم کا ہی رفتار سے خون

اُسکا سایہ ہی پری بنکے اُسی پر مفتون
جھوستا ہے اور اٹکھیلیون کی چال فسون

کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہی چال
کبک اور ہنس تو خود رفتہ ہین آہو پامال

ہاتھ ایک کولے پہ اور ایک ہو بالائے دہان
کبھی لچکتی ہوئی اِس چال سے دل پائے امان

سینہ اُبھرا ہوا گردن مین خم اور کچھ خندان
تکتی چوری کی نظر سے وہ چلی شرم کنان

پیر ٹھکرا کے جو پازیب کی جھنکار کرے
خفتۂ خواب عدم کیسے نہ بیدار کرے

فاش پردہ کرے جب آئینۂ زانو کا
سر کے بل پھینک کے آئینہ سکندر آیا

آب آئینہ سے پانی ہو بہت سا چاہا
ڈوبتا چینی بھرا پانی نہ یوسف کو ملا

آئینہ رویون سے یون نسبت زانو تھی عیان
آئینہ داری ہی مانند حضور کوران

شوخ و شتاح تھے وہ کافر بیدین عیار
رام اُس بت نے کیے موسن و کافر دیندار

ہی قیام اُسکا قیامت تو بلا کی رفتار
ستم و جور و جفا سبکے نرالے اطوار

ڈھنگ سارے تھے نئے چھب نئی انداز نئے
طور تھے تازہ کرشمے ہین نئے ناز نئے

اِس صورت سے آراستہ ہوکر اُس رنڈی کو ایک گڑھے مین ڈالکر پتون وغیرہ سے چھپاکر آپ اٹھلاتی ہوئی اُس خیمہ مین کہ جہان سے وہ رنڈی آئی تھی آئی نائکہ نے اُسکو دیکھکر پوچھا اری سندر کہان گئی تھی اِسنے کہا حضور یادھر ہی اُدھر تھی وہ خاموش ہو رہی اِس عرصہ مین چوبدار سلطانی آیا کہ چلو حضور مین مجرا کرنے کو بُلایا ہی نائکہ نے کڑے سونے کے ہاتھ مین پہنے انگیا ٹھیک چست زیب تن کرکے ململ کا چنا ہوا دوپٹا اوڑھکر چوپہلے مین سوار ہوئی رنڈی کو بھی پاس بٹھا ایکطرف اُگالدان لگا لیا پانچے آگے ڈھیر کرلیے کہار ڈولی اُٹھاکر چلے پیچھے پیچھے سازندے بھی روان ہوگئے غرض یہ جاکر جلوخانہ مین اُتری ایکطرف کو صحنچی بارگاہ مین ملی فرش بچھ گیا اسباب وہان رکھا گیا سارنگی وہان چھیڑنے لگا نوچی آراستہ کنگھی چوٹی سے ہوکر ناچنے چلی نائکہ آکر ایکطرف بیٹھی ملکہ اور اہل دربار کو تسلیم کی یہ تو اِسطرح ناچنے آئی مگر صبا رفتار جو اُسکے ساتھ آئی تھی اُس سے اُسنے کہدیا تھا کہ مین تو جاکر کسی طوائف کی صورت بنکے بارگاہ مین پہونچون گی تجکو چاہیے کہ بارگاہ مین اگر کوئی عیار ہو تو اُسکو بفن عیاری بارگاہ سے اُٹھا لیجانا اور ایسا بجھا اپنے خیال مین اُسکو مصروف کرنا کہ وہ میرا دھیان مطلق نہ کرے پس صبا رفتار ایک خواص کی ایسی قطع بنکر داخل بارگاہ ہوئی یہان چالاک کرسی پر سامنے معمار کے بیٹھا تھا اُسنے جو نگاہ اُٹھاکر حسب دستور عیاران چار طرف

دیکھا تو ایک خواص کو اجنبی صورت پر دیکھا رفتار پر جو اسکی نظر پڑی صاف بیترہ سے پاؤن پڑے
دیکھا بس پہچان گیا کہ یہ عیارہ ہی بس یہ بھلا وا دیکر اُٹھا کہ مین پکڑلون صبا رفتار تو اسکو اپنی جانب
مصروف کرنے آئی تھی بس وہ جلد باہر جلوخانہ مین چلی گئی چالاک پھر ٹھہر گیا سمجھا کہ وہ نکل گئی
لیکن ہر طرف اب ہوشیاری کی راہ سے نگران رہا صرصر جو کسبی بنکر آئی ہی اُسکی جانب چندان خیال
نہین کیا اور صبا رفتار بعد کچھ عرصے کے پھر داخل بارگاہ ہوئی اور ایک طرف آکر ٹھہری چالاک نے
جو اُسکو دیکھا معلوم کیا کہ عیارہ پھر آئی معلوم ہوتا ہی کہ یہ گھات مین لگی ہی اُسکو پکڑنا چاہیے بس
یہ سوچکر پھر اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور راہ کترا تا ہوا اُسی کی جانب چلا کہ دُھوکا دیکر پکڑلون صبا رفتار
ترچھی نظر سے دیکھ رہی تھی وہ پھر بھاگ کر چلی اتفاق سے جلوخانہ کی طرف چالاک جا چکا تھا
اُدھر نہ گئی اُسکے سراچہ بارگاہ فرا اگر چلی چالاک بھی اُسکے پیچھے بارگاہ سے نکلکر چلا پھر تو تمام
بارگاہ مین اندر باہر غلغلہ ہوا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ عیار بچیان بارگاہ مین آئی ہوئی ہین ست بری
کو ہر ایک شخص اپنے مقام پر متنبہ ہوا اُس عرصہ مین صرصر ناچنے لگی اور اسطرح گائی کہ ہر ایک
محو ہو گیا مگر ہر شخص بسبب شور ہونے عیار بچیون کے متوحش ہو رہا تھا اسوجہ سے کچھ اچھی
طرح اُسکا رنگ نہ جما اور معمار نے جو نام عیار بچیون کا سُنا گھبرا کر کھڑا ہو گیا مہرخ نے کہا
کیون کہان کا ارادہ ہی اُسنے کہا مین اب جاؤنگا یہان عیار بچیان آمادہ بہ عیاری ہین مجکو ذلت
ہو چکی ہی اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا نہو کہ پھر کوئی پیچ پڑ جائے انشاء اللہ اب جو وہان سے
آؤنگا تو سزا اسکے معقول ہر ایک باغی کو دونگا مہرخ بھی اس کلمے سے خاموش ہو رہی اور
یہ اُٹھکر جانب جلوخانہ روانہ ہوا صرصر ناچ رہی تھی اُسنے نائکہ سے کہا کہ یہ سردار مجکو اشارے سے
بُلا گیا ہی شاید کچھ مجھپر مفتون ہوا مین جاتی ہون اور اُس سے باہر بارگاہ کے جاکر باتین کرتی ہون
نائکہ نے لالچ مین آکر اجازت دی صرصر جلد باہر بارگاہ کے گئی اور معمار کو جاتے دیکھکر پکارا
کہ اے نوجوان ذرا ٹھہرنا اندر بارگاہ کے تو غلغلہ عیار نیان تھا بدینوجہ معمار نے اُسکے حسن
وجمال پر اچھی طرح نظر نہ کی تھی اسوقت ٹھہر گیا اور غور سے جو اُسنے دیکھا تو ایک بُت
شوخ و شنگ جسکا دل اور چھاتیاں دونون سنگ ماہ لقا یوسف جمال شمع رو گل اندام
مہر ضیا عیسی خصال سمن بو لالہ فام دریائے دلبری کی گوہر برج حسن کی مہر منور راحت دلہائے

مضطر حبیب خوش شمر و محبوب خوش خو گلرو بلبل خوش سخن آہو چشم آہو بناز و ادا تیری جانب آئی ہو اور مسکرانے مین خنجر موج تبسم دل پر پھراتی ہو غرض اُس آفت جان نے قریب آکر دونون ہاتھ کمر مین ڈال دیے اور کہا یا سامری ایسا بھی بے مروت مین نے تمسا کوئی مرد وا نہین دیکھا اِس طوائف پنے کے پیشہ مین ہزارون مردوے مین نے دیکھ ڈالے لیکن تمھاری سی صورت آجتک مین نے نہ دیکھی تھی مین سچ کہون جب سے مین نے تمھین دیکھا ہو میرا تو یہ حال ہوا ہو کہ مسدس

پیار کرتی ہون مگر تمکو مری پرواہ نہین
کھا کے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہین
ہوگیا جان کا لیوا مجھے کرکے مفتون
آپ اتراتے ہین باخبر سے آگاہ نہین
تمسے کیا رسم ہو خوبون سے مری راہ نہین
ایڑی چوٹی یہ موئے عشق کو قربان کرون

دل ہوا آپ پہ فدا تم نہین واقف پیارے
دل جو حسرت مین گیا شام الم کے مارے
خاک مین آپ کی الفت نے ملایا جوبن
ہوگئے خون رہ گئے آخر دل و جان بیچارے
رات پھر صبح ہوئی ہجر مین گن گن تارے
آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن

بس اب مین تمکو کہان جانے دون گی سامری کی قسم ہو جان دون گی اگر میری جانب نظر التفات نہ کروگے معمار نے جو ایسی خوبصورت کم سن معشوقہ کو ایسا عاشق خصال پایا دل سے کہا کہ یہ بھی ایک دولت لازوال ہو جو سامری نے تجھے عنایت کی ہو ارے نادان مصرع چاہنے والی کسکو ملتی ہو ہر اسکو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے بس یہ سوچکر اُسنے کہا اے جانی و اے مایۂ عمر و زندگانی بھلا مین کیا جانون کہ کون مجھسے محبت کرتا ہو اور میری اُلفت مین آہ و نالہ کرتا ہو اب معلوم ہوا کہ تمکو مجھسے الفت ہو اچھا تم ٹھہرو مین بعد چند روز کے پھر یہان آؤنگا اسوقت تمکو اپنے پاس بلاؤنگا اس صنم زیبا صورت نے ایک ڈھیلا ہاتھ اُسکے اوپر مارا کہ چل مردوے حواس مین آ اپنا تو یہ حال ہو کہ ایک گھڑی فرقت مین کٹنا محال ہو اور یہ جب آئینگے تب مجکو بلائینگے جب تک تم مجکو جیتا پاؤگے ہان قبر پر روتے ہوئے آؤگے یہ کہکر چپکے سے کہا کہ سامری کی قسم ناگہ روز پیام سر ڈھکنے کا ہر ایک امیر سے دیتی ہو مین اس نام سے بھاگتی ہون اور کہتی ہون کہ جسپر دل آیا ہو سامری کرے وہ امانت اپنی پوری پائے اے میان تیرے صدقے اب مجکو تم اپنی فرقت مین نہ تڑپاؤ جہان جاتے ہو وہان ساتھ لیتے چلو مجکو گھر مین چھوڑکر یہان نہ جاؤ

نائکہ اگر داد فریاد کرے کچھ اُسکو دیکر راضی کر دینا معمار دل مین اپنے سوچا کہ یہ مال تو خوب ملا کہ یہ نا کتخدا
ابھی ہی پھر کسی کی جورو بیٹی نہین اچھا تو ہی اسکا محل کریئے بس یہ سوچکر اسکا ہاتھ پکڑکر اشارہ جو کیا
ایک تخت اسکے چبوترون کے نیچے آگیا معمار بھی اُس تخت پر سوار ہو لیا اور اُسکو لیکر چلا یہان
کچھ عرصہ مین نائکہ نے اپنی نوچی کو تلاش کیا تو اُسکو نہ پایا باہر کے لوگون سے دریافت کیا اُنھون نے
کہا کہ ہمنے تو دیکھا کہ وہ معمار قدرت کے تخت سحر پر بیٹھکر چلی گئی نائکہ یہ سُنکر سامنے مہرخ کے
آکر پیٹنے لگی اور کہا واری میری روزی کا ٹھیکرا تو معمار قدرت صاحب لیگئے مہرخ نے کہا تجکو
سرکار سے تنخواہ بدستور ملا کریگی اور حال دریافت کرکے نوچی تیری دلا دی جائیگی گہنا کپڑا ابھی منگا دیا
جائیگا نائکہ ناچار وہان سے پھر کر اپنے مقام پر آئی وہان کچھ دیر کے بعد اُسکی نوچی کو گڑھے مین پڑے پڑے
ہوش آیا اور گھبرا کر اُٹھی اپنے حال کو دیکھکر گھبرائی اور وہان سے پتون وغیرہ کو باندھکر جلد تر خیمہ مین
آئی نائکہ نے پوچھا کہ اری تو تو معمار کے ساتھ چلی گئی تھی اُسنے سب حال چبدار کے آکر بلا لیجانیکا
بیان کیا اب نائکہ اور خائف ہوئی کہ وہ جو معمار کے ساتھ گئی ہی وہ معلوم ہوتا ہی کہ عیار تھی ہی دیکھیے
اگر معمار کو مار ڈالا تو ہم لوگون پر بڑا الزام آئے گا اُسنے نوچی کو کپڑے پنہائے اور پھر لیکر سامنے مہرخ کے
گئی اور سب کیفیت معرض عرض مین لائی مہرخ نے فوراً طائر سحر اور پتلے وغیرہ بارگاہ حیرت کی طرف
روانہ کیے کہ اگر معمار کو عیارہ وہان پکڑ کر لائے تو مجکو اُسی وقت خبر دینا طائر وغیرہ تو اُس طرف بھیجے
اور طوائف کو گہنے اور لباس کھو جانے کے عوض بہت کچھ روپیہ دیکر راضی کیا یہان تو مہرخ ہمہ تن گوش
بنی ہوئی متحیر اور متفکر بیٹھی ہی لیکن وہان صرصر کا حال سُنیے کہ معمار تخت اُڑائے اُسکو لیے روانہ تھا
اُسنے اثنا راہ مین معمار سے پوچھا کہ اسوقت آپ کہان جاتے ہین مین نے سُنا ہی کہ آپ کا وطن
بیابان گلریز ہی کیا وہین جانے کا ارادہ ہی معمار نے کہا ای سراپا ناز حسن خدا ساز اپنے وطن بھی
جاؤنگا مگر پہلے میرا قصد کوکب پاس جانے کا ہی کہ پہلے اُنسے یہان کا سب حال بیان کرلون تو
پھر اپنے وطن مین جاؤن صرصر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر تو اسکے ساتھ ملک کوکب مین
چلی گئی تو وہان خواجہ عمر موجود ہین وہ پہچان کر تجکو پکڑ لینگے پھر تو چھوٹ بھی نہ سکے گی اور روسوا
ساریان زادہ تجکو ذلیل بھی بہت کریگا دوسرے یہ کہ وہان تک جانے سے کیا مطلب ہی راہ ہی
مین کام اسکا تمام کر اور اسکو پکڑ کر لیچل یہ سوچکر ایک مقام پر اُسنے کہ وہان دامن کوہستان تھا

اور دور تک سبزہ لہلہا رہا تھا طرح طرح کے گھاس بوقلمون کھلے تھے ہوائے سرد عیسیٰ دم مسیح
نفس زان تھی پہاڑ گلدستہ ایوان بہار تھے پھولوں سے جنرت تھے مشاطہ بہار نے سر کوہ پر سہرے
پھولوں کے باندھے تھی چشمہ لطیف اور صاف ہر طرف لہرین لیکر دل سیاحون کے لہراتے تھے چشمہ
چشم مین ترارت انکے دیکھنے سے آتی تھی دل انسان کو اسپہ اوپر اُبھاتی تھی درخت زمین کے
بار اثمار سے بوسہ لیتے تھے جانور اُنپر زمزمہ سرائی کرتے تھے یہ عالم اُس صحرا کا تھا کہ بیت

این سبزہ واین صحرا بوے زجنون دارد	دیوانگی ومستی امروز شگون دارد

اُس صحرا کو دیکھکر صرصر نے معمار کی گردن مین باہین ڈالدین معاذ اللہ وہ لدرایا بدن وہ تن گرماگرم
کی گرمی پہونچنا قوت حیوانی ہیجان مین آئی جلد اُسنے بھی رخسار پر رخسار رکھدیا وہ فرط رعب
حسن سے چپ بیٹھا تھا اُسنے ہنگامہ مستی اُٹھایا غلیان شہوت ہوا اُس ماہ پارہ نے بصد اخلاص
آنکھون کو گردش دے کے مسکراکر کہا کہ اے معمار ایسا سبزہ اور ایسا صحرا ابھی کم دیکھنے مین آیا ہے
ابھی ملک کوکب یقین ہے کہ بہت دور رہا اگر تمھارا جی چاہے تو اس پہاڑ کے دامن مین کسی
چشمہ کے کنارے اُترکر گھڑی دو گھڑی ٹھہرو ہنسو بولو عیش کرلو پھر آگے چلنا معمار فرط مستی سے
بیچین تو ہو گیا تھا ہی اس بات کو غنیمت کیا فوز عظیم سمجھا اور یہ بھی خیال کیا کہ بیشک یہ کمان ابرو
تجھپر ہزار جان سے قربان ہے ازبسکہ لذت وصل سے ابھی آگاہ نہین ہے اسوجہ سے سادہ مزاج ہے
جو آپ ہی خواہش کرتی ہے اگر بھولی بھالی نہوتی بلکہ جیسی عورت کھیلی کھائی ہوتی تو ناز وغمزہ جتاتی
اب دلبری کی راہین مار رکھنے کی جو مین اسکو سکھائینگے اور طرحدار محبوبہ بنائینگے جب اپنے گھر مین
اسکو پہونچائینگے خوب مزے اُڑائینگے بس ایسا کچھ سوچکر اُسنے کہا اے جانی میری جان تجھپر قربان
اگر تیرا جی سیر کرنے کو چاہتا ہے تو اُتر پڑین تو تیرے بہار باغ حسن کو دیکھتا تھا دنیا کی بہار سب
بُری جانتا تھا اور نظارہ گلشن جمال کا کرتا تھا اب تیری مرضی سے ناچار ہوا یہ کہکر تخت اُسنے ایک
چشمہ کے کنارے اُتارا کہ اُسکے قریب ایک ضرغہ درختون کا بھی تھا بس اُس چشمہ کے کنارے
معمار نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی اور بیٹھا وہ نازنین پانی مین پانون ڈالکر خوش فعلی کرنے لگی
اور گھٹنون تک پائچے چڑھا لیے معلوم ہوا کہ شمع فانوس پیرہن سے باہر نکل آئی وہ پانون
اُسکے نگارین اور گوری گوری پنڈلی معمار کی جان نکلنے لگی چاہا لپٹ جاؤن اُسنے کہا ٹھہرو تو لو تم

یہان ستاؤگے مین ذرا تمسے الگ جاکر پانی سے کھیل لون منہہ ہاتھہ دھوکر ابھی آتی ہون اُسنے کہا مین تجکو اس جنگل مین اکیلا نہ جانے دونگا شیر بھیڑیے کا ڈر ہی اُسنے جواب دیا کہ مین دور نہ جاؤن گی گزدوگز تمسے ہٹکر منہہ دھوؤن گی یہ کہکر بیچہ دور اُسکے پاس سے ہٹ کر کنارے چشمے کے بیٹھی اور پانی مین ہاتھہ ڈالا اُسوقت اُس بحر خوبی کے عشق مین موجین پانی کی کنارے سے دریا کے سر ٹکرانے لگین پانی کے دلمین بھی جوش محبت پیدا ہوا شور اُسنے بھی مثل نالۂ عاشق کیا غرض برسبیل اختصار ہر مقام پر لکھتا اس جلد کا مرکوز ہی صرصر نے ہاتھہ منہہ دھوکر ایک بیضۂ بیہوشی اپنے پاس سے نکالا کہ وہ بیضہ کئی طرح کے رنگ سے رنگا ہوا نقش دار تھا سبز سرخ زرد دلکیرین اور پھول اُسپر بنے تھے بس وہ بیضہ لیکر اٹھلاتی ہوئی گات کا عالم اُبھرے پن کا دکھاتی ہوئی معمار کے پاس آئی اور کہا اے جی اے جی مین منہہ دھورہی تھی یہ انڈا وہان پڑا تھا نہین معلوم کس جانور کا ہی کہ ایسا انڈا مین نے کبھی اپنی آنکھون سے نہین دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ رنگین مچھلی جو دریا مین نہین ہوتی ہی وہی کنارے پر آکر یہ انڈا دے گئی ارے نہین نہین مین سمجھہ گئی یہ ولایتی کچھوے کا انڈا ہی اور صاحب اِسمین سے خوشبو بھی آتی ہی سامری کی قسم مجھے دل سے بھاتی ہی یہ کہتی جاتی تھی اور اسطرح کمر کو لون کو بل دیتی تھی کہ نامرد مادرزاد کو بھی مستی آتی تھی معمار نے اُسکی باتون سے ہاتھہ پکڑ کر اُسکو کھینچا کہ جانی مین تڑپ رہا ہون اور تم پانی سے کھیلتی ہو اب میرے ساتھ سولو تو پھر سیر کرنا اُسنے کہا سامری کی قسم دیکھو میری کلائی ٹوٹ جائیگی اور نگوڑا یہ وقت سونے کا کون ہی رات کو سوتے ہین یا اسوقت جنگل مین میری ایسی کیا کھاٹ کٹی ہی کہ غافل ہوکر سو رہون اور نگوڑی ہوا ابھی ٹھنڈھی چلتی ہی نیند تو خوب آئیگی مگر مین سچ کہون جان بھی جائیگی معمار نے کہا واہ وہ سونا مین نہین کہتا ہون اے جنیا ذرا میرے پاس بیٹھیے تو سہی اُسنے کہا اے لو اب مین سمجھی تم مجکو جورو بناؤگے جمشید جانے مین اِن باتون کی راضی نہین مین اے صاحب تمھاری صورت دیکھنے کی مشتاق ہون مین صاحب تمھاری ہتے پر پر نہ چڑھون گی معمار نے ایک نمانا اور اُسکو جب آغوش محبت مین کھینچا اُسنے کہا اچھا اچھا مین تمھاری کنیز ہون مین جانتی ہون کہ مرد اپنے مزے کے واسطے رحم نہین کرتے ہین دیکھو سامری کی قسم میرا بدن ابھی پھینکا ہی کئی دن سے بخار رہتا ہی اسوقت تمھاری زبردستی سے دل دھڑکنے لگا مگر تمکو اپنے مزے کی سوجھی خیر اس انڈے کو

سونگھواور بتاؤ تو کہ یہ کسکا انڈا ہے اُسنے دل سے کہا کہ سونگھکر کچھ کہہ بھی دے کہ یہ اُسکا انڈا ہے بس اُسکو لیکر اُسنے سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہوگیا اُسنے بچھا چادر عیاری اُسکو کمند سے خوب مضبوط باندھکر پشتارہ اُٹھاکر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی لگاکر وہان سے روانہ ہوئی اور تمام طلسم کی راہون کو تو یہ جانتی ہے اور عیارہ ہے پانوءن شاطری مارکر راہ کو طے کرکے اپنے لشکر مین پہونچی راہ مین کسی عیار سے بھی ملاقات نہوئی اور اُسنے معمار کو لاکر سامنے حیرت کے ڈالدیا اور کہا لیجیے یہی معمار یہ موجود ہے اب جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے حیرت نے یہ حال دیکھکر خوشنود ہوکر اُسکو بہت بھاری خلعت دیا اور کہا ای صرصر اب اسکو تو حالت بیہوشی ہی مین قتل کرڈال صرصر نے کہا بہتر اگر یہ مین جانتی تو سرکاٹ لاتی یہ کہکر پشتارے سے اُسکو کھولکر نیمچہ گھسیٹکر چاہا کہ ہاتھ مارون اور گردن اُسکی قلم کرون یہان بیان راوی کا ہے کہ کوکب نے معمار کے چلتے وقت سحر بھی اپنا ساتھ اسکے کردیا تھا کہ یہ جائے تو بارگاہ افراسیاب مین لامحالہ ذلتین اُٹھاسے تاکہ دل اسکا افراسیاب کی طرف سے پھر جائے مگر اُس سحر کی تاثیر رکھی تھی کہ معمار قتل نہونے پائے بس جیسے ہی صرصر نے نیمچہ مارا وہ سحر کوکب کا سونے کی جریب بنکر ما بین تلوار صرصر و معمار حائل ہوگیا کہ شمشیر صرصر اُس جریب پر پڑی معمار تو قتل سے محفوظ رہا مگر وہ جریب طلائی ٹوٹ گئی اس عرصہ مین چالاک جو پیچھے صبا رفتار کے گیا تھا جب اُسکو وہ نہ ملی تو وہ پھرکر بارگاہ مین جہرخ کے پاس آیا جہرخ نے کہا ای چالاک تمتو عقب عیارہ گئے تھے صرصر کیسی بنی ہوئی آئی تھی وہ معمار کے ساتھ گئی ہے مین دل سے دعا کررہی ہون کہ خداوندا معمار کو شر سے اُسکے بچائے چالاک نے کہا مین جاتا ہون خبر کو یہ کہکر اُٹھا تھا کہ جائے اُسوقت طائران سحر نے آکر خبر دی کہ صرصر معمار کو بارگاہ حیرت مین لائی ہے اور قتل کررہی ہے بس چالاک یہ خبر سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اور راہ مین ایک ساحر زبردست کی صورت بنکر جیسے سامری کے تپشی بڑے جوگی ہوتے ہین اس صورت پر بنا ہاتھ مین ایک کڑا پڑا ہوا لنگوٹا باندھا موئے زہار باہر نکلے ہوئے کنڈل کان مین پڑے ہوئے سانپ وغیرہ تن سے لپٹے ہوئے یہ تو اس صورت سے بارگاہ مین حیرت کے آیا اور جہرخ بھی بارگاہ سے غائب ہوگئی اور معمار کو بچانے چلی یہان چالاک اندر بارگاہ کے جب پہونچا پکارا کہ صاحبو مجکو شہنشاہ نے ظلمات سے بھیجا ہے کہ جاؤ معمار قید ہوکر پھر آیا ہے اُسکی قضا اس تیغہ سے ہے دیکھو یہ تیغہ مجکو دیا ہے

سوائے اس تلوار کے یہ اور کسی حربہ سے نہ مارا جائے گا تم سب ہٹ جاؤ مین قتل کرون سب
ساحرون نے کہا از ین چہ بہتر آپ ہی اُسکو ہلاک کیجیے ہمکو تو اسکے مرجانے سے مطلب ہی
چالاک تیغہ لیکر آیا تھا وہ ہی تیغہ تولکر آگے بڑھا مگر صرصر عیارہ زبردست ہی اُسنے پہچانا کہ
یہ جوگی نہین اور فرستادۂ شاہ جادوان نہین عیار ہی بس پہچان کر اُسنے صورت نگار سے بیان کیا
اُدھر حیرت کو بھی شبہہ گذرا تھا کہ بروقت قتل یکایک جوگی کا آنا یہ کوئی فتور ہی غرض صورت نگار کو
جب ایما رصرصر سے شبہہ ہوا کہ یہ کوئی عیار ہی بس اُسنے ایک گولا سحر کا سامنے چالاک کے پھینکا
اور کہا ای سامری کے اتیت اس گولے کو اُٹھا کر معمار قدرت پر مار کہ یہ اس سے جلد تر مرجائیگا
مہرخ تو بزور سحر پوشیدہ روئے ہوا پر ٹھہرا رہی تھی اور صحن بارگاہ مین یہ سب کرشمہ ہو رہا تھا اُسنے
جو دیکھا کہ یہ گولا سحر کا ہی چالاک سے ہرگز نہ اُٹھیگا بلکہ خود گرفتار ہو جائیگا بس اُسنے سحر پڑھکر
مصور کے سحر کو کہ صورت نے اُسی سے یہ سحر سیکھا ہی رد کر دیا اور ایک رقعہ قلم سحر سے لکھکر
چالاک کی گود مین پھینکا اُسنے آنکھ بچا کر اُس کاغذ کو جو دیکھا تو لکھا پایا کہ ای چالاک منم مہرخ
مین نے یہ گولا سحر کا جانکر سحر کر دیا ہی کہ اب یہ تجھسے بخوبی اُٹھیگا پہلے اسکا اُٹھنا دشوار تھا اب یہ
گولا ایسا ہو گیا ہی کہ اگر تو اُٹھا کر صورت نگار پر مارے تو یقین ہی کہ یہ اسکا کام تمام کرے بس
اب تو خوف نہ کر اور اسکو اُٹھا کر مار اُس قحبہ صورت نگار پر یا مصور پر بس چالاک نے یہ
مضمون معلوم کر کے جلد وہ گولا جھک کر اُٹھا لیا اور چرخ دیا سب جانتے تھے کہ معمار پر لگائیگا
مگر اُس عیار طرار نے مصور پر اُسکو مارا صورت نگار نے اُس گولے کو آتے دیکھکر مصور کا جلد
ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور سحر کیا کہ سات سپرین از خود پیدا ہو کر اُسپر آڑ ہو گئین مگر وہ گولا جو پڑا
تو سپرون کو توڑ گیا مصور تو غرق زمین ہوا گرا اور ساحر جو سامنے کھڑے تھے اُنکو اُس گولے نے
جلا کر راکھ کر دیا یہ ماجرا دیکھکر حیرت جادو نے ایک بیضہ سحر کا مارا کہ اُسمین سے دھوان اور
سیاہی نکلکر مثل چادر ظلمات کی پھیلکر مہرخ جہان کھڑی تھی وہان تک پھیل گئی اور چالاک
معمار وغیرہ سب اُس تاریکی مین پوشیدہ ہو گئے اور صرصر تو اپنی کمبختی سمجھ کر علیحدہ جا کر کھڑی ہوئی
تھی وہ حیرت کے پیچھے اب جا کر کھڑی ہوئی پھر حیرت نے دو گولے اپنی انگیا مین سے نکالے
ایک گولے کی تو یہ خاصیت ہی کہ کیسے ہی زبردست جادوگر اس تاریکی کا پیدا کرنے والا ہو مگر اس

گولے کے مارنے سے وہ تاریکی دفع ہو جائے اور روشنی ہو جاوے مقیدان تاریکی رہا ہو جائین اب
حیرت نے چاہا کہ وہ گولا جو ساحران زبردست کو ہلاک کرتا ہے معمار پر مارون مگر ادبار آیا ہوا ہے اس
گھبراہٹ اور جلدی مین وہ گولا تو نہ مارا دوسرا گولا جو دافع تاریکی تھا اُٹھا کر مارا اور بہت فرحناک
ہوئی کہ اب مین نے کار حریفان تمام کیا مگر قسمت مین غمناک ہونا تھا وہ گولا جو اُس تاریکی مین جا کر پڑا
سب اندھیرا اور دُھوان ہوا ہو کر اُڑ گیا اور پہلے سے زیادہ روشنی ظاہر ہوئی ہر ایک چیز بخوبی
نظر آنے لگی چالاک نے جلد گل بیہوشی کے دفع ہونے کا معمار کو سنگھایا جب اُسکی آنکھ کھلی
اُٹھ بیٹھا اور اپنا حال دیکھکر کہ مین بارگاہ حیرت مین گرفتار بیٹھا ہون بہت پریشان ہوا اور راز لسکا
عاقل ہی سمجھ گیا کہ پھر تو پکڑا آیا ہی بس یہ سمجھکر اُسنے سحر کیا کہ گنبد صرصر کی چلگئی اور یہ سید ھا ہوا
اُسوقت بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ لیجیو گھیر لو جانے نپائے صدہا ساحر اسکے گرفتار کرنے کو دوڑ پڑے
اُسوقت مہرخ نے ایک گچھا سوئیونکا مارا کہ وہ سوئیان صدہا کے جگر سے پار گذر گئین ساحرونکے
مرنے کا شور بیرون نے مچایا باہر جلد جلد لشکر تیار ہونے لگا مگر ہر ایک کہتا تھا ارے بھائی ان
عیارون کے مقدمہ مین کون بولے یہ ایسا وار کرتے ہین کہ گروہ گروہ لشکریون کو بیہوش کر دیتے ہین
ساحرون کے مرنے سے اندھیرا ابھی ہو گیا معمار اُسی اندھیری مین اُڑکر اپنے لشکر کی طرف چلا
چالاک جست کرکے ایک سمت کو بھاگا جب مہرخ نے اِنکو نکلجاتے دیکھا بس یہ بھی سناٹا پھر کر
چلی معمار دم بھر مین مہرخ کی بارگاہ مین آکر پہونچا چالاک بھی راہ کترا کر آیا یہان غلغلہ تیاری
فوج حیرت سنکر بہار وغیرہ نے نفیر سحر کو بجایا تھا یہ لشکر بھی تیار ہو رہا تھا کہ مہرخ آکر پہونچی ادھر
خبر طائران سحر نے فوج کے تیار ہونے کی حیرت کو پہونچائی اُسنے کہا صاحبو بیکار کا ہنگامہ کرنا
اچھا نہین اُن لوگون کا اقبال یاور ہی اب وہ سب نکل گئے پھر کیا ضرور ہی لڑنا بھڑنا سانپ
نکلگیا الکیر کو پیٹا کرو اُسنے بھی طبل آسایش بجوایا فوج نے تیاری موقوف کی یہان مہرخ جو آئی
اُسنے معمار کو باعزاز تمام مقام صدر پر بٹھایا ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا ساقی نے جام مے
ارغوانی دیا معمار نے کہا مین بڑے غضب مین گرفتار ہو گیا تھا مگر عیار تمہارے لشکر کے اور عیار بچیان
افراسیاب کی بڑے غضب کی ہین مگر عیار اُنسے بھی زبردست ہین اگر آج عیار تمہارے
یہان کے سرفروشی نہ کرتے تو مین سقر رمارا جاتا ادنا ہی ملکہ اس امر مین عقل میری حیران ہی کہ اب

اب مجکو وہان پکڑکر کون لیگیا تھا ملکہ مہرخ نے کہا ہمکو پہلے ہی خبر ملگئی تھی کہ معمار قدرت کئے تویز
مگر پکڑ آئینگے کیونکہ وہ ایک بلا کو اپنے ساتھ لیتے گئے ہین ای معمار تمسے کسی سے راہ مین ملاقات ہوئی تھی
اور تم اپنے ساتھ لیگئے تھے معمار نے کہا مجھسے تو کسی سے ملاقات نہین ہوئی مگر یہان ایک عورت
وہ جو تمھاری بارگاہ مین ناچ رہی تھی جبکہ مین یہان سے چلا تو وہ مجکو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ مین
تمھاری عاشق ہون مجکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو کہ میری جان تمپر سے قربان ہی مین اُسکو اپنے ساتھ
عورت جانکر لیگیا اور ایک کوہ کے دامن مین اُسکے کہنے سے ٹھہرا اُسنے جھیل پر جاکر ہاتھ منھ دھویا
اور ایک انڈا کسی جانور کا اُٹھا کر لائی اور مجکو سُنگھایا کہ بتاؤ یہ کس جانور کا انڈا ہی اُسکے سونگھنے سے مین
بیہوش ہوگیا پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا گذرا اور بارگاہ خیرت مین پھر میری آنکھ کھلی چالاک نے
کہا کہ وہ عورت جو تمپر عاشق ہوئی تھی وہ کسبی نہ تھی وہ صرصر عیارہ ہمارے اُستاد اور والد ماجد کی
منظور نظر ہی اور سرکردہ عیاربچیان ہی وہ آپ کو بفن عیاری عاشق بنکر لیگئی تھین معمار نے
نام عیارہ کا صرصر سنکر کہا خیر کچھ مضائقہ نہین ابتو وہ غفلت مین اپنا کام کرگئی مگر اب جو مین جاونگا
تو اُنکی تدبیر کرتا جاونگا اور خیر ابھی تو اپنی نشانی کچھ بناکر یہان چھوڑتا جاونگا کہ اُنکا قابو میرے اوپر
نہ چلے غرض یہ باتین کرکے شراب وکباب کی صحبت مین مصروف ہوا ناچ ہونے لگا بعد کچھ عرصہ کے
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسنے کہا کہ مین اب رخصت ہوتا ہون چالاک نے کہا کہ
آپ نے فرمایا تھا کہ مین کچھ نشانی چھوڑ جاونگا سو اُسکے باب مین کیا ارشاد ہوتا ہی معمار نے کہا ای
چالاک تمنے خوب وقت پر یاد دلایا اچھا چلو مین میدان جنگ مین ایک نشان اپنا گاڑ جاؤن یہ کہکر
باہر بارگاہ کے نکلکر مرکب سحر پر سوار ہوا اور دریا کو قریب سے دیکھکر ایک بہت بڑا میدان وسیع دیکھکر اپنی
جھولی سے سحر کی ایک گولا سنگ مرمر کا نکالا اور کچھ اسمار پڑھکر اُس گولے کو زمین پر مارا ایکایک
اُس گولے مین سے چمک ہزار در ہزار برقین چمکنے کی پیدا ہوئی اور آواز مہیب آئی اور کڑک کر بجلی کیطرح
وہ گولا زمین کے اندر سما گیا اور اسقدر گرد اُڑی کہ جہان روشن تیرہ و تار ہوگیا معمار نے پھر دستک دی
کہ وہ گرد سمٹکر کنارے ہوئی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو ایک برج ہشت پہل بطور لاٹ
کے بنکر تیار ہوا ہی کہ آٹھ دروازے اُسمین لگے ہین اور ہر دروازے پر ایک ایک برج بنا ہی ہر برج
مین ایک ایک حبشی قرنا منھ سے لگائے ہوئے کھڑا ہی قرنا بھی مثل صور اسرافیل ہی اور دروازے پر بھی

اُس گنبد کے طرح طرح کے عجائبات پیدا ہین انشاءاللہ حال معمار کے قلعہ بنانیکا آگے تفصیل وار
لکھا جائیگا ابھی تو اُسنے یہ نشان بنایا ہی غرض جب یہ نشان بنا چکا اُسوقت مہرخ وغیرہ ہر ایک سے
رخصت ہوا اور بیابان سے سناٹا پھر کر چلا کہین راہ مین اُسنے نہ پھر کر دیکھا اور نہ کسی سے بات کی
نہ ٹھہرا غرض منازل طلسمات طی کرکے کوکب کے پاس قلعہ کوکبیہ مین پہونچا اور برّان اور عمر اور کوکب سے
ملاقات کی اور تمام حال جو کچھ کہ اسیر ہوش ربا مین گذرا تھا بیان کیا کہ اسطرح چالاک نے میری
مدد کرکے مجھکو بچایا ورنہ میری آبرو اور جان دونون گئی تھین عمر نے سارا ماجرا سنکر پوچھا کہ معمار قدرت خدا
اب کہو کہ تمھارا کیا ارادہ ہی معمار نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت ہمسے اور افراسیاب سے تو
اب بالکل بگڑ گئی مین مقرر اُس سے لڑونگا اُسنے میرے بررو مجھکو گالیان دین اور کہا کھڑا رہ او
تیرہ سر خیرہ روزگار کہان جاتا ہی خواجہ اُسوقت چالاک میرے پنجہ مین تھا اور مین اُسکے گھر مین تھا
بولنا مناسب نہ سمجھا کچھ کلمات سخت لکر مین چلا آیا وہ میرے پیچھے آتا تھا مگر اُسکی جورو نے اُسکو
روک لیا خواجہ اب اگر تم سب چاہو تو اُس سے ملجاؤ مگر مین نہ ملونگا اسمین کچھ ہی کیون نہ میرے
لیے ہو جائے اب مین بیابان گلریز مین جاتا ہون کہ مالک وہان کا جہاندار شاہ قدرت نبیرہ
جمشید ہی اور مجھکو فی الحال اُسی کی ذات سے تعلق ہی اور جہاندار شاہ مطیع تصویر جمشید ہی اُسکے
یہان خداوند جمشید کی شبیہ بولتی ہی اور حکم احکام دیتی ہی مین جاکر جہاندار شاہ سے سب اپنا حال
عرض کرونگا اور تصویر جمشیدی کو بھی عرضی اپنے حال کی دونگا اب جسطرح وہ میرے مقدمہ مین حکم کرے
اُسی کے بموجب عمل کرونگا اچھا لیجیے ای کوکب روشن ضمیر سامری کے سپرد آپکو کیا کوکب نے
کہا بھائی ذرا ٹھہر کر شراب پی لو کھانا کھا کر آسودہ ہو لو تو پھر جانا اُسنے کہا مجھکو آئے ہوئے عرصہ بہت
گذرا اور اُس سے ایک دن پہلے سے مین دربار مین جہاندار کے نہین گیا تھا اب مجھکو آپ جانے ہی
دین کوکب نے کہا سدھاریے معمار وہان سے اپنے اتیتون اور خواصون کو لیکر اُسی طرح مکانات
سحر کے بناتا ہوا روانہ ہوا اور اپنے مکان کو چلا گیا بعد اُسکے جانے کے عمر نے کوکب سے کہا کہ
جس مشورہ کے لیے مجھکو آپ نے بلایا تھا وہ تو ای کوکب پورا ہوا پھر اب مجھکو بھی رخصت فرمائیے
کہ جاکر حال لشکر کا دیکھون اور برّان نے کہا مجھکو اجازت دیجیے کہ مین کوہ رخشان پر سحر تیار کرنے جاؤن
اب جبتک کہ افراسیاب کو مین مار نہ لونگی چین مجھکو نہین ہی کوکب نے کہا خواجہ مجھکو سحر سے ایسا

معلوم ہوتا ہی کہ ابھی بڑا بکھیڑا ہونا معمار سے اور افراسیاب سے باقی ہی اور تمکو بھی کچھ اسکی تدبیر کرنا ہوگی اس سبب سے چندے ابھی دونون صاحب یعنی برّان اور تم یہان استقامت کرو جسوقت مناسب ہوگا مین تمکو روانہ کر دونگا عمر نے کہا بہت اچھا غرض خواجہ سکونت پذیر ہوئے اور جلسۂ عشرت برّان نے آراستہ فرمایا اُسوقت کوکب سے باب تکلم وا کیا اور کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ تو فرمائیے کہ معمار قدرت کا مکان یہان سے کتنی دور پر ہی کوکب نے کہا کوئی بتیس ۳۲ پچیس ۲۵ روز کی راہ ہی عمر نے کہا تو ہم دو تین روز مین جا سکتے ہین کوکب نے کہا بغیر استعانت کسی ساحر زبردست کے وہان جانا دشوار ہی خواجہ یہ ملکون کی سرحدین ہین یہان بڑا انتظام ہر بادشاہ نے کیا ہی کہ ایسا نہو وقت بے وقت کوئی غنیم چڑھ آئے اور ملک ہاتھ سے نکلجائے عمر نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوا وہان ملکہ حیرت جادو کو بھی خبر پہونچی کہ معمار قدرت لشکر کے سامنے ہمارے ایک نشان بنا گیا ہی اُسنے مفصل خبر دریافت کرکے افراسیاب کو لکھ بھیجا پنجہ سحر نے وہ نامہ شاہ کو جب پہونچایا وہ فوراً سوار ہوکر بارگاہ حیرت مین آیا اور ہر ایک سے حال معمار دریافت فرمایا گیسوے بن شہاب اور شہاب جادو نے عرض کیا کہ حقیقت مین معمار قدرت ایک نشان اپنا بنا کے چلا گیا ہی افراسیاب نے کئی سو ساحرون کو واسطے دیکھنے اُس برج کے جو معمار بنا گیا تھا روانہ کیا اُنھون نے جاکر برج کو دیکھا اور آکر عرض کیا کہ ایک برج میدان مین ایسا بنا ہوا ہی کہ جبتک معمار قتل نہوگا یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ نشان قلعہ بنانے کا معمار ڈال گیا ہی یہان وہ آکر قلعہ بنائے گا افراسیاب نے کہا یہ کیا کہتے ہو کہ یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اُس برج کی تو کیا اصل ہی اگر ہزار برج معمار کا بادشاہ جہاندار قدرت شاہ بنائے تو اُسکو آن واحد مین برباد فنا مین اُڑا دون اور میرا اُس برج کے بنانے مین نقصان ہی کیا ہی وہ جاہے تو سارے شہر مین برج اور قلعہ بنا تا پھرے مین کیا اُس برج کے بنانے سے ڈر گیا مجکو فقط خیال یہ ہی کہ ساکنان بیابان گلزیز مالک تصویر خداوند جمشید مین اُنسے بگاڑنا اچھا نہین ورنہ ابھی اُس برج کو مین توڑ ڈالتا اور معمار کو اگر مین پکڑ بھی لیتا تو اُسکو گوشمالی دیکر جہاندار کے پاس بھجدیتا اے حیرت تم یہ خیال کرو کہ عمر نے کچھ بیابان گلریز کے بادشاہ پر کوئی احسان تو کیا نہین اور مین ہر سال لاکھون روپیون کا تحفہ تحائف اس سبب سے کہ یہ نبیرۂ جمشید ہی اور یہ مالک

تصویر ہی تو اُسکو بھیجا کرتا ہون بس اگر جہاندار یہ سب حقیقت سُنے گا تو یقین ہی کہ ہماری طرفداری کریگا اور عمر کے ساتھ دوستی ہرگز نہ کریگا اب اُسکو اس حال سے اطلاع دینی لازم ہی کہ وہ خود معمار کو پکڑکے میرے پاس بھیجدے یا اُسکو وہین خود قتل کرڈالے کیونکہ وہ حاکم معمار کا ہی اور معمار اُس سے کسی طرح لڑ نہین سکتا یہ کہکر بموجب ابیات

دبیر نویسندہ را گفت شاہ	کہ بیش آر قرطاس و مشک سیاہ
یکے نامہ بنوشت از رنگ وار	براو کردہ صد گونہ رنگ و نگار
چو قرطاس چینی شد از باد خشک	نمودند مہرے بران پُر ز مشک
بمو بد سپرد آن بہ پیش روان	سرفراز و بیدار دل بحرفدان
در گنج بکشاد افراسیاب	ز رومی کہ بد جامہ با آب و تاب
زدینار و دیبا و خز و حریر	ز مہر و ز افسر ز مشک و عبیر
ہم از یارہ و گوہر شاہوار	ہم از طوق و ز افسر و گوشوار
پرستندہ در پیش خادم جہل	برو برگذشتند شاداب دل
چو سہ صد پرستار با مہر وے	برفتند شادان دل و تازہ روے

یعنی لاکھون روپیہ کا مال و اسباب جواہر پوشاک وغیرہ چار سو قرابے شراب عمدہ کے اور خواصین حسین و خوبصورت وغیرہ سب ہمراہ نامہ ذار کرکے روانہ فرمایا اور نامہ مین مضمون یہ منشی عطارد رقم نے تحریر کیا

نامۂ افراسیاب جادو بجانب بادشاہ بیابان گلریز یعنی جہاندار قدرت شاہ جادو متضمن بہ مضامین محبت آگین و درخواست طرفداری خویش در پردہ لمؤلفہ

پہلے لکھے خامہ وصف جمشید	برلاتے ہین جو ہماری اُمید
پھر وصف لکھون مین ساحری کا	ہی سلسلہ جن سے ساحری کا
توصیف لقا قلم سے لکھے کیا	بندون پہ ہی مہربان وہ ایسا
تکلیف و ستم اُٹھاتا ہی وہ	غارت نہین اُنکو کرتا ہی وہ
حمزہ پہ ہی رحم اُسکا ایسا	بندون سے ہی بھاگا بھاگا پھرتا

اور اسکے سوا ہین جتنے معبود
رتبہ مین ہر اک ہر اک سے افزود

ہی باغ خدائی کا ہر اک گل
سو جان سے انھین کے ہم ہین بلبل

کب وصف بیان ہو ہمسے انکا
از روے ادب ہی ترک اولا

اب مطلب دل کا کچھ بیان ہی
اُس سے جو محب دوستان ہی

گلدستۂ گلشن جوانی
نوباوۂ باغ کامرانی

غواص محیط آشنائی
درج در بحر بادشاہی

رونق دہ تاج و کشور و تخت
زینت دہ جاہ و لشکر و بخت

سرخیل شہان جملہ عالم
سر حلقۂ داوران اکرم

اللہ رکھے تجھے سلامت
تیری رہے نسل تا قیامت

پہونچین تجھے تحفہاے تسلیم
گلدستۂ انجمن ہو تعظیم

تحریر کرون بیان کا کیا حال
ہر ایک بشر کا ہی برا حال

گردش مین ہی آگیا زمانہ
گندم کی طرح پسے ہین دانہ

نظرون مین ہی سیری خار گلشن
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن

ہم سب کا ہوا فلک عدو ہی
غل آہ و بکا کا کو بکو ہی

گھیرے ہین مخالفان پُرفن
حیوانون سے چھٹ گئے ہین مسکن

آہو بھی جدا ہوئے ہین بن سے
بو گل سے جدا ہی گل چمن سے

ماتم ہی خوشی کی انجمن مین
گُل کو بھی ہی بیکلی چمن مین

نظرون مین ہی خار اب گلستان
نرگس ہی برنگ چشم حیران

قمری سے جدا ہوا ہی شمشاد
ہی قید الم مین سرو آزاد

بلبل کو نہین ہی گل کی اب یاد
گلشن مین صبا ہوئی ہی برباد

سنبل ہی مثال مو پریشان
لالہ کا ہی داغ دل نمایان

کانٹا ہی کھٹک رہا جگر مین
محشر ہی بپا ہر ایک گھر مین

کرتے ہین فساد یان فسادی
غم دیتی ہی ہمکو جان شادی

ہر گھر مین پڑا ہوا ہی ماتم — عیّارون سے ناک مین ہی اب دم
ظاہر ہوئے تمپہ میرے حالات — اب نظرون مین میری دن بھی ہی رات
آرام نہین ہے مجھے کسی دم — غم سے ہی میرا عجیب عالم
ہی سب سے زیادہ بیقراری — ہی اُس لیے اور اشکباری
جو اپنے تھے دوست دل سے پیارے — دشمن وہ ہوئے ہین اب ہمارے
کوکب کہ تھا اپنا پیر بھائی — کی اُسنے بھی ہمسے اب جدائی
آئے ہوئے ہین یہان جو عیّار — وہ اُنکا ہوا ہی دل سے غمخوار
کچھ دین کا پاس ہی نہ الفت — دشمن کیطرح سے ہی عداوت
برباد ہی دین سامری کا — اب مٹتا ہی نام ساحری کا
طاؤس و بہار اور مخمور — ہی سب کو عداوت ہمسے منظور
مہرخ کے شریک سب ہوئے ہین — جی توڑ کے ہمسے لڑ رہے ہین
یہ حال تو ہوگا تمکو معلوم — مدت سے ہی اُسکی ہرطرف دھوم
اب اور نئی سنو روایت — ہی آئنہ سان مجھے یہ حیرت
ہی ساحری جنکے آبروئے گل ہین — جمشید بسا ہوا ہی دل مین
جو بندۂ خاص سامری ہین — اب اُنکی طبعیتین پھری ہین
معمار جو ہی تمہارا سردار — ہی اُسکو بھی سامری سے انکار
دین اُسنے غم سے ملکے کھویا — یان آکے ہی اُسنے بس یہ بویا
آثار تمام اُسکے ہین بد — تیار کیا ہی ایک گنبد
منظور ہوا ہی ہمسے لڑنا — تیاری قصر سحر کرنا
بس لکھتے ہین تمکو دوستی سے — جب نامہ ہمارا تمکو پہونچے
معمار کو کرکے تم گرفتار — یان بھیجدو ہی یہی سزاوار
ہی دین تمہارا جو وہ اپنا — کب ہوگا بھلا تمھین گوارا
برباد ہو ساحری کا گلشن — ساحر تو حزین ہون شاد دشمن

الفت کا یہی ہی اب تقاضا / یہ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا
الفت کا قلم سے نے پہنا جامہ / اب ختم دعا یہ ہی یہ نامہ
تم تخت نشین رہو بصد شان / ہو ملک تمام زیر فرمان
ڈنکا بجے ہر طرف تمھارا / دشمن کا جگر ہو پارہ پارا
ہو زیر نگین تمھارے شاہی / اب ماہ سے لیکے تا بماہی

یہ نامہ تمام کرکے ایک معتمد خاص کو دیکر روانہ کیا کہ وہ سب تحفہ جات کو تخت و فیلان سحر پر بار کرکے رہگرائے منزل مقصد ہوا اور راہ بیابان گلریز کی طلسم ہوشربا سے بھی ہی بس اُسی راہ سے بعد قطع منازل وطی مراحل کرکے داخل بیابان مذکور رہوا ادھر سے تو یہ نامہ دار گیا اور اُس طرف معمار اپنے مکان پر آکر پہونچا مگر شدنی امر مین چارہ کیا ہی معمار اوربسکہ ہوشربا مین دوبار قید ہوا اور سفر کی زحمت بھی اُسکے لیے ہوئی تھی اسوجہ سے گھر پہونچکر دربار بادشاہ مین نہ گیا خیال کیا کہ ایک روز آسودہ ہولون تو دربار جہاندار شاہ مین جاکر جملہ ماجرا افراسیاب اور کوکب کی لڑائی کا اور مغروری شاہ ہوشربا کی اور اپنا ذلت پانا سب بیان کرون بس ہی تو یہ نازک دماغ اپنے مکان پر ٹھہر کر غسل فرمایا اور آسودہ ہوا اور ایک دن تو کوکب کے یہان اُسکا گذرا تھا ایک روز راہ مین تیسرے روز گھر مین اپنے رہا وہان اِس عرصہ مین نامہ دار پہونچ گیا وہ دربار مین جانے بھی نہ پایا تھا کہ خبر جہاندار کو پہونچی کہ نامہ دار شاہ جادوان افراسیاب جادو کا آیا ہی اُسنے اپنے یہان کے سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ لوگ پیشوائی کرکے نامہ دار کو دارالامارۃ بادشاہی پر لائے بادشاہ مذکور نے باعزاز تمام سامنے اپنے طلب کیا نامہ دار نے آکر مجرا کیا اور بصد ادب وہ سب تحفہ جات جو ہمراہ لایا تھا پیشکش کیے اور نامہ سر سے کھولکر ہاتھون پر رکھا جہاندار شاہ نے نیم قد اُٹھکر تعظیم دی نامہ کی اور نامہ ہاتھ سے نامہ دار کے لیکر قائم جادو اور مقیم جادو کہ دونون یہ مصاحب خاص ہین اُنکے حوالہ کیا کہ اسکو پڑھو مقیم جادو نے لفافہ سے نامہ نکالکر پڑھنا آغاز کیا اور از بسکہ معمار اُنکے ابنائے جنس سے ہی اسوجہ سے اُس سے حسد رکھتے ہین نامہ کو خوب نمک مرچ لگاکر پڑھا مضمون نامہ معلوم کرکے جہاندار کے چہرے کا رنگ سفید ہوگیا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو اگر افراسیاب طلسم ہوشربا مین

حاکم نہ رہا تو یہ سمجھ لینا کہ تم ساحران جہان کی مٹی خراب ہو گی سب مارے مارے پھرینگے سامری کے
مندرون مین گدھے لوٹینگے اور سگ توبہ توبہ عف عف کرینگے افراسیاب خداوند ساحران ہی
اور اُس سے بگاڑ گویا جمشید سے بگاڑنا ہی یہ معمار کو کیا ہوا تھا جو وہان جاکر بھڑ اکھیڑ دین کا بھی
پاس نہ کیا اور نہ کچھ میرا خوف آیا یہ کلمات زبانی بادشاہ سُنکر قائم جادو نے عرض کیا کہ اے نبیرہ جمشید
معمار قدرت بڑا سرکش اور مدبر ہی وہ آپکو اور کسی کو خیال مین کب لاتا ہی اپنے تر دیک کسی کو
سوجھ دکب گنتا ہی ہمیشہ سے اُسکی عادات خراب ہین ایک ادنی تو اُسکی یہ حرکت ہی کہ لوگون کی
لڑکیان زبردستی چھین لیا کرتا ہی اور قرض لیکر تو عمر بھر بھی ادا کرنا نہین جانتا ہی جہان شہر کے لاکھون
روپیہ آتے ہین بسبب خوف کے وہ بیچارے خاموش ہین اے شہریار عمر کے پاس زنبیل ہی اُسنے
لاکھ دو لاکھ روپیہ دینے کہے ہونگے وہ لالچ مین آکر ملگیا ہوگا اور یقین ہی کہ لالچ مین آکر وہ
حضور کے دشمنون کے درپے ہلاکت ہو تو کیا بعید ہی بس ایسے شخص کا زندہ رکھنا بہتر نہین یہ تو ظاہر ہی
کہ اگر طلسم ہوشربا مین وہ قید ہو کر جائیگا تو وہان عیار اُسکے دوست اور طرفدار موجود ہین وہ
قتل ہونے دینگے لہذا یہین سے اُسکا سر کاٹ کر بھیجنا چاہیے جہاندار شاہ نے حالت غضب مین
رائے اُنکی پسند فرمائی اور ناسزا دارا افراسیاب کی دعوت کا سامان فرمایا اور ایک قصر عالیشان
مین باعزاز تمام اُتروایا طائفے ناچ کے بھیجے بکاول نے لذیذ و عمدہ کھانے پکا کر کھلائے وہان
تو یہ جلسہ جیا دارالامارة مین حکم حاضر ہونے کا معمار کے جہاندار نے دیا فوراً ایک ستمع چوبدار
سلطانی کے روانہ ہوا اور معمار سے جاکر کہا کہ جلد چلیے حضور نے یاد کیا ہی معمار سمجھا کہ کچھ آفت
آئی ہی جب تو بادشاہ نے اسقدر تاکید بُلانے مین فرمائی ہی بس اُسی وقت لباس درباری سے
آراستہ ہو کر طاوس سحر پر سوار ہوا اور حاضر دربار ہوا بادشاہ کو تسلیم کی شاہ نے مُنھ پھیر لیا
نفرت ظاہر فرمائی اور کہا اے بے ادب یہ کیا حرکت تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے تو طلسم ہوشربا
مین گیا اور یہ فساد ظاہر کیا کہ شاہ جادوان افراسیاب ذیشان مجھسے شکایت فرماتا ہی اور
نامہ متضمن بہ پاسداری دین و شکایت آمیز مجکو لکھا ہی معمار نے جواب دیا کہ اے بادشاہ کیوان
کلاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان سے اور مجھسے دوستی ہی اُسنے مجکو بلا بھیجا تھا
اور مجھسے حال افراسیاب کا بیان کیا تھا کہ مجھسے وہ لڑتا ہی بس مین نے چاہا کہ مین جاکر

افراسیاب کو سمجھاؤن اور دونون مین صفائی کراؤن آپسمین ملوا کر جھگڑا مٹاؤن چنانچہ اس
عزم پر جب داخل طلسم ہوش ربا ہوا دوبار مجکو عیارہ سے گرفتار کرا کر ذلتین دین اور میرے قتل کا
درپے رہا سامری نے مجکو بچایا اور یہ سانحہ پیش آیا اُسوقت مین نے بھی جھلا کر ایک برج سحر سے
اُسکے دھمکانے کو بنایا اور آپ سے اطلاع کرنے کو وہان سے چلا آیا ایک روز گھر مین رہا آج حاضر
ہونے کو تھا کہ حضور نے بلا بھیجا اسمین میری کیا خطا ہی افراسیاب متکبر اور مغرور ہو گیا ہی
جہاندار نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ او بدزبان شاہون کی جناب مین یہ گستاخیان اگر وہ متکبر اور مغرور ہی
تو ہم پہلے ہو چکے تجکو اب کوکب کی ملاقات پر ایسا گھمنڈ ہی کہ ہم لوگون سے دعوی ہمسری کرتا ہی
تیرا کاسۂ دماغ خود بوسے کبر و غرور سے مملو ہو گیا ہی خیر اگر تو افراسیاب کے ہاتھ سے بچکر چلا آیا
تو میرے ہاتھ سے کب بچیگا یہ کہکر اُسنے اپنے تاج سے ایک موتی توڑ کر سینۂ معمار پر مارا اور پکارا
کہ اگر یہ تاج عطیۂ خداوند جمشید رہی تو معمار گرفتار ہوا زبسکہ یہ نبیرہ جمشید اور مالک شبیہ جمشید ہی
معمار کی کیا حقیقت ہی اگر افراسیاب و کوکب وغیرہ پر تحفہ جات طلسم سے کام لے تو وہ
بھی مغلوب ہون بس معمار قدرت بحس و حرکت ہو کر گر پڑا اب اُسنے حکم دیا کہ ایک قفس آہنی
لاؤ چنانچہ وہ قفس جب آیا معمار کو اُسمین بند کرا کے مقیم جادو کے سپرد کیا کہ آج کے روز اسکو
تو قید رکھ کل مین اسکو قتل کرونگا اور سر اسکا پاس افراسیاب کے بھیجونگا مقیم یہ سُنکر اُٹھا
کہ اسکو لیجاؤن اُسوقت قائم جادو نے عرض کیا کہ اے بادشاہ اسکو میرے حوالہ فرمائیے کہ مین اپنے
مکان مین قید کرونگا اور بہت حفاظت سے رکھونگا بادشاہ نے کہا اچھا تو ہی لیجا اُسنے عرض کیا
کہ پھر مین اپنا سحر اُسپر قائم کرتا ہون یہ تو اب بے بس ہی جسکا جی چاہے اُسکو مسحور کر لے ہان
اگر چھوٹا ہوا ہوتا تو البتہ مشکل سے مسحور ہوتا آپ اپنا سحر اُسپر سے اُتار لین یہ کہکر خوب سحر مین اُسکو
جکڑ کر بادشاہ سے سحر رد کرایا اور قفس کو تخت سحر پر رکھکر کئی سو ساحر گرد و پیش اُسکے مقرر کیے
کہ وہ سب حربہ سحر کے پکڑے ہوئے اور منتر جنتر پڑھتے ہوئے ہمراہ تخت چلے اس صورت سے
قائم جادو اُسکو اپنے گھر مین لایا مکان اُسکا بھی بہت نایاب مثل قصر سلاطین و شاہان روے زمین
تعمیر تھا اور آراستہ بصورت تصویر تھا معمار کے ملازم خبر گرفتاری سنکر روتے ہوئے آئے
اور ہمراہ قید معمار چلے جب معمار قائم کے گھر پر پہونچا اپنے ملازمون سے کہا کہ یارو ہمنے

تمھارے ساتھ کیا کیا سلوک نہین کیے ہین اب اگر تمسے ہوسکے تو ہمارے احسانون کے بدلے
مین جاکر کوکب اور عمر سے ہمارے اِس حال کی خبر کردینا مین تمھارا ممنون احسان تا بہ زیست ہونگا
سب ملازم اُسکے اِس کلمہ کو سُنکر رونے لگے اُسمین قائم معمار کو لیکر اپنے قصر مین داخل ہوا اور
معمار کے ملازمون کو کہا کہ کیون مجرم کے ساتھ چلے آتے ہو وہ بیچارے سب مایوس ہوکر پھر آئے
اور قائم نے جس جگہ کہ خود آرام کرتا ہو وہان لاکر چھت مین قفس کو لٹکا دیا اور دروازے سے
اندر تک پہرا ساحرون کا مقرر کرکے باطمینان تمام متمکن ہوا مگر ملازم جو پھر کر اپنے مکان پر آئے
ہر ایک ساحر تو یہ سمجھکر کہ دریا مین رہنا مگر سے بیر اچھا نہین اگر ہم کوکب سے خبر کرنے جائین اور
بادشاہ سُنے تو ہمپر آفت آئے اس سے مناسب ہی کہ خاموش ہو رہو پس یہ ایک خاموش رہا ایک
ساحر کہ بڑا خیرخواہ اور نمک حلال تھا شہناز جادو نام اُسکو تاب نہ رہی اور خیال کیا کہ چاہے جان
جاتی رہے مگر حق نمک ادا کیجیے اور اپنے مالک کی رہائی کی تدبیر ضرور چاہیے پس یہ سوچکر کسی حیلے سے
اُسنے سفر اختیار کیا اور بیابان گلریز کے باہر نکلکر سیدھا سرحد طلسم نور افشان مین آیا کوکب کو تو بزور
سحر معلوم ہی تھا کہ آفت ضرور تر معمار پر آئیگی پس پتلے لگا رکھے تھے کہ جو کوئی آکر سرحد پر میرے پاس
آنا چاہے فوراً اُسکو لے آنا چنانچہ شہناز نے سرحد پر آکر صدا دی کہ ای کوکب مجھکو اپنے پاس بلا لیجیے
کہ آپ روشن ضمیر ہین اُسی وقت ایک پنجہ پیدا ہوکر اُسکی کمر مین پڑا اور قلعہ کوکبیہ مین لے آیا سامنے
کوکب کے پہونچایا جب یہ کوکب کے روبرو آیا تسلیم کرکے رونے لگا اور تمام ماجرا نامہ دار کے
جانیکا اور معمار کے قید ہونیکا معرض عرض مین لایا اور کہا کہ اب کل وہ قتل کیا جائیگا اور سر اُسکا
افراسیاب کے پاس آئیگا عمر یہ حال سُنکر رونے لگا اور کہا افسوس جو طرفدار اپنے ہین وہ بیچارے
کیا مصیبتین اُٹھاتے ہین اور آفت مین پھنستے ہین اگر میرا جانا بیابان گلریز مین ہوتا تو مین معمار کو
اِس قید سخت سے رہائی بحکم خدا دیتا اور جہاندار کے دربار مین عیاری کرتا اور ایسا اُسکو ٹھیک بناتا
کہ وہ بھی کچھ دنون کو یاد کرتا کہ ہان عمر کے طرفدار کا ستانا ایسا ہوتا ہی یہ کہکر بادشاہ سے کہا کہ ای شاہ
کوکب اگر مجھے آپ وہان پہونچا سکین تو برائے دین و مذہب خود جلد بھیجیے تاکہ مین کچھ کوشش
وہان پہونچکر کرون کوکب نے کہا کہ خواجہ مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہی
ہم لوگ نہین جاسکتے وہی لوگ جاتے ہین جنسے جہاندار سے رسم و راہ ہی وہان کے بیٹھے

والے آمد و رفت رکھتے ہین اور دوسرے اگر دروازہ ملک سے تمکو لیجاون تو راہ دور بہت ہو اور ممکن نہین کہ بادشاہ بیابان کو خبر میری اور تمھارے آنے کی نہو جائے کیونکہ جو وہان پہونچتا ہی سحر بادی اُسکو خبر دیتا ہو اب رہا پوشیدہ راہ سے جانا وہ راہ وہ ہو کہ جسکے مابین مین زنجیر آتشین حائل ہو ہمارے بزرگون سے ایک عمل چلا آتا ہو کہ جو کوئی وہان جانیکا قصد کرے تو جانے سے تین دن پہلے اس عمل کی تسبیح پڑھے پھر بخوبی زنجیر کو پھاند جائے اور کسی کو اطلاع نہو سو اب تین دن کا وقفہ باقی نہین رہا جبتک مین اور تم اس عمل کو پڑھونگا اُسوقت تک معمار قتل ہوجائیگا یہ کہکر شہنا جادو کو عمدہ مقام پر اُتروایا ہاتھ منھ اُسنے دھویا شراب پی آسودہ ہوا اُسکی تو دعوت وغیرہ کا سامان اُسنے مہیا کرایا اور خواجہ سے اِس بات مین مشورہ ہونے لگا ادھر [illegible] ندار نے بعد دعوت وغیرہ کے ایلچی افراسیاب سے کہا کہ جبتک آپ کے مزاج مین آئے یہان تشریف رکھیے اور اگر جانے کو جی چاہے تو تشریف لیجائیے بادشاہ جادوان کو میرا سلام نیاز کہکر میری طرف سے عرض کر دیجیے گا کہ معمار کا سر کاٹ کر آپ کے لکھنے کے بموجب مین بھیجے دیتا ہون اور مین بدل آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہون ایلچی یہ پیام سنکر شادان و فرحان رخصت ہوا بادشاہ نے بہ عزت تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچایا ایلچی مذکور خدمت بادشاہ جادوان مین آیا اور پیام جہاندار مفصلاً معرض بیان مین لایا بادشاہ نہایت شاد ہوا بند غم سے آزاد ہوا ادھر جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور کرن خورشید کی دریائے ظلمت مین ڈوبنے لگی دھوپ ڈھلگئی سایہ ہلکا ہلکا ہر طرف پھیلا عمر نے صحبت کوکب مین پھر وہی ذکر معمار کی رہائی کا نکالا کوکب نے مجبوری ظاہر کی عمر نے اُسوقت کہا اچھا یہ تو آپ سے ہوسکتا ہی کہ آپ اُس زنجیر تک مجکو پہونچا دین کہ جو مانع رفتن بیابان گلرنیر ہو اگر آپ وہان کے لے جانے مین انکار کرینگے تو مین کسی طرح نہ مانونگا اور آپ کو ضرور وہان تک لیجاؤنگا کوکب نے کہا کہ وہان کوئی ایسا نہین ہو کہ جسکی صورت بنکر تم اُدھر چلے جاؤگے اور اگر صورت بھی بدلوگے جب بھی نہ جاسکوگے پھر کیا ضرور ہی سفر کی زحمت اُٹھانا اور اگر ساحر سنینگے کہ کوکب بیابان گلرنیر مین گیا تھا مگر جا نہ سکا تو ہنسینگے اِن صورتون مین مناسب نہین اُدھر جانا عمر نے کہا کچھ ہی کیون نہو آپ مجکو لیچلیے جب عمر نے بہت اسرار کیا مجبور ہوکر کوکب لے چلنے پر راضی ہوا اور تخت سحر تیار کرکے عمر کو بٹھا کر روانہ ہوا اور اپنے طلسم کی

سرحد تک سیر کنان گیا جب وہان سے آگے بڑھا خواجہ کو پنجہ مین دابکر اُڑا اور قندیل فلک ہوگیا
اور سناٹا مارے ہوئے سرحد بیابان گلریز مین پہونچا اور ایک ہی مرتبہ کے سناٹے مین زمین پر
اُتر آیا اور خواجہ کو ہاتھ سے زمین پر رکھ کر آپ پھر بلند ہوگیا عمر کی آنکھین تموج ہوا سے بند
ہوگئین تھین اب جو آنکھ کھُلی تو عجب صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز دیکھا کہ روح قالب مین
بیچین ہوگئی اور پائے ثبات نے جواب دیا یہی دل مین آیا کہ اے عمر تا پائے داری بگریز گرد تو
پہاڑ بڑے بڑے عظیم الشان سیاہ رنگ کے دیکھے جنکے درون سے شعلہ نکلتے تھے پہاڑ کے
درے وہان اژدر آتش فشان تھے صحرا مین بگولے سیاہ رنگ کے اُڑتے تھے اور درختون پر گرتے تھے
معلوم ہوتا تھا کہ تو جوانان گلشن کے سر پر بھوت سوار ہین درخت خاردار اور جلے ہوئے
نظر آتے تھے مسافر خیال کو بھی ڈراتے تھے پتے کھڑکھڑاتے تھے گویا درخت بھی زبان
برگ سے یہ سناتے تھے کہ اے آنے والے بیابان گلریز کے نخل ہستی ہمیشہ سحر و نیرنگ سے یہان
قطع ہوگا خبردار یہان ہرگز قدم نہ رکھنا علاوہ ان بلیات کے جب عمر نے دل مضبوط کرکے
قدم آگے بڑھایا یکایک زمین سے غبار سیاہ رنگ اُڑا اُسکے بعد تمام جنگل لال ہوگیا آنکھین
خواجہ کی بند ہوگئین آپ جو آنکھ کھُلے دیکھا ہر سمت آگ لگی ہے دل سے کہ وقنا ربنا عذاب النار
پروردگار عالم بچانا یہ کیا طلسم عالم کے دل سے لگی ہے جب خوب غور کرکے دیکھا تو آگ نہین ہے
گلہائے سُرخ رنگ قلہ کوہ سے تا پائین کوہ اور دشت مین کھلے ہین جنکی سُرخی سے تمام
جنگل آتش بہار ہو رہا ہے یہ نیرنگی سحر کی تھی جو پہلے آگ لگی نظر آئی تھی اب وہی آگ گل ہوگئی ہے
اور صحرا سرخروئی بھی جتاتا ہے دل بہار مین بھی آگ لگاتا ہے خواجہ یہ کیفیت دیکھ رہے تھے
کہ یکایک کلیان گلون کی کھل گئین اور اُنکے اندر سے پتلیان چھوٹی چھوٹی خوشرنگ باہر نکلین
اور پکارین کہ اے آنے والے بیابان گلریز کے تو کہان ہے یہ کلمات جو خواجہ نے سُنے
سمجھے کہ تم مسحور بہ سحر ہوئے آگے چلنا کیسا یہان گرفتاری کا سامنا ہے بس یہ سوچکر آپ نے
گلیم کو زنبیل سے نکالکر اوڑھ لیا اور غائب ہوگئے وہ پتلیان تا دیر تو کھڑی پکارا کین ازبسکہ
گلیم کے سبب سے خواجہ مسحور نہوئے تھے اسوجہ سے اُنکی صدا نے کچھ اثر نہ کیا جب کوئی
آنے والا اُس جگہ اُن پتلیون کو ثابت نہ ہوا زمین پر قہقہہ مارکر گرین اور لوٹ کر مرغ خوشنما رنگ

بنکر اُڑ گئین وہ درخت پھولون کے بلند ہونے لگے اور کلیون نے چٹک کر یہ شگوفہ چھوڑے کہ پریزادان طلسم بے نشان کا نشان بادشاہ سے دینے کیون جاتی ہو ابھی ٹھہر و ایسا نہو کہ تم خود مورد صد الزام و قصور ہو جاؤ وہ طایر خوشرنگ یہ کلمات سُنکر شاخون پر آکر بیٹھے اور زمزمہ سرائی کرنے لگے اسطرح چہچہائے کہ خواجہ باوجود گلیم اوڑھے ہونے کے محو ترنم مرغان بوستان سحر ہوئے لیکن آپ بھی دعا ہائے صحائف ابراہیم پڑھتے جاتے تھے کچھ اثر اُنکی نغمہ سرائی کا اُنپر نہوا اور وہ طائر منقارین اپنی اُن پھولون پر گڑو کر رس اُنکا پینے لگے اور سُنہہ کلیون اور پھولون کے ایسے کشادہ ہوئے کہ وہ جانور اُنمین غائب ہوگئے درختون کا بھی کچھ دیر مین نشان باقی نہ رہا اُسی طرح کا صحرائے وحشتناک پھر نظر آنے لگا عمر گلیم اُوڑھے ہوئے پھر آگے کو قدم زن ہوا پھر غلغلہ شور نشور ایسا برپا ہوا کہ ارے کیا غضب ہی برائے گھر مین چلا آتا ہی اور ہم سبکو اندھا بنایا ہی کہ دکھائی نہین دیتا ہی عمر نے دیکھا کہ اب نئی طرح کا طلسم دنیرنگ اس دشت پُرخطر مین ظاہر ہونے لگا **ابیات**

ہوئے درپیش ہر جا سخت حالات
کبھی دن ہوگیا اُس جا کبھی رات

کبھی گھر آیا بادل خوب گرجا
چمک کر برق سینہ شعلون کا برسا

پھر اُسکے بعد پانی خوب برسا
کہ بھیگے کوہ بھی اور سارا صحرا

غرض وہ دیکھتا ساماں ہرسو
چلا جاتا تھا ناگہ ایک آہو

مقابل اُسکے آکر بن گیا مور
نہایت خوبصورت صاحب زور

وہ کوکا اور ہر جانب پکارا
ہوا وان جا رلشکر کا اُتارا

گھرے اُسپر بشکل ابر وہ سب
نظر آنے لگا دن صورت شب

گلیم اوڑھے ہوا وان سے گریزان
نظر آنے لگا وہ ہی بیابان

مگر اک نخل سے دو مور خوشرو
اٹھے اور آئے اُسکے قرب پہلو

رہی اُسکی نہ وہ جرأت نہ وہ زور
زمین و آسمان سے اک اٹھا شور

کہ آؤ ساحران ملک اطراف
نہایت فکر سے مطلع ہوا صاف

یہ سُنتے ہی کئی سو فیل بدمست
ہوئے موجود سر اپنے کیے پست

زمین مین سب نے خرطومون کو گاڑا
اُکھاڑے نخل سب جنگل اُجاڑا

یکایک دو جوان چست و طرار
ہوئے پیدا پس پہلو سے اکبار

صدا دی لے ہم آئے اب نہ گھبرا
قوی رکھ دل خدا پر کر بھروسا

یہ سُنتے ہی اُسے پھر جوش آیا
ذرا ٹھہری طبیعت ہوش آیا

ہوا شفاف میدان صورت دل
نیا پایا کوئی بھی اپنے مقابل

اِسی صورت سے خواجہ عجائبات اُس جنگل کے ملاحظہ فرماتے ہوئے روانہ تھے جب گلیم اُتارتے تھے آفت مین گھر جاتے تھے پھر ڈر کر گلیم کو اوڑھ لیتے تھے اور پچھلے پہر دن مین تو کوکب اُنکو لیکر یہان آیا ہی تھا کچھ عرصہ مین وہ زمانہ آگیا کہ فتاح طلسم ظلمت شب نے لوح طلاء احمر خورشید کو جیب مغرب مین رکھا اور نیرنگی پیدا ئے عالم مین کواکب ماہ و کہکشان کی ظاہر ہوئی کہ ابیات

فلک نے لیکے مُنھ پر دامن شب
جمایا اور ہی صورت کا مطلب

چھپا دن خوف سے پاس آگئی شام
مزاجون نے بھی چاہی رسم آرام

قریب شام عمر عالی مقام اِس صحرا کو طے کر کے ایک ایسی جگہ پہونچا کہ چار طرف تو پہاڑون کو سد راہ دیکھا اور نیچے پہاڑون کے دریا بہتے نظر آئے جدھر سے کہ یہ آیا تھا وہی راستہ کُھلا تھا اور آگے جانے کے لیے اُن پہاڑون اور دریاؤن کے بیچ مین راہ تھی مگر وہان یہ آفت پیدا تھی کہ ایک زنجیر آتشین قد آدم زمین سے بلند کھنچی تھی اُس پہاڑ کے سرے سے دوسرے کوہ تک وہی سلسلہ جاری تھا جانے والا سخت عاری تھا اُس زنجیر سے شعلۂ آتشی نکلکر ہر طرف گرتے تھے اور زمین پر اُنکے گرنے سے نئی نئی آفتین پیدا ہوتی تھین یعنی وہ شعلہ زنجیر سے چھوٹ کر زمین مین سما جاتے تھے اور تہ زمین سے پتلے آتشین تلوار برق کردار ہاتھ مین لیے نکلتے تھے اور پرواز کر کے گرد اُس زنجیر کے طائرون کی طرح چکر لگاتے تھے اور پھر زنجیر کے قریب آکر غائب ہو جاتے تھے اسی طرح کبھی پتلے زمین سے کبھی جانور پیدا ہوتے تھے اور گلہائے بوقلمون اُگتے تھے اور اُن پھولون سے چہرے انسانون کے نکلکر باتین کرتے تھے عمر نے جو اُس زنجیر کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا یہ زنجیر جہنم سے منگائی ہے آیہ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم فسلوہ اِسی کی اور بیان کے سالکون کی شان مین آئی ہے اب ای پروردگار عالم کس طرح اُس طرف

جاؤن کیا کر پھیلاؤن اسی سوچ مین ایک طرف کو ٹھہرا اور گلستان عیاری کی سیر کرنے لگا کوئی
گل مراد پر ہاتھ نہ آیا پھر اُسی بحر مکاری مین غوطہ لگایا کوئی گوہر مراد نپایا آخر دشت فطرت مین
ہر طرف دوڑنے لگا منزل مقصد پر پہونچ گیا خیال مین گذرا کہ اے عمر قرغول اور بادہرے حضرت
جبرئیلؑ کی باندھکر اُس زنجیر کو فرا جا سوائے اِسکے اور کوئی تدبیر سمجھ مین نہین آتی ہے بس
یہ سوچکر اُسنے ایک ساحرہ حسینہ وجمیلہ کی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی چہرہ مثل قمر روشن چھاتیون کے
اُبھرنے کا نرالا جوبن قد باغ حسن کا شمشاد قمری دل جسے دیکھکر سرگرم فریاد کمر کولے نہایت
قطعہ ارخلاصہ یہ کہ عجب حسن کی بہار صندلی ماتھے پر لگی ہوئی پیشانی سیندور سے رنگی ہوئی
سُرخ اوڑھنی جواہر دوزا اوڑھے ہوئے انگیا کرتی پہنے ہوئے جھولا بادلہ تکار گلے مین ڈالے
بٹیان نکالے موتیون کے نورن ہاتھون مین باندھے گریبان پر سے دوپٹا ہٹا ہوا سینہ پر جگنو کا
دمکنا انگیا سے چھاتیون کے رنگ کا پھوٹے نکلنا انگوٹھیان ہاتھ مین لعل والماس کی پہنے اِس
صورت پر تیار ہوکر گاتی دوپٹے کی باندھکر قرغول اور بادہرے حضرت جبرئیلؑ کی نکالکر پاؤن مین
باندھے کہ جسکی تاثیر سے کئی گز بلند ہوسکتا تھا اور طی الارض بھی ہوتا تھا پس اِس صورت سے
گلیم اوڑھے ایک طرف اُس زنجیر کے آگے گلیم اُتار کر روئے ہوا پر اُسنے سناٹا جست کا ایسا بھرا
کہ یقین تھا کئی کوس پر جاکر گریگا زنجیر تو نیچے رہی اور یہ اِس سے بلند ہوکر چلا زمین اور زمان مین
وہان غلغلہ بلند ہوا کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا یہ کون ساحرہ ہے کہ جو ایسی دلیرانہ اِس طرف سے
جاتی ہے مگر کیفیت سُنیے کہ کوکب جو انکو چھوڑ کر جنگل مین غائب ہوگیا تھا تو اسی زنجیر کے
متصل بالا بالا آکر بزور سحر ٹھہرا تھا اور بڑی دیر سے سحر بیٹھا پڑھ رہا تھا اسکی تاثیر سے بہت سے
بیر اُس زنجیر کے محافظ غافل ہو چکے تھے وہ سب گویا ہوئے کہ ارے میان یہ کوئی ساحرہ ملک کوکب
کی یا ہوشربا کی جو ہمارے ملک مین جاتی ہے ایسی کوئی اولوالعزم نہوگی جو دروازہ سے ملک کے
آتی اپنے سحر کے بھروسے پر ادھر سے گذری ہے جانے بھی دو اور اُسکو یقین ہے کہ پاؤگے بھی
نہین دیکھو تو کہ کس سناٹے مین جاتی ہے یہ وہ کہی رہے تھے کہ آن واحد مین خواجہ زنجیر کے
اُس پار جاکر گرے ہر چند شعلۂ آتش زنجیر سے بلند ہوئے لیکن یہ برکت بادہرہ خواجہ تک
نہ ہوسکے اور یہ جب اُدھر زمین پر گرے آندھی سیاہ آئی اور تمام بیابان مین آگ برسنے لگی

اور ایسے شعلہ ہائے آتش چار طرف بلند ہوئے اور گرد وغبار اور تاریکی چھائی کہ جہاندار شاہ
اپنے قصر مین بیٹھا ہوا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خاکدان عالم خراب ہوگیا اور قصر دنیا کی بنیاد
بگڑ گئی ڈھہ پڑا دفعتہً آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کہ صور اسرافیل کے مشابہ تھی جہاندار شاہ گھبرا
گیا اور پکارا کہ یا خداوند ای جد نامدار جمشید الامان اور الحفیظ بچانا اپنے بندون کو اسی طرح تا دیر
مصروف دعا رہا یہان خواجہ نے اُس پار زنجیر کے آکر غلغلہ جو برپا دیکھا جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا
اور جمشید کے واسطے وغیرہ بادشاہ کے دلانے سے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اور جب وہ غلغلہ
برپا ہوا کوکب روئے ہوا پر سے خواجہ کی دلیری دیکھ رہا تھا اور اُنکی جرأت پر متحیر ہو کر اشش
کرتا تھا اب جو آفت برپا دیکھی سناٹا کھکر ایک طرف چلا گیا کہ ایسا نہو کسی آفت مین گھر جاؤن
کیونکہ یہ مقام خداوند جمشید کی شبیہ کا ہے اودھر بعد موقوف ہونے اس شور اور ہنگامہ آفت بیز کے
جہاندار شاہ قدرت نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ بالضرور آج کوئی غیر ہماری سرحد مین
داخل ہوا ہے جو یہ سانحہ درپیش آیا ہے ہر ایک نے دست بستہ عرض کی کہ آپ سچ فرماتے ہین
آپ نبیرہ جمشید ہین آپ کو سب حال روشن ہے لیکن محافظان بیابان و ملک و قلعہ حاضر خدمت
ہوکر آنے والے کا حال عرض نہ کرتے جو کوئی آتا خبر ضرور دیتے اُسنے کہا ایسا کوئی زبردست آیا ہے
کہ محافظان بیابان نے اُسکا پتا نہین پایا ہے لوگون نے کہا نامہ دار شاہ افراسیاب جو زخمت
ہوا ہے اُنھین مین سے کوئی خواص ساحر زبردست شاید سیر کرنے رہ گیا ہو وہی کسی جگہ آگیا ہوگا
جہاندار نے کہا اب مین دادا جان کی تصویر کو تکلیف دون اور اُنسے پوچھون تو معلوم ہو
خیر معلوم ہوجائیگا جو کوئی آیا ہوگا کہان تک چھپیگا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور خواجہ جو اُس زنجیر کو
پھاندکر آگے بڑھے اب یہان وہ کوئی آفت نظر نہ آئی اُنھون نے جانا کہ بس زنجیر ہی تک
روک ٹوک تھی اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقام قلعہ ہے اور یہان امن و امان ہے بس یہ معلوم کرکے
ایک جگہ ٹھہرکر ساحرہ سے اُنھون نے صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی کانون مین کنڈل
ڈالے ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے جھولا گلے مین ڈالا دھوتی بمبری باندھی کھنور
چندن کی تمام جسم مین لگائی کھڑاؤن پانؤن مین پہنکر مالا ہاتھ مین لیکر یا جمشید یا جمشید
کہتے ہوئے آگے بڑھے اب دیکھا تو عجب صحرا ہے سبزہ زار و نواح دلکشا ہے کہ سبحان اللہ

ہر طرف تختہ لالہ و یاسمن کے لگے ہین گلہاے خودرو بھی کھلکر اپنا جوبن دکھاتے ہین رات کو مثل چراغ روشن نظر آتے ہین یا ستارے فلک صحرا مین نکلے ہین کہین گیندا کھلا کہین چاندنی کا پھول چمک رہا گل شبو کی خوشبو پھیلی ہوئی ہر گلون کی چمک سے چاندنی خجالت زدہ ہو کر سیلی ہوئی ہر طرف جوش بہار ہر دامن صحرا مثل پردے یار ہر کہ ابیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب	کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوش رنگ سینے لہلہاتے	ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے

عمر ساحر بنا ہوا سیر کنان جب اور آگے بڑھا ایک دروازہ قلعہ کا نظر آیا بالکل طلائی احمر کا تھا اور یاقوت سرخ اسمین جڑے تھے آفتاب مین ستارے ہر رنگ مریخ نظر آتے تھے دروازہ برج اسد تھا اسمین داخلہ مریخ تھا کئی ہزار ساحران غدار بطور محافظ اور نگہبانون کے دروازے پر اترے ہوئے تھے ہوم خانے جابجا استادہ تھے بستر لگے تھے دد ڑوا ور خنجریان بجتی تھین بھجن ہوتے تھے طول ہر جگہ اچھا نہین عمر تو ساحر بنا ہوا تھا ہی بے محابا اندر قلعہ کے داخل ہوا اُن ساحرون نے بسبب اسکے اُسکو نرد کا کہ جانتے تھے کوئی شخص اندر شہر کے غیر آ نہین سکتا ہی یہ ساحر بھی یہین کا رہنے والا ہی جب عمر اندر شہر کے آیا اُسکو طلسم پایا ہر طرف عمارات عالیشان پتھر کی دلچسپ اور قطعہ ارسکان پتے تھے ساحر نیان اور ساحر جوان جوان لباس و زیور سے آراستہ ہر طرف خوش و خرم پھرتے تھے دکانین رنگین اجنسہ لطیف سے آراستہ تھین دکانون مین دکاندار لباس رنگین پہنے بیٹھے تھے ہر طرف مایہ حسن و ناز سے وہ شہر بھرا نظر آتا تھا اپنی رنگین ادائی پر وہ شاہد ملک حوران مینو کو شرماتا تھا کہ ابیات

نظر آئے جو کوچے سب معطر	زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
سقہ پر آب پاشی کے تھے اسجا	گلاب نو کشیدہ کا گمان تھا
کہ چھڑکا ہی کسی نے بسکہ ہر سو	چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
کہین آواز خوش آتی مگر دور	کہ دل سننے سے جسکے ہوئے مسرور
ہر اک جا دیکھیے وان جو مکان تھا	سنور صورت حسن بتان تھا
دہان سے تھی صدائے رقص پیدا	اُسی آواز کی تھی روح شیدا

عمر پھرتا ہوا شہر مین رکیمان شہر کے مکانات کی طرف آیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ اے برادر
قائم جادو کا کون سا مکان ہے اُسنے کہا ارے میان اُنکا مکان تو وہ سامنے نظر آتا ہے مثل
مکان بادشاہ کے دور سے بلندی دکھاتا ہے کیا تمکو نہین معلوم ہے یا تم یہان کے رہنے والے نہین ہو
عمر نے کہا چہ خوش آپ بھی خوب آدمی ہین یہ بھی کچھ ضرور ہے کہ تمام شہر کے ساکن قائم جادو کے
گھر کو جانتے ہون ازانجملہ ایک مین ہی ہون کہ بہت سے رکیمان شہر کو نہین جانتا ہون ہملوگون کو
کچھ ضرورت تو اُن امیرون سے پڑتی نہین اس سبب سے مکان بھی نہین جانتے آج ایک
ضرورت سے آپ کے پاس جانا تھا اگر تم سے دریافت کیا تو کیا قباحت ہوئی اُنکے مکان کو پوچھنے مین
ہم اس شہر کے رہنے والے نہ ٹھہرے اُسنے کہا بھائی خفا نہو سچ ہے انسان سے سہو ہو جاتا ہے
عمر نے کہا مین آیا بھی ایک مدت کے بعد ہون ہوش رہا مین ایک کام کے سبب چلا گیا تھا اس
وجہ سے اب جو دیکھتا ہون تو اس شہر کی قطع ہی کچھ بدل گئی ہے مثلاً سامنے دیکھو یہ محلہ آباد
نہ تھا اب آباد ہے یہ مکان بالکل گرا پڑا تھا اب بنگیا ہے اُسنے کہا سچ کہتے ہو اچھا جاؤ وہ سامنے
مکان قائم کا ہے عمر وہان سے اُسی مکان کی جانب آیا دیکھا کہ یہ مکان مثل ایوان بادشاہی کے
نہایت مرتفع اور وسیع معلوم ہوتا ہے مصقلہ اسپر چاندی کا کیا ہے چاندی کا ڈھلا بنا ہوا ہے چاندنی
رات مین مثل ماہتاب کے چمکتا ہے کمرے اور برج تعمیر ہین ڈیوڑھی پر ملازم دربان وغیرہ حاضر ہین
عمر نے بے تامل اندر مکان کے قدم رکھا اور محافظان مکان سے جو آنکھ ملی اُنسے کہا بھائی اچھی
طرح سے تو ہو وہ اُسکے بے دہشت جانے سے سمجھے کہ یہ شاید کوئی ملازم بادشاہی ہے اور قائم کا
دوست ہے بس یہ سمجھ کر خاموش ہو رہے اور خواجہ نے آخری ڈیوڑھی پر پہونچکر اندر مکان کے
تو نہ گیا باہر ہی سے آواز دی کہ اے قائم جادو جلد میرے پاس آؤ قائم یہ صدا سُنکر گھبرایا کہ
یہ کون ایسا میرا ہمسر آگیا جو اس طرح بیباکانہ اور گستاخانہ مجکو پکارتا ہے بس جلد تر اُٹھکر باہر آیا
عمر کو بصورت اکابر و جلیل القدر ساحر دیکھکر دست بسر ہوا عمر اُسکو دیکھکر رونے لگا اور
زار زار گریہ ناک ہوا وہ اُسکو روتا دیکھکر اور بھی بدحواس ہوا اور کہا اے برادر بیان تو کرو کہ
تمھارا آنا کہان سے ہوا اور کیون میری صورت دیکھکر روتے ہو عمر نے کہا مین تمکو روتا ہون کہ
کوئی دم مین سر رشتۂ زندگی تمھارا منقطع ہوا چاہتا ہے از بسکہ مجھسے تمکو الفت کمال تھی اسوجہ سے

روتا ہوا دوڑا آیا اور کسی کو کیا پڑی تھی جو ایسی آفت مین تمکو اگر خبر کرتا اے مشفق کوئی ایسی حرکت کرتا ہی
قائم اپنے دل مین سمجھا کہ تو معمار کے قید اپنے پاس رکھنے کو لایا ہی شاید بادشاہ سے کسی نے
تیری جانب سے کچھ لگایا ہی یہ ساحر دربار مین حاضر ہوگا خبر سنکر تیری محبت سے تیرے پاس آیا ہی
یا کوئی اور شاید سبب ہو اس سے دریافت کر لیں یہ سوچکر اُسنے کہا اے بھائی تمھاری محبت اور عنایت مین
کہ جو تمنے اسوقت میرے حال پر صرف فرمائی ہی کچھ شک نہین مگر اب امیدوار رہون کہ جلد تر اس
راز جانگاہ سے بھی اطلاع پاؤن تاکہ کچھ اُسکی تدبیر کرون عمر نے کہا کہ اے برادر یہ راز بادشاہی ہین
یون عام طور پر نہین بیان ہوسکتے ہین اگر تمکو سننا ہو تو علیحدہ چلو قائم اُسکو ہاتھ پکڑکر اندر مکان کے
لے گیا عمر نے وہان جو ساحر وغیرہ پہرے پر بیٹھے تھے اُسنے کہا کہ تم سب باہر چلے جاؤ قائم نے
بھی کہا کہ ہان جلد یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب باہر مکان کے چلے آئے عمر نے دیکھا کہ چھت مین
قفس لٹکا ہی اُسمین معمار بند ہی اور وہ ہمائے اوج ساحری وعنقائے قاف شعبدہ گری پانون
ہاتھ سمیٹے اس پنجرے مین پڑا ہی اور اپنے حال پر زار زار رو رہا ہی باقی تمام مکان قائم کا بہت
آراستہ ہو رہا ہی روشنی سے بازار وزر روشن وہ رات ہی ہر طرف آراستہ شیشہ آلات ہی بس جب
تخلیہ ہوا عمر نے فوراً ایک طمانچہ منھ پر قائم کے مارا کہ او نالائق تو کچھ سمجھ بوجھ کے کام نہین کرتا ہی
قائم کو طمانچہ کھاکر غصہ آیا کہ یہ اچھا کوئی نصیحت کرنے والا آیا ہی کہ خبر تو مفصل نہین کہتا ہی اپنے
اڑھائی چانول بگھار رہا ہی اُس غصہ مین اُسنے چاہا کہ اُٹھکر اُسکو پکڑلون ہاتھ خواجہ کا بیہوشی
بھرا تھا طمانچہ پڑنے سے بیہوشی ناک مین جاچکی تھی وہ اُٹھتے ہی بیہوش ہوگیا عمر نے
دروازے کی کنڈی بند کرکے اسباب جو کچھ جلدی مین اُٹھ سکا وہ نذر زنبیل کیا پھر جال مار کر
مع قفس معمار کو چھت سے اُتارا کیونکہ وہ مسحور بسحر قائم تھا جب اُسکو اُتار چکے خنجر سے سر
قائم کا جدا کیا تن پر قائم نہ رکھا قیام اُسکو دوزخ مین دیا جب وہ واصل جہنم ہوا معمار پر سے
سحر اُتر گیا خواجہ نے اُس جلدی مین اُسکو زنبیل مین ڈال لیا ادھر شور قائم کے مرنے کا بلند ہوا
آندھی تند چلی رات وہ کالی کالا پہاڑ ہوگئی جو جو مکانات کہ قائم کے سحر سے بنے تھے وہ سب
ڈھ پڑے اور اُسکے نیچے جو ساحر کہ مقیم تھے سب دبکر فی النار والسقر ہوئے اور اُسوقت کا
ہنگامہ قیامت نما ایسا تھا کہ زبان قلم کو یارا اُسکے بیان کا نہین ساحر وغیرہ جو پہرے پر تھے

مکانات گرنے سے اُٹھ کر بھاگے عمر بھی معجزے سے شکل اور طرح کی ساحر کی بنا کر یہ کہتا ہوا کہ
بھائیو جلد بھاگو بڑی آفت آئی ہی جو لوگ کہ قوی دل تھے وہ بھی اُسکے بھگوانے سے بودے ہو
بھاگے کہ واقعی بیٹھے بٹھائے یہ کیا آفت آئی خواجہ بخوبی تمام وہان سے بھاگ کر سیدھے در شہر پر
آئے اور کہا بھائیو کوئی ادھر سے گیا تو نہین دربانون نے کہا کوئی نہین کہا نہین گیا تو بادشاہ نے
مجھے بھیجا کیون ہی دیکھو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر جلد تر باہر دروازے کے جا کر صحرا مین ایک طرف
کو ایک پہاڑ چینی کا تھا اُسپر چڑھ گیا اور وہان سے بیٹھ کر شور و غوغائی اہالیان شہر سننے لگا
یہ تو یہان بآرام و مطمئن قلب ساکن ہی مگر ہمہ تن چشم بنا ہوا نہایت ہوشیار و خبردار بیٹھا ہی مگر
وہان شہر مین ساحرون کے مرنے کا ایسا غوغا بلند ہوا اور وہ شور محشر آشکار ہوا کہ تمام شہر کے
ساکنون نے دروازے اپنے بند کر لیے اور دُکاندار دُکان بڑھا کر بھاگے اور جہاندار شاہ
جو شب کے دربار مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اُسنے بھی یہ غوغا سُنا اور گھبرا کر اہل دربار سے
کہا کہ دریافت تو کرو یہ شور شہر مین کیسا ہی کیا کسی کے مکان پر ڈانکا گرا ہی کیا ماجرا ہی ہلکارے
دوڑے اور خبر لائے کہ ای شہریار سُنا جاتا ہی کہ قائم جادو مرگیا اور آپ سے نہین مرا کسی نے
مار ڈالا ہی بادشاہ نے کہا کوئی معتبر جائے اور خبر لائے کہ کس نے اُسکو مارا مقیم جادو بیقرار ہو کر
دوڑا اور قائم کے مکان پر آکر جو دیکھا تو سب عمارت اُسکی گری پڑی ہی ملازم بھاگ گئے ہین ویرانی
چھائی ہی یہ دیکھکر اُسنے جو لوگ باقی تھے اُنسے پوچھا کہ اے میان تمکو کچھ اطلاع ہی کہ مالک تمھارا
کس طرح مارا گیا اور کس نے اُسکو قتل کیا اُنھون نے کہا ہمنے کسی کو اندر مکان کے جاتے نہین دیکھا
مگر ایک شخص البتہ آیا تھا اور روتا ہوا اندر چلا گیا اور دروازے ہی پر آخر مکان کے اُسنے قائم کو
پکارا وہ باہر آئے وہ شخص رونے لگا اور نہین معلوم کیا کیا اُسنے باتین کین پھر قائم اُسکو اندر
مکان کے لے گئے سبکو اندر سے مکان کے باہر نکالدیا تھوڑی دیر کے بعد اندر سے غلغلہ اُنکے
مرنے کا بلند ہوا پھر ہمنے اُس شخص کو نہین دیکھا کہ کدھر گیا اور کب بھاگا یہ حال سنکر مقیم نے
اپنا گریبان چاک کیا اور اندر مکان کے جا کر لاش قائم کو اُٹھوا کر جہاندار شاہ کے پاس
آیا اور جملہ ماجرائے گذشتہ جو کچھ اُسنے سُنا تھا بیان کیا جہاندار نے کہا مقرر کوئی غضب خداوند
جمشید کا آیا ہی معمار کو جو قائم نے قید کیا دیکھو مارا گیا یہ سب فساد کو کب یا عمر کا معلوم دیتا ہی

خیر کہان میرے ہاتھ سے جائینگے جسوقت تاین نے تصویر سے داداجان کی عرض حال کیا طلسم نورافشان تک غارت ہوجائیگا کوکب کی بھی جان جائیگی شریر جادو نامی ایک ساحر حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین معمار حرفدار مسلمانون کا ہوا ہی اور لشکر امیر حمزہ زیر عقیق کوہ پڑا ہی جو دربند اژدریہ کے پاس ہی اور وہ دربند اُس ملک سے بہت قریب ہی افراسیاب کے بزرگون نے راستہ وہ بندکردیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار اُس لشکر کا یہان اُسی راہ سے آگیا ہی اُسی نے قائم کو زندہ نہ رکھا اور معمار کو رہا کرلے گیا کہ اُنھین لوگون کی وجہ سے معمار قید بھی ہوا تھا پھر اُن عیارون کو تاب کہان جہاندار نے کہا یا تو جو تم کہتے ہو یہ امر ہی یا کوئی ساحر یا ساحرہ مسلمانون کے دوست یہان رہتے ہین بس اُنھون نے یہ حرکت ہمارے ستانے کو کی ہی مگر خیر کسی نے یہ امر کیا ہی وہ ہمسے بچکر یہان سے جا نہین سکتا ہی کچھ دن آج باقی تھا کہ ایک غلغلہ قیامت زا بلند ہوا تھا مین نے دُعا کی کہ خداوند نے رحم فرمایا مین جانتا ہون اُسی وقت سے انتظام قتل قائم کیا جاتا تھا خیر اب تو غفلت مین کام کرنے والا اپنی سعی کرگیا تمام بیابان کا روز اخبار میرے پاس آتا ہی اب کہان تک وہ بچیگا اور محافظان بیابان کو سزا دینا بھی چاہیے کہ وہ بہت غفلت کرتے ہین اسی طرح کی باتین کرکے اُسنے ساحرون کو اُسی وقت حکم دیا کہ جاؤ اور قاتل قائم کی تلاش کرو اور ایسے ساحر روانہ کیے کہ معمار سے جو سحر مین غالب آسکین کس لیے کہ جانتا تھا ہمراہ عیار معمار بھی ضرور ہوگا اور وہ اڑیگا صدہا ساحر ہر سمت کو روانہ ہوا اور دیوان بیابان کو عتاب آمیز حکم پہونچا کہ اگر تمھاری سرحد سے قاتل قائم نکل گیا تو سبکو جلا دونگا اب ہزارون پتلے اور دیو اور پریزادان طلسم اور ساحر و ساحرہ وغیرہ تلاش مین روانہ ہوئے اور بادشاہ دو پہر رات تک اسی بند و بست مین سریر حکومت پر جلوہ گر رہا بعد دو پہر رات کے دربار برخاست کرکے ساحرون کو انعام کا بھی امیدوار کیا کہ جو کوئی قاتل کا پتا لگائیگا بڑا رتبہ ہماری سرکار سے وہ پائیگا ایسا کچھ انتظام کرکے داخل شبستان ہوا وہان رات بھر خواجہ کوہ چینی بر درختون کی آڑ مین دبکے ہوئے بیٹھے رہے جسوقت کوہ لاجورد فلک پر عیار مہر قدم زن ہوا اور عالم تمام شعاع خورشید سے روشن ہوا ابیات

کہ جب شب بنگئی اک نقطہ حال	اُٹھا بستر سے پھر شاہ خوش اقبال

ہوا ابر سیاہ شب جو پھر کم		تجسس کا ہوا ساماں فراہم	

ہنگام سحر جہاندار برآمد ہو کر تنبیہ برائے تلاش قاتل قائم کرنے لگا اور عمر صبح کو پہاڑ پر سے
بطور مخفی اُترا دل سے کہتا تھا کہ اب کسی طرح یہان سے نکل چلنا چاہیے یہان کب تک بیکار رہو گے
مفت مین زیر باری ہوگی اپنے پاس سے روٹی کھانا پڑیگی شہر سے بھی نکل آئے ہو نہین تو وہان
دو ایک پیسہ روز کی مشقت ہی کر لیتے دو چار کام کسی جوہری کے کرتے کہان تک تمکو نہ دیتا ضرور ہی
کچھ جواہر نذر پکڑتا اس سوچ مین ایک جھیل کے کنارے آکر استادہ ہوئے اور فکر کرنے لگے کہ کس طرح
چلنا چاہیے اسی فکر مین دو چار قدم آگے بڑھتا تھا اور پھر ہٹ آتا تھا اب جو غور کر کے دیکھا
تو زمین سے گھانس ہری ہری اُگ آئی ہی اور اُس گھانس مین خود بخود گلہائے رنگا رنگ و
شگوفہ ہائے بوقلمون پھول رہے ہین اُسوقت یہ گھبرایا اور سونچا کہ یہان جس جگہ تم ٹھہرو گے
گرفتار ہو جاؤ گے کس لیے کہ ایک تو مقام ایسا سخت وصعب دوسرے جب سے قائم کو قتل
تمنے کیا ہی بادشاہ یہان کا تلاش مین تمھاری ہوگا کچھ ہی دیر مین آفت آیا چاہتی ہی اس سے
مناسب ہی کہ معمار کو زنبیل سے نکالون اور اُس سے کچھ مشورہ کرون بس یہ سوچکر اُسنے قفس
نکالا اور اُسمین سے معمار کو نکال کے زمین پر رکھا قفس پھر داخل زنبیل کیا اور معمار کو ہوشیار
کر کے اُس سے سب ماجرا کہا کہ ہم تمھاری محبت مین طلسم نور افشان سے یہان آئے اور تمھین
قائم کو مار کر چھڑا لائے اب تم کوئی تدبیر کرو کہ ہم تم یہان سے چلین معمار کے عمر کو دیکھکر حواس
باختہ ہو گئے اور گویا ہوا کہ خواجہ سلامت پہلے یہ تو آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کو اس مقام پر
نیرنگ و فسون مین پہونچایا کس نے اور آپ آئے کس طرح سے کیونکہ یہ جگہ ایسی نہین جو کوئی
یہان آسکے اور کیا تاب کسی کی جو ادھر آنے کے لیے کوئی رُخ بھی کرے اور یہ بھی ممکن نہین کہ
یہان کسی طرح کا تصور کر کے کوئی نکلجائے عمر نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای معمار ہمکو ہمارے
خدائے اکبر نے یہان پہونچایا سوا اُسکے اور کس کو قدرت ہی جو مجھ ایسے بندۂ ذلیل کو
ایسی جائے عمدہ وجلیل پر پہونچائے وہی خدائے تعالی ہمارا ہر وقت اور ہر مہم مین مددگار ہی
اور وہی ہمکو یہان سے بچا کے ہر ایک آفت سے پھر منزل مقصد و راحت پر لیجائیگا کہ وہ سب
سے زبردست ہی تم کچھ ہمارے آنے کا تعجب نہ کرو اب فکر یہان سے چلنے کی کرو کیونکہ پہلے تو

تم یہان کے سردارون مین تھے جہان جی چاہتا تھا آتے جاتے تھے اب باغی ہوئے تمھارے
لیے چوکیان بیٹھی ہونگی اگر مین اکیلا ہوتا کچھ مکر کرکے نکل جاتا تمھارے ساتھ لے جانے مین البتہ
ذرا مشکل پڑیگی لو تم کوئی تدبیر ہو سکے تو کرو ورنہ مین تو پھر لے جاؤن ہی گا عمر تو یہ باتین کر رہا تھا
اور صفت پروردگار عالم کی کرتا تھا کہ دفعتاً دامن کوہ سے صداہائے مہیب آنے لگی یہ معلوم
ہوا کہ جیسے فیل روزگار نے چیخ ماری عمر سمجھا کہ کوئی آفت آئی فوراً گلیم عیاری اوڑھ کر
یہ تو غائب ہوگیا اور معمار سے کچھ دور جاکر الگ کھڑا ہوا کہ شاید یہ مسحور بہ سحر ہو تو مین تو بچ
رہون اور یہان معمار پھر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا خواجہ کھڑے کھڑے میری نظرون سے
پنہان ہوگئے اے معمار عمر بھی ساحر زبردست ہی یا یہ امر ہی کہ جس ساحر کی قید مین ہم ہوئے
اُسنے عمر کی ایسی صورت بناکر تمسے کچھ راز دوستی عمر کے دریافت کرنا چاہتا تھا ورنہ عمر کا یہان
آنا اور قائم کو مارنا بامشکل ہی اسی شش و پنج مین یہ کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک ساحر
سامری وقت نہایت قوی ہیکل دیو صورت سخت بدسیرت سیاہ فام کریہ منظر آنکھین لال لال
کیے جھولا گلے مین ڈالے لٹھ ایک لوہے کا کاندھے پر رکھے تہمد باندھے پیدا ہوا معمار سمجھا
کہ یہ وہی شخص ہی جو ابھی عمر بنا ہوا مجھکو فہمائش کر رہا تھا اب یہ اس صورت سے آیا ہی بس
یہ معلوم کرکے اُسنے کہا کہ اے شخص ان باتون سے کیا مطلب نکلتا ہی اور کیا فائدہ ہی کہ تو صورت
بدل بدل کر میرے سامنے آتا ہی مین خود حیران تھا اس امر مین کہ بھلا وہ کہان اور یہ مقام کہان
اور کیونکر یہان اُنکا آنا ہوا قسم ہی جمشید و سامری کی کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی اور نہ بلو کچھ
سروکار اُس سے ہی مین اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہین تم ناحق مجھسے ایسی باتین کرتے ہو
اُس ساحر نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ ارے تو کیا دیوانہ ہی یا اپنے تئین بناتا ہی جو اس طرح دیوانہ
وار بکتا ہی اور یہ تو نے کیا کہا کہ وہ کہان اور یہ مقام کہان اور وہ کیونکر آیا معمار نے کہا مین تو
دیوانہ نہین ہون جسکو کہ مین کہتا ہون وہ تمھین تو ہو انکار کرنے سے تمھارے ہوتا ہی کیا ہی
مین پہلے ہی سے پہچان چکا ہون اس کلمہ پر اُس ساحر نے کہا ارے حرامزادے ایک تو
قائم جادو کو تو نے مارا اور دوسرے ہمسے دیوانہ پن کرکے بچنا چاہتا ہی بھلا اب ہم تجھکو زندہ
چھوڑینگے یہ کہکر ایک نارنج اُسنے معمار پر مارا معمار تو اُس سے باتین کر رہا تھا اُس سبب سے

غافل تھا دوسرے یہ سب ساحر ملازم جہاندار قدرت کے ہین معمار اُنسے بگاڑ کر سربنین ہوسکتا ہی
اُسنے اتنا کیا کہ دستک جو سحر کی دی وہ نارنج زمین پر گر کر سرد ہو گیا اُس ساحر نے ایک مرتبہ ایک زنجیر
جھولی سے نکالی اور پُکارا کہ ای سلاسل عطیۂ شبیہ خداوند جمشید جلد اِس گنہگار کو باندھ لے
وہ زنجیر معمار کے دست و پا مین آکر لپٹ گئی اور ہر چند اُسنے رد سحر پڑھا وہ کسی طرح نہ چھوٹی
آخر معمار اُسمین بندھکر گرا اُس ساحر نے آکر اُسکو بزور سحر اُٹھایا اور لیکر روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا
کہ ایک ساحر سامنے سے آتا تھا اُسنے اُسکے پاس آکر کہا کہ بھائی صاحب واہ واہ کیا خوب تمنے
کام کیا ہی کہ جو اس مفتری کو پکڑ لیا مین بھی اِسکی تلاش مین بڑی دیر سے حیران و سرگردان
پھر رہا تھا بلکہ میرے اوپر کیا موقوف ہی اِسکے واسطے تو صدہا ساحر نکلے ہوئے ہین اور ہر جگہ
ڈھونڈھ رہے ہین مگر چلو خوب ہوا کہ جو تمہارے ہاتھ یہ آگیا لیکن ای برادر جو کچھ انعام تمکو ملیگا
اُسمین ذرا ہمکو بھی یاد رکھنا بھول نہ جانا کیونکہ ہم بھی تمہارے برابر ہی آکر پہونچے ہین اگر دم بھر بھی
پہلے پہونچتے تو پھر ہمین اِسکو باندھ لیتے لیکن کچھ مضائقہ نہین جیسے تم ویسے ہم ہمارا تمہارا معاملہ
واحد ہی اِسکے گرفتار ہونے سے مطلب تھا خواہ تمہارے ہاتھ سے یا ہمارے ہاتھ سے ہو وہ مطلب
جمشید نے پورا کر دیا مین اِسکو پکڑتا تو بھی روبروے شاہ لے جاتا تمنے قید کیا ہی تو بھی وہ ہی
مطلب ہی اچھا اب جلد چلو ایسا نہو کہ جو مکر اِسنے قائم کے ساتھ کیا ہی اِسی طرح تمکو بھی فقرہ
دیکے نکلجائے وہ ساحر اِس ساحر کی باتون کا کچھ جواب تو نہ دیتا تھا چپکا معمار کو لیے چلا جاتا
تھا اِن دونون کی باتین خواجہ نے جو علحدہ گلیم اوڑھے کھڑے تھے سنین اور جلد مُنھہ پر
ہاتھ پھیر کر پُکارے کہ یا جناب آدم صفی اللہ جد پاک میری صورت ایک پیر ضعیف کا کش کی ایسی
ہو جائے دادا تو پوتے کے کہنے مین رہا کرتے ہین لمحہ بھر مین وہی صورت ہو گئی کہ چہرے پر جھریان
پڑی ہوئین قامت خمیدہ بدن کی رگین اور پسلیان سینے کی نکلی ہوئین سر پر بال بالکل روئی کے
گالا سر ہلتا تمام بدن مین رعشہ ایسا بڈھا کہ پیر فلک کا اُستاد کچھ ہی دنون کے چرخ سکار سے
چھوٹا ئی بڑائی ایک انگوچھا سر سے لپیٹے رانون کی کھال لٹکی ایک لنگوٹا ڈھیلا ڈھیلا باندھا
اینٹین بڑی بڑی اُسمین رکھے ہوئے کُھرپا ہاتھ مین اِس صورت سے بنکر ایک جگہ اُن دونون
ساحرون کی راہ مین آگے اُسنے آکر بیٹھا اور گھانس چھیلنے لگا مگر بسبب ضعف و نقاہت

ورعشہ کے گٹھری گھانس کی اوپر پڑکے اوپر ہی سے پھسل جاتی تھی چھلتی نہ تھی اور ہاتھ پاؤن
تھراتے جاتے تھے جب وہ ساحر اسکے پاس آکر پہونچے اُسکو ایسی محنت بیہودہ اور بیکار مین مبتلا
دیکھکر پہلے تو ہنسے پھر کچھ رحم اُنکو آیا اور ترس کھاکر گویا ہوئے کہ ای بڑے میان تم بڑے بے
وقوف معلوم ہوتے ہو ارے طاقت ہاتھ پاؤن مین تو مطلق نہین رہی ہی اور گھانس چھیلنے کو
گھر سے نکلے ہو ارے کیا لڑکا کوئی تیرے نہین ہی اور عزیز و اقربا مین کوئی ایسا نہین جو ایسے
وقت مین روٹی پانی کی خبر لے یا ایام شباب مین تو نے ہی اسقدر پیدا کر لیا ہوتا جو اس بڑھاپے
مین تیرے کام آتا اور تجھکو آرام ملتا اس بیان کو سُنکر اُس پیر نے کہا کہ جمشید تجھکو سلامت رکھین
عزیز و اقربا لڑکے بالے سب میرے موجود ہین اور جوانی مین کمایا بھی بہت ہی ایسا کمایا ہی کہ کسی کو
نصیب نہوگا لیکن میری عادت مین نہین ہی جو کسی کا احسان لون اپنی غیرت مین آپ مرا جاتا ہون
اور پھر چلکر دو چار پیسے جو کچھ تقدیر کے بدے ہین وہ ملجاتے ہین بس اُسی مین گذران کرتا ہون
اور سُنو میرے صاحب دینے کی بھی حد ہوتی ہی اب جو کچھ میرے پاس باقی ہی وہ نالائقون کو میرا
دینے کو جی نہین چاہتا ہی ورنہ اب بھی میرے پاس وہ دولت ہی کہ بادشاہ جہاندار قدرت نے
بھی نہ دیکھی ہوگی بلکہ نام بھی نہ سُنا ہوگا ساحرون نے کہا بڑے میان ہم بھی تو سنین کہ تمنے
جوانی مین کیا ایسا پیدا کیا تھا جو دوسرے کو ممکن نہین ہو ذرا ہم سے تو بیان کرو ہم تمھارے
کوئی ساجھی تو ہین نہین جو سُنکر تمسے دعوی کرینگے بڈھے نے کہا کہ اس تقریر سے کیا مطلب ہی
خیر ہم جھوٹ ہی کہتے سہی تم چلے جاؤ اپنی راہ لو کوئی بھی اپنی کمائی کا حال بیان کرتا ہی جو مین تمسے
اپنا حال کہنے بیٹھون اتنی ہی دیر مین میری گھانس چھیلنے کی ہرج ہوئی ورنہ کچھ چھل ہی جاتی
ارے میان تم اپنی راہ کیون کھوٹی کرتے ہو بڈھے نے یہ جو کہا وہ ساحر اور زیادہ بجد ہوئے
بڈھے نے خوب سا انکار کرکے اور انکو مشتاق بناکر کہا تمھاری خاطر ہی جو بتاتا ہون مین نے
دو نگینے شیرین پکھراج کے پائے ہین وہ بیٹے میرے مجھسے مانگتے ہین اب مین اُنکو نہین دیتا
ہون بھلا تم ہی بتلاؤ کہ آجتک تمنے نام بھی شیرین پکھراج کا سُنا ہی بھلا دیکھنا تو درکنار وہ
دونون ساحر یہ بیان سنکر گھبرائے بلکہ ایک نے کہا ارے میان یہ بڈھا بڑھاپے کے سبب سے
سٹھیا ابتر ہوگیا ہی نہین معلوم کیا بیہودہ بکتا ہی آؤ چلو بھی کہین پکھراج بھی شیرین ہوتا ہی بڈھے نے

جاؤ جاؤ میان تمکو ٹھہراتا کون ہی یہی سمجھ کے تو مین بتاتا نہ تھا اور انکار کرتا تھا آخر تمکو میرے کہنے کا
اعتبار نہوا نہ مگر اب تو مین نے تمسے بتایا ہی تو لازم ہی کہ تمھین دکھلا بھی دون بھلا کیا یاد کروگے
کہ ایک ادنی گھسیارے کے پاس ہمنے ایسی نایاب چیز دیکھی تھی مگر میان مین غریب آدمی ہون تم
اگر ان نگینون کو دیکھکر مجھسے چھین لو تو مین کیا کرون اگر دعوی بھی کرونگا تو لوگ جھوٹا کہینگے
ساحرون نے قسم کھائی کہ نہین ہم زبردستی کسی طرح کی نہ کرینگے بڈھے نے کہا میرے بیٹے
اور عزیز وغیرہ بھی سب واقف ہین مین اُنسے گواہی دلواؤنگا لو اچھا دیکھ لو یہ کہکر دو نگینے اسنے
لنگوٹے سے اُسنے نکالے نگینے ہاتھ پر کیا رکھے کہ تمام جنگل منور و روشن ہوگیا واہ فیروزہ کام
یاقوت آفتاب کو اُن نگینون پر نثار کرتا تھا جوہری روزگار کی آنکھون مین خیرگی آگئی وہ دونون
ساحر دیکھتے ہی اش اش کرنے لگے اور منھ مین پانی بھر آیا کہا بڑے میان اگر تم کہو تو ہم ذرا
ہاتھ مین لیکر انکو دیکھین بڈھے نے کہا لو دیکھو اور وہ جو صفت مین نے انکی بیان کی ہی کہ شیرین
پکھراج ہی تو چکھ کر بھی دیکھو اُن دونون نے وہ نگینے بڈھے سے لیے اور ہاتھ پر اپنے رکھکر
رنگ ڈھنگ سنگ اُنکے دیکھے اور کہا کیا قدرت جمشید کی ہی واہ واہ کہ اس گھسیارے کو
اور یہ دولت لازوال عنایت فرمائی ہی اور پھر اُسپر یہ خداوندکی قدرت نمائی ہی کہ یہ بیچارہ انکو
کام مین نہین لاسکتا ہی گھانس چھیلتا ہی اور اِس پیرانہ سالی مین دکھ بھرتا ہی اور کمبخت بیٹے بھی
اِسکے نالائق معلوم دیتے ہین کہ ایسی چیز کی قدر نہین جانتے ہین اگر یہ نہین دیتا تھا تو اسکی
منت کرکے اس بڑھاپے مین چھین دیکر اس سے لیتے مثل چلی آتی ہی کہ محنت سے عظمت ہوتی ہی
بیٹا بنکر کھاتے ہین کوئی باپ بنکر نہین کھاتا ہی چہ جائیکہ وہ تو اُسکے فرزند ہی ہین یہ کہکر کہا بڑے
میان سچ بتانا کہ یہ تمنے کہان سے پائے ہین بڈھے نے کہا کہ مین نے کچھ مفت تو پائے نہین
لاکھون روپیے دیکر خریدے ہین ایک روز کا ذکر ہی کہ مین دریائے جمشید مین نہانے گیا نہاکر
کنارے اُسکے کھڑا تھا وہان ایک شخص انکو کھڑا بیچ رہا تھا اور بھی لوگ وہان تھے مگر
کسی کو یہ جنچے نہین اور کسی نے قیمت انکی نہ لگائی مین نے جو انکو دیکھا بس دل لوٹ ہوگیا سمجھا
کہ یہ نگینے نایاب ہین بس مین نے اُس شخص سے قیمت انکی پوچھی اُسنے کہا کیا کہون کہ کیا
قیمت مانگے بہرصورت مین نے اُسکو راضی کرکے یہ لے لیے اُسوقت اُسنے کہا ای شخص یہ

خداوند جمشید کے سندروں مین کے جواہر ہین اور اُنکے پہنے ہوئے ہین تو انکی ہمیشہ زیارت کرنا
اور تاثیر اُنکے پہننے سے اُنمین یہ ہوگئی ہے کہ یہ میٹھے ہوگئے ہین تمام اسکا شیرین پکھراج ہی شاہان
جہان کو بھی آجتک یہ خداوند کا پہنا ہوا تحفہ دستیاب نہین ہوا خبردار اپنی جان کی برابر رکھنا
اور کوئی بے ادبی انکے ساتھ نہونے پائے ورنہ بھیک مانگنے لگے گا پھر میرا صاحب اب
مین اتنا روپیہ کہان سے لاتا کہ بتخانہ بنواتا خداوند کی شبیہ وہان رکھکر اُسکے کانون مین یہ پہناتا
اور روز انکا پوجا کرتا جب میرے یہان بھی برکت ہوتی اب تو مین لنگوٹی مین رکھتا ہون اور
اسی سبب سے گھانس چھیلتا ہون تو اب نگینہ مجھے دو اور تم اپنی راہ جاؤ ساحرون نے کہا
پھر ہمکو انکی شیرینی کیونکر معلوم ہو اُسنے کہا مُنھ مین رکھکر دیکھو نگینے اور زیادہ آبدار ہوجائینگے
اور مٹھاس تمہاری حلق مین اُتر جائیگی اور ایسی شیرینی ہوگی کہ کبھی تمنے تو کیا تمہارے
باپ نے بھی نہ کھائی ہوگی ساحر نگینون کے دیکھنے سے بڈھے کی خوشامد کرتے تھے کلمات
درشت بھی سنکر چپ ہورہے اور دونون نے نگینون کو اپنے منھ مین رکھ لیا اور پھر جو منھ سے
نکالا نگینے زیادہ چمکنے لگے اور شیرین تمام دہن ہوگیا یہ شیرین کامی دلیل انکی تلخکامی کی تھی
خواجہ نے ایسے وہ نگینے بنائے تھے کہ اوپر اُسکے مٹھائی بیہوشی آلودہ لگائی تھی بس وہ مٹھائی
جو انکی حلق سے اُتری پہلے تو کچھ سرور معلوم ہوا اور اُسی حالت سرور مین کہا بڑے میان انکو
تم ہمسے قیمت لیکر دیدو عمر نے کہا قیمت انکی تم کیا دوگے انکی قیمت تمہاری جان شیرین ہے یہ نگینے
بہتون کی جان لیچکین ہین اب تم مشتاق ہوئے ہو تو جان دوگے وہ یہ سُنکر نگینے پھینکا کر
دوڑے کہ او بے ادب ہم تجکو مار کرلے لینگے بس جیسے ہی یہ جھپٹے طمانچہ دیو بیہوشی کا پڑا کہ سر نیچے
تا نگین اوپر دھم سے گرے عمر نے بنا بر احتیاط کے گلیم اوڑھ لی اور لمحہ بھر غائب ہوگیا پھر بصورت
اصل ہوکر ظاہر ہوا اور سامنے معمار کے آیا پکارا الا انا شاہ عیاران عیار عمر بن امیہ نامدار ای معمار
تو جو ان ساحرون سے بہکی بہکی باتین کرتا تھا اور اپنے دشمنون کو دوست جانتا تھا بھلا تیرا
کہان خیال ہے ارے مین وہ ہون کہ دریائے عمان و قلزم و محیط مین گھُسکر ساحر ستمش کو مین نے
مارا یہان تو تجکو بھلا کو کب کچھ در رے آیا تھا اب خوب سمجھ لے کہ قائم جادو کو مین نے ہی مارا
اور تجکو چھڑایا اور اب ان دونون حرامزادون کو بیہوش کیا دیکھا تو نے قدرت خدا سے تعالی کو

کہ کیا اُسنے ہمکو قدرت و قوت عنایت فرمائی ہے یہ سب اُسی کی قدرت ہے ورنہ میری کیا اصل ہے کہ جو
ایسے مقام پر آکر ایسے بڑے ساحرون پر غالب آؤن اب تمکو یقین کرنا چاہیے کہ ہم افراسیاب کو
بھی اسی طور سے اگر منظور خدا ہے تو مار ڈالینگے کچھ فرق نہ پڑیگا یہ کہکر معمار کے سامنے سیسہ گرم کیا
اور اُن دونون ساحرون کو منھہ اُنکا چیر کر پلا دیا وہ تڑپ کر ہلاک ہوگئے اور صداہائے دار و گیر
بلند ہوئین بعد کچھ دیر کے آوازین آئین کہ مارا نیسان جادو اور مبہوت جادو کو افسوس
مارا اور کام تمام کیا مطلب دلی کچھ نہ حاصل ہوا معمار زنجیر سحر سے کھلگیا اور خواجہ کی دلیری پر
تھرا کر جلد عمر کو پنجہ مین دابکر اڑا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا انتہا کے سفاک اور بہت چھٹے تم ہو یہ
کہتا ہوا اور تو کہین نہ جاسکا خواجہ کو غار کے اندر لیکر اُتر گیا اور پوشیدہ ہو کر بیٹھا اور بوندا لے
پیدا ہو کر لاش دونون ساحرون کی اُڑا کر سامنے جہاندار کے لیگئے اُسوقت اُنکے سرون سے
دو طائر نکلے اور پکارے کہ ای نبیرہ جمشید یہ دونون معمار کو گرفتار کیے ہوئے لاتے تھے
راہ مین عمر گھسیارا بنا ہوا ملا اور اِنکو فریب دیکر اُسنے بیہوش کر کے مار ڈالا جہاندار نے کہا خیر معلوم
ہوا کہ عمر کا قدم یہان آیا ہوا ہے اب تدبیر اسکی معقول کیجائیگی کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا
لاشین اُنکی لیجا کر اُٹھوا دو ساحرون نے لاشین تو اُٹھوائین اور آپ دار الامارۃ سے اُٹھکر
داخل شبستان ہوا جہان یہ سوتا بیٹھتا ہے وہ آئینہ قد آدم لگا ہے آئینہ نہین ہے مرأت خیال کہیے
جو صورت نمائے ماجرائے گذشتہ و حال ہے چارطرف اُس آئینہ کے چوکھٹے مین تصویرین سامری
اور جمشید کی لگی ہین کہ وہ سب ہنستی ہین اور ایک کنارے پر رقعہ جمشیدی لگا ہوا ہے کہ
کہ جسکے حرف کیڑون کی طرح سے رینگتے ہین کوئی اور شخص سوائے جہاندار کے اُس
رقعہ کو نہین پڑھ سکتا ہے آئینہ شفافی مین آئینہ خورشید کو اپنے مقابلہ مین اندھا بتاتا ہے
روح سکندر کو بُرا منھہ پر کہتا ہے اُس بادشاہ نے جاتے ہی غلاف اُس آئینہ پر سے اُٹھایا
اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا دل سے نیت کی کہ حال عمر اور معمار معلوم ہو کہ کہان ہین اُس
مین معلوم ہوا کہ فلان غار مین معمار عمر کو لیکر بیٹھا ہے بس یہ دیکھکر اُسنے رقعہ جمشیدی کو منتر
پڑھکر دیکھا کہ حرف اُسکے قائم ہوئے اور اُسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ ارے او بے وقوف احمق
تو نے بڑی خطا کی کہ جو معمار کو قید کر کے عمر کا قدم اپنے شہر مین بھی داخل کرایا اگر تو اسکو

قید نہ کرتا تو عمر کبھی یہان نہ آتا اب عمر کو تو ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہی عمر وہ عیار ہی کہ تمام خداوند اُسکے
ہاتھ سے بھاگ کر عرش پر گئے اور دنیا مین نہ ٹھہر سکے اب لقا بھاگتا پھرتا ہی خیر اب دیکھ لینا وہ اُسک
کو تو یہان زندہ نہ چھوڑے گا جب سے وہ یہان آیا ہی تین ساحر نامی و نامور کو قتل کر چکا ہی اب
تمام ساحر یا تو مطیع اسلام ہونگے یا مارے جائینگے جہاندار نے جو یہ مضمون پڑھا جسم کا خون
خشک ہو گیا اور فرط خوف سے کانپنے لگا مگر دست استقلال سے دامن صبر کو نہ چھوڑا بلکہ ضبط
کر کے خاموش ہو رہا اور بخیال مدعی ہو جانے کے رقعہ کے مضمون کو کسی سے بیان نہ کیا آپ باہر
دربار مین آیا ایک مصاحب مقرب اُسکا ہی اُسنے جو رنگ رخسار اُسکا متغیر دیکھا تو پوچھا کہ
اے شہریار خیر تو ہی اسوقت حضور کا چہرہ بہت اُترا ہوا ہی کچھ اسکا سبب ہم غلامون سے بھی
ارشاد فرمائیے جہاندار نے کہا بھائیو کیا اپنا حال مین تم لوگون سے بیان کرون سوا اُسکے
اسکے کہ شاید غضب جمشید کا مجھپر نازل ہوا ہی عمر میرے گھر مین گھس آیا ہی اور مین بہت
حیران ہون کہ وہ کیونکر یہان تک چلا آیا لیکن اتنا جانتا ہون کہ اور جہان کہین عمر آگیا اپنی فطرت سے
بچ آیا گیا مگر یہان اسکی قضا لائی ہی مین ابھی ابھی اُسکے قتل کرنے پر قادر ہون اور تو سہی میرا نام
جہاندار قدرت نبیرہ جمشید جو مین اُسکا کام نہ تمام کرون یہ کہکر تاب نہ رہی اپنے مصاحبین کو
لیکر اندر شبستان کے گیا اور کچھ دانہ ماش کے سحر پڑھکر جو اُس آئینہ پر کہ جسکا حال پہلے بیان ہوا
مارے اُن دانون کے پڑتے ہی خود بخود پٹ اُسکے مثل دریچے کے لگے تھے بند ہو گئے اور بعد
اُسکے کچھ سحر دیر تک پڑھا کیا جب وہ سحر ختم ہوا دستک دی اور پکارا کہ عمر اور معمار کو لا سحر اُسکا
اُن دونون کے پکڑنے کو چلا وہان عمر غار کے اندر معمار سے کہہ رہا تھا کہ اے بھائی اِس غار مین
تم کب تک بیٹھو گے اِس سے تو مین اکیلا ہی اچھا تھا اب تک تو مین شہر مین جا کر کچھ نہ کچھ انتظام
کرتا اب تمکو لازم ہی کہ مردانہ وار یہان سے نکلکر کہین اور چلو مجکو بھی لیتے چلو معمار نے کہا خواجہ
یہان بیٹھنا غنیمت سمجھو مجھسے تین دن تک سحر نہو سکیگا آج کل مین سحر تین دن کے لیے
بھول جاتا ہون اسکا قصہ بہت طولانی ہی مین تمسے کسی وقت کہونگا اب تم بھی دعا کرو کہ
یہان کوئی اور آفت نہ آئے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یکایک ایک بجلی چمک کر اُس غار مین گری عمر جبتک
سنبھلے سنبھلے اور گلیم اُوڑھے اُسوقت تک دیکھا کہ ایک جا پک آتشین معمار کی اور میری

کمر سے لپٹا ہوا ہی اور وہ چابک بروے ہوا بلند ہوا اب یہ بھی دونون لٹکے ہوے چلے اُسوقت
عمر نے کہا کیون ای معمار قدرت افسوس صد ہزار افسوس آخر گرفتار ہوگئے نہ اگر کچھ نکلکر پیدا
کرلیتے تو اچھے رہتے معمار اپنے دل مین کہتا ہی کہ کسقدر مطمئن قلب یہ شخص ہی کہ ہر جگہ اسکو
فکر پیدا کرنے زر کی ہی گویا قضا کو جانتا ہی نہین اور اس مصیبت کو کہ جسکا سامنا ہی کچھ شمار ہی
مین نہین لاتا ہی الحاصل جب وہ چابک سحر خوب بلند ہوگیا تو دونون تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے
شہر مین غلغلہ اُنکے گرفتار ہونے کا پڑا ہر ایک زن و مرد در و بام سے تماشائی ہوا سبکی آنکھین
سمت آسمان لگی تھین جیسے اہل اسلام چاند عید کا دیکھتے ہین اس طرح کی کیفیت نظر آتی تھی
کسی طرف سے صدا آتی تھی کہ دیکھو وہ جاتا ہی وہ جاتا ہی کوئی کہتا تھا بھئی واہ کیا چابک
کمر سے لپٹا ہی کسی کی زبان پر تھا کہ بعد مدت اب یہ حضرت دھرے گئے کوئی بازاری کہتا تھا
اب چیدار دے کے نیچے آئے اسی طرح رعایا و مردمان شہر تو اپنی اپنی کہتے تھے اور چابک
انکو لیے جاتا تھا تا اینکہ سامنے شاہ بیابان گلرنگ کے لایا یہان جو عمر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک
ایوان عظیم الشان بادشاہ کا مکان نہایت آراستہ بنا ہی صحن مین اُسکے باغ نگارین لگا ہی
بارہ دری کے چبوترے پر کرسی یاقوت کی بچھی ہی اُسپر جہاندار قدرت شاہ بیٹھا ہی اور تمام سردار
حاضر ہین قاعدہ ادب سے ماہر ہین بارہ دری بھی نہایت سجی ہی باغ بھی ایسا گلزار پر بہار ہی کہ
بہار گلشن حُسن سبزہ رنگان دہر اسپر نثار ہی مختصر یہ کہ جہاندار کو عمر نے دیکھکر مُنہہ بنایا اور ہاتھ
بھی بہر سلام نہ اُٹھایا اُسنے اس سے پوچھا کہ ارے عمر تیرا ہی نام ہی اور تو ہی معمار کے رہا
کرنے کو آیا ہی اور قائم کو تو نے ہی مارا ہی عمر نے ہنسکر جواب دیا کہ پھر اسمین آپ کو شک کیا معلوم ہوتا ہی
یہ سب کام میرے بائین ہاتھ کے کھیل ہین اور عمر بھی مین ہی ہون آپ فرمائیے کہ میرے دریافت
کرنے مین یہ مطلب ہی اگر آپ یہ جانتے ہین کہ مین اسکو قتل کر ڈالون تو یہ ممکن نہین جہاندار نے کہا
اب تم بچکر بھی یہان سے چلے جاؤگے عمر نے کہا تیری یہ بھی مجال ہی کہ تو ہمکو روک رکھے یا قصد ہمارے
قتل کا کرے بھلا تو یہان کی حکومت ہی پر گھمنڈ رکھتا ہی تیرا وہ جمشید لٹورا تو مجکو مار سکے اس
کلمہ پر جتنے ساحر کہ وہان کھڑے تھے سب نے توبہ توبہ کرکے مُنہہ مین اپنے طمانچے لگائے
اور کانون مین اُنگلیان دے لین اور جہاندار نے غصہ مین آکر کہا کہ ای غضبناک جادو

جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی اُس جگہ کی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جلاد وضع ہلاکو طینت آنکھوں سے
جسکی خون ٹپکتا کر دھنہ باندھے تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے نکلا اور حاضر حاضر کہکر سامنے بادشاہ کے
آیا بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ حکم خداوند جمشید سے مار ایک تیغہ کہ پہلے سر معمار کا اُڑ جائے
وہ یہ حکم سُنکر پیترا بدلتا ہوا تیغہ کو تولتا ہوا سر معمار کے آیا عمر نے دیکھا کہ معمار کو اب مقرر مار ڈالیگا
بس ایک ہی جست اپنے مقام پر سے اُسنے کی کیونکہ جب بادشاہ نے قتل کرنے کو جلاد بلایا تو جابک
سحر اپنا کمر سے اُن دونوں کے کھول دیا تھا بس عمر نے قریب معمار پہونچکر جال الیاس نکال کر مارا
اور اُسکو کھینچکر نذر زنبیل کر لیا غضبناک نے جو دیکھا کہ عمر نے معمار کو غائب کر دیا بس اُس سے
پوچھا کہ تو نے معمار کو کہان چھپا لیا اور وہ کہان غائب ہو گیا عمر نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا اور چاہا کہ
گلیم اوڑھ کر مین بھی غائب ہو جاؤن مگر غلغلہ جو ہوا کہ عمر نے معمار کو چھپا لیا جہاندار نے گھبرا کر
کہا کہ کہین عمر بھی نہ غائب ہو جائے سحر کر دیا کہ عمر بحیس و حرکت ہو گیا اور گلیم نہ اوڑھ سکا اُسوقت
اُسنے آبدیدہ ہو کر نظر حسرت و یاس سے جانب فلک دیکھا لوگون نے کہا کہ ارے تو نے آسمان کو کیا
دیکھا اور ہماری بات کا جواب کیون نہین دیتا ہی عمر نے کہا آسمان کو مین اس سبب سے دیکھتا ہون
کہ ابھی ایک نور ساطع الانوار ہوا تھا وہ نور معمار کو تو اُٹھا کر لے گیا اور مجکو چھوڑ کر چلا گیا مین جانتا
ہون کہ جمشید خود آئے تھے اُسکو تو لے گئے اب یقین ہی کہ میرے لینے کو آئینگے یہ کلمات سُنکر
جہاندار نے کہا یہ کیا معاملہ ہی کہ جمشید کو یہ شخص بُرا بھی کہتا جاتا ہی اور جمشید اُسکی حمایت بھی کرتے ہیز
مین اب شبیہ خداوندی کو بُلواتا ہون یہ کہا سجدہ کیا اور پکارا کہ اے محافظان صندوق جمشیدی
صندوق لے آؤ کئی بار اسی طرح سے جب اُسنے کہا یکایک روئے ہوا پر ہزار ہا گھنٹہ بجتا
سُنائی دیا دم بھر مین وہ صحن مکان ساحران نامی اور پریزادان حسین سے پُر ہو گیا کہ سب مورچھل
بال ہما اور پر طاؤس کی ہاتھ مین لیے تھا اور گھنٹے اور دوڑو بجاتے تھے پھر دیکھا تو ہوا سے
شعاعین مثل شعاع آفتاب تابان سنہری کی طرح زمین پر لٹکنے لگین اور موتی اور جواہر برسنے
لگے عمر نے کہا یا جمشید تم برساتے ہو اور ہم ترستے ہین کیسا ہم حقداروں کو ان بیسایا اذن نے
بے حق کیا ہی کہ باندھ کر بٹھایا ہی اس کلمہ کے کہنے سے عمر کے پاس بہت کچھ جواہر برسکر
ڈھیر ہو گیا اور آواز آئی کہ ہمارے بندہ خاص سے کوئی یہ جواہر نہ لے اس صدا کو سُنکر سب

ساحر تھرانے لگے اور جہاندار نے کہا صاحبو مین نہ کہتا تھا کہ بغیر امداد خداوندی یہ شخص ایسا
زبردست نہوتا اب مجکو یہ قتل ہوتا نظر نہین آتا اسی عرصہ مین بعد گوہر جواہرباری کے چار
پریزادین ایک تخت کاندھے پر رکھے اُترین کہ وہ تخت تمام جواہرنگار تھا اور اُسپر ایک صندوق
جواہر آگین رکھا تھا جسپر ہزارہا سہرا موتیون اور جواہر کا بندھا تھا اور پھولون سے وہ صندوق
چھپا ہوا تھا اُسکے اُترتے ہی سب ساحر مع بادشاہ کے کھڑے ہوگئے اور سجدے مین
گرے پریون نے وہ تخت لاکر چبوترہ پر رکھدیا جہاندار نے سامنے صندوق کے آکر سجدہ کیا
اور کہا حضور برآمد ہون یہ کہنا تھا کہ صندوق کا پٹ کھلگیا اور ایک آفتاب اُسمین سے ساطع ہوا
اور اس صندوق پر آکر چمکا فلک ساحری کا واقعی خورشید تابان تھا جہاندار نے سوا سو اشرفیان
اُسکے سامنے نذر پکڑین اُسوقت وہ آفتاب تو بلند ہوگیا اور اندر سے صندوق کے ایک پتلا
سوا بالشت کا نکلا اور اُسنے اُن اشرفیون پر ہاتھ اپنا رکھدیا جہاندار سمجھا کہ نذر میری قبول
ہوئی یکایک ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجے اور سب ساحرون نے جمشید کا غل مچایا اور جہاندار نے
ہاتھ باندھکر کہا کہ ای شبیہ جد بزرگوار غلام اس بات کا امیدوار ہی کہ مجکو یہ حال معلوم ہو کہ معمار کو
اس عمر نے کہان چھپا دیا یا اُسکو واقع مین کوئی آکر لے گیا جہاندار تو یہ کہہ رہا تھا کہ عمر نے پکارکر کہا
ای شبیہ جمشیدی ہمارا بھی سلام قبول ہووے اس کلام کو سُنکر اُس پتلے نے تیوری چڑھائی اور
جہاندار سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے بندہ مقبول کو اپنے ملک مین بُلایا معمار کو بھی
اسی نے غائب کیا اور اسکی زنبیل مین موجود ہی جنے جو اُسکو زنبیل دی ہی تو اُسمین سات شہر آباد ہین
اور سات دریا بہتے ہین ایک معمار کی کیا اصل ہی وہ چاہے تو سب تیرے ملک کو زنبیل مین
رکھلے اور تیرے ملک پر کیا ہو اور دو چار شہر رکھ سکتا ہی اب یہ تجھسے قتل نہوگا ہمکو ناحق تو نے
بُلایا ہی اگر تو قتل کرنا اسکا چاہتا ہی تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ کبھی قتل نہو سکے گا اس فعل کو بھی کر
ارمان پورا کرلے مین مانع نہین ہون جو تقدیر خداوند کر چکے ہین وہ ضرور ہوگی یہ سُنکر جہاندار نے
سوا سو اشرفی رخصتی پھر نذر پکڑین گھنٹے اور ناقوس بجے وہ آفتاب جو بلند ہوگیا تھا اُترآیا پتلا
پہلے صندوق مین گیا اور آفتاب غائب ہوا تخت پریون نے کاندھے پر اُٹھالیا اُسوقت
جہاندار نے کہا ای پریزادان خدمتی خداوند ذرا تم جاؤ وہ ٹھہر گئین جہاندار نے عمر سے کہا کہ

ای عمر لا اب معمار کو دیدے عمر نے کہا میرے پاس وہ کہان اُس پتلے نے تجھسے جھوٹ کہا ہو
تو لالچی کو تجھے اُلجھتا ہو جہاندار نے کہا کہ مین چالیس ہزار روپیہ تجکو دونگا اگر تو معمار کو دیدیگا
روپیہ کا نام سُنکر خواب سے منھ مین پانی بھر آیا اور کہا ای جہاندار مین کبھی معمار کو نہ دیتا مگر روپیہ وہ
بُری چیز ہو کہ آخر کو دینا ہی پڑا اچھا روپیہ منگوائیے جہاندار نے اُسی وقت چالیس توڑے
منگا کر سامنے رکھے عمر نے کہا اب میرے ہاتھ قابو مین کر دیجیے کہ زنبیل سے معمار کو نکالون
بادشاہ نے حال زنبیل شمہ جمشید ہی سے تو سُنا ہی تھا الیس فوراً اُسکے ہاتھ قابو مین کر دیئے
اُسنے کچھ پڑھ کر ہاتھ کھولکر جال الیاس نکالا سب جانتے تھے کہ اب یہ معمار کو نکالیگا وہ تو سب
متحیر ہو کر دیکھ رہے تھے کہ عمر نے جال روپیہ پر مارا اور توڑے کھینچکر زنبیل مین رکھے
جہاندار نے روپیہ کو غائب ہوتے دیکھکر جلد اُسکے ہاتھ پھر سے قابو کر دیئے اور بغضب تمامتر
عمر کی طرف دوڑا اور ساحرون نے غل مچایا کہ ارے وہ روپیہ بھی لے گیا لے گیا کا جو
غل ہوا عمر ہنسا اور گویا ہوا کہ ہاتھ کھولے رکھے ہوتے تو مین تم سبکو لیتا اور چھوڑونگا تھوڑی
جہاندار اُسوقت تیغہ سحر کھینچکر سر پر عمر کے آ ہی تو گیا اور پکارا کہ ای عمر قسم ہو خداوند جمشید کی
کہ اب مین اس جرم پر تجکو ضرور مار ڈالونگا عمر نے کہا یا تم مار ڈالوگے یا پھر ہمین مار سکینگے جہاندار نے
کہا ہان یہی بات ہو تو لے یہ کہکر چاہتا تھا کہ تیغہ مارے یکایک ہان ہان کا غل صندوق کے
اندر سے بلند ہوا اور گھنٹے اور ناقوس بجے اور وہ تخت پریان لیکر بلند ہو گئین جہاندار نے
ڈر کے ہاتھ اپنا روک لیا اور عمر نے کہا کیون رُک کیون رہے مارو نہ ای دیکھو تو کہ وہ تیغہ پھیر پڑتا ہی
یا تم پر جہاندار نے پھر غصہ کھا کر قصد کیا کہ تلوار مارون لیکن وہ صندوق جو پریان لیکر گئین یہان سے
کچھ دور پر ایک مندر ہو کہ یہ صندوق وہان رہتا ہو اور آفتاب جادو نام ایک ساحر نائب
خداوند جمشید اُس مندر مین حکومت کرتا ہو جہاندار شاہ بھی اُسکا مطیع ہو اور وہ خداوند جمشید کا
شاگرد اور بے باک مشہور ہو جہاندار اُسکو باپ اپنا جانتا ہو بس یہ صندوق جو وہان گیا پتلے نے
خورشید کو آواز دی کہ ارے جلد جا جہاندار عمر کو قتل کر رہا ہو سفت کی زحمت ہم لوگون کو ہوگی
کوکب اور چالاک اور سب عیارون کی اور امیر کی مع کل لشکر اسلام کی افراسیاب کو چھوڑکر
اسی بیابان پر چڑھائی ہوگی جان غضب مین پھنسیگی جلد جا کر جہاندار کو اس کام سے باز رکھ اور

بتہدید وعتاب اُسکو منع کرمین روک آیا ہون لیکن تو جاکر اُسکو مار کے سمجھا جو راز کہ مین نے بیان کیا ہی
مسلمانون کے غلبہ کا وہ اُس سے نہ بیان کرنا اور عمر کو کوہ عقیق مین بھجوا دینا یہ سنکر آفتاب بیٹھے بیٹھے
غائب ہوگیا اور یہان جہاندار آمادہ قتل عمر ہوا ہی تھا کہ یکایک ایک برق آسمان پر چمکی اور صدائے مہیب
آئی بعد اُن آفتون کے ایک آفتاب چمک کر زمین پر گرا اب تو سب کی آنکھین بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو
آنکھ کھلی ایک ساحر کو شیر پر سوار تازیانہ مار ہاتھ مین لیے دیکھا کہ چہرہ اُسکا برنگ آفتاب تابان تابان ہی
اور تمام بدن سرخ کندن کی طرح دمکتا ہی منھ اور کان اور ناک سے آگ نکلتی ہی اور ہر ایک رویان بدن کا
شمع کی طرح جل رہا ہی بس اُسکو دیکھتے ہی ہر ایک ساحر بہ تسلیم خم ہوگیا جہاندار نے بھی جھک کر فراشی مجرا
کیا اُس ساحر نے شیر پر سے اُتر کر ایک ہی طمانچہ جہاندار کے رخسار پر تڑاق سے لگایا اور کہا او بندۂ
گستاخ و بے ادب تجکو کچھ خداوند کے منع کرنے کا خیال نہ آیا کہ جب تو عمر کو قتل کرنے چلا تھا تو صندوق
قدرت سے ہان ہان کی آواز آئی تھی اور آخر شبیہ خداوند ناراض ہوکر چلی گئی اور اب تک ناراض ہی
کیون تو عمر کو قتل کرتا ہی اُسنے کونسا تیرا ملک و مال چھین لیا ہی اگر معمار کو اُسنے آکر رہا کیا ہی تو تیرا کیا نقصان
ہوا ہی معمار اگر مسلمان ہوگا تو اُسکا آپ ایمان جائیگا اُسکا ثمرہ آپ وہ پائیگا تو شاہ افراسیاب کو
لکھ بھیجتا کہ مین نے آپ کے فرمانے بموجب معمار کو قتل کرنا چاہا تھا جب اُسکو قید کیا عمر اُسکو آکر رہا
کر لے گیا پس مین اب اُسکو اپنے دربار مین نہ آنے دونگا آپ کو اُسکے قتل کرنے کا اختیار ہی مین اُسکے
قتل سے خوش ہونگا ناراض نہونگا اور مین آپکا بدل شریک ہون بس امر ناچاری مین افراسیاب
بھی ناراض نہوگا اور عمر کہ جو بندۂ خاص خداوند سامری ہی اُسکے خون مین بھی تو شریک نہوگا عمر کا
مرتبہ تو کیا جانے ہم جانتے ہین جو کچھ کہ کتابہائے خداوندی مین اُسکے مرتبہ لکھے ہین عمر نے یہ
کلمات سنکر کہا دیکھیے ہمارے قدرشناس آگئے سچ ہی جو جس مرتبہ کا ہوتا ہی وہ ہی انسان کا رتبہ
پہچانتا ہی آفتاب جادو یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا خواجہ واقعی قول آپ کا صحیح ہی یہ کہکر ایک پتلے سے
کہا کہ خواجہ کو بآرام تمام اُٹھاکر سرحد کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین چھوڑ آ کیونکہ وہان خواجہ کے
مالک امیر باتوقیر بھی ہین اور خداوند لقا بھی ہین یہ اُنسے وہ اِنسے سمجھ لینگے ہمکو دخل دینے سے
کیا مطلب ہی پتلا یہ کلام خیر انجام آفتاب نیکنام سُنکر پنجہ بنکر خواجہ کی کمر مین پڑا اُسوقت جہاندار
نے اپنا سحر دفع کر دیا کہ خواجہ مسحور نہ رہے دست وپا سب قابو مین آگئے پنجہ تو اُدھر اُنکو لیکر روانہ

اور معمار زنبیل خواجہ مین ہین اور کوکب روشن ضمیر بیان گلریز سے پھر کر اپنے مقام پر آیا ہی بران کو انتظار
خواجہ عمر کے آنے کا ہی ابھی سحر تیار کرنے کوہ نورافشان پر نہین گئی ہی لشکر مہرخ بفتح فیروزی اپنے مقام پر
اُترا ہوا ہی ان سب کو اس حال مین چھوڑ کر حال لشکر لقا بیان ہوتا ہی کہ زمرد شاہ کے پاس ملکہ
زیور رجا دو بن سفاک جادوا اپنی بارگاہ سے آکر روز بیٹھتی ہی اور اُسکا سوار جو مارا گیا ہی تو بہت
پریشان حال فکر مین نئے سحر کی ہی ادھر تمام کو بہی اس بات پر آمادہ ہوئے ہین کہ ایک جنگ ایسی کرو کہ امیر
یا تو امیر کو مار ڈالو یا سب ملکر مرجاؤ اور لقا بھی اپنی جان سے عاجز ہو چکا ہی شکستین بہت کھا چکا ہی
تردد مین تخت خداوندی پر بیٹھا ہی چنانچہ اسی تردد و تفکر مین ایک روز بیٹھا تھا کہ یکایک آسمان پر بجلیان
چمکین اور سیاہی ہر طرف چھائی پھر مینھ موتیون کا برسا لقا نے کہا تقدیر کی کہ کوئی بندۂ قدرت بہر
جان نثاری آتا ہی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دو تخت روئے ہوا سے نیچے اُترے اُنپر دو ساحر کریہ منظر سوار تھے
گلون مین مالے موتیون کے ڈالے اور تمام جواہر طلائی احمر کا زیور رجا بجا مناسب طور سے پہنے
منقلین آگے سلگائے ہوئے تخت سے نیچے اُترے اور سامنے خداوند لقا کے آکر سجدہ کیا پھر نذر دی
خداوند نے خلعت عنایت کیا دنگل زرین دیا کہ یہ دونون بیٹھے بختیارک نے باہر جا کر انکے ساتھ
لشکر جو آیا تھا اُسکو اُتروایا بارگاہ مین جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا جب دماغ اُن ساحران بیحیا کا بادۂ
ناب سے گرم ہوا خداوند کی خدمت مین عرض رسا ہوئے کہ ہم قلعۂ عقیق کوہ کے متصل جو طلسم کی
سرحد ہی وہان رہتے ہین آپ سے بہت نزدیک ہین اکثر ہمارے دل مین آیا کہ خداوند کی زیارت
چلکر کرین اور اُنکے دشمنون سے لڑین لیکن شومی قسمت سے حاضر ہونے کا اتفاق نہوا اب یہ صاحبزادی
جو آپ کے سامنے بیٹھی ہین یعنے ملکہ زیور رجا دو انکی ماں ملکہ سفاک کا پیام ہمکو پہونچا کہ اے
مرد رید جادو و اے صدف جادو جلد تر خدمت خداوند مین جاؤ اور اپنی لڑکی کو مسلمانون کے
ہاتھ سے بچاؤ از بسکہ انکی مادر گرامی سے اور ہمسے بہت عرصہ سے رسم و راہ ہی اور وہ ملکہ اکثر ہمارے
پاس آیا کرتی ہین جبتک جی چاہتا ہی تشریف رکھتی ہین فرمانا اُنکا ہمکو قبول کرنا پڑا اور نیز مشتاق زیارت
خداوند بھی تھے بس آکر حاضر ہوئے لقا نے کہا کہ ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ ان دنون مین تم آکر حاضر
ہوگے اور کار ہائے نمایان کروگے اُن دونون نے عرض کیا کہ خداوند آپ نے ان بندگان خاکی کو
اپنے اسقدر طاقت اور زور کیون عطا فرمایا اور اُنکے حال پر اتنا رحم کیون آپ کرتے ہین کہ

جو وہ گستاخانہ قدم حد ادب سے بڑھاتے ہین اور ملازمان خداوند کو عاجز مجبور کرتے ہین اب اُنکے مقدر
مین کیا تقدیر ایسی نہین ہوسکتی کہ وہ سب مغلوب ہوجائین لقا نے کہا کہ ہم اپنی قدرت سے کھیل
کھیلتے ہین اُنھون نے کہا تو پھر ہمارے ارادے یہ تھے کہ خداوند کی طرف سے لڑکر بندگان مغضوب کو
سزائے واقعی دین وہ سب ارادے ہمارے بیکار ہین کیونکہ جب آپ ہی کو اُنکا غارت کرنا منظور نہین
تو پھر وہ ہمسے کیا افراسیاب سے بھی نہ ہلاک ہونگے لقا نے جواب دیا کہ اگر مین اُنپر رحم نہ آتا تو
وہ پھر زندہ کیونکر رہتے مین نے تو اُنکو پیدا کیا ہے اگر مین بھی اُنسے خفا ہوجاتا تو ٹھکانا کہان تھا تمھین
خیال کرو کہ دن بھر مین کتنے گناہ میرے کرتے ہو پھر مین سب معاف کرتا ہون وہ ساحر بولے
کہ یہ آپ نے جو فرمایا تو بالکل سچ ہے اگر آپ نہ رحم فرمائین تو کون رحم کرے لقا نے کہا اب مین بھی
اُنسے خفا ہوگیا ہون مگر دیر وہ اُنکا غارت کرنا منظور ہے چاہتا ہون کہ کسی خاص بندہ کے ہاتھ سے
اُنکا استیصال کراؤن تاکہ بدنامی میرے واسطے نہ ہو صدف و مروارید نے کہا یون تو ہم اُنکے غارت
کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین لیکن اگر خداوند کی نظر رحمت اور نگاہ عنایت ہمارے حال پر
ہو تو البتہ ہم دم بھر مین اُنکو مٹادین اور قہر خداوندی سے وہ خود برباد ہوجادین لقا نے کہا
ہمنے اُن سبھون کو اب تمھارے سپرد کیا تم جانون اور وہ جانے بلکہ اُن سبکی موت بھی ہمنے
تمھارے ہی ہاتھ مین رکھی مروارید جادو نے اُٹھکر مجرا کیا اور کہا اگر خداوند نے ہمارے
حال پر عنایت فرمائی ہے تو پھر طبل جنگ بھی ہمارے نام پر بجوا دیجیے اور ہماری جان فشانی
کرنا ملاحظہ کیجیے دیکھیے تو سہی کہ ہم کیا نئی طرح کی لڑائی لڑتے ہین بختیارک نے کہا اس
بات کا تو ہمین یقین ہے کہ تم جو جا ہوگے وہ کر جاؤگے مگر عیارون سے بچے رہنا کہ وہ ساحرون کے
بھی اُستاد ہین اُنھون نے جواب دیا کہ ملکجی ہم اُن ساحرون مین نہین ہین کہ عیار ہمارے اوپر
عیاری کرسکین ہم اُنکو بھی کھا جاینگے غرض اسی طرح کے لاف وگزاف یہ دونون مرتد کیا کیے جب
گوہر کواکب صدف شب کے بطن سے آبروافزائے بازار فلک ہوئی اور نور افشانی نگین مہر
گم ہوئی چھپ سیارے پُر از چمک دمک ہوئی کہ ابیات

سحر گذری ہوا با تو ن مین دن خواب	دکھائی ماہ نے شکل جہان تاب
قمر لیکر ستارون کو پھر آیا	پتا کچھ مہر گردون کا نہ پایا

سرشام حسب ارشاد لقاے بد انجام طبل جنگ بجا ہلکارے لشکر اسلام کے خبر سنکر بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوئے اور سامنے امیر بلند احتشام و بادشاہ عالی مقام زمین ادب کو چومکر عرض پیرا ہوئے کہ نظم

بادبہار روئے خزان پر طمانچہ زن
گلشن مین تیرے عدل سے ہر برگ ہی نہال
کر اسکو تو یقین کہ درندو گزند سے
یہ خوف تیرے عدل نے دل مین دیا ہی ڈال
آہو کے دشت مین جو ستی ہی صداے پا
چھپنے کو ہیر ڈھونڈھتے ہین خانۂ شغال
اژدر ہوئے ہین سہم کے یان تک ضعیف و خشک
کرتے ہین اُنسے مورچہ مُنھ مین سدا خلال

ای بادشاہ عالیجاہ دو ساحر مروارید وصدف جادو قریب کوہ عقیق سرحد طلسم کے رہنے والے حسب اشتعال لک سفاک مادر زیور جادو آئی ہین بہت کچھ لاف وگزاف لب پر لائی ہین اب طبل جنگ کرما کو بجوایا ہی باقی خیر و عافیت ہی یہ کہکر ہلکارے تو کنارے ہوئے اور حسب ایماے شاہ جم قدر امیر نامور نے ابو الفتح عیار سے ارشاد فرمایا کہ خداے ما بزرگ ست تم جاکر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجواؤ اور خبر گوش دلاوران مین رزم کی پہونچاؤ ابو الفتح نے حسب دستور نقار خانۂ سلیمانی وسکندری مین آکر نقارۂ اسکندری پر چوب لگائی جسکی صداے ہیبت نما سے زہرۂ عدو آب آب ہوتا تھا مروارید وصدف بھی اپنے مقام پر اچھل پڑے بختیارک نے کہا کہ یہ مسلمانون کی پہلی بسم اللہ ہوا اُنھون نے کہا کہ معلوم ہوا حمزہ بڑا جاہ وجلال رکھتا ہی اور اُسکے مقابلے کے لیے بڑی ہوشیاری چاہیے یہ کہکر خداوند لقا سے کہا کہ ہم سحر تیار کرنے اپنی بارگاہ مین جاتے ہین آپ یہان اپنے لشکر کی درستی فرمائین یہ کہکر اپنے مقام پر اُٹھکر آئے اور بعد فراغ اکل و شراب دونون غوک کے خون سے نہائے پھر اسباب سحر یعنی لونگ آگ دھتورے کے پھل وغیرہ سامنے رکھکر مصروف سحر خوانی ہوئے لشکر مین اُنکے دوڑ و بجنے لگا ہیرون نے شور وغل مچایا کڑاہیان پونون کو دی گئین چھینٹین دیوتاؤن کو دی گئین منتر کی جاپ ہونے لگی لشکر اسلام مین سلح خانے کھلے بادشاہ سرشام ہی سے داخل شبستان ہوئے سردار اپنے اپنے مقام پر آکر تیاری جدال وقتال کرنے لگے نیزون کا آج ارادہ ہوا کہ راست بازی چھوڑ دیجیے سیدھی سیدھی تو یہ ہی کہ زبان سنان سے دشمن کو ٹیڑھی سُنائیے تیرون نے کہا راستی دکھاکر سینون مین گھر کیجیے خانۂ تن سے

جان عدو کو نکالکر دربدر کیجیے خنجر گلوگیری دشمن کا دعوی رکھتے نیچہ سرکشی کرنیکا ارادہ رکھتے تیغین مثل اہل تواضع گردن جھکائے دل مین کاٹ پھانس کے ٹھرائے ہر طرف پلٹنون اور رسالون مین باجے بجتے نائے رزمی کا شور بلند نقیبون کی صدا خاطر بہادران کے پسند شجاعت کا ڈنکا بجتا تلوار کا سکہ جاری ہر سمت تیاری میدان داری گھوڑون کی رکابین اور تسمین وغیرہ درست کرائے جاتے دو پہر رات سے دلاور نہاتے ہر ایک مجاہد کفن سر سے لپیٹے مشت خاک گریبان مین ڈالے کہ یہی خاک بجائے لحد کے ہے اسی طرح لڑتے مرتے کا چرچا تابہ سحر ہر بہادر کی زبان پر رہا جب وہ وقت آیا کہ زرہ آہن شب کو ترک دمرنے جسم پر سے اتارا اور تیغ مہر کو غلاف مشرق سے نکالکر چمکایا کہ ابیات

ہوا مشرق کی جانب آسمان لال	شفق کا رنگ چمکا خوب فی الحال
ہوا سُرخی سے پیدا شعلۂ نور	ضیا شائع ہوئی نزدیک اور دور

صبحدم امیر ذوی الاحتشام مسجد کے پاس مین بیٹھے دعا کر رہے تھے کہ سب خبردارون نے مرکب اپنے اپنے طلب کیے تاکہ خدمت بادشاہ مین جاکر حاضر ہون شاطر جو اصطبل مین آئے طرفہ ماجرا نظر آیا یعنے راجہ سالباہن کا ایسا کرشمہ دیکھا جتنے گھوڑے تھان پر کھڑے دیکھے سب مٹی کے تھے نہ دست و پا مین قوت نہ تن مین حس و حرکت تصویرین گلی تھان پر کھڑی تھین حسرتین انکے چہرون سے برستی تھین سائیس روتے پیٹتے سردارون کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضور چلکر ملاحظہ فرمائین ہماری محنت آج فلک نے خاک مین ملادی گھوڑون کو مٹی کی تصویر بنادی اب ہم کسکو آپ کی سواری کے لیے لائین اور اتنا بڑا گلہ اسپان کہان ہے جو از سر نو مرکب ابھی آئین سردارون نے جو اصطبل مین آکر دیکھا تو واقعی شاطرون کا بیان صحیح ہے ہر ایک گھوڑا ایک بیجان ہے تصویر آذری ہے سمجھے کہ یہ جو ساحران ناکام آئے ہین انھون نے بزور سحر گھوڑے مٹی کے بنائے ہین خیر دیدہ باید کہ چہ میشود تن بہ رضینہ قضا یہ کہکر سلح سنجوگ سے آراستہ ہو کر جانب مسجد کے پاس روانہ ہوئے یہان امیر مشغول وظائف الٰہی تھے کہ مقبل وفادار نے آکر عرض کیا یا امیر محتشم عالی ہمم آج طرفہ ماجرا گذرا ہے کہ کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین آیا یعنے سب ساحر وغیرہ ساحر لڑتے تھے تو انسانون سے لڑتے تھے مگر گھوڑون اور جانوران لشکر سے بے قصور سمجھ کر کوئی نہ بولتا تھا آج جملہ سرداران حضور پیدل آتے ہین گھوڑے سب کے مٹی کے ہوگئے ہین امیر نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ جو مرضی میرے رب کی شیطانون سے سوائے شیطنت کے اور کیا ہو سکتا ہے ساحران غدار نے یہ شعبدہ دکھلایا ہے یہ فرما کر

تبرکات انبیا علیہم السلام جسم مقدس پر پیراستہ فرماکر باہر برآمد ہوئے اشقر دیوزاد فقط مٹی کا نہوا تھا دیوانہ
بن قندس نے اسکو لاکر حاضر کیا امیر سوار ہوئے اشقر بھی اس طرح روان ہوا کہ جیسے کوئی گھوڑا خوب
تھکا ماندہ ہوتا ہی امیر کے سوار ہونے کا غلغلہ ہوا کہ صاحبقران سوار ہوئے لیکن کوئی سردار آج جلو مین
نہین ہی سردار جو پاپیادہ روانہ ہوئے تھے جلد تر خدمت والا نہمت امیر مین آئے اور مجرا کیا امیر ان سبکو
پاپیادہ دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور خلق صاحبقرانی متقاضی نہوا کہ آپ سوار ہوکر چلین پس آپ بھی اشقر پر سے
کود پڑے اور پیدل سب کے ہمراہ جلوخانۂ شاہی مین آئے یہان بادشاہ بھی شور گھوڑون کے
مٹی کے ہوجانے کا سُن رہے تھے بہت جلد تشریف فرما ہوئے پردۂ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھینچا
جلوس سواری شاہ لشکر اسلام برآمد ہوا پھر تخت شاہی کو کہارون نے کہاریون سے بدلوایا جب
حضور عالم پناہ برآمد ہوئے امیر اور سردارون نے گردن بہر تسلیم علی قدر مراتب کیے بعد دیگرے خم کی
شاہنشاہ نے بعد سلام لینے کے ہر ایک کو پیادہ ملاحظہ فرماکر دل مین خیال فرمایا کہ تمنے جو حال مرکبان لشکر کا
سُنا تھا وہ سچ معلوم ہوتا ہی پس یہ سمجھکر مضطربانہ درج ذہن سے گوہر کلام در باب استفسار حال نکالے
سردارون نے عرض کیا کہ مرکب ہم سب کے مٹی کے ہوگئے ہین بادشاہ بھی تخت پر سے اُتر پڑے اور
کہا ہم تم سب کے سردار ہین ہمکو بھی پیدل ہی چلنا مناسب ہی سردارون نے عرض کیا کہ ہم سب کا آپکی
سواری کے ساتھ چلنا باعث افتخار ہی حضور کو مناسب نہین کہ پیدل وادگاہ مصاف تک تشریف لیجائین
بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بھئی آج یوہین چلنے کو جی چاہتا ہی اور اسمین تم لوگون کے لیے کہنے کو بھی ہوگا
کہ ہمارا بادشاہ آج پیدل جنگاہ مین آیا ہم کیونکر سوار ہوکر آتے خلاف آداب تھا ورنہ ہمکو گھوڑے بہت
ممکن ہوسکتے تھے سردار سب خاموش ہو رہے اور بہت سے محبت بادشاہ اپنی جانب خیال فرماکر
دل سے دُعا کرتے تھے کہ ای بادشاہ کون و مکان و خلاق زمین و آسمان ایسے بادشاہ عادل رعیت نواز کو
بجاہ و جلال تا بروز قیام سلامت باکرامت رکھنا آج کے دن عجیب رونق اس لشکر پیادگان کی تھی کہ شاہ
اسلام قلب لشکر مین پیادہ روان سر پر چتر زرین گردش کنان سردار گرد حلقہ کیے آفتاب کو ستارے گھیرے
ہوئے کوس و دمامے گینڈے اور گاؤان لشکر پر لدے تھے گھوڑے سب مٹی کے ہوگئے تھے
نسیم سحری چلتی شاہد شب کی زندگی مین دو ایک سانسین باقی ہین فلک کجرفتار کا یہ ادنیٰ ظلم ہی کہ شہسوار ان
عرصۂ امارت و جلادت کو آج پیدل پھراتا ہی اور پا اُفتادگان کے سامنے اُن سرکشون کو بذلت تمام

لاتا ہی غرض یہ لشکر مع بادشاہ و امیر نامور کے عرصۂ کارزار مین آکر پہونچا اور حسب دستور صفوف آرائی ذرمانے
اُسطرف بڑی دھوم سے سواری لقائے مردود کی آئی کو ہیان اشرار گھوڑے اُڑاتے تیغین چمکاتے
ہمراہ تھے ہمروار ید و صدف اژدران سحر پر سوار پشت پر کئے ہزار ساحران غدار نیزنگیان سحر کی دکھاتے
آئے ملکہ زیور جادو بھی تخت پر سوار کنیزان و مصاحبین کو ساتھ لیے ایکطرف آکر ٹھہری اور تخت
لقا کا ہاتھیون پر کھنچا ہوا قلب لشکر مین قائم ہوا اور ہمروار ید نے جو کل لشکر اسلام کو پیدل کھڑے دیکھا
لقا کے سامنے آکر مجرا کیا اور بختیارک سے کہا ملک جی دیکھو ہمنے کیسا انتظام کیا ہی کہ آج تمام سوار
امیر کے پیادہ میدان مین آئے ہین اور ہمارے لشکر کے سامنے ادنی کی طرح استادہ ہین آج البتہ معلوم
ہوتا ہی کہ یہ بندگان مغضوب ہین ورنہ بندگان مغضوب کا خاص بندون سے بھی زیادہ جاہ و جلال تھا
لقا نے اُسوقت اپنی ڈارھی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ ای بندگان قدرت یہ قدرت کی تقدیر کی ہوئی ہی تم سب نے
رات ہی بھر مین میری قدرت کو دیکھا کہ یون سے وون کردیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہم مین سے
کون ایسا مسخرا ہی جو تجکو خداوند نہین جانتا اور تجھ مین قدرت نہین سمجھتا مگر ساتھ ہی اس قدرت کے مین بھی
تقدیر کیے دیتا ہون کہ اگر آج ہی تو نے لشکر حمزہ کو غارت کردیا تو کردیا ورنہ خوب یاد رکھنا کہ پھر یہ بندگان
مغضوب قلعہ عقیق کوہ سلیمانی بھی چھین لینگے اور قدرت کو تقدیر گریز کرنا ہوگی لقا نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی ہمروارید
نے عرض کیا کہ شیطان قدرت آج خوش ہین جو چاہتے ہین فرماتے ہین یہ کہکر اجازت خواہ برائے حرب و پیکار
ہوا لقا نے کہا کہ جا سپرد اپنے ید قدرت کے تجکو فرمایا یہ کلمہ سنکر وہ کافر خاسر بسان خرپھولکر اژدر اڑا کر میدان
مین آیا اتنے عرصہ مین میدان رزمی پاک و صاف ہوچکا صفین جم چکی تھین نقیب بولکر ہٹگئے تھے کہ ہمروارید
نے وسط میدان مین پہونچکر نہیب دی کہ ای بندگان معتوب و مغضوب درگاہ خداوندی آؤ میرے سامنے
کیونکہ تم اپنے جاگتی جوت کے خدا کو دل سے اب بھول گئے ہو اور خداوند تمسے حد کا ناراض ہین دیکھو
اور خوب غور سے سمجھو کہ جس خداوند نے تم سبھون کے مرکبون کو آن واحد مین مٹی کا کردیا وہ جان ادران
کو بیجان بنا یا ہی پھر وہ تم خاک کے پتلون کو کیا مسخ نہین فرما سکتا ہی کیون اپنی بربادی اور خرابی
چاہتے ہو اب بھی کچھ نہین بگڑا ہی جو تم سب آکر سجدہ کرو اور خداوند کو معبود برحق اپنا جانو مین تم سب کا
قصور معاف کرا دونگا اسکے جواب مین تمام لشکر اسلام نے لقا کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور پھا گالیون کا
باندھ دیا اُسوقت ہمروارید نے کہا بس اب کچھ زبان سے نہ کہنا مین نے بہت بُرا کیا جو تمکو نصیحتانہ

سمجھا یا آؤ اور زبان تیغ سے اب جواب وسوال کرو اور سزا اپنی زبان درازی کی پاؤ اس کلمہ پر سرداراور
فرزند امیر سب تو جھنجھلائے ہوئے تھے ہی قاسم نے مشورہ کیا کہ اول تو مین جاتا ہون میرے بعد کل لشکر
میرا ہر طرف سے حملہ کرکے اس مرتد کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے غرض چالیس ہزار آدمی اس کام کے لیے منتخب
فرماکر اپنا قدم آگے بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے دست بستہ اجازت حاصل کرکے پینترے بدلتا بانکپن کی
دکھاتا مقابلہ حریف مین چلا جب کچھ دور میدان کو طے کیا مرواریدنے دیکھا کہ قریب چالیس ہزار آدمی کے اس
شہزادہ کے پیچھے پیچھے آتا ہی بس یہ دیکھکر سمجھا کہ ان مسلمانون کا ارادہ بہت بدہی کا معلوم ہوتا ہی چنانچہ
رات کو ان دونون ساحران نابکار نے سحر تو تیار ہی کیا تھا اور اس افسون کو آزمایا تھا کہ اے سحر ہمارے
جا اور جملہ مرکبان لشکر دشمن کو مٹی کا کردے سرداران اسلام پر اسلیے شب کو سحر نہ کیا تھا کہ بہت سے آدمی
بارگاہ سلیمانی مین رہتے ہین وہان سحر جانہ سکیگا اور دوسرے سر میدان عالم اُنکے حال زار کو دیکھیگا
ذلت بیدل میدان مین آنے کی ہوگی بس اُسوقت اُس نابکار نے پکار کر کہا کہ یہ شہزادہ قاسم ہین جو میرے
سامنے آتے ہین از بسکہ یہ نبیرۂ خداوند لقا ہین انکو زیادہ تکلیف دینا نہ چاہیے یہ کہکر اژدر پر سے اپنے
اُترا اور ایک لکیر زمین پر اپنے اور قاسم کے مابین مین کھینچکر پکارا کہ یہ شہزادہ بھی مع اپنے رفقا کے
مرکبون کی طرح مٹی کا ہو جائے اس کہنے کے ساتھ ہی قاسم مع اُن چالیس ہزار آدمیون کے مٹی کا
ہوکر ایک ہی مقام پر جمگیا میدان جنگ تصویر خانہ بنا مرقع لڑائی کا مصور سحر نے کھینچ دیا امیر نے یہ معاملہ
جو دیکھا کلیجہ منہ کو آیا اور قصد کیا کہ اسم اعظم کا پانی ان تصویرون پر چھینٹے لیکن ہزارون آدمیون پر
دفعتًا پانی چھڑکنا ممکن نہ تھا دوسرے یہ بھی جانتے تھے کہ اکثر سردار سامنے ہمارے قتل ہوگئے ہین اور
پھر زندہ آکر ہم سے ملے ہین یہ مٹی کے سردار اب سحر کے پتلے ہین اصل نہین ہین یہ سمجھکر خاموش ہو رہے
اور اُدھر مروارید نے پھر نعرہ کیا کہ اور اے مسلمانان تم سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے
آئے یہ نعرہ سُنکر دست راست کی صف سے کل لشکر جلوہ گری پر آئے اور دارائے دولت آراسے
صاحب گرز گران جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قدم اپنا آگے بڑھایا بادشاہ سے
اجازت میدانداری حاصل کرکے گرز کو ہوا سے ہوئے چلا اسکے پیچھے پیچھے بھی ہندیون نے قدم بڑھایا
اسلیے کہ حکم امیر بھی نسبت ساحر کے ہر کہ عیاری مکاری اور عیاری کرکے بہر صورت جسطرح چاہین
اُسکو ہلاک کرین چنانچہ دس ہزار آدمیون نے ہمراہ لندھور جانیکا ارادہ کرلے قدم بڑھایا تھا کہ

مرو ارید نے کہا یہ شخص بھی زبردست ہی مالک ہندوستان جانشین صاحبقران ہی اُسکو بھی تکلیف دینا نازیبا ہی یہ کہکر زمین پر اُتر کر لکیر کھینچدی اور پکارا کہ خط کش یہ بات ہی کہ لندھور بھی مع اپنے ملازمون کے جو میرے سامنے آتے ہین مٹی کے ہو جائین یہ کہتے ہی لندھور اور بچاس ہزار آدمی مٹی کا ہوکر میدان مین کھڑا رہگیا یہ حال جو امیر نے دیکھا رو دیا پھر دل سے کہا کہ جو مرضی مالک بر و بحر کی اُسطرف اب تار بندھ گیا مرو ارید نے پھر نہیب دی ایک ایک رومی و مغربی وغیرہ سرداروں نے نکلکر اس خاکدان دنیا کو خاکہ تصاویر مرقع آدمیان دہہ بنا دیا اسی طرح جو نکلا اور مقابلہ مین اُس ساحر کے گیا مٹی کا ہو گیا اُسوقت اُس کافر نے پکار کر کہا کہ ای حمزہ دیکھا تو نے کہ کیا نقشہ تیرے حامیون کا ہوا امیر نے ارشاد فرمایا کہ او کافر بد زبان تو مجکو ایسے شعبدون سے کیا دھمکاتا ہی مین ہرگز نہ ڈرونگا اگر ایک دم میرا باقی رہ جائیگا تو بھی تجھ پر اور تیرے خداوند پر سوائے لعنت کے اور کچھ نہ کہونگا مرو ارید نے خفا ہوکر پھر مبارز طلبی کی غرض رومی و مغربی و گجراتی و اصفہانی جو مقابل مین گیا مٹی کا ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر بختیارک پھولا اور گویا ہوا کہ یا خداوند اب تقدیر آپ نے سیدھی کی ورنہ آجتک تو ہم غضب خداوندی مین گرفتار تھے مگر اب دشمن بھی مبتلائے بلا ہوئے اسی طرح لڑتے لڑتے وہ دن تمامی پر آیا شہسوار توسن فلک نے زین زرین مہر کو پشت سبزہ فلک سے کھولنا چاہا کہ بیت

رہی کم دن کی باقی زندگانی	چلا پھر شہسوار آسمانی

اُسوقت طبل آسایش مرو ارید نے بجوا دیا اور کہا اب پھر چلنا چاہیے کل حمزہ کی بھی مین تدبیر کرلون تو نام ان بندگان مغضوب کا صفحہ ہستی سے مٹا دون بختیارک نے کہا یہی کرنا واجب ہی شاباش تم بڑے سمجھ کے آدمی ہو کس لیے کہ جبتک حمزہ کی فکر نہوگی لشکر اسلام کا غارت ہونا غیر ممکن یہ باتین کرتے ہوئے لشکر لیکر پھرے اور پڑاو پر آکر لشکر نے کمر کھولی اور لقا داخل بارگاہ ہوکر تخت خدائی پر بیٹھا مرو ارید اور صدف بھی آکر بیٹھے اُن دونون کو لقا نے خلعت گران بہا عنایت فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوئے جلسہ عیش و مسرت گرم ہوا ادھر امیر نے بادشاہ اسلام کو سمجھا کر شبستان مین بھیجا اور آپ اُسی مقام جنگاہ پر کہ جہان سب مٹی کے ہو گئے ہین خیمہ استادہ کراکر فروکش ہوئے اور وہ لوگ جو مٹی کے ہو گئے تھے اُن سب کے اوپر بھی خیمے استادہ کروائے لشکر اسلام نے ہر شخص ملول و غمگین تھا اور اپنے سردارون کے لیے مصروف دعا بدرگاہ رب العالمین تھا محلات مخدرات مین بھی کہرام برپا تھا ہر ایک شہزادے اپنے

وارث کے لیے روتے تھے اور اشکون سے مُنھ دھوتے تھے اور دُعا کرتے تھے یہان کی یہ کیفیت ہی
لیکن اُسطرف جب دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا بختیارک ایک ہی نطفۂ شیطان ہی اُسکو قرار کب
پڑتا ہی اُسنے پھر وہی ذکر چھیڑا کہ ای مروارید ہمنے سُنا ہی کہ حمزہ آج میدان جنگگاہ مین فروکش ہوا ہی پھر دیکھو
کسقدر محبت اپنے سردارون سے رکھتا ہی یقین ہی کہ وہ ہم لوگون کے ٹکڑے ٹکڑے اور پُرزے پُرزے
اُڑا دیگا پس اُسکی فکر جملہ واجبات سے ہی کس واسطے کہ وہ صاحب اسم اعظم ہی اور حرز ہیکل بھی اُسکے پاس
موجود ہی سحر اُسپر کسی کا اثر نہین کرتا زبردست ایسا ہی کہ اُسنے دیوؤن کو مارا ہی اگر آج اُسکی تدبیر نہوئی
تو کل تم وہ روز بد دیکھوگے کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ باتین سُنکر صدف جادو نے کہا ملک جی
تم سچ کہتے تھے حمزہ تو اتنا بڑا صاحب طاقت بھی ہی اگر کوئی ضعیف سا ضعیف دشمن ہو تو اُس سے بھی
غفلت سراسر حماقت کی نشانی ہی اچھا مین جاتا ہون اور اسم اعظم بند کرکے حمزہ کو قید کیے لیتا ہون یہ کہکر اپنی
سحر کی جھولی سے ایک شیشہ نکالا اور اُٹھکر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اتفاق سے عیاران لشکر اسلام
کہ ہر وقت بارگاہ دشمن مین برامر جاسوسی رہتے ہین اُسوقت سرہنگ مصری صورت بدلے ہوئے
بارگاہ لقا مین موجود تھے اُسمین گفتگو بختیارک کی سُنی اور صدف کو جاتے دیکھکر یہ بھی اُسکے پیچھے چلا
اور راہ ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تنہائی کے مقام پر پہونچکر آواز دی کہ ای صدف جادو ٹھہر جا جو کچھ
مروارید جادو نے کہا ہی وہ سُن لے صدف اُسکے پکارنے سے ٹھہر گیا اور یہ قریب اُسکے پہونچا اور
کہا مروارید نے کہا ہی کہ رات کا وقت ہی تم بیگانے گھر پر جاتے ہو بہت ہوشیار رہنا اور اپنے تئین
عیارون سے بچانا کہین ایسا نہو کوئی عیار دھوکھا دیکر تمھارے دشمنون کو زک پہونچاوے
صدف نے کہا مین بہت ہوشیار ہون تم جا کر کہدو کہ آپ خاطر جمع رکھین میرا کوئی کچھ نہ کرسکیگا
اُسنے کہا کہ تم خاک ہوشیار ہو دیکھو ابھی وہ پیچھے کھڑے ہین صدف نے اُسکے کہنے سے پیچھے
پھر کر دیکھا اُسنے ساتون حلقے کمند کے گانٹھ کر مارے کہ اُسکی گردن مین پڑی ہوئی وہ گھبراکر ادھر ادھرا
اُسنے بیضہ بیہوشی مُنھ پر مارا وہ بیہوش ہوکر گرا عیار مذکور نے پشتارہ مین اُسکو باندھکر پشت پر
لادا اور لیکر بھاگا ایک صحرا مین لاکر پشتارے کو زمین پر دے مارا صدف کو کھولکر خنجر سے گردن
اُسکی رگڑی مگر کسی طرح گلا نہ کٹا جب تو یہ گھبرایا اور پھر اُسکو پیٹھ پر لادکر بھاگا یہان تک کہ اپنے لشکر مین
آیا از بس کہ رات کا وقت تھا ایک نان بائی کا تنور گرم ہو رہا تھا اور شعلۂ آتش اُسمین سے اُٹھتے تھے

اُسنے لپشتارہ سے صدف اُس تنور مین ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوا اور بیرون نے اُسکے غل مچایا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی نان بائی دوکان چھوڑکر بھاگا اور سرہنگ امیر کے پاس آیا سب حال صدف کے مارنے کا سعرض بیان مین لایا کہ اس طرح وہ آپ کے اسم اعظم کو قید کرنے کو آیا تھا مینے اُسے واصل جہنم کیا اِس حال کو سُنکر باوجودیکہ امیر با توقیر رنج و صدمہ مین تھے مگر ہنس پڑے اور اِدھر بیر روتے ہوئے سامنے مروارید کے گئے اور پُکارے کہ صدف جادو سرہنگ مصری کے ہاتھ سے خداوند لقا کی بہشت مین گئے یہ سُنکر اُسکو ایک سناٹا آیا بلکہ یقین تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے آب و تاب چہرہ کی جاتی رہی سوتی کی طرح گرج کر بغضب تمامتر اُس مادر قحبہ نے ایک بیضۂ سحر جوڑے سے نکال کر جانب آسمان پھینکا کہ وہ بیضہ اوپر جاکر پھٹا اور اُسمین سے دھوان نکلا اور وہ دھوان ابر بنا اور جاکر لشکر امیر پر محیط ہوا اور اُسمین سے پانی برسنے لگا وہ پانی بھی عجب سنگدلی کی تاثیر رکھتا تھا کہ تمام لوگ لشکر امیر کے ادنی سے اعلی تک سب بیہوش ہوگئے سوائے امیر کے کوئی ہوشیار نہ تھا اور لمحہ بھر مین وہ پانی کی طغیانی ہوئی کہ پناہ پانی مشکل پڑی ہوا چلتی تھی وہ یون پانی کو گھیر کر لاتی تھی ہوشیاران عالم کو بیہوش بناتی تھی ہوشیاری کو خواب سحر نے بہا دیا تھا دریاے غفلت اُمڈا ہوا تھا آسمان سے پانی کے ساتھ بیہوشی برستی تھی ہوشیاری اُس لشکر مین قدم رکھنے کو ترستی تھی کہ بموجب ابیات

مانند سرشک بادل اُمڈے
پیمانۂ بحر بھر کے چھلکا
چھائی جو گھٹا بڑھا غم و درد
دھارا تھا ہر ایک سیف کی دھار
سرتن کے حباب اُٹھا رہے تھے

جسطرح سے جنگ کو دل اُمڈے
ہر چشمہ کی آنکھ مین تھا ڈھلکا
تنخیر بڑھی چلی ہوا سرد
تھی باڑھ پہ تیغ بحر زخار
چشمے آنکھین دکھا رہے تھے

اس بارش پر سحر مین امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے مالک برّ و بحر کو یاد فرماتے تھے کہ یکایک ہوا سرد کے جھونکے آئے بعد اسکے کچھ شعلے چمکے مروارید جادو کو سامنے استادہ پایا اور وہ کافر جا بر پکارا کہ ہے کوئی ایسا بہادر خدا پرستون مین جو میرے سحر کو رد کرسکے اور میرا سامنا کرے امیر یہ سنکر قبضۂ شمشیر تھام کر کھڑے ہوئے فرمایا کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہی ابھی تو مین تیرا سر توڑنے کو موجود ہون جب تیرا جی چاہے مجھسے لڑلے مروارید نے کہا خیر حال تیرا معلوم ہوا تو نہایت سخت جان ہی اب

مین تیری بھی فکر کرتا ہون پھر سب کو ایک ہی مرتبہ قتل کرونگا یہ کہکر غائب ہوگیا اور بارگاہ مین آیا ماجرا ے
گذشتہ زبان پر لایا بختیارک نے حال سنکر کہا کہ اے مروارید کیا غضب تمنے کیا کہ سبکو چھوڑکر چلے آئے
سب کو مار ڈالتے پھر امیر سے سمجھ لیتے مروارید نے کہا کہ یہ بات مناسب نہ تھی مین امیر کو پکڑلون تو
سبکو قتل کرون جسمین کوئی دغدغہ باقی نہ رہے یہ کہکر بیٹھا اور تاج میں لکھنے لگا مگر اسم اعظم بند کرنے کی
فکر مین ہے اب اسکو تو اس حال مین رہنے دو لیکن دو کلمہ داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کی سنو نظم

کہان ہے اے مے غمخوار ساقی
مجھے بھی مے سے کر سرشار ساقی
وہ مے دے تاکہ بھولون دو جہان کو
ترقی ہو مرے کیف بیان کو
لکھون پھر مین فسانہ ایک نگین
ہو جسکے زیور معنی سے تزئین

آرایش دہندگان عروس سخن و ہفت سازان زیور شاہد انجمن معشوقہ دلفریب کلام کو محفل بیان مین
اس طرح جلوہ طراز فرماتے ہین اور آئینہ مضمون کو یون دکھاتے ہین جب شاہ عیاران عیار سبک طرار
عمرو باوقار بیابان گلریز مین پہونچے اور معمار قدرت کو زنبیل مین ڈالدیا تو اُسوقت جہاندار نے
انکو گرفتار کرایا اور چاہا کہ قتل کرے اُسوقت شبیہ جمشید کی طرف سے آفتاب جادو آیا اور اُسنے
حکم دیا کہ عمرو کو کوہ عقیق مین بھیجدو چنانچہ بموجب اُسکے حکم کے جہاندار نے ایک پنجہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو
لیجاکر کوہ عقیق مین چھوڑ آوہ پنجہ خواجہ کو لیکر روان ہوا اور دامن کوہ عقیق مین لاکر چھوڑ دیا اب جو
اپنے تئین اوپر عقیق کوہ کے پایا اور دیکھا کہ لشکر امیر کا سامنے پڑا ہوا ہے اور بارگاہ لقا مین طبل اور
نقارہ خوشی کے بج رہے ہین تمام کفار خوش وخورم پھر رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر اسکو یقین ہوگیا کہ خانخواہ
کسی طرح کی خوشی ان کفارون کے تئین ہوئی ہے خدا خیر کرے تو چلکر خبر لشکر امیر کی تو دریافت کرکے وہان تو
کوئی امر رنج کا ظہور مین نہین آیا ہے کہ یہ سب خوش ہو رہے ہین یہ سوچکر لشکر امیر مین جو آیا تو دیکھا کہ ہزارہا
آدمی مٹی کے کھڑے ہوئے ہین اُسکو کمال حیرت ہوئی اور وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ تمام لوگ لشکر کے
مع دوکاندار وغیرہ سب بیہوش اور مدہوش اوپر زمین کے برلب فرش فرش پڑے ہوئے ہین یہ ماجرا
دیکھکر عمرو کو اور زیادہ تردد دامن گیر ہوا اور گھبرا کر اندر ایک خیمہ کے جو گیا تو دیکھا کہ امیر باتوقیر یکہ و تنہا
کھڑے ہوئے زیر آسمان دونون ہاتھون کو اُٹھائے ہوئے ساتھ گریہ وزاری کے اس طرح سے پکار
پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے خلاق ہر دو عالم تو اس امر سے خوب آگاہ ہے کہ یہ عبد ذلیل اور حقیر جادو بے کش

خانہ کعبہ کا ہو اور یہ مرتبہ اور حکومت جو کچھ کہ تونے اپنی عنایت سے اُس بندہ ناچیز کو عنایت کی ہو فقط تیری یہ
بندہ نوازی تھی دگرنہ مین اس لائق کا ہے کو تھا کہ جو ایک سردار بھی ایسا مجکو میسر آتا بس امیدوار ہون کہ اگر
تونے میرے حال کے اوپر نوازش فرمائی ہو تو پھر اُس میرے نام کو برقرار رکھ اور یون تو بہر صورت تو
مالک ہو مین تیرا ہر حال مین شکرگذار ہون جو کچھ کہ میرے حق مین بہتر سمجھ وہ ہی کر کہ مین تیرا تابعدار ہون مجکو
کیا عذر ہو اس تقریر کو عمر نے جو سُنا تو اُسکو تاب باقی نہ رہی کہ عاشق حمزہ کہلاتا ہو بیتاب ہو کر پکارا کہ ای آقاے
عمرو یہ غلام بھی تیرا حاضر ہو امیر نے جو آواز کو عمر کی سنا تو بیقرار ہو کر دوڑ پڑے اور عمر کو گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ ای یار وفادار و مونس غمگسار حمزہ قسم ہو اُسی پیدا کرنے والے کی کہ جسنے ہمکو اور تمکو خلق کیا ہو کہ شب و روز
تمھاری ہی یاد مین بسر ہوتا تھا اور بے اختیار دل ملاقات کو چاہتا تھا مگر شکر ہو اُس پروردگار کا اور لاکھ لاکھ
احسان ہو اُسکا کہ وقت اخیر تو ملاقات ہو گئی عمر نے بھی یہ حال امیر کا دیکھا اپنے تئین بے حال کر دیا اور بعد
جزع و فزع بسیار مستفسر ہوا کہ یا امیر خیر تو ہو کیا حال ہو امیر نے جملہ ماجراے جنگ مرواریدبیان کیا عمر نے
کہا کہ یا گل بوستان صاحبقرانی آپ کسی پھول مین مثل بو کے پوشیدہ ہو جائیے مین جا کر باغ ہستی پر اُسکے
خزان لاتا ہون اور خل ہستی ساحر نابکار کو تیغ ظلم سے قطع کرتا ہون امیر نے فرمایا کہ پوشیدہ ہونا کام بہادرون کا
نہین ہو مین خود تلوار پکڑ کر نکلتا اور اس فوج پہ چھاپا مارتا ہون اگر خدا حامی و مددگار ہو تو یہ ساحر کیا نابکار ہان
باتون مین عمر کی نگاہ رخسار بے نظیر امیر پا تو تیر پر پڑی دیکھا کہ گل رخسار مرجھایا ہوا ہو معلوم ہوتا ہو کہ
بڑی دیر سے کچھ نوش نہین فرمایا ہو یہ دیکھ کر عرض کیا کہ یا امیر آپ نے کچھ تناول نہین کیا ہو عمر کی اس بات
سے امیر ہنس پڑے فرمایا کہ بھلا جسکے اوپر ایسا سانحہ عظیم گذرے اور اُسکے جگر بند یون مبتلاے مصیبت
ہون اُسکو کھانے پینے سے کیا خاک رغبت ہو عمر نے کہا حمزہ فرزند دلبند مرجاتا ہو جب تو کھانا کھاتے ہیں
براے خدا کچھ تو نوش کیجیے یہ سب انشاء اللہ رہا ہوئے جاتے ہین مسحور بہ سحر ہین یہ کہکر کچھ کلیجہ اور کباب
زنبیل سے نکالے اور قسم وغیرہ دے کر امیر کو کھلائے پھر ایک جام دیا کہ امیر نے پیا اُسمین بیہوشی
ملی تھی امیر بیہوش ہو گئے عمر نے آپ کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے جانب صحرا روانہ ہوا
اور ایک درہ مین پہاڑ کے آکر ٹھہرا اور ہاتھ کو سونگھا اور ہاتھ کی پیٹھ کو سونگھا تین سو ساٹھ مگر تازہ دم
دست بستہ سامنے آئے ایک کو اُنمین سے پسند کیا اور رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اپنی مثل
ایک سائیت کے بنائی کانون مین کنڈل ڈالے اور ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے فولاد کی کرھنی باندھے

موئے زہار باہر نکلے ہوئے لنگوٹا کسا ہوا مونچھین بڑی بڑی ہاتھ مین کھپر سلگتا ہوا اسی ہیئت گدائی
جانب لشکر لقا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ لقا پہونچا پکارا کہ ابے او حرام زادے نطفہ حرام ولد الزنا
مروارید جادو تو کہان گیا ہی ایسی جوتیان مارونگا کہ فرش ہو جائیگا اُسکے گالیان دینے سے لشکر کے لوگ گرد
گرد جمع ہو گئے اور کہا کہ مروارید نے آپ کا کیا گناہ کیا ہی کہ گالیان دیتے ہو اتیت نے کہا وہ حرام زادہ
اندھا ہو گیا ہی دیکھتا نہین ہی کہ چھپکلی کے پیٹ سے رات نکلتی ہی اور بھینس انڈے دیتی ہی اسی طرح
کی باتین مہمل لوگون نے سنین سمجھے کہ دیوانہ ہی اور ہلکارون نے دوڑ کر بارگاہ مین خبر مروارید کو پہونچائی
کہ ایک اتیت آپ کو گالیان دیتا ہوا آتا ہی اُسنے کہا آنے دو کوئی خبر نہو کیونکہ وہ کوئی بندہ مقبول خداوند ہی
اس اثناء مین اتیت اندر بارگاہ کے آیا اور یہان بھی خوب سی گالیان مروارید کو دین مروارید نے
کہا یہ کوئی سودائی ہی یہ کہکر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ آپ تشریف لاے ہین تو آئیے یہ سودائی پن چھوڑ
دیجیے اتیت نے کہا سودائی تو اور تیرا باپ مین دوسرے لقا کے پاس سے آیا ہون بھلا مین
تجھسے پوچھتا ہون کہ لشکر مسلمانان کو تو نے کس کے کہنے سے غارت کیا مروارید نے کہا تم بیٹھو تو مین
بتاؤن تم تو دیوانے پن کی باتین کرتے ہو اتیت نے کہا پھر تو نے وہی کہا دیوانہ تو آپ ہو گا اسمین
بختیارک نے کہا کہ اتیت صاحب انکو گالیان نہ دیجیے انھون نے بڑا کام کیا اتیت نے کہا اسی لیے
مین اسے گالیان دیتا ہون کہ ابتک انکے سر کیون نہ کٹوا ڈالے میری عمر ایک ہزار چار سو چار برس کی ہی
اور اسی سال امان جان نے دودھ بڑھائی کی ہی اب اسے لازم ہی کہ جلد سب کا کام تمام کرے مروارید
نے کہا پہلے اسم اعظم حمزہ بند کر لون پھر جیسا آپ کہتے ہین مین وہی کرونگا ان باتون مین بختیارک کی
بائین پسلی کے تلے رگ بادِ بختیاری پھڑکی پھر اسکے ادھر اُدھر دیکھنے لگا اور پکارا کہ یارو کچھ ہو نہو وہ
آگئے مجھے ہوا پھری ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کہکر کھڑا ہو گیا اور رفیدا اُتار کر ناچنے لگا اور کہا اے مروارید
جلد مسلمانون کو چھوڑ دے نہین ورق اُلٹا چاہتا ہی کوئی دم مین نہ تو ہی نہ لقا ہی لوگ حیران ہوئے کہ
ملک جی کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوا ابھی تو اچھے تھے دیوانے کیون ہو گئے اسمین بختیارک نے اتیت
سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی اتیت نے کہا مجھے عمر جادو کہتے ہین عمر کا نام سنکر ملک جی کا دم نکلگیا اور
عمر نے کہا ملک جی ذرا تم الگ چلو تو مجھے کچھ تمسے کہنا ہی بختیارک انکے ساتھ گوشہ بارگاہ مین مقام
تنہائی پر آیا عمر نے وہان کہا ملک جی طرح تم اچھے ہو بختیارک نے کہا دعا گو ہون اُسوقت عمر نے

باَئین آنکھ کا تل دکھایا کہ بختیارک کے رعب سے حواس منتشر ہوگئے اور قدم پر عمر کے گرا اور کہا حضور مین
تو آپ کا غلام کا غلام کا تلام بلکہ احتلام ہون مارے اس لقا بڑ چودکا ہر چند مین منع کرتا ہون کہ اپنی
حرم زدگی سے باز آ نہین مانتا اب آپ کی جوتیان کھائیگا تو سیدھا ہوئیگا اور غلام نے بیس ہزار روپیے
بارہ ہزار اشرفی اور بہت سا جواہر بدریان دوشالون کی حضور کے لیے لے رکھی ہین آپ تو جانتے ہین
مین چھ مہینے پیشتر سے مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھنے لگا عمر نے کہا بھئی تمھارے سبب سے کچھ قرض
ہمارا ادا ہوجائیگا مگر تو دورنگی منافق ہی خیر او نطفۂ حرام اگر کسی سے یہ راز کہا تو مار ہی ڈالونگا
بختیارک نے کہا کیا طاقت جو زبان پر بھی آئے یہ کہکر عمر وہان سے بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا
اور بختیارک بھی اگر اپنی جگہہ پر متمکن ہوا اور پکارا کہ صلوٰۃ بر محمدؐ و لعنت بر لقا ہمسر کو ہی نے کہا کہ ارے
تو ہمارے خداوند کو کیون کہتا ہی بختیارک نے کہا یہ تو قدیم سے مثل چلی آتی ہی ایک دن تم بھی یہی کہوگے
او لقا سے اشارے مین کہا کہ وہ عمر آیا ہی یہ کیسی تقدیر تو نے کی اُس گیدی نے کان مین اسکے کہا کہ اگر
یہ تقدیر نہ کرتا تو کیا کرتا مجکو منظور نہین کہ سب بندے میرے قتل ہوجائین بختیارک نے مرداریہ جادو
سے سب بیان کیا کہ جلد خبر لے عمر آگیا اُسکو یقین نہ آیا مگر سوچا کہ اس ایتت کو گرفتار کر لینا چاہیے پھر
آگے سمجھ لینگے یہ سوچکر اپنی کمر سے رقعہ جمشیدی نکالا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ امر سچ ہی بس
ماش کا دانہ نکالکر سحر پڑھنے لگا اور پکارا اونا بکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمر بھی کرسی پر سے
سنبھلکر کھڑا ہوگیا اُسنے وہی ماش کا دانہ جو مارا عمر کے آدھے دھڑ کا دم نکل گیا عمر نے جلد زنبیل سے
امیر کو نکالا اور ہوشیار کرکے کہا کہ یا امیر مرداریہ سے سمجھ لیجیے صاحبقران از بسکہ میدان جنگ
مین مسلح و مکمل آئے تھے اسوجہ سے اُسوقت بھی ہتھیار لگائے تھے بس عقرب سلیمانی کھینچکر
ساحر پر حملہ آور ہوئے اور اسکے حربہ کو رد کرکے ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر بیٹھ کر ٹانگون سے نکل گئی
دو ٹکڑے ہوگئے اُسکے مرنے کا شور و غوغا برپا ہوا آواز آئی کہ مارا مرداریہ جادو تمام عالم مین تاریکی چھا گئی
اسی تاریکی مین لقا تو تخت پر سے کود کر بھاگا اور امیر نے نعرہ اللہ اکبر کہا سرداران لقا ہمیشہ سے لوہا مانے
ہوئے ہین یہ بھی رو بفرار لائے اور امیر قتل کرتے ہوئے انکو چلے باہر لشکر لقا شور و غوغا سنکر تیار ہونے
لگا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور اُسطرف مرداریہ کے قتل ہونے سے لشکر اسلام پر سے سحر اُتر گیا سب
ہیئت اصلی پر آئے اور گھوڑے بھی جو مٹی کے [illegible] قدم جاندار [illegible]

جلد مرکبون کو پاس سرداروں کے پہونچایا ہر ایک شیر مبشہ شجاعت نہنگ بحر جلاوت سوار ہو کر قلزم جنگ مین بہر شناوری روانہ ہوے یہان امیر لشکر شریر لقا سے مقابل ہوئے تھے کہ لشکریان اسلام آگرے اور دو لشکروں مین باہم زد و کشت شروع ہوئی نعرہ بہادران سے گنبد لیلی سائبان آسمان لرزان تھا دشت کوہ ہلتا تھا گرد سیاہ سے دنیا تاریک تھی تلوار کی چال ڈھال پر بہادر مرتے تھے تیغ کے نیچے سر دھرتے تھے زبان شمشیر و سنان و تیر سے صدائے دھادہ اور زنہارہ آتی تھی فرط خوف سے جان جاتی تھی محیط رزم مین ہر بہادر غوطہ زن تھا تلوار کا سر دوست جان کا دشمن تھا ہر سمت کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگے تھے دریا خون کے بہے تھے یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یکے حملہ بردند از آسمان کہ کوہ — بدر زید از آواز ایشان گروہ
تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہمین — سپہر روان خون خروش شد ہمین
چکا چاک برخاست پاتنگ سران — ہمان زخم شمشیر و گرز گران
ازان کافران کشتہ شد لشکرے — ہران کس کہ بد زان دلیران سرے
ہمہ کشتہ گان را ہم در فگند — تلے گشت بر سان کوہ بلند
ہمہ قلب گہ پاک در ہم درید — درفش سپہدار شد ناپدید
تو مین سر بسر گفتی از جوشن است — ستارہ ز نوک سنان روشن است

لقائے گمراہ مع سرداران روسیاہ تاب مقاومت نلا سکا جانب قلعہ کوہ عقیق بھاگ کر روانہ ہوا غازیان دیندار و مجاہدان بہتور شعار مال و اسباب کفار غارت کر کے خیام و بارگاہ جلا کر اپنی بارگاہ کی طرف پھرے طبل آسایش پر چوب پڑی امیر عمر پیسے زر نثار کرتے ہوئے جب روانہ ہوے عمر نے کہا کہ یہ مال کیون غارت کرتے ہو جو کچھ لٹاتے ہو ہمین کو دے دینا ایک رات کی تو ہماری تمھاری ملاقات ہے اسی طرح کی باتین کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے لشکر نے کمر کھولی سردار اپنے اپنے خیمون مین جا کر آسودہ ہوئے بادشاہ بھی داخل شبستان ہوے شب بھر آرام فرمایا دوسرے روز جب چادر مشک فام سے شاہد روز نے چہرۂ روشن اپنا دکھایا جہان کو منور نسعتا یا کرا ابیات

جو بر زد زدریا درفش سفید — ستارہ شد از تیرگی ناامید

خروشش آمد از نائے و زگاو دُم ہمان نعرہ پیل و رو نیہ خم

صبحدم شہنشاہ گیتی ستان سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے عمر بھی حاضر دربار ہوکر کرسی پر متمکن ہوا سب سردار سالار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے امیر دنگل نادعنبر پر جلوہ فرما ہوئے عمر کو خلعت بہت بھاری عنایت کیا سب سردار گلے سے عمر کے ملے اور کرب غازی کو عمر نے خوب سا گلے لگایا کرب نے حال اسد کا پوچھا عمر نے کہا کہ یہ تو بڑی داستان تھی مگر اسد زندہ ہین یہ کہکر حال افراسیاب وکوکب وغیرہ کا بیان کیا غرض بادشاہ نے حکم عیش دیا صحبت رقص سرود کی برپا ہوئی جام مے گردش مین آیا اُسطرف لقا ہزیمت خوردہ قلعہ کوہ عقیق مین آکر چھپا تھا دوسرے دن سب لشکر بھاگا ہوا مجتمع ہوا اور اس گبر کو پھر سب نے تخت خدائی پر بٹھایا سردار وغیرہ اُسکے بھی جمع ہوئے سلیمان عنبری مو نے جابجا نامہ بنا بر طلب امداد روانہ کیے اور حکم ترتیب مجلس عیش دیا

داستان شوکت بیان لوٹنا بختیارک کو عمر کا اور ملاقات کرنا ملکہ سرو سیمین تن اپنی زوجہ سے پھر پکڑ لیجانا مواج جادو کا عمر کو طلسم ہوش ربا مین اور مارنا سعادت کا مواج جادو کو اور چھوٹنا عمر کا پھر عیاری چالاک کی افراسیاب پہ اور آنا اژدر سوار روئین تن کا پے در پے عیاریان کرنا چالاک کا للمؤلفہ

کہان ہے اے مرے ساقی کہان ہے ترا مےخوار اب تو نیم جان ہے
کہان پاؤن تجھے اے میرے ساقی نہین طاقت تجسس کی بھی باقی
ذرا بھی قوت رفتار پاؤن تو سر آنکھون سے مےخانہ میں آؤن
کرون پیر مغان کی پھر زیارت مبارک باد دینے آئے حسرت
ملون یاران ہم مشرب سے اپنے خوشی سے رند سب ہنکارین ملنے
نظر پھر آئے دختِ رز کا جوبن کرے عشوہ گری پھر [illegible] پرفن
جدائی بزم رندان کی ہے اب شاق صدا اسے نے کی پھر ہو جان مشتاق
پڑا چپ بستر غم پر ہون رہتا خدا سے اپنے دل مین [illegible] یہ کہتا
کہ اپنا فضل کر تو مجھپہ یارب عطا کر صحت کامل [illegible]
کرون جلدی سے یارب غسل صحت بجا پیر مغان کی [illegible] خدمت

بجے مے خانہ مین چنگ و دف و نے / چلے رندون مین دور ساغر مے
صدا قلقل کی پھر شیشہ سے آئے / صراحی قہقہہ جلدی لگائے
بط مے کشتی مے پر ہوا سوار / تو مجھسے رند کا بیڑا ہو پھر پار
خوشی کے ہر طرف کو چہچہے ہون / ہم رندون مین اُڑتے قہقہے ہون
ہر ایک آنکھون پہ پھر بٹھلائے مجکو / شریک بزم پھر فرمائے مجکو
زبان پر ہو یہی ہر ایک کے تقریر / کہ تیرا شکر ہے ای رب تقدیر
کہ مے خانہ مین ای حضرت جاہ / جو پھر نکلے ہماری عیش کی راہ
اُنھین سے ہم تو میخواری ہین سیکھے / یہی اُستاد برحق ہین سبھون کے
اُنھین کے دم سے مے خانہ ہے آباد / یہ وہ ہین جن سے ہے پیر مغان شاد
سنا ساقی یہ راز دل زبانی / مگر باقی ہے حسرت کی کہانی
خدا کو دیر کیا ہے نہ فضل کرتے / جو وہ چاہے تو دم بھر مین شفا دے
کہان تک جاہ یہ حسرت کی باتین / یہ غمگینی کے دن عشرت کی راتین
زبان پر لاؤ ایک افسانہ رنگین / نہین ہے مے نہو تم ہو نہ غمگین
مسیح خوش لقائے این روایت / چنین زندہ کند مردہ حکایت

رنجوران بستر ناکامی و بیماران شفا خانہ خوش کلامی مریضان بساط داستان گوئی و طبیبان امراض ہر گرانی و دلجوئی دار الشفائے تحریر مین برائے علاج بے تابی دل اسطرح جاتے ہین اور حکیم خرد سے یون معالجہ فرماتے ہین کہ جب طبیب مطب خانہ عیاری و نباض دار العلاج مکاری دغا بازی یعنی عمر بن امیہ ضمری کام مردار یہ جادو کا تمام کرکے ایک دن بارگاہ سلیمانی مین مشغول عیش و عشرت رہا آخر شفا خانہ دہر سے حکیم مہر برخاست کر گیا اور مرض صفرو مبدل بہ مرض سودا ہوا عالم مین تاریکی چھائی دن گیا اور رات آئی ابیات

کہ اتنے مین وہ اوج روز روشن / سوئے پستی ہوا افتادہ دامن
پس از رفعت گھٹا کچھ دم مین اقبال / ہوا آخر بشکل گردش سال
شباب شام نے جوبن دکھایا / نظر کے سامنے جو تھا نہ پایا

فروغ شمع نے روشن کیے گھر | | طپش پر آئے وہ دل تھے جو مضطر

قریب شام عمر خوش اندام خیمہ مین ملکہ سرو سیمین تن گلفام کے برائے ملاقات آیا ملکہ مذکور کہ بہت پیاری بی بی اُسکی ہی آمد خواجہ سنکر ملکہ نے بھی خوب اپنے تئین آراستہ و پیراستہ کیا تھا بزم عشرت کو بصد حسن و زیبایش ترتیب دیا تھا شیشہ آلات سے خیمہ سجا تھا فرش مکلف بچھا تھا مسند پر تکلف آراستہ تھی کشتی مے ایک طرف جمی تھی چنگیر چوکھڑے پاندان عطردان سامنے مسند کے رکھے تھے لباس و زیور سے جسم نازک ملکہ گل اندام مزین و محلی تھا یہ نقشہ نظر آتا تھا کہ مسند

سینہ صاف تھا آئینہ صورت روشن | | دانت موتی کی لڑی اسمین نہین جائے سخن
وقت گفتار جو ہنس پڑتا ہی وہ غنچہ دہن | | سینہ مین ہوتے ہین دانتون کے گہر عکس فگن
واہ کیا حسن دکھاتا ہی گلے مین مالا | | سو تیون کا نظر آتا ہی گلے مین مالا

گوری گوری وہ ہتھیلی ہی کہ بلور کا جام | | سرخیِ رنگ حنا اُسمین شراب گلفام
نقرئی ظرف ہی یا جسمین کہ سونیکا ہی کام | | یا نظر آتا ہی لبریز شفق ماہ تمام
صاف شنجرف کی تحریر یہ مکتوب مین ہی | | رخ یوسف کی جھلک دیدۂ یعقوب مین ہی

الغرض جب عمر داخل خیمۂ ملکہ ہوا ملکہ نے آکر استقبال کیا مسند پر لیجا کر بٹھایا جام مے ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسوقت کہا کہ اتنی مدت کے بعد تم طلسم سے آئے ہمارے لیے کیا تحفہ لائے خواجہ یہ سُنکر آبدیدہ ہوئے اور کہا مین اسلیے خاص کر تمھارے پاس آیا ہون کہ جو کچھ تمھارے پاس زیور ہو وہ لیجاؤن اے ملکہ مین انتہا سے زیادہ قرضدار ہو گیا ہون کیونکہ جب سے شہزادہ اسد طلسم مین گئے ہین قید ہو گئے ہین اور کئی لاکھ کا لشکر جو مطیع اسلام ساحرون کا ہی وہ سب میرے ذمہ ہی ہر ایک کو تنخواہ ماہ بماہ مین دیتا ہون پھر اُنمین بڑی بڑی شہزادیان اور سردار ہین کہ جنکی تنخواہ کئی کئی لاکھ روپیہ ماہواری کی ہی یہ سب خرچ میرے ہی اوپر ہی اور افراسیاب ایسے بادشاہ سے مقابلہ ہی ایک ایک عیاری کرنے مین ہزارہا روپیہ خرچ ہوتا ہی اس صورت مین بیچارہ مین اکیلا کہان سے خرچ لاؤن قرض دام کر کے کام نکالتا ہون تمھین گہنا اپنا دیدو کہ کچھ دن گذرین ملکہ یہ باتین سنکر ہنسی اور کہا خوب مین بھلا کیا جانون کہ آپ محتاج ہین یا تونگر مجکو تو پہننے سے مطلب ہی بیوی کو روٹی کپڑا

خرچ اخراجات ملے تو وہ کیونکر رہ سکتی ہین یہ کہکر خواجہ کی کمر ٹٹولنے لگی اُسوقت آپ نے کہا
ہا افسوس اپنے شوہر توان کو سوا اسے اپنے مطلب کے اور کسی کی فکر ہی نہین اچھا صاحب ٹھہر و
مین دیتا ہون یہ کہکر زنبیل سے آپ نے کچھ کیلین لوہے کی اور گرہین ہلدی کی اور کوڑیان جھنجی
ٹوٹے ہتیار دیسینے گاڑھے کی ٹوپیان جھوٹے نگینے نکالے اور کہا صاحب لو کھبراو نہین اگر مین
یہ جانتا کہ یہان آکر اس آفت مین گرفتار ہونگا اور لوٹا جاونگا تو کبھی نہ آتا ملکہ نے یہ سب چیزین
دیکھکر اپنے اوپر سے صدقہ کرکے پھینکدین اور کہا در گور میرے دشمن یہ چیزین لین عمر نے وہ پھر سب
اُٹھاکر نذر زنبیل کین محل مین انکی باتون سے قہقہے اُڑنے لگے غرض بہت کچھ انکو چھیڑ کر ملکہ نے حکم دیا
کہ گائین خوش گلو زہرہ جبین آئین اور گانے بجانے لگین جام بادہ ارغوانی کا دور چلنے لگا گلریزیون
کے قینچیان بندھ گئین جام وگلابیان سینہ پر آگئین خواصین سامنے سے ہٹگئین دونون مصروف
علیش ونشاط ہوے شب اسی جلسہ عشرت مین بسر ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ ساقی دہر نے جام
ماہ کو بادہ نور سے خالی کیا اور زہرہ نے دف اپنا سنبھالکر ملک پوشیدگی کا رستہ لیا کہ ابیات

رہا باقی نہ دن ساقی نہ شیشا صدا دی طائرون نے ہر شجر پر	ہوا حسن سحر کا شور پیدا سحر چمکی اُٹھے لوگون کے بستر

صبح کو دونون اُٹھکر حمام مین گئے پھر خاصہ وغیرہ نوش کرکے ملکہ سے خواجہ رخصت ہوکر شبستان
امیر مین آئے یہان بی شان امیر کے مستفسر حال شہزادہ بدیع الزمان واسد ہوئین انسے سب
کیفیت بیان کی پھر اپنی بی بیون سے عمر ملا ادر ہر ایک نے انکو خرچ وغیرہ مانگ کر چھیڑا آخر سب
سے رخصت ہو کر خواجہ باہر آئے اور امیر سے مع تمام سردارون کے ملکر رخصت ہوئے کہ
یا امیر اب مین ذرا کوہ عقیق کی سیر کرکے طلسم مین جانے کی کچھ فکر کرتا ہون انشاء اللہ زندہ ہون
تو پھر آکر ملونگا یہ کہکر بارگاہ سے لشکر اسلام مین آیا اور ہر طرف پھرتا ہوا کوتوالی چبوترہ مین آکر
ٹھہرا یہان جتنے عیار تھے سب سے ملا پھر صورت اپنی مثل ایک حجام کے بنائی انگرکھا پائجامہ
نین سکھ کا پہن کے سر پر پگڑی ملازمان شاہی کیطرح باندھ کے ایک کسوت رومال مین
لپٹی ہوئی بغل مین دابی ڈبیا مرہم کی کمر مین رکھی اور جانب کوہ عقیق روانہ ہوا دل مین یہی
فکر تھی کہ کسی طرح ان نا مردون کو مونڈیئے غرض جب دروازہ قلعہ پر آیا دربانون نے ساکر

قلعہ مذکور کو سمجھکر جانے دیا یہ بازار کی سیر کرتا ہوا دارالامارہ شاہی کی طرف جا نکلا وہان لقا بھی اپنے
تخت پر بیٹھا تھا اور بختیارک سے کہتا تھا کہ یا خداوند عمر نے حمزہ کو پیٹ سے نکالا لقا نے کہا
ایک دن مین نے حالت نشہ مین زنبیل قدرت دی تھی یہ کہکر عنصر کوہی سے کہا کہ تمنے ان بندون
کی میرے سبے ادبی دیکھی مین کہان تک ان پر رحم کرون اگر مین چاہتا تو سب مار ڈالے جاتے
لیکن مین سمجھتا ہون کہ ایک بندہ کے ساتھ میرے لاکھون بندے ہین بس طرح دے جاتا ہون
اور چپ رہتا ہون سب اہل دربار نے کہا برحق تو ایسا ہی رحیم ہے اس اثنا مین بختیارک کو خیال آیا
کہ ایسا نہو عمر گھر میرا لوٹ لیجاے یہ سمجھکر دارالامارہ سے باہر آکر خچر پر سوار ہوا اپنے گھر کی طرف
چلا راستے مین عمر نے اسکو جاتے دیکھا پکار کر کہا کہ ملک جی ہمارا سلام پہونچے بختیارک آیا ہو لتھا
پہچانا نہین اور پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ تمنے ہمین نہین پہچانا ہم وہ ہین کہ جسنے تمھین مونڈا اور
تمھارے باپ کو مونڈا ملک جی نے اب غور کر کے دیکھا عمر نے بائین آنکھ کا تل دکھایا ملک جی کا
دم نکل گیا اور کہا آئیے آئیے غلام اُترا پڑتا ہے آپ سوار رہو کے چلیے عمر نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین
یہ کہکر بختیارک سے پہلے اُسکے خیمہ مین جا پہونچا اور توشہ خانے کے داروغہ سے کہا کہ جلد
اسقدر روپیہ اور مال نکال کے رکھو ملک جی آتے ہین اس عرصہ مین بختیارک بھی آیا داروغہ نے
اُس سے کہا کہ اس حجام نے جو کچھ کہا ہے وہ بجا لاؤن اُسنے کہا کچھ مال الگ کر رکھا ہے داروغہ نے
کہا جی ہان ہے بختیارک نے کہا بارہ ہزار روپیہ نقد ایک چنگیر پاندان عطردان جو گھر ملے کا
لے آؤ اور جو اہر نگار جو اسباب ہے اُسے الگ کرو داروغہ نے کہا بہت خوب یہ کہکر خزانہ کی
طرف روانہ ہوا ایک خدمتگار کو ساتھ لے لیا عمر نے جو یہ ماجرا دیکھا بختیارک سے کہا
ملک جی تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر خیمہ کے باہر نکلا اور کچھ دور چلکر پکارا ارے بھئی ٹھہر جاؤ
داروغہ اور خدمتگار دونون ٹھہرے عمر نے داروغہ سے کہا آپ تشریف لیچلیے مین
اس سے کچھ کہونگا داروغہ تو آگے بڑھا اور یہ خدمتگار کا ہاتھ پکڑ کر الگ تنہائی مین لایا
وہان لاکر حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے لیکر آپ پہنے اور معجزہ سے
صورت اُسکی ایسی بنکر اسکو کسی گڑھے مین ڈالدیا پھر آپ دوڑ کر داروغہ کے پاس آیا اُسنے
پوچھا کہ یہ حجام کیا کہتا تھا جواب دیا کہ ملک جی نے کچھ اسباب الگ رکھنے کو کہا ہے داروغہ نے کہا

وہ کون سا اسباب ہے کہا آپ توشک خانہ مین چلیے تو مین بتاؤن وہ اُسکو لیکر توشک خانہ مین آیا
اور اسباب الگ کرکے خدمتگار سے کہا کہ اسکو خالی صندوقچہ مین بھرو خدمتگار اسباب
زمین مین ڈھیر کرنے لگا داروغہ نے کہا ارے ہم صندوقون مین رکھنے کو کہتے ہین تو الگ رکھتا ہے
خدمتگار نے کہا کیا ڈاکا پڑتا ہے رکھدینگے جب جی چاہیگا اور اگر مال کے لٹ جانے کا ڈر ہے تو لٹ جائے
پاپوش کے صدقہ سے داروغہ نے یہ سنکر اُسکو ایک دھکا دیا خدمتگار بھی جھپٹ گیا اور ایک طمانچہ
داروغہ کے مارا ہاتھ آغشتہ بداروے بیہوشی تھا داروغہ طمانچہ کہا کر بیہوش ہوگیا عمر تمام مال و اسباب
وہان کا لیکر بختیارک کے پاس آیا اُسنے کہا سب اسباب رکھدیا جواب دیا سب اچھی طرح رکھا آپ
اطمینان رکھیں بختیارک بولا وہ تو نہین آئے اُسنے کہا کہ آپ تو اپنی خوشی سے دیتے ہین پھر وہ
نہ آئے تو کیا کیا جائے اُسنے پھر پوچھا کہ داروغہ کہان ہے اُسنے کہا وہین ہے بلوا لیجیے بختیارک نے
ایک خدمتگار کو بھیجا کہ بلا لا خدمتگار نے جاکے دیکھا داروغہ بیہوش پڑے ہین مال لٹ گیا ہے
روتا ہوا آیا ملک جی سے سب حال کہا ملک جی نے ہائے کرکے کلیجہ پکڑ لیا توشہ خانہ مین جاکے
دیکھا ذرا اسباب نہ پایا پکارا کہ ہائے خدا اُسکو غارت کرے مجھکو لوٹ لیا اب میرے گھر مین آنا نہ
نصیب ہو خدمتگار یعنی عمر نے کہا ملک جی کیون غم و غصہ کرتے ہو ابھی ایسے ایسے چار حصہ اور
تمھارے پاس ہونگے تم تو شعور دار ہو آدھا یون گیا آدھا وون گیا ملک جی اُسکی تقریر سے
گھبرائے آپ ہی کہا کہ خیر میری پاپوش کا صدقہ گیا عمر نے کہا وہان دوسرے قفل لگوا دو جہان مال باقی ہے
بختیارک نے کہا تو ہی میرا قدیم نوکر ہے سچ کہتا ہے یہ کہکے اُسی مقام پر گیا جہان باقی مال رکھا تھا
عمر نے دیکھا کہ ایک مکان ہے اُسمین قفل لگا ہے اُسنے بڑھکر قفل پر ہاتھ لگایا انگلیان اُنکی کنجیان
تھین قفل کھل گیا کہا ملک جی یہ قفل جھوٹا لگا ہوا تھا اسمین دروازہ کھول کے اندر گئے عمر نے دیکھا
بہت بڑا مال ہے کہا ملک جی مینے ایک حویلی کرایہ کو لی ہے وہان یہ اسباب لے کے رکھدو اور اگر
کہو تو مین ابھی لیجاؤن بختیارک نے کہا تو کیونکر لیجائیگا عمر نے کہا یہ کون بڑا کام ہے ہم تو تم تک
کو لیجائین اور ہم امانت دار بھی ایسے ہین کہ جو کچھ رکھوا دو قیامت تک نہ دین بختیارک یہ گفتگو سنکر
پہچان گیا یقین تھا کہ مرجائے پکارا کہ لیجیے لیجیے یہ آپ ہی کا ہے مین تو آپ کا غلام ہون اُسنے کہا
آنکھین بند کر بختیارک ناچار آنکھین بند کرکے کھڑا ہوا عمر نے جال الیاس سے مار کر سب مال اندر زنبیل

کیا بختیارک سے کہا آنکھین کھولدے اُسنے جو آنکھین کھولین دیکھا سب مال غائب عمر نے کہا
کرلے تیرا شیطان حافظ ہی مین جاتا ہون یہ کہکر اُس مکان سے باہر نکلا بختیارک وہان سے روتا
پیٹتا لقا کی بارگاہ مین آیا اور سب احوال بیان کیا عمر بھی خدمت گار کی صورت بنکر بارگاہ مین موجود
تھا کہ لقا نے بختیارک پر رحم کھاکے بہت سا روپیہ اور جواہر دیا اُسنے عمر کو اپنا خدمت گار سمجھکر
کہا کہ اس اسباب کو اُٹھوا لیجا دو چار سپاہی ساتھ لے عمر نے پھر کے بائین آنکھ کا تل دکھایا اور
کہا کچھ آدمی کی ضرور نہین ہی بختیارک پکار الیجائیے لیجائیے آپ ہی کا مال ہی لقا نے کہا کہ
او شیطان کیا کہتا ہی کہا کہتا کیا ہون تمھاری میری دونون کی تقدیر اُلٹ گئی ہی غرض یہ بکتے
رہے عمر مال زنبیل مین رکھکر بارگاہ سے نکلگیا اب یہ تو طلسم مین جانیکی فکر کرتا ہی لیکن اب حال نکبت

افراسیاب خسران حال بیان کیا جاتا ہی کہ بیت

کنون مینویسم سیکے داستان	بہین دستین سغز نا در بیان

جرچشان خمخانہ سحر و ساحری اسطرح تحریر کرتے ہین کہ افراسیاب جادو فکر جنگ ملکہ بران شمشیر زن
مین اپنے مقام پر متمکن تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آکر گرے اور متمثل بشکل انسان ہوکر عرض پیرا
ہوئے کہ ای شہنشاہ عالی بارگاہ معمار قدرت کا حال ہمنے سنا ہی کہ اسطرح عمر نے جاکر بیابان گلریز سر
اُسکو رہا کیا یہ کہکر جملہ ماجرا جہاندار کا جو کچھ اوپر بیان ہو چکا عرض کیا افراسیاب نے اہل دربار سے
کہا کہ صاحبو مجکو یقین نہین آتا کہ بیابان گلریز مین عمر جائے سب نے کہا بجا ہی اُسوقت باغبان قدرت
وزیر بھی حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ آپ کتاب سامری مین دیکھیے سب حال معلوم ہوجائیگا
بادشاہ نے حسب دستور قدیم کتاب سامری کو طلب کیا اُسمین دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب عمر قلعۂ
کوہ عقیق مین ہی یہ دیکھکر پکارا کہ ای باغبان اگر کتاب کو نہین مانتا ہون تو ایمان مین فرق
فرق آتا ہی اور اگر مانتا ہون تو قیاس مین نہین آتا کہ عمر کوہ عقیق مین کیونکر گیا کہان بیابان گلریز
کہان مقام کوکب کہان قلعہ کوہ عقیق مگر کتاب کی آزمایش کرتا ہون یہ کہکر ایک ساحر مولج جادو
نام کہ سرداران سغز مین سے تھا اُس سے حکم دیا کہ تم جاکر کوہ عقیق سے عمر کو پکڑ لاؤ اور
بارگاہ حیرت مین لیجاکر ملکہ مذکور کے سپرد کرنا اور کہنا کہ اسی وقت اسکا سر کاٹ ڈالو یہ کہکر
ایک تصویر اُسکے حوالہ کی کہ جس صورت پر عمر ہوگا یہ تصویر ویسی ہی صورت بنجائیگی مولج

وہ تصویر لیکر باغ سیب سے باہر نکلا اور اژدر سحر پر سوار ہوکر جانب کوہ عقیق چلا بعد اُسکے جانے
کے افراسیاب بھی سوار ہوکر لشکر حیرت مین آیا گھنٹہ و گھڑیال بجے ساحر سجدے مین گرے
غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ آئے حیرت بہ استقبال آئی بارگاہ مین لیجاکر تخت پر بٹھایا ساقی نے
جام شراب دیا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت حیرت سے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے عمر کو
پکڑوا بلوایا ہی مواج جادو گیا ہی ہمارے سر کی قسم جسوقت وہ گرفتار ہوکر آئے اُسی وقت
مارڈالنا حیرت نے کہا سامری وہ دن کرے کہ وہ مونڈی کاٹا پکڑا آوے طائران سحر ملکہ مہرخ
بھی اس بارگاہ مین بامر جاسوسی بطور مخفی حاضر تھی وہ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور جو کچھ
زبانی افراسیاب سنا تھا عرض بیان مین لائے یہان ضرغام عیار موجود تھا اُسنے کہا مین
جاتا ہون اور خدا چاہتا ہی تو خواجہ کو چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اثنائے راہ مین اُسکو
چالاک بن عمر ملا اُسنے اُس سے سب حال بیان کیا چالاک نے کہا تم کلال کی صورت بنو
مین کلالنی بنتا ہون یہ کہکر دونون رنگ روغن عیاری لگا کر بصورت مذکور تیار ہوئے ضرغام
نے ایک انگوچھا سر پر باندھا مرزئی گلے مین پہنی دھوتی باندھی بوتل شراب کی کمر سے لگائی اور
چالاک نے پٹیان سر پر نکالین مانگ مین سیندور بھرا مہندی ہاتھیے پر لگائی مسی ہونٹون پر
جمائی گلوری پان کی منہ مین لیکر سرخ چندری اوڑھی لہنگا گنگام کا پہنا سواہی لہنگے پر لگائی رنگ
چہرے کا مہر و ماہ کو شرماتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ فلک سے اُتر آیا ہی اُسوقت اُسکے
جمال جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ جان خوبان جہان تھی اور رشک حور و غلمان تھی قربان اُسپر
مردمک چشم انسان تھی دانتون سے موتی بے آبرو ہوتا لب لعلین سے لعل ہیرا کھاتا سیم ذقن کا
حلقہ دل پر ارمان تھا قد بالا الف جان کھتا لام زلف پریشان تھی بلائے گیسو بلائے
سر یاران تھی کہانتک وصف اُسکا کیا جائے یہ اشعار اُسکی صفت مین کافی ہین اشعار

شعر اُسکے ہین وہ مانگ ہی مسلک گوہر — یا کھنچا ہی محک حسن پہ کوئی خط زر
یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر کوثر — کہکشان یا شب دیجور مین آئی ہی نظر
شانہ کہتا ہی زبانی یہ نیا پہلو ہی — اُسی سر کی ہی قسم صبح شب گیسو ہی
لو ذرا اپنے کرو جبہ روشن پہ نظر — بھلے خورشید کے مہتاب سے پیدا ہی سحر

کیا صفائی ہے کہ پانی جھالت سے گہر	معجز حسن عیان ہے اتر آیا ہے قمر	
لوح سیمین تو اسے کیا ید بیضا کہیے	غش نہ آجائے اگر برق تجلی کھیلے	

اس صورت سے تیار ہو کر آگے آگے کلال اور پیچھے پیچھے کلالنی انوٹ بچھوئے پاؤن مین پہنے چھم چھم کرتی چلی راہ مین چالاک نے ضرغام سے کہا مین چلکر دہائی دونگا کہ یہ میری زوجہ ہے اور مجھسے راضی نہین ہوتی اور تو کہنا مین ہرگز اسکی راضی نہین اور لڑتا مجکو باتین سناتا اسی طرح سے سمجھا کر دونون لشکر حیرت مین آئے اور لڑنے لگے ضرغام نے کہا رہ تو جا مالزادی مین تجھے شہنشاہ کے سامنے لیجا کر ذلیل کرونگا یہ تو یارون کے پیچھے دیوانی ہے مجھے خطرے مین نہین لاتی آج تیری سب حقیقت کھل جائیگی کلوارنی نے کہا دور بھڑوے تو کیا میری حقیقت کھولے گا پہلے اپنی بہنیہ کی تو خبر لے کہ جو لونڈون پر جان دیتی ہے اور لونڈے اُسے گھیرے گھیرے پھرتے ہین ابھی پرسون کا ذکر ہے کہ سلار یا مدار و کبڑئیے کا لڑکا تیرے سامنے اُسکو دریچے دے گیا اور وہ اُس سے ہنسا کی موے جھڈو تو بیٹھا دیکھا کیا اتنا بھی نہ کہا کہ یہ تو کیا کرتی ہے اور آگے کیا کہون جسکا باپ اُسکا باپ لیکن کوہے ہٹنے سے اور پارسائی بگھارنے سے جان جلگئی اس سبب سے اتنا مُنہ سے بھی نکالا نہین مجھے کیا مطلب کہ مین کہون مولا سنار سے تین پیٹ رکھوائے اور گروائے کلوار نے کہا کہ تو ایسی کہان کی ڈال کی ٹوٹی ہے یہ کہو کہ مین طرح دے جاتا ہون نہین تو ایک یار تیرا صبح کو پکڑ ون ایک شام کو ابھی پندرہ روز اُدھر کا ذکر ہے کہ جمن کبڑیئے کا لونڈا جو آیا تو اُسے تو کوٹھری مین لیگئی وہ تو کہو مین آپڑا دونون کوٹھری سے گھبرا کے نکلے خیر اس سے کیا مطلب ہے تو میری جورو ہے کہ نہین تجھے میری مان بہن کے خراب ہونے سے کیا مطلب مین تجکو زبردستی اپنے قبضہ مین لاؤنگا کلوارنی کہا تیری کیا طاقت ہے جو زیادتی کر سکے مین حلال خور کے پاس جاؤنگی تیرے پاس نہ رہونگی بھڑوے اپنے دل مین سمجھا کیا ہے کلوار نے دوڑ کے جھونٹے پکڑے کلوارنی نے کہا دُہائی ہے شہنشاہ کی غل جو مچا افراسیاب نے بارگاہ مین سنا اور حکم دیا کہ یہ کون لڑتا ہے بلالاؤ کچھ ملازم آئے اور دونون کو سامنے لیگئے دونون نے سلام کیا شاہ نے پوچھا کہ کیون لڑتے ہو یہ کیا ماجرا ہے کلوار نے کہا یہ میری جورو ہے اور مجھسے راضی نہین ہوتی بادشاہ نے کلوارنی سے پوچھا کہ تو کیون نہین راضی

ہوتی اُسنے کہا اے بادشاہ اگر آپ غلام کے حوالہ کردین نہ مجھے منظور ہے اور اُسکا ساتھ نہیں منظور ہے
یہ سوا نہ روٹی دیتا ہے نہ کپڑا دیتا ہے اور مارے مار کے میری ہڈیا چور کردین جو کماتا ہے رنڈیون میں
اڑاتا ہے کلوار نے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ کہتی ہے یہ خود یار باز ہے افراسیاب نے دونون کا
حال سنکر حکم دیا کہ اچھا تم دو ایک مہینہ ہماری سرکار میں رہو جسکی بُرائی ثابت ہو گی اُسکو سزا
دیجائیگی کلوار نے کہا کہ مین اپنی دکان رکھا چاہتا ہون مین یہان حاضر نہین رہ سکتا مگر ہان اس
عورت کمبخت کو حضور رکھین شاید آپ کے یہان رہکر درست ہوجائے بادشاہ نے حیرت سے
کہا تم اس عورت کو اپنے پاس رکھو حیرت نے اُس عورت سے اشارہ کیا تو یہ پیچھے آکھڑی ہو
وہ پشت پر جاکر کھڑی ہو گئی اور کلوار دعا دیکر باہر بارگاہ کے نکل آیا بعد دو تین گھڑی کے
افراسیاب ملکہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ایک مکان تنہائی مین چلا سب ملازم تو ٹھہرے رہے
مگر یہ عورت پیچھے چلی گئی جبکہ افراسیاب اُس مکان مین گیا وہان پردے پڑے ہوئے تھے سامان
عیش و عشرت مہیا تھا حیرت نے اُس عورت سے کہا تو یہان پردے پاس کھڑی رہ کچھ کام
ہوگا تو پکارینگے یہ وہان ٹھہری رہی بادشاہ اور حیرت دونون گئے مسند پر بیٹھے بوسہ کنار
اور اختلاط ہونے لگا لیکن یہان چالاک نے دیکھا کہ پردہ کے پاس ایک طرف کو چند ڈالیان
دھری ہین کسی مین میوہ ہے کوئی پھولون کی ہے اُسنے پکار کر کہا کہ اے ملکہ اگر حکم ہو تو لونڈی ڈالیان لے
آوے حیرت نے کہا لے آ اُسنے ڈالیون مین میوہ آغشتہ بدار وے بیہوشی اور پھول بھی
بیہوشی کے بسے ہوئے لگائے اور اُسمین کا میوہ اور پھول نکال لیے پھر وہی ڈالیان سامنے
لیجاکے رکھدین اور باہر نکل آیا حیرت نے کچھ پھول اُٹھاکے سونگھے اور افراسیاب نے
ایک بہی تراش کر آپ بھی کھائی اور ملکہ کو بھی کھلائی کچھ ہی دیر مین نشہ ہوا بیہوش ہو کے گر پڑے
چالاک نے اندر جاکے خنجر کھینچا کہ دونون کو مار ڈالون اُسوقت جانسوز بن قران کہ پہلے سے
خدمتگار کی صورت بنکر اُس مکان کے گوشے مین چھپا بیٹھا تھا اُسنے آتے ہی پیچھے سے چالاک
کا ہاتھ پکڑ لیا یہ جو دیکھے تو ایک سیاہ فام خدمتگار ہے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے اپنا نام بتایا
اور کہا اے بھائی چالاک یہ کیا غضب کرتے ہو ابھی آفت برپا ہو جائیگی یہ افراسیاب
جادو ہے اُسکی قضا ہی نہین ہے ورنہ ہم ابتک کب کا مار ڈالتے چالاک نے یہ سنکر جو کچھ

اسباب اس مقام کا اٹھ سکا وہ لیا اور جانسوز نے کپڑے چاہا کہ حیرت کے اتارلون اُسوقت صدائے مہیب آئی زمین کو تزلزل ہوا یہ دو عیار اس مقام کے سراچہ چاک کرکے بھاگے وہان مینھ برسنے لگا اور پریزادان طلسم نے زمین سے نکلکر پچکاریان حیرت وافراسیاب کے مُنھ پر لگائین دونون کو ہوش آیا اُس مقام کا عجب حال ابتر اُنھون نے پایا کہ اسباب بالکل لٹ گیا ہو سمجھے کہ یہ کام عیارون کا ہو پس بادشاہ نے منغض ہوکر حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تمکو میری جان عزیز کی قسم جسوقت وہ لک لک پاساربان زادہ گرفتار ہوکر آئے خنجر طلسم سے تمھارے رہائی نپائے فوراً سر کاٹ ڈالنا اور مین ظلمات مین جاتا ہون وہان بھیجدینا یہ کہکر ظلمات کیطرف تخت سحر پر بیٹھکر چلا گیا ملکہ حیرت اُس مکان تنہائی سے نکلکر بارگاہ مین آئی اور تخت نکبت پر متمکن ہوئے سب حال اہل دربار سے بیان کیا ادھر دونون عیار لشکر اسلام کے بھی فکر عیاری مین گرد بارگاہ کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا ہو لیکن مواج جو بہر گرفتاری عمر روانہ ہوا تھا بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر امیر با توقیر آکر پہونچا اور تخت پر سے اپنے اُترکر ہر طرف تلاش خواجہ کی کرنے لگا اتفاق سے ایک مقام پر صحرا مین عمر بیٹھا ہوا فکر عیاری کررہا تھا کہ کسی طرح سے اندر طلسم کے جاؤن اُسنے جو خواجہ کو تنہائی مین بیٹھا دیکھا تصویر جو لایا تھا اُسپر نظر کی معلوم ہوا کہ ہان یہی عمر ہی بس روئے ہوا سے پنجہ بنکر جھپٹا خواجہ کی کمر تھامکر بلند ہوگیا اور جب روئے ہوا پر پہونچا پکارا کہ ارے مفتری بدذات ہو شرط کہ تجلو یہین سے پھینکدون یہ کہکر کئی جھٹکے خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ او موذی مین کوئی انسان ہون یا دیو ہون جو تو اسقدر جھٹکے دیتا ہو اور مجکو لیے جاتا ہو بہت پچتائے گا تو نہین جانتا ہو کہ مین سر بریدہ جادوگران ہون مواج نے کہا کہ شہنشاہ نے قسم کھائی ہو کہ ابکی عمر کو زندہ نچھوڑونگا اب تو مارا جائیگا مین کیون پچتاؤن یہ کہنے لگا یہ کہکر قندیل فلک ہوگیا خواجہ کی آنکھین تموج ہوا سے بند ہوگئین اور وہ کچھ دیر مین انکو لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آکر اُترا ملکہ مذکور سریر حکومت پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آکر عرض کیا یہ گنہگار حاضر ہو ملکہ کو تو حکم بادشاہ تھا ہی کہ جب عمر آئے فوراً قتل کرنا بس تصور پذیر ہوئی کہ جلاد کو بلا کر قتل کرانے مین عرصہ ہوگا اور اسکے معین و مددگار آجائینگے چاہیے کہ تو کسی سردار سے حکم دے کہ وہ سر اسکا کاٹ ڈالے یہ سوچکر مواج سے حکم دیا کہ اے بہادر تمھین سر اسکا کاٹ ڈالو مواج تیغ کھینچکر آمادہ قتل ہوا تھا کہ خواجہ کو بھی ہوش آیا اور دیکھا

کہ مین بارگاہ حیرت مین ہون سمجھے کہ اسی نیبانی نے تجکو پکڑوا بلایا ہی اور ایک ساحر کو سر پر تیغہ
کھینچے آمادہ اپنے قتل پر پایا بس اس جلدی مین اور کیا ہو سکتا تھا سواے اسکے کہ زنبیل سے
انھون نے معمار قدرت جادو کو نکالا اور ہوشیار فوراً کرکے کہا کہ اے معمار یہ ساحر جو کھڑا ہی
مجکو پکڑ لایا ہی اور حیرت جادو کی یہ بارگاہ ہی ذرا خبردار ہو جاؤ ورنہ ہم اور تم دونون ہلاک ہوا
چاہتے ہین معمار سے یہ کہہ رہا تھا کہ مواج نے یہ ماجرا دیکھا اور کہا لو اور غضب دیکھو اسنے
تو میرے پانون نکالے معمار کو نکالا بس تیغہ تو کھینچ چکا تھا ہی آہی پڑا کہ خواجہ کا سر اڑا دون
معمار نے فوراً ہاتھ اپنا سپر کر دیا کہ تلوار ہاتھ پر پڑی اور اچٹ گئی اور معمار نے اٹھکر ایک طمانچہ
سحر کا اس زور سے مارا کہ مواج غرق بحر فنا ہوا سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک ہو گیا صداے
دار و گیر و گیر و دار بلند ہوئی برق چمکی تاریکی ہوئی صدا آئی مارا مواج جادو کو عمر جو سحر
سے مواج کے زمین سے اٹھکر جا نہ سکتا تھا وہ سحر اسکے مرنے سے دفع ہو گیا اس آفت
کے آنے سے حیرت تخت پر سے کھڑی ہو گئی تھی سب سردار ہان ہان کرکے اٹھے تھے کہ عمر نے
دوڑکر پشت حیرت پر اپنے تئین پہونچایا اور کمند کے حلقہ گانٹھ کر جو مارے ساتون حلقے بھی
ہو گئے مگر حیرت نے سحر کیا کہ سب بند الگ الگ ہو گئے اور حیرت تڑپ کے نکلی عمر نے بھی
تو خنجر کھینچکر لپٹ ماری کہ ہندون کی ٹانگین کاٹین اور جست کرکے بہتون کے سر اڑا دیے اور خواجہ کی
یہ استادی فن عیاری مین دیکھیے کہ جو سر کاٹا اسکی پگڑی اور ٹوپی لی سر زمین پر گرے ننگے تھے
غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ پکڑو گھیر لو جانے نہ دیجو جب غوغا زیادہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ تم گھر جاؤ گے
بس گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوا اور پکارا کہ اے معمار ہم تو جاتے ہین تم بھی آؤ معمار انپر
سے سحر رد کرتا جاتا تھا اور لڑ رہا تھا جب یہ صدا سنی یہ بھی بزور سحر اڑکر چلا اسوقت آندھیان
اٹھ رہی تھین بجلیان چمکتی تھین بہر غل مچا رہے تھے طوفان عظیم برپا تھا کچھ ساحرون نے
تعاقب معمار کرنا چاہا پھر سمجھے کہ یہان ایسا کچھ دن رات ہوا کرتا ہی کیون آفت مین اپنے
تئین پھنسائین بیکار ہی یہ سمجھکر باز رہے لشکر مین بھی قرنا ہوئے تھے اور تیاری ہو رہی تھی
کہ معمار پیچھے پیچھے اور خواجہ آگے آگے نکلکر روانہ ہوئے وہ آفت موقوف ہوئی
لشکری بھی تھمکے ادھر فرخ کو بھی خبر پہونچی کہ مواج جادو خواجہ کو پکڑ لایا لیکن خدا نے

اُنکو بچا یا اِسطرح وہ دونون بارگاہ سے نکلکر آتے ہین مہرخ نے چند ساحران نامی کو بھیجا کہ
جلد جا کر انکی خبر لو اگر کوئی امر نوعدیگر ہو تو خبر کرنا مع لشکر مین بھی آؤن گی سرداران گرامی یہ
حکم سنکر چلے تھے کہ اثنائے راہ مین سرداران خواجہ اور معمار ملے یہ بغلگیر ہوے اور شادان و فرحان
لشکر مین آئے لشکر مین بھی غلغلہ انکے آنے کا ہوا مہرخ ایسا خوش ہوئی کہ بارگاہ سے باہر نکل آئی
اور معمار سے ملی پھر اندر بارگاہ کے لا کر مقام صدر پر بٹھایا عمر بھی کرسی پر آکر بیٹھا ساقی و مطرب
حاضر ہوے دور جام ارغوانی چلنے لگا مگر معمار حیران تھا کہ مین تو اپنے ملک مین تھا
کوہ عقیق مین کیونکر گیا اور پھر یہان کیونکر آیا آخر خواجہ سے حال پوچھا اُنھون نے سب کیفیت
گوکب کی اور اپنی عیاری کی مارنا قائم جادو وغیرہ کا اور آنا آفتاب جادو کا اور بھجوانا کوہ عقیق
مین سب بیان کیا اس عرصہ مین چالاک بن عمر بھی آیا اور اُسنے خواجہ کو بیٹھے دیکھا جھک کر سلام کیا
خواجہ نے مُنہ پھیر لیا اُسنے کسوت عیاری سے ایک تاج جسمین لعل اور گوہر شب چراغ لگے تھے
خواجہ کو نذر دیا یہ کرورون روپیہ کا مال دیکھکر خواجہ نے ہاتھ پھیلا دیے اور گلے سے لگایا اور
کہا اے فرزند مجھے نہین معلوم تھا کہ تم کھڑے ہوے ہو اور مہرخ سے پھر تعریف کی کہ یہ ہمارا فرزند
رشید اب مثل ہمارے ہی مہرخ نے انکی عیاری کا حال سنا تھا کہ جو ابھی افراسیاب پر کی
ایک خلعت بہت بھاری منگوا کر عنایت کیا اور عیار بھی آئے اور خواجہ سے ملے پھر اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے اور ناچ شروع ہوا یہان تو جلسہ عشرت گرم ہے اور ہنگامہ مسرت آراستہ ہے لیکن اُسطرف
حیرت نے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح مواج عمر کو لایا مین نے حکم قتل دیا اور تلوار
کھینچ کے چلا تھا کہ عمر نے زنبیل سے معمار کو نکالا اُسنے مواج کو مار ڈالا اور دونون نکلکر
چلے تھے کہ مین نے روکنا چاہا عمر نے کمند ماری مین تو گر پڑی اور وہ دونون نکل گئے
یہ سب حال لکھکر طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بادشاہ پاس لایا بادشاہ کو اُسوقت نشہ شراب بہت تھا
نامہ پڑھکر سب نشہ ہرن ہو گیا اور اُسیوقت تخت یاقوت نگار پر سوار ہو کر بہ تجمل تمامتر بارگاہ
حیرت مین پھر آیا دیکھا کہ حیرت نہایت مثل اپنے زلف سنگے پریشان ہے بارگاہ بھی جا بجا
خون سے رنگین تھی اور جلی ہوے بادشاہ نے ملکہ کو گلے سے لگایا تسکین و دلداری کی
پھر تخت پر بیٹھا اور سحر پڑھکر دستک دی فوراً آندھی پیدا ہوئی اور اُس آندھی سے ایک

جادوگر سیاہ فام وکریہ منظر جھولا سحر کا گلے مین ڈالے شیر پر سوار نکلا بادشاہ کو اُسنے مجرا کیا
بادشاہ نے فرمایا کہ اے رویئن تن شیر سوار کہو مزاج تو اچھا ہے اُسنے کہا غلام دُعا کرتا ہے بادشاہ
نے ایک دنگل زرین دیا یہ بیٹھا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ اب تمھارا اور مہرخ و معمار قدرت کا
سامنا ہے اُسنے عرض کیا کہ آپ حکم دین تو مین ساحری سے سامنا کرون مہرخ تو کیا مال ہے اور
معمار قدرت تو ایسے ہزارون بناکے چھوڑ دیے اور اے شہنشاہ آپ ہی نے اتنا تامل کیا
کہ ان نمکحرامون نے یہ قدرت پائی ورنہ کیا انکی حقیقت ہے شاہ نے کہا کہ میرے نمک خوار تھے
اس سبب سے رحم کرتا ہون مگر اب اسد کو مار ڈالونگا وہ طلسم کشا ہے جب وہ مارا گیا پھر اُنسے
کیا ہوگا اچھا اب تم اپنا لشکر طلب کرو اور طبل جنگ بجواکے ان باغیون سے لڑو ساحر
مذکور یہ حکم سنکر اپنے قلعہ کی طرف گیا اور سپہ سالاران لشکر کو بلاکر حکم تیاری سپاہ دیا اُسی وقت
ایک لاکھ ببر سوار و اژدر سوارون کا لشکر تیار ہوا شور رش سپاہ سے شیر چرخ برج اسد مین
چھپنے لگا بہرام فلک کا مسکن برج حمل ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار گوش فلک کے پار ہوئی بیرون
کی چار سمت کو پکار ہوئی دو ڑو بجا نرسنگا پھنکا آندھیان آئین طوفان عظیم برپا ہوا یہ اُس
فوج کا نقشہ تھا کہ ابیات

چو آواز طبل آند و کرنائے
برانگونہ رانید یکسر ستور
ہم از جنگ آورد رُو روز کین
گزیدہ ز لشکر دہ و دو ہزار
ہمہ جوانان شمشیر زن

برآمد بجنبید لشکر ز جائے
کہ پر شد ہمہ روئے گیتی ز شور
باورد گہ بر بلرزد زمین
زرہ وار و برگستوان در سوار
چہل سالگان خواست از انجمن

اسی کروفر و احتشام سے بعد قطع مسافت راہ بارگاہ حیرت کے متصل پہونچا لشکر اسکا سرار
حیرت نے آکر اُترا یہ بارگاہ مین آیا دنگل زرین پر متمکن ہوا بارگاہ فلک فرسا اسکے لیے بھی علیحدہ
نصب ہوئے لشکر مین بازار کھل گیا کٹورا کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی افراسیاب بھی
اسی مقام پر ابھی تھا اس سے لیکر اسنے طبل جنگ بجوایا یہانتک کہ جب مرقع دہر سے رنگ ضیائی
خورشید مثل طائر حواس پریشان اُڑا اور تصاویر کواکب ماہ کا جلوہ نظر آیا کہ نظم

غبار آلودہ تھا مہتاب کا رنگ	مثال غنچہ دل گرمی سے تھا تنگ
ترقی پر جو اقبال قمر تھا	ستارہ روشنی سے خوب چمکا

سر شام بحکم رویئن تن ببر سوار طبل جنگ پر چوب پڑی نفیر سحر ساحرون مین بجے غلغلہ زمین
وزمان مین پڑا تیاری آلات حرب و ضرب مین ہر شخص مصروف ہوا جاسوسان لشکر مہرخ یہ خبر
لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور بعد عرض دعائے شاہی خبر آمد رویئن تن اور بجوانا طبل جنگ کا
معرض بیان مین لائے ملکہ موصوفہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے خواجہ
عمر ابھی یہان موجود تھے اُنھون نے نقارخانہ مین جاکر طبل پر چوب لگائی کرنا گودم ملا زمانہ
شر و فساد قریب تر آیا سرداران ملکہ مہرخ برائے درستی سحر اپنے اپنے خیمون مین آئے ملکہ
مہرخ بھی ساحری کی فکر مین آرام پذیر نہوئی اسی اثنا رمین چالاک بیباک اپنے مقام پر سے
اُٹھکر اس ارادے سے روانہ ہوا کہ اگر بن پڑے تو اس رویئن تن حرام زادے کو پکڑ کر سامنے
خواجہ کے لاؤن جب یہ بارگاہ سے نکلگیا اُسوقت مہرخ نے خیال کیا کہ چالاک نہین معلوم ہوتا ہے
فرمایا کہ چالاک ابھی موجود تھے نہین معلوم کہان گئے عمر نے کہا وہ بارگاہ افراسیاب مین پہنچا
ہوگا اور یقین ہے کہ اس رویئن تن کا کام تمام کرے مہرخ نے کہا خدائے کریم انکا نگہبان ہے
خواجہ سچ تو یہ ہے کہ فرزند اور شاگرد آپ کے بلائے بے درمان ہین یہان تو باتین ہو رہی ہین اور
وہان مہتر بن مہتر چالاک بن عمر صورت خدمتگار کی ایسی بنکر داخل بارگاہ حیرت خیرہ سر ہوا
دیکھا کہ یہان افراسیاب بیٹھا ہے مگر تخلیہ ہے شب کا وقت ہے حیرت اور چند مقرب سردار حاضر ہین
اور رویئن تن ببر سوار بھی دنگل پر بیٹھا ہے شراب کا پیالہ گردش مین ہے چالاک بھی ایک مقام پر
چپکا کھڑا ہو رہا اور باتین سننے لگا چنانچہ رات زیادہ آئی تھی افراسیاب نے خاصہ طلب کیا
داروغہ مطبخ خانہ نے جلد دسترخوان لاکر چنا نعمت خانہ آراستہ ہوا شاہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھا اور کہا
اے رویئن تن تم بھی آؤ اُسنے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ میرا اسوقت کچھ جی نہین چاہتا ہے
شاہ نے فرمایا کچھ تو چلکر کھاؤ کہا بہت خوب غرض سب آکر دسترخوان پر بیٹھے رویئن تن کا
واقعی کچھ جی نہ چاہتا تھا صرف کباب کھانے لگا اُسوقت حیرت نے کہا کہ اے رویئن تن تم کچھ
کھاتے نہین ہو خالی بیٹھے ہو اُسنے کہا مین ٹھہر کر کھاؤنگا مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ میرا جی

نہین چاہتا ہو شاہ جادوان نے فرمایا کہ اچھا انکی بارگاہ مین کھانا بھیجدیا جائے اُسی وقت سوا سو خوان کھانے کے آراستہ کیے گئے کہ جسمین انواع واقسام کے کھانے لذیذ اور خوشگوار تھے غرض مزدورون کے سر پر خوان رکھواکر چوبدار شاہی ساتھ ہوا اور کھانا اُسکی بارگاہ مین گیا چالاک نے چاہا کہ مین بھی اِس کھانے کے ساتھ جاؤن اور کچھ تدبیر کردن لیکن موقع نہ ملا وہ چوبدار جو ساتھ تھا نہایت ہوشیار تھا کہ اپنے سایہ سے بھی رم کرتا تھا چالاک اسکے پیچھے پیچھے آیا تو سہی مگر اُسکو بیہوش نہ کرسکا خاموش ہو رہا اور ادھر اُدھر پھرنے لگا اس عرصہ مین روئین تن بھی بارگاہ شاہی سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چالاک نے اُسکو جاتے دیکھا سمجھا کہ اب یہ جاکر طعام فرستادۂ شاہ جادوان زہر مار کریگا پس اُسی وقت کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر اُسنے بازار سے تحفہ مٹھائی خرید کے اور اُسکو آغشتہ بدارو ے بیہوشی کرکے قابون میز لگاکر ایک خوانچہ تیار کیا تورے پوش اُسپر ڈالا اور ہاتھ پر رکھکر روئین تن کی بارگاہ کے دروازے پر آیا صورت تو خدمتگار کی ایسی بنے ہی تھا جب دروازہ پر آیا دربانون نے روکا کہ میان اندر جانے کا حکم نہین ہی یہین ٹھہرو اُسنے کہا تم تو اندھے ہو دیکھتے نہین کہ شاہ طلسم کا خدمتگار ہون اور اُنھین کا بھیجا ہوا آیا ہون یہ پکوان اور مٹھائی کھانے کے ہمراہ بھیجنا بھول گئے تھے اب بھیجی ہی اچھا تم نہ جانے دو مین جاکر عرض کیے دیتا ہون کہ وہان کے دربان بڑے شورہ پشت ہین وہ بارگاہ مین نہین جانے دیتے ہین دربانون نے یہ کلمات سنکر باہم کہا کہ میان جانے بھی دو کیون آفت بلایا چاہتے ہو یہ کہکر اندر جاکر روئین تن سے عرض کیا اُسنے کہا جلد بلاؤ ایسا نہو کہ بادشاہ خفا ہون دربانون نے باہر آکر چالاک سے کہا جاؤ میان جاؤ حضور بُلاتے ہین چالاک بجالا کی تمام اندر آیا دیکھا کہ چند مصاحبین بیٹھے ہین اور روئین تن کھانا کھا رہا ہی اُسنے وہ خوانچہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا کہ شاہ جادوان نے یہ مٹھائی اور پکوان بھیجا ہی ہمراہ طعام اول بھیجنا فراموش کیا تھا روئین تن نے اُٹھکر اس خوانچہ کی تعظیم کی اور اس مٹھائی کو لیکر تھوڑی تھوڑی سبکو دی اور کچھ آپ بھی نوش کی اس عرصہ مین چالاک باہر نکل آیا تھا اور یہان بیٹھکر اپنے پاس سے کچھ میوہ اور مٹھائی نکالکر کھانے لگا دربانون وغیرہ نے جو لوگ کہ یہان موجود تھے اس سے کہا کہ ارے میان کچھ ہمکو بھی

صلاح ہی نہین کرتے کیا تم ہمکو پوچھتے تو ہم کھانے نہ لگتے چالاک نے کہا خالی صلاح سے کیا فائدہ
تھا اسقدر مٹھائی تھی نہین جو مین صلاح کرتا اچھا ہمارے سر کی قسم ایک ایک ڈلی اب جو ٹوکا ہی
تو لو کھا لو اُنھون نے وہ اُسکی خاطر سے لیکر کھالی اُدھر جب سب نے وہ مٹھائی اور پکوان جو یہ
دے آیا تھا کھایا رویئن تن نے کہا میرے سر مین درد ہوتے لگا شاید نیند آئی ہی لوگون نے
کہا آپ آرام فرمایئن یہ جاکر پلنگ پر لیٹا اور لوگ بھی اپنے مقام پر گئے مگر وہ بھی وہان پہونچتے
ہی بیہوش ہوگئے صرف دو ایک خدمتگار جو چپی کرنے رہگئے تھے وہ رویئن تن کے پاس ہوشیار
رہے یہان باہر دربان بھی ڈلی مٹھائی کی کھا کر بیہوش ہوگئے چالاک سمجھا کہ اب بارگاہ مین
بھی سب بیہوش ہونگے تو چلکر اپنا کام کرے یہ سوچکر اندر آیا دیکھا تو خدمتگار چپی کر رہے ہین اور
ہوشیار ہین اُنسے اسنے کہا کہ کیا حضور نے آرام کیا مجکو کچھ عرض کرنا تھا خدمتگارون نے کہا
تم جگاؤ ہماری تو مجال نہین جو بیدار کرین اُسنے کہا اچھا مین بھی ٹھہر جاتا ہون شاید آنکھ آپ
سے کھلے یہ کہکر وہان بیٹھ گیا اور پروانے بیہوشی کے اُڑانے لگا اُن پروانون کے جلنے سے
دھوان ہوا اور خدمتگارون کی ناک مین گیا وہ بھی بیہوش ہوئے اُسنے اُٹھکر رویئن تن کو اور
زیادہ بیہوش کیا اور فکر کرنے لگا کہ کیونکر لیجاؤن آخر خیال مین آیا کہ اِسطرح لیچلیں پس اُسنے اُسکو اٹھاکر
ایک خوان مین رکھا اور ہاتھ پاؤن سمیٹ کر باندھ دیے پھر اوپر سے کسنا کسکے تورے پوش ڈالکر
وہ خوان سر پر رکھکر باہر نکلا اور جس کسی نے لشکر مین اُسکے دیکھا پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو کہا
افراسیاب نے رویئن تن کو کھانا بھیجا تھا مین لیکر آیا اب افراسیاب کو اُنھون نے
یہ بھیجا ہی یہان تو یہی لگا رہتا ہی آنے جانے مین پاؤن ہمارے ٹوٹتے ہین وہ لشکری یہ سنکر خاموش
ہو رہا اور یہ وہان سے صحیح سلامت اُسکو لیے ہوئے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا یہان جو لوگ کہ
حاضر دربار تھے وہ حیران ہوے کہ یہ تو خدمتگار شاہ طلسم ہی خوان مین کیا لایا ہی اور رئیس گبر نے
کیا بھجوایا ہی اس عرصہ مین اُسنے خوان کو سامنے خواجہ کے کھولا کسلیے کہ خواجہ ابھی سونے
نہ گئے تھے مدت کے بعد جو ملاقات ہوئی تھی تو مہرخ سے بیٹھے باتین کر رہے تھے کہ اُسنے عرض
کیا اتنا تو غلام سے ہوسکا سنم چالاک یہ گبر ناہنجار رویئن تن برسوار حاضر ہی مارئیے اس حرامزادے
کو خواجہ نے کہا اے مہرخ اسکو قتل ہی کر ڈالو مہرخ نے کہا یہ رویئن تن ہی یون قتل نہوگا یہ کسکر

مہرخ نے چالاک کو خلعت دیا اور معمار قدرت بھی موجود تھا یہ عیاری دیکھکر حواس باختہ ہوا عمر نے چالاک کو گلے سے لگایا چالاک نے عرض کیا کہ اچھا اسکو ابھی بیہوش رہنے دیجیے مین اور فکر مین جاتا ہون یہ کہکر پھر وہان سے بعجلت تمام تر روانہ ہوا اور خیمہ مین رویین تن ببر سوار کے آیا جلد صورت اپنی اُسی کی ایسی بنائی اور خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کیا اور کہا ارے کمبختو تم غافل ہوکر سو رہے عیار ابھی آیا تھا مجکو جمشید نے بچایا مین اب یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بہت کچھ عتاب خطاب دربانون پر باہر نکلکر فرمایا اور سوار ہوکر بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان بادشاہ جادوان کھانا کھاکر پلنگ پر لیٹا تھا حیرت ابھی پلنگ پر نہ گئی تھی نیچے مسند پر بیٹھی تھی اختلاط ہو رہا تھا کہ یہ جاکر پہونچا باریابون نے پلنگ کے خبر عرض کی بادشاہ کو اُسکی خاطر بہت منظور تھی حکم دیا کہ اچھا بلالو یہ سامنے گیا اور بیٹھا کہا عیار نے مجھپر عیاری کی تھی خداوند جمشید نے بچایا جیسا مین غرور کرتا تھا ویسا میرے سامنے آیا آپ میرے ملازمون سے حال پوچھیے سب نے کہا کہ ایک شخص آیا تھا اُسنے مٹھائی کھلائی تھی پھر ہمکو نہین معلوم کہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین واقعی تم بچگئے سامری کا شکر کرو اور اب بہت ہوشیار رہنا یہ باتین کرتے کرتے افراسیاب کے پلنگ کے گرد پھولون کی ڈالیان رکھی تھین اُسنے کہا کہ کیا خوب خوشبو اِن پھولون سے آتی ہے مین نے کبھی ایسے پھول نہین دیکھے یہ بادشاہ کے باغ کے ہین اے ملکہ حیرت ایک آدھ درخت اسمین کا مجکو بھی عنایت فرمائیے گا کہ مین اپنے باغ مین لگاؤنگا حیرت نے کہا اچھا اب تو اِسکو اُٹھاکر سونگھو اُسنے چند پھول اُسمین سے لیکر سونگھے اور ہاتھ مین عطر بیہوشی ملا تھا وہ سب پھولون مین ملکر کہا اے ملکہ واہ واہ واعطر بھی اِسکے سامنے گرد ہے لیجیے ذرا دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہے حیرت نے کہا جیسی تم تعریف کرتے ہو ایسی خوشبو تو نہین تھی اُسنے کہا لیجیے سونگھیے تو سہی اُسنے لیکر سونگھے اور متعجب ہوکر کہا واقعی آج تو عجب خوشبو ہے کہ مشام جان معطر ہوا جاتا ہے افراسیاب کو بھی تعجب ہوا اور اُسنے بھی لیکر سونگھے جو لوگ کہ وہان حاضر تھے گواہی دلوانے کے لیے سبکو دو دو چار چار پھول دیے کہ سبنے سونگھے اور کچھ عرصہ مین بیہوش ہوگئے لیکن اتفاق روزگار اتنے عرصہ مین رویین تن کو بارگاہ

مہرخ میں ہوش آگیا بیہوشی اُتر گئی اور اپنے تیئں اُسنے بندھا پایا سحر پڑھکر جلد کھولا دیکھا کہ
مہرخ کی بارگاہ میں ہون یہ کہکر اُسنے بزور سحر پر پیدا کرکے پرواز کی کیونکہ خواجہ اور مہرخ ایسے محو تھے
باتین کرنے میں کہ اُسکی زبان مین نہ سوزن دیا تھا نہ اور کوئی انتظام اسکی حراست کا فرمایا تھا اور
یہ بھی گمان تھا کہ اب چالاک آتا ہوگا اسکو سیسہ گرم کرکے پلا دینگے الحاصل یہ کھلا ہوا تھا
اُڑکر سیدھا بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان تخلیہ پایا اور مع افراسیاب و حیرت ہر ایک کو
خواب غفلت مین مبتلا دیکھا اور ایک شخص کو اپنی ایسی صورت کا بنا ہوا دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی
عیار ہو بس فوراً سحر کرکے چالاک کو بے قابو کردیا پھر آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای خیرہ سر
تیرہ روزگار بچانا مین نے تیرے تیئن اونا عیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا چالاک
نے جو یہ ماجرا دیکھا سوچا کہ اب بُرے پھنسے لازم ہو کہ کوئی تدبیر ایسی کرو جسمین رہائی ہو ایسا کچھ تجویز
کرکے گویا ہوا کہ ای روئین تن ببر سوا مین نے آپ کا کیا کیا ہو مجکو گرفتار کرنا بیکار ہی اسوقت
شہنشاہ جادوان نے خبر سُنی کہ عیار آپ کو پکڑے گئے ہین بس یہ خبر سنتے ہی مجکو آپ کی ایسی
صورت کا بنا دیا اور آپ کچھ فکر مین تمھاری رہائی کے غافل ہوکر لیٹ رہے ہین انکو آپ
ہوشیار کرکے دریافت کرلیجیے جو اسمین ذرا بھی سر مو فرق ہو اور فرماتے تھے کہ مجکو فکر یہ
بڑی ہو کہ اب کون ایسا ہو جسکو روئین تن کا لشکر سپرد کرون انھین فکرون مین شاید
زیادہ غافل ہوگئے ہین روئین تن سوچا کہ یہ کوئی ایسا نہو کہ مقرب بادشاہ یا ملکہ ہو تو ناواقف
ہوں اسکو ذلیل نہ کرو رنہ خرابی ہو بادشاہ ناراض ہونگے یہ سوچکر چالاک پر سے سحر اُتار کر
چھوڑ دیا چالاک بچالاکی تمام بارگاہ سے باہر نکلگیا اور افراسیاب کو تیلون نے سحر کے
پیدا ہوکر ہوشیار کردیا بادشاہ نے دیکھا کہ روئین تن استادہ ہو اور باقی حیرت وغیرہ
ہر ایک بیہوش ہین یہ دیکھکر شاہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ روئین تن کوئی عیار ہی چاہتا تھا کہ
بکچھ سحر اسیر کرے اُسوقت روئین تن نے سب حال اپنا بیان کیا اور جو کچھ چالاک کی
زبانی سُنا تھا وہ بھی اظہار کیا بادشاہ نے کہا افسوس وہ عیار تھا تمکو فقرہ دیکر نکلگیا لیکن
خیر تم کچھ اندیشہ نہ کرو اب مین بھی ایک سحر ایسا تیار کرتا ہون کہ معمار قدرت مکان اور
قلعہ بنانا اپنا بھول جائے کیونکہ اب مہرخ کو بڑا بھروسا اسی کا ہو یہ کہکر رات ہی کو جانب

طلسم باطن گئیں اور وہان جاکر نامہ اس مضمون کا حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ کل جب صبح کو روئین تن ببر سوار لڑنے کو جائے تو تم بھی اُسکے ساتھ جانا اور الگ کھڑی ہوکر تماشا لڑائی کا دیکھنا یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر بارگاہ حیرت مین آیا حیرت وغیرہ ہوشیار ہوکر بیٹھی تھی روئین تن بھی اسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ پتلا نامہ لیے آیا ملکہ نے پڑھکر جواب لکھ دیا کہ آپ کے فرمانے بموجب عمل کیا جائیگا پتلا تو اُسطرف گیا وہان چالاک بن عمرو جو اپنی بارگاہ مین گیا جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اسطرح مین سب کام کر چکا تھا کہ تمنے روئین تن کو چھوڑ دیا جہرخ نے کہا واقعی ہمسے غلطی تو ہوئی اُسنے کہا خیر ایک دن کے سو ساٹھ دن ہین ابکی سہی یہ کہکر شریک بزم ہوا اور مصروف عشرت ہوا لشکرون مین تو تیاری آلات حرب ہو رہی تھی ہی حیرت نے اپنی سپاہ کی آراستگی کے لیے طبل جنگ اور نفیر سحر کو بجوایا پھر تو یہ حال ہوا کہ نارنج ترنج اُچھلنے لگے لونگ الائچی چلنے لگی گوگل گھی کی چراہند آنے لگی اُرد بنولے ماش کے دانے پھکنے لگے پردار جانور سحر کے اُڑنے لگے ابر رنگ برنگ کے آسمان پر آنے لگے آتش سحر کا دھوان بلند ہوا نشان بان کھل گئے ترسول بنسول صاف وصیقل ہوئے نشانون مین سے آواز تڑاقے کی آنے لگی طائر نکلکر جانب فلک گئے کڑاھیان چڑھ گئین دھونسے پٹی ڈھونے جھومے ایک طرف تلوار کی دھنی سنجلے اپنا ہنر سپہ گری دکھانے لگے تلوار کے ہاتھ نکالنے تیر تو دون پر لگانے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ جب دشمنون پر تیر برسائینگے کمانون کو ابر بہاری بنائینگے خنجر جانستان جامہ ہستی کے لیے مقراض بنے تھے سوائے قطع و برید کے اور کچھ نہ جانتے تھے برچھیت ہر مرتبہ نیزی تانتے تھے کہ یہ سنان ہی اور سینہ عدو ہی اب تو فتح یا اجل ہمسے دوبدو ہی ہر طرف یہی شورش اور ہنگامہ برپا تھا اس رزمگاہ کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

زنیروی آسودگی سپہ مرد — نیندیشد از روزگار نبرد
تو گفتی جہان یکسر از جوشن است — ستارہ ز نوک سنان روشن است
سیہ شد ہمہ دشت از گرد سم — برآمد خروشیدن گاو دم
بیاراست بامیسرہ میمنہ — سپاہی ہمہ یکدل و یک تنہ
نبرد طبل روئین و پر شد خروش — زمین آمد از نعل اسپان بجوش

سپہ را بیاراست وخود برنشست	یکے گرز پرخاش دیدہ بدست

شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب چشمۂ ظلمت سے سکندر فروغ افزائے دہر باہر آیا اور جہان ظلماتی مثل روئے سفید دکھائی دیا کہ نظم

چو پنہان شد آن چادر آبنوس	بگوشش آمد از دور بانگ خروس
چو از خنجر روز بگریخت شب	ز لشکر ہمہ شاد دل خندہ لب
بتیرہ برآمد ز ہر دو سرائے	بدان رزم خورشید بد رہنمائے

دم سحر ایک جانب سے روئین تن ببر سوار اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے کروفر سے وارد میدان مصاف ہوا دوسری جانب سے حیرت نابکار تخت شاہی پر سوار ہو کر فوج اپنے ساتھ لیکے نہایت احتشام سے گھنٹے اور گھڑیال بجواتی رال وگوگل کے شعلے اڑاتی داخل رزمگاہ ہوئی اسطرف سے مہرخ ناسور عیار قدرت کو ہمراہ لیکر چلی پھر تو بہار و مخمور ولرزان وزلزلہ وغیرہ بڑی آن وبان سے سمت جنگاہ چلیں شورشِ بحر امواج سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینہ حیات انسان ڈگمگانے لگا یہ ماجرا تھا کہ ابیات

ز دیبائے زربفت چینی قبائے	چو معمار بینش اندرش رہنمائے
ہمہ غرق در آہن وسیم وزر	ز یاقوت پیدا نہ زرین کمر
نشست از بر ابلق مشک دم	جہندہ سرافراز ورو نگینہ سم
سلیحش یکے ہندوئے تیغ بود	کہ در زخم چون آتش میغ بود
بدید آمدش خط بر گرد عاج	چو مہرخ شہنشاہ با گرز وتاج
ہمان زخم گوپال و باران تیر	خروشش یلان بردہ و دار وگیر

اس حشمت وشوکت سے یہ لشکر بھی وارد میدان جدال وقتال ہوا ابھی در آپس میں باتیں ہنسکر کرتے تھے بسان گل شگفتہ تھے معمار کہتا تھا کہ اے ملکہ مہرخ بہت اچھا ہوا کہ طبل جنگ بجا اب میں طرز جنگ تو دیکھ لوں جو کچھ ہوتا ہوگا وہ تو ہوئیگا مہرخ نے کہا آج آپ ہمارے لڑنے کا تماشا دیکھئے اُسنے کہا مجھے طرز معلوم دیتا تھا کہ آج کی لڑائی جنگ مغلوبہ کی ہوگی مہرخ نے کہا ہرچہ باداباد ادھر تو یہ تذکرہ ہو کہ یکایک لشکروں میں دو دو ٹرو بجا طبل و بوق گڑگڑا سے

علمون کے پھریرے کھلے صفین جمنے لگین صورت نگار مصور شہاب جادو ابرق گیسوئے بن شہاب طوفان برافگن شکوہ زرّین قبا وغیرہ سردارون کے تخت وا ثردر بڑھکر استاد ہوئے نقیب چاوش للکارے لڑنے والون کو پکارے کہ ہان ای بہادران روزگار نام کر جانا مرجانا مگر قدم نہ ہٹانا یہان تو بر ترتیب صفوف جدال ہونے لگی مگر طلسم نور افشان مین برّان موجود رہا ابھی کوہ رخشان پر سحر کرنے نہ گئے تھے کہ کوکب نے بزور سحر بقبضۂ عقاب مین دیکھا حال معمار برّان سے بیان کیا کہ اسطرح مین خواجہ کو لیکر گیا تھا خواجہ تو زنجیر سحر بیابان گلریز پھاند گئے مین ناچار پھر آیا لیکن خواجہ کو کوہ عقیق مین معلوم ہوتا ہی کہ جہاندار نے بھیجا تھا کہ اب وہ لشکر مہرخ مین ہین اور حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہی رویکن تن ببرسوار لڑنے آیا ہی یہ معرکہ بھی قابل دید ہی برّان نے سب حال سنکر کہا یا جان اگر فرمائین تو مین بھی اس معرکہ کی احوال دیکھتی جاؤن کہ ابھی تو کوہ رخشان کی طرف جانے کو مجھے منع فرماتے ہین کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی لیکن ابھی تم پوشیدہ طور پر اپنی نوج ذاتی لیکر جاؤ اور چالمان دربند کو نہ لڑواؤ بلکہ تم بھی جاؤ تو اپنے لشکر کو لڑواؤ تم نہ لڑو اُسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر قادہ کوکبیہ سے اپنے مقام پر آئی قلعہ ہفت رنگ مین اور رٹھ کر تمام اپنی انیسون جلیسون کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تیاری کرکے جانب لشکر مہرخ جاؤ یہ حکم سُنتے ہی ملکہ ہمائے جادو نے حکم تیاری لشکر دیا پانچ لاکھ ساحرونکا لشکر تیار ہوا مجلس جادو بھی تیار ہوئی اور کہا مین سب سے پہلے مہرخ پاس جاتی ہون یہ کہکر مع کنیزان زرین پوش سیکے تخت پر بیٹھکر چلی برّان بھی سوار ہوئی آفتاب تابان تخت پر چمکنے لگا باجے طرح طرح کے بجے ڈنکے پر چوب پڑی ساحران نامی باز وبط وقرقری ہنس آتشین فیل دمان سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوئے زمانہ مین الچل پڑگئی دنیا نے کہا کہ مین بیچاری ضعیفہ کچلی جاتی ہون فلک تھرایا کہ دیکھیے کیا آفت کا سامنا ہوتا ہی اس لشکر کا کروفر کیا لکھا جائے یہ حال تھا کہ ابیات

خروش آمد از دشت و آواز کو	کہ ای جنگ بسازان وگردان نو
ہمہ تیر و شمشیر و خنجر نہید	ہمہ یکسرہ ترک بر سر نہید

چو ہر کس کمرا ور کمانست و تیر
خروشے بر آمد ز اسلامیان
یکے تخت زرین نہادہ بروئے
سپہ بود چون کوہ آہن روان
پس پشت شان زندہ پیلان بست

کمان را نبرہ بر نہند نا گزیر
ببستند خون ریختن را میان
نشستند گردان پرخاش جوئے
ہمہ سر پر از گرد و چالاک جان
ہمہ کو فتند آن سپہ را بدست

اس کر و فر سے یہ لشکر ادھر سے چلا اور اسطرف بعد صفوف آرائی جدال و قتال جنگ آغاز ہوئی ر روئین تن ببر سوار اپنا شیر اُڑا کر لشکر مہرخ پر آ پڑا پیچھے اسکے فوج شقاوت ... کی لینا لینا کہکر چلی اُسوقت ادھر سے بھی حملہ ہوا تلوار برق کردار سحر کی چلنے لگی نارنج ترنج پیچھے سوئیون کے ماش کے دانے کی بوچھار ہوئی چھری چلنے لگے ساحرون کے جسم مین آگ لگی بہادرون نے باہم ایک کی دوسرے نے کمر تھام لی اور کٹاریان کھینچ لین قرادلیان چلنے لگین سینہ گلنار ہوے دلاور مرگ سے ہمکنار ہوئے مہرخ بھی شمشیر سحر سے لڑنے لگی ایک طرف سے مصور نے جو تیر مارا سو سوا سو کے سینہ کو توڑ کر نکلگیا گیسوے بن شہاب نے جو گولا مارا تخت کو مہرخ کے توڑ گیا مہرخ تخت پر سے اُڑ گئی اور پھر لپک کر نارنج مارا کہ گیسوے بن شہاب کی ران کو زخمی کردیا شہاب جادو نے گولا مہرخ سحر چشم کے مارا کہ اُسکا بایان شانہ نشانہ ہوا بلور جادو نے تلوار ماری کہ شہاب جادو کا بایان ہاتھ زخمی ہو ... ب مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا ماش کے دانے سحر کرکے آسمان پر مارے ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا سلین گرنے لگین ساٹھ ستر ہزار ساحر غارت ہوگیا ایک سل ابریق کوہ شکاف پر بھی گری ابریق غرق زمین ہوگیا سل بھی زمین مین چلی زمین سخت ہونے لگی ابریق تڑپ کر باہر نکلا اُسوقت معمار نے ایک تیر مارا کہ ابریق کی ران کو وہ توڑ گیا پھر تو سرمایہ برف انداز نے ماش کا چھرّا مارا کہ جسکے لگا پار نکلگیا رعد جادو اور برق جادو بھی کار نمایان کررہے تھے رعد چیخین مارتا تھا اور برق تڑپکر گر رہی تھی روئین تن ببر سردار کا کئی ہزار ساحر مارا گیا مہرخ نے دوسرا گولا جو مارا ابریق کا شانہ ٹوٹ گیا لشکر حیرت پست پا ہونے لگا حیرت علیحدہ ایک ٹیکرے پر کھڑی ہوئی صرف دید تماشائے جنگ

تھی اُسنے دیکھا کہ لڑائی بگڑتی ہے بس دریائے خون رواں کی طرف اُسنے اشارہ کرکے
چھڑی اُسکے ہاتھ مین سحر کی تھی زمین پر دے ماری کہ زمین کو زلزلہ آیا دریائے خون روان
جوش کھاکے کوس بھر آگے بڑھ آیا اُسوقت حیرت نے موتیون کا مالا گلے سے توڑکر
دریا کی طرف پھینکا کہ دریا سے تیس چالیس ہزار مچھلی بشکل خنجر تڑپ کے باہر نکلی اور منھ گاڑکر
جو چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی مارا گیا یہ حال دیکھکر معمار قدرت نے بیضہ نکالکر سحر پڑھکر زمین پر
مارا ادھر حیرت نے کہا کہ آپ کی ضرب مین ان سبکو غارت کرونگی اور پھر کنگن ہاتھ سے اُتارکر
مارا کہ سوا لاکھ مچھلی اب کی نکلی مگر بیابان گلریز کا وہ بیضہ تحفہ ہے جو معمار نے زمین پر مارا تھا
اُسکے زمین پر گرنے سے غبار زمین سے اُڑا اور دیوار سحر بنکر تیار ہوئی وہ سوا لاکھ
مچھلی جو بڑھی ہوئی چلی آتی تھی اُسنے آکر دیوار مین ٹکر ماری سبکا سر پھٹ گیا مگر دیوار کو
بھی زلزلہ آیا اور ڈھ گئی اور مصور نے اس اُلجھاوے مین معمار کو دیکھکر ایک نارنج مارا
کہ سر پر اُسکے آکر لگا اگر یہ ساحر زبردست نہوتا تو سر پھٹ کر ہلاک ہوجاتا لیکن یہ زخمی
ہوا مرنے سے بچگیا فوج مہرخ کے پھر بس پا ہونے لگی اور پیچھے ہٹی مورچہ چھوٹا حیرت
نے چاہا کہ بڑھکر بارگاہ مہرخ پر جا پڑے اُسوقت ابر نارنجی آسمان پر پیدا ہوا اور طاؤس
زرین بال اُسمین سے نکلا اُس طاؤس پر ملکہ مجلس جادو جو سب سے آگے چلی تھی
سوار تھی اُسکے آنے سے تقویت ہوئی فوج مہرخ رُکی اور ہلال سحر افگن نے بڑھکر سحر کیا کہ
دس بارہ ہزار ہلال جو گرے پندرہ ہزار فوج حیرت سے ساحر کام آئے سبکے سر قلم ہوگئے
مجلس نے یہ حال دیکھکر طاؤس کو ٹھوکر ماری اور تلوار سحر کی کھینچکر جا پڑی جسکو تلوار ماری
دو ٹکڑے کیا مصور نے اُسوقت للکارا کہ ارے او چھوکری کیا کرتی ہے اور دوڑکر تلوار ماری
مجلس نے خالی دیکر تیر مارا کہ مصور کی انگلیان توڑکر نکل گیا اب تو یہ حال ہے کہ دونون طرف کے
لوگ زخمی ہین مردہ پر مردہ گر رہا ہے کوئی سسکتا ہے کوئی جان بلب ہے کسی کا سینہ زخمی ہے
کوئی ہاتھ کٹائے چلا آتا ہے کوئی بھاگا جاتا ہے کوئی کسی کے سینہ پر سوار ہے کوئی مقتول ہے کوئی
قاتل ہے عجب طرح کی ہلچل ہے اسی ہنگامہ آفت خیز و جانکاہ مین یکایک عمر بن امیہ ضمری نے
لشکر سے نکلکر ایک مقام بلند پر جا کر دعا کی کہ اے خلاق مہر و ماہ آفرینندہ زمین و آسمان اِس

لشکر کفاران رو سیاہ پر تو مجکو فتح عنایت فرما کر ابیات

ہمی خواند بر کردگار آفرین	کہ چرخ آفرید و زمان و زمین
بر آرندۂ ہور و کیوان و ماہ	نشانندۂ شاہ بر پیشگاہ
ہر آنکس کہ او را یہ یزدان گزید	سر از ناسپاسی بباید کشید

ای کریم کارساز وقت یاری و مددگاری ہی یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی عمر نے دیکھا کہ آسمان پر نوبت و نقارے بجے بجلیان ہزار در ہزار چمکنے لگین و ل دہر مین آگ لگائی تھین ابر رنگ برنگ کے اُڑتے ہوئے نظر آئے عمر نے دوڑ کر مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ دیکھتا یہ کیا سامان ہی مہرخ نے کہا بڑا غضب ہوا ادھر سے تو آفت حیرت کر رہی تھی اسطرف سے افراسیاب خانہ خراب آیا اب ہمارا ٹھکانا نہ لگے گا خدا تعالے اس موذی کی شر سے بچائے یہ کہہ رہی تھی کہ لکھ ہائے ابر مین سے غول کے غول جانوروں کے نکلے اور لہرا کر پھر ابر ہی مین غائب ہو گئے مہرخ نے کہا واہ واہ کیا ابر ہین اور کیا جانور ہین اور اُن جانوروں نے ملکہ ہمائے تاجدار سپہ سالار لشکر بران سے کہا کہ ای ملکہ یہان تو لڑائی ہو رہی ہی لاکھا مردہ پڑا ہی ہمائے تاجدار نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جاؤ و دیکھنا کہ اس جنگ کا کیا ڈھنگ ہی خورشید اپنا تخت بڑھا کر چلی تخت اُسکا بسان آفتاب چمکتا تھا غرض اُسنے آکر جو دیکھا تو لشکر مہرخ کو مغلوب پایا اور اُدھر لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک نورانی ابر بڑھکر آیا اُسمین سے بجلی چمک گئی سب کی آنکھ جھپک گئی پھر ابر وہ پھر گیا خورشید نے پلٹ کر ہما سے سب حال کہا ہما نے سامنے ملکہ بران کے آکر دست بستہ عرض کیا واری مہرخ بس پا ہوا چاہتی ہی بران نے فوراً اپنی ہمشبیہ ایک پتلی اپنے جوڑے سے نکالی اور اسپنے مقام پر اُسکو بٹھا کر آپ غائب ہو گئی اب لشکر ملکہ بران ظاہر ہوا ہزارہا علمون نے جلوہ کھایا دو ڑونا قوس نے گیند چرخ کو دہلایا پھر لاکھون سوار مرکبہائے پرند پر سوار لباس زرین سے آراستہ و پیراستہ اُڑتے ہوئے نظر آئے اور ہزارون ساحر ہنس و فیل و باز وغیرہ پر سوار نیرنگی سحر کی دکھاتے دکھائی دیے کہ آگ پانی پتھر وغیرہ برساتے تھے ایک طرف سے لاکھون بہادران و وران ہتیارون سے مسلح و مکمل جان بازی کرنے پر آمادہ دکھائی دیے شان و شوکت پر اُس لشکر کے لشکر انجم

ترک فلک ہزار جان سے نثار تھا جسکا مریخ ایسا ترک خنجر گذار فرمان بردار تھا جادوگرنیان جوان جوان
ہنس وطاؤس زرین بال پر سوار حسن مین سہ پارہ ہر ایک گلبدن رشک صد بہار چمن تھی گات
ہر ایک کی پُر از جوبن تھی لباس رنگین ہر ایک کی زیب تن اور راج کانون مین پڑے ہوئے
تمرین ہاتھون مین باندھے ہوئے نارنج ترنج اُچھالتی ہوئین آئین شورش قلزم فوج سے لشکر
عدو کا سفینۂ حیات ڈگمگانے لگا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

بتو قید شہر و برآمد خروش	شدہ دشت یکسر پُر از جنگ و جوش
زبس جوشن و خود و چینی سپر	زبس نیزہ و گرز و جاچی تیر
سپاہی طلسم آمدہ ہم چو آب	کہ از گرد پیدا نہ بد آفتاب
ہم ابر عدو چون صفے بر کشید	ہوا نیلگون شد زمین ناپدید

مہرخ یہ سامان دیکھکر گھبرا رہی تھی کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا اور اُسمین سے ایک دریچی ظاہر ہوئی
دریچی مین چہرہ پریزاد کا دکھائی دیا سب کے خیال مین ابتک یہی ہو کہ افراسیاب آیا ہی
عمر نے مہرخ سے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ ہمتو افراسیاب کا دین اختیار کر لینگے تم کیا کروگی مہرخ
نے کہا بھیائی تمکو اسوقت بھی ہنسی سوجھی ہر مین لڑونگی اور کیا کرونگی ادھر بُرّان نقلی نے
فرمایا کہ اے ملکہ قہرنگاہ جادو و اے ملکہ مہر شرر جادو و افق جادو کیا وقت پر ہم آکر پہونچے
اچھا پھر اب دیر کیا ہی یہ کہنا تھا کہ وہ نور جو چھایا ہوا تھا شعلہ کی طرح اُڑ گیا اور ابر شق ہوا
ساٹھ ستر ہزار ہاتھی نشان کے پیدا ہوئے پھریرے اُنکے کھلے ہوئے اُنپر نام کوکب شگفتہ ضمیر
کا لکھا ہوا ایک سمت فوج بُرّان کی شان و شوکت سے ظاہر ہوئی آواز ترانے کی آئی
اُسوقت ایک لڑی موتیون کی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی دکھائی دی اور ایک
پتلی بلورین سوا بالشت کی پیدا ہوکر پکاری کہ ستم ملکہ بُرّان شمشیر زن وہ پتلی اُس سے
لڑنے کو تھی مگر جانب فلک چڑھ گئی ہر ایک کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا نیا طلسم ہو مہرخ کی
فوج قوی دل ہوکر پھر جی توڑ کر لڑنے لگی اور قہرنگاہ نے نفیر سحر بجائی کہ ہان لشکر دشمن کو
مارلو نفیر کے بجتے ہی افق جادو ایک ناگن کالی بنکر اُڑی اور ہر طرف سے آوازین مہیب
آنے لگین چالیس ہزار پتلا سونے کا چار سمت سے تلوارین لیے پیدا ہوا اُسوقت سب نے دیکھا

کہ ملکہ برّان شمشیر زن ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی اُترتی چلی آتی ہے اور اُسنے آکر زمین پر قرار لیا اُسوقت لشکر کے سوا ماور ساحران وفا شعار حیرت کے لشکر پر جا پڑے اور چالیس ہزار تلے بھی حملہ آور ہوئے پہلے ہی حملہ مین چالیس ہزار سر قلم ہوا اور برّان نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا کہ ہزارہا پنجہ پیدا ہوا اُنکو حکم دیا کہ اے پنجہ ہاے سحر بحکم شہنشاہ زبانین ساحران مخالفین کی کھینچ لو پنجہ جب ساحر سحر پڑھنے کو مُنھ کھولتے زبانین کھینچ لیتے ہزارہا زبانین کھنچنے لگین فوج حیرت بیس پا ہونے لگی برّان نقلی نے پھر ناریل مارا کہ آسمان پر ستارہ سا چمک گیا اور وہ ستارہ مصور کے لشکر مین گرا ہزارہا جادوگر ہلاک ہوا یعنی جلکر فی النار ہوگیا مصور جھنجلا کر بڑھا تھا کہ صورت نگار نے روکا اور کہا دیکھتے نہین کہ چھوکری کوکب کی بگڑ کر آئی ہوا حاصل کچھ دیر بھڑ کر تلوار چلی اور سحر کی مار ہوئی ہزارون دہن بے زبان ہوئے خواب عدم مین بھی برانے سے گئے ہر سمت تیرون کی بوچھار خنجر و شمشیر و ناریل و ترنج و نارنج کی مار تھی ایک کو ایک نہ پہچانتا تھا بیٹا باپ کے باپ بیٹے کے سینے پر سوار تھا دشت خون کا ایک بحر زخار تھا وحون کا اُس محیط بے پایان سے اُترنا اور ملک عدم مین کشتی تیغ پر بیٹھکر جانا تھا وہان بھی کہان ٹھکانا جہنم مین جانے کا بھانا تھا صداے دہادھ و زہازم بلند تھی جان قالب مین ہر ذی روح کی پُر گزند تھی آفت برستی تھی امان ملنے کو جان ترستی تھی کہ نظم

سپہ ہر چو آتش بر انگیخت اسپ
بیاید بگردار آذر گشسب

چپ لشکر ساحران را بہ برد
بہ پیش سپہ در نماند ایچ گرد

فراوان ز لشکرش شہران بکشت
ازان کار شد حیرت ازآن درشت

بفرسود تا تیر باران کنند
ہوا چون تگرگ بہاران کنند

برآمد دو دار از ہر دو سوے
ز گردان جنگی پرخاش جوے

کمانے نہ بایست کردن بزہ
نہ کہ ماند ایدر ز ساحر نہ مہ

نہ بیداد و زور نج افراسیاب
کسے را نہ بُد جاے آرام و خواب

جب ہزارہا ساحران نابکار وکل دار البوار ہوئے پتلے سحر کے روئین تن بر سوار کیے

لپٹ گئے ہر چند وہ تڑپا مگر نہ چھوٹ سکا اُسکو باندھ کر لشکر بُرّان نقلی مین لے آئے اُسنے حکم دیا کہ سر اُسکا پتھرون سے کچل ڈالو بعد سوال مطیع الاسلام ہونے کے اُسکا سر کچل ڈالا صدائے مہیب اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور فوج نے اُسکی شکست کھائی اُسوقت تو حیرت بھی تاب مقاومت نہ لاسکی آخر طبل آسائش بجوا کر پھرے مہرخ نے شادیانے بجوائے اور لشکریون کو ہمراہ لیکر پھری کار پردازون نے لاشین مقتولون کی اُٹھوائین زخمیون کو ڈولیون مین ڈالکر بستر پر لائے ٹانکے زخمون مین لگائے فوج نے کمر کھولی آسودہ ہوئے مہرخ مع خواجہ و معمار بارگاہ مین آکر بیٹھی بُرّان نقلی تو غائب ہو گئی ملکہ بُرّان اصلی ظاہر ہوکر حکم فرما ہوئی کر لشکر مہرخ سے ہشکر بارگاہ جاری برپا ہو چنانچہ بارگاہ زرنگتی اُسکے لیے آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ نے لاکھون روپیہ اور جواہر عمدہ اور بیش بہا خیرات کے لیے ملکہ بُرّان پر سے ملکہ مذکور کے پاس بھیجا ملکہ نے وہ سب غریب و غربا کو تقسیم فرمایا پھر خواجہ کو بلوا کر قسم خدائے پاک کی دی کہ میری دعوت کا ابھی سامان نہ کرنا اسلیے کہ مین جب پل پریزادان توڑ دون گی اور اِس لشکر مین تمھارے مہمان ہونگی اُسوقت دعوت بھی قبول کرون گی یہ فرما کر حکم دیا کہ دور جام بادۂ ارغوانی شروع ہو انلج سامنے ہونے لگا یہان مہرخ نے بھی حکم ترتیب مجلس عیش دیا پھر تو یہ حال تھا کہ ابیات

بہ بستند آذین شہر و براہ	درم ریختند از بر تخت شاہ
پا سوئے دراو بیابان مرو	زمین بود دیگر چہ پرتد رو
چنین تا بہ کوہ عقیق آن رسید	تو گفتی زمین آسمان را ندید
ز ایوان ہمی کودک و مرد و زن	براہ بیت چین شد ند انجمن
ز بالا بدیشان درم ریختند	ز مشک و ز عنبر ہمی بیختند
بر آمیختہ طشتہائے خلوق	جہان پر شد از نالہ کوس و بوق
ہمی یال اسپان پر از مشک و مے	شکر با درم ریختہ زیر پے
ز بس نالۂ نائے و چنگ و رباب	بند بر زمین جائے آرام و خواب

ہر طرف یہی سامان عیش و نشاط تھا جلسہ انبساط تھا خواجہ کو مہرخ اور سب سرداروں نے

بہت کچھ دیا تھا خواجہ برّان پاس آکر جلوہ گر ہوئے تھے باتین ہو تی تھین یہ تو اِس حال مین ہین
لیکن حیرت بدسیرت ذلیل و رسوا نالان و گریان جب اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی مصور
وصورت نگار وغیرہ بھی آئے اور سب کے سب سر جھکا کر شرمندہ و غمگین بیٹھے اُسوقت
ابریق وزیر بھی آیا اور اُسنے دیکھا کہ یہان سامان رنج و غم برپا ہے بدلے شراب کے سب
خون جگر پیتے ہین دل ایسے جلے ہین کہ دہی کباب بنگئے ہین غرض ترنم عشرت نالہ جانگاہ بلند ہی
ہر ایک بیقرار دستمند ہی ابریق ملکہ کے گرد پھرنے لگا اور عرض رسا ہوا کہ ای ملکہ دوران
سامری تمکو کبھی رنجیدہ نہ کرین اسقدر جہ کیون آزردہ خاطر ہو یہ مقدمہ لڑائی کا ہی ورنہ تم
کچھ کم ہو یا شہنشاہ کسی بات مین عاجز ہین تم تو وہ ہو کہ برّان ایسی چھوکریان ہزار دن
بنا کے چھوڑدو حیرت نے کہا مجکو خوف کسی بھڑوے چھنال کا نہین ہی اور سلامتی رہے
شہنشاہ کی کہ دہی ہر مرتبہ مجکو ذلیل کراتے ہین اور اُنھون نے رحم کرکے ان نکھٹوؤن کو
یہ رتبہ دیدیا ہی ورنہ یہ چھوکری برّان تو کیا تھی وہ جو اُسکا باپ کوکب روشنضمیر ہی پہلے
وہ تو میرا سامنا کرلیتا ابریق نے کہا پھر اس غلام کی خاطر سے ایک جام شراب کا پیجیے
ناچ کو حکم دیجیے تاکہ دشمن کے بھی دانت کھٹے ہوجائین اور وہ یہ سمجھے کہ اس لڑائی کے شکست کا
کچھ رنج و غم ملازمان شہنشاہ کو نہین ملکہ نے کہا اے ابریق ان ذلتون کے اُٹھانے سے
اب تو جیتا رہنا بھی گوارا نہین شراب کیسی اور کباب کہان کا اور اگر جیتے ہین تو سب ہی
کچھ کرینگے کھائینگے پئین گے ابریق یہ سنکر دوڑا کہ مین میخانہ آراستہ کرا کر لاؤن اُسوقت
ابر زنگاری روئے ہوا پر پیدا ہوا اور گھنٹے ناقوس بجتے سنائی دیے ہواے سرد چلی
طائران سحر یا شہنشاہ افراسیاب جادو یا شہنشاہ افراسیاب جادو پکارنے
لگے ہر ایک ساحر نے کہا کہ یہ آمد شہنشاہ ساحران کی معلوم ہوتی ہی اس اثنا مین ابر شق ہوا
اور اُسمین سے تخت زمرد نگار نکلا جسپر افراسیاب سوار تھا سر پر اُسکے تاج گوہر نگار
تھا ستر ہ سونا زنین پریزادان طلسم چتری زمرد دیا قوت کے آگے آگے پھراتی تھین
ابر جو سر پر سایہ افگن تھا اسمین بجلی اسطرح چمکتی ہوئی کہ رد پھلی گوٹ اودے دوپٹے میز
جیسے کسی معشوقہ کے لگی ہوئی ابر سے مگس جھڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے تخت

روان پرناچ ہوتا ہوا اور بادشاہ کے ہاتھ مین ایک گیند سبز زمرد رنگ گرگھانس کا بنا ہوا
تھا کہ اُسکو دمبدم شاہ سونگھتا اور اُچھالتا جاتا تھا غرض جب سواری قریب آئی ساحر
سجدے مین گرے بعض ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے حیرت بہر استقبال اُٹھی تخت شاہی زمین پر
اُترا ہر ایک کا مجرا وسلام بادشاہ نے لیا اور تخت پر بادشاہ جلوہ گستر ہوا حیرت کو رنجیدہ
دیکھکر گلے سے لگایا زبان کو بنابر تسکین ودلداری کھولا حیرت ومصور وغیرہ نے
سب حال رورو کر روبروے بادشاہ بیان کیا بادشاہ نے کہا مین سُن چُکا ہون کہ اُس
چھوکری بُرّان نے آکر بڑی بے ادبی تمھارے ساتھ اے ملکہ کی ہے چنانچہ قسم ہے سامری
وجمشید کی ابکی وہ سحر کرونگا کہ آپ سے آپ بُرّان تمھارے پاس آکر حاضر ہوا اور اپنا گلا
اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے سب ساحرون نے کہا بیشک آپ ایسے ہی ساحر ہین اور ہر ایک
تعریف وثنا کرنے لگا پس بادشاہ نے وہی گیند جو ہاتھ مین تھا حیرت کو دیا اور فرمایا جو کچھ مین
کہہ جاؤن وہی کرنا خبردار اے ملکہ تامل کو راہ نہ دینا وہ یہ ہے کہ جسوقت بُرّان آئے فوراً
قتل کرنا یہ کہکر مشغول میخواری ہوا بعد کچھ عرصے کے کہا کہ مین تو اب جاتا ہون تم اس گیند کو
حکم دینا کہ اے گیند بحکم شاہ افراسیاب بُرّان کو پکڑ لا یہ گیند حکم کرتے ہی جائیگا اور پھانسی
بنکر اُسکے گلے مین پڑیگا اور کھینچ لائیگا ملکہ نے وہ گیند شاہ سے لیکر بہت احتیاط سے رکھا
اور فکر گرفتاری بُرّان مین مشغول ہوئی لیکن صرصر شمشیرزن عیّارہ پہلے ہی سے اس
فکر مین تھی کہ اگر ہو سکے تو بُرّان کو پکڑ لیجاؤنگا اور اسی فکر مین صورت اپنی مثل ساحران
مطیع الاسلام کے بنائی لشکر مہرخ مین پھر رہے تھے یہان سے تحفہ وتحائف بُرّان کے
لیے جاتے تھے اور ہزارون ساحر وساحرہ اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر آتی جاتی تھین
صرصر نے اُنمین سے ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ وہ کنیز ملکہ بُرّان کی تھی پس یہ اُسکے پاس گئی اور
جُھک کر اُسکو سلام کیا اُسنے کہا کہ اے بی تم کون ہو اُسنے کہا مین ملکہ ازران پاس ملازم تھی کل
مجھسے یہ خطا ہوگئی کہ باری دینے مین پلنگ کے اونگھ گئی مجکو موقوف کردیا پس مین تمھارے
پاس اسلیے آئی ہون کہ مجھے ملکہ کے پاس لیچلو اور اپنی سرکار مین نوکر رکھادو اُس
کنیز نے کہا کہ مجکو اسقدر رسوخ نہین ہے کہ کسی کی شفارش کردن صرصر نے کہا اچھا ذرا

میری ایک بات علیحدہ آکر سُن لیجیے پھر میری قسمت مین جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا کنیز بیچاری
سادہ مزاج وہ اِسکے کہنے سے ایک مقام تنہا مین آئی اُسنے باتین کرتے کرتے حباب
بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کردیا اور اُسکا پیرہن اُتار کر اُسکو تو کسی درخت پر چڑھکر باندھدیا
اور رنگ روغن عیّاری لگاکر اپنی شکل اُسی کی ایسی بنائی وہ کنیز ملکہ بُران اُسی شہزادی
کے تھی اسوجہ سے نہایت خوبصورت تھی صرصر نے اُسپر اور زیادہ ایجاد کیا کہ بناوٹ سے کام لیا
ایسی شکل زیبا اپنی بنائی کہ جو کوئی دیکھے دل وجان اپنا اسپر نثار کرے ہزار جان سے عاشق
ہو کر اُسی کو پیار کرے گیسوے رسا سر پر آفت جان دام بلا برائے عشاقان تھی یہ سلسلہ جور وجفا تھا
دام اُلفت مین اُنھین کے پھنسا ہوا نہین چھوٹتا تھا بالون مین موتی پروے ہوے کیا
شب تار مین اختر چمک کر نکلے یا شب گیسو متبسم ہوئی بلکہ سنبل گلشن حسن پر شبنم پڑی ہوئی
جبین نورآگین مطلع مہر چیتونون سے ٹپکتا ہوا قہر دیدۂ خورشید فلک جسکے سامنے کور فرط خجلت
سے زرد رخ شعلہ طور شمع رخ کے سامنے ضیاے حسن رخسار پری وحور کا نور آنکھون پر
نرگس شہلا بیمار رہا دام اُسی کے دام محبت مین گرفتار جام ہی کیا بلکہ جام زہر ہلاہل سے دونون
ساغر چشم سرشاران ساغر دل کے شربت دیدار کا جو مزا چکھے جام عمر اپنا لبریز کرے تیر مژگان
کے ہونے سے یہ ظاہر کہ شہسواران توسن عشق نے آہوؤن کو برچھون مین گھیرا ہی ترچھی
نظرون سے یہ ثابت کہ ہرن نے چوکڑی بھرنے کو رخ پھیرا ہی ابروے خمدار تو گویا قدرتی
حسن کی تلوار یا ماہ نو چرخ حسن پر اظہار نہین نہین وہ کمان کہ جسکا تیر دلدوز جگر عشاق کے
پار کہانتک وصف اُسکا بیان ہو یہ حسن وجمال کا نقشہ تھا کہ مسدس

عارض صاف نہین شمس وقمر ہین دونون
رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون
سینہ دیکھین کہ کرین اُسکے گریبان پہ نظر
حسن کا ہی یہ اشارہ طرف شمس وقمر
دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آئے

صاف آئینہ سے بھی پیش نظر ہین دونون
دو ہین شمعین کہ ادھر اور اُدھر ہین دونون
اور اُبھار اُسپہ ہی پستان کا غضب مایۂ شر
مین بھی حاضر ہون تمھین نور کا دعوی ہی اگر
یہی گو ہی یہی میدان یہی چوگان آئے

الحاصل از سرتا پا نک شک سے درست اور آراستہ ہوکر لباس اور زیور پہنکر وہان سے اُٹھلائی

ہوئی بارگاہ ملکہ بران مین آئی اور پس پشت ملکہ مذکور آکر رومال سر پر جھلنے لگی اسلیے کہ اُس کنیز سے حال اسنے پوچھ لیا تھا کہ تم کسکی خدمتی ہو اُسنے کہا تھا کہ ملکہ بران کی چنانچہ اُسنے آکر ملکہ ہی کی خدمت اختیار کی یہان خواجہ کرسی پر بیٹھے تھے اور مہتر برق فرنگی بھی ایک جانب کو بیٹھا تھا لیکن دونون ناچ دیکھنے مین مشغول تھے کسی نے اُسکی جانب کچھ خیال نہ کیا اِس عرصہ مین دن وہ تمام ہو چکا تھا وہ زمانہ آگیا تھا کہ بارگاہ فلک سے خسرو عالم آرائے مہر برخاست کر کے خوابگاہ مغرب مین گیا تھا اور شمع رخشان کواکب کو جلوہ طراز و فروغ افزا خیمہ دہر مین فراش قدرت نے فرمایا تھا کہ نظم

یکایک مہر نے عزم سفر سے	زمین پیر رخ کیا پیش نظر سے
ملک کا عکس سوئے عارض آیا	نقاب روز نے چہرہ چھپایا

شام کو ملکہ بران عالیشان اپنے بیان کا جلسہ موقوف فرما کے بارگاہ مہرخ مین گئی مہرخ نے بہت زر و گوہر اُسکے اوپر سے نثار کیا ہر سردار رخندہ پیشانی اس سے ملا اُسنے ہر ایک کو گلے سے لگایا پھر تخت پر بیٹھکر جلسہ عشرت کے تماشے مین مصروف ہوئی صرصر کنیز بنی ہوئی ساتھ آئی تھی اِسی طرح پشت پر ملکہ کے آکر استادہ ہوئی جب رات زیادہ گئی بران نے بیٹھے بیٹھے انگڑائی لی اور خواجہ بھی اونگھنے لگے صرصر نے کان مین جھک کر کہا داری جب سے آپ لڑائی مار کر آئی ہیز لمحہ بھر بھی آرام نہین فرمایا ہے مین قربان کہین ایسا نہو کہ دشمنون کا مزاج ناساز ہو جائے اب کچھ دیر آرام فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ پھر یہین سو رہون اُسنے عرض کیا کہ یہ بھی مکان آپ ہی کا ہے لیکن جو آرام کہ اپنے مقام پر ملتا ہے کہین اور جگہ وہ چین نہین ملتا ہے حضور اپنی بارگاہ مین آرام چلکر فرمائین تو بہت مناسب ہے بران نے کہا تو سچ کہتی ہے بس کچھ عرصہ کے بعد یہ اُٹھی مہرخ نے عرض کیا کہ کہان تشریف لیجائیے گا اُسنے کہا اپنی بارگاہ مین اب مین ذرا جاکر سوؤن گی صبح کو خدا نے چاہا تو پھر ملاقات ہوگی اتفاق سے عمر جو اونگھتا تھا تو اُٹھکر چلا گیا مہرخ نے روکنا مناسب نہ جانا ملکہ اُٹھکر بارگاہ مین آئی یہان پلنگڑی جواہر نگار آراستہ تھی جلسہ تو برخاست تھا ہی یہ اُس پلنگ پر لیٹے جو لوگ کہ موجود تھے اُنکو بھی رخصت کر دیا صرصر نے اُسوقت عرض کیا کہ اے ملکہ دوران یہان عیار نیان افراسیاب کی پانچ ہین کہ وہ آکر ہر ایک کو پریشان کرتی ہیز

اُنسے خبرداری ضرور ہر بس اگر یہان مجمع رہیگا تو اُنکے ضرر پہونچانے کا اندیشہ ہر تخلیہ کردیجیے تو بہتر ہو
برّان نے کہا یہ بھی تو نے سچ کہا اچھا جتنی کنیزین ہین سب چلی جائین فقط دس یہان چپی کرنے
کو رہجائین بموجب حکم دس کنیزین کہ جو نہایت خیرخواہ اور قدیم تھین وہ دس رہگئین اور باقی
سب چلی گئین اور باہر بھی پہرا ہوگیا کہ کوئی اندر نہ آنے پائے غرض یہ انتظام کرکے ملکہ
آرام فرما ہوئی اور وہ دسون لونڈیان پنکھا جھلنے اور پانؤن دبانے مین مصروف ہوئین
اُسوقت صرصر شمشیرزن نے ایک گلوری اپنے پاس سے نکالکر کھائی اور ایک ایک
اُن کنیزون کو بھی دی اُنھون نے کہا نہین آپ کھائیے اُسنے کہا کھاؤ تکلف اِسمین کیا ہو
موئے ہرے پان کی بھی یہ حقیقت ہو کہ کوئی اُسپر گمان کرے کنیزون نے یہ سُنکر
وہ گلوریان کھائین اور سب بیہوش ہوگئین صرصر قریب تر ملکہ برّان کے گئی مگر اس خیال سے
کہ یہ ایسی ویسی ساحرہ نہین ہو مالک طلسم ہو ایسا نہو کہ بیر سحر کے تجکو پکڑ لین اس خیال سے
ہاتھ پانؤن اُسکے تھرّانے لگے پھر سوچی کہ تیرا تو کام ہی یہ ہو اتنی محنت کرکے یہان تک پہونچی ہو
ہرچہ بادا باد اپنا کام کر بس اُسنے غلطک مار کر اپنے تئین پلنگ کے نیچے پہونچایا اور نوارِ خسارہ
انور ملکہ کے پاس کی کاٹ کر کفچہ مین داروئے بیہوشی رکھکر قریب بینی کفچہ لگایا اور آہستہ سے
دوپٹا ہٹا کر بیہوشی کو پھونکا کہ ملکہ بھی بیہوش ہوگئی یہ توشتارہ باندھنے لگی لیکن عیّار
تو رات کو بھی کم سوتے ہین عمر کچھ دیر آرام کرکے جو بارگاہ مین آیا برّان کو اُسنے نپایا
مہرخ سے پوچھا کہ ملکہ برّان کہان ہین اُسنے کہا کہ وہ بیٹھی تھین اُنھون نے ایک انگڑائی لی
کنیز جو اُسکے ساتھ تھی اُسنے کہا کہ واری دیر سے تمنے آرام نہین کیا ہو چلکر آرام کرو چنانچہ وہ اپنے
خیمہ مین بہر آسائش و آرام گئی ہین عمر نے کہا وہ تو کہتی تھین کہ مین یہین شب کو رہونگی اُسمین
کچھ فتور ہو یہ کہکر جلد تر اُٹھکر چلا اور بارگاہ برّان کے دروازے پر آیا یہان دربانون نے
منع کیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین اور ممانعت کی ہو کہ کوئی آنے نپائے عمر نے دلمین کہا اُنسے کون
گفتگو کرے دیر ہوگی یہ سوچکر خیمہ کے پہلو پر سراچہ چاک کرکے جو دیکھا تو صرصر برّان کا پشتارہ باندھ
چکی تھی بس اُسنے فوراً معجزہ سے صورت اپنی مثل صورت صبا رفتار کے بنائی اِس عرصہ مین
برق فرنگی بھی عقب خواجہ روانہ ہوا تھا وہ بھی قریب بارگاہ پہونچا لیکن عمر صبا رفتار بنکر آیا

اندر بارگاہ کے سراچہ پھاڑ کر گیا اور پکارا کہ ہان ہان بی بی یہ پشتارہ لگا کر نکلنا مشکل ہوگا
کیا کرتی ہو صرصر نے اسکی صورت دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمر عیار ہی بس سمجھی کہ دروازے
پر پہرا ہی تو نکل نہ سکیگی سراچہ فرآ کر نکلجا یہ سوچکر پشتارہ تو پھینکدیا اور آپ سراچہ فرآ گئی
عمر نے چالاکی کرکے باہر بارگاہ کے آکر کمند کے حلقے مارے اور پکارا کہ ای جان جہان کہان
جاؤگی کمند آکر صرصر کی گردن و کمر مین پڑی مگر وہ بھی عیارہ ہی دوسری جست اُسنے
اسطرح کی کہ صاف بسان نگاہ حدقہ ہاے چشم کمند سے نکل گئی اور نیمچہ اُسنے بھی کھسیٹا
عمر نے جست کرکے پس پشت اُسکے اپنے تئین پہونچایا اور پھر کمند ماری کہ ابکی وہ اُلجھ کر گری
کس لیے کہ اُسکو خوف بہت تھا لشکر برایا عیار زبردست سے سامنا جست و خیز کرنے مین
دست و پا اُسکے تھراتے تھے اب جو وہ گری عمر نے اُسکو چاہا کہ اُٹھا کر اندر بارگاہ
کے لیجاؤن صرصر کے ساتھ سایہ کی طرح اور بھی عیارنیان رہتی ہین چنانچہ صبا رفتار
برق کی شکل بنکر یہان آئی تھی اُسنے جو یہ کیفیت دیکھی دوڑکر قریب تر عمر کے آئی اور کہا
اُستاد لائیے اُستانی کو مجھے دیدیجیے اور آپ جا کر ملکہ برّان کی خبر لیجیے عمر نے اسکو برق سمجھ کر
دیدیا وہ پشتارہ لیکر بسان برق جہندہ چلی اور کچھ دور جا کر پکاری کہ سنم صبا رفتار یون لیجاتے ہین
اور عیاری اسکو کہتے ہین عمر نے اُسوقت تعاقب کرنا اُسکا مناسب نہ سمجھا اور پھر کر بارگاہ ملکہ
برّان کی گیا اور دربانون سے کہا کہ اچھا پہرا دیتے ہو کہ اسوقت غضب کردیا تھا عیارہ
ملکہ کو پکڑ لے گئی ہوتی یہ کہکر اندر جا کر ملکہ کو پشتارہ سے کھولکر نذر زنبیل کرلیا اور ایک کنیز روم کی
نرگس نام زنبیل سے نکالی اور اُسکی صورت ملکہ برّان کی ایسی بنائی اور لباس عمدہ زیب
قامت اُسکے فرما کر گہنا پہنا کر پلنگ پر لٹا دیا اور ہوشیار اسکو کرکے کہا کہ دیکھ قدرت خداوند
سامری کی کہ تجکو ملکہ برّان شمشیر زن بنادیا خبردار جو کوئی تجھسے پوچھے تو کہنا مین ہون
برّان شمشیر زن اور اگر تجھسے کوئی کہے کہ ہم تیرا سر کاٹ ڈالینگے ورنہ بتا کہ تو کون ہی تو بھی
تو نہ بتانا کس لیے کہ اب تیرا بڑا مرتبہ پیش خداوند سامری ہونے والا ہی برّان کو خداوند نے
بلا لیا ہی تو ہی برّان اب مقرر ہوگئی ہی لاکھون کرورون روپیہ کی دولت تیرے قبضہ مین ہی
شہزادیان طلسم نورافشان کی تیرے مطیع اور فرمان بردار ہین اور ہم ہر وقت تیرے حامی و

مددگار ہیں وہ کنیز یہ باتیں سُنکر نہایت خوشنود ہوئی اور بآرام تمام پلنگ پر لیٹی کنیزوں کو عمر نے بلوا کر حکم دیا کہ ملکہ آرام کرتی ہیں پانوٴں دباوٴ وہ سب حسب ارشاد اطاعت میں مصروف ہوئیں اور عمر وہاں سے پھر کر بارگاہ مہرخ میں آیا کسی سے اِس احوال کو نکہا اس عرصہ میں وہ رات بھی تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ عیارہ شب نے خزانہ اختران کو چرا کر گریز کی اور مہر زرین رخسار مثل عمر عیار برائے تجسس عرصۂ افلاک میں قدم زن تھا کہ ابیات

کہ جب اس شب نے اپنا مُنھ چھپایا	دم آغاز حسن صبح آیا
وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی	کہ جسمیں کچھ سیاہی بھی ملی تھی
کہیں پھیلے کہیں سمٹے اُبھر کر	کہ جیسے گوشۂ دامان دلبر

ہنگام سحر وہ کنیز رومی بستر خواب سے اُٹھی اور پکاری کہ ارے کوئی حاضر ہے کنیزیں حاضر حاضر کہکر سامنے آئیں کہا چوکی پر جاوٴں گی اُنھوں نے آفتابہ طلائی لیجا کر چوکی پر لگایا یہ وہاں سے فارغ ہو کر جب آئی لونڈیاں آب گرم لیکر مُنھ دُھلانے کھڑی ہوئیں اُسنے ایک چلو پانی لیکر اسطرح چھینٹا مُنھ پر مارا کہ گریبان تک تر ہو گیا کنیزیں چکرائیں کہ آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہے یہ مُنھ کیونکر دھوتی ہیں اسی فکر میں لونڈیاں تھیں کہ اُسنے جلد ایک کنیز کی کمر سے رومال کھینچ کر بڑی بے عنوانی سے مُنھ پوچھا بُران کا قاعدہ تھا کہ اشارہ کرتی تھی کنیزیں پہلے دست پاک ایک دیتی تھیں کہ اُس سے مُنھ پاک کر کے پھر دوسرے رومال سے ہاتھ پوچھتی تھی کہ پانی کی تری نرہے غرض یہ مُنھ پوچھکر کرسی پر آبیٹھی ہمارے جادو مجلس جادو وغیرہ نے آکر مجرا کیا اور اختر نگاہ و قہر نگاہ بھی حاضر ہوئیں اُسنے کسی کا بھی سلام نہ لیا تیوری چڑھائے نہایت کبر و غرور سے کرسی پر بیٹھی رہی اُسوقت سب جادوگرنیوں نے کہ بہت سحر زاد و ناظمہ در بند ہیں قیافہ سے پہچانا کہ یہ ملکہ بُران نہیں ہے بس آپسمیں کہا کچھ ہے کیوں نہو اس سے نام پوچھنا چاہیے غرض ہمارے جادو نے ہاتھ باندھ کر کہا داری حضور کا اسم مبارک کیا ہے مجکو اِسوقت یاد نہیں رہا ہے اسوجہ سے پوچھتی ہوں اس کنیز نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا جب اُسنے مکرر اور سہ کرر پوچھا تو اُسنے کہا کہ دہان کا تو نام یاد ہے مگر بہان کا یاد نہیں رہا اسوجہ سے سوچتی ہوں ہمارے نے کہا یہ آپ نے کیا فرمایا دہان اور بہان کیسا اُسنے جواب دیا کہا ہی تو یہ بھول گئی میرا نام

شمشیرزن ہی برّان تو یاد نہین رہا خالی شمشیرزن کہدیا ہمانے کہا ابتو آپ فرما چکین کہ میرا وہانکا بھی ایک نام ہی چنانچہ وہ بھی ارشاد ہو کہ دوسرا نام کیا ہی اُسنے کہا وہ بتانے کا نہین ہی ہمانے عرض کیا کہ واری ہم لوگ تو جان نثار ہین ہمسے کیا پردہ ہی اُسنے جواب دیا کہ دوسرا نام میرا نرگس رومی ہی اب ہماکو یقین کامل ہوا کہ ملکہ برّان پر کچھ پیچ پڑا بڑا غضب ہوا خواجہ عمر سے چپکے سے بلاکر کہنا چاہیے ورنہ سب لشکر تہ و بالا ہو جائیگا یہ تو اس فکر مین ہوئی وہان خواجہ بارگاہ مہرخ مین بیٹھی ہین مہرخ بھی تخت پر ہنگام صبح جلوہ گستر ہوئی ہی ناچ ہو رہا ہی سردار آتے جاتے ہین تذکرہ لڑائی کا ہوتا ہی ادھر ملکہ حیرت بھی تخت پر آکر بارگاہ مین بیٹھی ہی سب سردار اُسکے پاس بھی جمع ہین کہ اُسنے وہ گیند افراسیاب کا ہاتھ مین لیا اور پکاری کہ ای گیند بحکم شاہ جادوان و بتصدق سامری و جمشید یہان سے جاکر برّان کو مہرخ کی بارگاہ سے یا اُسکے خود خیمہ سے جہان کہین ہو پکڑ لا گیند ایک حلقۂ پھانسی کی طرح بنکر نظرون سے غائب ہو گیا اور برّان نقلی کو جو کرسی پر بیٹھی تھی اُسکے سر پر چھا سا بنا ہوا آکر گرا اور اُسمین سے بجلی کی طرح چمک پیدا ہوئی کہ ہما اور مجلس کی آنکھین بند ہو گئین مگر ہمانے جلد آنکھون پر ہاتھ رکھ کر اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر اُس چھجے پر مارا اُس حلقہ مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے اُس مالے کو ہڑپ لیا اور وہ حلقہ گردن و کمر مین برّان کے پڑکر اُسکو اُڑاتا ہوا لیکر چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ لینا جانے نہ پائے ساحر اُسکے عقب مین اُڑے ہزارہا ترنج ترنج ناریل تیر سحر کے مارے مگر جسنے جو حربہ کیا وہ اُلٹا پلٹ آیا اور وہ حلقہ برّان نقلی کو لیکر غرق آسمان ہو گیا اُسوقت ہما کو خیال آیا کہ ملکہ جو بہکی بہکی باتین کرتی تھین معلوم ہوتا ہی کہ بڑی دیر سے مسحور سحر افراسیاب تھین بدل کوئی نہین لے گیا تھا یہ فقط سحر کا باعث تھا جو نرگس رومی اپنے تئین کہتی تھین سوائے اسکے اور کوئی امر سمجھ مین نہین آتا ہی غرض یہ سمجھکر اُسنے کہرام مچایا تمام سردارون مین دوہتڑ چلنے لگا ایک دو اپنا گلا کاٹنے لگے لوگون نے ہاتھ پکڑ لیا کہ بھئی دیکھو تو کیا ہوتا ہی جب ملکہ کے دشمن مارے جائین جب ہی اپنی جان دینا بلکہ لڑکر مرجانا کہ نام بھی ہو اور قہرنگاہ افتان و خیزان بھاگ کر مہرخ کے پاس آئی مہرخ جو دیکھے تو اسکا گریبان چاک ہی سر پر غم کی

خاک ہو پوچھا کیون خیر تو ہو اُسنے کہا خیر کیا برآن عالی مقام پر یہ سانحہ گذرا مہرخ نے کہا پھر آخر ایکدن مرنا ہو آج ہی ہم بھی جان دیدینگے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی عمر عیار خبر بھی نہوا کہ کیون جاتی ہو غرض لشکر کے کئی لاکھ سردار ساحران ذیوقار سواریون پر سحر کی سوار ہو کر روانہ برائے کارزار ہوئے وہ طاؤسان زرین بال کا پر کھولکر اُڑنا روئے ہوا کو زربفتی بنانا نظر آتا وہ اُنکے پرون کا تیلا پن اور اُسمین داغہاے طلائی رنگ نا چمکنا گویا روئے ہوا پر اطلس نیلگون بوٹے دار کا فرش بچھا تھا نہین نہین ایک آسمان اور زیر آسمان پیدا ہوا تھا اور اُس آسمان مین ستارے نکلے تھے جادوگرنیان جوان جوان اُن طاؤسون پر سوار گویا آسمان حسن پر زہرہ کا جمال آشکارا اُڑدھون کی چار سمت کو پھنکار روئے گیتی سب زہردار سردارون کے سرون پر تاجہاے زرین رکھے ہوئے گویا ہزارہا سورج نکلے ہوئے طائران سحر پر کھولکر سرون پر ہر ایک کے سایہ فگن ثانی سلیمان سے مطیع ہونے کا پتا دیتے دم اپنے مالکون کی ہواخواہی کا بھرتے ببر جادو کی آگ پتھر برساتے آوازین مہیب لگاتے دوڑ و بجتے نشان کھلے ہوئے ترسول ہنسول چمکتی ساحر تو اُس آن بان سے روانہ تھے بہادرون کی ورد زبان جنگ کے افسانہ تھے مرکبہاے پرند پر ہر ایک سوار سنان نیزہ کا چمکنا فلک پیر اپنے سینہ کو بچاتا کہ کہین ایسا نہو مین نشانہ ہوکر گھائل ہون گرز ہر ایک خانہ بدوش بہادر خمخانہ جرأت کے پیمانہ نوش وہ اُنکا بانکپن اور اکڑنا طبل و بوق کا بجنا بہرام فلک کا دل دہلتا خلاصہ یہ کہ اس لشکر کا اسطرح چلنا تھا کہ ابیات

خروشش آمد از دشت و آوای مرد	که گفتی بدرید دشت نبرد
درخشیدن تیغ و بانگ ستور	همه پهلوانے چو تابنده هور
سهیل ستور و خروشی سوار	درخشیدن تیغ زهر آبدار
ز مستی خروشید چون شیر نر	دریا موج دریاے پر غور و شر
همی رانده باره چو دریا بجوش	در افگند در دشت ها سون خروش
غریوان و جوشان چو شیر ژیان	کمانے بیازد و کمر بر میان
برانگیز باره بکردار باد	پس نامداران فرخ نژاد

ہمین تاخت از کین زخرگہ زمین | سیہ کرد از سم اسپان زمین
درفش سیہ اژدہا پیکرش | یکے بانو زرین فراز سرش
سواران جنگی ہزاران ہزار | بآہن درون غرقہ اسپ و سوار
زتابیدن گونہ گونہ درفش | ہوا گشتہ زرد و کبود و بنفش
چو دریاے جوشان سراسر زمین | کہ باشد ہمہ موج او آہنین

اسطرف سے لشکر ظفر پیکر مہرخ نامور اور ہماے تاجور بصد کر و فر جانب حیرت خیرہ سر چلا اُسطرف وہ گیند بران نقلی کو لیے ہوئے سامنے حیرت کے آیا بران نقلی کو غش تھا اُسکے گلے سے اُس گیند کا پھندا نکالکر خوب اپنے سحر مین مسحور کر لیا پھر ہوشیار کیا جب اُس کنیز رومی کی آنکھ کھلی پکاری کہ ارے او ہماے تاجدار و مجلس نابکار سب کہان ہو جلد مجکو تخت پر بٹھاؤ ارے یہ پہرے والیان کدھر اُڑ گئین کہ مابدولت اسطرح فرش خاک پر بیٹھی ہین جسنے مجکو پکڑا تھا پہرے والیون نے اُسکو روکا کیون نہین ارے جلد تخت طاؤسی لاؤ چنور بال ہما کا سر پر ہلاؤ حیرت اور سب ساحرون نے یہ کلمات سنکر کہا دیکھیے عمر کی صحبت مین رہکر عیاری بھی یہ چھوکری کوکب کی سیکھ گئی ایسی باتین کرتی ہی جیسے بران یہ نہین ہی حیرت اسوقت پکاری کہ ارے او دختر کوکب بڑی لڑائی تو نے آکر فتح کی اسدن کی بھی تجکو خبر تھی اب تیرا سر کاٹون گی یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد طلب ہوئے برابر آب ریزی بارگاہ ہی مین چبوترہ ریگ کا باندھا گیا بران نقلی کو اسیر بوریاے فلاکت بچھا کر بٹھایا اس اثنا مین جاسوسان لشکر دوڑے ہوئے آئے اور حیرت بدسیرت کو مدد عا دیکر عرض رسا ہوئے کہ ای ملکہ عالم فوج مہرخ و بران بڑی عظم و شان سے آپہونچی ہر ایک کے یہی ارادے مین ہی کہ اپنی جان دیجیے اور بران کو چھڑا لیجائیے یہ خبر سنکر حیرت دروازہ پر بارگاہ کے آئی اور ایک سحر پڑھکر مشت خاک زمین سے لیکر اُڑائی کہ اُسکے اُڑنے سے بجلی چمکی آواز رعد کے پیدا ہوئی اب جو دیکھا تو ایک دیوار شش دانگ و اگرد اسکے لشکر کے گھر گئی پھر سراچہ بارگاہ کے اُٹھوا دیے اور گرد بارگاہ کے ساحران ببر سوار و اژدر سوار سامری کے یادگار جمشید زمانہ اپنے فن مین یگانہ حربہ ہاے سحر لیکر استادہ ہوئے جوش لشکر سے یہان بھی طلاطم ہوا صفین آراستہ ہوئین

اُسوقت خواجہ عمر کے ذہن مین آیا کہ چلکر تو بھی اُن ساحران مخالف و بیحیا کو دھوکا دے اور
عیاری کرے یہ سوچکر بارگاہ سے روانہ ہوا اور قریب لشکر حیرت پہونچکر اُسوقت کہ جب دیوار
سحر کی نہ کھچی تھی اُسنے مقوی کا ایک سر تیار کیا اِسطرح کا کہ اُسمین چار سر تھے اور ہر سر مین
آٹھ آٹھ آنکھین تھین پیشانی پر ایک تختی ہیرے کی لگائی جسمین کندہ کیا ہوا تھا کہ ملازم
افراسیاب جادو تھالی برنجی جسمین چومک جلتے ہوئی ہار لونگ پھول رکھے ہوئے ہاتھ
پر اپنے رکھکر جست کرکے اندر بارگاہ کے آیا اور پکارا سنم نامہ دار افراسیاب یہ کہکر ملکہ حیرت
کو نامہ دیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا حیرت نے نامہ پڑھا لکھا دیکھا کہ سنم شہنشاہ عیاران
عمر بن اُمیہ ضمری اری او جُہد وحیرت جسطرح ملکہ ذیشان برّان والا شان کو بُلایا ہی اِسکی
سزا ہم دینا موقوف کرتے ہین بشرطیکہ نذر دیکر اور خلعت گرانمایہ سے مخلع کرکے انھین بتوقیر تمامتر
رخصت کردے ورنہ قسم ہی جناب امیر حمزہ کی کہ تمام طلسم کو غارت کردونگا یہ نامہ تجھے اپنے
عیار چہار شکل ہشت چشم جادو کے ہاتھ مین نے روانہ کیا ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا حیرت نے
نامہ پڑھکر دیکھا تو مہر بھی پیشانی پر عمر کی کی ہوئی ہی حیرت نے نامہ تو ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا
اِس موئے کی شامت آئی ہی مین جانتی ہون کہ اِسکے پاس گلیم غیبی ہی خیر کہان جائیگا شہنشاہ
کے ہاتھ سے یہ کہکر گلے سے اپنے موتیون کا مالا توڑکر مارا عمر تو پہلے ہی سے جست کرکے گلیم اوڑھے
نکلگیا تھا مالا چار طرف عمر کو ڈھونڈھکر پھر آیا اُسوقت حیرت خود اُٹھی اور شبیہ برّان پر
تلوار لیکر دوڑی وہ ہرچند واویلا کیا کی مگر اُسنے ایک نہ سنا ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا اُڑگیا اُسوقت
خوشی مین آکر ایک نارنج حیرت نے جانب فلک اُچھالا کہ چونسٹھ ہزار نقارہ سحر کا بروے ہوا
بجگیا زمانہ مین تزلزل پڑگیا طائر سحر مبارکباد دینے لگے اور ہر ایک سردار گلے ملنے لگا آپسمین
خوشی ہونے لگی یہان لشکر لیکر پھرخ جو آئی تھی دیوار کو دیکھکر پس دیوار ٹھہر کر سحر کرنے لگی کہ یہ
دیوار گرے بعض ساحر اُڑکر چلے مگر گر پڑے اُسطرف نہ جاسکے دیوار کے توڑنے اور گرانے
کی تدبیر ہونے لگی کسی نے گولا فولادی مارا کسی نے نارنج سے کام لیا لیکن یہ دیوار ملکہ شاہ طلسم
کی بنائی ہوئی تھی گرنا اُسکا دشوار ہوا اتنے عرصہ مین عمر عیار دیو قار پشت لشکر کی طرف حیرت
کی بھاگ کر گیا وہان کچھ دور پر ایک پہاڑی کنارے دریاے خون روان کے تھی اُس

پہاڑی پر عمر چڑھ گیا اور زنبیل سے فرش مخملی نکالکر بچھایا مسند مغرق آراستہ کی چنگیرین جو گھڑے وغیرہ سامنے مسند کے رکھین ڈالیان میوون کی اور گلابیان شراب کی چن دین پھر ملکہ برّان کو زنبیل سے نکالا اور مسند پر بٹھاکر ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی خواجہ کو اپنے پاس دیکھا اور پہاڑی پر اپنے تئین پایا حال استفسار فرمایا عمر نے سب حال بیان کرکے کہا کہ آج دشمنون کی جان پر بنگئی ہوتی جو مین عیاری نہ کرتا اب لشکر مہرخ اور ہمارے تاجدار لیکر آئی ہین مگر راہ نہین پاتی ہین دیکھیے وہ دیوار فولادی مشبک از زمین تا چرخ برین اُٹھی ہوئی ہر اس دیوار کے سبب سے میرا اور آپ کا نکلنا بھی دشوار ہی برّان نے سب حقیقت سنکر کہا کہ خواجہ مین اپنے باپ سے کہکر اس لڑائی مین آئی ہون اُنھون نے یقین ہر کہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے ہونگے مین قتل ہوتی لیکن آپ نے بڑا احسان کیا کہ ذلت سے بچایا اب آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہین بیٹھے بیٹھے غرق زمین ہوگئی اور جہان وہ دیوار کھنچی تھی اُسکی تہ زمین مین جاکر اُسنے قلاب زمین کو جنبش دی حیرت تو جانتی تھی کہ اسطرف کوئی نہ آسکے گا اسوجہ سے سحر کو اُسنے زور نہ دیا تھا دیوار فوراً اسکے قلاب زمین کو جنبش دینے سے موم کی ہوکر اور اُڑاڑا کر گری اور اُسکے گرنے سے کہ کوسون تک جو وہ کھنچی ہوئی تھی ساٹھ ستر ہزار ساحر حیرت نابکار کا جو صفین باندھے استادہ تھا دب کر ہلاک ہوگیا اور حیرت گھبراکر پکاری کہ ارے یہ کون سا بدبخت ساحر تھا جسنے دیوار میرے سحر کی گرادی یہ کہہ رہی تھی کہ برّان تہ زمین سے نکلی اور نعرہ زن ہوئے کہ سنم ملکہ برّان شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حیرت اسکی طرف لپکی اور ایک طرف سے دیوار جو گری مہرخ اور ہمارے تاجدار حملہ آور ہوئی بقیہ فوج حیرت سے سحر کی چوٹین اور شمشیر سحر چلنے لگی اور برّان شمشیر زن اُڑکر روے ہوا پر گئی حیرت بزور سحر اُڑی لیکن روے ہوا سے ہزارہا چاند ٹوٹ کر زمین پر گرے کہ حیرت کی آنکھین خیرہ ہوئین اور زمین پر اُتر آئی اور ایک نارنج سحر کی جھولی سے نکالکر اُن چاندون کے اوپر مارا کہ وہ چاند سب ماند ہوگئے اُسوقت برّان نے اپنے باپ کی نصیحت کے بموجب پتلی یاقوت نگار روے ہوا پر ڈبیا سے نکالی کہ وہ پتلی برّان کی ایسی صورت بنگئی اُس سے حکم دیا کہ مین تیری لڑائی دیکھتی ہون جا اور میرے

حریفون کا مقابلہ کر پتلی برّان بنی ہوئی زمین پر اُتری اور حیرت پر چلی کہ ایک دو ہتڑ اُسپر
مارون حیرت نے فوراً اُسکے ہاتھ بلند ہوتے ہی سحر پڑھا کہ ایک پنجہ نے پیدا ہو کر ہاتھ پکڑ لیے
برّان نقلی نے سحر پڑھا کہ پنجہ موم کا ہو گیا ہاتھ چھوٹے پھر یہ ایک چابک سحر کا لیکر چلی اور پکاری
کہ روئی کی طرح سے اگر نہ دھنک ڈالا تو نام اپنا برّان نہ رکھا حیرت نے پکار کے کہا ارے
چھوکری یہ موم کا چابک لیکر آئی ہو بس وہ چابک موم کا ہو گیا اب حیرت سحر کا خنجر لیکر چلی
شبیہ برّان نے سحر کیا کہ دو پنجون نے پیدا ہو کر حیرت کے بھی ہاتھ پکڑ لیے اُسوقت
ایک لال از خود ظاہر ہو کر حیرت کے کان کے برابر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ ای ملکہ یہ برّان
نہین ہی جو تمسے لڑتی ہی بلکہ ہمشبیہ اُسکے ہی یہ کہکر لال تو غائب ہو گیا اور ملکہ نے بھی ایک
مشت خاک اُٹھا کر اپنے گریبان مین ڈالی کہ آپ اُس خاک کے ڈالنے سے غائب ہوگی
اور بجائے اُسکے ایک اور حیرت پیدا ہو کر مقابل ہمشبیہ برّان ہوئی اتنے عرصہ مین
لرزان و زلزلہ و رعد و برق و بہار و نافرمان شکوہ زرین قبا اور ابریق اور مصور
وغیرہ سے آکر گتھ گئے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار انھون نے لگا دیے آتش
سحر نے اپنا فروغ دکھایا دشمنون کے جان و تن کو جلایا ہزارون جہنم کے کندہ ہوئے
فی النار و السقر کہکر مسلمانون نے کنارہ کیا ہا دوگرنیان درگور کہکر ہٹین اور دوسری
طرف لڑنے لگین ہر طرف یاران تیر اور صدائے دار و گیر تھی تیزی سینے توڑنے پر آمادہ
گرز سر کچلنے پر لات زنی کرتے ایک سے دوسرا لپٹا ہوا بھوت سر پر جادو کا چڑھا تلوار کا
آسیب جن جن کو پچھاڑتا تھا اُنکی جان بھینٹ مین لیتا تھا پتھر برسکر اپنی سنگدلی
دکھلاتے تھے سانپ زہر اُگلتے جاتے تھے موذی بن جاتے تھے دریائے خون روان
تھا تھل بیڑا لگنا مشکل تھا تا دیر خوب بھر کر تلوار چلی تھی فوج دشمن مین ہلچل پڑی تھی
جان بچانے کو ترستے تھے کہ ابیات

دو لشکر برابر کشیدند صف	سواران ہمہ برلب آوردہ کف
زمین تار شد آسمان چون بنفش	زبس نیزہ و پرنیانی درفش
ہوا شد زگرد سپہ آبنوس	زنالیدن بوق و آوائے کوس

تو گفتی کہ دریا بجوشد ہمی — نہنگ اندرون خون خروشد ہمی
ز زخم تبرزین و گوپال و تیغ — ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ
چو بر مینش خورشید دامن کشید — چنان شد کہ کس روئے گیتی ندید
تو گفتی ہوا تیغ بارد ہمی — بخاک اندرون لالہ کارد ہمی
وا فگندہ گیتی بر آنگونہ گشت — کہ کرگس بنا رست بر سر گذشت
گردہی بکندہ درون پر ز خون — دگر سر بریدہ فگندہ نگون
ز دریا ہمی خواست از باد موج — سپاہ اندر آمد ہمی فوج فوج
ہمہ دشت مغز و جگر بود دل — ہمہ نعل اسپان ز خون تر ز گل

سپاہ تو اسطرح جانبازی کر رہی تھی اُدھر دونون شبیہین برّان و حیرت کے لڑ رہی تھین حیرت نقلی نے ایک بجلی برّان نقلی پر گرائی برّان نقلی نے اُف جو کی وہ بجلی اُلٹ کر حیرت پر گری اُسنے ردسحر کیا اور دوڑ کر تلوار ماری برّان کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ دونون ٹکڑے پھر ملگئے برّان زندہ ہوکر جھپٹی اور حیرت کے تلوار ماری کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے لیکن وہ ٹکڑے بھی آپسمین ملگئے اور حیرت بھی زندہ ہوئی یہ خبر لڑائی کی افراسیاب کو پتلون نے سحر کے پہونچائی وہ وہان سے اُڑ کر چلا اور قریب لشکر جنگ پہونچکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ پہاڑ سے کئی ہزار من کی ایک سل جُدا ہوکر اُڑی یہ سل کو اُڑائے ہوئے جب سر لشکر پر پہونچا دیکھا کہ اسطرح جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی کہ سب آپسمین بھڑے ہوئے ہین اگر یہ سل گرا دُونگا تو اپنے پرائے سب کام آئینگے اور دب جائینگے یہ مناسب نہین ہی چنانچہ یہ سوچکر اُس سل کو تو الگ گرا یا اور سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ حیرت اصلی کو جو روئے ہوا پر تھی پنجہ مین اپنے دابکر ایک سمت کو لیے چلا گیا وہ ہمشبیہ حیرت بھی غائب ہوگئی اُسوقت ملکہ کے نہونے سے مصور اور صورت نگار وغیرہ سردارون نے طبل آسائش بجوا دیا از بسکہ مہرخ جانتی تھی کہ برّان چھوٹ چکی ہی اسوجہ سے یہ بھی بفتح و فیروزی طبل امان بجوا کر پھرے اور راہ مین بہت کچھ زر نثار کیا پھر اپنے اپنے مقام پر پہونچکر لشکرون نے کمر کھولی آسودہ ہوئے لاشین غار کھود کر گڑوا دین میدان پاک و صاف کرا دیا مہرخ بہار نا فرمان برق رعد وغیرہ

سب اس جنگ مین زخمی ہین اُنکے ٹانکے وغیرہ دلوائے برّان بھی آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی
شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمر بھی آکر کرسی پر بیٹھا چالاک وغیرہ عیار بھی آئے
اور شریک جلسہ عشرت ہوئے چالاک نے اسوقت چپکے چپکے کہا کہ بھئی میری تو عقل حیران ہی
یہ عجب طرح کا طلسم ہی کہ جسکا فتح ہونا دشوار نظر آتا ہی برّان نے اسکو بکتے دیکھکر کہا کہ ای چالاک
تم کیا بڑبڑا رہے ہو عرض کی کہ ای ملکہ مین یہ کہتا ہون کہ یہان تمام عمر یون ہی لڑائی رہیگی یہ جگہ
نہایت قلب اور سخت ہی آجتک طلسم کشا اور مہ جبین کا حال ہی نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے
سوا اسکے اور کچھ سنائی نہین دیتا کہ گنبد نور پر قید ہین دوسرے یہ کہ خواجہ کے عقب مین
شب رنگ عیار لشکر اسلام سے چلا تھا اسکا پتا نہین کہ کدھر گیا یہان آکر ہمنے سنا ہی کہ ہفت رنگ
قلعہ کے آگے ملک لوح داران ہی مگر اُسکا حال بھی نہین کھلتا کہ مالک لوح کون ہی اور کیونکر دستیاب
ہوگی اور تو سب درکنار اتنا تو دریافت نہین ہوسکتا کہ پل پریزادان کیونکر برطرف ہو اور یہ دریا
سحر کا جو بیچ مین حائل ہی کسطرح موقوف ہو جو راستہ کھلے اور ہم لوگ بیخوف و خطر جاکر وہان عیاری
کرین بس جب یہ نہین ہوسکتا تو ملک لوح داران تک کون جائیگا غرض میری عقل کام نہین کرتی ہی کہ
آئندہ کیا ہوگا خدا مالک ہی جو وہ چاہے گا وہ کرے گا برّان شمشیر زن نے کہا کہ ای چالاک حقیقت
مین تمنے جو کچھ کہا بہت بجا اور درست ہی لیکن اگر برّان شمشیر زن جیتی ہی تو چالیس دن مین دریائے
خون رواں خشک کر دیگی اور پل پریزادان توڑ ڈالے گی عمر نے کہا ای ملکہ کار نیست مشکل دلا مرد است
دشوار برّان ہنسی اور کہا خواجہ جسطرح تم کہتے ہو یون ہی ہی حال اسکا یہ ہی کہ جسطرح بے لوح کے
طلسم نہین فتح ہوتا ہی یہ پل بھی ویسا ہی سخت ہی لیکن اسکے احوال سے مین خوب ماہر ہون دریائے
خون رواں اور یہ پل اس طلسم سے تین سو برس آگے بنا ہی افراسیاب کے دادا پردادا نے بنوایا تھا بس
وہ بھی تو ساحر ہی تھے حکیم طلسم جو بانی طلسم ہین اُنکی شرکت اسمین نہین ہی اسوجہ سے مین نے یہ
ارادہ کیا ہی ورنہ میری کیا مجال تھی جو بنگاہ کج بھی اس پل کی جانب دیکھ سکتی یہ کہکر ملکہ اور سب
مصروف عیش و نشاط ہوئے شراب و کباب کھانے پینے لگے بعد اسکے ملکہ برّان نے کہا اے خواجہ
خدا حافظ اب ہم خدمت پدر نامور مین جاتے ہین اور ہوسکتا ہی تو اُنسے اجازت لیکر کوہ رخشان کو
جائینگے اسوقت معمار قدرت نے بھی کہا کہ خواجہ مین بھی رخصت ہوتا ہون زخمی ہوگیا ہون

شفاخانہ سامری مین جاؤنگا اور علاج کر کے وہان سے جو آؤنگا تو قلعہ بناؤنگا اور قلعہ کیا نام کن
مجکو بزور کہانت ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضرور تر مجکو قلعہ بنانا ہوگا اور تالاب جمشیدی بنانا پڑیگا
مگر ابھی ساعت اُسکی نہین ہی وہ اور وقت ہوگا اسکا حال مین ابھی کہہ نہین سکتا یہ کہکر سب سے
رخصت ہو کر اول سمار ہی ایک طرف کو اُڑ کر روانہ ہوا اسکے بعد ملکہ بران نے اپنے ناظمان
دربند کو فرمان لکھا کہ تم کوچ کر کے قریب تر لشکر مہرخ کے آکر اُترو اور ہمارے تاجدار سے
کہا کہ تم بھی اپنا لشکر لیکر ملحق لشکر ناظمان طلسم نور افشان مین جاکر ٹھہرو اور میرے آنے کا انتظار کرنا
خبردار بے سمجھے بوجھے نہ لڑنا اگر کوئی آفت خدانکردہ لشکر مہرخ پر آئے کہ جسمین تمھین لڑنا
لازم و ملزوم پڑے جب بھی تم عریضہ شہنشاہ کوکب کو لکھنا وہ سمجھ لینگے لیکن تم دخل نہ دینا ہمارے
تاجدار اور خورشید جادو وغیرہ حسب ارشاد کوچ کر کے دامن کوہ سیاہ مین جاکر اُترین اور فرمان
جب ناظمان طلسم کو پہونچا وہ بھی کوچ کر کے ملحق لشکر ہمارے تاجدار آکر اُترے دامن کوہستان
مثل شہر معمور کے آباد ہو گیا صحرا مین پچاس ہزار کہین تیس ہزار کہین بارگاہین اور کہین خیمے استادہ ہوگئے
بازارین کھل گئین کٹورے بجنے لگے جب یہ انتظام ملکہ عالی مقام فرما چکی اُسوقت مہرخ وغیرہ
سے رخصت ہو کر خدمت پدر نامور مین گئی اور سارا ماجرا معرض بیان مین لائی پھر استدعا کی
کہ مجکو کوہ رخشان کی جانب حضور روانہ کرین کوکب نے اُسکو روکا کہ چندے تامل کرو مین
تمکو بھیجتا ہون یہ اپنے مقام پر بعیش و عشرت انتظار رخصت پدر مین ٹھہری حال اُسکا انشاءاللہ
بیان ہوگا اب حال حسرت اشتمال حیرت بدخصال مذکور ہوتا ہی کہ اُسکو جو افراسیاب خانہ خراب
پنجہ میں دابکر اُٹھالے گیا تھا تو وہ سیدھا باغ سیب مین اُسکو لایا اور ہوشیار کر کے اپنے پہلو مین
بٹھایا حیرت آنکھ کھلتے ہی رونے لگی شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ تم میرے سمجھانے سے یہان نہ مانوگی
اب تم سوار ہو کر اپنی بارگاہ مین جاؤ مین بھی وہین آتا ہون حیرت از بسکہ رنجیدہ خاطر تھی شاہ کے
رخصت کرتے ہی طاؤس سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی اور اپنی بارگاہ مین پہونچی یہان سردار
طبل امان بجوا کر جو پھرے تھے تو انتظار ملکہ مذکور رکھتے تھے اُسکے آنے سے بہت خوشنود ہوئے
اور استقبال کر کے تخت پر لاکر بٹھایا اُسنے دیکھا تو اس جنگ مین ہر سردار زخمی ہی سوائے صنعت
کے کہ وہ اس لڑائی مین نہ تھی اور جو کوئی کہ موجود تھا اُسنے زخم کاری ملازمان بران کے ہاتھ سے

کھایا تھا سبکے سر وپشت وپہلو فگار تھے اُنپر مرہم سحر کی پٹیان چڑھی تھین حیرت یہ دیکھکر آبدیدہ ہوئی
اور مقتولون کو جو شمار کیا تو ہزارون ہی کیا لاکھون آدمی مارا گیا تھا بہت بڑا رن پڑا تھا
ملکہ نے کہا کہ اب چالیس روز تک صف ماتم بچھانا چاہیے یہ سنکر سب سردارون نے عرض کیا
کہ ای ملکۂ عالم سامری وہ دن نہ کرے کہ آپ صف ماتم پر بیٹھین نظر بفضل جمشید ولقا رکھیے کچھ
آپ نے لڑنے مین کمی تھوڑی کی جو آپ صف ماتم پر بیٹھین دشمنون کو موقع خندان و دندان نما
کا ملیگا سب قہقہے لگائینگے ای ملکۂ طلسم شراب پیجیے کباب کھائیے ناچ دیکھیے دل بہلائیے یہ تو لڑائی ہی
کبھی بنی کبھی بگڑی اور بگڑے دشمنون کی بگڑی کیا آپ تو ایسا لڑین کہ شہنشاہ بھی ایسا نہ
لڑتے یہ کہو کہ شہنشاہ نے آکر طبل امان بجوا دیا ورنہ آج تو آپ خاتمہ کر چکی تھین حیرت نے
کہا شہنشاہ تو مالک ومختار ہین اُنھین کا تو یہ سب کھیل بگاڑا ہی ای بایمان خود اگر بران شمشیر زن
مجکو زخمی کرتی ایسا کہ مین قریب ہلاکت ہوجاتی تو بھی مین اُسکو زندہ چھوڑتی یہ باتین ہورہی تھین
کہ طاؤس سفید رنگ بلور کا آیا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا ملکہ نے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ
ای ملکہ ای خاتون سن ہم باغ مینا مین سیر کو گئے تھے اب طلسم کی سیر کو آتے ہین تم بھی وہین آؤ
تمھارے ہمراہ پھر ہم بارگاہ مین تمھاری آئینگے یہ نامہ پڑھکر طاؤس کو تو رخصت کردیا اور
آپ کل سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر کنارے دریائے خون روان کے گئی دروازۂ طلسم اکثر
بیان ہوا ہی کہ اندر دریا کے ہی چنانچہ وہ دروازہ کھلوا دیا اور داخل دروازہ ہوئی اڑھائی
سو گز کا ایک ستون بلند ہی اُسپر اُس دروازے سے آگے بڑھکر ایک دروازہ اور تھا ملکہ
اُس دروازے مین بھی قدم زن ہوئی لیکن ہنوز داخل در مذکور نہوئی تھی کہ سواری بادشاہ
طلسم کی نمودار ہوئی پتلے اور پریزادان طلسم آگے آگے صدائے طرقوا در روش دیتے چنور
بال ہما کا سر پر ہوتا مرکب بلند پر بادشاہ سوار ستّرہ اٹھارہ سو غلام حبشی بجا ہمراہ رکاب نحوست انتساب
دھنی سمت آسمان سرخ رنگ چھایا ہوا بائین جانب بر زنگاری سایہ فگن ساتھ چلا آتا ملکہ و سردارون نے
یکے بعد دیگرے شاہ کو مجرا کیا ملکہ کو بھی حکم ہوا کہ یہ بھی طاؤس پر سوار ہوئی گھنٹے اور ناقوس پھنکے
سب سردار علی قدر مراتب بعض پیدل بعض سوار ہوکر ہمراہ چلے بادشاہ دروازۂ طلسم سے نکلکر جانب
بارگاہ حیرت خود سر آیا یہان بھی ہر ایک نے بہر تسلیم سر جھکائے بادشاہ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا

سبکو زخمی دیکھکر افسوس کیا اور کہا بڑی لڑائی ابکی پڑی کہ سب زخمی ہوگئے اور ابھی کیا جنگ ہوئی ہی لڑائی جب ہوگی کہ جب ناظمان طلسم نورافشاں ہمراہ کوکب آکر لڑینگے اور اسد اگر چھوٹ گیا تو قیامت کا سامنا ہی حیرت اسنے کہا آپ کی رحم دلی سے جو کچھ ہو وہ تھوڑا ہی ورنہ ہم لوگوں نے کیا کوئی دقیقہ اس لڑائی میں اُٹھا رکھا ایسا کہ جو اُدھر سب زخمی ہین تو اسطرف بھی زخمی ہین شاہ نے کہا اسی لیے مین نے تمسے کہا تھا کہ مین تمھین بارگاہ مین سب سردارون کے سامنے سمجھاؤنگا چنانچہ ای ملکہ برا ماننے کی بات نہین ہی بڑان دختر کوکب صرف اپنی بات کے لیے لڑتی ہی کچھ اُسکا ملک و مال نہین چھنا جاتا ہی پھر دیکھو کیا کیا جانبازی کرتی ہی اور تمھارا ملک چھنا جاتا ہی اُسپر تم جو لڑتی ہو تو اُسکی برابری نہین کرسکتین بڑی غیرت کی بات ہی میری جان تمھارے تو دلکو لگی ہی اُسپر یہ حال ہی کہ اُنسے کم ہی رہتی ہو اور اُسکے دلکو نہین لگی ہی اگر وہ اپنے تئین کم زور سے پائے تو میرے پاس چلی آئے سارا ملال جاتا رہے لیکن کیا بات کا پاس ہی کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول ہی مگر بات جانا گوارا نہین اگر وہ تمھارے برابر بھی رہی تو میرے نزدیک وہ ہی غالب رہی کہ تمھارا گھر چھنا جاتا ہی اُسکا کوئی گھر نہین چھین سکتا ہی اُسکے زبردست رہنے کا یہ سبب ہی کہ وہ دن رات مشغلہ سحر و ساحری کا رکھتی ہی اور تمکو رات دن شغل عیش و شراب خواری ہی مین آج اسی لیے تمکو اُسکے مقابلہ سے اُٹھا لے گیا کہ اگر تم گرفتار ہو جاتین تو یہی نام ہوتا کہ معشوقہ شہنشاہ ساحران ایک چھوکری کے ہاتھ سے قید ہوگئین ای ملکہ ایک مرتبہ کا گرفتار ہونا اور لات پر چڑھکر ذلت اُٹھانا کیا تمکو یاد نہین یہ باتین شاہ کرکے مخاطب بجانب اہل دربار ہوا اور کہا کیون صاحبو مین سچ کہتا ہون یا جھوٹا مین دروغ ہی سب نے عرض کیا کہ حضور واہ واہ شہنشاہون کی عقل بھی شہنشاہ ہوتی ہی واقعی حضور نے جو کچھ کہا کنقش الحجر ہی حیرت نے بھی کہا جو کچھ آپنے ارشاد فرمایا بجا و درست ہی مگر مین اگر عیش مین پڑگئی ہون تو آپ خود ہی کسی ایسے ساحر کو کیون نہین ان نمک حرامون کے غارت کرنے کو بلاتے تاکہ یہ ذلتین جائین شاہ نے فرمایا کہ دیر آید درست آید دیکھو مین تدبیر اسکی کرتا ہون تم رنج و غم نہ کرو یہ کہکر ملکہ کو گلے سے لگایا پھر ساقیان خوش ادا و مطربان ترنم سرا کو یاد فرمایا اپنے ہاتھ سے جام مے سرخ ملکہ کو پلایا ناچ ہونے لگا جلسہ عشرت جما جب ملکہ خوش مزاج ہوئی اور بارگاہ مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی اُسوقت قلم سحر رقم سے ایک نامہ ملکہ صنعت سحر ساز

لکھا مضمون یہ تھا کہ اے صنعت جب مین لڑنے کو نکلا تھا تو اُسوقت مجکو آکر تمنے فہمائش کی اور
لڑنے سے باز رکھا اِس زمانے سے ایک وہ جنگ لڑے کے جو تم گیئن تو نہین معلوم کہ وہان کیا
بیٹھی کرتی ہو تمھارے نزدیک جیسے طلسم مین کسی سے لڑائی ہی نہین ہے اب چاہیے کہ بفور دیکھنے
اِس نامہ کے اپنے تئین لشکر حیرت مین پہونچاؤ اور جو کچھ تم سے درباب رزم ان باغیون کے ساتھ
ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کرو تاکید جانو یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے مین باندھ کر روانہ کیا اول مین لکھا ہے
کہ گنبد نور کے اطراف مین بہت بڑا ملک ہے کہ جہان کی صنعت حاکم و ناظم ہے اور لشکر کشی وہ کر چکی ہے
گنبد نور سے پشتہ رنگین حصار کے دامن تک لشکر اُسکا اُترا ہوا ہے اور اُسکا بھی ہزارون ساحر کام
آچکا ہے اب وہ سحر اپنا تیار کرنے اپنے مقام پر گئی تھی چنانچہ سحر تیار بھی کر چکی ہے آنے والی تھی کہ
طائر نامہ بادشاہ لیکر پہونچا ملکہ مذکورہ اپنی دار الامارۃ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھی کہ طائر نے
آکر نامہ دیا اُسنے اُسکے گلے سے نامہ کھولکر پڑھا اور اُسکے مضمون سے آگاہ ہوکر جواب مین عرضی
لکھی کہ کنیز ابھی ابھی حاضر ہوئی ہے اگر ملازمان شوکت نشان بادشاہ ملکہ حیرت کی بارگاہ مین
کچھ دیر تشریف رکھینگے تو ملازمت میسر ہوجائیگی ورنہ مین تو حاضر ضرور ہونگی طائر کو تو
رخصت کر دیا اور آپ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہوکر چالیس اژدرون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار
ہوئی کنیزین انیسین جلیسین ہمراہ رکاب چلین [illegible] بعد قطع مسافت راہ حاضر بارگاہ حیرت ہوئی یہان
طائر نے عرضی لاکر شاہ کو دی تھی وہ انتظار مین تھا کہ صنعت آکر اُتری اور بارگاہ مین آکر اُسنے
تسلیم کی نذر دی پھر کرسی وزارت پر متمکن ہوئی شاہ نے اشارہ کیا ساقی نے جام مے ناب دیا جب
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا شاہ نے فرمایا کہ اے صنعت کل کی لڑائی کا تمنے کس سے حال سُنا
اُسنے کہا کہ مین اپنے مقام پر تھی اور مصروف سحر خوانی تھی اسوجہ سے اخبار بھی نہین دیکھا مجکو معلوم نہین
اور اے بادشاہ مجکو بڑا تعجب یہ ہے کہ نہ تو ملکہ ہم لوگون کو یاد کبھی فرماتی ہین اور نہ آپ بُلاتے ہین جسکے
پاس ایسے ایسے زبردست ساحر ہون اور وہ کسی کو یاد نہ کرے شاہ نے کہا مین نے اِسی وجہ سے
آج تمکو بلوایا ہے کہ اب تم بھی سامری کا نام لیکر ہمت مضبوط باندھو اُسنے عرض کیا کہ کنیز آج اسلیے
حاضر خدمت ہوئی ہے صرف آپ کے حکم کی دیر ہے یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین مگر بارگاہ تو کبھی عیارون
سے خالی نہین رہتی ہے ضرغام شیر دل اور جانسوز بھی صورت بدلے ہوئے یہان موجود تھے اور

مشورۂ ساحران غدار سُن رہی تھی غرض بادشاہ صنعت کو الگ اُٹھا کر لے گیا دونون عیّار
بھی راہ کترا کر بھولا وہ دیکر ایک طرف کو اُس تخلیہ مین آکھڑے ہوئے اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ مین تمکو
اسلیے الگ لایا ہون کہ اب کون سحر ان نمک حرامون پر کروگے اُسنے جواب دیا کہ حضور مین نے سحر
ہفت بیضہ تیار کیا ہی یہ بیضہ خاص عقاب جمشید کے ہین آپ ملاحظہ فرمایئے گا کہ اُس سحر سے اندھیر
ہوگیا یا نہین شاہ نے کہا اب ذکر کسی سے اسکا نہ کرنا ورنہ یہ بیضہ بدبجائینگے اب مجکو اطمینان ہوا اگر
یہ سحر ایسا ہی ہی جسکو تم تیار کرکے لائی ہو یہ کہکر وہان سے پھر کر تخت پر آکر بیٹھا صنعت بھی آکر کرسی پر بیٹھی
اور تا دیر شریک جلسۂ عیش رہی پھر رخصت ہوکر اپنے لشکر کی طرف چلی جانسوز اور ضرغام بھی
اسکے عقب مین چلے اور جب وہ ڈیڑھ دو کوس نکل گئی اُسوقت جانسوز نے قران ایک جادوگر
کی صورت بنا کر رنگ سے اُسکے چہرۂ تاریک کی سیاہی شب دیجور شرماتی تھی ایک ہونٹھ پرہ بینی سے
گذرا ہوا دوسرا تھوڑے سے نیچے لٹکا ہوا جسم پر مثل خرس کے بال تن سیاہ کے وبال موتیون کے
مالے گلے مین ڈالے یاقوت کا تاج سر پر رکھا سانپ کا تازیانہ ہاتھ مین لیا ایسا سانپ موم کا کلدار
بنایا تھا کہ دمبدم زبانین نکالتا تھا جھولا بادلہ کا گلے مین ڈالا ترنج ناریل ہاتھ مین لیکر اچھالتا ہوا
جست و خیز کرتا چلا اور بہت جلد قریب صنعت پہونچکر پکارا کہ سنم نامہ دار افراسیاب صنعت نے
طاؤس اپنی سواری کا روکا اسلیے کہ ابھی شاہ نے مجکو بلایا تھا شاید کچھ اور بات یاد آئی ہو وہ کہلا بھیجی ہو
غرض جب اُسنے سواری روکی یہ قریب تو پہونچ چکا تھا ہی اُسنے کہا کہو کیا نامہ لائے ہو اُسنے کہا
واہ آپ تو خوب آدمی ہین کہ روے ہوا پر طاؤس لیے کھڑے ہو راز بادشاہ اور مین یہان سے
چیخ کر کہون اور نہ مجکو یہ حکم ہی کہ وزیر بادشاہ سے بے ادبی کرون یعنی اُڑکر قریب طاؤس آؤن
اور منھ کان سے ملاؤن آپ کو چاہیے کہ نامۂ شاہ کی تعظیم کے لیے زمین پر اُترین اور بعزت تمام
نامہ لیتین صنعت یہ سنکر شرمندہ ہوئی مگر ہنس پڑی اور ادھر اُدھر دیکھکر ایک کنوان تھا پختہ
اونچی جگت اُسکی بنی تھی اُسپر اُتری طاؤس کو سحر کرکے روک دیا جانسوز نے کہا حضور نے فرمایا ہی کہ
سحر ہفت بیضہ ایسا نہین ہی کہ کوئی اُسکو کر سکے ای ملکہ تم عیّارون سے غافل نہ رہنا صنعت نے
کہا میری جانب سے عرض کر دینا کہ لونڈی ایک دم غافل نہین ہی جانسوز نے کہا ای ملکہ کیا خاک
ہوشیار ہو دیکھو جنکو تمہاری ممانعت تھی وہ تو پس پشت کھڑے ہین یہ سننا تھا کہ صنعت نے پھر کے

دیکھا جانسوز نے حلقۂ کمند کے گانٹھ کر مارے کہ ساتون بندیجی ہو گئے وہ کھبرا کر اُدھر کھڑی اُسنے
بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی حسب اتفاق یہ اکیلی لشکر کو اپنے اسلیے جاتی تھی کہ بادشاہ نے
کہدیا تھا اب تم زیادہ مجمع اپنے ساتھ نہ رکھنا تو اُسنے انہیسون کنیزون سے کہا تھا کہ تم میرے بعد لشکر میں
آنا بس یہ تنہا تھی کہ جانسوز نے بیہوش کرکے پشتارہ اسکا باندھا اور لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد
راہ طی کرکے اپنی بارگاہ مین پہونچا اور اُدھر ضرغام نے آکر عمر کو مجرا کیا خواجہ نے کہا کہ مزاج اچھا ہی اُسنے
کہا حضور مین تو اچھا ہون مگر صنعت آئی ہی اور اُسکا بیان ہی کہ مین سحر ہفت بیضہ تیار کرکے
لائی ہون عمر نے کہا خدا مالک ہی خواجہ تو یہ کہکر چپ ہو رہے مگر مہرخ اور بہار وغیرہ کا رنگ رخسار
زرد ہو گیا اور بدحواس ہو گئین عمر نے اُنکے چہرے کو دیکھکر پہچانا کہ انکو کچھ تردد بڑا لاحق ہوا بس استفسار کیا
کہ ای ملکہ مہرخ و بہار کیون خیر تو ہی اُنھون نے کہا خواجہ سلامت سحر ہفت بیضہ بہت بڑا نایاب اور زبردست
ہی رد اُسکا ہونا ہمسے تو کیا شاہان طلسمات سے بھی ممکن نہین عمر نے کہا نظر بافضال کردگار رکھو اور چپ رہو
کچھ مُنھ سے نہ نکالو ورنہ لشکر تمام بدحواس و بیدل ہو جائیگا یہ کہی رہا تھا کہ جانسوز پشتارہ لیے آیا اور خواجہ کو
اُسنے تسلیم کی عمر نے کہا کہ اہا جانسوز بن قران آج تو بڑا مال لوٹ لائے کہ پشتارہ اُٹھ ہی نہین سکتا ہی
کیا کسی مہاجن کا گھر لوٹا ڈاکا مارا جانسوز نے کہا مال سے بڑھکر یہ مال ہی مین صنعت غیبانی کو لایا
ہون بڑا ارادہ کرکے چلی تھی مہرخ یہ سُنتے ہی اُچھل پڑی اور جانسوز کو گلے سے لگایا اور کہا تو نے
بڑا کام کیا اچھا پشتارہ کو کھولو اُسنے پشتارہ کھولا لیکن کنیزان صنعت جو عقب صنعت چلین لشکر میں
آئین دیکھا کہ یہان صنعت نہین ہی غلغلہ کیا کہ نہین معلوم کہان گئین اور جب پتا نہ لگا تو پھر کر افراسیاب
پاس آئین اُسنے پوچھا کہ ای گلزار جادو و ای گل خار جادو تم کہان آئین اُنھون نے عرض کیا کہ ملکہ صنعت
کا پتا نہین سُنتے ہین کہ ایک ساحر راہ مین اُنکو ملا تھا اور نامہ دار آپ کا اُسنے بیان کیا ملکہ نے سواری روکی
اور ایک کنوئین پر اُتریں وہین سے غائب ہو گئین اب پتا نہین کہ اُنپر کیا گذری شاہ نے یہ حال سنکر
ایک قہقہہ مارا اور اپنے دونون ہاتھ بند کرکے کھولے اور اُنکو بغور دیکھکر کہا یار و کیا غضب کے عیار ہین
جانسوز بن قران صنعت کو لے گیا ہی یہ کہکر شاہ نے دونون ہاتھ اپنے بلند کیے سبنے دیکھا کہ پنجے پیدا ہوئے
اُنسے حکم دیا کہ ای پنجہ ہائے سحر جلد بارگاہ مہرخ سے صنعت وزیرہ کو اور جانسوز بن قران کو اُٹھا لاؤ
وہ پنجے جانب آسمان اُڑ کر گئے اور غائب ہو گئے بارگاہ مہرخ مین پشتارہ جانسوز نے کھولا تھا اور

جانسوز کھڑا تھا مہرخ نے کہا تھا کہ ٹھہر جاؤ مین وہ تلوار لے آؤن کہ جس سے ایسے زبردست ساحر قتل ہوسکین یہ کہکر اُٹھی اور جانب سلح خانہ گئی اُسوقت فلک پر بجلی چمکی عمر نے تو جلد گلیم اوڑھ لی اور جانسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر سب گھبرا کر کھڑے ہوگئے یکایک آواز مہیب آئی اور پنجے فرستادہ شاہ جادوان جو چمک کر گری جانسوز کو اور صنعت کو اُٹھا کر لے گئے اُسوقت ساحرون نے نارنج ترنج وغیرہ مارے اور مہرخ بھی تلوار برق کردار لیکر آئی مگر وہ پنجہ قندیل فلک ہوگئے مہرخ نے کہا یہ پنجے خاص افراسیاب کے بنائے ہوئے تھے انکا تعقب بیکار ہی ناچار سب خاموش ہورہے اور پنجون نے دونون کو لے جاکر سامنے بادشاہ طلسم کے پہونچایا شاہ نے جانسوز کو مسحور کردیا اور صرصر کو بلوا کر حکم دیا کہ انکو ہوش مین لاؤ صرصر صنعت کو ہوش مین لائی وہ ہوشیار ہوکر حیران ہوئے کہ تو کہان آئی شاہ نے کہا کہ حیران کیون ہو یہ عیار تمکو لے گیا تھا مین نے اسطرح بلوا لیا ہی صنعت نے یہ سنکر اور غیظ مین آکر تلوار سحر کی کھینچی اور ایک ہی ہاتھ مارا اگر پڑ جاتی تو جانسوز کا پتا نہ معلوم ہوتا لیکن شاہ جادوان نے تلوار کو سحر سے روک لیا اور کہا اے صنعت میرے سامنے نہ قتل کرو بغیر چھ مہینے گذرے ہوئے میرے سامنے قتل کرنا نہ چاہیے صنعت نے کہا مین اس موئے کو الگ لے جاکر مار ڈالون گی یہ کہکر پنجہ مین داب کر بغضب تمام اسے لے اُڑی اُسوقت جانسوز کے پکڑ آنے سے چالاک بھی دوڑا تھا اور صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آکر ٹھہرا تھا کہ پنجے یہین لیکر آئینگے غرض اب صنعت اُسکو لیکر اُڑی چالاک بھی پیچھے پیچھے اُسکے بطور مخفی روانہ ہوا لکھا ہی کہ دریائے خون رواں کے پاس کچھ غار ہین اور کچھ پہاڑیان ہین کہ اُنکی گھاٹیان ہین انھین گھاٹیون کے قریب ایک نشیب مین صنعت نے جانسوز کو لاکر اُتارا اور خنجر نکال کر چاہا تھا کہ سر کاٹون اُسوقت سحر نے خبر دی کہ اے ملکہ تمھارے پیچھے پیچھے چالاک بن عمر بھی آتا ہی یہ اس خبر کو معلوم کرکے تھم گئی اس اثنا مین چالاک بھی ساحر بنا ہوا سامنے آیا اور اُسنے دیکھا کہ صنعت خنجر کھینچے جانسوز کو قتل کیا ہی چاہتی ہی یہ دیکھکر اُسنے للکارا کہ او بڑھیا ڈھڈو لگاتہ شیطان کی خالہ کیا اس مجبور و گرفتار کو قتل کرتی ہی ادھر آ میرا سامنا کر صنعت تو معلوم کرچکی تھی کہ چالاک آتا ہی بس اُسنے اسکی باتیں سنکر کہا کہ ارے مونڈی کاٹے جوانا مرگ کیون تیری شامت آئی ہی اسوقت تو میری محنت برباد کرنے آیا ہی مگر یہ ہونا نہین دیکھ یون مار ڈالتے ہین چالاک نے بجواب ان کلمات کے کہا کہ تو کیا

مار ڈالے گی دیکھ یوں ہم مار ڈالتے ہیں اور مارنے والے ایسے ہوتے ہیں یہ کہکر ایک بیضۂ غلہ کی طرح غلیل میں رکھکر بچالاکی تمام صنعت کی ناک پر تاک کر جو مارا اسکی ناک پر پڑ کر وہ غلہ پھوٹ گیا اور اسکو تڑاق تڑاق چھینکیں آنے لگیں بیہوش ہوکر گری چالاک نے آتے ہی جانسوز کو رہا کیا اور خنجر نکالکر چاہا کہ صنعت کا سر کاٹ لے لیکن یہ ساحرہ سخت جان وزیرہ شاہ جادوان ہو مرنا کم جانتی ہی بقدرت کردگار افراسیاب بعد فہمائش حیرت اپنے باغ سیب کی طرف اٹھکر چلا تھا اسطرف آنکلا اور اسنے دیکھا کہ ملکہ صنعت تو بیہوش پڑی ہی اور چالاک بن عمرو قتل کیا چاہتا ہی یہ دیکھکر اسنے نعرہ کیا کہ باشید باشید سنم افراسیاب جادو چالاک اور جانسوز یہ نعرہ سنتے ہی وہاں سے کافور ہوگئے کس لیے کہ وہاں غار اور گھاٹیاں تو بہت تھی ہیں یہ دونوں ایک ہی جست میں کسی گھاٹی میں پوشیدہ ہوگئے افراسیاب بھی ان عیار دن کے ہاتھ سے زک اٹھا چکا ہی جو یا انکا نہ ہوا اور صنعت کو پنجہ میں دابکر لے اڑا جب وہ جا چکا چالاک اور جانسوز بھی گھاٹی سے نکلکر اپنی بارگاہ میں آئے عمرو انکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا ای فرزند کیونکر رہا ہوئے جانسوز نے سب حقیقت کہی کہ اسطرح صنعت مجکو قتل کرنے لے گئی تھی مرشدزادہ نے یوں جاکر اسکو بیہوش کیا اور افراسیاب آکر اس قحبہ کو اٹھائے گیا ہم دونوں بھاگ کر یہاں حاضر ہوئے خواجہ نے حال سنکر کہا بیٹھو یہ بھی دونوں شریک انجمن عشرت ہوئے ادھر شاہ طلسم جو صنعت کو لیکر چلا باغ سیب میں نہ گیا ایک بیابان فرحت افزا میں پہونچا کہ اس بیابان میں وہ بہار جان فزا تھی جسپر گل اپنی شوخی نثار کرتا تھا رنگ گلبدن زمانہ اسپہ قربان تھا ہزار جان سے بلبل دل اپنا نثار کرتا تھا مردہ صد سالہ وہاں قدم رکھے تو زندہ ہوجائے ہوا وہاں کی عیسی نفسی فرمائے جدھر نگاہ جاتی تختہ لالہ و نافرمان کی کھلی نظر آتے لالہ رخساران یاسمن پیکر کو شرماتے تھے ہرے ہرے لہلہاتے بوئے گل سے مشام جان عالمیان معطر حکم فرما باد بہار دشت تاتار کی طرح سارا جنگل معطر جانوران خوش ادا آہو و غزال رعنا سیر کرتے چرند جانور طائران نغمہ زن رنگ کلیلیں کرتے الگیں رن جنگل میں راستہ چلنے سے جو پڑی تھیں جادۂ کہکشان کو شرماتی تھیں شجر ہر ایک طوبیٰ سے دعوی ہمسری کرتا ہر ایک گل کے سامنے گل خورشید کا چراغ گل ہوتا نرگس کے روبرو نرگس چشمان دہر حیران سنبل پیچان کے سامنے گیسوئے جانان پریشان غنچہ کے مقابل ہوتا غنچہ دہنوں کا واہیات بات ہی سوسن کے سامنے دہن مسی زیب مات ہو سرو کو دیکھا شمشاد قامت دیکھکے

کانٹا ہو جائین پھول کے سامنے رخ گلرنگ زرد پتا کہلائے کہ بموجب ابیات مسدس

کیا بہار چمن سحر کا عالم کہیے — عمر بھر اسکو جو کہیے تو بہت کم کہیے
گل کو گل جانیے شبنم کو نہ شبنم کہیے — لخت دل اسکو اسے دیدۂ پرنم کہیے
پتے پتے کے کھڑکنے مین وہان دل کی تڑپ — غنچہ غنچے کے چٹکنے مین تھے بسمل کی تڑپ

کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور — نالہ کش نخل پہ تھے دار پہ جیسے منصور
نوک ہر خار زبان ارنی گوسر طور — لب شیون سے گل شمع تجلی کا ظہور
نالہ جب کرتے ہین آگ لگا دیتے ہین — پر نسرین فلک دم مین جلا دیتے ہین

بیچ مین اس صحرائے فرحت بیز دلربا کے ایک بنگلہ جواہر کا بنا تھا جسکی گرد آوری پر گنبد چرخ مقرنس بلا گردان تھا برج آسمان اس بنگلہ پر تصدق ہزار جان تھا محرابین اسکی ابروئے خمدار حوران جنان کو رشک دیتین چلمنین اسمین چھوٹی ہوئین مژگان یار کو شرماتین فرش پر تکلف مخمل کاشانی کا اندر بنگلہ کے بچھا تھا سائبان زربفتی آگے کھنچا تھا چبوترہ پر آگے بنگلہ کے تخت جواہر کار گسترده تھا گرد تخت کے کرسیان یاقوت و زمرد کی آراستہ تھین اندر بنگلہ کے مسندین چھپرکھٹ بہ پیراستہ تھین سامان عیش و نشاط وہان مہیا تھا گلابیان شراب کی کشتی مین لگی تھین خوان پر الوان نعمت دھرے تھے چنگیرین جواہر کار روبروئے مسند زرنگار آراستہ تھین غرض کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اس بنگلہ مین مہیا نہ تھا

مسدس

الغرض پہونچے جو وان نور کا سامان دیکھا — فرش و اسباب سے آراستہ ایوان دیکھا
گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا — آنکھ حورون پہ پڑے روضۂ رضوان دیکھا
فرش تا دور خز و اطلس و کمخواب کا تھا — ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا

اس بنگلہ مین جب بادشاہ تشریف فرما ہوا گوشہ ہائے صحرا سے پریزادان یاسمن پیکر آکر حاضر ہوئین اور آداب بادشاہ کو بجا لائین بادشاہ تخت پر بیٹھا اور صنعت کو ہوشیار کرکے استفسار فرمایا کہ تم تو جانسوز عیار کو پکڑ کر قتل کرنے لائین تھین خود کیونکر بیہوش ہوگئین اسنے چالاک کا آکر للکارنا اور نعرہ مارنا سب بیان کر کے کہا ای بادشاہ بایمان خود اب بغیر مار ڈالے اس موئے چالاک کے مین باز نہ آؤنگی کہ اسنے منھ پر میرے مجکو لگانہ اور مسبوا کہا اور اسطرح شرطیہ مجکو بیہوش کرکے قتل کرنا چاہا شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ اگر مین تمکو نہ اٹھا لاتا تو وہ کام تمھارا تمام کر چکا تھا صنعت نے بادشاہ کی بلائین لین اور کہا آپ میرے

مالکہ مختار رہین اگر آپ کنیز کی خبر نہ لیتے تو اور کون لیتا لیکن آپ ملاحظہ فرمایئے گا کہ کسطرح اُس موے کو مین
ہلاک کرتی ہون بادشاہ نے کہا تم ان نابکار عیارون کے منھ نہ چڑھو سحر ہفت بیضہ جو تیار کیا ہی اُس سے سب
نمک حرامون کو غارت کرو ان عیارون کی مین تدبیر کرتا ہون اور تمھارا تو وہ مرتبہ ہی کہ جس سے کہو وہ ان
موذیون کو مار ڈالے صنعت نے عرض کیا کہ اب تو جو کچھ ہو مین ای شہنشاہ بغیر قتل چالاک باز نہ آؤنگی آپ
مجکو نہ روکیے خلاف ادب ہی کہ حکم شہنشاہ نمانا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بچی رہنا آگے تمکو اختیار ہی یہ سنکر
صنعت کچھ دیر ٹھہر کر وہان سے رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور کچھ دور صحرائے سبزہ زار مین سیر کرتی ہوئی
پیدل آگے بڑھی تھی کہ ایک ساحر لالہ زار جادو نام اسطرف سے آتا تھا اُسنے اسکو دیکھا اور قریب آکر سلام
کیا پھر گلہائے کلام گلشن دہن سے توڑ کر دامن حال مین یون گرائے کہ ای ملکہ آپ کہان سے اسوقت
تشریف لاتی ہین صنعت نے کہا شہنشاہ پاس گئی تھی لالہ زار نے کہا کہ میرا غریب خانہ قریب ہی وہان چلکر
دو گھڑی آرام فرمایئے پھر چلی جایئے گا کیونکہ بار بار تو آپ کا تشریف لانا اسطرف ہوتا نہین آج مین ہی سرفراز
ہوا سہی زہے نصیب میرے جو وزیر اعظم شہنشاہ میرے کاشانہ مین تشریف فرما ہو صنعت نے کہا بھیا تم سچ
کہتے ہو اور ہمارے دوست ہو حقیقت مین پوچھو تو ہم تم ایک ہین اور وزارت نگوڑی کا کیا گھمنڈ مین بر آنکھون سے
تمھارے مکان پر چلتی مگر کیا کرون کہ مجبور ہون ایک کار ضروری در پیش ہی آج تو مجکو معاف کرو پھر جب کبھو ہوگے
مین حاضر ہونگی لالہ زار نے پھر اصرار کرنا مناسب نہ جانا کہا اچھا آپ کی خوشی صنعت اس سے بھی رخصت ہو کر
اُڑی اور دریائے خون رواں سے اُتر کر بارگاہ حیرت مین آئی حیرت کو اُسکی حقیقت گرفتاری کچھ معلوم نہ تھی
پریشان حال ہوئی کہ ای صنعت سحر ساز اسوقت یکہ و تنہا کہان آئین صنعت نے کہا مین شہنشاہ کے پاس
گئی تھی وہان سے آتی ہون اور اب جاتی ہون سحر ہفت بیضہ کرنے اور ای ملکہ کبھی تمنے عیارون کو اسطرح
گرفتار ہوتے نہ ملاحظہ کیا ہوگا جسطرح آج چالاک کو مین قید کرونگی اور بڑے عذاب سے مارونگی
حیرت نے کہا سامری ایسا کرین کہ یہ موئے غارت ہو سب کے سب ہلاک ہون اسنے کہا آج ایسا ہی ہوگا
کہ چالاک کی خاک برباد فنا اُڑائی جائیگی قسم ہی جمشید کی کہ بغیر اس موئے کے گرفتار کیے مجکو چین نہ آئیگا
یہ کہکر اور دو جام شراب کے پی کر وہان سے غائب ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ ایک خیمہ الگ سب سے
استادہ کیا جائے ملازم فوراً حکم اُسکا بجا لائے اُسنے اول بارگاہ مین بیٹھکر شراب پی کچھ کھانا تیار کیا پھر وہان
اُسی خیمہ مین تنہا گئی اور ہر ایک ملازم کو حکم دیا کہ خبردار کوئی اس خیمہ مین نہ آئے اور جو کوئی آئے ہرگز اندر

آنے نہ دینا لازم پہرے چوکی پر مقرر ہو گئے مگر خیمہ سے ہٹ کر ٹھہرے اور اُدھر بارگاہ حیرت مین طائران سحر
جاسوسان لشکر موجود تھے اُنھون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے جا کر عرض کی کہ ساطع صنعت افراسیاب
پاس سے آئی اور لاف وگزاف بہت کچھ زبان پر لائی اور قسم کھا کر اپنی بارگاہ مین گئی ہی کہ آج بغیر
گرفتار کیے چالاک بن عمر کے نہ رہونگی اُسکا مصمم ارادہ نسبت چالاک کے بدی کرنے کا ہی مہرخ نے
کہا پروردگار چالاک کا حافظ ونگہبان ہی وہ کیا قہر کر سکتی ہی عمر نے بھی یہ خبر سنی دل متفکر ہوا کھٹکا پیدا ہوا
چالاک بارگاہ مین موجود تھا اُس سے کہا بیٹا کچھ تمنے سنا اب تم پانچ چار روز خیمہ سے باہر نہ نکلنا یہ ساحرہ بلائے
بے درمان ہی چالاک نے عرض کیا کہ اے پدر عالی قدر اگر میری قضا ہی تو کوئی روک نہین سکتا ہی اور
جو قضا نہین ہی تو انشاء اللہ تعالیٰ مارا مین نے اس قحبہ کو کہ ابیات

هر آنکو بزاید بباید شمرد ۔ کسے شخص زندہ ہمیشہ نبرد
دل اندر فنائے زمانہ مبند ۔ کہ یکسان نگردد سپہر بلند
مرا چرخ بسیار ئیے یاری نمود ۔ الفرض جام خواہم کلاہم ربود

یہ کہکر فلک مین اپنے بچاؤ کے ہوا اور اُدھر صنعت ساحرہ نے خیمہ مین باکر تہیا تیار کرکے باہر نکلی اور کرمی لیے دی اُس
سحر کی تھی کہ اُسنے حکم دیا کہ ایک میدان وسیع اور سبزہ زار دلکشا ایسے مقام پر کہ جہان دریا کا کنارہ ہو
فرش عالی گستردہ کیا جائے اور سامان عشرت مہیا ہو اور ملازم حسب ارشاد فرش پرتکلف بچھا کر چلے اور
دامن کوہستان مین جھیلین بہت سے لبریز مین ایک جھیل کے کنارے مقام پاکیزہ فرح افزا دیکھا بچھایا
مسند لگا دی کشتیان شراب کی آراستہ کین کانین خوش گلو دہر حسین آکر حاضر ہوئین صنعت آکر مسند پر بیٹھی
اور دو جام شراب کے پی کر ذرا آرام لیکر ایک تھالی برنجی اپنے سامنے رکھی پھر ایک سانڈ نا بھینسا منگوایا اُسکے
ماتھے پر سیندور کا ٹیکا دیا وہ اُسنا کر دا اُس تھالی کے گھومنے لگا اور اب اُسنے اتنا بڑا قد پیدا کیا کہ وہ بے ستون
نظر آنے لگا بلا سے مہرم کو شرملانے لگا منہ مثل قعر جہنم کے کھلا تھا بھینسا سر اُس سے خوف کھاتا تھا کہ ابیات

بھینسا تھا کہ اژدر دمان تھا ۔ قامت مین پہاڑ بے گمان تھا
اژدر کی طرح تھا شعلہ آور ۔ پھنکار بھی اُسکے مثل اژدر
شیطان کی فوج کو بھگا دے ۔ جب ابھی وہ شیطنت پر آئے

جب وہ اژدنا قد آور ہو گیا صنعت نے ایک شیلا ناتش کے ٹکڑے کا بنا کر اُسکی پیٹھ پر بٹھا دیا اور کچھ

ہار ارنے کے گلے مین ڈالدیئے اور سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے کہ وہ پتلا زندہ ہو گیا پس اُس پتلے
سے اور ارنے سے حکم دیا کہ تم دونون جاؤ اور جہان کہین چالاک بن عمر ملے گرفتار کرکے اپنی پیٹھ پر لادو
لاؤ خبردار اس حکم مین میرے فرق نہ پڑے یہ حکم سنکر وہ ارنا روانہ ہوا گویا آسمان ظلم کسی پر ٹوٹنے چلا ادھر
تو یہ ارنا چلا تاثیر سحر یہ ہوئی کہ چالاک کا بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دم گھبرایا اُٹھ کھڑا ہوا قاعدہ ہے کہ جس بات کی
انسان کے لیے قید ہوتی ہے اُسی بات کو جی چاہتا ہے بمصداق الانسان حریص علی ما منع غرض جب یہ نکلنے چلا
عمر نے کہا کہان کا ارادہ کیا چالاک نے جواب دیا کہ میرا جی گھبراتا ہے ذرا لشکر کی سیر کرونگا ہرچند عمر نے روکا
مگر اُسنے نمانا اور نکلکر بارگاہ سے بازار مین لشکر کی آکر پھرنے لگا اُسوقت وہ ارنا اور پتلا لشکر مین ایک جانب
نمودار ہوا سبنے دیکھا کہ پتلا اُسپر سوار ہے لشکر مین اُسکی صورت زشت دیکھکر غلغلہ ہوا کہ ارے بھائی بھینسا یہ کیسی
آفت آئی ہے خدا اس سے بھی بچائے غلغلہ سنکر لوگ بھاگ کھڑے ہوئے دکانین بند ہونے لگین مگر وہ ارنا
کسی سے نہ بولا اور چالاک کے قریب آپہونچا چالاک سمجھ گیا کہ یہ فرستادہ صنعت ہے میری ہی تلاش مین
آیا ہے خیر رضینا بالقضا اس عرصہ مین اُس پتلے نے آتے ہی سینگ اپنے چالاک پر مارے چالاک نے
چاہا کہ سپر اُٹھا کر خالی دے مگر اُسنے سینگون سے اُچھال کر پیٹھ پر ڈالا پشت پر پتلا بیٹھا تھا اُسنے گردن و کمر تھام
لی چالاک بالکل بے قابو ہو گیا اور پتلا اور بھینسا اُسکو لیکر روانہ ہوا ساحران لشکر نے کہ چندان بدحواس نہ تھے
اور بہادر تھے اُنھون نے پیکان تیر سحر مارے نارنج و ترنج لگائے لیکن اُس بھینسے اور پتلے پر کچھ اثر نہوا عجب
غل پڑ گیا کہ یارو بڑا غضب ہوا چالاک بن عمر کو بھینسا پکڑ لے گیا ہلکارون نے دوڑکر یہ خبر ملکہ مہرخ کو بھی
پہونچائی بارگاہ مین بھی تلاطم ہو گیا ہر ایک ساحر اور ساحرہ رونے لگا عمر نے آہ کی اور آبدیدہ ہو کر کہا کہ
اے پروردگار عالم حافظ حقیقی تو ہی چالاک کا بچانے والا ہے کس لیے کہ اُس قحبہ صنعت نے قسم کھا کر میرے
فرزند کو بلوایا ہے دیکھیے کہ اب کیا ہوتا ہے یہ کہکر بے اختیار اُٹھکر آپ بھی چلا مہرخ نے کہا خواہر مین بھی لشکر لیکر
آتی ہون عمر نے کہا عیاری سے یہ بات دور ہے مین جاتا ہون جو کچھ مجھ سے نہو سکے تو تمکو اختیار ہے مہرخ اور
سب سردار تو دست بدعا ہوئے اور لشکر مین جو غلغلہ تھا اُسکے افسرون کو بلا کر تسکین و دلداری فرمائی کہ
یہ مقدمہ عیاران ہے تمکو بدحواس ہونا زیبا نہین یہان تو یہ تدبیرین ہین اور وہان ارنا چالاک کو لادے
ہوئے سامنے صنعت کے آیا اور وہ پتلا پکارا کہ یہ گنہگار سرکار حاضر ہے صنعت نے چند بچہ ہائے خوک
جھٹکا کرکے پتلے اور بھینسے کو بھینٹ دیئے کہ وہ تو پھر جیسے تھے ویسے ہوگئے پتلا آٹا ہو گیا اور ارنا جیسے

قد کا تھا ویسا ہوا اور صنعت نے چالاک کو مسحور بہ سحر کرکے پوچھا کہ کیون میان چالاک مزاج مبارک حضور کا کیسا ہی چالاک نے کہا جی ہان شکر ہی خدا کا ابتک تو زندہ ہون آگے کا حال نہین معلوم صنعت نے کہا اب کچھ فاصلہ تمسے اور موت سے باقی نہین ہی صرف تیرے لب ہلانے کی دیر ہی چالاک نے کہا سنو اے ملکہ یہ شرط انصاف کی نہین ہی لڑائی مین ایسا ہی ہوتا ہی ہمنے تمکو پکڑ لیا تھا تمنے ہمکو قید کرلیا اُسوقت کہ جب تم قید ہوئی تھین افراسیاب نہ آجاتا تو ہم تمکو مار ہی ڈالتے اُسکا آنا تیرے جینے کا بہانہ ہوگیا اب معلوم ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی زبردست ہو سرداران شاہ طلسم مین اور لشکر حیرت مین کوئی تمھارا ثانی نہین ہی پھر جیسی اولی العزم سردارہ ہو ویسا ہی انصاف بھی چاہیے میری خطا معاف کردو عمر عیار کو اور امیر حمزہ کو چھوڑ دونگا اب تمھاری اطاعت کرونگا بلکہ تمام عمر غلامی سے سر نہ اُٹھاؤنگا یہ کلمات سُنکر قہار جادو نام ایک ساحر نے کہا کہ اے ملکہ اب تو یہ اطاعت کرتا ہی چھوڑ دیجیے عیار بھی بے نظیر ہی عمر کی عیاریون کا اگر جواب دیگا تو یہی دیگا صنعت ہنسی اور کہا ارے یہ بڑے دغاباز ہین جھلایہ اور اطاعت کرینگے شہنشاہ نے کئی مرتبہ ایسی باتون پر اسکے باپ سے دھوکے کھائے برق فرنگی نے اسی طرح فرمان برداری کا دم بھرا تھا اور شہنشاہ کو قتل کرنا چاہا بھی یہ اطاعت کرنے کو کہتا ہی ابھی چھوڑ دو تو ہمین کو مار کر چلا جائیگا ان مسلمانون کا یہ قول ہی کہ الولد سر لابیہ بیٹا خصلت پر باپ کی اب اسکو مین کب چھوڑتی ہون یہ کہکر چالاک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ارے موئے تو مجھکو کیون فقرہ دیتا ہی مین تیرے دم مین نہ آؤنگی پس ایسا کچھ عتاب و خطاب کرکے چالاک کو زیر تیغ بٹھایا اس اثنا مین مہتر برق فرنگی کہ بارگاہ سے غل سنکر یہ بھی بہر رہائی چالاک چلا تھا اس جھیل کے کنارے دور آکر کھڑا ہوا اور گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی اُسنے مثل ایک پریزاد طلسم کے بنائی کہ زیور جواہر کا جسم پر آراستہ کیا لباس پر زر زیب جسم فرمایا صورت رعنا رنگ روغن عیاری لگا کر ایسی بنائی کہ پری پرستان سے صدقے ہوتی آئی زلف چلیپا کی رسائی کمان سے کہا تک بیان ہو دل کے ڈس لینے کو ناگن زلف پر گمان ہو زلف عنبرین کی بوجہ سوچ طبیعت مین آئی عشاق کی نئی سرے سے پریشانی بڑھائی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سوائے محبت عاشقان اس کافر کے سر چڑھا ہی ایک ہی جا پر اکٹھا ہوکر رہگیا ہی پیشانی پر ابروے خمدار کا ہونا در حسن پر نصب کیا آئینہ حسن نے قتل عالم کے لیے یہ تلوارین بنائی تھین جو ہر وقت کھنچی رہتی ہین جب دھیان اُنکا آتا ہی دل پر خنجر چل جاتا ہی چشم فتان کا دل عشاق بیمار نرگس کی طرح نرگسی چشمان دہر فرار و منزا ردام مین اُن لال لال ڈورون سے گرفتار سامری کو ڈانکے

کرشمون سے حیرت کسی جادو مین بھلا ایسی کہان طاقت چہرہ تابان مین بینی کی ضیا الف نور کا مہر درخشان
مین کھچا لب لعلین عقیق یمن کا دل خون کرے دانت ہیرے کی کنی کو ہیرا کھلائے گوہر کو بے آب و تاب بنائے
دہان تنگ جانان کو دہن اُسکا باتین سنائے ازسرتاپا ایک تصویر حسین کا نقشہ کرا بیات

جان سو جان سے ہی خوبی پستان پہ نثار	سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین اثمار
ٹوپیان بازیہ دو رکھی ہین یا بہر شکار	یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن اکبار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا	منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہی	بات پردے کی ہی پردے مین بیان ہوتی ہی
دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہی	پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہی
یان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین	دوسہ نونئی صورت سے یہ چسپیدہ ہین

اِس صورت سے تیار ہو کر نامہ شاہ طلسم کی طرف سے لکھکر پھر اُسپر بادشاہ کی کر کے جست و خیز کرتا ہوا سامنے
صنعت کے آیا اور راہ کترا کر بارگاہ کی طرف اُسکی چلا لوگون نے صنعت کو خبر دی کہ دیکھیے یہ پریزاد خاص
ملازمان طلسم سے بادشاہ کے منظور نظر معلوم ہوتی ہی آپ کے پاس کسی کام کو آئی ہی اِسکو معلوم نہین ہی
کہ آپ یہان ہین صنعت نے کہا خبر اُسکی لو اور یہان بلا لاؤ ملازم حسب ارشاد دوڑے اور برق کو بارگاہ کی
طرف سے پھیر کر سامنے صنعت کے لائے برق نے آتے ہی سلام کیا صنعت نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہان
چالاک کی کچھ خبر شہنشاہ کو پہونچی پریزاد نے کہا کہ بی بی حضور عالم کو سب خبر رہتی ہی بھلا اُنکو اور خبر نہ پہونچے
سارے طلسم کا واقعہ اُنکے پیش نظر ہی لیجیے یہ نامہ آپ کو دیا ہی صنعت نے کھڑی ہو کر نامہ کی تعظیم کی اور
پھر اُسکو وا کیا مضمون اُسمین یہ تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز ہمنے سنا کہ تم چالاک کو پکڑ لائین واقعی
جو کچھ تمنے کہا تھا وہی کیا اب جو پکڑ لائی ہو تو تاکید سے لکھا جاتا ہی کہ بغیر مار ڈالے باز نہ آنا اِس چالاک
کو کیا قتل کیا گویا عمرو کو مار ڈالا اور لشکر مہرخ کو تمنے جیسے غارت کر دیا لیکن یہ امر ضرور کرنا کہ دشمن قریب
تر ہین تمکو فریب دینگے کسی الگ مکان مین لے جا کر قتل کرنا اور بہت ہوشیار رہنا یہ مضمون معلوم کر کے
گویا ہوئی کہ جب قتل کر ڈالا اور آپ بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو پھر ڈر کسکا ہی اگر اُنکا نتیجہ قابض ہو گیا تو وہ
مار ڈالینگے نہین ہم اُنھین بھی قتل کرینگے لیکن شہنشاہ نے جو کچھ لکھا ہی وہ ہماری ہی بھلائی کے لیے لکھا ہی
اچھا اِسوقت نہین تم ٹھہر جاؤ شراب پیو ذرا آرام کر دین عرضی اِس نامہ کے جواب مین لکھتی ہون یہ کہکر قلم سحر نکالکر

عرضی لکھنا چاہی اُسوقت خیال آیا کہ ای صنعت کہین ایسا نہو کہ یہ پریزاد کوئی عیار ہو اور تجکو دھوکا دینے
آیا ہو سابق مین بیان ہوا تھا کہ اسکے پاس ایک تختی ہے کہ جسمین حال جسکا چاہتی ہے دریافت کرتی ہے اُسوقت
بھی اسکے خیال مین آیا کہ تختی دیکھ لے پھر عرضی تحریر کرے پس اسنے گردن سے تختی اُتار کر دیکھی اُسمین معلوم ہوا کہ یہ
برق عیار ہے تجکو فریب دینے آیا ہے یہ دیکھتے ہی اُسنے اپنے ہاتھ سے چوڑی اُتاری برق چپکا بیٹھا تھا اُسکو
معلوم نہین کہ یہ مجکو پہچان چکی ہے اور اُسنے چوڑی اُتارتے ہی برق پر کھینچ ماری کہ وہ چوڑی ایک بھاری
طوق بنکر برق کی گردن مین پڑگئی اُسوقت وہ پکاری کہ ارے موئے برق فرنگی مین نے دریافت کیا کہ
مجکو تو دم دینے آیا ہے اور مین جانتی تھی کہ تم سب چالاک کے چھڑانے کو آوگے برق نے اُسکے کلام کا کچھ جواب
نہ دیا اور اُسنے خنجر لیکر اب دونون کا سر کاٹنا چاہا لیکن خواجہ عمر جو روانہ ہوئے تھے کہ مین بھی جاکر برائے رہائی
چالاک کچھ تدبیر کرون چنانچہ اُنھون نے آکر دور سے صنعت کو کنارے جھیل کے بیٹھا دیکھا پس گلشن عیاری
کی سیر کی ایک گل مراد ملا یعنے ایک ناؤ کہ خوبی مین بسان ہلال نو تھی زنبیل سے نکالی اُسمین فرش بچھایا مسند آراستہ
فرمائی لگشتی شراب کی سامنے رکھی گلدستے بھی سامنے چن دیے پھر اپنے تئین رنگ روغن لگاکر افراسیاب کی ایسی
صورت پر تیار کیا تاج گوہرنگار سر پر رکھا قبائے قلم کار زرواندود کو زیب بر فرمایا اسطرح اپنی آراستگی کی کہ نظم

بسر بر یکے تاج گوہرنگار — کہ بودش زشاہان ورا یادگار
یکے چتر زرین بفرق سرش — کہ باشد زخور سایہ بر پیکرش
ہمان جوشن خود وغیبہ بزر — بپوشید در زیر شان چون زبر

جب اسطرح درست ہو چکا مورنکھی پر آکر بیٹھا شست ہاتھ مین لی اور مورنکھی کو روان کیا اُسمین گھنگرو بندھے تھے
وہ چھم چھم بولنے لگے اور مورنکھی روانہ ہوئی صنعت چالاک اور برق کو قتل کیا چاہتی تھی کہ یکایک آواز
چھم چھم کی آئی ایک کنیز نے کہا کہ ای ملکہ صنعت ذرا اٹھ جائیے دیکھیے تو یہ آواز چھم چھم کی کہان سے آتی ہے
صنعت اُسکے کہنے سے تھم کر جھیل کی جانب دیکھنے لگی یکایک ایک کشتی کو دیکھا کہ بہزاران خوبی و ادا مثل
رفتار معشوق کے جھیل مین روان ہے اور اُسمین شاہ طلسم مسند زرنگار پر بیٹھا ہے تاج یاقوت سر پر رکھا ہے تمام زمرد
لباس مین جڑا ہے گلے مین موتیون کی بدھی پڑی ہے ہاتھ مین ایک گلابی الماس کی اُسمین شراب بھری ہوئی چار طلسمی
لونڈیان دُر در گوش مرصع پوش دست بستہ کھڑی ہین صنعت بادشاہ کو آتے دیکھ کر کھڑی ہوگئی اور جھک کر
مجرا کیا ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ تشریف لائیے افراسیاب نے فرمایا کہ تم اپنے کام مین مشغول رہو مین سیر کرتا ہون

آگیا ہون یون ہی تماشا دیکھتے آپ کرتا چلا جاؤنگا صنعت نے کہا ابتو آپ تشریف لائے ہین لونڈی کی خاطر سے
تشریف فرما ہوجیے دو باغی نابکار عیاران زبردست قتل بھی ہوتے ہین اُنکے قتل مین شریک ہوکر ثواب بھی کمائیے
افراسیاب نے پھر عذر کیا کہ ای ملکہ ایک سرہزار سودا تم انکو قتل کردمین اور کام کو جاؤنگا صنعت نے عرض کیا
کہ کنیز مانے گی نہین حضور لمحہ بھر کے لیے ضرور آئین شاہ نے فرمایا کہ خیر تمھاری خاطر ہے یہ کہکر کشتی پر سے اُترا صنعت
نے سو اسو کشتی جواہر کی نذر دی مسند پر لے جاکر بٹھایا کچھ نگینے الماس کے پیشکش کیے افراسیاب نے کہا ملکہ مین اسی
واسطے نہین آتا تھا اسکی کیا ضرورتھی صنعت نے کہا یہ سب آپ کی دی ہوی عزت ہے اسکو قبول فرمائیے شاہ نے
سب نذر قبول کی اور کہا کشتی پر ایک کنیز کو دیدو وہ سب کشتی پر پہونچادی گی گلابی شراب کی جو ہاتھ مین تھی
اُسکو دکھا کر کہا کہ ای ملکہ دیکھو یہ شراب تو کشیدہ ہے اور بہت تحفہ ہے صنعت نے بہت تعریف فرمائی اور گلدستہ
زرین دست دو کنیزین سر پر کھڑی ہوی رومال جھل رہی تھین اُنسے کہا کہ ہمارے یہان جو شراب کرنی کھچوائی گئی ہے
وہ لے آؤ وہ دونون کنیزین دوڑین اور قرابہ اُٹھا لائین صنعت نے کہا حضور اس شراب کو بھی نوش فرمائیے
اور اپنی گلابی سے ہمکو پلائیے شاہ نے کنیزون کو جو شراب لائین تھین پانچ اشرفیان چورن کی انعام دین صنعت نے
اُٹھکر شاہ کی بلائین لین اور کہا اب شراب پیجیے شاہ نے گلابی جو ہاتھ مین تھی اُسکی شراب قرابہ مین ملائی اور کہا تمھ
شراب کباب کے جھگڑے مین پڑگئین ان عیاران کو تو قتل کرلیا ہوتا صنعت نے کہا آپ شراب پی لین تو قتل کردون
کہا تم سحر اپنا اُتارو مین مار ڈالون اُسنے حسب ارشاد بادشاہ سحر دونون عیارون پر سے اُتار لیا بادشاہ نے فرمایا
کہ لو اب یہ جام مین بھر کر تیار کرچکا ہون اسکو پی لو تو پھر مین اُٹھکر قتل کردون صنعت نے وہ جام تسلیم کرکے لے لیا لیکن
کھٹکا گذرا کہ شاہ نے پہلے مجرمون پر سے سحر کیون دفع کرایا ای صنعت تختی دیکھ لے یہ خیال کرکے اُسنے گلے سے
تختی کو اُتارا کہ دیکھون عمر سمجھ گیا کہ مقرر یہ مجھکو پہچان گئی پس اُسنے جلد دو چار حقہ ہائے نفتی بیہوشی آمیز کمر سے
نکالے اور اُدھر صنعت نے تختی دیکھی معلوم ہوا کہ یہ عمر عیار ہے افراسیاب بنکر آیا ہے یہ معلوم کرکے رنگ اُسکا سفید
ہوگیا اور تیور پر بل آگیا عمر تو پہلے ہی اپنا مطلب مفہوم کرچکا تھا بس پکارا کہ منم عمر بن امیہ اور نعرہ کرکے حقہ نفتی
جو داغ کر مارے دود بیہوشی بلند ہوا اور صنعت گھبرا کر اُٹھی کہ ایسا نہو مین جل جاؤن اُٹھنا تھا کہ یہ بیہوش ہوکر
گری اور کنیزین بھی دو دو تین حقے مارنے سے بھاگتے وقت بیہوش ہوگئین یہ دونون عیار چالاک اور برق تو فوراً
حقہ مارتے ہی بھاگ کر پوشیدہ ہوگئے اور لوگ بارگاہ صنعت سے دوڑے کہ کیا آفت آئی عمر نے اُس جلدی مین
کچھ اسباب نذر زنبیل جال مار کر کیا اور جھپٹ کر کشتی پر اُسکو بھی نذر زنبیل کیا اور اپنا راستہ لیا یہان ساحرہ

آکر باران سحر برسایا کر دھوان برطرف ہو ملکہ صنعت کو ہوش آیا سب سے کہا کہ بلا کے عیار ہین سب محنت میری خاک مین ملادی خیر یہ مونڈی کاٹے کہان جاینگے میرے ہاتھ سے یہ کہکر اپنی بارگاہ مین گئی اور بغیظ وغضب یہ خیال پذیر ہوئی کہ عیارون کا تعقب کرنا بیسود ہی طبل جنگ بجوا کر مہرخ وغیرہ کو غارت کردے یہ تو اس خیال مین بیٹھکر مصروف شراب خواری ہوئی اُدھر چالاک دبرق وعمر بھاگ کر بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ اور سب سردار انکو دیکھکر خوشنود ہوئے اور حال رہائی استفسار کیا اُنھون جملہ ماجرا بیان کیا مہرخ نے فرمایا کہ صنعت بہت بڑی ساحرہ ہی وہ تمسے کسی سے ماری نہ جائیگی اب ایسا کام نہ کرنا کہ اسکو خواہ مخواہ جاکر ستاو عیارون نے کہا جیسا مناسب ہوگا عمل مین آئیگا یہ کہکر شریک جلسۂ عشرت ہوئے اِس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ صناع قدرت نے اپنی قدرت کاملہ کی صنعت دکھائی روشنی مین تاریکی ظاہر فرمائی رات دن گذر کر آئی سر شام بحکم صنعت نا فرجام نفیر سحر کو دم ملا طبل جنگی گرجکر بجا یا حیرت کو بھی خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی اُسنے کہا کہ ملکہ صنعت دعوی کرکے طلبیدہ شاہ طلسم آئی ہین انھین کو لڑنے دو کیا ضرور ہی کہ تم دخل دو یہ تو خاموش ہو رہی صرف اتنا کیا کہ لشکر کو حکم تیاری کا دیدیا اِسلیے کہ لشکر لٹ نہ جائے حفاظت ضرور چاہیے اُدھر بھی ہزارہا ساحر کا لشکر تیار ہونے لگا اور جاسوسون نے جاکر یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ نوبت جنگ وجدال آئی یعنے نظم

فلک شکوہ ستارہ حشم خدیو جہان
ترے جلال کو کن لفظون مین کرون تعبیر
نہ ہے یہ حشمت و جاہ وجلال و قدرت و زور
کہ تیرے حکم کے آگے ہی سہل امر خطیر
ترے محرر دفتر کا ہی سدا محتاج
جہان مین شہرہ عطارد جو ہی فلک کا دبیر
روان ہو صبح کا گر مرکب ظفر پیکر
تو تا بہ شام کرے روم وشام تک تسخیر

اِی بادشاہ صنعت نے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی مہرخ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اُدھر بھی نفیر سحر بجے طبل و بوق گڑگڑائے اب اُس شب کو یہ عالم تھا کہ نظم

جلوۂ ماہتاب نور فشان
پردۂ سایہ ہم قماش کتان
ذرہ ذرہ غبار نورانی
صبح محشر کیسی درخشانی

اُس شب مجاہدان دیندار کے یہ ولولے تھے کہ مثنوی

خدانے مجاہد بنایا ہمین
سر قتل کفار پایا ہمین
دم اُس دست و بازو کو دیوے اجل
لب تیغ کی بوسے لیوے اجل
جلو مین ہمیشہ روان ہو ظفر
رکاب اپنی پکڑے روان ہو ظفر
سعادت ہی جو جانفشانی کرے
یہان اور وہان کامرانی کرے

دربار دربار مہرخ نامدار نے سویرے سے برخاست کیا ہر ایک غازی وصف شکن اپنی بارگاہ مین آیا سلح خانے کھلگئے ہتیار لگانے لگے

سحر خوانی ایک طرف کو شروع ہوئی ڈفلے اور بانسریاں بجیں بیروں کو جھیٹیں ملیں کڑاہیاں چڑھ گئیں دوڑ دکی
آواز پر پیر فلک کا ایسا پرانا بیر ناچنے لگا ستمگری پر آمادہ ہوا مریخ نے بھی زحل کی شاگردی کا دم بھرا اقلوایا
مریخ پڑھا بغض و نفاق میں طاق ہوا شہرۂ آفاق ہوا آفتاب نے مریخ سے دوستی کرلی کہ ایسا نہو مجھپر
آتش سحر کی آنچ آجائے باین حفاظت بخار ابتک رہتا ہے اسی دن کے خوف سے آج تک کیا قیامت تک
لرزان و ترسان رہیگا ہمیشہ کانپا کریگا دنیا مین بھی ہلچل پڑگئی زال دنیا کہ ہمیشہ سے تیرہ رو ہے آج کی
شب کالی بھوانی بنی غبار زمین سے اُڑتا تھا یا مجذوب دہر جوش مین آکر خاک اُڑاتا تھا ایک طرف تلوارین
خون چاٹنے پر دشمن کے جوہر کے دانت نکالے تھین خنجر برانی دکھاتے تھے نیزے سرکشی جتاتے تھے گرز اٹھلاتے تھے کمانین
چلاتی تھین کہ اے بہادران گوشہ گیر نامردی نہونا خطا کردارون مین نام نہ لکھوانا قربان عروس شجاعت ہوجانا کہ ابیات

یہی ابتو کچھ آگیا ہے خیال
کہ گردن کشون کو کرین پائمال
بہت کوشش و جان نثاری کرو
کہ شرع پیمبر کو جاری کرو
ہوا مجتمع لشکر اسلام کا
اگر ہو سکے وقت ہے کام کا
سمجھ لو جو کچھ بھی ہے تمکو تمیز
نہ جان آفرین سے کرو جان عزیز
کسی کو نہین ہے اجل کی خبر
کہ آجائے بیٹھے ہوئے اپنے گھر
تو مقدور کسکا کہ آنے نہ دے
تن خستہ سے جان کو جانے نہ دے
تو بہتر یہی ہے کہ جان کام آئے
پس مرگ تربت مین آرام آئے

اسی ہنگامہ قیامت زا مین آخر دہ شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ کحل الجواہر شب دیدۂ دہر سے یہ اشک شبنم سحر دھو گیا اور مہر تابان ضیابار وفروغ گستر عالم ہوا کہ ابیات

کیا خیال وگمان کی نہ نجات
تھی بہت سانگ اور تھوڑی رات
صبح کا دم بھی ڈر سے کیا نکلا
مہر نکلا تو کانپتا نکلا
اُڑ گیا رنگ روبرنگ شفق
ہوگیا جون سپہر ایک رخ فق

صبحکو مہرخ ناسور بعید کرو فر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگگاہ چلی فوج ساحران
بے شمار ہمراہ ہوئی بہار و زلزلہ ولرزان وطاؤس تخت وطاؤس سحر پر سوار حسن مین رونق بخش صد بہار طائران
سحر ہر اک کے سر پر سایہ فگن پلٹنون اور رسالون پر چوبین منچلی دلاورون کا یہ قول تورات ہی سے تھا کہ ابیات

توسہی صبح دھوم اُٹھائین ہم
فتنۂ خفتہ کو جگائین ہم
اضطراب قیامت آئی ہے
تیرہ روزون کی شامت آئی ہے
راز شب آشکارا ہوتا ہے
شور محشر دوبارا ہوتا ہے

غرض بہادر اکڑتے بل کرتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے بڑے جاہ وجلال سے وارد میدان قتال ہوئے
اُسطرف سے صنعت اپنا تخت چالیس اژدرون پر کھچوا کے اور اُسپر اسباب ساحری لیکر سوار بعزم کارزار

آئی فوج بے قیاس ہمراہ لائی ساحرون نے پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئین ابر سحر برسا میدان غبار سے
بسان آئینہ پاک و صاف ہوا بجلیان گرین درخت آڑ جو تھے جل گئے پھر طبل و بوق بجے دونون طرف دلاور خیمہ
تخت مہرخ قلب لشکر مین ٹھہرے جب آراستگی لشکر ہو چکی صنعت کی طرف سے ایک ساحر نابکار زنار جادو اجازت
حرب لیکر میدان مین نکلا اور سلح شوری دکھا کر پکارا کہ ہے مہرخ نمکحرام بھیج کسی کو میرے مقابلہ مین مہرخ نے
یہ نہیب سنکر اپنے لشکر کی طرف نگاہ کی ایک ساحر کوہ بوقلمون داودیہ کا ساکن مدھمات جادو نام نکلا اور
مہرخ سے اجازت لیکر اپنی ہنس آتشبار کو اُڑا سامنے زنار کے گیا اور طالب ضرب ہوا زنار نے ایک
نارنج سحر پڑھکر اُسپر مارا اُسنے دستک دی کہ نارنج زمین مین گر کر سرد ہو گیا پھر اُسنے جواب مین نارنج کے
ناریل مارا کہ اُسکے سینہ پر پڑا ہر چند اُسنے رد کیا مگر کچھ نہوا اور ناریل سینہ کو توڑ کر نکل گیا اور زنار مرکر زمین
پر گرا غلغلہ اُسکے مرنے کا بلند ہوا مدھمات نے پھر مبارزطلبی کی صنعت کی جانب سے طرار جادو نام
ایک ساحر اسکے مقابلہ مین آیا اور اُسنے آتے ہی ایک تلوار برق کردار سحر کی مدھمات پر لگائی وہ شمشیر
برق بنکر مدھمات کے سر پر آئی اُسنے بھی ہر چند رد کیا مگر کچھ نہوا دو پرکالے اِسکے اُسنے کیے یہ ماجرا دیکھکر
مہرخ سے اجازت لیکر جرار جادو نے قدم اپنا جانب جنگاہ بڑھایا اور مقابلہ طرار مین آیا اُسنے
گرز آتشین اُسپر مارا اُسنے رد کر کے ایک پیکان زہر کا مارا کہ بھالا بنکر طرار کے سینے مین در آیا اور وہ ہلاک ہوا
صداہائے مہیب آئین اُسوقت صنعت نے ایک ساحر خونخوار گرز انداز نام کو حکم دیا کہ تو جا کر معرکہ رزم
مین کچھ کام کر بہادرون مین اپنا نام کر وہ نخوت شعار و بدکردار گرز سحر دوش پر رکھے مثل دیو خبیث کے
نعرے مارتا او ربسان فیل مست جھومتا سامنے جرار کے آیا اور آتے ہی گرز اپنا اُس بیچارے کے سر پر
لگایا ہر چند اُسنے سنبھلنا چاہا مگر موت نے فرصت نہ دی بھیجا پاش پاش ہو گیا تڑپ کر ہلاک ہوا اُسکے
مارے جانے سے جبتک کوئی اُسکے مقابلے مین آئے آئے اُسوقت تک یہ گرز پکڑ کر صف لشکر پر جا پڑا
لشکر صنعت مین ددڑوا اور ناقوس بجنے لگے اور خونخوار نے جسکے گرز لگایا پیوند زمین اُسکو بنایا جب
جھپٹ کر گرز لگاتا تھا پانچ پانچ کے سر پھٹ جاتے تھے لشکر مین تلاطم برپا ہوا کہ ارے یہ اندھی
کھوپری کا آدمی دشمن بدین بڑا غضب ڈھا رہا ہے کوئی اِس بات کے سر نہین ہوتا کہ گرز مین
اِسکے کونسا سحر جان گزا ہے جس سے بھیجا پھٹتا ہے ہر ایک اپنے سر کی سلامتی منا تا تھا اور خونخوار
اپنی خونخواری دکھا کر گرز لگاتا چلا جاتا تھا جب صف اول وغیرہ سے گذر کر اُس مقام پر پہونچا کہ

جہاں سرداران لشکر استادہ تھے اور ملکہ بہار پر حملہ آور ہوا چاہا کہ ملکہ مذکور پر گرز لگائے ملکہ کے ہاتھ مین ایک چھڑی
تھی اُسمین ہار لپٹا ہوا تھا بس وہی چھڑی گرز کو خالی دیکر جو اس مفسد پر لگائی ہار چھڑی سے کھلکر گلے مین اُسکے
پڑگیا ایسا بوجھ اُس سحر کے ہار کا تھا کہ خونخوار زمین پر بیٹھ گیا بہار اپنے تخت پر سے اُتری اور قریب اُسکے
آکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت کی نکالی اُسمین سیندور بھرا تھا اُس سیندور کا ٹیکا اُسکے ماتھے پر
دیدیا اور پوچھا کہ تو ہمارا دوست ہی یا دشمن اُسنے اس غزال صحرائی رعنائی اور بدر کمال آسمان زیبائی کا
جمال جو دیکھا دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای ملکہ مین آپ کے غلام کا غلام ہون جو حکم فرمائیے بجا لاؤن ملکہ نے
فرمایا کہ اگر ہمارا عاشق زار ہی تو معشوقہ تیری عازم کارزار ہی تو بھی اُسکے عوض جا کر جان بازی کر جوہر شجاعت کے
دکھا اگر بچکر آئیگا معشوقہ دلنواز کو پائیگا تمام عمر مزے اُڑائیگا اُسنے عرض کیا کہ پھر کس کو جا کر قتل کرون بہار
نے کہا صنعت سحر ساز کا سر لاکر میرے قدمون پر نثار کر اور بعد اُسکے قتل کے اور جو اُسکے ہواخواہ سپہ سالاران
لشکر ہین اُنکو ہلاک کرنا اُسنے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور لشکر صنعت کی جانب چلا سبنے
دیکھا کہ خونخوار گرز انداز صف لشکر سے بہتون کو مار کر زندہ پھر آتا ہی ہر ایک نے یہ دیکھکر خوشی کی اور
کسی نے اسکو اپنا طرفدار سمجھکر روکا نہین اور اُسنے بھی صفوف لشکر مین کچھ غریو نہ کیا جب قلب لشکر مین
قریب صنعت پہونچا پکارا کہ ارے او قحبہ غیبانی مالزادی صنعت سحر ساز خوب تو نے مجکو بہکا کر میری معشوقہ سے
لڑوادیا ہو تا لے اسکو یہ کہکر ایک گرز آتشین و شعلہ ور صنعت پر لگایا صنعت نے خیال کیا کہ اب یہ کسی طرح
ہوش مین نہ آئیگا کیونکہ مسحور کیا ہوا ایسے کا ہی کہ شاہ جادوان بھی جسکے مسحور کردہ کو ہوش مین نہین لاسکتا ہی
بس یہ سمجھکر گرز کو تو خالی دیا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر خونخوار کے سینہ پُر کینہ پر لگایا کہ سینہ کو اُسکے وہ
نارنج توڑ گیا اور وہ مر کر گرا صدائے آفت زا برپا ہوئی بعد موقوف ہونے ہنگامہ گیر ودار کے صنعت پر غضب
طاری ہوا اور پکاری کہ اس بہار مردار نے بڑا غضب ڈھایا کہ میرے سردار کے باغ ہستی پر خزان لائی
اور اُسکی طائر جان کو مجھی سے صیادی کرا کر گرفتار قفس اجل اور نشانہ خدنگ مرگ بنایا اب مین خود
اُسکا بدلا بادشاہ لشکر بہار سے لونگی یہ کہکر تخت اپنا جانب میدان بڑھایا اُسوقت کل لشکر کے ترسول
و بسول بلند ہوئے علمون کی وہ جلوہ طرازی سردارون کا پاپیادہ چلنا نیا لطف دکھاتا تھا صدائے
نقدہائے شتری و فیل سے گوش فلک کر ہوا جاتا تھا غرض بڑے شوکت و نشان سے وسط میدان مین پہونچکر
نیرنگی سحر دکھانے لگی آگ پتھر برسانے لگی پھر للکاری کہ ای مہرخ آؤ میرے مقابلہ مین تمنے بہت سر اُٹھایا ہی

آج اس سرکشی کا مزا دیکھو مہرخ نے یہ نعرہ سنکر تاج کو اُتار لا دل بارگاہ خدا مین دعا کی کہ ای ظفر بخش
عاجزان خالق شمس و ماہتابان تو فروغ دیگا تو اس عاجزہ کو سب کچھ بن پڑیگا الٰہا مجکو اس کافرہ پر مظفر
و منصور کرنا یہ دعا کر کے چاہا کہ میدان مین جائے خواجہ عمر بھی اس جنگ مین موجود تھے انھون نے کہا ای ملکہ
یہ اچھا نہین کہ تم اُس قحبہ کے مقابلہ مین جاتی ہو تم نہ جاؤ کہ بادشاہ لشکر ہو مہرخ نے کہا خواجہ سلامت کنیزان
حمزہ صاحبقران مشہور ہو کر حریف کے پکارنے پر لڑنے نہ جائین یہ تو غیرت مقتضی نہین ہے اب اس کنیز کو
اجازت دیجیے عمر اس کلام سے خاموش ہو رہا اور ملکہ نے تخت اپنا آگے بڑھایا اُسوقت بہار و مخمور
وغیرہ اسطرف کے بھی سردار سب پا پیادہ ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہم لوگ آخر کس روز کے لیے ہین ہمکو
اجازت دیجیے کہ جا کر جان فروشی کرین ملکہ نے ہر ایک کو تسکین و تشفی دیکر رخصت کیا علمون کو جلوہ

ملا یہ نقارون کی صدا کا حال تھا نظم	کرتا ہے قصد تخت پہ نقارخانے سے	شہنائی صدا کو جو سن سکے آسمان
آوازۂ دمامۂ نوبت سے گونج اٹھا	دنیا جو سب آسمانون کے اوپر ہے آسمان	غرض ہزاران اسو فریبہ زن دلاور

مقابلۂ صنعت مین پہنچی صنعت پاس ایک تلوار آبدار برق کردار کہ ہنگام ضرب دو گز کی ہو جاتی ہے پس
اُسنے تیغ کھینچکر اور افسون اُسپر دم کر کے حملہ کیا مہرخ نے بھی تلوار سحر کی کھینچی چوٹین چلنے لگین اُسنے سر بڑھا
اُسنے کمر کو بنایا بجلیان رن مین چمکنے لگین آفت کی گھڑی تھی اجل دونون کی سر پر کھڑی تھی کوئی زخم کاری
دونون کے نہ لگا اُسوقت صنعت کو غصہ آیا اور اُسنے شمشیر زنی سے ہاتھ اُٹھا کر ایک صندوقچہ اپنی بغل سے
نکالا اور اُسکو کھولا سو پنجہ اُسمین سے نکلے اُسنے حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر اس مبارزہ کو جو مجھسے لڑ رہی ہے پکڑ لیجاؤ
وہ پنجہ سحر کے سو مالک مہرخ کی دست و کمر و گردن مین لپٹ گئے ہر چند اُسنے زور کیا کہ انکے پنجہ سے چھوٹون پر رہائی
نہ ملی اور وہ پنجہ اسکو اُٹھا کر جانب آسمان گئے اور قندیل فلک ہو گئے ہر چند کہ ساحران نامی نے کد و کوشش
چھڑا لینے مین کی لیکن کچھ نہوا اور صنعت نے طبل آسائش بجوا دیا لشکر میدان سے پھرے یہان بہار مخمور
وغیرہ تمام سردارون نے غم مین گرفتاری مہرخ کے گریبان چاک کیے لشکر مین تلاطم پڑ گیا کہرام ہر جگہ برپا ہوا
لشکر پھر کر اپنے مقام آسائش پر آئے لیکن آرام لینا کیسا جان مضطر کو قرار نہ تھا خیمہ غمکدہ بنگئے تھے قنات تو
نہین کہ زمین منہہ ڈھانکے رو رہی تھی پلٹنون مین نعرہ بہادری کے عوض نالہ و شیون برپا تھا نالہ کا طبل بجتا تھا
دہل و نقارے سر پیٹتے تھے سردار آپسمین گریبان چاک کیے باتین حسرت و افسوس کی کر رہے تھے کہ افسوس
اس گردون دون کا عجب طور ہے ظلم کا ہمیشہ سے دستور ہے کسی کا گھر آباد نہین دیکھ سکتا ہے گلشن کو خار غم دیتا ہے

برباد کیا ہی بلبل اسی کے جور سے فصل خزان دیکھکر سیاہ پوش ہمیشہ رہتی ہی رنج وغم سے نالہ وشیون کرتی ہی رعد
بحرین اسی کے ستم سے جوش ہی دل سے پید اخروش ہی پانی لب ساحل سے ہر دم سر ٹکراتا ہی کنارہ بھی کنارہ کیا چاہتا ہی
غرض ایک جانب ملکہ بہار دل فگار تھی ایک جانب لالہ زار رونا فرمان بیقرار تھی یہ ہر ایک کا حال تھا کہ ابیات

غم دوری سے مہرخ کے جگر خون
کہی تو ہوگیا سب دشت آتش
جلا آتش سے انکی کوہ صحرا
نہایت مضطرب تھے مثل سیماب

وہ سب آوارہ تھین ہمشکل مجنون
درخت و برگ و دریا روگاہ و جنگل
ہوئے سب خشک و جلا اور دریا
لکھون کیا انکا سوز جان مضطر

یہ آہین کھینچتے تھے سب مشوش
دم گرم اسکی سے اکثر گئے جل
تھے اسکے سوز ہجران سے وہ بیتاب
کہ پڑجاتے ہین تبخالے زبان پر

لشکر مین جب یہ طلاطم برپا ہوا عمر بھی شریک ماتم تھا اسنے زبان تسکین بخش کو بہر دلداری کھولا اور کہا کہ ای
بہادرو ن کیون روروکر اپنی جان کھوتے ہو بارہا ایسا ہوا ہی کہ مہرخ گرفتار ہوئی ہی مگر پھر خدا نے رحم کیا کر
چھوٹ آئی ہی پروردگار عالم اسکا حامی و مددگار ہی اور وہی نگہبان ہی ایسا ہی تو اسوقت کہ جب کوئی
امر نو عدیگر ہو اسی وقت حال اپنا تباہ کرنا اب خاطر جمع رکھو مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور بتا اگر ملکیا تو
چھڑا کر لاؤنگا تم سے بحکم خدا امداد نگا یہ کہکر قنطورہ بیتاوے سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور عیار بھی بہر
عیاری اسکے عقب مین چلے لیکن صنعت سحر ساز کا ایک مقام سیرگاہ ہی کہ یہ وہان جاکر سیر کیا کرتی ہی اور
کچھ سحر بھی تیار کرتی ہی سامنے گلشن نگارین لگا ہی سرسبز اور پھولا پھلا ہی بنگلہ جواہر کا تعمیر ہی نہایت
دلپذیر ہی اور یہ مقام اس پار دریائے خون رواں کے قریب شہر نا پرسان ہی چنانچہ وہ پنجہ جو مہرخ کو
لیکر اڑے اسی سیرگاہ مین لائے اور صنعت بھی اپنے لشکر کو چھوڑکر اسی مقام پر آئی اور پنجون سے
مہرخ کو لیکر ایک صندوق مین بند کیا اور باحتیاط تمام اس بنگلہ مین رکھا اور ایک پتلا آرد ماش کا تیار کرکے
بشکل مہرخ سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگیا اسکو غل و زنجیر پہنا کر تخت سحر پر ڈالکر مراجعت کرکے لشکر مین آئی یہان
تمام لشکر مین اسکے نالہ وشیون مطیعان اسلام سنکر خوشی ہو رہی تھی ہر ایک آپسمین بغلگیر ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ
ملکہ صنعت بڑی زبردست ہی کسی کا مقدور کب ہی کہ انکا سامنا کرسکے شاہ طلسم بھی اسکی خاطر کرتا ہی یہ تذکرہ ہو رہا
تھا کہ صنعت آکر پہونچی سب نے دیکھا کہ ملکہ مہرخ طوق و زنجیر مین گرفتار ہمراہ ہی غرض صنعت نے یہان پہنچکر
سامنے اپنی بارگاہ کے دار استادہ کرائی اور جلادون کو طلب کیا جیو ترہ ریگ کا بنایا گیا بوریائے فلاکت بچھایا
گیا اسپر مہرخ کو بٹھایا ادھر خواجہ عمر بھی صورت بدلے اسکے لشکر مین پھر رہے تھے صنعت کے آنے کا

غلغلہ سنکر ہیبت مبدن اُسکی بارگاہ مین آئے یہان یہ سامان دیکھا کہ سراچہ بارگاہ کے اُٹھے ہیں اور مہرخ قتل ہوا چاہتی ہے اُنھون نے چاہا کہ کچھ دست و پا ہلاؤن اور مہرخ کو عیاری کرکے چھڑاؤن لیکن ٹھہر گئے کہ دیکھون کیا ذکر و تذکرہ ہوتا ہے اُدھر لشکر بھی تیار ہوکر گرد چبوترہ کے کہ جسپر مہرخ بیٹھی تھی استادہ ہوا اور لشکر کے لوگ عیش و عشرت کرنے لگے دانشمندون کی زبان پر یہ جاری تھا کہ **ابیات**

کرین کیا جور گردون کی شکایت
جہان دیکھو اسی کی ہے حکایت
نہین یہ دیکھ سکتا خانہ آباد
کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہین شاد
ستائے بن نہین کچھ کام اسکو
کہان ہے ظلم سے آرام اسکو
نہین معلوم منظور اسکو کیا ہے
بُری چتون سے کافر دیکھتا ہے
کمر بس ظلم پر اُسنے ہے باندھی
یہ ظالم ہے اُڑا دینے کو آندھی

اِسطرف تو یہ غلغلہ برپا تھا اُدھر صنعت کو خیال آیا کہ تو نے جو قتل کے لیے اِس شبیہ مجرمہ کے اسقدر بکھیڑا کیا ہے اس سے کیا فائدہ ہے جلد تر قتل کر ڈالنا چاہیے یہ سوچکر خود آپ اُٹھی اور سحر پڑھکر دستک جو دی ایک برق چمک کر جو گری تلوار کا کام کر گئی مہرخ کی ہمشبیہ کی گردن جُدا ہوئی سر کو حکم دیا کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجا کر ڈالدو ساحرون نے سر لا کر روبروے لشکر پھینکدیا مگر قہار جادو نے اِس جلدی کو دیکھکر کہا کہ اے ملکہ صنعت یہ آپ نے کیا کیا کہ مہرخ کو مار ڈالا اگر افراسیاب چاہتا تو اب تک کب کا مار ڈالتا اُسکو کچھ تو منظور تھا جو نہ قتل کیا اب تمنے بغیر اجازت اُسکی مار ڈالا بُرا کیا حیرت سے بھی اجازت نہ لی کہ کاش کہنے کو ہوتا ہمنے ملکہ حیرت کے حکم سے قتل کیا ضرور افراسیاب جادو خفا ہوگا آپ نے پہلے اطلاع کر لی ہوتی جو حکم شاہ ہوتا وہ کرتین صنعت نے بجواب اُسکے چپکے سے اُس سے کہا کہ اے قہار تم سچ کہتے ہو لیکن مین بھی بیوقوف نہین ہون عمر تو وہان بشکل کنیز کھڑا ہی تھا اُسنے بھی کان لگائے کہ دیکھون کیا کہتی ہے اُسوقت صنعت نے کچھ لکھکر قہار جادو کو دیا اُسنے پڑھا مگر عمر پشت پر کھڑا تھا اُسنے بھی پڑھا لکھا تھا کہ اے قہار مین مہرخ کو قید کر آئی ہون یہ پُتلا تھا کہ جسکو مین نے مار ڈالا ہے اور میری سیرگاہ جو ہے فلان مقام پر وہان مہرخ صندوق مین بند ہے بہت احتیاط سے چھوڑ کر آئی ہون مین ایسی نادان تھی کہ بغیر حکم بادشاہ مار ڈالتی مہرخ کچھ میری گنہگار نہ تھی یہ مضمون جو قہار نے پڑھا ہنسی اُسوقت صنعت نے دیکھا کہ ایک کنیز پشت پر کھڑی ہے اُسکو یقین ہوا کہ بیشک اِس کنیز نے بھی یہ مضمون پڑھا لیکن سوچی کہ اُسکو نگاہ سحر سے دیکھے اگر عیار ہے تو گرفتار کر نہین تو اور کچھ ہوشیاری کرنا اور جو عیار نہو تو کنیز کو بلا کر حفاظت در باب پوشیدگی راز کے تاکید مناسب ہے یہ سوچکر اُسنے بنگاہ تیز و گرم جانب عمر دیکھا عمر سمجھا کہ یہ مجھکو پہچان گئی بس فوراً عمر نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا صنعت کو یقین ہوگیا کہ یہ عمر

عیار تھا کیونکہ فوراً غائب ہو جانا اُسی کے ہوش کی دلیل ہے اب راز آشکارا ہوا ہے ایسا ہو کہ جا کر مہرخ کو رہا کر لاؤ اب تمکو چاہیے کہ مقام سیرگاہ سے مہرخ کو لے جا کر اور کہیں رکھ دینا چاہیے تاکہ یہ پتا نہ پائے ایسا کچھ سوچکر یہ پھر جانب سیرگاہ روانہ ہوئی اُدھر لشکر مہرخ مین بہار و مخمور وغیرہ کو بھی خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ کو صنعت نے مار ڈالا اور سر کٹوا کر آپ کے لشکر کی طرف پھنکوا دیا ہے یہان ماتم تو برپا ہی تھا اور زیادہ تر شیون و نوحہ کی صدا بلند ہوئی اور سب نے ارادہ کیا کہ اب زندگی بیکار ہے چلکر لشکر صنعت تباہ کرنا چاہیے اُسوقت ملکہ بہار جادو کے بعد مہرخ یہ بادشاہ لشکر ہوتی ہے اُسنے فرمایا کہ لڑنا ہر وقت ہو سکتا ہے اور بغیر لڑے چارہ ہی نہین اب مسلمان ہو کر ساحرون کا ساتھ تو دینگے نہین پھر افراسیاب ضرور ہی لڑیگا اسوقت اتنی دیر صبر کرنا چاہیے کہ جبکے ہم مطیع ہین یعنے خواجہ عمر بن اُمیہ ضمری وہ تشریف لائین اور اُنسے پوچھ لین جیسا کچھ وہ فرمائین ویسا عمل کرین ہر ایک نے کہا بہت مناسب ہے چنانچہ یہ سب تو اس امر پر دل لگا کر ٹھہرے لیکن رعد جادو اور برق ان دونون نے صلاح کی کہ ہم بیٹا اور سردار لڑنے کو جائین اُسوقت تک اپنی فوج لیکر ہم دونون لشکر صنعت پر جا کر گرین کس لیے کہ ہمارا اب ٹھکانا نہین ہے افراسیاب ہمکو مار ڈالے گا پھر لڑ ہی کے مر جائین تو بہتر ہے یہ مشورہ کر کے دونون بارگاہ کے نکلے اور لشکر سے اپنے حکم دیا کہ تم ہمارے عقب مین تیاری کر کے آنا ہم دونون صنعت کے لشکر پر جا گرتے ہین یہ حکم اُنکو سُنا کر دونون طرفۃ العین مین اُس لشکر گمراہ کے قریب آ کر پہونچے یہان تو سب خوش ہو رہے تھے اور غافل تھے اور علاوہ اِسکے مالکہ بھی اُنکی نہ تھی بس اسی غفلت مین اُن دونون نے اُنکا کام کیا یعنے رعد قریب لشکر ساحران آ کر چیخا اس زور سے آواز لگائی کہ زیر زمین گاؤ زمین تھرائی ساحران لشکر بعض بیہوش ہوئے بعض کے بھیجے نکل پڑے اوپر سے کڑکڑ کی صدا بلند ہوئی اور ملکہ برق جادو چمک چمک کر گرنے لگی جب گری ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر کی خرمن جان کو اُسنے جلا دیا غضب کی بجلی گرنے لگی لشکر مین تلاطم پڑ گیا اُس جلدی مین سوائے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ آیا گروہ گروہ اُٹھکر بستروں سے اور خیمون سے نکلکر بھاگے جدھر جسکا مُنہ اُٹھا چل نکلا ہنگامہ آفت خیز و قیامت انگیز برپا ہوا برق آڑی اور ترچھی ہو کر گرنے لگی گلزار لشکر کو برق قہر نے جلا کر خاک سیاہ کرنا شروع کیا رعد کے چیخنے اور برق کے گرنے سے غار زمین مین پڑ گئے لاشین جھلسی ہوئی ہر طرف ڈھیر نظر آتی تھین خیمہ جل رہے تھے بارگاہین آتش خانہ تھین گویا زمین بھی نالہ آتشین کرتی تھی ایسی کچھ دلکو لگی تھی کوئی ایسا نہ تھا جو آگ لگا کر پانی کو دوڑتا شور قیامت نما برپا تھا کہین عورتین نالہ کش کسی جا لڑکے لشکریون کے غش یہ آفت برپا کرا

ابیات

لگا پھٹنے ہر اک سو توپخانہ | ہراسان جسکی آتش سے زمانہ | کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
جوانون نے پیا بس آب پیکان | کرون کیا دشنۂ ناوک کی تقریر | کہ پہلو اُنسے تھے قندیل پر تیر
ہوئے ساحر بہت جل جلکے فی النار | ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار | شرار برق جادو سے ہو بیتاب
اُٹھے اپنی جگہ سے مثل سیماب

یہ جنگ اسلیے تیر و خنجر سے بھی ہوئی کہ فوج برق بھی عقب مین آکر
گری تھی اور بھاگون کو مارے تلوارون کے پرزے اُڑا دیا تھا ڈھیر پر ڈھیر اور مردے پر مردہ گر رہا تھا ادہر
ملکہ صنعت سیرگاہ مین اپنی جاکر پہونچی اور مہرخ اصلی کو لیکر جانب لشکر مراجعت کرکے آئی اسلیے کہ حیرت وغیرہ سے
پوچھکر اسکا کام ہی تمام کرڈالون غرض یہان جو آکر پہونچی تو عجب آفت برپا دیکھی کہ ہزارہا لاش پڑی ہے دشت
سب مُردون سے بھرا ہے سارا لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہے لوگون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا ہے برق جادو
چمک چمک کر گر رہی ہے فوج اُسکی لڑ رہی ہے رعد برنگ رعد چیخین مار رہا ہے یہ حال دیکھکر بغیظ و غضب تمامتر
پرواز کرکے چلی اور قریب برق پہونچکے اپنے بالون کا ایک کوڑا بنا کر جو مارا وہ تازیانہ وبال جان برق جادو
ہوا دست و پا و کمر مین لپٹ گیا جیسے کوئی رسن ظلم مین بندھتا ہے اسطرح برق اُسمین بندھ گئی صنعت نے
جھٹکا مار کر کھینچ لیا اور زمین پر اُتری رعد امان جان کہتا ہوا دوڑا اُسنے اُسی تازیانہ کو حکم دیا کہ باندھ لے
اسکو بھی تازیانہ اسکے بھی لپٹنے چلا لیکن رعد بزور سے بھاگ کر ایکطرف کو نکل گیا اور وہان گر پڑا صنعت
سمجھی کہ رعد بھاگ گیا بس اُسنے اور سحر کیا کہ لشکر برق بھی متفرق ہوا اور سب بھاگ کر جانب صحرا روانہ
ہوئے صنعت مہرخ اور برق کو لیکر بارگاہ مین آئی ہے اور تخت پر متمکن ہوئی غلغلہ آمد صنعت بلند ہوا بھاگا ہوا
لشکر پھر مراجعت کرکے آیا عمر جو حال دریافت کرکے سیرگاہ صنعت کی طرف جانے کا عازم ہوا تھا چنانچہ جب
صنعت خود یہان سے گئی تو عمر ٹھہر گیا اب جو غلغلہ آمد کا اسکی سنا جلد صورت اپنی اُسنے مثل ایک ساحر کے
بنائی ماتھے کو اپنے ہلدی وغیرہ سے رنگا کنپٹیون پر گل خوشنما بنائے ماتھے پر نام افراسیاب کا اسطرح لکھا
کہ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا تھا دھوتی بادلہ نگار باندھی تمام بدن مین سیندور کے ٹیکے دیے سینہ پر تصویر
جمشید کی بنائی منقل آتشین ہاتھ مین لیکر بارگاہ مین صنعت کی آیا اور اُسکو سلام کرکے کہا اے ملکہ شہنشاہ
جادوان افراسیاب عالیشان نے مبارکباد دی ہے اور یہ نامہ دیا ہے صنعت نے اُٹھکر نامہ کی تعظیم کی
اور نامہ طلب کیا ساتھ ہی خیال گذرا کہ تجکو آتے دیر نہین اور نامہ آتے دیر نہین مقرر یہ ساحر کوئی عیار ہے
یہ معلوم کرکے کسو سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ گمان اے ملکہ آپ کا درست ہے اُسنے ہاتھ پھیلا دیے کہ لاؤ نامہ

عمر کو اگر وہ نحتی دیکھتی یا اُنکو ڈھونڈتی تو معلوم ہو جاتا کہ تجھکو بھیجا نادہ تو اُسنے گمان سے اپنے انپر شک کر کے
نامہ مانگا اُنھون نے نامہ ہاتھ پر رکھ کر دیا اُسنے دونون ہاتھ اُنکے پکڑ لیے اور سحر سے ہتکڑی پہنا کر کے پکاری
کہ باشرف و ناعیارو بھیجا نامین نے تجھکو اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب چاہے خفا ہو یا خوش ہو
مگر تم دونون سرکردہ لشکر ہو مین تم دونون کو قتل کرونگی عمر نے اُسکی باتون کا کچھ جواب نہ دیا مگر اِنکی
گرفتاری کا بھی غلغلہ ہوا کہ سیان ملکہ عالم کیا خوش نصیب ہین دیکھو عمر کو بھی اُنھون نے پکڑ لیا باہر
بارگاہ کے برق فرنگی صورت بدلے تدبیر مین عیاری کے کھڑا تھا اُسنے جو یہ غل سنا جلد علیحدہ جا کر اپنی
صورت مثل ملکہ حیرت کی شکل کے بنائی اور چالاک بن عمر بھی پھرتا ہوا اسطرف آنکلا اُسنے برق کو
شکل کی تدبیر کرتے دیکھا یہ بھی قریب اُسکے آیا اور کہا بھائی حیرت شہزادی ہو اکیلے اُسکی صورت بنکر جاؤ مین
خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلتا ہون یہ کہا برق نے تو تاج شہریاری سر پر رکھا آنچل پلو کا دوپٹہ
اوڑھا پائجامہ اطلس زر اندوہ کا پہنکر زیور سے اپنے تئین آراستہ کیا اور چالاک نے چنی ہوئی چپکن
پہنی پگڑی تمغہ دار سر پر باندھی مینی پاک کمر سے لگایا اور ملکہ نقلی کے ہمراہ ہوا ملکہ نقلی بھی خرامان خرامان
پیدل جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوئی صنعت کو کنیزون نے خبر پہونچائی کہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین
وہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ ان مجرمون کے قید ہونے کی خبر سنکر آئی ہین پس بارگاہ سے بہر استقبال باہر آئی
بادب تمام تسلیم بجالائی اور اندر بارگاہ کے لے جا کر تخت پر بٹھانا چاہا برق یعنے حیرت نقلی نے تعریف
بہت کچھ کی کہ اے ملکہ صنعت واہ واہ کیا کام کیا ہے اور تعریف کے بعد قریب برق جادو آئی دو طمانچے
اُسکے آہستہ سے لگائے اور کہا اے لعنت ہے سامری کی کہ شہنشاہ ایسے مالک سے تو نے بگاڑی پھر
مخاطب بجانب مہرخ ہو کر بہت کچھ ملامت اُسکو بھی کی یعنے کہا کہ کیون او نمک حرام یہ ہماری مہربانیان اور
احسان اور شاہ جادوان کی عنایت و پرورش سب تو نے بھلادی کہ تیری نواسی کو جملہ طلسم کا مالک
کیا شہزادی بنایا اور تو نے اُن سب حقوق کو فراموش کر کے بادشاہ جمجاہ سے سامنا کیا اس لعنت ملامت
کے کرنے مین چپکے سے برق اور مہرخ سے یہ بھی کہا کہ مین ہون مہتر برق فرنگی جو کہون اُسکا برا نہ ماننا
اور جو کچھ تمسے قبول کراؤن قبول کرنا میری رائے پر اسوقت رہنا مہرخ اور برق برق کو حیرت بنا
معلوم کر کے بہت خوش ہوئین اور برق بہت کچھ شور و غل ان گرفتارون پر کر کے قریب صنعت بد سیرت
جا کر بیٹھا اور چالاک سر پر اُسکے رومال جھلنے لگا اسمین برق جادو نے ہاتھ باندھ کر عذر کیا کہ اے ملکہ

حیرت لونڈی نے جو کچھ کیا ویسا پایا خوب سزا مجکو ملی اب واسطہ سامری و جمشید کا آپ میری خطا کو معاف
کرین دوبارہ مجھسے ایسی تقصیر نہوگی جب اُسنے بہت منت خوشامد کی اُسوقت حیرت نقلی نے کہا کہ اے
صنعت اب تو یہ منت کرتی ہے ہمنے اسکی خطا معاف کی تم بھی معاف کرو اپنا سحر اُتارلو صنعت نے کہا کہ مین
صدقے گئی آپ کے فرمانے کی بات ہے آپ خطا معاف کرین اور مین نہ کرون میری مجال ہے یہ کہکر سحر پڑھا کہ وہ
کوڑا جو رسی کی طرح بندھا تھا وہ اِسکی کمر سے کھل گیا جب یہ رہا ہوئے برق اس فکر مین تھا کہ اب صنعت کو
بیہوش کرکے خواجہ وغیرہ کو بھی رہا کردون لیکن جاسوسون نے خبر جنگ کرکے قید ہونے برق کی ملکہ حیرت کو
بھی پہونچائی اور پھر دوبارہ یہ خبر سنی کہ آپ کی صورت بنکر ایک حیرت اور صنعت کے پاس بیٹھی ہین اور
اُسنے برق جادو کو تو رہا کرلیا ہے اب اور کچھ فتور کیا چاہتا ہے بس یہ سُننا تھا کہ حیرت یکہ و تنہا پرواز کرکے
چلی اور اِدھر صنعت کو بھی خیال آیا کہ یکایک حیرت کے آتے ہی برق جادو مطیع بھی ہوگئے اور مجھسے
سحر بھی حیرت نے اُتروالیا اسمین کچھ فتور ہے بس یہ خیال کرکے اُسنے اپنی تختی کو دیکھا وہ تو تختی دیکھتی تھی
برق فرنگی نے حلقہ کمند کے کانٹھ کر جو مارے ساتون بند ڈھیلے ہوئے برق جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھی
کہ پھر ہم سب قید ہو جائینگے یہ سمجھکر اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ مہرخ اور عمر پر سے سحر صنعت کا جاتا رہا برق نے
ایک پنجہ مین تو عمر کو اور دوسرے مین مہرخ کو دابا اور پرواز کرکے چلی اودھر برق کمند مار کر چاہتا تھا کہ کھینچے
صنعت دھوان بنکر اُسمین سے نکلی برق اور چالاک دونون سراسیمہ گھبراکر بھاگے بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ
اسے بھاگی لینا جانے نہ دینا گھیرنا لیکن یہ عیار مثل برق جہندکو ندکر نظرون سے غائب ہوگئے اور طرفہ تماشا سُنیے
ملکہ حیرت جو اُڑکر چلی تھی اُسنے بھی غلغلہ سُنا اور برق جادو کو دیکھا کہ یہ عمر اور مہرخ کو پنجہ مین دابے لیے
جاتی ہے یہ دیکھتے ہی پکاری کہ ارے اوتحبہ کہان جاتی ہے مین بھی آپہونچی بس قریب برق پہونچکر چاہتی تھی
کہ کوئی سحر کیے وہان اتفاق سے رعد جادو اپنی مان کے غم مین پڑا ہوا تھا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا دوڑکر
ایک چیخ جو ماری ملکہ حیرت کا سر چکر مین آیا اور سمجھی کہ بیہوش ہو جاؤنگی لڑنا چھوڑکر زمین پر اُتر آئی لیکن
زمین تک آتے آتے بیہوش ہوگئی برق ازبسکہ عمر وغیرہ کو لیے تھی اسوجہ سے وہان نہ ٹھہری اپنے لشکر کی
طرف چلی اور یہ باعث بھی طرح مٹنے کا ہوا کہ سبکو معلوم ہے حیرت اور افراسیاب مارے نہ جائینگے
غرض برق تو نکل گئی چالاک اور برق عیار لشکر مین آئے مگر برق جادو گھبرائی ہوئی تھی اپنی
دونشست مین تو سمت لشکر چلی لیکن مُنھ اُسکا ادھر جانب اُٹھ گیا سناٹا مارکر کوسون نکلگئی اب جس مقام پر

یہ پہونچی ہو حال اُسکا لکھا جائیگا لیکن صنعت کا ماجرا سُنیئے کہ یہ جو حلقہ ہاے کمند سے نکلی تو دھوان بنی ہوئی
بہت بلند ہو گئی تھی اب بعد چلے جانے عیارون کے پھر بارگاہ مین آکر پہونچی یہان کسی کو بھی مردون مین سے
نہ پایا بہت رنج اُسکو ہوا غمگین صورت بنا کر سنائے مین تخت پر بیٹھی اسمین قہار جادو وغیرہ اسکی مصاحبین آئیں
اور ان سب نے اُسکو رنجیدہ دیکھکر بلائین لین کہا واری کیون چہرہ آپ کا اُداس ہی صنعت نے کہا کیا
غضب کے عیار ہین کبھو ہار مجاکو انکی ذات سے صدمہ پہونچتا ہی اور ذلیل کرکے وہ چلے جاتے ہین قہار نے عرض کیا کہ اہی
ملکہ آپکی پاپوش رنج کرے بھلا ہم ایسے جادوگر ہون اور ان عیارون کے ہاتھ سے زک اُٹھائین تو جا ہے ہی
آپ کو زک دینا واقعی اُنھین کا کام ہی مگر پھر بھی یہ خیال آتا ہی کہ ان مونڈی کاٹون نے شہنشاہ ساحران کو ذلت
دی حیرت کو بیہوش کئی مرتبہ کیا ہی یہ مقام آپکے رنج کرنے کا نہین ہی کوئی اس ذلت کو ذلت نہ کہیگا صنعت
نے کہا تم سچ کہتی ہو مگر میرا ارادہ مصمم ہی کہ اس مہرخ کو تو مین گرفتار کرکے سزا دون نہیسون نے کہا دیہان
مہرخ کئی مرتبہ قید ہو چکی ہی اب وہ بھی سنبھل کر لڑیگی خیر لڑائی تو پڑی ہی ہوئی ہی حضور خاصہ نوش فرمائین
آرام کرین رنج وغم جانے دین مہرخ بھی قید ہو آئیگی اور مہرخ پر کیا ہی سب ہی باغی اپنی سزا کو پہونچینگے کیا کوئی
بچ رہیگا ای توبہ شہنشاہ سے طلسم مین بگاڑ کرکون رہ سکتا ہی ہم شرط بدتے ہین کہ مہرخ وغیرہ کا جاہ وجلال
چند روز کا ہی ایک دن یہ سب غارت ہو جائیگا صنعت نے اُن سب کے سمجھانے سے حکم دیا کہ خاصہ
نعمتخانہ مین چنا جائے حسب ارشاد بکاول وداروغہ مطبخ عمل مین لائے دسترخوان آراستہ ہوا صنعت آکر
بیٹھی اور اس عرصہ مین ملکہ حیرت جو صداے رعد سے بیہوش ہو گئی تھی اُسکی بھی آنکھ کھُلی رعد وبرق وغیرہ
کا کہین اسجگہ نشان بھی نہ پایا بہت خفیف ہوئی اور خیال کیا کہ تنہا تو ناحق آئی بس اُسنے مٹی گوندھ کر چالیس پتلے
بنائے اور اُنمین سِحر سے پھُنکے کہ وہ سب زندہ ہو گئے اُنکو اپنی کنیزین مقرر کین اور ہمراہ لیکر پرواز کرکے بارگاہ
صنعت مین آئی دیکھا کہ صنعت کھانا کھانے مین مصروف ہی اور صنعت اُسکو آتے دیکھکر بنابر تعظیم اُٹھی
اور عرض کیا کہ آئیے کھانا نوش فرمائیے کہا تو سہی مگر اپنا ذلیل ہونا یاد کرکے آنکھ نیچی کرلی اور نہایت شرمندہ ہوئی
حیرت نے اُسکو خجلت زدہ دیکھکر فرمایا کہ اہی ملکہ صنعت سحرساز کچھ فکر نہ کرو اور شرمندہ نہو اُن عیارون نے کس کو
باقی رکھا ہی جو ذلیل نہین کیا ہی شہنشاہ تک کو دھوکے دیئے ہین مجھپر ہزارہا عیاریان کی ہین مصور جادو وزیرہ جمشید
سامری کی تصویر لیکر بڑی دھوم دھام سے آئی تھی اُنھون نے کیا کیا غوطے نہین کھائے غرض ملکہ حیرت کے
سمجھانے سے صنعت نے کھانا کھایا ہاتھ مُنھ دھوکر بیٹھی شراب پینے لگی اُدھر چالاک عیار جو بھاگ کر بارگاہ کو

گیا تھا بارگاہ مین پہونچکر سونچا کہ یہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہی چلکر کوئی عیاری کرو اور ایسے مین صنعت گھبرائی
ہوئی ہی اور زیادہ اسکو پریشان کرنا اور جب یہ مثل مشہور ہی کہ زدہ را ایستوان زد اگر اس عیاری مین صنعت بر بچہ
قابض ہوگیا اور اُس قحبہ کو تونے مار لیا تو بڑا کام کیا ایک دشمن صعب سے گویا تمام لشکر نے تیری طرف کے نجات
پائی غرض ایسا کچھ سوچکر صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی اور جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوا یہان حیرت نے
صنعت سے کہا کہ اے ملکہ تمنے وعدہ کیا ہی شہنشاہ سے کہ مین سحر ہفت بیضہ کرونگی پھر وہ تو نہ کیا اور لڑائی لڑنے
لگین مین حیران ہون کہ اُس سحر کے کرنے مین کیون عرصہ کیا ہی صنعت نے کہا کہ اُسمین اسباب کی ضرورت ہی
اور وہ یہان ہی نہین اور کوئی شخص ایسا نہین کہ جسکو مین بتا دیکر بھیجون کہ وہ جا کر اسباب مطلوبہ لے آوے
اب میرا قصد ہی کہ خود ہی جاؤن اس زمانہ مین مین نے چاہا تھا اگر یون ہی کام نکل جائے تو کاہے کو سحر ہفت بیضہ
کرون مگر نہین معلوم ہوا کہ ان ٹکڑا مون نے بڑا زور پیدا کیا ہی یون یہ قتل نہونگے چالاک بن عمر ساحر بنا ہوا یہان
آگیا تھا اور چُھپا کھڑا ہوا ایک گوشہ مین یہ باتین سُن رہا تھا اسی اثنا مین ملکہ حیرت کے ملازم وغیرہ تخت طاؤسی
ملکہ کا بھی لیکر یہان آئے راہ مین انکو صرصر اور صبا رفتار عیارنیان ملین پوچھا کہ یہ کس کے لیے سواری لیے
جاتے ہو انھون نے کہا کہ اسطرح عیارون نے آکر صنعت کو ستایا تھا تو ملکہ حیرت وہان تشریف لے گئی
ہین عیارون کا نام سنکر عیارنیان بھی ہمراہ ملازمان چلین کہا ایسا نہو حیرت پر بھی کوئی عیار عیاری کرین
غرض یہ سب آکر بارگاہ صنعت مین پہونچے سواری دروازے پر ٹھہری ملازم اور عیارنیان اندر بارگاہ کے
آئین ہر ایک نے حیرت کو مجرا کیا اور صرصر کو حیرت نے دیکھکر پوچھا کہ تم کہان سے آتی ہو عرض کی اسطرح کا حال
ہمنے سُنا حاضر خدمت ہوئے کہ حضرت عیارون کی جہان تک ہو سکے آپکو محفوظ رکھین حیرت نے کہا وہ چیز
ہم دیکھین دونون عیارنیون نے ہاتھ دکھا دیے صنعت نے اُسوقت کہا کہ اے ملکہ حیرت یہ فارسی تو ہم خاک بھی
نہ سمجھے حیرت نے کہا عیار صرصر و صبا رفتار وغیرہ کی صورت بنا لیتے ہین اور دھوکا دیتے ہین لیکن تو مین نے انکو
نشان کچھ بتا دیے ہین کہ جسکو دیکھو کہا نہو چنانچہ تمسے کیا پردہ ہی انگوٹھیان دی ہین کہ وہ مین دیکھ لیتی ہون
چالاک بن عمر صرصر کے آنے سے دروازہ بارگاہ کے اندر کھڑا ہوا تھا کہ مخفی رہون لیکن ایسے مقام پر تھا کہ
سب باتین سُنتا تھا اُسنے حیرت و صرصر کا بیان بھی سنا اور فکر عیاری کرنے لگا اسمین صبا رفتار جانب
دروازہ آئی وہان چالاک کو اُسنے دیکھا پہچانا اور چالاک بھی سمجھ گیا کہ اسنے مجکو پہچانا پس فوراً قریب آکر
کہا اے ملکہ کہان جاتی ہو ذرا ادھر تو آؤ مجکو کچھ تمسے کہنا ہی صبا رفتار از بسکہ عیارون سے خوفناک ہتی ہی

اسکے ہمراہ تو ہوئی مگر ساحروں سے اشارہ کرتی گئی کہ اسکو پکڑلو چالاک نے صبا رفتار کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اب
جو اشارہ کرتے اُسکو دیکھا ہاتھ چھوڑکر جست کرکے باہر دروازے کے نکلگیا اُسوقت بارگاہ مین غل ہوا حیرت نے
پوچھا کہ ارے یہ غلغلہ کیسا ہی صبا رفتار دوڑکر سامنے آئی اور عرض کیا کہ عمر کا بیٹا جو نیا آیا ہوا ہی وہ آیا تھا اور مجکو
الگ لیے جاتا تھا ساحروں کے ڈر سے بھاگ گیا یہ سُننا تھا کہ صنعت نے اپنا ہاتھ دیکھا اور نیت کی کہ مجکو معلوم
ہو چالاک کہان بھاگ گیا ہی معلوم ہوا کہ لشکر کے کنارے ایک درخت ہی وہان اسوقت بیٹھا زیر درخت
غافل بیٹھا ہی یہ معلوم کرکے اپنی جگہ سے اُڑی اور اُسی درخت کے نیچے جہان چالاک تھا پہونچکر پنجہ سحر سے گرفتار کرکے بارگاہ مین لے آئی اور ایسا خوش ہوئی کہ چالاک پر سحر بھی نہ کیا یون ہی سامنے حیرت کے لاکر
ڈالدیا اور کہا ای ملکہ دوران سوئن کی یہ اوقات ہی جوتی خورون کی کہ جب قصد کرون پکڑ لاؤن ایسے تو
کم زور ہین مگر دیدہ ایسا سوٹا ہی کہ کہین چوکتے ہی نہین حیرت نے کہا تم کچھ شہنشاہ کا پاس نہ کرو میرے سر کی قسم اسکا
ابھی ابھی کاٹ ڈالو مین سمجھ لونگی اگر بادشاہ کچھ کہینگے ای قسم ہی مجکو سامری کی کہ جو ہون کرین گھر کو آگ لگا کر
نکلجاؤن اور سلطنت کو خاک مین ملاؤن یہ سُننا تھا کہ صنعت نے قہار جادو سے کہا اس ہوئے کا سر
کاٹ ڈال وہ جو آکر قریب پہونچی دیکھا کہ اُسکا تو رنگ زرد ہی ناک کا بانسا بیٹھا ہوا ہی ہاتھ پاؤن مین بالکل دم
نہین اولا ہو رہے ہین ایسے سرد ہین دیدے نکل آئے ہین مُردنی مُنھہ پر چھائی ہی اُسنے یہ ماجرا دیکھکر کہا کہ
ای ملکہ مین قتل کیسے کرون یہ تو مرگیا صنعت ہرچند کہ ساحرہ زبردست ہی مگر ڈر گئی اور پاس سے ہٹ آئی
چالاک زمین پر گر پڑا اب بالکل مثل مردہ صد سالہ کے تھا حیرت نے کہا یہی مشہور اب کرتا کہ آپ سے مرگیا
کس لیے اپنا نام ناحق کو بدنام کرنا کیا ضرور ہی یہ بھی کہا پھر خیال آیا کہ عمر عیار اسکا باپ بھی اسی طرح مرگیا تھا
اسنے بھی عیاری شاید کی ہی بس یہ خیال کرکے صرصر تو دربارگاہ پر حاضر تھی ہی اُسکو بلوا کر کہا دیکھ تو یہ مرگیا یا
جیتا ہی صرصر نے آکر جو دیکھا کہا واری مردے مین اور اسمین کوئی فرق نہین ہی لیکن مین بھی کہونگی کہ اس ہوئے
نے دم چرایا ہی مرا نہین جیتا ہی اُسکو ایک ہاتھ ضرور مار دینا چاہیے کہ سر جدا ہو جائے حیرت نے اشارہ کیا کہ بہت
اچھا لگا دے ایک ضربت صرصر نیمچہ کھینچکر چلی چالاک بن عمر کی مردم چشم خانہ دیدہ مین پلکون کی چلمین ڈالے
ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اب جو ملاحظہ کیا کہ صرصر نیمچہ کھینچے درپے قتل آئی ہی ازبسکہ مسحور سحر تو نہ تھا
لیٹے لیٹے جست جو کی صرصر کو یہ معلوم ہوا کہ آتی ہی میرا گلا کاٹ ڈالے گا بس وہ زمین پر لوٹ گئی اور چالاک نے
زمین پر پہونچکر پھر پاؤن کی تھپکی دی اور دوسری جست کرکے قریب دروازۂ بارگاہ پہونچا اسمین صرصر بھی

اُٹھی اور پکاری کہ لینا یہ مُوا مردہ جانے نہ پائے دروازے کے آگے دو جادوگر کھڑے تھے وہ گھبرا کر
بغیر سحر پڑھے پکڑنے دوڑے چالاک نے زمین پر پہونچکر ایکی لوٹ جو ماری قریب ساحران پہونچکر خنجر
اُنکی ٹانگین قلم کین کہ وہ گرے اُسنے اُٹھکر ایک ہاتھ اور لگایا اور صاف باہر بارگاہ کے نکلگیا حیرت یہ چالاکی
دیکھکر بے اختیار ہنس پڑی ہا اور تمام اہل بارگاہ کے ہوش جاتے رہے لیکن چالاک جو بارگاہ کے باہر گیا
دوسری طرح پر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی ماتھے پر تختی لگائی جسمین لکھا تھا کہ ملازم خاص افراسیاب جادو
لباس بھی عمدہ پہنا جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر پھر سامنے حیرت کے اندر بارگاہ مین آیا حیرت کو اور صنعت کو
مجرا کیا اور پکارا کہ منم فرستادہ شاہ جادوان حیرت نے کہا کہ شہنشاہ کہان ہین اُسنے جواب دیا کہ زیر دیوار
طلسم سیر کرتے ہوئے آتے ہین حیرت نے کہا میرے بارے مین کچھ فرماتے تھے اُسنے عرض کیا کہ شہنشاہ آپ سے
بہت ناراض ہین باغبان وزیر سے فرماتے تھے کہ اب تو حیرت بغیر ہماری اجازت عیارون کے پیچھے دوڑتی
پھرتی ہین بس ای ملکہ آپ کو مناسب ہی کہ شہنشاہ کے پاس چلی جائیے حیرت نے کہا بھائی تو میرا دوست ہی
کہ تونے آکر اُنکے ناراض ہونے کی مجکو خبر دی اچھا مین جاتی ہون چالاک نے کہا سوار ہو کے نہ جائیے اسلیے کہ
عیار گھات مین ہین دھوم دھام جو ہو گی وہ بھی لوگون مین ملکر ساتھ چلے جائینگے چپکے جانا اچھا ہی یہ تو اسطرح کی
باتین کر رہا ہی اتفاق سے صرصر اور صبا رفتار دونون ایک مقام پر جا کر کھانا کھانے لگی تھین وہ نہ تھین بس چالاک
کی بن آئی ایسا کچھ کہا حیرت سے کہ یہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور چلی جب لشکر کے باہر بیابان مین پہونچی چالاک بھی
ساتھ تھا اُسنے کہا ہان مین نامہ دینا بھول گیا تھا یہ کاغذ بھی دیا ہی دیکھ لیجیے حیرت نے کہا لاؤ اُسنے کاغذ دینے
کے بہانے سے قریب جا کر ایک بیضہ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسنے پشتارہ باندھا اور لیکر چلا وہان
صرصر و صبا رفتار کھانا کھا کر جو آئین حیرت کو نہ دیکھا پوچھا کہ ملکہ عالم کہان گئین ہین صنعت نے حال بیان کیا
کہ اسطرح ساحر آیا تھا ملکہ کو لے گیا ہی یہ سُنتا تھا کہ یہ بھی عقب مین چلین اور اُدھر سے چالاک پشتارہ لیے ہوئے
آتا تھا راہ مین سامنا ہو گیا اُنھون نے پہچانا اور نیمچہ کھینچکر پکارین کہا سے او نا عیار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
چالاک نے بھی نیمچہ کھینچا باہم شمشیر زنی شروع ہوئی لیکن حیرت کو عرصہ جو ہوا تو ہوش آگیا اور پشتارہ
چالاک کے کاندھے پر بھاری معلوم دیا اُسکو بھی یقین کامل ہوا کہ حیرت کو ہوش آگیا ہی بس یہ سمجھکر پشتارہ
اُسنے کاندھے سے گرا دیا اور آپ جست کر کے بھاگا ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہا صرصر و صبا رفتار بھی
عقب مین چالاک کے چلین پشتارہ سے ملکہ کو یہ سمجھکر نکالا کہ یہ آپ نکل آئینگی ہم دونون ہو سکے تو عیار کو

پکڑ لائین الحاصل عیارنیان تو پیچھے چالاک کے چلین اور حیرت ایستادہ پہاڑ پر نکلی اُسنے دیکھا کہ دو عیار وضع صرصر وصبا رفتار کی بنائے ایک طرف کو جاتے ہین یہ دیکھتے ہی اسکو گمان ہوا کہی دونون عیار مجکو پکڑ لائین غرض بس وہان سے جو اُڑی پنجہ غضب مین پکڑ کر دونون کو لے اُڑی اور غصہ مین آکر لشکر مین اپنے نہ گئی کہ وہان عیار ونکے حمایتی آکر چھڑا لیتے ہین تو انکو کسی صحرا مین لے جا کر مار ڈال غرض سناٹا مارے بہت دور نکل آئی اور ایک کوہ مین آکر اُتری وہان دونون عیار نیون کو ڈال دیا دونون تموج ہوا سے بیہوش ہو گئی تھین اُسی بیہوشی مین اسنے چاہا کہ دونون کے سر کاٹ لون لیکن جب قتل کرنے قریب تر آئی اُنکے ہاتھون پر نگاہ پڑی انگلیون مین اپنی دی ہوئی انگوٹھیان دیکھین سمجھی کہ بیشک یہ صرصر وصبا رفتار ہین تامل اُنکے قتل سے کیا اور اس عرصہ مین وہ بھی ہوش آیا گھبرا کر اُٹھین اور حیرت جادو کو تسلیم کر کے عرض کی کہ واری آپ ہمارے قتل پر کیون آمادہ تھین یہ ماجرا آپ پر گذرا سارا حال چالاک کا اُنھون نے کہہ سنایا حیرت نے کہا بھلے کو مین نے تمکو مار نہ ڈالا اتھا یہ کہکر اس دَرّہ کوہ مین کچھ دیر ٹھہری عیارنیون نے کچھ شراب کسوت سے نکالی ملکہ نے پی یہ تو یہان ہے لیکن حال ملکہ برق جادو بیان ہوتا ہے کہ یہ جو سناٹا مار کر چلی ایک صحرائے سبزہ زار در نواح دل کشا مین اُتری کہ گرد اُس صحرا کے پہاڑ تھے جاری اُنسے آبشار تھے پھولون سے وہ کوہ پر شکوہ لدے ہوئے تھے انجمن ایوان بہار مین فرش زمردین سبزہ گویا وہ پہاڑ گلدستہ کی طرح دھری تھی ہر سمت نسیم مشکبار رونان چشمے اور نہرین روان لیکن علاوہ گلدار درختون کے پھولون کے جو درخت تھے وہ سب انار کے تھے ہر نخل اپنی خوبی پر آیہ نخل موزون پڑھتا جوانا رچیخا ہوا تھا وہ گویا اپنی بہار پر باغ جنان کو ہنستا تھا خندۂ دندان نما کرتا تھا ہر برگ زبان شکر دار رکھتا سرسبزی سے ہر نہال خوبی سے ماہر تھا انارون پر تھیلیان زربفت کی چڑھی تھین درختون کے تھالے چاندی کے بنے تھے تنے درختون کی سونے سے منڈھی تھی جانوران خوش الحان اُس بیشہ انارستان مین زمزمہ سرائیان کر رہے تھے کہا ابیات

وقت وہ ہے کہ از بس شوق سے چشم بلبل
لالہ و نرگس و گل سے ہین بھرے دشت و جبل
چشم رکھتا ہے تو چل فیض ہوا کو تک دیکھ
خشک بھی شاخ نے اب ہنر نکالی کونپل

خوبی دلکش گل دیکھنے کو ہو احول
لطف روئیدگی ست پوچھ کہ شیشے مین ہین
نرگس اگتی ہے جہان بوئی تھی دہقان نے بصل
خون خمیازہ کش عاشقی غنچہ و گل

جوش گل یہ ہے جہانتک کہ ہے کام نظر
سبزہ غلطان ہے لب جو یہ کہ خواب مخمل
سیر کر تازگی و خرمی و شادابی
دونون نکلے ہین تہ خاک سے اب ساتھ بغل

اُس صحرائے نزہت بسیر مین جب ملکہ برق جادو اُتری سیر لالہ و گل دیکھا بہت خوش ہوئی اور صبح دم کو پنجہ سے چھوڑ کر ہوش مین آئی حال سب بیان کیا اور ٹھہر کر آرام لینے لگی صبح نے زنبیل سے شراب نکالکر کہا سب کے

پی انکے ٹھہرنے سے اُس جنگل میں ہوائے سرد چلی اور چند برگ خشک اُڑکر بونڈلے کی طرح چرخ کھاتے ہوئے ایک طرف چلے چنانچہ افراسیاب جادو باغ سیب میں آکر بیٹھا تھا وہ پتے خشک سامنے آکر گرے اور طائران خوش رنگ بنکر پکارے کہ شہنشاہ کا گل اقبال و مراد ہمیشہ شگفتہ رہے دشمن کے گلشن ہستی پر خزان آئے ملکہ برق جادو اور مہرخ اور عمر عیار بیابان انارستان میں آکر ٹھہرے ہیں جیسا انکی نسبت حکم صادر ہو وہ عمل میں آئے بادشاہ نے یہ خبر سنکر حکم دیا کہ تم جاکر مالک بیابان سے کہنا کہ تو کچھ خبر اُنسے نہو ہم انکو گرفتار کرا لینگے وہ طائر پھر برگ بنکر اُڑ گئے اور بادشاہ جادوان نے بعد اُنکے جانے کے سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی سے دو ساحر کریہ منظر شیر آتشین پر سوار نہایت نابکار زشت رو تیرہ درون کہ

نظم

نقش اژدہا تھا دم اُنکا
آنت شیطان کی تھی اُنکی آنت
صد منی دیگ تھا شکم اُنکا
گال کلیجہ سے اور توے سے سیاہ
کاٹھ سر ہی جیسے اوندھا کراہ
دانت اُسکا ہی ہاتھی کاسا دانت
آہنین ہی تنور اُسکا پیٹ
توند کالی جو کھول جائے لیٹ

بس اُن ساحران غدار سے بادشاہ نابکار نے فرمایا کہ ای غضب جادو و غضبناک جادو تمکو اسواسطے بُلایا ہی کہ بیابان انارستان میں جلد جاؤ وہاں مہرخ و برق جادو اور عمر عیار وغیرہ آئے ہیں اُنکو گرفتار کر لاؤ یہ کہکر غضبناک کو الگ بُلا کر ایک انگوٹھی اپنی دی اور کہا مہرخ اب بادشاہ لشکر عمر ہی وہ زبردست ہو گئی ہی یون قید نہو گی ہنگام جنگ اُسکو یہ انگوٹھی دکھا دینا وہ اندھی ہو جائیگی تم باندھ لینا غضبناک تسلیم کرکے انگوٹھی لیکر پھرا اور یہ دونون ساحر اُسی وقت حسب الحکم بادشاہ اپنے شیر پر چڑھکر چلے کچھ فوج بھی ساتھ نہ لی یونہین دریائے خون رواں سے اُترکر اسطرف آئے اور اسطرف سے گذرے کہ جہان حیرت وصرصر وغیرہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئی تھی اور حیرت نے بھی دیکھا کہ دو ساحر شیر آتشین پر سوار اس ہیئت سے آتے ہین کہ ایک کے ہاتھ مین تو ترنج سبز ہی اور ایک کے کاندھے پر چھارسی کا پڑا ہی حیرت نے اُنکو پہچانا کہ یہ غضب اور غضبناک ہین اور اُن دونون نے بھی ملکہ کو پہچانکر تسلیم کی حیرت نے استفسار کیا کہ ای غضب جادو و غضبناک جادو کدھر آئے اور کہان جانے کا ارادہ ہی انھون نے عرض کیا کہ برق جادو اور عمر وغیرہ بیابان انارستان مین گئے ہین شاہ کا حکم ہی کہ اُنکو پکڑ لاؤ چنانچہ اُنھین کو قید کرنے جاتے ہین حیرت نے کہا جلد جاؤ اور اس کام مین سعی کرو سامری ایسا کرے کہ تم فتحیاب ہو وہ دونون رخصت ہو کر ملکہ سے انارستان کی طرف چلے اور حیرت جادو نے بھی تخت سحر تیار کرکے صرصر اور صبار فتار کو بھی بٹھایا اور آپ سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین بارگاہ مین پہونچکر تخت پر بیٹھی ملازم اُسکے سب بشوق

تھے کہ نہین معلوم کہان ملکہ عالم تشریف لے گئی ہین اب اُسکے آنے سے خاطر جمع ہوئی اور ملکہ شگوہ زرین قبا نے
پوچھا بھی کہ حضور کہان تشریف لے گئی تھین اُسنے کہا صنعت کی بارگاہ مین یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوئی
اُدھر برق جادو اور مہرخ جو بیابان انارستان مین بیٹھی تھین اُنکے فراق مین رعد جادو بھی گھبرا کر ڈھونڈھتا ہوا
اُسی مقام پر آیا اور اپنی مادر سے ملا اور مہتر برق فرنگی جو کمند مار کر صنعت کو بھاگا لشکر مین آ کر خیال
پذیر ہوا کہ یہان ٹھہرنا بیکار ہے تو بھی چلکر عیاری کر بس یہ بھی لشکر کفار مین آیا اور یہان جو دیکھا تو نہ حیرت تھی
نہ مہرخ وغیرہ کا پتا تھا بس یہ بھی قطرہ زن ہوا اور ڈھونڈھتا ہوا چلا یہانتک کہ کوسون نکلگیا اور قریب بیابان انارستان
کے یہ بھی پہونچا الحاصل جب برق بیابان مذکور مین گھر گردم لے چکی عمر نے کہا اے برق تم راہ جیو اگر اس صحرا مین
نکل آئین مقرر یہ جنگل سیرگاہ کسی ساحر یا بادشاہ کی ہے کوئی آفت ضرور آئیگی لازم ہے کہ یہان بہت نہ ٹھہرو مہرخ
نے بھی کہا کہ ہان خواجہ سچ کہتے ہین چلو یہان سے نکل چلین برق یہ سنکر ہمراہ انکے اپنے لشکر کی طرف چلی
لیکن وہ بیابان ایسا دلچسپ تھا کہ اُٹھکر جانے کو جی نہ چاہا پیادہ یہ سب روان ہوئے سیر بوستان کرتے
ہوئے جب ایک درہ کوہ سے اُنھون نے سر بدر کیا اُدھر سے غضب و غضبناک آتے تھے برق نے اُنکو آتے
دیکھکر کہا کہ خدا خیر کرے نہین معلوم کہ یہ دونون شیر سوار کون ہین اور کیون آتے ہین مہرخ نے کہا خبر نہو کہین جاتے
ہونگے اِس اثنا مین وہ دونون قریب اُنکے پہونچے اور للکارے کہ ارے نمک حرامان کہان جاؤگے ہمارے ہاتھ سے
رعد نے کہا اماں اِنکو زندہ نچھوڑو یہ تو ڈانتے ہین معلوم ہوا کہ آمادہ پرخاش آئے ہین یہ کہکر قریب اُنکے جاکر رمز
نکالا اور ہاتھ کانون پر رکھکر اُسنے چیخ ماری اور برق جادو چمک کر اوپر سے گری مگر وہ ایسے زبردست تھے
کہ نہ رعد کی چیخ سے بیہوش ہوئے اور نہ برق کچھ اِنکا کر سکی اور غضبناک جادو نے وہی رسی جو کاندھے
پر ڈالے تھا وہ اِن دونون پر پھینکی کہ رعد و برق دونون کے لپٹ گئی اُسوقت مہرخ سینہ سپر کر کے مقابلہ مین آئی
اور چاہتی تھی کہ کوئی سحر کرے وہ دونون پکارے کہ اے مہرخ جبتک تو افراسیاب سے ملی تھی حقیقت مین کوئی
تیرا سامنا نہ کر سکتا تھا تو بڑی زبردست تھی اب تو ملعون ہوگئی سحر کے پیر ناچاری سے تیرے قابو مین ہین اور سامری
تجھسے از حد خفا ہین تو بھلا ہمارا سامنا کیا کریگی اچھا سحر کر دیکھین تو کہ تو ہمارا کیا کر لیتی ہے مہرخ نے کہا سامری
کی خفگی ایسی ہے کہ مین وہ جو تمھارا شاہ ہے اُس سے لڑنے کو حاضر ہون تم کیا بیچارے ہو اُنسے تو مباحثہ ہونے لگا
اور عمر کے خیال مین آیا کہ یہ بھی ضرور گرفتار ہو جائیگی بعد اُسکے پھر مجھکو یہ قید کرینگے بس یہ سوچکر اُسنے جست
کی اور چاہا کہ نکلجاؤن لیکن غضب جادو مہرخ کے مقابلہ سے ابھی علیحدہ تھا اُسنے جو خواجہ کو بھاگتے ہوئے

دیکھا وہ بھی بزور سحر اُڑا اور قریب پہونچکر اُنکی کمر مین زنجیر بندھی تھی وہ اُسنے تھام لی کہا ارے نالائق کہان جائیگا
بھاگ کے عمر نے دیکھا کہ تیری کمر اِسنے پکڑ لی ہی بس فوراً ایک آہ جان خراش کی اور کہا ارے بیدبھیرا دم نکلا
جاتا ہی ذرا تو ہاتھ ڈھیلا کر میری کمر مین پھوڑا ہی ہائے ہائے مار ڈالا غضب نے گھبرا کر ہاتھ اپنا ذرا ڈھیلا
کیا اب بھلا یہ کب رکتے ہین اِسطرح تڑپے کہ اسکے ہاتھ سے چھوٹکر سامنے ایک پہاڑی تھی اُسکی گھاٹی مین
جا گرے اور دوسری جست کرکے قلہ پر اُس پہاڑ کے پہونچے اُسوقت وہ ساحر بھی کہ سحر کی طاقت رکھتا ہی اُڑکر
برابر ہی انکے پہونچا اُنھون نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ عیاران عمر بن اُمیہ نعرہ کرکے بہت جلد بیضہ بیہوشی جو اُسکی
ناک پر مارا وہ بیہوش ہوکر گرا عمر اُسکو آڑ مین کھینچکر لے گیا اور خنجر کھینچ کر چاہا کہ سر اُسکا جُدا کردن لیکن مہتر برق بھی
یہان پہونچ چکا تھا اور جب غضب و غضبناک سے مقابلہ شروع ہوا تھا تو وہ پہاڑی پر چڑھکر تماشائے
جنگ بطور مخفی دیکھ رہا تھا اور خیال مین اُسکے تھا کہ اگر ہمارے طرفدارون پر خدانخواستہ کچھ آفت آئیگی تو پھر
مین عیاری کرون غرض کہ اُسنے جو خواجہ کو آمادہ قتل غضب جادو دیکھا دوڑکر پاس آیا اور کہا استاد یہ آپ کیا
غضب کرتے ہین اسکا بھائی زیر کوہ موجود ہی اِسکو کسی غار مین پھینک دو یا زنبیل مین رکھو اور اِسکی صورت
بنکر جایئے اسکے بھائی کو بھی مار لیجئے عمر نے برق کو گلے سے لگایا اور غضب جادو کو زنبیل مین رکھا برق اُسکا
اُتار لیا اور رنگ سر دوغن لگاکر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور زیر کوہ چلا بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار نابکار اسوقت
بھاگ گئے تو بھاگ گئے لیکن کہان جاینگے میرے ہاتھ سے یہ تو یہان سے چلا اُدھر غضبناک سے اور
مہرخ سے مقابلہ آخر ہوا مہرخ کوئی سحر بھی عمدہ نہ کرنے پائی کہ غضبناک نے انگوٹھی افراسیاب کی اسکو دکھائی
اُسکی آنکھون کی روشنی جاتی رہی آنکھون مین اندھیرا آگیا چکر کھاکر گر پڑی غضبناک نے مسحور بہ سحر کرلیا
اور قید مین خوب جکڑا اور غضب جادو کو پکارا کہ بھیا کیا کرتے ہو اُدھر عمر نے جواب دیا کہ آتا ہون اس نا عیار عمر
کی فکر مین ہون کہا آؤ بھی پھر سمجھ لیا جائیگا عمر اُسکے قریب تر آیا دیکھا کہ مہرخ کو گرفتار کیا ہی یہ دیکھکر اُسنے کہا بھیا
تمنے بڑا کمال کیا کہ اتنا جلد اس ساحرہ زبردست کو پکڑ لیا کیونکر پکڑا غضبناک نے کہا مجکو چلتے وقت بادشاہ نے
انگوٹھی دی تھی کہ جب اسکو دکھاؤگے کیسا ہی ساحر زبردست ہوگا اندھا ہوجائیگا بس وہی انگوٹھی مین نے دکھاکر
پکڑ لیا غضب نے کہا اور یہ رسی جو برق و رعد کو باندھے ہی یہ کیونکر کھلے گی اُسنے کہا کہ جب کہو گے بحکم افراسیاب
جادو وا ہی سحر کھل جا وہ کھل جائیگی اور جب کہو گے کہ بحکم افراسیاب باندھ لے یہ باندھ لے گی عمر جب یہ سن چکا
کہا بھیا بڑا کام کیا واہ وا اور ہاتھ پھیلا کر گلے سے لپٹ گیا وہ بھی لپٹا عمر نے منھ قریب اُسکے منھ کے ملا کر

یف جو کیا سفوف بیہوشی منھ سے اُڑا اور ناک مین اُسکی گیا چھینک مار کر بیہوش ہو گیا عمر نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ
عیاران عمر عیار اور زنبیل سے سوا سیر سیسہ نکالکر گرم کرکے غضبناک کو پلا دیا کہ وہ واصل جہنم ہوا صدائے گیرودار
برپا ہوئی بعد اُسکے غضب کو بھی زنبیل سے نکالا اور سیسہ پلاکر اُسکو بھی مارا انگشتری اُتار کر ہاتھ مین پہن لی اور
برق جادو و رعد جادو نے کہا ہم بندھے ہین عمر نے کہا مین سحر کرتا ہون کہ تم بھی کھلجاؤگی یہ کہکر اُنگلی ٹیک کر زمین پر
جھٹ سچ کچھ بڑبڑانے لگا اور آخر مین کہا کہ بحکم افراسیاب ای رسن سحر کھل جا رسن کھل کر اُسکے ہاتھ مین آگئی اُسکو
زنبیل مین رکھا مہرخ نے کہا بھیا تمنے کیا سحر کیا ہمین بھی بتا دو ایک سحر تمھین سے سیکھا سہی عمر نے کہا اِس سحر کے
بتانے کا حکم اُستاد کا نہین ہے بعد فتح طلسم تمھاری خاطر سے بتا دونگا برق جادو و رعد جادو و مہرخ سحر چشم برق فرنگی
سب وہان سے دوبارہ جانب لشکر ظفر پیکر روانہ ہوئی کیونکہ مہرخ کی آنکھین مرنے سے غضبناک کے چھپی ہوئی تھین
اور اُنھون نے ابھی مشورہ کیا کہ پیدل چلنا نہ چاہیے بس تخت سحر تیار کرکے سب بیٹھے اور روانہ ہوئے یہ تو لشکر کی
سمت چلے لیکن افراسیاب اپنے مقام پر بیٹھا ہوا لوح دیکھ رہا ہے اور مست شراب ہے ملازمین سے کہہ رہا ہے کہ
اب عمر و مہرخ و برق وغیرہ پکڑکر آتے ہین باغبان قدرت بھی حاضر تھا اُس سے کہا کیون ای باغبان قدرت
کیا مقدور کسی کا کہ جو ہماری انگوٹھی کا سحر رد کرسکے غضب اور غضبناک دونون اگر مارے جائین تو سحر دھو
پھر اُسکا مرنا کجا اب وہ سبکو لاتے ہونگے باغبان نے عرض کی کہ حضور کے سحر کا رد کرنا شاہان طلسمات سے
ممکن نہین مبالغہ تو یہ ہے کہ جمشید بھی ہوتے تو مان جاتے اہل دربار بھی تائید کلام باغبان کرنے لگے اِس عرصہ مین
محافظان بیابان انارستان کی طرف سے پتلے اور ساحر آکر حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنائے بادشاہی کے عرض
پیرا ہوئے کہ ای شہنشاہ نصفت نشان غضب و غضبناک جادو نے جاکر مہرخ وغیرہ کو پکڑ لیا تھا اور غضب
عمر کے پیچھے دوڑا تھا عمر تو ہاتھ نہ آیا اُدھر سے پھر کر غضب نے یہ غضب کیا کہ غضبناک کو مار ڈالا افراسیاب
یہ خبر سنکر حیران ہو گیا اور سب اہل دربار پریشان ہوئے اور شاہ نے کہا اِن ساحرون نے شراب بہت پی ہے اُلٹی
باتین کہتے ہین اِنکے حواس ٹھیک نہین ہین اُسوقت گلچین جادو اور باغبان نے گرد تخت شاہی پھر کر عرض کیا کہ
فدویانت شوید حضور کتاب سامری مین حال دریافت کرین جھوٹ سچ سب معلوم ہو جائیگا شاہ اِنکے کہنے سے
کتاب مذکور منگاکر دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ جو یہ ساحر کہتے ہین سچ ہے عمر نے اسطرح غضب کی صورت بنکر مار ڈالا
بس یہ دیکھکر بادشاہ نے آہ سرد بھری اور کہا ایہا الناس کچھ ہی دن جاتے ہین تم دیکھ لینا کہ اُن سبکو اگر مین نے
بحال خراب نہ قتل کیا تو نام اپنا شاہ جادوان نہ رکھا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ یکایک غبار اُس باغ دلکشا اور

صاف آئینہ نمط مین چھا گیا پھر اُس غبار مین سے ایک تخت جواہر کار نکلا جسپہ ایک محبوبہ دلنواز ملکہ طاؤس غبار انگیز نام سوار تھی خوبان جہان کی سردار تھی قد و بالا اُسکا قالب تمنا مین ڈھالا ہوا بال سر کے جو کبھی دیکھے عمر دراز خضر بلا ہی کھا یا کرے کاکل اُسکی دلفگار کاکل سحر پر کوئی نہ کرے نظر بھلا کاکل سحر کیا وہ زلف رسا کیجا کالے کوسون کا فرق ہی وہ جبین منور نور مین غرق ہی صبح صادق کا دعوی حسن کاذب ہی ماتھا اُسکا خوش نصیبون کی قسمت کا جاذب ہی ابرو وہ کمانین کشیدہ جو کبھی کسی سے نہ کھچے پلکین اپنے حسن مین آپ ہی کھا ئی اپنی پلکین بسان تیر اُنین جوڑے رہین سطح رخسار برنگ آئینہ شفاف نگاہ اُنپہ نہ ٹھہرے ایسے صاف لطف بینی باریک بینی دکا ہی وہ دہن تنگ مخزن اسرار ہی وہ غنچہ ناشگفتہ باغ آرزو کہ گل چمنا اُس سے محال غنچہ سے بھی کیا مثل کم گرم کیونکر کرے اُسکی جستجو زبان برگ گل سے نازکتر پھول جھڑتے بات بات بر اُن لبون کو کوئی جان بخش کہا کرے عشاق تو ہمیشہ اُنپر مرتے ہی رہے کہانتک وصف سراپا ہو بقول میر ابیات

آگے چلنا نگاہ کو مشکل
رہے گردن مین اُسکی میرا ہاتھ
تیغ سے بھی جدا کرے تو نہون
کیا بیان خوبی شکم کو کرے
چھپکے جاگہ ہی کیونکہ کیسے صاف
پردے مین بھی جو کچھ کہا جائے
اُس پہ اب زندگی ہوئی ہی شاق

ہوا کرے اس زنخ کا سیب
یہ تو یارب ہی میرے جی کے ساتھ
دیکھے ازبس بر آمدہ سینے
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے
اُس سے پھر آگے غنچۂ گل ہی
آپ سے تو نہ ٹک رہا جائے
پائے جانان سے گفتگو ہی اب

کنج لب آرزوئے جان و دل
جائے سر سے جنون کا آسیب
بس چلے تو گلے لگا ہی رکھون
ایسا معلوم دل جو یون چھینے
صدرکے ناحیے سے لے تا ناف
یان سخن بابت تامل ہی
کیون پڑے ران پر نظر تا ساق
خاک مین ملنے کا ہی ہی ڈھب

اس حسن و جمال پر لباس پر تکلف زیب قامت فرمائے زیور مرصع کار سے جسم کو آرائش دیے ملکہ زیور جسم نازک سے آراستگی حاصل کیے ہوئے ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا حسینون مین سرخروئی کی گواہی دیتا جھولا بادلہ کا گلے مین اسباب ساحری کا پٹا منقل آتشین روبرو روشن غرض کہ ہزارون طرح کا جوبن تخت سے اُتر کر سامنے بادشاہ کے آئی اور تسلیم باادب تمام بجا لائی اُس سے بادشاہ نے مسکرا کر پوچھا کہ ای ملکہ مزاج تو اچھا ہی تمتو کبھی خود بلائے ہمارے سلام کو بھی نہین آتین اُسنے عرض کیا کہ کنیز اپنے امورات مالی و ملکی مین ایسی عدیم الفرصت رہتی ہی کہ واقعی قصوروار ہی شاہ نے فرمایا کہ اب تمکو اِسلیے بُلایا ہی کہ صرصر و برق و عمر وغیرہ نمک حرام غضب و غصہ ناک کو قتل کرکے بیابان اناردستان سے اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین تم اُنکی جانے کی راہ کہ تین کوس آگے جاکر روکو مین

بھی آتا ہون غبار انگیز نے کہا بہت اچھا کنیز اسی طرح جائے یا لشکر لیکر شاہ نے کہا لشکر لینے مین وہ باغی نکل جائینگے
تم ادھر ہی سے جاؤ اور انکو مدد کو یہ حکم شاہ سنکر اُسنے سحر کی دستک دی جس تخت پر سوار تھی وہ تو غائب ہو گیا اور
ایک طاؤس زرین بال کہ چہرہ اُسکا مانند پری تھا قد و قامت مین ہمسر دلبری تھا کاٹھی زمرد کی اُسپر کھچی ہوئی گلے
مین ہیکل خوشنما جواہر کی پڑی ہوئی سامنے فلک سے اُتر آیا یہ اُس طاؤس پر بطاؤس صحرائے رعنائی و خوبی
سوار ہوئی اور حسب نشاندھی بادشاہ چلی اور اسکی روانگی کے بعد شاہ طلسم نے خاصہ طلب فرمایا بکاول نے
دسترخوان چنا جب کھانے سے فارغ ہوا ایک ساحر عنصر جادو نام سے کہا کہ افسوس مین نے ناحق غبار انگیز
کو تنہا بھیجا کچھ فوج ساتھ ضرور کر دینا تھی اس خیال سے مین نے نہین فوج ساتھ کی کہ میرا ارادہ خود بھی جانیکا
یہ کہا اُٹھا کر اب مجکو چلنا چاہیے اُسوقت عنصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای بادشاہ میری یہ حقیقت
نہین کہ آپ کو کسی طرح کی صلاح دون اور آپ کے کامون مین دخل انداز ہون کہ بقول شاعر مصرع
حقیقت کیا گدائی بادشاہ کے سامنے ہو لیکن از راہ ترقیخواہی اور دولت سگالی عرض کرتا ہون کہ مہرخ کے
ساتھ مقدمہ بیدول ہی عمر عیار اُسکے ساتھ ہی اور دوسرے عیار بھی ضرور ہی ہونگے اور بادشاہون کو لازم نہین
کہ ذرا سے کام کو آپ دوڑتے پھرین از بسکہ آپ جریح ہین لیکن شایان حضور کی یقین ہان اگر کوئی برابر کا ہوتا تو اُسکے
مقابل مین جانا مضائقہ نہ تھا ہزارہا غلام آپ کے موجود ہین انمین سے جسکو چاہیے بھیج دیجیے کیا مقدور جو
کوئی ان غلامون کا سامنا کرسکے خصوصاً ایک تابع فرمان آپ کا مین ہی ہون اگر ارشاد ہو تو جا کر انکو
پکڑ لاؤن شاہ نے فرمایا کہ ای عنصر تقریر تیری درست ہی اور تو نہایت سچا ہی اول تو ملکہ غبار انگیز ہی کا سامنا
کرنا مشکل ہی اور جب تم دونون ایک ہوئے تو بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را اچھا تم بھی
جاؤ اور کام حریفان تمام کرو عنصر نے عرض کیا کہ جب مین انکو گرفتار کرکے لاؤن تو حضور کہان ہونگے جہان
مین آؤن افراسیاب نے کہا مین آجکل بسبب تشویش کے ایک جگہ تو ٹھہرتا نہین کبھی باغ سیب مین کبھی ظلمات
مین گاہے کسی سیرگاہ مین کہان کا تمکو پتا دون اب تمکو لازم ہی کہ لشکر حیرت مین آنا مین وہین پھرتا ہوا جاؤنگا
عنصر یہ کلمات سنکر تسلیم کرکے روانہ ہوا اور اژدر دمان پر چڑھکر چلا اور افراسیاب مع باغبان وزیر وغیرہ
جانب طلسم چلا جب ظلمات سے باہر نکلا وہان ایک دریا ہی کہ اُسکا بحر صندل نام ہی اُسمین کشتی بجرے وغیرہ سب لگے
رہتے ہین شاہ ایک بجرے پر سوار ہوا اور سب ہمراہی جاہ و تجمل کے لوگ کشتیون پر سوار ہو کر سیر و شکار کرتے چلے
یہانتک کہ دریا سے اُتر کر داخل شہر ناپرسان ہوا وہان سلاسیان ساحرون نے لین نذرین گذرانین سبکی نذرین

لیتا ہوا ابلق پریزادان سے اُترکر لشکر حیرت مین آیا حیرت نے خبر سُنی نذر لیکر مع امیران دہدم کی خدمت شاہ
مین پہونچی تسلیم کرکے نذر دی حال مزاج پوچھا پھر لے جاکے تخت پر بٹھایا شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ کچھ بی مہرخ جو
بڑی لڑنے والی ہین اُنکا حال لکھو حیرت نے کہا آپ کو سب کچھ معلوم ہے اسمین خبرداروں نے آکر مجرا کیا اور
عرض کی کہ آج تیسرا دن ہے مہرخ اور برق و رعد وعمر و برق عیار لشکر مین نہین ہین کچھ اُسکا حال نہین
معلوم کہ کہان ہین ساحر جستجو کررہے ہین کہین پتا نہین ملتا ہے شاہ یہ خبر سُنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ حیرت کچھ غم
مین وہ سب باغی پکڑکر یہان آیا چاہتے ہین مین اسی واسطے آیا ہون کہ آج اُنکی گردن زدنی کرونگا حیرت نے
کہا سامری ایسا کرین اور آپ مالک ہین جو چاہے کرین یہ کہکر حکم دیا کہ ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا
اُدھر ملکہ بہار عوض مہرخ تخت پر بیٹھی ہے مگر تردد مین ہے کہ نہین معلوم مہرخ کہان گئین یا کسی کے قید مین ہین
پھر کہتی ہے کہ عمر کا قید ہونا ایسا نہین کہ چھپا رہے کچھ حال معلوم ہی ہو جائیگا بغیر دریافت کیے مین کہان
جاؤن الحاصل یہ سب تو اس فکر مین ہین وہان غبار انگیز جو روانہ ہوئی تھی اُسنے آکر دیکھا کہ مہرخ وغیرہ
سب چلے آتے ہین اور اب قریب اپنے لشکر کے پہونچ چکے ہین اُسنے تین کوس آگے بڑھکر ایک سحر ایسا کیا کہ
ایک دیوار فولادی دھوئین کے رنگ کی چارطرف گھر گئی مہرخ اپنا تخت اُڑائے جاتی تھی اُسنے اُس دیوار کو
دیکھکر کہا کہ یہ دیوار سحر کی معلوم دیتی ہے عمر بھی گھبرایا کہ لو اب اور آفت مین گھرے مہرخ نے کہا خواجہ ہم ضرور
سحر مین گرفتار ہوگئے برق نے کہا آپ ٹھہرئیے مین خبر لاتی ہون یہ کہکر اُسنے پرواز کی جب قریب دیوار پہونچی اُسکے
ٹکر ایسی لگی کہ چکرا کر گرنے لگی مہرخ نے روکا جب ہوش آیا تو کہا اے ملکہ چارطرف مین کسی سمت کو راہ نہین ہے اور
دیوارون کے آسمان سحر فولادی بنا ہے عمر نے کہا کہ کوئی بھی صورت نکلجانے کی ہے یا نہین کہا کوئی نہین اُسوقت
مہرخ پکاری کہ یہ کون ہے جو چھٹا بن کرکے لڑتا ہے سامنے آکر مقابلہ کرے تو جانین یہ نعرہ سُنتے ہی ملکہ غبار انگیز
طاؤس سوار سامنے آئی اور پکاری کہ سمّن غبار انگیز مہرخ نے اُسکو دیکھکر عمر سے کہا کہ اسکی بنائی ہوئی دیوار کا
توڑنا ممکن نہین ہان اگر یہ قتل ہو تو دیوار ٹوٹے کس لیے کہ یہ بھی سرحددار طلسم ہے اور بڑی زبردست ہے
عمر نے کہا افسوس اسکے تو مارنے کو جی نہین چاہتا مرقع دہر مین ایسی تصویرین بھی کم دیکھنے مین آئی ہین اس
کلمہ کو غبار نے بھی سُنا اور اپنی دیوار پاس آکر کہا کہ او نا عیار تو نے کیا کہا عمر نے دیکھا کہ اب دیوار مین ایک تصویر سی
نظر آتی عمر گڑگڑانے لگا کہ اے ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار آپنے ہمکو ناحق قید کیا ہے ہم تو لشکر سے اپنے اس ارادہ سے
نکل آئے تھے کہ کوئی ہمارا حامی ہو اور ہمکو اپنے ساتھ لیجاکر شاہ جادوان کے قدمون پر گرادے اور اُنسے خطا

معاف کرادے کیونکہ بہت کچھ سرگشتہ اور حیران ہو چکے کروڑون روپے کھو چکے فقیر ہو گئے اب کیا ہم بادشاہ سے
لڑینگے ایک صنعت نے جو اگر لڑائی ہاری اُنھین کا ہم کچھ نکر سکے بھلا ایسی زبردست شاہ سے کیا مقابلہ
ہم سے ہوگا اے ملکہ تم عزت دار ہو اور شعور رکھتی ہو تم ہی ہماری سفارش کرو گی ہمکو یقین کامل ہے غبار انگیز اپنے قلعے سے
کبھی اس لڑائی مین آئی نہ تھی عمر کے فقرون سے آگاہ نہ تھی سمجھی کہا اے غبار انگیز تیرا بڑا نام ہوگا طلسم مین کسی سے
یہ نہو سکا جو غبار انگیز نے کیا بہتر تو یہی ہو جو جنگ کی صلح ہو جائے یہ سوچکر دیوار سے جدا ہوئی اور اندر حصار کے آئی
ملکہ مہرخ نے کہا اے ملکہ ہمارا ابھی سلام پہونچے اُسنے کہا بی بی سلام عمر نے بھی جھک کر مجرا کیا عمر کی صورت دیکھکر خوب
ہنسی اور کہا آپ کی تو عجب برزخ ہے عمر نے کہا بی بی کیا ہنستی ہو جیسا لقا نے بنایا ویسا ہون غبار انگیز نے
کہا تو لقا سے برگشتہ ہے اُسکو کیا جانے اور اُسکے بنانے کو کب مانتا ہوگا عمر نے کہا واہ مین اُسکو خداوند جانتا ہون
سب اُسکے بندے ہین مین برگشتہ نہین ہون امیر کے لشکر مین نوکری پیٹ کی لیکر لی ہے غبار نے کہا اگر تم سچ
کہتے ہو تو بادشاہ سے اس بات پر مین فیصلہ کرا دونگی کہ تیغ بدیع الزمان تو ملے گی نہین کہ خدا معلوم وہ زندہ ہے یا مرگیا
لیکن اسد اور رستہ جبین الماس پوش کو چھڑا دونگی عمر نے کہا جب بادشاہ کی اطاعت کی تو ہمکو بدیع اور اسد سے
کچھ مطلب نہین آپ ہمکو ملوا دیجیے غبار انگیز نے کہا اچھا ابھی یہ کہکر پاس عمر کے آئی عمر نے کہا اے ملکہ ہمکو تین روز
ہوئے لشکر سے نکلے ابتک کچھ کھایا نہین اگر کچھ غذا ممکن ہو تو ہمکو دو تا کہ پیٹ بھرین غبار انگیز یہ کلمہ سنکر سوچنے
لگی اور بعد تامل بسیار سر اُٹھا کر کہا کہ اے عمر پہلے تو مین سمجھی تھی کہ تو بیشک ملجائیگا مگر اب جو تو نے کھانے کا نام لیا
تو مجھکو گمان ہوا کہ بیشک تو نے میرے قتل کی تدبیر کی ہے عمر نے یہ سنکر بہت سی قسمین کھائین اُسنے کہا اب کیا
ہوتا ہے یہ کہکر وہان سے اُڑ کر چلی عمر سمجھا کہ اب یہ نہ پھنسے گی اُسنے بھی ایک بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ وہ
چھینک مار کر بیہوش ہونے لگی بیہوش ہوتے ہوتے پکاری کہ ارے پتلون لینا یکایک چند پتلے پیدا ہوئے اور
اُسکو اُٹھا کر لے گئے الگ لے جا کر پانی چھڑکا کہ اُسکو ہوش آگیا بس ہوشیار ہو کر اُسنے دستک دی کہ پانچ پتلے پیدا
ہوئے اُنکے ہاتھ مین اُسنے خنجر دیے کہ جاؤ اُن پانچون کا سر کاٹ لاؤ خبردار دیر نہ لگانا مین اُنکے سر لیکر
بادشاہ طلسم پاس جاؤنگی پتلے حسب ارشاد روانہ ہوئے لیکن مہتر قران کہ ہمیشہ جنگل مین رہتے ہین اور مہرخ قریب
لشکر پہونچ ہی چکی تھی یہ وہی بیشہ تھا کہ جہان درکوہ مہتر موصوف بیٹھے کھچڑی پکا رہے تھے اُنھون نے بھی آواز سنی
اور باہر نکلکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی حسینہ بیٹھی ہے اور پتلون کو حکم دے رہی ہے یہ دیکھکر قران تو ساحر بنے ہی تھے
درہ سے نکلکر سامنے غبار انگیز کے آیا اور پکارا کہ ہم غلام شاہ افراسیاب جادو غبار پتلون کو بہ قتل مہرخ وغیرہ

صبح سہی تھی اس سبب سے اُدھر مخاطب نہ تھی اب جو آواز قران کی سُنی نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو ایک ساحر سیاہ فام کو آتے پایا
اور قران نے قریب اُسکے پہونچکر باادب تمام سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو قران نے کہا جہان سے
تم آئی ہو وہین سے ہم بھی آتے ہین غبار نے کہا وہان تو تم نہین تھے قران نے کہا مین رمل سرشاہ پر نہین ہلا رہا تھا
واہ وا آپ کی بھی کیا نگاہ ہے ملکہ نے خیال کیا کہ شاید یون ہی ہو اور تو نے نہ دیکھا ہو پھر مستفسر ہوئی کہ اچھا تم
وہان تھے تو بتاؤ میرا نام کیا ہے قران نے کہا مین کیا جانون کہ تیرا کیا نام ہے بھلا تم ہی بتاؤ کہ میرا نام کیا ہے ای ملکہ
افراسیاب کے یہان تجھ ایسی ہزارون ہین اور مجھ ایسے لاکھون ہین کون کس کے نام کو جانتا ہے اچھا اِس تقریر سے
کیا مطلب ہے لو نامہ یہ دیا ہے اسکا جواب دو مین چلا جاؤن یہ کہکر نامہ ہاتھ پر رکھ دیا اُسنے دیکھا کہ نامہ پر مہر افراسیاب
کی لگی ہے بس تعظیم کر کے نامہ لیا لیکن خیال مین گذرا کہ عمرو کو تو نے اور سردارون کو اُسکے قید کیا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی
کوئی عیار ہو اور اُنکے چھڑانے کو آیا ہو بس تو اپنی فکر کرلے یہ سمجھکر اُسنے چپکے سے ایک سحر پڑھا کہ اُسکے سر پر
ابر ایک سحر کا پیدا ہوگیا قران اس بات کے سمجھی نہوا اور اُسنے نامہ لیکر سر جھکایا پڑھنا شروع کیا
قران نے اُسکے سر جھکائے ہوئے پر جھپٹ کر بغدہ مارا اور نعرہ کیا سنم ستر قران حبش غبار انگیز کا سر تو سحر کا تھا
بغدے کا کچھ اثر نہوا اور وہ بھی نعرہ زن ہوئی کہ سنم غبار انگیز قران نے دل مین اپنے کہا وائے مردیم یہ کیا
غضب ہوا بس اُسکے نعرہ کرتے ہی ایک نارنج بیہوشی بجا لا کی اُسکے مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اُسوقت
دو پتلے زمین سے پیدا ہو کر اُسکو کھینچ لے گئے زیر زمین لے جا کر پانی مین غوطہ دیا اُسکو ہوش آگیا تڑپ کے
باہر نکلی اُسکے زیر زمین جانے سے قران بھاگ کر ایک مقام پر آیا اور جلد صورت سے اپنی رنگ روغن چھڑا کر
دھوتی باندھ کر کھُرپی لیکر گھانس چھیلنے لگا غبار انگیز جو زمین سے نکلی قران کو ڈھونڈھنے چلی لیکن اُسکے
بازو پر ایک الکہ بندھا ہے اُسکی مان شبیہ جادو نام نے کہ بے بدل منجم اور کاہنہ تھی باندھ دیا تھا اُس الکہ کے
نیچے ایک رقعہ لکھکر رکھ دیا تھا چنانچہ اُسنے وہ الکہ بازو پر سے کھولا کیونکہ مان نے اُسکی یہ بھی کہدیا تھا کہ ای فرزند
جسوقت تجھسے اور عیاران لشکر اسلام سے سامنا ہو اور تجکو یہ عذر درآ جاوے کہ مین سحر سے اُنکو پکڑ لونگی تو
خبردار اِس امر کا خیال دل مین نہ لانا بلکہ یہ خیال کرنا کہ مین بہتر رہتی ہون اُنپر یا کہ یہ غالب ہونگے ہین مینز
اگر اُنکے ہاتھ سے بچ بھی جاوے اور پھر ایسا پیچ پڑے کہ تو بیہوش ہو اور پتلے تجکو بچانے جاوین تو پھر خبردار
اُنسے مقابلہ نہ کرنا کیونکہ عمرو کے ہاتھ سے تمام مردان طلسم ہوش ربا مسلمان ہوجاوینگے اور وہ سقر طلسم توڑیگا بس لازم
ہے کہ رقعہ کو الکہ سے دیکھنا غبار نے رقعہ کو الکہ سے نکالا اور دیکھا لکھا ہوا تھا کہ عیار دیکھی ہرگز نہ لڑنا اور اُنسے جلد اپنی جان بچا

ہوئی پھر نہ ملیگی اور مرکر انسان پھر زندہ نہین ہوتا اس امر کا خیال ضرور چاہیے غبارہ اس مضمون سے آگاہ ہوکر خود بھی علم نجوم مین دخل رکھتی ہی اسنے بھی ستارون برجون کو نظر کیا اور نیت کی کہ مین شریک افراسیاب رہون یا عمر سے ملجاؤن میرے حق مین بہتر کیا ہی اسکو معلوم ہوا کہ اگر شراکت افراسیاب کریگی تو تیرے واسطے بہت برا ہی عیار تجھکو پکڑ کر مار ڈالینگے اور اگر تو شریک عمر خ ہوکر مطیع اسلام ہوگی تو نہایت ہی تیرے لیے بہتری ہی عمر وغیرہ کیطرف سے جانبازی کرنے مین جب تک بنیاد طلسم باقی ہی تو برقرار اور قائم رہیگی اور پھر بھی فیصل ہو دی کی ہی اسمین فرق نہوگا بس اس حال کو معلوم کرکے گھبرا گئی اور پکاری کہ ای مہتر قران قسم ہی مجھکو تمہارے دین وایمان کی کہ اب مین تمسے کسیطرح کی بدی نکرونگی تم میرے سامنے چلے آؤ اور مجھکو اپنے ساتھ لیجاکر شہنشاہ عیاران عمر نامدار سے ملواؤ مین عمر بھر کو تمہارا احسان مانونگی یہ صدا اُسکی سنکر قران کو خیال آیا کہ شاید یہ میرے ساتھ عیاری کرتی ہی لیکن اُٹھکر گھسیارا بنا ہوا اُسکے سامنے آیا اور کہا ای ملکہ تم کسکو بلاتی ہو اُسنے کہا مین اُس حبشی کو بلاتی ہون کہ وہ اگر مجھکو عمر سے ملوادے قران نے کہا وہ ایسا احمق نہین ہی کہ جو دشمن کے سامنے آکر اپنی جان دے کیا تمنے سُنا نہین بیت

بر تواضع ہاے دشمن تکیہ کردن ابلہی است		پاے بوس سیل از پا افگند دیوار را

اگر تم اُسکو پکڑ لو تو وہ بیچارہ کیا کرے عیار نے اُسوقت قسم کھائی کہ مین اُسکی اطاعت کرونگی اور جو کہیگا وہ بجالاؤنگی مجھکو اب ثابت ہوچکا ہی کہ عمر کے شریک ہونے مین سراسر فائدہ ہی جب اُسنے اسطرح سے کہا قران نے کہا اچھا چلو میرے ساتھ مین نے ایک مقام پر اُس حبشی کو بیٹھے دیکھا ہی مین بتادون پھر آنا نہ آنا اسکا کام ہی یہ کلمہ سنکر غبار تو خود عقلمند اور ریاضی دان ہی فوراً پہچان گئی کہ یہی قران ہی لیکن سوچی کہ اگر تو کہدیگی کہ تم ہی قران ہو تو یہ مارے ڈر کے بھاگ جائیگا اس سے بہتر ہی کہ اسکو غفلت مین پڑ رہ کر سحر پکڑ لے یہ تصور کرکے ایک دانہ ماش کا مارا تو تماش قران کا بگڑ گیا اور بیہوشی سی طاری ہوئی پاؤن زمین نے پکڑ لیے اُسوقت یہ دوڑکر قدمون پر گری اور گویا ہوئی کہ میرے قصور کو آپ معاف فرمائین اور عمر سے چلکر معافی تقصیرات کرائین ملوا دین قران نے کہا بہت اچھا چلیے مین حاضر ہون بعد دونون ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر قران کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے سامنے عمر کے آئی اور قران پر سے سحر کو دور کردیا عمر تو قران اور غبار کنیز

کو دیکھکر گھبرا گیا اُسوقت قران نے بڑھکر سب حال غبار انگیز کا بیان کیا اور کہا اسنے اطاعت بخوشی
قبول کی ہی آپ بھی اُسکی خاطر کرین اور ہاتھ اسکے کھلوا دین عمر نے یہ سنکر غبار انگیز کو گلے سے لگایا
اور نہایت خاطر کی بعد اسکے مہرخ نے دست شفقت اُسکی پشت پر پھیرا اور کہا تم ہماری روح و
جان ہو ہم تمھارے ساتھ اپنی جان لڑا دینگے اگر افراسیاب ارادہ بدی کا کریگا تو یاد رکھنا کوئی
دقیقہ ہم لڑنے مین اُٹھا نہ رکھینگے اور اپنی جان تمپر فدا کرینگے غبار انگیز نے اسکے جواب مین کہا
خیر ای ملکہ مہرخ کہنا تو فضول و یاوہ گوئی پر محمول ہوگا لیکن تم اپنی آنکھون سے دیکھ لینا کہ مین
بھی بروقت مقابلہ صنعت سحر ساز سے کسطرح لڑتی ہون اور کیونکر سامنا کرتی ہون مہرخ نے کہا
ای ملکہ تم چلکر تخت حکومت پر بیٹھو تو میرا جی خوش ہو مین تمھارے ماتحت بیٹھونگی اور اگر طلسم
فتح ہوا تو ملک و مال سب تمھارا ہی غبار انگیز نے کہا کہ ای شہریار یہ کیا آپ فرماتے ہین آپ ہمیشہ
سریر حکومت پر شادان و فرحان جلوہ گر رہین قطعہ

دانہ انجم گردون سے پروئے جبتک — رشتہ کاہکشان مین شب یلدا گوہر
جب تلک جوش بہاران ہوائے دم صبح — ٹانکے شبنم یہ سر دامن صحرا گوہر
ہر برس جشن ترا تجھکو مبارک ہووے — برسین نیسان کرم سے تیرے شاہا گوہر
دوستون کو ہو تیرے گنج و گہر روز نصیب — ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر

ای ملکہ طلسم ہوشربا اب دشمن ایک یعنے افراسیاب خانہ خراب تمھارے قتل کی تدبیر مین ہی
اور مجھکو ادھر بھیجکر آپ طلسم مین گیا ہی تمکو چاہیے کہ یہان نہ ٹھہرو اور اسسمت سے اپنے لشکر کی طرف
جاؤ یہ سنکر خواجہ عمر اور مہرخ اور رعد و برق مع غبار انگیز اور ہمراہ برق فرنگی تخت ہائے
سحر پر بیٹھکر جانب لشکر نصرت اثر اپنے کے روانہ ہوئی مگر بیان کیا گیا تھا کہ عنصر جادو کو
بھی بادشاہ جادوان نے بتعاقب غبار انگیز روانہ کیا تھا چنانچہ جب یہ سب ادھر سے چلے عنصر
انکا جویان اُسطرف سے آتا تھا اُسنے دیکھا کہ برق و رعد و مہرخ و عمر و برق عیار وغیرہ کے ہمراہ
غبار انگیز ہنستی ہوئی چلی آتی ہی یہ حال دیکھکر اُسنے اپنے دل مین کہا کہ ای عنصر غبار انگیز
طاؤس سوار بہت بے نظیر ساحرہ ہی واہ واہ کیا نادر سحر کیا ہی کہ آپ سے آپ سب باغی اسکے
ساتھ چلے آتے ہین غرض کچھ قریب کر پکارا کہ ای ملکہ غبار انگیز کیا خوب کام کیا ہی مجھکو شاہ

جادوان نے بھی آپکی اعانت کے لیے بھیجا تھا اور حکم سر کاٹنے کا دیا تھا لیکن تمنے تو خاتمہ ہی
کردیا غبار انگیز اُسکی اس تعریف کرنے کو سمجھی کہ ہجو ملیح کرتا ہی اور کہتا ہی کہ تم تو دعوی جنگ کر کے
آئی تھین یہان آکر مل گئین بس یہ سمجھ کر اُسنے جواب دیا کہ ہان پھر ہم تو مل گئے اور یہ سمجھکر اور بھی
مل گئی کہ افراسیاب اپنی عیش مین مشغول رہتا ہی ہم لوگون کو لڑوا کر قتل کراتا ہی پھر ہم
جو آپسمین لڑتے پھرین اس سے کیا حصول ہی عنصر نے کہا ای ملکہ مین سمجھا تھا کہ یہ سب نمکحرام
تمھارے سحر مین گرفتار ہو کر ساتھ آئے ہین یا یہ کہ اُنھون نے اطاعت قبول کی ہی یہ مجھکو نہ معلوم
تھا کہ تم خود اُنکے سحر مین مبتلا ہو کر اُنسے مل گئے ہو پھر تم اور یہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچکر
جاؤگے غبار نے کہا تو بکتا کیا ہی جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور کوتاہی نکر یہ سنکر عنصر مرکب اپنا
جھکا کر آگے آیا اور تیغ سحر کھینچکر حملہ آور ہوا مہرخ غبار کے آگے آگئی اور سینہ اپنا سپر کیا وہ
تلوار سر پر آئی سحر پڑھکر مہرخ نے بھی خالی دی غبار انگیز نے برابر سے نارنج سحر مارا کہ عنصر کے
مرکب کو اُس نارنج نے جلا دیا عنصر کود کر الگ ہوا اور پھر سنبھلکر چاہتا تھا کہ ایک دو ہتھ مارے سچے
اُسکے اگر مہرخ ایک ہلال سحر مارا کہ عنصر کے دو ٹکڑے ہوئے غبار انگیز نے یہ حال دیکھکر کہا کہ
ای ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہی مین تو قائل ہون اس آپ کی پھرتی کی غرض عنصر کے مرنے کا
شور بلند ہوا عمر نے جھولا اُسکے گلے سے اتار لیا اور بت بازون پر سے کھول لیے پھر اُسکی لاش
نحس پر تھوک کر سب نے آگے کا رستہ لیا اور کچھ ہی دور آگے بڑھے تھے کہ لشکر ملکہ مہرخ کا نظر آیا
ملکہ مذکور نے غبار سے کہا کہ وہ دیکھو ہمارا لشکر دکھائی دیتا ہی عمر نے کہا مجھے تخت سے اُتار دو
اُنھون نے تخت نیچا کیا عمر جست کرکے نیچے آیا اور لشکر مین پہونچکر سب کو اطلاع دی کہ ملکہ
مہرخ سحرچشم تشریف لاتی ہین اور اُنکے ہمراہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار مالک ملک طاؤسیہ
بھی ہین یہ سننا تھا کہ لشکر مین غلغلہ پڑگیا کہ خواجہ سلامت اور ملکہ بھی آتی ہین سردار برائے
استقبال بارگاہ سے نکلکر چلے اسباب تزک و احتشام ہمراہ فوج ظفر موج آراستہ ہوگئی ڈنکے بجنے
لگے بہار دنیا فرمان و زلزلہ لہراں سکین موبھی جاکر ان سب سے مین پھر تو یہ عالم تھا کہ ابیات

جو کچھ اسباب جنگی ہوئے در کار	ہوا سب بات کہنے مین وہ تیار
رکھی چار دن طرف آتش کی وہ مار	کر جانا جسکے منہ پر سخت دشوار

نقیبون کی صدائین وحشت انگیز | وہ گرد کے ڈھار یون کے اور خونریز
لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ | نوازش مین ہر ایک جا بربط و چنگ
مرصع سر پہ تھا مہرخ کے وہ تاج | کہ جسمین صرف ہفت اقلیم کا باج
کہ تھا ایک عالم کر نظارے | کہ بس منہ پر فدا ہوتے ہین تارے
ہزارون پالکی فیل و عماری | جواہر جنبہ تھے صرف تیاری
جب اُنمین ایک پر بیٹھی وہ آکے | جلو مین چلنے لگے بال ہما کے
کوئی فیل سیہ پر جلوہ گر تھا | گل نو ابر کے اوپر قمر تھا
کوئی گھوڑے پہ چڑھ کر غیرت ماہ | رکاب دولت مہرخ کے ہمراہ
اسی صورت سے ادنی اور اعلا | کرانی وضع اور خوبی دوبالا
پرا باندھے کھڑے ایدھر اُدھر یار | چلے جسطرح سرو کبک رفتار

غرض باین تجمل و شوکت یہ نوشاہ عروس دولت بارگاہ مین آکر پہونچے چار طرف سلامی اڑنے لگی توپین بجنے لگین سردارون نے نذرین دین ملکہ بہار جادو بغلگیر ہوئی مہرخ نے کہا کہ ملکہ غبار انگیز جادو سوار نے ہمارے اوپر رحم کیا یہ سنکر غبار کے گلے سے بہار بھی ملی مہرخ نے اپنے تخت کے برابر تخت بچھوایا اب سب بیٹھے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمر بھی اپنی کرسی پر آکر متمکن ہوا لیکن قران بھی اس تماشے کے دیکھنے کو آیا تھا وہ تو تجمل و احتشام دیکھکر ایک سمت کو چلا گیا اور ہلکارے سحر کے خبر سنکر روانہ ہوئے مگر عرق عرق پسینے مین غرق افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا اُسنے کہا کیون خیر تو ہی کسلیے بطرح بدحواس آئے ہو اُنھون نے آنا مہرخ کا مع غبار انگیز کے بیان کیا کہ اب وہ سب خوش و خرم بیٹھے شراب پی رہے ہین یہ خبر سنکر حیرت کے حواس جاتے رہے رنگ رخسار زرد ہو گیا افراسیاب نے کہا کہ ہمکو دو گھڑی پہلے ہی سے خبر ہو گئی تھی کہ عنصر جادو کو مارا اور آپ غبار انگیز شریک مہرخ ہوئی خیر کیا مضائقہ ہے خوب ہوا جو وہ ملکے نمکحرام دریافت ہوتے جاتے ہین مین اسکے ملک طاؤسیہ کو ابھی جاکر غارت کرونگا یہ کہکر اٹھا اور اسی فکر مین اول ظلمات کو گیا پھر وہان سے کچھ ایسی تدبیر کی کہ مہرخ وغیرہ سب اپنی بارگاہ مین خوشنود بیٹھے تھے کہ یکایک ہوائے سرد چلی

اور پھر وہی ہوا گرم ہوئی اور ایسے جھونکے اُسکے آئے کہ ہر ایک جادوگر نے آنکھیں بند کرلین بعد ایک لمحے کے
جو آنکھ کھولی تو سب نے دیکھا کہ ایک تپلا برنگ آتش پیدا ہوا لیکن آنکھیں اُس تپلے کی سبز اور
پتلی سفید اور وہ بیچ بارگاہ مین آیا اور نعرہ کیا کہ منم تپلۂ افراسیاب جادو جس کسیکو حوصلہ کسیطرح کا
ہو وہ آکر میرا سامنا کرلے اسوقت یہ عالم سبکا تھا کہ آنکھیں کھلی تھیں مگر زبان گویا نہ تھی یہ حال تھا کہ ع
شمع کی صورت زبان رکھتا ہون گویائی نہیں ٭ بصورت تصویر سب چپکے درخاموش تھے اس تپلے نے
غبار انگیز کو پکڑ کے کہا کہ خبردار ایسیا و دو تپلے اس کہنے کے ساتھ پیدا ہوئے اور اُسکو لیکر چلے اُسوقت
تپلہ آتشی بھی چلا گیا اب پھر ہوا سے سر د چلی اور ہر ایک کی زبان گویا ہوئی تخت ملکہ غبار انگیز کا
خالی پایا مہرخ رونے لگی اور کہا ای ملکہ بہار جادو تمنے دیکھا کہ یہ کیا ہوا بہار نے بھی آہ کی اور سب نے
گریبان چاک کیے شور نالہ و فغان سے یہ عالم برپا ہوا کہ گنبد آسمان ہلنے لگا بہار نے کہا ای ملکہ یہ اور زیادہ تر
ستم تھا کہ ہم سب کچھ دیکھتے تھے مگر بول نہ سکتے تھے مہرخ نے فرمایا کہ یہ تپلا نہ تھا اسی پلہ یہ مین خود افراسیاب
آیا تھا یہ کہکر کف افسوس ملے اور کہا سوا اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ فوج تیار کرکے لشکر حیرت پر ہم
جا کر گرین بہار نے کہا ابھی تامل کرو یہ خبر تمام لشکر مین مہرخ کے منتشر ہوئی کہ افراسیاب آکر غبار انگیز
کو پکڑ لیا لشکر مین بسبب غم و ہم ملکہ مہرخ و دیگر سرداران کہرام برپا ہوا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

جہان ہمہ رنج و سراپا غم ہے
رنج سا رنج ہے غم سا غم ہے

کوئی محرم ہے نہ دمساز اپنا
کوئی محرم ہے نہ ہمراز اپنا

کوئی اتنا نہیں جو حال سنے
متوجہ ہو کچھ احوال سنے

لے لی چٹکی سی خلش نے دل میں
گدگدی سی کی تپش نے دل میں

شدت غم سے بھر آئی چھاتی
ناخن غم سے کھجائی چھاتی

اک دھواں نالہ و افغان سے اٹھا
شعلہ کیسا دل سوزان سے اٹھا

تپش دل لو جان تک پہونچی
آتش سینہ زبان تک پہونچی

آگ جو شعلہ اٹھاتے دوڑی
تو اجل آگ بجھاتی دوڑی

عمرو نے اُسوقت مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ مجھکو سات دن کی رخصت دیجیے یا تو ہم ملکہ کو لاتے یا
غبار انگیز کے ساتھ ہم بھی خاک مین ملتے یہ کہکر جسطرف وہ تپلا گیا تھا اُسی سمت کو یہ بھی

روانہ ہوا پیچھے اُنکے برق فرنگی بھی چلا اب حال افراسیاب سنیے کہ یہ ملکہ کو لیے ہوے
ایک کوہ سفید پر گیا اور اُسیر غبار انگیز کو اُتارا اور بشکل اصلی کھڑا ہوا ملکہ غبار انگیز کی آنکھ
کھلی دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا ہی اور افراسیاب نے کہا کہ ای ملکہ تم کسواسطے گئی تھین اور
کیا کر آئین ملکہ غبار انگیز نے کہا کہ اتنو جو کچھ ہوا وہ ہوا اچھا ہے تو مار ڈالے یا جلائے مین تو جو کچھ
کہہ چکی ہون وہ ہی کرتی ہون اور جو ہمارے منھ سے نکلتا ہی وہی ہوتا ہی افراسیاب نے
کہا اتنو تیری تقصیر معاف کی اپنے ملک طاؤسیہ کو جا لیکن ملک سے باہر نہ نکلنا غبار نے کہا تو اگر ہزار
مرتبہ قید کریگا تو بھی مین وہان بجاؤنگی اور تو سرفراز ہوکے ایسی باتین کرتا ہی اگر مین تجھ سے مارے
ڈر کے ملگئی اور پھر مین نے دغا کی تو کیا تجھکو حصول ہوگا افراسیاب نے کہا مین تجھکو دہن اژدر
مین قید کرونگا کہ تمام عمر دہن اژدر سے نچھوٹیگی اتفاقاً یہ کلمات کوہ سفید پر ہو رہے تھے کہ اس
اطراف مین ایک ملکہ رہتی ہی کہ نام اس ملکہ کا شوخ جادو ہی اور افراسیاب کیطرف سے
حاکم و ناظم ہی مگر سن اُسکا برس سترہ اٹھارہ کا ہی نہایت حسین و خوبصورت ہی کہ اُسکے حسن کی نسبت
یہ کہنا زیبا ہی

نظم

عجب صورت کہ جس سے ناز ظاہر — سکون سے شوخی انداز ظاہر
خموشی سے عیان شیرین زبانی — گل افشان معنی غنچہ دہانی
نشان رشک سویدا نقطہ خال — کہ وہ بے مثل تھے جسکے یہ تمثال

نازنین حور شمائل تیغ ادا سے جسکے دل عشاق گھائل پیکر نازک اُسکا ایسا کہ ہر اعضا دلکو محبوب
ایک جگہ سے دوسری جا بہت ہی خوب چتون سے پیار نکلتا جو دیکھے وہ ہو جاے شیدا کاکل معنبر کے
آگے سنبل باغ کے پیچ کچھ نہ چلین لاکھ داؤن گھات لگائے مگر اسکے ہمسر نہ کہلائے پیشانی وہ نورانی
کہ حضرت موسیٰ کو دیکھنے سے غش آئے آنکھین قتال حسینان خوش چشمان نرگس جسکو دیکھکر حیران
رخسار تابان کے مقابل آئینہ شمس و قمر اندھا دہن تنگ کا وصف کیا بیان ہو منھ مین ایسے زبان کہان سخن
ہو لب مین وہ شیرینی کہ عشاق کا اُسپر دانت رہے ایک بوسہ ملجاے اس خیال مین تمام عمر لب چبایا کیے

ان لبون سے جو کوئی کام رکھے — قند مصری کو کیون نہ نام رکھے
شانہ و دست ساعد و بازو وہ — دلکشی مین تمام یک پہلو

یون نہین سرخ اُسکے ہر انگشت	ڈوبے ہین میرے خون مین یکشت
جاے نظرون مین جو کمر باریک	ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
ٹک اگر لچکے تو قیامت ہی	ہے قیامت تلک ندامت ہی
وہ قدم کاش میرے سر پر ہو	ساق سیمین میرے کمر پر ہو

اس رونق باغ خوبی نے جب یہ خبر سنی کہ شاہ افراسیاب کوہ سفید پر آیا ہی بس اُسنے لباس اور زیور سے اپنے جسم لطیف کو آراستہ فرمایا ایک سوا ایک اشرفی نذر کی لیے لیکر اور تحفہ بہت سے کشتیون مین لگا کر سترہ سوا انیسین اور کنیزین ساتھ لیکے تخت مرصع پر سوار ہوئے اور خدمت شاہ مین آکے حاضر ہوئے مجرا کیا نذر بادشاہ کو دی کشتیان تحفون کی پیشکش کین اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کی سرحد مین حضور تشریف لائے ہین تو باغ مین میرے رونق افروز ہون مین نے ایک باغ فی الحال نیا تعمیر کیا ہی اُسکو اپنے قدم گل رنگ سے بہار تازہ عنایت کرین بادشاہ طلسم اُسکی باتون سے نہایت خوشنود ہوا اور فرمایا کہ اچھا چلو اُسنے تخت پر بادشاہ کو سوار کیا اور آپ ہمراہ رکاب نحوست مآب ہوکر چلے اور سیر اطراف کرتے داخل باغ ہوئے ملکہ غبار انگیز نے کوہ سفید پر دیکھا کہ بادشاہ مجھکو چھوڑکر چلا گیا اب تو اپنی راہ لے یہ سوچکر چاہتے تھے کہ روانہ ہو خیال جو کیا تو ایک حلقہ دھوئین کی طرح میرے گرد ہی یہ بھی ناچار اسی باغ کے سمت کہ جہان بادشاہ گیا ہی چلے اور باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و پر بہار ہی ہر سمت لالہ زار ہی گلزار دھر کی جان وہ باغ تھا رضوان کو جسکے دیکھے سے داغ تھا بلبلون کا ہر سمت ہجوم بلبل دلکی اس جگہ کو دیکھکر یہ دوم کہ ان گلون کی بہار لوٹیے کسی گل کے گلے کا ہار ہو جیسے ہر غنچہ دہن تنگ سے بولا ہی چاہتا تھا اپنی خوبی پر آپ ہی مسکراتا تھا نہرین ہر سمت لطافت بیز ہوا وہان کی فرحت انگیز کہ نظم

اس چمن مین باغ ہر گل سرخ و زرد	نکہت گل جہان تک تھی وان کے گرد
پھول و گل آئین نظر دیکھو جدھر	لالہ و صد برگ سب باغ نظر
ان گلون کے عکس سے نہرون کا آب	آئینہ کی سطح کی رکھتا تھا تاب

بارہ دری وسط باغ مین بہت نایاب بنی ہوئی اندر اُسکے ہر طرح کے اسباب عیش و راحت دھرے ہوئے مسندین لگین کہان تک وصف اُسکا کیا جاے بادشاہ کو اُس شوخ نے بٹھایا شوخ جادو نے لاکر

مسند پر بٹھایا جام شراب ناب دیار قاصون کو بلوایا ناچ ہونے لگا جام شراب کا دور رہا القصہ ہی
کچھ اور رہا غبار بارہ دری کے چبوترے کے نیچے کھڑے تھے گویا بندھے ہوئے تھے اب حال عیاران
سنیے یعنی عمرو جو بارگاہ سے روانہ ہوا اسکے رہائی کو وہ تو ہنوز راہ مین ہی لیکن برق فرنگی بھی
غبار کا جویا ہر سمت پھر رہا تھا اور دل سے کہتا تھا کہ آلہی بادشاہ طلسم غبار کو کدھر لیگیا مین نے تو
ٹیلے کو سطرف لیجاتے دیکھا تھا اب پتہ اسکا نہین ملتا ہی یہ کیا ماجرا ہی اسیطرح ڈھونڈھتا ہوا یہ بھی
ایک بستی کے قریب پہونچا خیال مین آیا کہ اس بستی مین چلکر تلاش کرا اسیطرف چلا سامنے ایک سواد
شہر دکھائی دیا یہ شہر کے جانب متوجہ ہوا تھا کہ آواز طبلہ بجنے کی سنائی دی خیال کیا کہ جہان یہ طبلہ بجتا ہی
پہلے وہان چلکر دیکھ لے پھر آگے جانا یہ سمجھکر اسی آواز پر چلکر قریب باغ شوخ جا دو پہونچا
اور ایک ساحرہ کی ایسی صورت بناکر اندر باغ کے آیا باغ کو رونق بخش صد بہار پایا اور جو کچھ آگے بڑھا
دیکھا کہ بارہ دری مین مسند پر شاہ افراسیاب بیٹھا ہر اور ایک پری سامنے بیٹھی ہی سرہ سو خواص
اور رانیں دریاے جواہر مین غوطہ مارے حاضر ہین ناچ ہوتا ہی شراب کا دور چلتا ہی اسنے آہستہ سے
کہا کیون میان افراسیاب تم تو یہان آکر چین سے بیٹھ رہے اور ہمکو اسطرح دوڑایا اور پھر اب بھی
صلاح نہین کر لیے آؤ شراب پیو راحت کرو یہ کہنا اسکا کسی نے نہین سُنا اور اسنے دیکھا کہ غبار انگیز چبوترے
کے نیچے کھڑی ہی بندھی بھی نہین ہی مسحور بھی نہین ہی دست و پا سب قابو مین معلوم دیتے ہین جب
چاہتی ہی بیٹھ جاتی ہی جب چاہتی ہی کھڑی ہوتی ہی یہ دیکھکر باغ مین پھرتا ہوا قریب اس اسیر دام
دوری کے گیا اور کہا ای غبار تم تو مہرخ نابکار سے مل گئی تھین اب کیا انکو پھر چھوڑ دیا غبار نے
کہا ای لونڈی احمق بے تمیز چاہے افراسیاب مار ڈالے چاہے زندہ رکھے جب تک میرے دم
مین دم ہی بھلا مہرخ کو چھوڑون گی ابتو مرنا اور جینا سب مہرخ کے ہی ساتھ ہی برق یہ کلمہ سُنکر
خوشنود ہو گیا اور چپکے سے کہا منم مہتر برق فرنگی کیون ای ملکہ پھر تم بڑی احمق ہو یہان کھڑی ہو چلی
نہین جاتی ہو اُسنے کہا ای برق ایک حلقہ میرے گرد ہی اگر زمین مین بھی جاؤن تو وہ حلقہ کھینچ لائیگا
برق نے کہا زمین مین بھی جادوگر بڑے بڑے ہین مگر اُونہین سحر برطرف کرونگے یہ کہکر دل مین
اپنے برق سوچا کہ شاہ جادوان تو ناچ دیکھنے مین مشغول ہر اور یہان آڑ بھی ہی تو اسکو بیہوش کرکے
لیچل حلقہ سحر بیکار کیا کریگا یہ سوچکر کہا ای ملکہ اچھا چل تو سکتی ہو ذرا اس کھونٹی تک چلو پھر مین سمجھ لونگا

غبار یہ سنکر اُسیطرف گئی برق نے وہان لیجا کر بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوئی برق نے اسکا پشتارہ باندھا اور
لیکر چلا حلقہ اسکے بھی گرد ہو گیا اس عرصہ مین عمر روانہ ہوا تھا وہ بھی ڈھونڈھتا ہوا اسطرف آگیا تھا جب برق
پشتارہ لیکر باہر نکلا عمر نے پہچانا کہ برق ہے پکارا کہ ادھر بھی جانے والے ادھر بھی دیکھنا برق نے اُسکی جانب
دیکھا عمر نے بائین آنکھ کا تل دکھایا برق دوڑ کر قدمون پر گرا اور کہا اُستاد مین غبار انگیز کو لایا عمر نے
بیستکر کے کہا مجھسے الگ رہو تمھارے ساتھ کوئی بلا بھی ہے یعنے حلقہ دھوئین کا گرد تمھارے معلوم ہوتا ہے
یہان تو یہ باتین تھین اُدھر جب برق باغ سے نکل آیا تو اب افراسیاب کو بھی خیال آیا کہ غبار
جو ساتھ آئی ہے اِسکا فیصلہ کرنا چاہیے یہ خیال کرکے غبار کو ڈھونڈھا مگر کہین باغ مین پتہ نہ پایا
اسوقت اسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ برق فرنگی لیگیا یہ معلوم کرکے اسنے سحر کی دستک دی
کہ پنجہ پیدا ہوا اس سے کہا کہ جا برق کو مع غبار کے لے آ حلقہ سحر نے کہین جانے نہ دیا ہوگا پنجہ یہان
سے گیا اور برق کو مع پشتارہ اُٹھا لایا شاہ نے پشتارہ سے غبار کو نکالکر ہوشیار کیا اور پھر اُسکو بہت کچھ
سمجھایا لیکن سواے انکار اطاعت کے اُسکی زبان پر اور کچھ نہ آیا شاہ نے اُسوقت سحر پڑھا کہ ایک جلاد سیہ فام
تیغ ہاتھ مین لیے آنکھین لال لال اُسکی سامنے شاہ کے اُتر کر آیا اُس سے حکم دیا کہ اے جلاد جادوان دونون کو تم
باہر باغ کے لیجاؤ اور سر کاٹ کر لے آؤ جلاد نے غبار اور برق کے بازو کو تھام کر پرواز کی اور باہر
باغ کے آیا خیال مین اُسکے گذرا کہ یہ دونون سلمان ہین اِن ملچھونکو صحراے پرخار مین لیجا کر قتل کرو تو
بہتر ہے یہ سوچکر باغ سے کچھ دور ایک دامن کوہ مین آیا کہ زمین وہان کی بالکل سنگستان تھی اور اتفاق سے
اسی مقام پر خواجہ عمر بھی فکر عیاری بیٹھے کر رہے تھے اُنھون نے بھی اسکی پرچھائین دیکھی گلیم اوڑھ لی اب جو
دیکھا تو ایک جلاد غبار و برق کو قتل کرنے لایا ہے اور جلاد نے دونون کو بٹھا کر تیغہ کھینچکر چاہا کہ قتل کرے
عمر نے گوپھن مین پتھر رکھکر جب اُسنے پیترا بدلا اُس پتھر کو لگایا کہ جلاد کا کاسۂ سر ترش کر دور گرا صدا اُسکے
مرنے کی بلند ہوئی مگر وہان کون تھا جو سنتا برق اور غبار رہا ہو گئے اسوجہ سے کہ جب قتل کرانے
انکو بادشاہ نے بھیجا تھا تو سحر انپر سے اپنا اُتار لیا تھا غرض جب جلاد ہلاک ہوا عمر نے کہا ملکہ اب یہان سے
تا پاے داری بگریز جلد چلو کہ دشمن اسی مقام پر موجود ہے غبار انگیز نے کہا تم اب اپنی راہ جاؤ مین اور کام کو
جاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور سحر سے مچھلی بنکر زمین مین سما گئی عمر اور برق اپنے لشکر کی
طرف چلے راہ مین برق نے کہا کہ باغ مین جو ساحرہ کہ افراسیاب کے پاس بیٹھی ہے اُستاد میری

لگاہ سے تو ایسی حسینہ عورتین کم گذری ہین عمر نے کہا تو پھر مین جاؤن اور ہو سکے تو راہ راست پر اسکو لاؤن برق نے کہا ایک سر ہزار سودا وہان افراسیاب بھی بیٹھا ہی ہمین معلوم کیا اتفاق ہو چلیے بھی اپنے لشکر کو برق کے اسطرح سمجھانے سے عمر جانب لشکر روانہ ہوا ادھر غبار انگیز طاؤس سوار جو غرق زمین ہوئی تھی بہت دور جاکر مثل دفینہ گنج کے زمین سے برنگ لالہ و گل نکلی اور خیال کیا کہ پہلے اپنے ملک مین چلکر لشکر اپنا اور مال و خزانہ ساتھ لے پھر لشکر مہرخ مین چل ورنہ افراسیاب آکر سب لوٹ لیگا بس یہی رائے پسند آئی اور بزور سحر اڑکر اپنے ملک مین پہونچی اسکے ملازمون کو خبر ہوئی سواری اور اسباب تزک و احتشام ہمراہ لیکر اسکے پاس حاضر ہوئی چار سو کنیزان حسین و مہ پارہ اسکی ہین وہ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہوکر آئین ملکہ دار الامارة مین اپنے آئی سب مال و اسباب بجنسہ جیسا چھوڑ گئی تھی پایا یہ مسند حکومت پر بیٹھی اور اسکی طرف سے فوج کا مالک کوہ وقار جادو نام ایک ساحر آیا اسنے آکر تسلیم کی نذر دی غبار نے ہنسکر کہا کہ اے کوہ وقار عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہی کہ جسکا بیان کرنا بھی دشوار ہی خیر تمسے کہتی ہون لو سنو مجھسے اور افراسیاب ملکہ طلسم سے بگڑ گئی ہی اور مین مہرخ سحر چشم کے شریک ہوئی ہون کوہ نے کہا مہرخ نے جو آجتک مقابلہ کیے پھر بادشاہ کا کیا کیا آجتک اسد اور مہ جبین قید ہین غبار انگیز نے کہا مہرخ نے بہت کچھ کیا کہ بادشاہ سے لڑے گی ہان یہ کہو کہ وہ بادشاہ کی خاک پا تھی اسکا کچھ بادشاہ نے آجتک نہ کر لیا کوہ نے عرض کیا کہ غلامون کو مالکون سے تقریر کرنا بیجا ہے اچھا جو کچھ آپ نے کیا بہت بہتر کیا ہم آپکے مطیع ہین جو فرمایئے وہ بجا لائین جب ملکہ مذکورہ نے یہ عجز اسکا دیکھا خوش ہوکر خلعت سے اسکو مخلع کیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہمارے تیار ہو اور از رہ سحر پر بارگاہ و مال و خزانہ لاد کر روانہ کرو بموجب ارشاد اسیوقت نفیر سحر کو دم ملا فوج نصرت شعار اسکے مسلح و مکمل ہوئے آسمان دود سحر سے ایک دودی جہاز نظر آنے لگا ہر سمت صدائے بوق و نفیر سے تزلزل آشکار ہوا بازو و بط جانوران سحر نے روے دھرے پر کھولکر کالا کیا ایک سمت تلوار کے دھنی ساحر بھی اور سردار بھی ہتھیارون کو کھڑکھڑاتے اپنا جوبن دکھاتے تھے تنتے ہوئے جاتے تھے سوار گھوڑے باد رفتار کو کداتے تھے کہ ابتک

تھی سواری کی فیل کی وہ دھوم — جیسے ابر بہار آئے جھوم
آئی دولت سرا سے ہو کے سوار — لعل ناب و گہر تھے صرف نثار

اک مہابت کے ساتھ فیل نشان ‏ آگے مانند کوہ زر کے روان
اور ہاتھی تھے جھومتے جاتے ‏ جیسے آئے جوان مدھ ماتے
پلٹنین جاتی تھین برابر یون ‏ صف مژگان دلبردن کی جون
یال بستہ رکاب مین تھے سرنگ ‏ جنکے دیکھے کمیت چرخ ہی دنگ
تھا بہت تیزگام اسپ خیال ‏ رہگیا دیکھ کر اُنھون کی چال

خلاصہ کلام غبار انگیز گلفام سب فوج وخزانہ لیکر تمام قلعہ کو ویران کرکے بازاری بیوپاری سبکو لشکر مین مقرر کرکے نرگسی کوہ کیطرف سے رستہ بادشاہ کی آمد ورفت کا چھوڑکر جانب لشکر مہرخ فرخ ونامور روانہ ہوئے یہ تو یہان سے جب دور تر نکل گئے شاہ جادوان اُسوقت ملکہ شوخ جادو کے یہان ناچ وغیرہ دیکھکر فارغ ہوا اور اُسکو خیال غبار کا آیا پکارا کہ ارے ہمنے جلاد جادو کو بھیجا تھا کہ وہ غبار اور برق عیار کا سر کاٹ لائے بڑا عرصہ ہوا کہ وہ ابتک نہ آیا جلد تر کوئی جاکر باہر باغ کے اُسکی خبر لائے کہ اُسپر کیا گذری حسب الحکم ملازم شوخ جادو کے دوڑے اور ہر طرف تلاش کیا آخر ایک مقام پر جلاد جادو کی لاش پائی کہ شق ہوگیا ہی اور مرا ہوا پڑا ہی یہ دیکھکر خدمت بادشاہ مین آکر عرض کیا کہ حضور جلاد مردہ پڑا ہی اور غبار و برق کا کہین پتہ نہین ہی یہ سُنکر بادشاہ نے کہا کہ صاحبو مین یہ حیران ہون کہ یہان کون آیا جو جلاد کو مارکر غبار کو لے گیا یہ کہکر اپنی بغل سے ایک لوح نکالی اور سحر پڑھکر اُسکو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ جب غبار کو جلاد لیگیا اور قتل کرنے لگا وہان عمر عیار موجود تھا اُسنے پتھر مارکر جلاد کو مار ڈالا اور غبار انگیز کو لیگیا بس لوح سے یہ معلوم کرکے شاہ وہان سے اُٹھا اور کہا ای شوخ تم غبار کے قتل کی نسبت سنگ راہ میرے ہوئین ہر وقت انسان کو ناچ ورنگ بھی دیکھنا اچھا نہین اگر مین خیال کرکے پہلے ہی اُسکو مار ڈالتا تو اچھا تھا مین تو مصروف عیش ونشاط رہا دشمنون نے اپنا کام کیا شوخ نے بہت کچھ عذر کیا اور کہا مجھسے جو خطا ہوگی ہو ملازمان جناب معاف کرین اسنے کہا کہ ہم تمسے بہت راضی ہین مگر خیر غبار اگر چھوٹ گئی تو کیا ہوا میرے ہاتھ سے کہان جائیگی یہ کہکر وہان سے رخصت ہوا اور راہ مین سوچا کہ چلکر غبار انگیز کا ملک تمام ویران کردے خزانہ لوٹ لے وہ محتاج ہوجائے بس یہ سوچکر سناتا ہوا اور بحر عقاب پر آیا وہان کشتی سحر لگی تھی سوار ہوکر پار جا اترا

ملک طاوسیہ مین پہونچ گیا یہان جو دیکھا تو سب ملک ویران نہ فوج ہی نہ دوکانین ہین نہ مال ہی نہ خزانہ ہی سوچا کہ غبار اگر پہلے ہی لیگئی ہوگی تو نے بڑی غفلت کی جو بیٹھا ناچ دیکھا کیا اب چلکر لشکر مہرخ مین رہ بیلنگی انکو مع مہرخ کے قتل کر یہ خیال کرکے وہان سے رنجیدہ خاطر ہوا اور جانب ظلمات گیا اور اسکو اختیار ہی کہ ہر مقام سے ظلمات مین چلا جاتا ہی پس ظلمات مین پہونچکر ایک نامہ اسنے لکھا اور طائر سحر کو دیا کہ پاس ظالم گیسو دراز ظلماتی کے لیجاے طائر مذکور نامہ منقار مین داب کر چلا اس ظلمات مین ایک پہاڑ ہی کہ اسکے دامن مین قلعہ آباد ہی اس قلعہ کا طلسم حاکم ہی چنانچہ وہ اپنے دارالامارہ مین بیٹھا تھا کہ طائر نے لاکر نامہ دیا اسنے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ ای مہنت ظالم گیسو دراز ہمارا تمھاری ملاقات کو جی چاہتا ہی اور یہان کار ضروری بھی اس لازم ہی کہ بفور دیکھتے اس نامہ کے مع فوج قاہرہ اپنی کے جلد تر ہمارے پاس آؤ یہ پڑھکر اسنے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ ای مہنت سرخ چشم افراسیاب نے بعد مدت کے ہمکو یاد کیا ہی اور سنا ہی کہ طلسم مین غدر بھی بڑا ہی اچھا ہمکو بھی ہی ہمکو بادشاہ کے حکم کی تعمیل ضرور چاہیے اچھا تم جاؤ اور فوج کو مسلح و مکمل کراؤ سپہ سالار یہ حکم سنکر تشکر بجا کرلانے گیا اور اسنے بجواب نامہ عرضی لکھی کہ غلام حاضر ہوتا ہی طائر نے جواب لاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے عرضی پڑھکر اعیان وغیرہ جو لوگ کہ وہان حاضر تھے انسے کہا کہ ہمنے ظالم ظلماتی بلایا ہی آتا ہوگا وہ ساحر کیسا ہی ساحرون نے کہا کہ حضور وہ بڑا زبردست ہی ہمسے بیس ہی تعریف اسکی سب کرنے لگے شاہ بہت خوشنود ہوا اور اسطرف ظالم کی فوج درست ہوئی ایک ایک مہنت جوگی جیپال اور شہپال کا یادگار لوہے کے کڑے ہاتھون مین ڈالے سنقلین سلگائے ہوئے داڑھیان لٹکائے ہوئے جٹا ہائے خاکستری کا گنٹھا سر پر رکھا ہوا اسکو سفید و زرد چندن کی بدن مین ملے تصاویر ساحری و جمشید وغیرہ سینہ و جبین پر بنائے کانون مین کنڈل اور مندرے ڈالے بعضون کے سر پر حلقہ ہائے زری رکھے ہوئے رال دگوگل وغیرہ سنقلون پر جلاتے دھوان ہوم کا بلند ہوم خانے از درون پر اٹھے ہوئے ہاتھیون پر مہنت تنگ دھونک کردھنے باندھے سوار گلون مین ہاتھیون کے گھنٹے بندھے زنجیرین کھنکتین ہزارہا سپاہی لڑنے مرنے والے اسباب جہالت سے آراستہ گھوڑے کودائے بڑے عظم و شان سے روانہ ہوا کہ نظم

فیل سواری کی سیر بھی ہی بڑی	ایک خلقت ہی دونون رستے کھڑی
فیل زر لفت پوش فیل نشان	کوہ زر سا تھا پیش پیش رواں

گل کی پاکھر پڑی ہوئی یکبار — ہاتھی آیا برنگ ابر بہار
زری پوشون کا پیش و پس انبوہ — اللہ اللہ رے اُنکی شان و شکوہ
نور مین گتھنے سونے کے سے پہاڑ — آگئے روپے کے روشنی کے جھاڑ
موتی کرتے تھے ہر طرف سے نثار — تھے مگر فیل ابر گوہر بار
تھین جلو مین زمینیان حاضر — جاہ کے آسمانیان حاضر
تازی ترکی عراقی و عربی — کوتل آگئے تھے خوش جلو مین سبھی
نوبتی خوش سلیقہ ساری ہین — نےنوازون کی جان ہاری ہین
آج نوبت کے بجنے پر ہے رنگ — عقل ہوتی تھی سن کے گھور سے دنگ

القصہ بڑے کروفر سے ظالم خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوا اور سواری سے اُترکر اندر قصر شاہی کے آیا بادشاہ کو مجرا کیا نذر دی پھر اجازت بیٹھنے کی ملی دنگل پر بیٹھا اور عرض کیا کہ جناب معلی نے آج جو مجھکو یاد کرکے سرفراز فرمایا کچھ سبب بھی اسکا ارشاد ہو بادشاہ نے اُسوقت سب ماجرائے گذشتہ جنگ و جدال مہرخ اس سے بیان فرماکر حال غبار انگیز کی مخالفت کا بھی بیان فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب مین نے اسلیے تمکو بلایا ہے کہ جہان اور سب میرے نمکخوار مجھسے منحرف ہوگئین وہان غبار انگیز بھی سہی اس سے تم ایک اکیلی غبار ہی کی فکر نکرنا مہرخ جو اُنکی طرفدار ہے اور اُسکے لشکر وغیرہ سب ہی کو غارت کردینا ظالم نے کہا وہی غبار انگیز جو گوری گوری جوان سی خوبصورت ہاتھ مین یاقوت کے چھری رکھتی ہے شاہ نے فرمایا کہ ہان وہی ظالم نے کہا حضور ملاحظہ کرلینگے کہ مین جاکر طبقہ اس مقام کا الٹ دونگا جہان یہ سب مخالف ہین اور ہر ایک کی بہ غایت سامری مشکین باندھ کر حاضر آستان کرونگا لیکن ایک بات شرم کی اور خلاف اداب سلطانی ہے اسکو عرض نہین کرسکتا ہون اگر جان کی امان پاؤن تو زبان پر لاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ کہو تمھاری جان بخشی کی اُسنے اُٹھکر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ غبار کو مین پکڑ لاؤن تو مجھی کو وہ مرحمت فرمائیگا کہ مین ایک مدت سے اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہون اور اُسدن مین نے جاہ زمرد کے میلے مین اُسکو دیکھا تھا اُسدن سے میرا یہ حال ہوا ہے کہ مثنوی

خون ہوئے نالۂ حزین کے ساتھ — رابطہ آہ آتشین کے ساتھ
ہونٹھ سوکھے تو خون ناب ملا — خواب و خور دونون کو جواب ملا
بستر خاک پر گرا ہون نزار — درد کا گھر ہوا دل بیمار

رفتہ رفتہ ہوا ہون سودائی	دور پہونچی ہی میری رسوائی
آہ جو ہمدمی سے کرتی ہی	اتبو وہ بھی گلی سے کرتی ہی
ناامیدانہ گر کرون ہون نگاہ	دیکھتا ہون ہزار روز سیاہ

الطاف خسروانی وعنایت سلطانی سے بعید نہین کہ یہ التماس میرا بدرجہ اجابت پہونچے شاہ نے یہ سوال اُسکا سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ یہ سب معشوقین طلسم مین ہماری ہین کہ کوئی اُنمین سرفراز مابدولت سے ہوچکی ہی اور کوئی ابھی باقی ہی اُنمین سے ایک یہ بھی ہی کہ ابھی میرے کام مین نہین آئی ہی مخمور اور بہار کسیطرح چنانچہ جب تمنائے دلی تیری ہی تجھکو وہ عنایت کی تو اب اُسکا مختار ہی اسنے یہ عنایت شاہ کی دیکھکر پھر نذر دی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور لشکر ہمراہ لیکر طلسم ظاہر کی جانب چلا شاہ نے اُسکے جانے کے قبل نامہ حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ ہمنے ظالم گیسو دراز ظلماتی کو بھیجا ہی تم جانتی ہو کہ وہ ساحران ظلمات مین سے ہی اور بڑا معزز ہمارا نوکر ہی اور خیرخواہ بھی ہی اسکی خاطر بہت کرنا اور تماشا اسکی لڑائی کا دیکھنا اور جب وہ عیار انگیز کو پکڑ لائے تو عیار کو ہمنے اُسے دیدیا ہی وہ جو جی چاہے اُسکے ساتھ کرے تم دخل ندینا یہ نامہ حیرت پاس جو پہونچا اُسنے پڑھا اور حکم دیا کہ جلد تر بارگاہ وسیع وعالی برپا کیجاوے کہ شاہ نے خود سفارش گیسو دراز کی فرمائی ہی حسب ارشاد ملکہ بارگاہ دلکشا نصب ہوئی اُسمین خوان طعام گوناگون کشتیان شراب سرخ کی اور سب اسباب راحت وعیش بھی مہیا فرمادیا اس عرصہ مین باہزاران احتشام وتجمل ظالم گیسو دراز ظلماتی یہان آکر پہونچا ملکہ نے استقبال کرایا اور لشکر اسکا اتروایا وہ جب سامنے آیا جبین عجز وانکسار کو سامنے خاتون بادشاہ کے جھکایا خلعت ملا بیٹھکر شراب پینے لگا جب وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام مثل ظالم گیسو کھولے ہوئے خیمۂ دہر مین قدم زن ہوئی اور پاسبان غبار انگیز روز سفید نے گریز کی کہ ابیات

لطف چرخ بلند پیشانی	دیدۂ مہ نے کی نگہبانی
تھا جو اُس شب کو انبساط سرور	ساغر مہ لبالب پُرنور

سر شام بحکم حیرت ظالم نامور جام طبل جنگ بجا نفیر سحر کو دم دلانا سے رزمی کا شور بلند ہوا اہلکاران لشکر مہرخ مین آکر بعد دعا وثنا کے متقاضی عرض پرداز ہوے کہ ای ملکہ عالم ظالم گیسو دراز ایک ساحر ظلم آیا ہی کہ اُسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا ہی مہرخ نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اسطرف

بھی شور محشر آشکار رہوا ہر ایک صدائے طبل و بوق سنکر خبردار ہوا کہ کل پھر معرکہ جنگ درپیش ہی قدم بہادران بیدان مین بیش ہی وہی ہنگامہ خیزی ذمعرکہ انگیزی جان دینے کی فکار رہوی لڑائی کی ایک دھوم ایسی ہوئی کہ ہجوم سپاہیان اور مبارزان سے مجمع قیامت نظر آتا تھا وہ میدان جنگ میدان حشر بنا تھا فوج مین سے یہ گرد وغبار اڑا تھا کہ آئینہ خورشید اندھا ہوا تھا فلک سے غبار یون گرتا تھا کہ جیسے کہرا پڑتا تھا ملک شہود دکیفیت شبستان دکھاتا ہر قدم پر وہان قدم رکھنے سے بہجال آتا زمین کا انبوہ سپاہیان سے یہ حال تھا کہین تفنگہائے سحر کی کثرت تھی کہیں کمانون اور ترکشون کی شدت تھی تلوارین آہنی صیقل ہوتی تھین کہ دنیا تمام سلح خانہ نظر آتی تھی خوف سے بزدلون کے جان جاتی تھی ایک سمت سحر کا کارخانہ تھا جادو کا ٹھکانا تھا اندھیر جہان مین برپا تھا کسی جا روشنی کہین اوجالا تھا کوئی ساحر چندن منھ پر ملتا کسیکا منھ کالا تھا اگیارون کی وہ کثرت تھی کہ دنیا آتش سے بھر گئی تھی یونا چماری بھی یہان آئے ہوئے ڈر گئی تھی جو بیر آتا تھا وہ سامری اپنے تئین تپاتا تھا زبردستی جتاتا تھا ادہم فلک سے آگ برستی تھی آتشبازی سحر کی چھٹتی تھی یہ حال تھا کہ

قصیدہ

گر اسکی شجاعت کا کرون حال مین تحریر	بجائے قلم خنجر برّان کے برابر
افسانہ کہون انکے جو شمشیر دو دم کا	دشمن کو سلاؤن وہین میدان کے برابر
تلوار تری روز وغا برق نظر آئے	سر دشمنون کے قطرہ باران کے برابر
گر کاٹ سناؤن مین تیری تیغ دو دم کا	ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر
بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ	سایہ بھی ہی اک برق درخشان کے برابر
ہی اسپ فلک سیر ہر ایک غیرت خورشید	ڈانٹین جو اگر انکو تو بس ہان کے برابر
جائین کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوے	بجلی سی کبھی گنبد گردان کے برابر
ہی نیل سیہ ہر ایک رشک شب تار	ابلک جو ہی انکا مہ تابان کے برابر

غرض رات بھر ہر سمت عروسان حجلہ شجاعت کا بناؤ سنگار رہا جب وہ زمانہ آیا کہ پیل فلک کی گردن پر فیلبان زرین تن مہر سوار ہوا اور سیاہ شکین پیل دُم دبا کر بھاگا کہ

ابیات

صبح کا دم بھی ڈر سے کیسا نکلا	مہر نکلا تو کانپتا نکلا
راز شب آشکارا ہوتا ہی	شور محشر دوبارا ہوتا ہی

صبحدم مہرخ و بہار و شکیلہ و غیرہ بہزاران تمکنت و شوکت تختہائے سحر پر سوار ہوکے جانب میدان چلین فوج مین نفیر و بوق کا غور ہوا مائل جنگ ہر صاحب زور ہوا ایکطرف سے ساحر عیار سحر پرداز درا اڑاکر چلے کسی سمت بہادر تجلی گھوڑے کوداتے روانہ ہوئے تختہائے زرین کا روئے ہوا پر چمکنا آفتاب کی ضو مین ہزارون آفتاب نکلا ہوا دکھائی دیتا ساحر کڑ کا روئے ہوا پر کہتے نقارے بلندی پر جو بجتے کروبیان فلک کو خیال ہوتا کہ قلعہ فلک پر نہین یہ لوگ حملہ کرین ہر سمت بادشاہ لشکر کے شان مین نقیبون کی زبان پر یہ نظم

ای ترے ڈر سے جگر شیرون کے آب
مدعی کی صف ہی گو نجون کی قطار
موج زن جیدھر ہو یہ دریائے فوج
گرد اس لشکر کی گر ہوئے بلند
جائے دشمن جون سبک باسوختہ
زیردست اُسکے رہین گردن کشان

دشمنون کو ردبہانہ اضطراب
لشکری اس فوج کا ہر ایک عقاب
بستیان اُس سمت کی جیسے حباب
پھر زمین و آسمان مین ہو حجاب
وقت گرگ و میش ہے منہ پر نقاب
تاقیامت وہ رہے مالک رقاب

اسی عظم و تجمل سے دادہ گاہ مصاف مین آکر یہ سب تجلی ہوگئے اسطرف طبل جنگ بجوا کر ظالم گیسو دراز غلماتی اپنی بارگاہ مین آیا تھا اور سو رہا تھا صبح کو جو اُٹھا لشکر جانب میدان چلنے کو تیار ہوا لیکن اسنے براہ عجب و پندار کہا کہ ابھی بہت سویرا ہی مین ایک دو گھڑی مین تو سب خطا کردارون کو پکڑ لون گا لشکر آگے چلے مین ایک بازی شطرنج کی کھیل کر آتا ہون یہ کہکے شطرنج بچھا کر مصاحبون سے شطرنج کھیلنے لگا لڑائی کی کچھ لباط نہ سمجھا لیکن عیار عمر کی جانب کے بڑے بڑے فرزیون کو مات کر چکے ہین اسپ فطرت ہر جگہ دوڑاتی ہین گو وہ فیلبند نامرادی مین پھنسا ہوا تھا لیکن ضرغام نے رخ یہ پھیرا جادوگر بنکے اُسکی بارگاہ مین گیا اُسنے شطرنج کھیلتے کھیلتے ایک قہقہہ مارا اور کہا بازی جیتنے پالی یہ کہتا تھا کہ ایک بچہ پیدا ہوا اور وہ ضرغام کے لپٹ گیا پکڑ کر سامنے لایا اُسنے استفسار کیا کہ تو کون ہی اسنے کہا مین ملازم حیرت جادو کا ہون اور ساحر ہون ظالم نے کہا نہیں تو عیار ہی ضرغام نے کہا مین عیار نہین ہون اُسنے سحر پڑھکر پھونکا روغن عیاری اسکے چہرہ پر سے اُڑ گیا سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ ضرغام عیار ہی بس یہ دریافت کرکے اُسنے نامہ لکھا عمر کو کہ ای عمر تمنے لاکھون ساحر مارڈالے مگر اب میرے ہاتھ لگے

تم مارے جاؤ گے اگر ایسی حرکتیں کرو گے تمکو عیاروں سے دعویٰ جنگ چاہیے میرے مقدمہ مین دخیل
ہونا مناسب نہیں مین تمھارے طرفدار ساحرون سے لڑنے آیا ہون خبردار اب ہیون مکاری کو نہ دوڑانا
اور بہرہ بولی کو کام نفرمانا یہ نامہ لکھا ضرغام کو دیا کہ اپنے اُستاد کو جاکر دینا اور خطا تیری بھی معاف فرمائی
جا اب یہان نہ آنا ضرغام وہان سے چلا تھوڑی دور جاکر دل سے کہا کہ تم اس ساحر کے باپ کے نوکر تو ہو
نہیں جو نامہ لیجاؤ اور پیام سلام کرو جلو عیاری کرو جب جانا بارگاہ مین نامہ بھی دکھا دینا خواجہ ابھی
میدان جنگ مین آئے ہونگے وہان نامہ کا کیا موقع ہے یہ سوچکر بڑھا اور دوسری طرح پر صورت اپنی بناکر
بارگاہ مین ظالم کے آیا اُسنے جو سحر سے دریافت کرلیا اور پنجہ کو بھیجکر گرفتار کرایا اور مہنت سرخ چشم کو
بلواکر کہا ابھی تم اسکو باندھکر لیجاؤ اور مہرخ کے یہان چھوڑ آؤ مہنت ضرغام کو پکڑ لے اُڑا اور سامنے لشکر
جنگ آزما کے لاکر اُسنے چھوڑ دیا اور کہا تجھے منع کردیا تھا کہ اب آنا تو نے نامانا خیر اب کبھی ارادہ نکرنا ورنہ
مارا جائیگا ضرغام نے لشکر مین آکر خواجہ کو نامہ ظالم دیا اور سب حال کہا عمر از بسکہ میدان مین کھڑا تھا
اسوجہ سے چپ ہو رہا اور کچھ عرصہ مین ظالم بھی سوار ہوکر عرصہ کارزار مین پہونچا مہنتون کی فوج مین گھنٹے بجنے
ناقوس پھنکنے اژدرہا ہے دہان پھنکارنے نارنج ترنج ناریل اچھلتے تھے ترسول پھول چمکتے تھے جے جے کا
سامری کے شور بلند ان سبنے آکر پرا اپنا جمایا جب صفوف فوج دونون جانب ترتیب پذیر ہو چکین
جیپال مہنت ظالم کیطرف سے میدان مین اجازت لیکر آیا اور بعد سلح شوری و نیرنگی سحر دکھانے کے سازی
طلب ہوا سر شار جادو نام ملازم مہرخ نے اپنا اژدر اُسکے مقابلہ مین نکالا اور مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اسکے
گیا اُسنے ایک نارنج مارا سرشار نے خالی دیا اور ناریل اُسکے سینہ پر لگایا اُسنے بھی خالی دیا اور غصہ مین آکر
اپنے کان سے کنڈل اُتار کر جو مارا وہ کنڈل بجلی بنکر جو گرا سرشار کو کاٹ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا سرشار کا
بھائی سنجار اس سانحہ کو دیکھکر تاب نہ لایا اور مہرخ سے اجازت لیکر بمقابلہ آیا جیپال نے اسپر بھی کنڈل
کھینچ مارا لیکن یہ بہادر زمین سما گیا کنڈل خالی گیا اور پشت پر جیپال کے زمین سے نکلا اور للکارا کہ
سنبھل وہ جبتک خبردار ہوئے اُسنے ایک تلوار سحر کی لگائی کہ بجلی بنکر وہ تیغ ابدار بھی جیپال کے سر پر
گری اور سکو بھی کاٹ گئی صدا ئے دار و گیر اُسکے مرنے سے بھی بلند ہوئی یہ حال جو ظالم نے دیکھا سب لشکر
روکسکر خود آپ بمقابلہ نکلا اور میدان مین آکر للکارا کہ ای ذریۂ نمک حرامان آؤ میرے مقابلہ مین یہ سنتا تھا کہ
ملکہ بہار اپنا طاؤس خوش نگار بڑھاکر سامنے مہرخ کے آئی اور کہا ای ملکہ یہ ساحر رہنے والا ظلمات کا ہے

جسکو شاہ طلسم نے غصہ مین آکر بھیجا ہی ایسے ویسے ساحر سے مارا نجائیگا مین اسکے مقابلہ مین جاکر نصیب آزمائی کرتی ہون آگے جو میرا نصیب ملکہ صرصر نے اسکو گلے سے لگا کر رخصت کیا یہ محبوبہ جوش لقا دشمن ادا دل لشکریان پامال کرتی حنائی انگلیان اپنی کیا دکھاتی کہ قتال عالم ہونا اپنا جتاتی زلف رخسار پر اسکے ہلتی تھی یا یہ کہتی تھی کہ سب دشمنون کو پریشان کرونگی چشم فتان کا ہزاران شوخی یہ اشارہ تھا کہ ترک غمزہ نے میرے ہزارون لشکر دل پامال کردیے ہین اب بھی صفوف لشکر اعدا کو حیران بناؤنگی چہرہ مین لبسان آفتاب تابان وہ گرمی کہ جسکے جلال سے کوئی سامنے ٹھہرنے کی تاب نہ لاسکے دہن تنگ ایسا گم کہ دشمنون کو راہ عدم دکھائے عجب حسن لاجواب کی اسکے بہار تھی واقعی سراپا وہ بہار تھی کہ ابیات

دیدہ گل مین جا کہ اسکے ؛ نکہت گل گرد رہ اسکی
چشم بردہ سارا چمن اسکا ؛ نقش قدم تھا یاسمن اسکا
گل آشفتہ اسکے رو کا ؛ سنبل اک زنجیر ہی مو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہوا ؛ ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو
زلف اس چہرہ پر تابندہ ؛ کاکل صبح سے خوش آیندہ
دیکھ اس رخ کے نور افشانی ؛ شمع مجلس ہو پا لی پانی

الحاصل یہ فروغ افزائے مجلس جادو بیانی سامنے اس ظالم اظلم کے جا کر پہونچی اسنے اسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ خوب تونے اوجھو کر پاپیٹ سے پانون باہر نکالے کہ میرے مقابلہ مین آئی مجھکو بھی تونے افراسیاب مقرر کیا ہی افراسیاب تیرے عاشق ہین وہ طرح دیجاتے ہین لیکن میرے ہاتھ سے تو بچکر کہان جائیگی اچھا اپنا ارمان باغ سحر بنا کر نکال لے بہار نے یہ سنکر خیال کیا کہ جو پہلے مار چلے وہ ہو میر یہ زبردست ساحر ہی شاید مجھے مہلت سحر کی نہ ملے بہتر تو ہی کہ اپنا کام پہلے کرے یہ سوچکر اسنے طاؤس پر سے جست کی اور بیچ میدان مین کھڑے ہو کر کچھ افسون پڑھا اور پکاری کہ اے بہار آ و اس آواز کا دینا تھا کہ یکایک ہوا سے سر جلی آنکھین ہر اک کی بند ہوئین پھر جو آنکھین کھلین ہر سمت چمنستان بنا پایا اور اس چمنستان مین لالہ و گل اوگا پایا جوش پر فصل بہار تھی گلشن مین آمد یار تھی باغ بالکل نرگستان تھا سنبل شبنم سے بودر بالون پر چھڑک کر پریشان تھا شاخ نازک کسی فرنگن کے دست نازک کا کیت تھی ہر گلی کوچ پر ناز کے پانون رکھے اسباب عیش سمیت تھی

شگوفہ گیلاس کی شکل تھے غنچہ بوتلین شراب کی تھیں سوسن بھی اودی باتات کی کرتی پہنے تھی اپنی شکوہ دکھاتی بصد آب و تاب تھی جب ہوا چلتی تھی پتوں سے آواز ارگن بجنے کی آتی تھی لالہ نے سلامی کے لیے پلٹن جمائی تھی تار رگ ابر بہار کو کھینچ کر نسیم سحر نے ساز عرشی بنایا تھا انگریزی باجا بجایا تھا اس گلستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ **ابیات**

اپنی نیلمین چمکتی ہوئی دکھلائینگے | آبرے کی جو کہین نہر یہ سورج کی کرن
شہ نوازی کے لیے کھول کر اپنی منقار | آ کے دکھلائینگے بلبل بھی جو ہی شکافن
آئیگا ناز کو شیشہ کے گھڑی نیگے حباب | یاسمین پتوں کے نیچے مین چلے گی بن ٹھن
نکہت آئیگی نکل کھول کلی کا کمرا | ساتھ ہوے گی نزاکت بھی جو ہے اسکی بہن
عوض صندوق فرنگی سے مشابہ ہونگے | اُنمین ہو وینگے پریزاد بھی سب عکس فگن
کیا تعجب ہے کہ فواروں کی ہو سارنگی | رعد کے طبل بجین ایسے کہ ہون مست ہرن

جب ایسا باغ پربہار تیار ہو چکا ملکہ بہار اس باغ مین داخل ہوئی اور لباس پر تکلف کے اپنے اور زیور مرصع کار کے علاوہ حسن و جمال کی بہین دکھانے لگی ہواے سرد چلی لشکری ظالم کے ساتھ تھے وہ سب جھومنے لگے اور شعر عاشقانہ ہر ایک نے ورد زبان کیے کوئی پکارا کہ ای جانی ملکہ بہار ہم تو تیرے فرمان بردار ہین **بیت**

یون ناکام رہینگے کب تک جی مین کام کرین | رسوا ہو کر مارے جائین تجھکو بھی بدنام کرین

کسی نے آواز دی کہ ای میرے دل و جگر سے بہتر مین کیا تیرے حسن و جمال کی تعریف کرون کہ **مطلع**

کس سے مشابہ کیجیے تجھکو ماہ مین ویسا نور نہین | کیونکر کیجیے بہشتی رو ہی اس خوبی سے تو حور نہین

ایک انمین سے بولا کہ ای راحت جان و غم **مطلع**

دل کسے کے بیدل کہلائے آگے دیکھین کیا ہون | محزون ہوئین مفتون ہوئین مجنون ہوئین سودا ہون

اسی طرح تمام لشکر دیوانہ وار عشق بہار مین یہ اشعار بکتا ہوا جانب باغ روانہ ہوا اشعار

کہان تک شوق و میلت مین مرین ہم | نہین جی صبر کرتا کیا کرین ہم
نہین ہمان ٹھہرتی ٹھہرائین کیونکر | نہین دل مانتا سمجھائین کیونکر
کہان تک آرزوے ہمنشینی | رکھے واماندۂ خلوت گزینی

کہان تک سوز شوق ہمکناری
کرے یون گرم جا بر ین ہمارے
کہان تک اشتیاقِ بوسۂ لب
فسون خوان نغان وجوش یارب
کہان تک طول ایام جدائی
کہان تک عرض غم کی نارسائی
حریف یاس اک مدت ہوئی ہین
خبر لے جلد اے ظالم سولی ہین
نہین بچنا کہ جی پر ہی قیامت
رہے عاشق کشی تیری سلامت

جب لشکری اسطرح دیوانہ وار بکتے چلے ظالم نے کچھ خاک اٹھا کر اپنے لشکر کی جانب اڑا دی وہ خاک جسکے سر پر جا کر پڑی وہ چپ ہو کر ایک مقام پر کھڑا ہو رہا کچھ اُسنے شور و غوغا نہ کیا جب سب اپنے لشکر کو وہ ساکن بصبر و سکون کر چکا اُسوقت پکار کر کہا کہ واہ بی بہار تمہارا کیا کمنا بس ایسے سحر پر تمھین ناز تھا اب اچھا ہوشیار ہو جاؤ اس نعرہ کرنے پر بہار نے اور زیادہ اپنے سحر کو زور دیا لیکن کچھ اثر ظالم کو کچھ اثر نہوا اور اُسنے اپنے گیسوہاے دراز سے بالون کو توڑ کر کچھ فسون پڑھا کہ وہ بال مثل زنجیر پیچان کے بنگئے اس زنجیر سے اُسنے پڑھ کر حکم دیا کہ جا اور اس لشکر فرخ نابکار کی فوج کو سحر ان باندھ لے اور ایک بال اور توڑ کر اُسنے باغ کے جانب بہار جادو کے پھینکا کہ جا تو اس باغ کو بہار کے تاراج کر کے بہار کو مع کنیزون کے پکڑ لا وہ بال زمین پر گر کر ایک اژدر خونخوار بنا اور شعلہاے آتشین چھوڑتا ہوا جانب باغ لگا رین بہار روانہ ہوا اور باغ مین وہ باغی جب پہونچا وہ باغ تمام دشت ویران بنگیا جہان ایسے موذی کا گذر ہوا اور اس اژدر کا حال تھا کہ **ابیات**

وہ تھا باغ اُسکے سبب ہولناک
دم اُسکے نے وان کی اڑا دی تھی خاک
کہان سایۂ اشجار وہ سبزہ کہان
درخت اُسکے جاتے رہے تھے نہ وان
صداے مہیب اُسکی ایسی بلند
جگر چاک تھے سب ہوا پر پرند
اثر اسطرح باغ مین بس غبار
کہ وہ باغ تھا ایک تاریک غار
پہونچا تھا گردون تلک شور و شر
ہوا صاف ہوتی نہ دود و دوپہر
جدھر پر نظر دیکھیے لگ جائے آگ
دم دم کشی لب پہ کھیلے ہی ناگ

خدا کی مار اس لب کی گانٹھ نے اپنے دم آتش فشان سے تمام درخت اور چمنستان جلا دیے جو شجر کہ ہولا پھلا تھا وہ اب چنار آتش فشان نظر آتا تھا طاؤس باغ اور لالہ کا دل اسی آتش سے

داغی ہوا ہے حنا کا دل اسی رنج سے خون ہوا ہے سوسن دھواں گئی ہے جب ہی نیلی ہے سنبل پر پیچ و پر شکن کا پتا دیتی ہے نہریں جوشش کھا کر اُبلنے لگیں جیسے کوئی پانی کھولتا ہے ترکیب بند

یہ گلستان سرائے تماشا نہیں رہا	وہ نوبہار گلشن دنیا نہیں رہا
افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین	وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا
حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی	جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہاں جا کے رویے	وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا
ہر دم جبین کہ بیتہ آلودہ تم سے تھی	یہ آب و تاب حسن اسی رنگ سے دم سے تھی

جب وہ باغ سب جلکر خاک ہوا اُس اژدر نے دم کھینچا کنیزان ملکہ بہار اور بہار جادو سب کھینچکر اُسکے غار دہن مین چلی گئین اور وہ اژدر پھر کر سامنے ظالم کے آیا بہار کو مع کنیزان کے اُسنے اُگلدیا ظالم نے قید سحر مین مبتلا کر کے اُسکو تو لشکریون کے حوالے کیا اور آپ للکارتا ہوا آگے بڑھا اُسوقت خواجہ عمرو غیرہ عیارون نے دیکھا کہ معاملہ جنگ بے ڈھب ہے یقین کامل ہوا کہ ہمارے لشکر کی شکست ہوگی بس یہ حال دیکھکر عیار تو سب لشکر سے نکل گئے اور وہ زنجیر جو بالون کی بنی تھی وہ آکر لشکریون کے دست و پا و کمر مین لپٹنے لگی اور ایسی وسعت اُسکو ہوئی کہ تمام لشکر کے ہر بند کو اُسنے جکڑ لیا ایک ہی رسی مین یہ بیچارے سب بندھے جو جو کہ بزدل تھے وہ پہلے ہی سے بروقت تاراجی گلشن بہار جادو بھاگ گئے تھے باقیماندہ اُسوقت بند ھنے سے جو بچے بھاگ نکلے بازاران لشکر کی بند ہوگئین وہ چہل پہل اور رونق سب مٹگئی جو جو لشکری کہ منچلا پن کر کے آمادہ لڑنے پر ہوئے ایک سوحسنت کو ہمراہ لیکر ظالم بھی اُنپر آپڑا اور تلوار چلنے لگی کچھ دیر زد و کشت کا ہنگامہ برپا رہا آخر وہ بھی گرفتار زنجیر سحر ہوئے اب ہر ایک کی زبان غم بیان پر یہ افسانہ تھا کہ ابیات

کیا ماجرا لکھون مین کہ تاب رقم نہین	مین نالہ ہاے صور صریر قلم نہین
وحشت میری نگاہ سے ہو کیون نہ جلوہ گر	آتا نظر وہ سلسلہ غم بخشم ہلین
آواز ہاے ہاے کی آتی ہے متصل	گردون ظلم گنبد ماتم سے کم نہین

غرض اُس زنجیر سحر مین لصد ستم یہ سب وابستہ رنج و الم کھنچتے ہوئے چلے اور سامنے ظالم کے وہ زنجیر لے آئے اُسنے ہر ایک کو طوق و زنجیر سحر پہنا کر قید کیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھر اپنے لشکریون کو

حکم دیا کہ ان کی بارگاہون اور مال خزانہ پر جاکر قبضہ کرلو اور جب تک کہ یہ سب قتل ہون یا اطاعت شاہ طلسم کی اختیار نکرین اسوقت تک کوئی اسباب انکا غارت نکرے بارگاہون پر ان بیچارون کے پہرا مقرر ہوگیا اور یہ پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا لشکر نے اسکی کمر کھولی آسودہ ہوا اور اسنے حیرت کو آکر نذر دی اور عرض کیا کہ مبارک ہو مین نے سب باغیون کو گرفتار کردیا حیرت نے اسیوقت عرضی خدمت شاہ طلسم مین اس فتح کی لکھی کہ ای بادشاہ ذیشان ظالم نے آزردہ کار نمایان کیا ہی کہ زبان اسکے وصف مین قاصر ہی اب سب نمکحرام اسیر سلسلہ سحر ہین اب جو کچھ حکم دین وہ عمل مین آئے بلکہ اگر مزاج ہمایون مین آئے تو خود قدم رنجہ فرماکر ان لوگون کو قتل فرمائی یہ عرضی تو تیلے کو دی کہ وہ لیکر بادشاہ کے پاس گیا اور حیرت نے حکم ترتیب جشن دیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ظالمہ شب نے رنجہ کہکشان مین مہرخ روز کو گرفتار کیا کہ نظم

خواب سرخوش نے سر دبائے رکھا ۔ بخت بیدار نے سلائے رکھا
رہے پوشیدہ گرمجوشی شب ۔ کھل گئی ہمہ پردہ پوشی شب

رات کو ظالم نے اپنی بارگاہ مین آکر شراب خواری کرنا شروع کی جب دماغ اسکا شراب سرخ سے گرم ہوا بے اختیار خیال یار آیا سوچا کہ ساری لڑائی تو نے فتح کی مگر کہین غبار انگیز جادو کا پتہ نہ پایا اگر اسوقت وہ ہوتی تو کس مزے سے پہلو مین سوتی وائے ناکامی کہ اتنی محنت بھی کی پھر بھی وہ جلوہ پرداز حسن نملی ہائے یہ رات کیسی ہجر دلدار مین گذرتی ہی یہ سوچکر بیتابیان کرنے لگا اور کہتا تھا کہ

نجم طالع کو بھی زوال ہوا ۔ اپنا گھر خانہ وبال ہوا
قلق و جوش منفعل کیا کیا ۔ مجھسے بیتابیان خجل کیا کیا
کہ غم ہجر و گاہ یاس وصال ۔ جون زمان دمبدم تغیر حال
کبھی جون سایہ خاک پر گرنا ۔ کبھی بیتاب دوڑتے پھرنا
کبھی جوش سرشک طوفان بار ۔ کبھی آہون کا باندھ دیتا تار

اسی حالت بیقراری مین اس بات پر قرار آیا کہ جو کوئی شریک مہرخ ہوا وہ اسکے لشکر مین موجود ہی اگر غبار بھی شریک رنج و راحت مہرخ ہی تو کیون لشکر مین نہین ہی اور اگر نہین ہی تو انہین لوگون نے تیرا عاشق ہونا سنکر اسکو کہین چھپایا ہی تجھے درد فرقت مین اسکے رلایا ہی انہین لوگون سے

اِسکا حال پوچھنا چاہیے اگر نہ بتائین تو مار مار کے دریافت کرنا زیبا ہی بس یہ سوچکر جہان سب
قید تھے وہان گیا پھر ایک اسیر سلسلۂ غم کو زنجیر رنج و گزند پریشان حال بند حا پایا فرط غیظ و غضب سے
زبان پر لایا کہ ای مفتریان مکار تم لوگون نے عیارون کے ہمراہ رہکر جلسازی سیکھی ہی بہتر اور
لائق یہ ہی کہ جلد بتاؤ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار کہان ہی مین خوب جانتا ہون کہ تم ہی نے اُسکو
کہین چھپایا ہی ایک نے یہ گفتگوے لاطائل اور بے مغز اُسکی سُنکر جواب دیا کہ ہمکو اپنے دین و مذہب
کی قسم ہی کہ ہم اُسکے حال سے فی الحال آگاہ نہین ہین کہ وہ شہزادی اب کہان ہی معلوم ہوتا ہی کہ اپنے
ملک مین ہونگے یا جہان اُنکا جی چاہا ہوگا تشریف رکھتے ہونگے ہمکو اُنکا حال کچھ معلوم نہین ہی اُسنے
یہ سُنکر کچھ سحر پڑھا کر زمین سے چند تپلے تازیانے لیے پیدا ہوئے اُسنے حکم دیا کہ مارو اُنکو اور قبول
کراؤ کہ یہ ملکہ غبار انگیز کو بتائین تپلے ساحرون پر تازیانہ زن ہوے اُسوقت سب نے اشک
حسرت رخسار پر بہاے اور کہا ای ظالم اگر تو ہمکو مار بھی ڈالیگا جب بھی ہم واقف نہین حال
غبار سے کچھ نہ بتا سکینگے اِسنے خیال کیا کہ شاہ طلسم ایسا نہو کہ اُنکے ذلیل کرنے سے ناراض ہو اور
آخر تو یہ سب مارے جاوین ہی گے پھر کیا ضرور ہی کہ تو انپر جبر و تعدی کرکے بے عزت کرے ناچار
خاموش ہو رہا تپلہاے تازیانہ زن کو بھی سحر سے غائب کر دیا اس اثنا مین خواجہ عمر بھی فکر
عیاری مین ساحر بنے ہوئے اُسکے بارگاہ مین آئے اِسکا تو سحر مقرر ہی کہ جو کوئی عیار آتا ہی سحر اُسکو خبردار
کرتا ہی چنانچہ خواجہ کے آنے کی بھی اُسکو خبر سحر نے دی اُسنے پنجہ سحر بھیجا کہ وہ اگر عمر کے لپٹ گیا
اسوقت ظالم بھی آیا اور گویا ہوا کہ ای عمر مین نے پہلے ہی تمکو نامہ بھیجکر آگاہ کر دیا تھا کہ مجھکو عیارون
سے کچھ کام نہین ہی مین ساحرون سے لڑنے آیا ہون بس وہی ہوا کہ مین ساحرون سے لڑا
اور اُنکو بافضال ساحری و باقبال بادشاہ طلسم گرفتار کر لیا پھر تم ناحق اپنی جان دینے کو آگئے
اچھا اگر آئے ہو تو ایک طرح سے تمھاری رہائی ممکن ہی یعنے یہ بتا دو کہ غبار انگیز طاؤس سوار
کہان ہی اسلیے کہ اسی صاحب حسن و جمال پر مین ہزار جان سے شیدا ہون اور اب مین نے
افراسیاب سے اُسکو مانگ لیا ہی یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور زار زار
بہ رنگ ابر بہار جیب و دامن کو تر کیا اور گایا کہ نظم

دل زار تجھ بن ہی بے کل بہت		نہ جی کو میرے لیے ملے مل بہت	

کیسین یون فراموش رہتے ہین یار	ہمارا ترا عشق ہی یادگار
ترحم کہ اب بھی گیا کچھ نہین	تلطف کہ ہم مین رہا کچھ نہین
نکر یون کہ افسوس باقی رہے	گل تر پہ چند اوس باقی رہے
گھٹے جان جاتی ہی یون ہر زمان	تلف جیسے ہر دم ہو آب روان
نہو جاتی ای کاش الفت ہمین	اُٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین

عمر بھی اُسکے ساتھ رونے لگا اور گویا ہوا کہ ہاے یہ عشق بھی کیا بدلا ہر ای ظالم جب مین تمھاری معشوقہ غبار انگیز سے ملاقی ہوا تھا تو اُسکو بھی بیتاب ای تب دتاب مین دیکھا تھا اور کہتے تھے کہ ای کاش یہ جان حزین نکلجاتی تو اچھا تھا کہ نہ منہ سے کچھ کہا جاتا ہی نہ اُس بن رہا جاتا ہی اب نہین معلوم کہ تمھاری ہی وہ سودائی تھی یا یہ بلا کسی اور نے اُسکو لگائی تھی مین تو جانتا ہون کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی یہ تمھارا ہی جذب کامل تھا کہ جو اسکو بیقرار کیے تھا سچ کسی نے کہا ہی کہ ابیات

محبت سے کسکو ہوا ہی فراغ	محبت نے کیا کیا دکھائے ہین داغ
محبت اگر کار پرداز ہو	دلون کے تئین سوز سے ساز ہو
محبت عجب ترک خونریز ہی	محبت بلاے دل آویز ہی
ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ	کیا اس سے لیلی نے خیمہ سیاہ

ای ظالم مین جانتا تھا کہ تم بہت بڑے ساحر ہو اور مین جاؤنگا تو ضرور پہچان لوگے اب تمکو یقین آئے یا نہ آئے مگر مین آپ سے اس ماجرے کو سنکر تمھارے پاس آیا ہون کہ تم صرصر وغیرہ کو زد و کوب کرکے حال غبار دریافت کرتے ہو بس مین نے کہا کہ جو کچھ مجھکو معلوم ہی جا کر بیان کر آؤن اس کلمہ کو سنکر ظالم خوشنود ہوا اور ہنسنے لگا پھر عمر کو پنجہ سے سحر کے چھوڑا اور کہا خواجہ مین بہت کچھ تمکو دونگا اگر میری معشوقہ دلنواز کا حال بیان کردگے عمر نے کہا کہ جب تم باغ ملکہ بہار تاراج اور برباد کر رہے تھے اسوقت وہ ملکہ ایک درہ کوہ مین بیٹھی رو رہی تھی اور عزم اُسکا یہ تھا کہ مین بھی جاکر اپنی جان دیدون مگر کہتی تھی کہ اگر مین ظالم کے مقابلے مین جاؤنگی تو اسپر مجھسے بسبب فرط الفت سحر نہو سکیگا اور اگر وہ مجھکو پکڑ لیگا تو جسطرح مین وصل اس سے کرنا چاہتی ہون وہ سب مطلب میرا فوت ہو جائیگا اس لحاظ سے اُسکو نہ روے رفتن نہ پاے ماندن تھا ناچار ہو کر وہ تمھارے مقابلہ مین نہ آئے

آخر مین نے اُس سے کہا کہ اب اگر تم کہو تو مین جاکر ظالم کی خبر لاؤن کہ وہ بھی کچھ تمکو چاہتا ہی یا نہین کچھ ذکر تمھارا اپنے ساتھیون سے کرتا ہی آہ سرد بھرتا ہی یا نہین بس مین یہان جو آیا تو تمکو سرگرم نالہ و فغان پایا مرحبا ای مرد میدان عشق یہی چاہیے جو کچھ کہ تمنے کیا المدد ای جوش خیال یار کہ کسی حال مین معشوقہ کو دلسے اپنے نہ بھولا یا اب اگر میرا اعتبار ہو تو قسم کھاتا ہون نمک کی اپنے مالک کی کہ مین جاکر اسکو لے آؤنگا اور تمسے ملادونگا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ تمنے اور تو سب میرے طرفدارون کو گرفتار کر لیا ہی مجھکو طلسم سے باہر نکالدینا ظالم نے یہ سنکر قسم کھائی کہ مین آپ تجھکو طلسم سے باہر لیکر جاؤنگا اور لشکر امیر مین پہونچاؤنگا اور سوا لاکھ روپے تجھکو دونگا اگر تو میرے یار دلنواز کو لیکر آئیگا اُسنے کہا تو پھر آپ مجھکو رہا کر دیجیے کچھ دیر مین اپنی معشوقہ کو مجھسے لیجیے ظالم اپنے دل مین سمجھا کہ اگر تو گرفتار کرنا اسکا چاہیگا تو بھاگیگا لیکن یہ ہوگا پکڑ بلائیگا اسکو رہا کر دینا چاہیے شاید کہ پیچ مین آکر اور اپنے جان بچانے کے لیے ملکہ مذکور کو سمجھا کر لے آوے بس عاشق تو ملکہ غبار پر تھا ہی فوراً اُسنے عمر کو رہا کر دیا خواجہ وہان سے جست و خیز کر کے ایک درۂ کوہ مین آئے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر پکارے کہ دادا جان خر سنہ دعم پر جب مین گیا تھا تو ایک پہلوان کو مع اُسکے غلامون کے اُٹھا کر مین نے زنبیل مین رکھ لیا تھا چنانچہ وہی اسوقت عنایت فرمائیے کہ خوب لنگڑا اور موٹا ہی یہ کہکر زنبیل سے اُسی پہلوان رومی کو نکالا اور اُس سے کہا کہ مجھکو پہچانتے ہو تم عمر عیار وہ ڈر گیا کہ شاید اب قتل کرنے کو مجھے زنبیل سے نکالا ہی بس گڑگڑانے لگا کہ ای شہنشاہ عیاران میری کیا خطا ہی جو آپ مجھکو قتل کرتے ہین عمر نے کہا ہم تجھکو چھوڑ دینگے اور تمھارے غلام بھی تمکو دینگے لیکن ایک شخص کے پاس تمکو عورت بنا کر لیے چلتے ہین جب وہ تمسے لپٹے اور مساس کرے اُسکو مار ہی ڈالنا چھوڑنا نہین اُسنے کہا حضور مین ہر چند کہ قید مین آپکے بھوکا پیاسا رہا ہون لیکن ٹانگین حرامزادی کے چیر ڈالونگا عمر نے شاباش کہکر پشت پر اُسکے ہاتھ رکھا اور کہا جب کوئی تمسے پوچھے تو کہنا مین ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار جادو ہون یہ کہکر اُسکو بخوبی سب حالات سے ماہر کر دیا یعنے تبلا دیا کہ یہ مقام طلسم ہوشربا ہی اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی اُس سے اور ہمسے مقابلہ ہی چنانچہ اُسنے ایک ساحر ظالم نام کو لڑنے بھیجا ہی اُسنے آکر ہماری طرفدارون کو پکڑ لیا ہی اور ملکہ غبار انگیز پر وہ عاشق ہی اُسکو مجھسے مانگتا ہی مین اُسکی صورت بنا کر تمکو اُسکے

پاس بھیجتا ہون خبردار کبھی نکرنا مار ہی ڈالنا پہلوان رومی نے سنکر کہا آپ دیکھیے گا کہ مین کیا کرتا ہون
عمر نے اُسکو گلے سے لگایا اور رنگ روغن عیاری اُسکے جسم پر لگا کر بعینہ بصورت ملکہ غبار انگیز
اُسکو بنایا خواجہ کا بنانا سبحان اللہ غبار انگیز بھی اسکی صورت دیکھتی تو ہزار جان سے عاشق
ہوتی مانگ سر پردہ نکالی کہ نہر کوثر ظلمات مین گویا جاری ہوئی یا شب دیجور مین کہکشان کی روشنی
طاری ہوئی جبین مبین کو جو کوئی دیکھے نیا تماشا نظر آئے یعنے خورشید کی عوض شب زلف سے چاند
نکلا ہوا پائے سحر کو مہتاب ہی آفتاب کے عوض روشنی افروز عالم ہو آفتاب سے بہتر یہ نور مجسم قائم ہو
یہ بہ حسن کا معجزہ عیان ہو صاف فلک سے چاند اترا ہوا نظر آئے لوح جبین تو پرانی تشبیہ ہی برق تجلی
کہنے کو طبیعت غش ہوئی ہی نگاہ طرفہ آفت نئی بلا فسون سازی کا سارا نقشہ اُن آنکھون سے اعجاز
پیدا ہر گردش مین ظاہر ہزارون ناز کبھی مار کبھی جلایا مرگ و حیات کا پیدا اندازہ گورے گورے
گال پھول سے بہتر حسن قبول سے باغ حسن کے دو کنول دل جنکو دیکھنے سے بیکل دہن تنگ مین
تنگی سے جائے سخن نہین صاف تو یہ ہی کہ پیدا دہن نہین سینہ پرستان کا ابھار مایہ شرر و حجاب مقابلہ
مین شمس و قمر قمقمۂ نور کے دونون گنبد بلور کے کیا اُسکا وصف بیان ہو کہ **ابیات**

مژہ بخت عاشق کی برگشتگی — نگہ ایک عالم کی سرگشتگی
قد و قامت اُسکا کرون کیا بیان — قیامت کا ٹکڑا ہوا تھا عیان
وہ نازان جدھر آتی تھی اچپلی — قیامت بھی آتی جلو مین چلی
ہلے اُسکی ابرو جدھر کرکے ناز — کرے اسطرف ایک عالم نماز
چھپین اُسکے غمزے مین کتنے نہان — نمایان ہوے سب یہ مرگ جہان
وہ مُردون کو زندہ دوبارا کرے — مسیحا جہان سے کنارہ کرے
ہرے منفعل رنگ رخسار سے — خجل کبک انداز رفتار سے
خضر تشنہ ہی اُسکی دیدار کا — مسیحا شہید اُسکے بیمار کا
سوا اِسکے باتون کے سب باتین ہین — جسے سنکے مردے بھی جی جاتی ہین
غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین — مسیحا کے لب یونہین کہنے کو ہین

جب وہ پہلوان اِس خوبی و شمائل سے تیار ہو چکا اُسوقت خواجہ بھی اُسکے ساتھ ہوے اور راہ

کنیز اگر ظالم کی بارگاہ مین اُسکو لائے وہ انتظار دیدار مین بیٹھا رو رہا تھا مُنھ آب اشک حیرت سے دھو رہا تھا دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ **بیت**

خانہ بخانہ دہ بدہ شہر بشہر کو بہ کو	مثل نسیم ہر سحر تیری کرون ہون جستجو

یہ کہکر ہاتھ غبار نقلی کا تھام لیا اُسنے ہاتھ چھڑا لیا اور کہا بچلے بیٹھو آخر یہ کیا ہی کہ لپٹے جاتے ہو اُسنے گودی مین لیکر مسند پر بٹھا دیا اور عمرو نے کہا کہ ای ظالم جو مجھکو عنایت فرمانے کو کہا تھا وہ دلوا دیجیے کہ مین بھی خوش ہو جاؤن اُسنے لاکھ روپیہ منگوا کر خواجہ کو دیے کہ اُنھون نے نذر زنبیل کیے اور وہان سے نکلکر فکر مین لشکر لوٹنے کے ٹھہرے وہان اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی ہی عیار تو کوئی ہی نہین جو غمزہ جانستان اُسکے ساتھ تادیر کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جبلی کے موافق ناز دکھاتا چپکا بیٹھا رہا ظالم نے آپ ہی اُسکی منت کی کچھ شعر عاشقانہ پڑھے کہ **اشعار**

جگر بن نہو خون تو کیا خون پیے	تن زار بیجان کیونکر جیے
لبون سے جگر تک بھرے ہین گلے	نہین صبر آتا ترے بن ملے
کہے تو لگائی ہی سینے مین آگ	کسو سے کسو نہو جائے لاگ
کہ کہنا پڑے ہائے دل ہائے دل	کسو کا کسی سے نہ لگ جائے دل

یہ کہکر ایک جام شراب اُسکو دیا اُسنے لیکر پی لیا پھر اُسنے جام بھر کر دیا ظالم نے پیا اور اُسکو جب نشہ ہوا ای جانی و مایہ عمر و زندگانی کہکر لپٹا پہلوان بھی اُس سے لپٹا ابو ظالم کو معلوم دیا کہ اسمین کچھ فریب ہی کیونکہ عورت کو یہ طاقت کہان اسکے لپٹنے مین تو بہت اچھے پہلوان کا زور معلوم دیتا ہی بس اُسنے سحر سے دریافت کیا کہ واقعی یہ غبار نہین ہی پہلوان ہی یہ معلوم کرکے پکارا کہ ارے او فریبی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ دغا بازی میرے ساتھ پہلوان رومی نے اُسکو جب دابا تھا تو وہ رویین تن تھا اُسکا بس نہ چلا تھا اب جو اُسنے نعرہ کیا اور منھ اُسکا کھلا پہلوان رومی نے اُسکے دونون کلون مین اُنگلیان دیکر چیرا اور زبان اسکی ایک ہاتھ سے تھام کر جو زور کیا زبان باہر کھنچ آئی اُسنے نکال کر پھینک دی بس اب تو وہ تڑپکر ہلاک ہوا غیاذاً باللہ شور ایسا اُسکے مرنے کا بلند ہوا کہ یقین تھا آسمان پھٹ پڑے گا آتشبازی سنگباری ہوئی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو اپنا ثانی نرکھتا تھا سحر مین ظالم گیسو از ظلماتی نام تھا لشکری غلغلہ سُنکر

دوڑے اسی ہنگامہ مین عمر بھی کیا ہوا کیا ہوا کہتا ہوا اندر بارگاہ کے درآیا اور آتے ہی اسنے پہلوان رومی کو
جال مار کر نذر زنبیل کیا اور سراچہ فراکر بھاگا ادھر حیرت غل سنکر جلد سوار ہوئی فوج اسکے تیار ہونے لگی
لیکن اسکے مرنے سے لشکر مہرخ کا مع مہرخ اور بہار وغیرہ سردارون کے چھوٹ گیا اور سب نے غلغلہ
مرگ ظالم سنکر سجدہ شکر کیا پھر تاریخ تاریخ پکڑ کر یہ سب اس قیدخانہ سے نکلے لاکھون آدمی کا ہجوم جو
آکر لشکر بے سردار ظالم پر گرا ان مفسدون کو بھاگتے رستہ نملا انھون نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کشتون
کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگادیے ظالم کا ظلم فوج کے آگے آیا جیسا کیا ویسا انھون نے پایا حیرت
جو سوار ہوکر اسکی بارگاہ کی طرف چلی تھی راہ مین اسنے خبر سنی کہ اسطرح ظالم مارا گیا مہرخ اسکی فوج پر گری
ہے یہ خبر سنکر ملکہ مذکور ٹھہر گئی کہ میرے جانے سے فوج تو میری پامال ہو رہی ہے بڑی لڑائی پڑے گی
اور مفت مین ذلت بھی ہوگی اگر شکست ہوگئی یہ سوچکر فوج کو تیار کرتی رہی کہ وہ باغی ادھر
آکر نہ فساد برپا کرین یہان بہار اور مخمور و زلزلہ وغیرہ نے تہلکہ ڈالدیا تھا ایک ایک وار مین
صدہا کو بیجان کیا تھا تیر انکا چالیس چالیس سینے ایک ہی مرتبہ مین توڑتا تھا کہین آتش فشانی
تھی کہین پتھرون سے سرگرانی تھی کہین ماران سیاہ برستے تھے کہین دشمن جان بچانے کو ترستے
تھے کوئی بھاگا تھا کوئی لڑتا تھا تلوار سحر کے شعلہ فشان تھی کمان چلا کر کوستی تھی سینے مین غرق
پیکان تھے خنجر آتشبار تھے نیزے جگر کے پار تھے کچھ ہی دیر مین یہ عالم ہوا تھا کہ دریائے خون جوش مارتا تھا

اٹھا فوج مین بس یہ گرد و غبار — کہ منھ پر تھا خورشید آئینہ دار
فلک گھر سے تھا دھوان سا نمود — سمان شب کا رکھتا تھا ملک شہود
زمین تھی سو تھی فرش بالائے آب — تخلل سے مطلق نہ رکھتی تھی تاب
نہ پوچھو کہ لوگون کا کیا حال تھا — جو رکھتے قدم وان تو بہونچال تھا
چلی تیغ مہرخ کی اس طور سے — بہی جدول تیر جس طور سے
بہت رہگئے زیر شمشیر و تیر — بہت آئے لشکر مین ہوکر اسیر

خیمہ و بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب اس لشکر ظفر پیکر نے اس ظالم اظلم کا لوٹ لیا اور وہ سب بھاگ کر
لشکر حیرت مین جا رہے اسوقت مہرخ نے کہا بس مارے بھگایا بہتر ہے آگے حیرت سے معرکہ
پڑیگا اب کچھ دیر آرام لینا اچھا ہے یہ کہکر طبل شادمانی و آسائش بجوادیا اور رفیع دفتر زری پھرے

یہان بارگاہون وغیرہ پر جو لوگ کہ معین تھے اور پہرا کیے تھے وہ پہلے ہی سے خبر
مرگ سردار لشکر دلفگار لائے تھے مسکن و مقام اپنا مہرخ نے آکر خالی از اغیار پایا لشکر نے کمر کھولی
آسودہ ہوا جو بازاری اہل حرفہ وغیرہ کہ بھاگ گئے تھے وہ پھر آکر آباد اور دلشاد ہوئے بارگاہ مین
مہرخ آکر بیٹھی جشن کی تیاری کی یہان تو سب یہ عیش و نشاط مشغول آرام و راحت ہین لیکن خواجہ نے
صحرا مین جاکر پہلوان رومی کو مع اُسکے غلامون کے زنبیل سے نکالا اور کہا ای پہلوان کارے کردی
واہ وا کیا کہنا اچھا اب تمھارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ اور مین پہلے ہی تمسے کہہ چکا ہون
کہ یہ مقام طلسم ہوشربا ہی اور مین اُسمین لڑنے آیا ہون پس بغیر طلسم فتح ہوئے کوئی باہر جا نہین سکتا
ہی اسوجہ مین تو تمکو باہر طلسم کے نہین پہنچا سکتا مگر ہان ایک بادشاہ اور طلسم کا کوکب روشن ضمیر نام
میرا عنایت فرما ہی اس سے کہکر باہر طلسم کے بھجوا سکتا ہون اب جیسا تمھارے مزاج مین آوے
وہ قبول کرو پہلوان نے سر قدم پر خواجہ کے رکھا اور عرض کیا کہ مین آپ آپکے قدم اقدس کو چھوڑکر
کہین نجاؤنگا امیدوار ہون کہ زمرہ ملازمان مہرخ مین مجھکو بھی منصوب فرمائیے عمر نے سر اُسکا
اُٹھاکر سینہ سے لگایا اور وہان سے لیکر اُسکو بارگاہ مہرخ مین آیا پہلے مہرخ کو نذر دلوائی پھر زمرہ
پہلوانان مین کرسی بیٹھنے کو دی اور اُسکا کار نمایان کرنا بیان کیا کہ اسطرح اسنے ظالم کو مارا مہرخ نے
بھی بہت کچھ اُسکی تعریف کی اور خلعت گران قیمت اُسکو دیا پھر درماہہ بیش قرار مقرر کیا اور خیمہ و
اسباب سکونت و آرام کے لیے بھی عنایت فرمایا پہلوان بھی مطمئن خاطر ہوکر ناچ دیکھنے اور شراب
پینے لگا اسطرف حیرت بدسیرت نے بھی بعد موقوف ہونے ہنگامہ کے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا اور
آپ آکر بارگاہ مین بیٹھی سپہ سالاران لشکر ظالم کو سامنے بلواکر حقیقت پوچھی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم
چار لاکھ ساحر ہمراہ ظالم کے آئے تھے چنانچہ دو لاکھ کا سپہ سالار تو مہنت سرخ چشم ہی اور دو لاکھ کا
مہنت اژدر سوار ہی دو لاکھ ساحر تو اندھے سحر سے ہوئے اور مارے گئے اب آدھی فوج باقی ہی اگر
آپ حکم دین تو ہم بھی لڑکر مرجائین جیسا آپ فرمائین ہم عمل مین لائین ملکہ نے کہا سنو صاحب مالک
تمھارا مارا گیا تمھین لڑنے کے لیے حکم دینے کا اختیار شہنشاہ کو ہی وہ جیسا فرمائینگے ویسا کرنا ابھی
توقف پذیر رہو یا ظلمات کیطرف جاؤ وہ سب فوج ایک مقام پر آکر اُتری اور اسطرف افراسیاب کے
پاس نامہ حیرت پہلے ہی پہنچا تھا کہ ظالم نے اسطرح سبکو پکڑ لیا ہی آپ آئیے تو قتل کیے جائین شاہ

یہ نامہ پڑھ کر بہت خوشنود تھا اور قصد رکھتا تھا کہ جا کر سبکو ہلاک کرون کہ یکایک چند چیلے سحر کے گریبان
چاک کیے روتے ہوئے سامنے آئے **افراسیاب** نے کہا ارے خیر تو ہے چیلون نے کہا خیر کہان ہے
ظالم گیسو دراز خداوند سامری کی خدمت مین پہونچے **افراسیاب** کا یہ خبر سنکر رنگ زرد ہوگیا آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا گھبرا کر کہا ارے چیلون یہ تو بتاؤ کہ کس نے میرے شیر جنگی کو ہلاک کیا چیلون نے کہا یہ
ہمکو معلوم نہین کہ کس نے مارا آنا جاتے ہین **ظالم** نے پہلے تو سبکو گرفتار کرلیا تھا رات کو **ملکہ غبار**
انگیز طاؤس سوار آئین انسے اختلاط کرنے لگا انھون نے مزے مین آکر زبان حلق سے کھینچ لی شاہ نے
کہا کہ اچھا جا کر خبر لاؤ کہ اب **مہرخ** نمکحرامہ کیا کرتی ہے چیلے بہر خبر گیری روانہ ہوئے اور **مہرخ** لڑائی لڑ کر
اور سب انتظام فرما کر بارگاہ مین اپنے آئی تھی اس ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوچکی تھی اور وہ
وقت آیا تھا کہ پہلوان رومی نے ظالمہ شب کو خنجر سحر سے ہلاک فرمایا تھا کہ **ابیات**

کہ جب ابر سیاہ شب ہوا کم	بڑھا محفل سے اسباب فراہم
نوید صبح کے پیدا ہوئے شور	چلا پھر دشت کو سلطان اسی طور

یعنے **افراسیاب** صبح ہوتے ہی جانب لشکر **حیرت** سوار ہوکر روانہ ہوا ادھر **مہرخ** نے فرمایا کہ ملکہ
بہار کچھ دیر دربار کرین مین راحت و آرام کرلون پھر وہ آرام فرمائین مین تخت نشین رہون اور نصف
سردار دربار مین رہین نصف آرام کرین غرض جسکو کچھ کسل تھا وہ تو جا کر آرام پذیر ہوا باقی دربار مین
انجمن آرا رہے یہ حال سب چیلون نے **افراسیاب** کے دیکھا اور پھر کر چلے بادشاہ سوار ہوچکا تھا
چیلے اسکو آتے دیکھکر بارگاہ **حیرت** مین آئے یہان **حیرت** رنجیدہ صبح کو تخت پر آکر بیٹھی تھی کہ چار
ہزار ساحرون کا غول روے ہوا پر اڑتا ہوا دکھائی دیا اور ابر زنگاری نمودار ہوا غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ
تشریف لاتے ہین سب اہل دربار مع **حیرت** بہ استقبال اٹھے **افراسیاب** آکر بارگاہ کے در پر اترا اور **حیرت**
نے مجرا کیا اور سب کا مجرا و سلام ہوا شاہ تخت پر آکر بیٹھا چیلون نے یہان خبر عرض کی کہ حضور **مہرخ** کے
یہان ایسا کچھ انتظام ہے اور خوشی ہورہی ہے شاہ خبر سنکر آگ ہوگیا اور کہا اے ملکہ **حیرت** تمنے کچھ دیکھا
یہ کیا ہوگیا دس **غبار** نے بڑا غضب ڈھایا ہے ناک مین دم کردیا ہے کہین یہ چوکتا ہی نہین اور اس حرامزادے
شہوت پرست **ظالم** کو بھی اسی وقت **غبار انگیز** کو بلانا تھا کہ جب سب فتح ہوگئی تھی **غبار** اکیلی
بھکر کہان جاتی آخر مل ہی جاتی کیا ضرور تھا کہ جو آج ہی اسکو بلوایا تھا اسکی جیسا کیا ویسا پایا

حیرت رونے لگی اور کہا اے شہنشاہ آپ جو چاہیں وہ فرمائیں مگر اس زندگی بے غیرت پر ہمارے
لعنت ہے اس سے تو لاکھ مرتبہ مرجانا اچھا ہے ذلتوں پر ذلتیں ہوتی ہیں افراسیاب نے کہا آج
تو کیا ذلت ہوئی احمق پن کی باتیں مگر مہرخ کی بھی آنکھیں کھل گئی ہونگی کہ بادشاہ طلسم کے
ایسے ایسے ملازم ہیں اور ظالم جادو فریب سے مارا گیا ورنہ کس کا مقدور تھا جو نگاہ کج اسکی جانب
دیکھتا اچھا اب تمھاری یہی خوشی ہے کہ جملہ ملکرام مارے جائیں تو لو آج میں مارے ڈالتا ہوں یہ کہکر
ساحروں کی جانب مخاطب ہوکر پکارا کہ جسکو میرے ساتھ مرنا گوارا ہو وہ رہے باقی ابھی سے کنارہ کر جائے
کیونکہ آج افراسیاب لشکر مہرخ غارت کریگا اور یہی ارادہ کرکے آیا ہے پھر جنگ دوسر دار اس سے
اول ہی میں نے آگاہ کر دیا یہ نعرہ اسکا سنکر چار ہزار جادوگر تیغیں ٹیک کر اٹھا اور گویا ہوا کہ اے شہریار
ہم سب سرفروشی کو حاضر ہیں چار قدم آگے آپ ہمکو پائیے گا اور سوائے لاش کے میدان میں ہمکو بھاگتے
نہ دیکھیے گا ان ساحروں کا یہ کہنا تھا کہ حیرت نے بھی اپنے لشکر کے سپہ سالاروں کو بلاکر حکم شاہ سنایا
اسیوقت بارہ لاکھ جادوگر مرنے اور لڑنے پر تیار ہو گیا نفیر ہائے سحر بجنے لگیں ادھر مصور نگار
تو خبر ہوئی کہ آج بادشاہ طلسم کو غصہ ہے لشکر مہرخ غارت کرنے کا مصمم ارادہ ہے بس یہ حال
سنتے ہی پانچ لاکھ ساحر مصور نے بھی اپنے تیار کر دیے طبل و بوق بجے زمین و زمان
میں غلغلہ ہوا شور محشر ایسا بلند ہونے سے صنعت سحر ساز اپنے لشکر میں تھی اسنے بھی خبر
دریافت کرائی اور ارادہ بادشاہ کا معلوم کرکے پانچ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور بہت
جلد خدمت بادشاہ میں آئی بادشاہ سوار ہوا چاہتا تھا کہ اسنے آکر تسلیم کی یہاں بہت بڑی تیاری
دیکھی کہ لشکر سب تیار ہوکر آتے جاتے ہیں افراسیاب تیوری پر بل ڈالے تخت پر بیٹھا ہے
صنعت بھی کرسی پر آکر بیٹھی اور عرض کیا کہ کنیز بھی کچھ فوج لیکر آئی ہے بادشاہ نے کہا اے صنعت
تم لوگ مجھ سے محبت رکھتے ہو اس وجہ سے فوج وغیرہ لیکر آئے ہو ورنہ کچھ ضرور مجھکو فوج ولشکر کی
نہیں تمنے کیا ظالم کا حال سنا نہیں کہ اسنے تنہا کیا کچھ کیا تھا صنعت نے کہا زبان نہیں
کہ جو اسکی تعریف میں کرسکوں سامری اسکو اپنی جنت میں رکھیں اور جنتی تو وہ تھا ہی لیکن ایسا
سحر بھی ہمنے نہیں دیکھا تمام عمر نام اسکا رہیگا اے شہنشاہ قضا سے کسی کو چارہ نہیں اسکی آئی یوں ہی
تھی جب تو باوجود دو تین تن ہونے کے مارا گیا زبان اسکی ہاتھ میں آگئی افراسیاب نے

کہا کہ یہ سب فتور عمر کا تھا ای صنعت اب ان لوگون نے بہت کچھ سر اٹھایا ہی آج میرا
ارادہ ہی کہ جا کر سبکو ہلاک کر ڈالون بس اتنا کہنا تھا کہ صنعت زمین پر لوٹنے لگی پچھاڑین
کھانے لگی اور پکاری کہ ہی ہی یہ کیا غضب ہی مین تو بیخانے دونگی کیا ملک سب آپکا غارت
ہو گیا مال و خزانہ لٹ گیا ہفت بلا کے حجرے خالی ہو گئے کنیز ان سامری مر گئین حیرت
دنیا سے گذر گئی مصنوعات ہوا صنعت سحر ساز دنیا سے ناپید ہو گئی لوح طلسم اسد کو مل گئی اور
دو قید سے چھوٹ گیا کہ بادشاہ عالیجاہ نے ارادہ کیا ای بادشاہ ایسے ایسے نوکر تیرے ہزارون
مارے گئے اُنکے قتل ہونے سے ہونا ہی کیا ہی یہ اصل مقدمہ ہی اُسکو دکھا رہا ہی یہ کہکر
حیرت کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ ای ملکہ قصور معاف ہو تم اپنے وارث کی حرمت گنوایا چاہتی
ہو جو ہر وقت اُسکے سامنے روتی ہو اور طعنے دیتی ہو پھر وہ تو مرد ہین اور صاحب اختیار ہین
اور ایسا ہی اختیار رکھتے ہین کہ لشکر جمع کرنا کیسا یہین بیٹھے بیٹھے اُف کرین تو فوج مع لشکر کے
جلجائے افسوس کہ انکو تم لڑنے کو بھیجتی ہو بی بی بُرا نہ ماننا خفا ہونا تو میرے منہ پر کہنا اگر عمر وغیرہ
کے ہاتھ سے کوئی دشمنون کے حقارت ہوئی تو آبرو گئی پھر ہاتھ نہین آتی ہی یہ کہکر اور درباریون سے
مخاطب ہو کر کہا کیون لوگو مین کچھ جھوٹ کہتی ہون نہین سب واسطہ سامری کا بتاؤ بادشاہ کو
لازم ہی کہ ایسے ایسے ادنے ملازمون اور اپنی کنیزون کے مقابلہ مین جائے سب نے کہا حضور بجا
فرماتی ہین اور رہی ایک حیرت کو اسوقت سمجھانے لگا یہ سب سچ کہتی ہین بس گویا ہوئی کہ صاحب جو
یہین یہ سب کہتی ہون کہ حضور خود بہ قتل مخالفان جائین یہ کہکر بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر کہا
کہ مین تیرے صدقے قربان میری خطا کو معاف کر اور عزم جنگ سے باز آ ادھر حیرت نے
اور اُدھر صنعت نے جب سنت کی بادشاہ کا غصہ فرو ہوا حیرت کو گلے لگایا اور کہا مجھکو تو
تمہاری خوشی بہر طور کرنا ہی اچھا نجاؤنگا لیکن اس ظالم کے مارے جانیکا بدلا ضرور لینا چاہیے
اور کوئی زبردست ساحر ان باغیون پر کرنا لازم ہی اسوقت صنعت نے کہا کہ مجھکو کچھ درستی
کرنا سحر ہفت بفضہ مین باقی تھی سو وہ بھی بفضل جمشید ہو گئی اب مین ہی سحر کو کردونگی اور
سبکو باندھ کر لے اُونگی آگے آپ مالک ہین شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم یون کیا کم ساحرہ ہو مگر
چاہو تو باغی ایک بھی زندہ نرہے سحر ہفت بفضہ کی اصل کیا ہی اچھا فتح سامری تمکو دین جلد

سکا بندوبست کر دیجیئے کہکر اور حیرت کو سمجھا کر آپ جانب باغ سیب روانہ ہوا اور صنعت کچھ دیر حیرت
کے پاس بیٹھکر شراب پیا کی پھر ظالم کی فوج کو حکم بھیجدیا کہ اب تم جاؤ یہاں رہو چاہے اپنے گھر جاؤ
بت سے ملازمت اختیار کرکے یہاں ٹھہرے او بہت جانب ظلمات گئے اور صنعت وہاں سے اٹھکر اپنی
بارگاہ میں آئی اور کوچ کرکے بمقابلہ لشکر مہرخ اگر اُتری بقیہ دن تو شغل میخواری اور رقص دیکھنے مین بسر کیا
جب مثل عمر رواں آفتاب تابان جانب مغرب گیا اور کناروں سے آسمان کے سرخی شب نمایاں ہوئی کہ ابیات

بڑھے پابوس کو پھر گیسوے شام	غرض وہ دن کٹا باعیش و آرام
بڑھے اٹھکیلیون سے مثل جانان	حجاب نور تھا ظلمت مین پنہان

سر شام صنعت ناکام نے نفیر سحر کو دم دیا طبل جنگی فوج شقاوت موج مین اُسکے بجا جاسوسان لشکر مہرخ
خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور نسبت دعا و ثنا شاہی زبان پر لائے کہ ابیات

سر عدو بھی خم تیغ و گوے وچوگان ہی	شہا ہی بازی تیری آگے تیغ بازی بھی
کہ تیغ قبضہ سے سر جسم سے گریزان ہی	فراز دست عدو کیون نہ سیکھے پانون سے
متاع جان عدو آجکل یہ ارزان ہی	خرید کیجیے کوڑی کنار کی دیگر
غضب مین برق ہی تو اور کرم مین باران ہی	جلاکے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز

اے ملکہ دوران ظالم کے مارے جانے کی خبر سنکر شاہ جادوان بتعضب تمامتر بارگاہ حیرت مین آیا اور خود
عزم رکھتا تھا کہ ملازمان ملکہ علم سے آکر مقابلہ کرے صنعت نے آکر منت اُسکو روکا اور آپ وعدہ سحر ہفت
بیضہ کرنیکا کیا پھر اُٹھکر وہان سے اپنی بارگاہ مین آئی اور فوج بمقابلہ خادمان معلے لائی طبل جنگ اب
بجوایا ہی باقی خیرت ہی یہ خبر کہکر جاسوس تو کنارے ہوئے اور مہرخ نے دل مین کہا کہ شاہ اگر چڑھ آتا قیامت
آجاتی خدانے بڑی خیر کی ایسا کچھ سوچکر سجدہ شکر خدا بجالائی اور یہی حال اور سرداروں کا بھی ہوا الحاصل
مہرخ نے بھی نفیر سحر کو پھونکا کوس رزمی لشکر مین بجا ہر سمت غلغلہ ہوا کہ میدان کل معرکہ جنگ صنعت
سے درپیش ہی اور اُسنے سحر ہفت بیضہ کرنیکا دعوی کیا ہی دیکھا چاہیے کہ خدا کو کیا منظور ہوا ہی تیاری
الات حرب ساحر و بہادر کرنے لگے نامرد و بزدل تو سحر ہفت بیضہ کا نام سنکر گھبرا گئے بھاگنے کا طور سوچنے
لگے منچلے دلاور تن تن کر کہتے تھے کہ ہفت بیضہ اور ہشت بیضہ ہمارا کیا لیگا اے برادران اگر قضا آئے ہی
تو بہانہ بہت ہین ورنہ عروس فتح سے ہمکناری ہی اور بچلو تو اپنی جان بھاری ہی نام بیجا سے جاتا ہے

جان رہے یا نہ رہے قضا سے ناچاری ہی آج بسبب خبر سحر ہفت بیضہ مشہور ہونے کے لشکریون کو بے دل سمجھکر نقیب سر شام ہی سے مذمت دنیا سنا رہے تھے ترغیب جنگ دیتے تھے ہمت صدا بلند تھی نظم

سنو ای عزیزان ذی ہوش و عقل
کہ اس کاروان گہ سے کرتا ہی نقل

ہمیشہ ہی کہ درویش ہی
سیمون کو یہی راہ درپیش ہی

کہو نگے کہ آگے تھا کہتا کوئی
نہین اس سرا بیچ رہتا کوئی

یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
جہان جملہ ہی ایک بزم روان

گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار
تہ خاک بسکا ہی دار القرار

یہ بہتر ہی کچھ نام کر جائیے
شجاعت کو دکھلا کے مر جائیے

کہ رہجائے گا نام سے کچھ نشان
وگرنہ یہ دنیا کہان تم کہان

یہ صدائین سنکر ہر ایک بہادر پرشان شیر نر ڈکارا اور پکارا کہ ہمارے سامنے صنعت اور حیرت چڑیا والی کیا ہی جو سحر ہفت بیضہ کریگی ضیغم روز میدان کو ہم باندھ لانے والے ہین پلنگان خون آشام معرکہ نبرد کے گردن کے توڑ ڈالنے والے ہین سیمرغ قاف کے ہمارے روبرو پر جلتے ہین نہنگ ہمارے خوف سے دریا مین اچھل اچھل پڑتے ہین یہ کہکر کڑاہیون کو چڑھایا بیرون کو بلایا ڈھولون کو چھایا اگیار کی روشنی کی جوت کے دیے جلنے لگے کلوا بھیرون نارسنگھ کی پکار ہوئی چار طرف مار ہوئی ای رات کو زاغ کمان نے بھی گویا پر لگائے تھی اڑا چاہتا تھا تفنگ کا طوطا پرواز کیا چاہتا تھا ہر ایک طائر جان عدو کو صید کرنے کا عزم رکھتا زرہ کو دام بنایا تھا کمند کو حلقہ صیاد سمجھا تھا امید بندھی کی اس دشت مین دھوم مبارزدن کا ہجوم بیابان پر برابر مرگ چھایا ہوا دشمن کے شکار کرنے دل آیا ہوا ہر ایک کا بقول میر یہ حال تھا کہ بیت

کیا کشت و خون یہ اندنون میلان یار ہی
ہر جا ہی پوچھتا ہی کہ یہان کچھ شکار ہی

لشکر مین تو اسطرح کا ہنگامہ برپا تھا مگر حال خواجہ عمر سنیے کہ انکو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ اگر صبح کو سحر ہفت بیضہ صنعت نے سب لشکر میرا پامال ہو گیا تو سر دست کچھ بن نہ پڑیگا لائق یہ ہی کہ ابھی سے کچھ تدبیر اسکی کردن یہ سوچکر ملکہ مہرخ سے کہا کہ میرے جی مین آتا ہی آجکی شب اس قحبہ صنعت کو بھی گور مین سلادون مہرخ نے کہا کہ ای بھائی واسطہ خدا کا ایسا ارادہ نکرنا وہ بہت بڑی ساحرہ ہی

ایسا نہو کہ کچھ نو عدیگر ہو جائے عمر نے کہا مین ایسا احمق نہین ہون وقت اور موقع دیکھکر کام کرونگا یہ کہکر پانچ چار گھڑی رات گئے بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور ایک جادوگرنی کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ صنعت ہوا دیکھا کہ یہان ناچ ہو رہا ہے جام سرخ گردش مین ہے صنعت تخت پر بیٹھی ہے یہ بھی ایک گوشہ مین چھپکر ٹھہر رہا جبکہ دو پہر رات کا عمل ہوا چالیس لونڈیان چوکی کے واسطے صنعت نے بلوائین اور انکو حکم دیا کہ آج تم میرے پلنگ کی باری بھرنا جاؤ اپنے کاروبار سے فارغ ہو آؤ وہ سب اپنے اپنے مقام پر چلین عمر بھی انکے عقب مین بطور مخفی چلا اور باہر بارگاہ کے آکر ایک کنیز سے کہا بوا ذرا ٹھہر جانا مجھکو کچھ تمسے کہنا ہے وہ ٹھہر گئی اسنے اسکو الگ لیجا کر کہا اے بی مین کئی بار تمسے پوچھ چکا ہون مگر ستیاناس جائے کیا کمبخت میرا حافظہ ہے کہ تمہارا نام ہی یاد نہین رہتا وہ کنیز اسکو بھی اپنی مالکہ کا ملازم سمجھی ہوئی تھی ہنس کے بولی کہ میرا نام نیک افزا ہے اسنے کہا ہان بہن اب یاد آیا اے نیک افزا دیکھو تو میرے ہاتھ مین یہ خوشبو کیسی آتی ہے اسنے انکے کہنے سے ہاتھ کو سونگھا ہاتھ مین بیہوشی ملی ہوئی تھی وہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی انھون نے کپڑے اسکے اتار لیے اور اسکو زنبیل مین ڈال کر آئینہ سامنے رکھکر اسکی ایسی صورت اپنی بنائی ہرچند کہ وہ اصل تھی مگر نقل اس سے بھی بہتر بنی چہرہ نمکین اور نازک بنایا آفتاب کو اسکے سامنے شرمایا زلفون کو بل دیکر دوش پر چھوڑا کراماً کاتبین کو بھی پھانسنے کا ارادہ کیا آنکھون کی شوخی نے شوخ چشمون کے کان کھول دیے شمع رخسار سے اسکے جسنے لو لگائی پروانہ سان اپنے دلکو جلایا لب لعلین کو دیکھکر ہوس بوسہ مین ہونٹھ کو کاٹ کاٹ کھایا چاہ ذقن کی محبت کنوئین جھکائے دہن تنگ کی الفت مین جینے سے دل تنگ ہو جائے بیاض گردن جو کوئی دیکھے اسکی صبح ہو جائے ایں مسدس

دلکو دھچکا ہو کمر کی جو لچک آئے نظر	دم اٹک جائے جو نتھنون کی پھڑک آئے نظر
درد دل چلکے جبین کی جو چمک آئے نظر	غم سے کٹ جائے جو گیسو کی لٹک آئے نظر
سینۂ صاف جو مشرق تصور ہو جائے	شکل آئینہ ہو سکتہ یہ تحیر ہو جائے
دیکھے وہ لعل مسی زیب تو شامت آئے	سرمگین چشم سے آنکھون مین اندھیر چھا جائے
تلف کج ہیچ ہی مقدر کی کجی دکھلائے	راستی قامت موزون کی قیامت ڈھائے
بیکلی دل مین ہو پیدا جو کلائی دیکھے	کیا ملے ہاتھ جو وہ دست حنائی دیکھے

کانون مین چاندی کی بجلیان پہنے اور دو دو بالیان سونے کی اور پرکوڑا لین ہاتھ مین جوڑیان
چاندی کی پہنے طوق دھولنا وغیرہ یہ سب چاندی کا آراستہ کرکے لباس بھی ویسا ہی زیب بدن کیا
پہنے تن زیب کا دوپٹہ گلبدن کا پائجامہ اوڑھ پہنکر وہان سے بہت جلد بارگاہ صنعت مین آیا اس
عرصہ مین اور کنیزین بھی اپنی اپنی ضرورت سے فراغت کرکے حاضر ہوئین اور دو پہر رات گئے صنعت
اور سب انیسون وغیرہ کو رخصت کردیا اور آپ پلنگ پر گئے اور حکم فرماتے ہوئے کہ ارسے نرگس جادو تو خبردار
رہنا اور ای گلزار جادو تو پانؤن دابنا اور ای سوسن جادو تو پنکھا جھلنا اور عمر کی طرف دیکھکر کہا کہ ای
پیک افزا تو رومال جھلنا عمر دلمین ہنسے نہایت خوش ہوا کہ اب مارا اس غیبانی کو بس رومال
لیکر اپنے عہدہ پر آکر ٹھہرا اب کنیزین اپنے اپنے کام مین سرگرم ہوئین عمر بھی رومال جھلنے لگا اور کچھ
دیر کے بعد وہان سے آکر پانی پر آٹھلیا مین پانی پینے کے بہانے سے بیہوشی ملادی اور پھر آکر رومال
جھلنے لگا اور سب کنیزون سے کہا کہ کیا ٹھنڈا پانی تھا معمول ہے کہ جہان ایک نے پانی پیا سب کو پیاس لگی
وہ کنیزین بھی جاجاکے پانی پی آئین اور صنعت جو پلنگ پر لیٹی اسکو بھی سحر نے خبر دی کہ عمر کھڑا ہوا
رومال جھل رہا ہے اور صنعت نے جب دیکھا کہ کنیزین پانی پی آئین اب رومال مین بیہوشی ملکر جھلنے لگا اس
عرصہ مین کنیزین جو پانی پی آئی تھین بیہوش ہوگئین صنعت لیٹے لیٹے دیکھ رہی ہے کہ کنیزین بیہوش
ہوئین دل سے کہتی ہے کہ کیا بلا کا عیار ہے اب مجھکو بیہوش کرنے لگے تو گرفتار کرنا اور اسکی خبر نہین
کہ تیری بھی تدبیر ہوچکی ہے پھر سوچی کہ شاید تیرے اوپر بھی نسخہ اسکا قابض ہوجائے یہ سوچکر سحر پڑھا سحر نے
خبر دی کہ آجکی شب تیری قضا نہین ہے بس یہ معلوم کرکے مطمئن ہوئی کہ ابھی تو نہ مرینگی اسی عرصہ مین خوشبو
بیہوشی کی اسکے ناک مین بھی گئی اور سر اسکا چکر مین آیا اسکے سرہانے کچھ اسباب سحر کا رکھا تھا جلد تر اسنے وہ اٹھا لیا
اور بیہوش ہوگئی عمر نے لونڈیون کو پکارا کہ کیون سو جاتی ہو انکی اے دھکی کسی نے جواب نہ دیا سب
بیہوش تھین عمر نے اسوقت صنعت کے پاؤن پر ہاتھ ڈالا کہ دیکھون بیہوش ہے یا ہوشیار۔ پاؤن
چھونے سے معلوم دیا کہ یہ تو لوہے کی ہے اور اعضا کو اسکے چھوا اب معلوم ہوا کہ پاؤن لوہے کے ہین اور
سارا بدن پتھر کا ہے عمر سوچا کہ یہ اس قحبہ کا سحر ہے تو اسکو باندھ کر دیکھیں پھر سمجھ لینا یہ سوچکر چاہتا تھا کہ اسکو
باندھے اسوقت ایک آواز آئی کہ او موے چوٹٹے کیا کرتا ہے عمر سمجھا کہ یہان بڑی آفت ہے کہ گرفتار
ہوجاونگا بس یہ سوچکر جست کرکے بھاگا اور ایک دامن کوہ مین آکر ٹھہرا وہان کچھ تیلیون سے

اٹھ خود ظاہر ہو کر صنعت کو ہوشیار کر دیا اُسکی جو آنکھ کھلی سحر سے دریافت کیا کہ عمر فلان مقام پر ہی چنانچہ یہ بھی اپنے مقام پر سے اڑی اور سناٹا بھر کر اسی دامن کوہ مین اُتر آئی کہ جہان عمر تھا عمر نے دل مین خیال کیا کہ یہ بھی کوئی ساحرہ ہی شاید میری تلاش مین آئی ہی بس عیاری کرنا اسکے ساتھ بھی چاہئیے یہ سوچکر پکارا کہ اری تو کون ہی صنعت اسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ مین وہی ہون جسکے قتل کرنے کو تو گئی تھی لیکن قسم کھاتی ہون سامری کی کہ تجھسا عیار مین نے نہین دیکھا عمر جو اپنے تئین خیال کرتا ہی تو میری ایک پاؤن کا دم نکل گیا ہی دل سے کہا کہ بُری تو نے نادانی کی جو پہلے ہی بھاگ نہ گیا اب جان گئی بس خدا سے دعا کرنے لگا کہ ای خالق اکبر تو ہی بچانے والا ہی ادھر صنعت نے کہا کہ اے عمر مین تجھکو قتل اسوقت نکرونگی کیونکہ تیرا عدد طلسم مین فرق آجائیگا اور دکھلانا بھی تجھکو منظور ہی کہ دیکھ سحر ہفت بیضہ اسکو کہتے مین اسوقت جو تو مارا جائیگا تو کل اپنے لشکر پر اشک حسرت کون بہائیگا اب مین تجھسے یہ پوچھنے کو اور بھی آئی ہون کہ تو نے کروڑون ساحر مار ڈالے لیکن بعد بیہوشی ہوشیلے کوئی بھی ایسا ہوشیار تھا جیسے کہ مین ہون بے اچھا صبح کو اپنے لشکر کی تباہی دیکھنا عمر نے کہا ساحرہ تو بیشک تم زبردست ہو مگر مین سمجھا تھا کہ تم اکیلے آئے ہو یہ نہ معلوم تھا کہ کنیزون کو بھی ساتھ لائے ہو صنعت سمجھی کہ مجھکو اکیلا جانکر فراغت سے کنیزین بھی شاید چلی آئی ہین یہ سمجھکر اسنے پیچھے پھر کر دیکھا عمر نے کمند کا لچھا کر جو ماری حلقہ اُسکے گردن و کمر مین صنعت کے سجدہ ہوئے اُسنے سحر کیا کہ کمند تو جلگئی اور وہ تڑپ کر غرق زمین ہوگئے اب عمر جو دیکھے تو میرے پاؤن مین بھی دم آگیا کہ دل سے کہا سچ کسی نے کہا ہی کہ لاتون کا آدمی باتون سے نہین مانتا جب تو اسطرح پیش آیا تو پاؤن کو اپنے قابو مین پایا بس یہ بھی وہان سے بھاگا اور راہ اپنے لشکر کیطرف چلا اور صنعت آکر اپنی بارگاہ مین زمین سے نکلی اور رات جاگتی رہی خوف سے عیارون کے آرام نہ کیا سحر جگایا کی یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ طائر شب کے بطن سے بیضۂ آفتاب نکلا اور میدان فلک مثل کف دست جناب موسیٰ ہو اید بیضا کا معجزہ نظر آیا نظم

کہ جب دم زلف شب کھلنے پر آئی	سحر کی پھر گئی ہر سو دُہائی	
کھلا جسم فلک سے مہر کا راز	ہوئی پیدا اسیا رکیا دا غماز	

طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا لشکر آمادہ کارزار تھے صبح کو مہرخ فرخ بصد جاہ وحشمت سوار ہوئی

جلو مین فوج ہشیار ہوئی اسطرف صنعت سحر ساز نے ایک صندوقچہ کھولا اسمین سے ایک کنٹھا نکالا کہ سات بیضے اسمین بسان گوہر شبچراغ گندھے تھے سب بیضون کا رنگ تو مثل مروارید کے تھا ایک انمین سیاہ رنگ رکھتا تھا جب اُن بیضون کو اسنے دیکھا روئی اور کہا افسوس وہ زمانہ آگیا کہ مین نے تمکو لڑنے کے لینے نکالا غرض بعد افسوس کے وہ کنٹھا سامنے رکھکر سوا سوا اشرفی پر نذر سامری کی دلاکے ڈنڈوت کی پھر وہ کنٹھا باادب تمام گلے مین اپنے پہن لیا اور باہر نکلکر سوار ہوئی پانچ لاکھ ساحر طائران سحر واژدر وغیرہ پر سوار ہوکر ہمراہ چلے بوق و نفیر بجنے لگی شور و غلغلہ روانگی لشکر تا بہ گنبد آسمان پہونچا اُسطرف سے مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ اپنا کر و فر دکھاتی ہوئی بڑے تمکنت و عظمت سے روانہ بتعین کہ نظم

کہ تا چون بود گردش آسمان — گرا بر کشد این دو مہتر جوان
ہمہ کشور آگاہ شد زین دو شاہ — دمادم بیامد ز ہر سو سپاہ
بپوشید مہرخ چو جوشن نخست — بخون ریختن جنگہا را سبست
بران تیرے از جاے برخاستند — ہمہ پشت پیلان بیاراستند
نہادند بر کوہہ پیل زین — تو گفتی ہمین جنگ جوید زمین
ہمہ شہر پر زنگ و ہندی درائے — ہمہ گوش بر نالہ و کرنائے
بہ لشکرگہ آمد دو شاہ جوان — ہمہ بر کف خود نہادہ روان
سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد — ز گرد سیہ چشمہا تیرہ شد
برآمد خروشیدن گاو دم — ز دورویہ آواز رویینہ خم
بیاراست با میمنہ میسرہ — تو گفتی زمین کوہ شد یکسرہ
دو لشکر کشیدند صف ہر دو میل — دو شاہ سرفراز بر پشت پیل
درفش درفشان سر ہر پیائے — یکے پیکرش ببر دیگر ہمائے
پیادہ بہ پیش اندرون نیزہ دار — سپردار و شائستہ کارزار
نگہ کرد مہرخ دران دشت جنگ — ہوا دید چون پشت جنگی پلنگ
ہمہ کام خاک و ہمہ دشت خون — بگرد اندرون نیزہ ید رہنمون

جب وارد گاہ مصاف مین یہ لشکر وارد ہوئے حیرت اس سبب سے سوار ہوئی تھی کہ اول تو

صنعت کو اکیلے دعوے لڑنے کا تھا شاید وہ شراکت کرنا منظور نکرے اور دوسرے یہ خیال آیا کہ مقدور سحر ہفت بیضہ کرنے کا ہی مبادا عیارون نے کچھ آفت ڈھائی تو بہت فوج کام آئیگی اور بھاگنا مشکل پڑیگا بس وہ تو میدان مین نہ آئی مگر طائران سحر اور جاسوس ہزارون خبر کے لیے مقرر کردیے کہ ہر وقت کی خبر مجھکو دیتے رہین چنانچہ میدان مین آب سحر نے ہر لشکر کے گرد و غبار کو بٹھایا برقہاے سحر نے گر گر جھاڑی جھنڈی کو جلایا جب میدان پاک و صاف ہوا نقیبون نے نکلکر یہ سنایا کہ ای جوان مردان صف شکن دنیا چند روز ہی یہ معرکہ جنگ تمھارے لیے بڑا دلسوز ہی لڑکر نام کرجاؤ کہ ہمیشہ بیان کیسکو رہنا ہی دیکھو ابیات

نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہو گئی
وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی

ملے خاک مین جھڑ کے گلہاے تر
پریشان ہوے مرغ گلشن کے پر

پتنگون نے گر خاک مسکن کیا
چراغون نے بھی خانہ روشن کیا

گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ
رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ

نہ جادول رہیگی نہ سرو روان
گلستان کو پائینگے ہو کا مکان

زمین کا رہیگا یہی کیا بچھاو
لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ

بھلا جی کے جانے کا کیا ہی بیان
عیان ہی کہ کہتے ہین جان کو روان

یہی آج لازم ہی ای مہربان
کہ دشمن سے لڑ بھڑ کے دو اپنی جان

اگر مر گئے زندہ جاوید ہو
شہید و سعید ہو اور امید ہو

جب نقیب کڑکا کہکر ہٹے لشکر کے صفون پر تبل صف مژگان سناٹا آگیا موت سامنے پھر لگی ہر ایک جان دینے پر تیار ہوا اسوقت صنعت سحر ساز خود اپنا اژدر اڑا کر میدان مین آئی اور بہت کچھ لاف و گزاف زبان پر لائی پکاری کہ ای مہرخ و بہار تمنے نام سنا ہوگا سحر ہفت بیضہ کا مگر دیکھا نہوگا لو آج دیکھ بھی لو کہ سحر ہفت بیضہ اسکو کہتے ہین یہ کہکر کنٹھے سے ایک بیضہ توڑ کر جانب آسمان پھینکا وہ بیضہ مثل بخت بلند بختان بلند ہوکر شق ہوا اوسی عروج اوسکے لیے باعث فروغ ہوا یعنے ہزارہا ستارہ اوسمین سے نکلا اور دور تک پھیل گیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر ستارہ دار روے ہوا پر پھیلادی ہی یا پری فلک نے شادی رچائی ہی مگر اپنے ظلم کے موافق یہ اندھیر کیا ہی کہ اونکو چراغ جلا یا ہی نظم

اس روش سے تھے ستارے چھوٹتے / ناگہان جون ہوئین تارے ٹوٹتے
دیکھے جاتے تھے چراغان آب مین / شعلے تھے نہرون کے پیچ و تاب مین
کیا ستارے ٹوٹنے کا ہو بیان / ذوذنب جیسے ستارے ہون عیان
ایک عالم دیکھتا تھا دور سے / رات دن تھی روشنی کے نور سے

یہ سب ستارے پھیلکر ہزارون سے لاکھون ہوگئے اور جانب لشکر مہرخ مثل شہاب ثاقب چلے اُسوقت ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ یہ ستارہ گردش بخت مردمان لشکر ہین جسکے سر پڑیگا وہ مثل سر چراغان کے جلے گا مہرخ نے کہا پھر کیا چارہ ہے رضینا بالقضا اللہ بہار نے کہا ایک سحر اُسکے رد کا مجھکو آتا ہے شاید ٹلجائے اور یہ بلا سر سے ٹلجائے لیجیے خدا حافظ مین جاتی ہون یہ کہکر اپنے طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی اور کچھ سحر پڑھکر جانب فلک اشارہ کیا کہ ایک بجلی چمکی مع صنعت سبکی آنکھین خیرہ ہوئین بہار اپنی مادر کو دیکھ چکی تھی یہ سحر کرتے جب برق چمکی یہ نہایت خوشنود ہوئی کہ اب یہ سحر کام دیگا غرض اب جو آنکھین ہر ایک کی کھُلین دیکھا کہ ایک عورت حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ گلستان خوبی کے گل سرو باغ محبوبی بے تامل آنکھین غزال صحرائی رعنائی گیسو سنبل باغ زیبائی خال دونون فلک جمال کے شمس و قمر بلکہ مانند انکے سامنے چاند اور نیر دہن غنچہ گلشن جمال لبون مین سرخی اور شوخی کمال غرض از سرتا پا حسن کا جمگھٹا قد و قامت قیامت آفت کا ٹکڑا اشعار

گئی نظرون سے وہ کمر باریک / ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
اور کیا دل زدے کو بات آ لئے / کہین یا رب شتاب ہات آئے
نازکی اس میان کی کیا کہیے / سینے تو ہاتھون مین لیے رہیے
وہ قدم کاش فرق سر پر ہو / ساق سیمین مری کمر پر ہو
وہ کف پا قریب ہو میرے / ٹھوکر اُسکے نصیب ہو میرے
پنڈلی نازک ہے شاخ سنبل سے / پشت پا نکھری سے ہر گل کی
یون نصیبون سے ہو حنا کا تاوان / ورنہ ڈوبین ہین کسکے خون سے پانو
گل و بلبل سبھی تماشائی / آگئی جسطرف بہار آئی
رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو / طرز گفتار جیسے افسون ہو

پس زن صاحب جمال فلک سے اُتری پچکاری رنگ سے بھری ہاتھ میں لیے تھی بہار نے اس سے
کہا کہ یہ چادر ستارہ دار جو چھائی ہوئی گھٹا کی طرح ہے اسکو رد کرو وہ سلام کرکے اڑی اور قریب چادر کے پہونچکر
اُسنے پچکاری اس چادر پر ماری واہ رے نیرنگی سحر کہ وہ سب ستارے پچکاری پڑتے ہی پھول گلاب و
یاسمین کے ہوکر علیحدہ لشکر مہرخ سے زمین پر برس پڑے صنعت نے یہ ماجرا جو دیکھا کہ بہار نے
ایک بقعہ تو میرے سحر کے خراب کیا اور زمین کو گل زمین بنا دیا قہقہہ مار کر ہنسی اور گویا ہوئی کہ میں
تو سمجھی تھی کہ اس سحر کا رد کرنے والا کوئی نہیں ہے مگر واہ بی بہار کیا کہنا کہیں تم بھی کچھ نہیں ہو اچھا اب
اس بقعہ کے سحر کو بھی رد کرو یہ کہکر ایک اور بقعہ مثل اختر سحری کے چمکتا ہوا کٹھے سے توڑ کر جانب ہوا کے
اُچھالا وہ بقعہ بھی بلندی پر جا کر شق ہوا اور یہ پروبال اُسنے پیدا کیے کہ ایک تو آپ اور بیچ لاکھوں انڈے اُسنے
دیے جانوران خوشرنگ لعل کے برابر سرخ چادر زمین کی چادر بنکر اڑے اور لشکر مہرخ پہ آکر گرے
بہار تو جلد تر غرق زمین ہوگئی اور مخمور و مشکین مو وغیرہ سرداروں نے چھیپیاں سحر کی بنا کر
سر مہرخ پر جھلنا شروع کیں بعض بگلہ سحر کا بنا کر چھپے بعض اڑ کر کسی طرف چلے گئے بعض زمین میں سما گئے
لیکن وہ طائر آکر ہر ایک کے سر پر بیٹھنے لگے اتنے اصحاب فیل کا ایسا رنگ نظر آیا جس کسیکے سر پر طائر نے
منقار لگا دی دماغ اسکا شق ہوگیا لشکر میں بھگدر پڑی ہر چند مہرخ نے چاہا کہ میں فوج کو روکوں
لیکن ٹھہرنا کیسا لوگ پاؤں اپنے سر پر رکھکر بھاگے سردار بھی جان جانے کے خوف سے منھ
بحسرت مہرخ کا دیکھنے لگے عمرو وغیرہ عیار تو پہلے ہی نکل گئے تھے یہاں ایک طلاطم پڑ گیا بھگدر بھی ایسی
پڑی کہ جیسے دریا جوش مار کر چلتا ہے زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی کہیں طائر جان کو ٹھکانہ
نملتا تھا کوئی ٹھکانا نملتا تھا کہ صیاد اجل سے بچاؤ ہوتا ہزارہا آدمی بھیجے پھٹ پھٹکر گرا اور ہلاک
ہوگیا شورش اور غریو زاریاں سے گوش کر و بیان کر ہوتا تھا پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

چلی ہر طرف اب جو آگر تفنگ
نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ
لگی آگ جنگل میں چیا را گیا
بن آئی نہ کچھ مفت مارا گیا
لگے مرغ گرنے نہ پھر چل سکے
نہ جاگہ سے اُٹھے نہ ٹک ہل سکے
پڑی سر پہ ایسی کہ فرصت نہ تن
پھر اسکو بھی کیا جھیلیں اور کیا کہیں
تحمل ہو کچھ بھی تو تدبیر ہو
کریں کیا اگر یوں ہی تقدیر ہو

اُس طرف بازارین لشکر کی بند ہونے لگین اور صنعت نے جب یہ حال دیکھا کہ سب لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی جو بچے ہوئے ہین انکو بھی مار لینا چاہیے بس اسنے تیسرا موتی اور کنٹھے سے توڑکر جانب لشکر مہرخ پھینکا اُسکا قریب لشکر کے شق ہونا تھا کہ لاکھون پیکان آبدار لشکر پر برسنے لگے ترک دھرنے کمانداری کی تیر ستم کیا کم لگایا کرتا تھا کہ یہ خدنگ جانستان لگانا شروع کیے سینے اور تن فراریون اور لڑنے والون کے مجروح ہوئے کچھ دیر مین غربال ہو گئے اب نہ بھاگنے کی طاقت نہ ٹھہرنے کا یارا ایک طرف سے مرغان سحر جان لیتے تھے یعنے بھجا کیا ئے جاتے تھے ایک طرف سے پیکان تیر آکر نشانہ بناتے تھے اب صنعت نے چوتھا گوہر اور کنٹھے سے توڑا اور چاہتی تھی کہ اُسکو بھی لگائے اُسوقت مہرخ وغیرہ اور سردار جو ابھی تک بچے ہوئے تھے اُنھون نے دست دعا بدرگاہ کبریا بلند کرکے دعا آغاز کی کہ ارحم الراحمین و یا غیاث المستغیثین اپنا رحم ہمارے حال پر کر اور اس بلا سے ہمکو نجات دے نظم

کہون کیا مین تیری صفات و کمال	کہ ہی عقل کل یان پریشان خیال
خرد کنہ مین تیرے حیران ہی	کہان یان پریشان پشیمان ہی
زمین و فلک سب ہین تیرے حضور	مہ و خور تجلی سے ہین لبریز نور
یہ صنعت گری تجھ ہی صانع کو آئے	کف خاک کو آدمی کر دکھائے
نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہی تو	نہان و عیان سب مین پیدا ہی تو
نہین کوئی اپنا ہی یان دستگیر	دعا یا شکستون کی کر تو پذیر
بچائے ہمین تو ہر دشمن سے اب	ہی تجھ سے اسدم ہی اپنی طلب

یہ ملبلا کر جو استغاثہ کیا مقرون قبولیت دعا ہوئی یعنے ملکہ غبار انگیز جو اپنے ملک سے چلی تھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسکو طائران سحر نے خبر دی کہ لشکر مہرخ برباد ہو کر بھاگا جاتا ہی صنعت نے سحر ہفت بقبضہ کیا ہی بس یہ معلوم کرکے مال و اسباب جو اُسکے ہمراہ تھا اُسکو ایک جگہ ٹھہرا کر آپ صنعت کے پاس آئی صنعت ہنوز بقیہ چہارم نہ لگانے پائی تھی کہ اُسنے آکر سلام کیا صنعت نے بنگاہ کج اُسکی جانب دیکھا اور کہا او چھوکری مین نے تو سنا ہی کہ تو مہرخ سے ملگئی ہی یہ اب میرے پاس کاہیکو آئی ہی شاید لشکر جو اپنے طرفدار کا تباہ ہوتے دیکھا ہی تو کچھ فقرہ دینے آئی ہی غبار انگیز

نے کہا کہ میرا ہونچنا ایسے وقت مین تیرے پاس ہوا ہی کہ جو کچھ کہو وہ بجا ہی ورنہ ای صنعت
نہ مین عیار سے دھوکا کھا کر گرفتار ہوئی نہ کسی ساحر نے مجھکو قید کیا مگر اکیلی تھی اس سبب سے
موقع و مناسب ہی ایسا تھا کہ مجھکو سوائے آشتی کے کچھ بن نہ آیا ورنہ مفت میری جان جاتی اور
عمر کے ہاتھ سے ہلاک ہوتی پس مین بچاؤ اپنا کرنے کو مل گئی تھی اب مین تمھارے پاس آئی ہون
کہ افراسیاب سے مجھکو ملوادو صنعت سمجھی کہ یہ اسوقت اگر بارادہ دغا بھی آئی ہی تو کیا
کریگی اُسکو تسکین و دلاسا دیکر ساتھ رکھو پس اُسنے کہا ای ملکہ غبار انگیز یہی چاہیے کوئی مالکون
اور پرورش کرنے والون کے حق نمک کو بھلاتا ہی اور اُسنے بگاڑتا ہی تو میرے بجائے فرزند کے
ہی بیٹی ہی مین تجھکو شاہ سے ملوادونگی اور کئی قلعہ علاوہ تیرے ملک کے اور دلوادونگی غبار انگیز نے
یہ باتین سنکر اسکو نذر کئی اشرفیان دین اور برابر جا کھڑی ہوئی اور تعریف کرنے لگی کہ ای ملکہ واہ
کیا نایاب سحر کیا ہی کہ دم بھر مین اتنے بڑے لشکر کو آپ نے غارت کردیا صنعت نے کہا اس
سحر مین میرا کچھ اجارہ نہ تھا دیکھو یہ بیضہ سامری کی عنایت کیے ہوئے مین اُنکی خاصیت یہی ہی
کہ جس لشکر پر لگاؤ وہ لشکر تباہ و برباد ہوجائیگا غبار نے تعجب کرکے کہا ذرا مین ایک بیضہ کو
دیکھون صنعت نے وہی بیضہ جو ہاتھ مین لیے تھی اُسکو دیا اور کہا کہ یہ بیضہ جو تھا ہی
اور خاصیت اِسکی یہ ہی کہ اگر لشکر حریف پر لگاؤ اور وہ لشکر مین بیضہ اول لگانے سے برباد ہوچکا ہو
تو وہ سحر بھی برطرف ہوجائیگا اور لشکر حریف یعنے جسنے تین بیضون سے اول کام لیا ہی وہ
برباد ہوگا اُسنے کہا کہ ہان ایسا ویسا لشکر جیسے کہ مہرخ کا تھا برباد ہوگا ورنہ جو زبردست
ساحر ہوگا اُسکا لشکر تو کیا برباد ہوگا صنعت نے کہا بس آخر تو لڑکی ہی نہ اری نادان یہ
تحفہ عطیۂ سامری ہی کہین رکتا ہی اگر افراسیاب کے لشکر پر لگائے تو وہ بھی غارت ہوجائے
یہ حال جب غبار انگیز خوب سا دریافت کرچکی اُسوقت اُسنے طاؤس کی باگ لی صنعت
پکاری کہ کہان کا قصد ہی کیا تم اس بیضہ کو مہرخ کے بھاگی ہوئی فوج پر لگاؤگے اُسنے کچھ
جواب نہ دیا اور کچھ دور ہٹ کر اُسکے لشکر سے پکاری کہ اری ادمالزادی پُرانی ڈھنڈ ولکاتہ کہان
جائیگی بچکر اب سنبھل جا یہ کہکر وہ بیضہ اُسنے صنعت کے لشکر پر کھینچ مارا کہ صنعت کے
تخت پاس اگر وہ شق ہوا اور آواز مہیب اُسمین سے آئی صنعت پکاری کہ ارے لشکر یو

بھاگو اور وہ پیکان جو لشکر مہرخ پر برس رہے تھے وہ اُسکے لشکر پر آکر برسنے لگے اور وہ جانور
جو منقارین مہرخ کی سپاہ پر لگاتے تھے اُسکے لشکریون پر آکر لگانے لگے اور اُس بیضہ کے لگانے
سے آگ برسنے لگی اب تو یہ حال ہوا کہ لشکری سر و چراغان کی طرح چھوٹ رہے تھے اور ہزارون
کیا لاکھون داخل جہنم ہوئے اور زمین و آسمان مین تزلزل پڑ گیا آتشباری نے جنگل جلا دیے
یہ عالم ہوا کہ زمانہ کرہ نار بنگیا اور غبار نے اپنی فوج کو نعرہ کرکے بلایا کہا کہ لینا اِن باغیون کو مہرخ
نے زیر تیغ سحر رکھ لیا اور جب وہ بلا دفع ہوئی مہرخ بھی مع اپنی فوج باقیماندہ کے بھڑ پڑی پھر تو لشکریان صنعت
کو بھاگنے کا رستہ نملا کہ نظم

چلے بھاگ کر دامن کوہ کو ؛ فراری تھے جو فوج و انبوہ کو
خطر فوج کا شور ہنگامہ کا ؛ عجب وان کے جانے مین غم راہ کا
کہ جاؤ زمین کچھ ہویدا نہ تھی ؛ کہین اسمین یک ڈنڈی پیدا نہ تھی
عجب کشمکش درمیان آگئی ؛ بھیڑ اک بلا تھی جہان آگئی
نہ ہلنے کو جا تھی نہ چلنے کی راہ ؛ سرون پر کھڑی فوج د فیل و سپاہ

تیغ تیز نے گوہر جان لینے کے لیے جوہر سے دانت اپنے نکالے تھے خنجر گلے کاٹنے پر حلقہ
باندھے تھے تیر سن سن چلکر یہ خبر سناتے تھے کہ سینہ مجید نے پر ہم آندھی ہین نیزہ سیرکشی
جتانے پر بلند طبعی اپنی دکھاتے تھے کمانین لب سوفار سے کہتی تھین کہ لاؤ نقد جان ہمکو ان
لاؤ خطا گرفتہ لوگون کو قربان کرکے بھینٹ ہمارے لیے چڑھاؤ سحر کی تو اِس جنگ مین کچھ
ضرورت نہ تھی سحر تو وہی بیضہ کا کافی تھا کہ گرد کہ یافت کا معاملہ گذرا تھا لاکھون آدمیون کا
کھیت پڑا ہر ایک مدعی کھیت رہا یا تو سب وہ ہنستے تھے اب اپنے نصیبون کو روتے
تھے اور جان بچانا چاہتے تھے لیکن ممکن نہ تھا کسیکا بھیجا پھٹا ہے کسیکا سینہ چھدا ہے کوئی
لوٹ رہا ہے کوئی جو بھاگا ہے وہ کچھ دور جاکر گرا ہے اوپر سے آگ برس کر خانہ تن جلاتی ہے زندگی
بھاگنے والون سے دو کوس آگے بھاگی جاتی ہے کہانتک بیان کیا جائے صنعت سے
سب ہی بھاگے تھے یہ تو مع چند سردارون کے بچ گئی اور میدان جنگگاہ سے کئی کوس پر بھاگ کر
آئی اس مقام پر پناہ ملی سحر پڑھ پڑھ کر اسنے دستک دی از بسکہ صاحب ہفت بیضہ تھی ہی بدتوجہ

وہ جانور اور آتش و ریکان سب موقوف ہوئے اُدھر ملکہ مہرخ سے غبار انگیز ملی ملکہ مذکور نے
اسکو برابر اپنے تخت پر سوار کرلیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھری لشکر ادھر کا کم کام آیا تھا اُسنے آکر کمر کھولی اور
سجدہ شکر جناب باری مین کیا مہرخ آکر سریر جہان بانی پر بیٹھی اور غبار انگیز کے شکریہ ادا کرنے مین
تر زبان ہوئی کہ ای ملکہ اگر ایک لحظہ تم اور نہ آتین تو کام ہمارا تمام ہوچکا تھا غبار انگیز نے کہا کہ
ای مہرخ نامور مین نے کیا کیا یہ بھی سب فریب تھا ای ملکہ اب صنعت کی تدبیر کرنا لازم ہی
مہرخ نے کہا جو مرضی پروردگار کی ہم تدبیر اُسکی کیا کرین غبار نے کہا ابکی وہ غضب ڈھائیگی
عمر نے اسوقت پوچھا کہ ای ملکہ غبار انگیز ہمسے تو بتاؤ کہ تمنے یہ کونسا سحر کیا جس سے وہ شکست یاب ہوئی
اور ہمسے خدا نے اُسکے سحر کی بلا کی دفع کی غبار انگیز نے کہا مین نے کوئی سحر نہین کیا مین اُسکے
پاس گئی اور اظہار اطاعت اُس سے کیا اور کہا افراسیاب سے مجھکو ملوا دیجیے وہ وقت
ایسا ہی تھا کہ مین عمر سے مل گئی تھی اُسنے کہا تو میری بیٹی ہی مین تیری خطا معاف کرا دونگی بس
اُسکے ہاتھ مین بیضہ سحر تھا مین نے کہا یہ مین دیکھون اُسنے وہ بیضہ دیا مین نے اُسی کے فوج پر
مارا اسکا خواص ہی یہ تھا کہ جس لشکر پر مارو وہ تباہ ہوجاوے ای عمر سواے اسکے اور کچھ مین نے
نہین کیا عمر نے اس فطرت کی کمال تعریف کی پھر سوچا کہ صنعت اتنی بڑی شکست اُٹھا کر گئی ہی
کمال ہی حیران ہوگی اگر اسوقت کوئی عیاری نبجاوے تو بہت بہتر ہی یہ سوچکر اُٹھا اور مہرخ
سے کہا کہ ای ملکہ مین صنعت کی خبر لینے جاتا ہون کہ کدھر گئی مہرخ نے ہر چند روکا مگر نمانا اور
روانہ ہوا اُدھر صنعت صحرا سے پھر کر اپنے اس لشکر مین کہ جو لاکھون آدمیون کا دور تک
اُترا ہوا ہی کئی بارگاہ و خیمہ اور اُسکے لیے نصب ہوا یہ آکر بارگاہ مین تخت پر بیٹھی اور
اپنے ملازمون جادو سار جادو اور مختار جادو سے مخاطب ہوکر گویا ہوئی کہ کیون تمنے دیکھا
اُس غبار نے کیا حرکت کی ہی یہ بھی اتفاق کی بات ہی تم دیکھنا کہ مین کسطرح اِن سب کو ہلاک
کرتی ہون جیسے ابکی بھاگنے کا ٹھکانا نہ ملتا تھا ایسا جب کبھی ہوگا ساحرون نے عرض کیا
کہ ای ملکہ آپ سچ فرماتی ہین آپ کیا کچھ شاہ افراسیاب سے کم ہین اب اُسوقت غلامان جانباز
کی عرض بھی پذیرا فرمائیے یعنے کچھ خاصہ نوش جان کریجیے کہ آپ کے چہرۂ مبارک کا عجب
حال ہوا جاتا ہی پھر جو چاہیے گا وہ کیجیے گا اُسنے جواب دیا کہ کھانے پانی سب سے مجھکو نفرت

ہوگئی ہی کچھ جی نہین چاہتا ہی اُنھون نے پھر منت تمام اصرار کیا ناچار اُسنے کہا اچھا منگواؤ
بکاولون نے دسترخوان لاکر بچھایا صنعت آکر کھانا کھانے مین مصروف ہوئی اُسوقت
خواجہ جو روانہ ہوئے تھے علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر ساحر کی ایسی صورت اُنھون نے اپنی
بنائی مہر افراسیاب کے ماتھے پر اپنے اسطرح کی کرکندہ کی ہوئی معلوم ہوتی تھی تمامی کی فوطی
باندھے بازو پر تیلیان جواہر کی باندھکر گلے مین مالا مروارید پہنکر نامہ افراسیاب کا ہاتھ
مین لیکر دروازہ بارگاہ صنعت پر اپنے تئین پہونچایا سب نے دیکھا کہ افراسیاب کے
یہان کا جادوگر آیا ہی یہ دیکھکر کوئی مانع نہوا اور خواجہ اندر بارگاہ کے آئے صنعت کو
مجرا کیا اُسنے پلکون کے اشارہ سے سلام لیا اُنھون نے نامہ دیا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا لکھا ہوا
تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز مرحبا کیا کنا جسطرح سے کہ ساحران زبردست لڑتے ہین اُسی طرح
تم لڑین مین خود آسمان سحر پر سے تماشا دیکھ رہا تھا تم ناچار ہو کہ غبار انگیز کے فریب مین
آگئین اسکا تم کچھ رنج و ملال نکرنا یہ نامہ جو میرا لیکر آتا ہی یہ صرف نامہ بر ہی نہین ہی اور نہ قاصدی
کرتا ہی یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی بس اسکو مین نے اسلیے بھیجا ہی کہ تم اپنے پاس اسکو رکھنا
نام بھی اسکا ہوشیار جادو ہی اسکی خاطر بہت کچھ کرنا اور لڑنے کو جانا تو اپنے ساتھ لیتی جانا یہ بڑا
کام کریگا باقی مراعات سلطانی کی امیدوار رہو صنعت نامہ پڑھکر خوشنود ہوئی ساحر نامہ بر
کی بہت خاطر کی کھانے کے اول صلاح کی پھر آپ چند لقمہ کھاکر تخت پر آکر بیٹھی ساحر مذکور کو
کرسی بیٹھنے کو دی پھر ایک راوٹی استادہ کرائی سب اسباب راحت وہان بھیجدیا اور کہا
ای ہوشیار جادو تم اس راوٹی مین رہو عمر اُٹھکر اس راوٹی مین آیا میوہ تر و خشک کھایا
اپنے پاس سے شراب نکالکر پی پھر پلنگ پر لیٹ رہا تین چار لونڈیان خدمت کو حاضر تھین وہ کام
کرنے لگین بعد آنے خواجہ کے چالاک بن عمر بھی صنعت کی فکر مین آیا تھا کنیزین جو اندر
باہر کام کاج کے لیے آتی جاتی تھین اسمین سے ایک کو اُسنے فقرہ سے الگ لیجا کر بیہوش کیا
اور اُسکی ایسی صورت بنکر سر پر صنعت کے رومال جھلنے لگا اس اثنا مین ملکہ حیرت جو
کھانا کھانے اپنی بارگاہ مین بیٹھی اُسنے بھی حال شکست کھانے کا صنعت کے سُنا تھا بس
کچھ میوہ مٹھائی نکوان کشتی مین لگا کر صرصر عیارہ کو بلوا کر کہا کہ جا کر یہ ملکہ صنعت کو دے آ

سامری جانین کہ اُسنے وہ رنج و الم سے کچھ کھایا ہی یا نہین قسم ہمارے طرف سے دینا کہ اسکو کھا کر صرصر وہ کشتی لیکر روانہ ہوئی اور بارگاہ صنعت مین آئی مجرا کیا عرض رسا ہوئی کہ یہ تحفہ ملکہ حیرت نے آپکے لیے بھیجا ہی صنعت نے کہا اے صرصر تو اسطرح اسوقت آئی جیسے کوئی عیار آتا ہی صرصر نے کہا اے ملکہ پھر مین تو عیارہ ہون اگر آپکو کچھ اور شبہ ہو تو اپنا اطمینان فرما لیجیے صنعت سحرساز نے پانی سے مُنھ صرصر کا دھلوایا صرصر کو اصلی پایا اُسوقت ایک دوشالہ اور بہت سے روپیہ انعام مین دیے صرصر خلعت پاکر رخصت ہوئی لیکن دیکھتی گئی کہ چالاک سر پر کھڑا رومال جھل رہا ہی بس اُسنے الگ جاکر زبل کتے قلم سے لکھا کہ یہ جو لونڈی سر پر کھڑی رومال جھل رہی ہی یہ کنیز نہین ہی عیار ہی اِسکا کام تمام کرو یہ لکھ کے پھر آئی اور کہا ملکہ نے یہ کاغذ بھی دیا تھا مین دینا بھول گئی تھی اب یاد آیا لیجیے صنعت نے لیکر پڑھا صرصر تو چلی گئی اور صنعت حیران ہوئی دل سے کہتی ہی کہ کیا بلاے بد عیار ہین کسی وقت پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہین یہ کہکر اُٹھی اور چالاک کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ اری تو کون ہی چالاک نے کہا کہ مین آپ کی کنیز ہون اُسنے کہا کہ اری خیرہ سر تیرہ روزگار تو کنیز ہی یا چالاک ہی ارے پانی گرم لاکر اسکا مُنھ دھلاؤ اور کنیزین گرم پانی لیکر آئین اور مُنھ چالاک کا دھلایا رنگ روغن چھوٹ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی صنعت نے کہا میرا چابک تو لاؤ غلغلہ اِسکے قید ہونیکا بلند ہوا عمر جو راوٹی مین جاکر لیٹا تھا اُسنے بھی سُنا جلدی سے باہر نکل آیا اور چالاک کے پاس آکر کہا اری اجل رسیدہ غضب کیا تھا یہ کہکر ملکہ صنعت کو چابک نہ لگانے دیا آپ ایک چابک اُسکے لگایا صنعت نے کہا یہ موذی کاٹے کسیطرح باز نہین آتے ہین مین اب اِسکو افراسیاب کے پاس لیجاؤنگی عمر نے عرض کیا کہ اے ملکہ میرے کام مین خلل انداز یہ ہوا میری راے یہ ہی کہ اِسکو مجھے آپ عنایت فرمایئے کہ مین اِسکو قید کردن یہ کہکر اپنے جھولے سے سحر کی زنجیر نکالکر خوب چالاک کو جکڑا اور کہا مین اس سے کچھ پوچھ لون تو مار ڈالونگا صنعت نے کہا مین نامہ افراسیاب کو لکھتی ہون جیسا وہ فرمایئن عمل مین لانا عمر نے کہا اچھا اور چالاک کو اپنی راوٹی مین لایا وہان لاکر مشکین کھولدین اور کہا او جوانا مرگ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی چالاک نے کہا آج تو صنعت نے نہ پہچانا تھا صرصر شمشیرزن آکر گرفتار کرا گئی تم نے

کہا مین سمجھ لونگا چالاک اُنکے کہنے سے قنات چاک کرکے نکلگیا اور عمر ہاے ہاے کرکے زمین
پر گرپڑا اسطرح سے کہ آدہا پردے کے اندر دھڑ تھا اور آدھا باہر اُسکے ہاے ہاے کی آواز اہل بارگاہ
نے جو سنی صنعت نے کہا صاحبو ہوشیار جادو کو بادشاہ نے بھیجا ہی اور وہ عمر کے بیٹے کو قید کرنے
لیگئے ہین معلوم ہوتا ہی کچھ آفت اُنپر آئی یہ کہکر خود راوٹی مین آئی دیکھا تو ہوشیار جادو بیہوش
پڑا ہی اور قنات چاک ہی چالاک کا پتا نہین ہی لوگون سے یہ حال دیکھکر گویا ہوئی کہ دیکھو ہوشیار
نے کیسا زنجیر مین جکڑ دیا تھا بندھا ہوا نگوڑ مارا نکلگیا بڑے غضب کے عیار ہین انسے کوئی جیت
نہ پائیگا اچھا اب کوئی پانی لاکر ہوشیار پر چھڑکو کہ اُنکو تو ہوش آئے عمر نے یہ بیان جو انکا سُنا
سمجھے کہ پانی چھڑکنے سے رنگ روغن نہ کہین بگڑ جاے لازم ہی کہ اُٹھ بیٹھو بس یہ سوچکر ایک آہ کی اور
کروٹ لی صنعت اُسوقت پکاری کہ ای ہوشیار جادو ہوشیار جادو کیا غافل پڑے ہو
ذرا تو ہوشیار ہو اسکے پکارنے سے عمر اُٹھ بیٹھا اور کہا ای ملکہ چالاک نے کیا کہون کہ کیا کام کیا کہ
اگر کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی مین مرگیا ہوتا سامری نے بڑی خیر کی صنعت نے کہا اگر اُسوقت
کچھ تمھارے دشمنون کو ہوجاتا تو مجھکو افراسیاب سے بڑی ندامت ہوتی لوگون نے کہا
ای ملکہ آپکا کدھر خیال ہی یہ وہ چالاک ہی جسنے کہ افراسیاب پر عیاری کی ہی اس سے بچے
رہنا ہی غنیمت ہی اور جسوقت اسکو قید کرے چوکے نہین مار ہی ڈالے یہی بہتر ہی غرض صنعت
وہان سے اُٹھکر پھر اپنے مقام پر آئی اور چالاک جو نکلکر یہان سے چلا ایک درہ مین پہاڑ کے
گیا وہان قریب تر ایک ساحر ہی کہ اس جگہ کی صنعت کی طرف سے نگہبانی کرتا ہی اُس ساحر کا
نام بھی بھبوت جادو ہی اور وہ ساحر نہایت زبردست ہی چنانچہ چالاک جو دیکھے تو درۂ
کوہ بہت آراستہ ہی اسطرف درہ کے درخت تمام سرتراشی کیے ہین سبزہ اگا ہی کنوئین پختہ
بنے ہین پنسیری جمائی گئی ہی اور سامنے ایک باغ کہ جسسے گلستان ارم کو داغ بنا ہوا نظر آتا
ہی چالاک اُس باغ مین آیا اُسکو بھی نہایت سرسبز پایا نرگس و یاسمن تختہ تختہ گل و سنبل چمن چمن
لگے ہین یہ اُسکی خوبی کی نسبت کہنا چاہیے کہ ابیات

دیکھا تو کچھ اور رہی ہی عالم	وہ باغ نہین بہشت سے کم
رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو	ریحان خط عذار گل رو

از بسکہ ہی سبزہ جلوہ آرا
یون سبزہ گیاہ جانفزا ہی
تھے پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے
ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار
ہی سرخ تو رشک لالہ و گل

ہی خاک طلسم جیسے خضرا
گویا خط یار دلربا ہی
شاید کہ بہشت مین ہون ایسے
گلشن کے زمین ہی صحن گلزار
ہم رنگ سرشک خون بلبل

ہر سمت نہرین جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری ایک طرف بارہ دری بحسن و خوبی بنی ہوئی بنی کیطرح سجی ہوئی فرش پُرتکلف سے آراستہ شیشہ آلات لگا ہوا سامان عیش و عشرت وہان جہیا مسند زر بفت بچھا ہوا اور اُسپر ایک ساحر سیاہ فام بیٹھا ہوا شراب زہرمار کر رہا ہی اُسکو دُور سے دیکھکر چالاک صورت ساحر کی ایسی بنا اور وہ وضع اپنی بنائی کہ جیسے وضع کیے ساحر صنعت کے ملازم ہین بس اس صورت پر تیار ہوکر سامنے اُسکے گیا اور اُسکو سلام کرکے کہا کہ ملکہ صنعت نے آپ کے پاس بھیجا ہی فرمایا ہی کہ جب سے ہم شکست کھا کر آئے ہین موذی کمبخت ہمارے مار ڈالنے کی فکر مین ہی ابھی چالاک عیار آیا تھا ہمنے قید کرنا چاہا وہ نکلگیا اب تم بہت ہوشیار رہنا اور جو کوئی عیار طرار آئے اُسکو پکڑکر مار ڈالنا مبہوت اسی ساحر کا نام ہی چالاک کی تقریر سنکر وہ اپنے ملازمون سے حکم فرما ہوا کہ سو روپیہ اسکو لاکر دو اُنھون نے روپیہ نذر کو لاکر دیے اور مبہوت نے کہا ملکہ عالم کو میری تسلیم کہدینا اور عرض کرنا کہ آپ میری جانب سے غافل رہین مین بہت ہوشیار رہون چالاک نے جب روپے پائے کہا تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا ہی ہمارے باپ دادا سے بھی ایک چیز نادر چلی آتی ہی بھلا اُسکو ہم بھی تو دکھلا دین لے آؤ الگ چلو مبہوت یہ سنکر اُٹھا اور اس باغ کے ایک صحنچی مین گیا ملازمون کو وہان آنے سے منع کردیا چالاک بھی اُسکے ساتھ گیا اُسنے کہا دکھاؤ وہ کیا چیز ہی چالاک نے قریب پہونچتے ہی اُسکے ایک طمانچہ دست بیہوشی آلودہ کا لگایا مبہوت نے کہا او بے ادب یہ تونے کیا کیا چالاک نے کہا اسمین تو کرامات ہی تم دیکھ لینا گھبراؤ نہین یہ کہہ رہا تھا کہ وہ چکر مار کر گرا بیہوش و مدہوش تھا چالاک نے اُسوقت تنہائی پاکر اپنی ایسی صورت اُسکی بنائی اور آپ اُسکی صورت پر بنا اور اسکو پیٹھ پر لاد کر باہر نکلا نوکرون نے اُسکے کہا کہ یہ کون ہی اُسنے جواب دیا

کہ جمشید نے میری عزت بچائی اور جان بھی رکھ لی اُسنے مجھکو مار ڈالا ہوتا یہ عیار ہی یہ کہکر بارگاہ صنعت کے دروازے پر اُسکو لادے ہوئے لایا صنعت کو خبر ہوئی کہ مبہوت جادو کوئی آپ کی جانب سے فلان صحرا مین محافظ ہی وہ چالاک کو پکڑ کر لائے ہین یہ حال سُنکر صنعت اُٹھے اور ہوشیار جادو کے پاس آئی کہا ای ہوشیار مبارک ہو چالاک پکڑا گیا مبہوت جادو میرا ملازم لایا ہی عمر کے یہ خبر سنکر جان نکلگئی مگر بظاہر خوشنود ہوا اور جلد وہان سے باہر نکل آیا اس اثنا مین مبہوت نقلی بھی داخل بارگاہ ہوا ملکہ صنعت عمر کے ساتھ کھڑے تھے اُسکو مجرا کیا صنعت نے ہنسکر پوچھا کہ ای مبہوت مزاج تو اچھا ہی کہو کسکو لائے مبہوت نقلی نے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ عیار مجھکو بھی فریب دینے گیا تھا مین نے پکڑ لیا ان باتون مین یکایک خبر آئی کہ ملکہ شکوہ زرین قبا اور شہاب جادو سیرکنان اسطرف آئے تھے وہ آتے ہین صنعت نے کچھ لوگ اُنکے استقبال کو بھیجے کہ وہ دونون بھی بارگاہ مین آکے صنعت سے ملاقات ہوئی اُنسے مزاج پرسی کرکے بڑا تپاک ظاہر کیا پھر یہ بھی کرسیون پر بیٹھے جام مے گردش مین آیا اُسوقت ملکہ شکوہ نے پوچھا کہ ای ملکہ یہ سلنے مردہ سا کون پڑا ہی صنعت نے سب احوال اُنسے بھی کہا اور کہا افراسیاب نے ایک ہوشیار جادو نام سا زنیکنام کو میرے پاس بھیجا ہی اور بہت تعریف اُنکی نامہ مین لکھی ہی مین اُنسے نہایت خوش ہون شکوہ نے کہا ای ملکہ اب تم اِسکو مار ڈالو صنعت نے کہا لڑائی کی فتح اور شکست جب ہی کہ جب حریف پکڑا جائے تو سمجھا کر مارے لیکن آپ کے فرمانے سے مین ابھی اُسکو قتل کرتی ہون مجھکو کسی بات کا عذر نہین ہی شکوہ نے کہا کچھ ہی کیون ہو آپ اِسکو مار ڈالین اُسنے کہا اچھا اسوقت شہاب جادو نے کہا کہ ہوشیار جادو کو بھی بلائے ہم ملاقات بھی کرینگے اور وہ اسکے قتل کی بھی کیفیت دیکھینگے صنعت نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ جاکر دیکھ تو ہوشیار جادو کیا کرتے ہین عمر یا تو باہر نکل آیا تھا یا پھر جاکر راوٹی مین لیٹ رہا اسلیے کہ اُسنے باہر آکر جو مبہوت کو دیکھا تو چالاک کو پایا تھا غرض کنیز جو آئی دیکھا کہ آرام مین ہین اُسنے جگانے کا ارادہ کیا کنیزین جو اُسکی خدمت کو تعین تھین وہ گویا ہوئین کہ ابھی آرام کیا ہی اور فرمایا ہی کہ اگر ملکہ بھی آکر جگانے کا ارادہ فرمائین تو مجھکو نہ اُٹھانے

دینا کنیز نے جا ... صنعت سے ... شہاب ... [illegible]

اور صنعت نے جلاد کو حکم دیا کہ جلد تر اس نفری کا اسی عالم بیہوشی ہی مین سر کاٹ ڈال جلاد نے بموجب
حکم دوڑ کر تیغہ مارا کہ سر مبہوت اصلی کا اڑ گیا اور پکارا کہ مبارک ہو مین نے کام پسر عجم کا تمام کیا لائیے انعام
دلوائیے یہ تو انعام مانگ رہا ہی کہ وہان صداے گیر و دار و دار و گیر بلند ہوئی دھوان سب طرف پھیلا آواز
آئی کہ مارا مبہوت جادو کو اس اندھیرے مین چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چالاک اری قحبہ صنعت تو
میرا نام چالاک کہ تیرے ہاتھون سے تیرے رفیقون کا سر کٹواؤن یہ کہکے تخت کے نیچے صنعت کے
چلا گیا کسی نے اس تاریکی مین دیکھا نہین کچھ عرصہ کے بعد وہ دھوان برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ مبہوت
جادو کا سر الگ کٹا پڑا ہی اور شکوہ اور شہاب جادو تو گھبرا کر باہر نکلگئے کہ یہ کیا آفت آئی اور یہین
گرم سخن ہوئے کہ غضب ہی سامری کا بھلا کیے کسکو کوئی مارے اور کسکو پکڑے ہاے بھائیو اب طلسم پر
ادبار آیا ہی اور صنعت لاش مبہوت دیکھکر بدحواس ہوگئی کہ بل بے تیری تلاش کہان پہونچا
اور مبہوت کو پکڑ کر لایا یہان تو سب متحیر اور متردد ہین لیکن حیرت کو بھی طائران سحر نے یہ سب
خبر پہونچائی وہ بھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ شکوہ اور شہاب جاکر پہونچے انھون نے مفصل کیفیت
عرض کی کہ ہمارے سامنے یہ ماجرا گذرا پھر یہ بھی بیان کیا کہ افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار
جادو نام کو صنعت کے پاس بھیجا ہی اور بڑی تعریف اسکے نامہ مین لکھی ہی وہ ساحر وہان موجود ہی
بڑی خاطر اسکی ملکہ صنعت کرتی ہین حیرت نے یہ حال سنکر کہا اری بی اسمین بھی کوئی نکوئی فریب
معلوم دیتا ہی مین بادشاہ کو نامہ لکھتی ہون جیسا ہوگا ظاہر ہوجائیگا یہ باتین جو یہان ہوئین طائران
جادو جہرخ کے یہان کے اور افراسیاب کے یہان کے برائے جاسوسی حاضر تھے انھون نے بھی سنا
اور طیران اڑ کر بادشاہ طلسم کی خدمت مین گیا ادھر طائران سحر نے آکر جہرخ سے جو سنا تھا بیان کیا
جہرخ بہت خوشنود ہوئی اور غبار انگیز نے کہا بی بی عیار بڑے فیلسوف اور زبردست ہین جہرخ
نے کہا سب ملکہ چالاک کے لیے دعا کرو کہ خدا تعالی اسکو صحیح و سالم ہمسے لاکر ملائے سب دست بدعا ہوئے
ادھر طائران جب ادھر شاہ جادوان کے پاس پہونچا جملہ ماجرا اسنے یہان کا بیان کیا بادشاہ نے
حال سنکر گردن جھکائی اور کہا مین اسی وجہ سے سب کو غارت کرنے جاتا تھا تو اس صنعت نے
نانا اب اچھا ہوا جو ذلتین اٹھاتی ہی یہ کہکر رقعہ جمشید [illegible] دیکھا کہ کونسا ساحر میرا ملازم ہوشیار
جادو نام ہو جو اسکے پاس گیا ہی رقعہ مین معلوم ہوا کہ وہ عمر عیار [illegible] ہی بادشاہ قتل کرنا ہو تو ایسی

وقت مین اُسکو مار ڈال پھر ایسا موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رقعہ سے دریافت کر کے اُسنے باغبان کی طرف دیکھا
اور کہا کہ تُمنے وعدہ کیا تھا مین عمر کو پکڑ کر لاؤنگا آجتک ایفاے وعدہ نہوا خیر اب تم بارگاہ مین صنعت
کے جاؤ اور وہان ہوشیار جادو بنا ہوا عمر ہی اسکا سر کاٹ لاؤ یا صنعت سحر ساز سے کہنا کہ وہ خود
قتل کر کے سر ہمین دیدیگی باغبان نے پایہ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اینک رفتیم و آوردیم
یہ کہکر عازم رہ نوردی ہوا لیکن اس سے بھی زوجہ اُسکی ملکہ گلچین جادو کہ عمر سے ڈرتی ہی اسواسطے
کہ عمر جو باغبان کو مار ڈالیگا تو مین رانڈ ہو جاؤنگی اسنے قران جلش کو بھائی بنایا ہی اور اُسنے
اسکو بہن کہا ہی ہر چند باغبان کو یہ سمجھایا کرتی ہی مگر وہ نہین مانتا ہی چنانچہ ملکہ گلچین جادو اپنے شوہر
سے پہلے جادر سحر اوڑھکر روانہ ہوئی جاکے صنعت کی بارگاہ مین پہونچی بسبب چادر سحر کے کسی نے
اُسکو دیکھا نہین عمر کی راوٹی مین گئی عمر سوتا تھا اسکو جگایا اور کہا خواجہ سلامت مین ہون آپ کی
کنیز گلچین جادو از اسباب کو آپکی خبر پہونچی ہی اُسنے میرے شوہر کو صنعت کے پاس بھیجا ہی وہ
آتا ہی آپ ہوشیار ہو جائیے مین پہلے آپ سے خبر کرنے کو آئی ہون آپ کو قسم ہی اپنے
خداے پاک کی کہ باغبان کو مار نڈالیے گا مین رانڈ ہو جاؤنگی تو خدا تمھارا حافظ ہی مین جاتی
ہون یہ کہکر وہان سے چلے گئے اسکی باتون کی آواز کچھہ کنیزون اور صنعت نے بھی سنی مضمون
توکچھہ بھی نہ سمجھین لیکن صنعت نے پکار کر کہا کہ ارے یہ کسکی بیر آتے جاتے ہین عمر نے کہا یہ بیر
ہمارے ہین اور کسکے ہین عرصہ ہوا ہمکو آئے ہوئے اب تدبیر لڑنے کی ہم بھی کرتے ہین میدم
خبر منگاتے ہین یہ کہکر باہر راوٹی کے آیا اور دیکھا کہ ایک جادوگر اژدر نگاہ جادو نام صنعت کے
پاس ایستادہ ہی اُسنے صنعت سے کہا کہ ای ملکہ ذرا یہ جواب کے پاس کھڑے ہین انکو میرے پاس
بھیجدو مجھے کچھہ اُنسے کہنا ہی صنعت نے یہ سنکر اژدر نگاہ سے اشارہ کیا کہ جاؤ وہ عمر کے پاس آیا عمر نے
کہا ای بھائی یہ غل کیسا ہوا تھا اُسنے کہا کیا تبا ؤن اپنی اپنی سبکو پڑی ہی عمر نے کہا ہان بھائی
یہان یہی حال ہی معلوم نہین کہ ہم مارے جائین یا تم مارے جاؤ مگر بھائی عیار کیا کام کر رہے ہین
ابھی دیکھو میرے پاس ایک عیار آیا تھا اُسنے زبردستی بغیر کہے اُسنے میرے مُنھ پر یون ہاتھ مارا
دونہ ہاتھ مارا ای لو اسطرح سے ہاتھ بھر ہی تو دیا یہ کہکر ہاتھ منھ نقل کرنے کے بہانے سے پھیریا
کہ اژدر نگاہ بیہوش ہو گیا اُسنے جب اُسکو بات کہنے کے لیے بلایا تھا تو کنیزون کو ہٹا دیا تھا

چنانچہ تنہائی ہوتے ہی اژدر زنگاہ کو بشکل ہوشیار جادو بنایا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنیا اور اسکو اپنے
پلنگ پر لٹا دیا اور کنیزون کو پکار اُنسے کہا خبردار اسے ہوشیار نکرنا یعنے جگانا نہین یہ کہکر آپ
یا جمشید یا جمشید کہتا ہوا صنعت کے پاس آیا اُسنے کہا ای اژدر زنگاہ جادو خیر تو ہی مجھسے تو کچھ
کہو ای ملکہ مین تمسے کیا کہون اب آپ ہی معلوم ہو جائیگا اُسنے اس کلمہ پر گھبرا کے کہا ارے کتاب تو
لانا عمر نے دل مین کہا کتاب مین دیکھا اُسنے تو حال ترا کھلے گا بس گویا ہوا کہ ای ملکہ تمنے تو
کتاب کی عزت کھودی ذرا ذرا سی بات پر کتاب لانا کتاب لانا کرتی ہو ای مالکہ من جس کام بہ
عقل کام نکرے وہ کتاب مین دیکھتے ہین تو کتاب کیا کرو کی مجھسے میرا پیر کہ گیا ہی کہ شاہ جادوان
کے پاس سے کوئی اسوقت آتا ہی اور رہم رتبہ وہم پایہ تمھارا ہی اور جس کام کو آتا ہی اسی کام کو سنکر مین
یا جمشید یا جمشید کہتا ہون اب معلوم ہی ہوا جاتا ہی گھبرائی کیون ہو یہ کہی رہا تھا کہ باغبان قدرت تیور پر
بل ڈالے ہوئے اسباب سحر لیے ہوئے تخت پر سوار آکر اُسکی بارگاہ مین اُترا صنعت برائے
استقبال خود اٹھی باغبان نے بڑی سمجھکر سلام کیا صنعت نے ہنسکر سلام لیا اور ہاتھ اُسکا پکڑ لیا
مقام صدر پر برابر اپنے بٹھایا باغبان نے بیٹھتے کہا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہی مین نے کب ہوشیار جادو کو
بھیجا ہی اور وہ ہی کہان صنعت نے کہا کہ وہ جب سے آیا ہی مست شراب ایسا رہتا ہی کہ ہر وقت
راوٹی مین پڑا رہتا ہی اب بھی وہین ہی باغبان نے کہا وہ عمر عیار ہی اسیوجہ سے بہت تمھارے
پاس نہین بیٹھتا ہی اپنی فکر مین ہی تمکو مار ڈالیگا اُسوقت اژدر زنگاہ نقلی نے ایک قہقہہ مارا اور کہا بھلا
ہم تو سمجھے ہوئے صنعت یہ ماجرا سنکر نہایت درجہ گھبرائی باغبان نے کہا حکم دیا ہی شاہ نے کہ جلد
مار ڈالو اسکو اور سر اُسکا مانگا ہی لاؤ مجھے دو کہ مین قتل کرکے سر لیجاؤن صنعت نے اُسوقت
ایک جلاد کو بلاکر چپکے سے کہا کہ راوٹی مین جا اور کنیزون کو یہان بھیجدے تو وہ جو پلنگ پر سو رہا ہی ذرا سکا
سر کاٹ جلاد بموجب حکم راوٹی مین گیا اور کنیزون سے کہا جلد یہان سے باہر جاؤ وہ سب لرزان
ترسان باہر آئین اور جلاد نے ایک ہی تیغہ کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ اژدر زنگاہ کے دو ٹکرے ہوے
اُسکے مرنے سے بھی صداے مہیب آنے لگین اندھیرا ہوا آواز آئی کہ ہیچو پکڑ ہو مارا اسکو کہ جسکا نام اژدر زنگاہ
جادو تھا صنعت نے جب جلاد کو بہر قتل ہوشیار بھیجا تھا چار ہزار جادوگر براے حفاظت مقرر کیے
تھے کہ شاید عمر ہوشیار ہو کر نکلے تو جانے نپائے دو ہزار جادوگر گو بردے ہوا پرواز کر رہا تھا

اور دو ہزار گرد بارگاہ تھا بس ادھر تو صدائے قتل ہوشیار بلند ہوئی ادھر عمر نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ
عیاران عمر نامدار ارے اوشقی صنعت سحرساز اگر تیرے جادوگردن کو اسیطرح نہ داخل جہنم کرایا تو نام
اپنا نرکھا صنعت نے یہ نعرہ سنکر گرد اپنے تو حصار کیا اور پکاری کہ لینا سوٹی کاٹے کو جانے نپائے
اندھیرا تو تھا ہی نارنج ترنج ناریل چلنے لگے اُسوقت چالاک جو تخت کے نیچے چلا گیا تھا باہر نکلا اور
آکر اُسنے عمر کا ہاتھ پکڑ لیا کہ اے والد ماجد راہ یہ مین نے پہلے ہی سے بنا رکھی ہی آئیے چلیے عمر بھی غلطک
مار کر زیر تخت آیا دیکھا تو یہان نقب لگی ہی دونون اُس نقب مین کود ے اور روانہ ہوئی صنعت
نے جب وہ اندھیرا موقوف ہوا ہر چند تلاش کرایا کہ دیکھو یہ دونون کہان گئے ہین لیکن پتہ نہ ملا بہت
پریشان خاطر ہوئی اور مختار جادو نے عقل سے دریافت کیا کہ اور تو سب راہ رُکی ہوئی تھی تخت
کے نیچے معلوم ہوتا ہی کہ دونون ہین بس اُسنے تخت کو اُٹھوایا دیکھا تو نقب لگی ہی بس عرض کیا کہ اے
ملکہ دیکھیے وہ اس راہ سے گئی ہین باغبان تو یہ سب ماجرا دیکھکر پہلے ہی چلا گیا تھا اور یہان صنعت
نقب دیکھکر بہت پریشان ہوئی اور گویا ہوئی کہ اے مختار کچھ عقل نہین کام کرتی ہی اور نہ کچھ کہہ سکتی ہون
مختار نے کہا قربانت شوم آپ فرمائیے تو آخر کیا کہنا ہی اُسنے کہا باغبان قدرت جو افراسیاب کے
پاس سے آیا اور اُسنے کہا کہ یہ عمر عیار ہی بس تو افراسیاب بھی جھوٹ بولنے لگا مختار نے کہا
اے ملکہ جب ہوشیار جادو نے اژدر نگاہ کو راوٹی مین بلایا تھا اُسوقت تک وہ ہوشیار عمر ہی تھا
جب اژدر نگاہ اسکے پاس گیا اُسنے بیہوش کرکے اپنی صورت پر اُسکو بنایا اور آپ اُسکی صورت
بنکر باہر آیا اور آپ سے باتین کین باغبان قدرت کیا کرے جو سُن آیا تھا اُسنے وہی آپ سے کہا
لیکن تعجب یہ ہی کہ اُسکو خبر کسنے پہونچائی کہ باغبان قدرت آتا ہی صنعت نے کہا کچھ ہی ہو مگر اب
عزت سامری رکھین ہمارے تو بے آبروئی ہوتی ہی یہان تو یہ تذکرہ ہی اور عمر عیار مع چالاک کے
نقب سے نکلکر ہنستے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے مہرخ اور سب سردارون نے خدا کا شکر کیا کہ پھر
خدا نے تمکو ہمسے ملایا عمر نے تمام کیفیت سامنے مہرخ کے بیان کی مہرخ اور جملہ سردار قہقہہ مارنے لگے
اور سب عیار بھی مع مہتر قران کے اُسوقت بارگاہ مین آئے اور بیٹھکر شراب پینے لگے ناچ ہونے لگا
شراب کا جام گردش مین آیا مہرخ نے کہا اب خدا وہ دن بھی کرے کہ شہزادہ اسد اور مہ جبین
بھی چھوٹین اور اسد دلاور طلسم فتح کرے عمر نے کہا انشاءاللہ اب وہ زمانہ بھی قریب ہی ملکہ حیران

تدبیر مین گئی ہین لیکن جب تک آپ دیکھیے گا کہ کیسی کیسی لڑائی پڑتی ہی اور ہم بھی چن چن کے اِن
نابکارون کو خدا نے چاہا تو مارینگے یہ کہکر مصروف عیش و انبساط ہوئی اُدھر باغبان کے پہونچنے
کے قبل پتلے افراسیاب کے پاس آئے اور عرض رسا ہوئے کہ بموجب ارشاد حضور باغبان
کے کہنے سے صنعت نے ہوشیار جادو کو قتل کرایا لیکن صدائے گیر بگیر کی بلند ہوئی دریافت
ہوا کہ ہوشیار جادو عمرو نہ تھا اژدر نگاہ جادو تھا افراسیاب نے کہا عجیب و غریب مقدمہ ہی
کہ جو تدبیر ہم کرتے ہین وہ برعکس ہوتی ہی یہ کہکر ایک آہ سرد دل پُر درد سے بھری اور پتلون سے
کہا کہ تم جاکر پھر خبر لاؤ کہ صنعت کیا کرتی ہی اور مہرخ کس فکر مین ہی پتلے روانہ ہوئے آٹھ کے
چند پتلے تو بارگاہ صنعت مین پہونچے اور چند بارگاہ مہرخ مین آئے یہان دیکھا تو ناچ
ہو رہا ہی اور صنعت کو جو دیکھا تو غصہ مین رنجیدہ پایا اور سنا کہ وہ کہتی ہی ای مختار جادو مجھکو
افراسیاب سے بڑی ذلت ہوئی ہی اب جی چاہتا ہی کہ اپنے تئین ہلاک کرون مختار کہ رہا ہی
کہ حضور شراب پئین کچھ خاصہ نوش فرمائیے یہ تو معاملات جنگ ہین اسقدر تشویش نفرمائیے اُسنے
کہا کہ اب کھانا مین جب کھاؤنگی کہ لشکر باغبان کو غارت کرلونگی یہ کہکر وہ بیضہ سیاہ جو گنٹھے مین
تھا ہاتھ مین لیکر دکھایا پتلون نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ اب تو یہ آمادہ حرب و ضرب ہی لازم ہی
کہ بادشاہ سے جاکر خبر کرین پھر آپ ہی کہا کہ تماشائے جنگ دیکھ لین تو ایک ہی مرتبہ جاکر عرض کرینا
غرض یہ تو ٹھہری اور جاسوسان لشکر مہرخ جو یہان موجود تھے وہ سب خبر لیکے مہرخ کے سامنے
اور عرض رسا ہوئے کہ ملکہ صنعت سحر ساز پھر آیا چاہتی ہی اور اُسکا ارادہ ہی کہ اپنی بیضہ سیاہ سے
کام لون مہرخ یہ خبر سنکر بدحواس ہوئی پھر آپ ہی کہا کہ ہمارا اللہ مالک ہی وہی بچانے والا ہی
چالاک جو شریک انجمن انبساط تھا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہا جبتک اس قحبہ صنعت کو قرار
واقعی نہ گوشمالی ملیگی یہ مانیگی نہین یہ کہکر وہان سے چلا اور ساحر کی ایسی صورت بنکر قریب بارگاہ
صنعت آیا یہان صنعت باہر بارگاہ کے آکر غصہ مین کھڑی ہوئی تھی تمام سردار اور
مصاحب اُسکے گھیرے ہوئے سمجھا رہے تھے کہ ای ناظمہ کل طلسم افراسیاب کی پیاری حیرت
کی راج دلاری اگر لشکر باغبان برباد کرنا منظور ہی تو فوج کو ہمراہ لیکر جا سپہ سالار فوج بھی عرض کر
رہے ہین کہ ہمکو لیتے چلیے صنعت کہ رہی ہی کہ مین اکیلی جاؤنگی اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہی

یہ کہکر مختار جادو سے مخاطب ہوئی کہ تم گھر سے اور فوج و لشکر سے خبردار رہنا مجھکو کچھ دیر ہوگی ابھی گئی
اور کام لشکر کا حریفون کا تمام کرکے پھر آئی دیکھو یہ وہ بیضہ سیاہ ہے کہ جسکے لگاتے ہی ہزارون سانپ
پیدا ہوگا اور مفسدون کو ڈس لیگا یہ کہکر بیضہ ہتیلی پر رکھکر بلند کیا چالاک جو فکر مین آیا ہوا تھا
اُسنے دل مین خیال کیا کہ بس یہی وقت ہے توانا کام کر یہ سوچکر اُسنے کلہ گوپن مین پتھر رکھکر اور ہتیلی کو
اُسکی تاک چرخ دیکھو مارا پتھر آکر ہاتھ پر پڑا عیار کے ہاتھ کا پتھر انگلیان تو سب ٹوٹ گئین اور بیضہ
سیاہ ٹوٹ کر وہ سردار اور فوج کے لوگ جو بجھا رہے تھے اور ساتھ چلنے کے لیے بیٹھے تھے اُنمین گرا
معاذ اللہ قیامت کبریٰ بپا ہوگئی اول تو آواز مہیب آئی اور دھوان اسقدر پیدا ہوا کہ وہ مقام
ظلمات سے بھی بدتر تھا چاہ بابل کی وہان کی تاریکی کے آگے کچھ حقیقت نہ رہی ہزارہا ساحرون کا
اُس اندھیرے مین دم خفا ہوا اور علاوہ اس اندھیری کے ماران سیاہ زمین سے نکلنے لگے
اور روے ہوا سے برسنے لگے تمام عالم اُن موذیون سے بھر گیا ہوا مسموم ہوگئی اُن سانپون نے
جسکو کاٹا پانی ہوکر وہ بہ گیا لشکر جو تیار ہوا تھا اُسمین بھگدر پڑی ہر چند صنعت سحر پڑہتی تھی
لیکن وہ آفت موقوف نہوتی تھی اندھیری نے جان لی سانپون نے آفت برپا کی ان کافرون کو
گویا جہنم مین بند کیا تھا کہ ہر ایک کالا اُنکو کاٹتا تھا خدا کی پناہ ہرسمت پھنکار کے صدا بلند افعی
زہر دار سے نالان ہزار جمبند خانہ تن کے باہر سے روح مثل سانپون کے نکلی جاتی تھی غلغلہ
عظیم ہاے کاٹا واے جان گئے کا بلند تھا سامری بچانا جمشید بچانا کی پکار تھی یا خداوند لقا مدد کو
آنا ان صداؤن کے آنے سے کوہ اگو ہارہی تھی کھل بل اور رہلچل پڑی تھی بڑی آفت کی گھڑی تھی کہ شعر

جدھر پھر نظر دیکھیں لگ جاے آگ — دم دم کشی لب پہ کھیلیں ہین ناگ
جہان مین وہ تھی جابجا پر شر و شور — عصا سے چلی لہ وان مار و مور
ہر اک آنکھ سے زہر ٹپکا کیے — جلا اُنکے آگے کوئی کب دیا
صداے مہیب اُنکی وہ تھی بلند — جگر چاک ہوتے ہوا پہ پرند
درندون کے پرجا نین تھے جو اس — چرندے مکانون سے سب بھاگے اور اس
وحوش اس بیابان مین آتے نہ تھے — طیور آشیانون مین جاتے نہ تھے
ہوئی اُسکی کوسون تلک ایسی وہ دھوم — گرا یا نہ اس رہ کوئی چرند سموم

ہوئے ساکنان بیابان تبنگ
پراگندگی تھی اس انبوہ مین
اس آواز سے جی نکل ہی گئے
پھر ایک دم اُسنے وا کردہان
دم دیگر اُنسے نہ کوئی رہا
زمانہ دہی آگ کا چیار اور

اُٹھے کوہ ووادی سے شیر وپلنگ
کہ گونجے بلائے سیاہ کوہ مین
جو ثابت قدم تھے بچل ہی گئے
تو پایا اس انبوہ کو نیم جان
دہی دشت خالی وہی اژدہا
ہوا گرم ویسے ہی ویسا ہی شور

صنعت کے فوج او صنعت بزور سحر بھاگ کر بہت دور نکل گئین اور قریب دریائے سحر آکر ٹھہرین اُسوقت کہ جب کوئی اس جنگل مین باقی نرہا وہ اژدر بھی ناپدید ہوئے مطلع صاف ہوا لیکن صنعت نے ایک مقام پر ٹھہر کر بھگیلی فوج کو اپنی مجتمع کیا اور اس جائے خطرناک سے بہت دور ہٹ کر خیمہ کیا اُسکی فوج اور خزانہ وغیرہ لاتعد ولاتحصے ہی ہوجہ سے ہر بار نیا سامان مہیا ہوا ہی چنانچہ اب بھی لاکھون ساحرون کو لیکر ایک جگہ پر اُتری مگر داغ بالائے داغ آتش رنج سے جگر ودل کباب کر یا ساحری مین کس آفت مین آکر گھری دیکھیے اب کیا ہوتا ہی سردار جو باقی ماندہ تھے وہ آکر سمجھانے لگے کہ ای ملکہ ایک بات کے پیچھے پڑ جانا اچھا نہین اُسمین بھی خرابیان ہوتی ہین دیکھیے بادشاہ طلسم سب طرح کے سحر جانتا ہی اور قدرت وطاقت سامری نے اُسکو عنایت کی ہی مگر ایک کوئی کام نہین کرتا کہ دیر آید درست آید کا معاملہ ہی آپ بھی اب چندے توقف فرمائیے پھر سمجھ لیجیے گا صنعت اپنے حال پر نالان وگریان ہوکر خاموش ہورہی اور چالاک بن عمر جو بیضہ کو توڑکر روانہ ہوا سامنے مہرخ کے آیا یہان سبکو متردد پایا دیکھا لشکر مہرخ تیار کررہی ہی اور منتظر ہی کہ آفت آیا چاہتی ہی اُسوقت اِسنے آکر کہا کہ ای ملکہ آپ بیٹھکر ناچ دیکھیے عیش کیجیے مین جنگ فتح کر آیا یہ کہکر جملہ ماجرا کہ اسطرح اُسنے بیضہ دکھایا مین نے پتھر مار کر ہاتھ اُسکا توڑا اور بیضہ اسکی فوج مین گرا یا اب وہ بھاگ کے آوارۂ دشت ادبار اور یقین تو یہ ہی کہ طعمہ مار ہوئی آپ کے سر سے بلا گئی لڑائی کیسی اور لڑنے والے کجا یہ حال سنکر عمر اور مہرخ وغیرہ شاد ہوئے بنغم سے آزاد ہوئے بارگاہ مین بیٹھکر داد عیش ونشاط دینے لگے ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگے ادھر تیلون نے جاکر شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان سے یہ سب ماجرا ذکر کیا کہ اسطرح صنعت کے ہاتھ سے چالاک عیار نے بیضہ گرا کر توڑا اور آفت نے صنعت

کو گھیر افراسیاب باوجود کہ پدر دیکے شکست ہونے سے غصہ مین تھا مگر چالاک کی چالاکی کا حال سنکر ہنس پڑا پھر باغبان وغیرہ اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ صنعت کے دن آجکل برے ہین جب لڑکے گی تباہ و برباد ہوگی اب مین اُسکی لڑائی چند روز موقوف کراکر ایسے ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ سب باغیون کو سزائے معقول دیگا اور جیسا ہمارے ملازم وغیرہ پریشان ہوکر روئے ہین ویسا ہی اُنکو وہ ساحر رلائیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ فلک سے آتشباری ہونے لگی اسی آگ کے شعلون مین ایک تخت آتشین نکلا جسپر ایک ساحر سیاہ فام سوختہ بدن گندہ جہنم جسکے شان مین یہ کہنا زیبا ہے **نظم**

شعلۂ دوزخ رخ روشن کی تاب
جس سے ہر مومن کو واجب اجتناب

جبہ یا صبح داغ مہ جبین
روسیہ پر تیرگی ظاہر نہین

گردہ اک دل تنگی مایوس کا
ہر شکن خط تھا کف افسوس کا

ابرو ے موسے ظاہر جلد یون
زنگ خوردہ جیسے تیغ سیم گون

یا نیام مخمل فرسودہ خراب
یا شکستہ کہنہ محراب خراب

شوخی مژگان خرام ناشکیب
نرگس بیمار مرنے کے قریب

خانۂ چشم ایک صحرائے خراب
آنکھ کے ڈھیلے کلوخ خوردہ آب

رشک نفخ صور آواز بلند
خندہ صبح قیامت زہرخند

کیا کریہ الصوت جیسے شور رعد
شہر پر بجلی گری ہنسنے کے بعد

رشک تیغ اصفہانی قد خم
خلق کا ہنستے سے نکلا جاتا ہے دم

شور آواز قدم افلاک تک
چونک اٹھیں خفتگان خاک تک

بس وہ سیہ درون اس تخت پر سوار تھا سامنے بادشاہ کے آکر ہنگام تکلم شعلے منہ سے چھوڑتا تھا بادشاہ کو تسلیم کرکے بادب تمام منتظر کلام سامنے ٹھہرا بادشاہ نے اس بد کردار کی ... خطاب بخشا فرمایا کہ اے آتش فشان سرخ چشم جادو تم جلد یہان سے لشکر لیکر بہمرخ کے لشکر پر چڑھ جاؤ اور باغیوں کو تباہ و برباد کرو خبردار کسی پر رحم نکھانا اور لڑائی مین دیر نکرنا اور جیسا ... نمکحرامی کی ہے سب بیان کرکے فرمایا کہ ان لوگون سے بچے رہنا وہ گمکردہ راہ راست حکم بادشاہ سے کم و کاست دوش اطاعت پر رکھکر پھر اپنی آتش سحر مین غائب ہوگیا اور اپنے قلعہ زر اتشانیہ مین آیا سپہ سالاران

لشکر کو بلا کر حکم سنایا کہ جلد دو لاکھ ساحر تیار ہو کر میرے ہمراہ چلیں کہ مین جمرخ کے یہان لڑنے جاتا ہون بموجب حکم اسکے لشکر مین تیاری شروع ہوئی گردان دلاور یادگار رستم وسام اور ساحران ناکام اپنے اپنے متعلقین سے رخصت ہو کر سوار پیادے سحر پر سوار ہوئے طبل و بوق نقارے بجنے لگے ہودج لد گئے ہر سمت آگ برسنے لگی آتش فشان بھی مثل شعلہ جوالہ کے آتش فشانی کرتا ہوا اژدر دمان پر سوار ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ اشعار

چنان بد کہ از ساحران صد ہزار	ہیونان مست و گسستہ مہار
بہر کشورے در ستمگار رہ	پدید آمد و زشت تیارہ
ببودند جنگی دہ و دو ہزار	نبردہ سواران خنجر گذار
ردہ بر کشیدند و بر شد خروش	سپہدار الیشان برآمد بجوش
ہمی بود با نیزہ در تلیگاہ	شد از گرد گیتی سراسر سیاہ
بہ پیش سپہ اندر آمد چو پیل	زمین شد چو کردار دریای نیل

اسی کروفر سے کوچ کر کے دریاے سحر کے پار اترا اور قریب لشکر حیرت بدسیرت پہونچا اسنے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آگے لیگئے لشکر اسکا ملحق لشکر اتروایا آتش فشان بارگاہ حیرت مین آیا اسنے خاطر کر کے بٹھایا اسنے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر بیٹھکر شراب پینے لگا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھکو خداوند ساحران نے بہر استیصال لشکر جمرخ بھیجا ہے اب مین اپنے لشکر مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون حیرت نے اس حرام خور کو خوب شراب پلوائی کھانا لطیف کھلوایا جب یہ خوب سرشار ہوا اسی نشہ کی ترنگ مین وہان سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور بقیہ دن تامل پذیر رہا جب آتش فشانی مہر تابان کم ہوئی اور دنیا تمام ظلمت سرائے دہر بنی کہ ابیات

شب تیرہ ہنگام بانگ خروس	ازان دشت برخاست آوائے کوس
ہمہ جنگ را ساز کردہ بجان	ہمہ نیزہ داران و جوشن وران

ہلکارے یہ خبر لیکر سیت جلد خدمت جمرخ مین آئے اور لب پر دعا و ثناے بادشاہی لائے کہ نظم

خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ	فرمان حکم تو بسر و چشم مے برند

کاؤس و کیقباد و کیومرث یزد جرد — پیوستہ در رکاب تو فخریہ می روند

لرزد زبیم سطوت تو یزد و کاشغر — جرد غان و مرد صفاہان و ہم خجند

تا ہست آفتاب و مہ خط استوا — تا طائران سدرہ بر افلاک می پرند

باشی تو شاہ نادر کشور ستان دہر — مشت زبیم نام سکندر رنجے برند

خسرو فلک رکاب ایک ساحر آتش فشان سرخ چشم جادو نام فرستادہ افراسیاب ناکام دو لاکھ کی جمعیت سے آیا ہی اور اُسنے بمقابلہ ملازمان دارا دربان جناب طبل جنگ بجوایا ہی کل نکلکر میدان آتش عناد و فساد مشتعل کریگا یہ کہکر ہلکارے تو پھر بہر خبر روانہ ہوئے اور ملکہ مہرخ نے توکلت علی اللہ کہکر بجواب طبل جنگ عدو نفیر سحر کو دم دیا یہان بھی طبل و بوق بجے ناقوس پھنکے ساحرون نے سحر کے جگانے کا سامان کیا مبارزون نے آلات جنگی کو درست کرنا آغاز فرمایا دربار مہرخ نے سویرے سے برخاست کیا ہر ایک بہادر اپنے اپنے مقام پر بہر آرام آیا تیاری لشکر پھر بیان ہوگی خواجہ کا ذکر کیا جاتا ہی کہ یہ بارگاہ مین اُٹھکر فکر مین عیاری کے روانہ ہوئے اور اسپفج اور ضیا بھی اس اندیشہ مین چلے لیکن خواجہ عمر قریب بارگاہ آتش فشان ہوکر بصورت مبدل ٹھہرے تھے کہ ایک خواص کو اُنھون نے دیکھا کہ وہ بارگاہ سے نکلکر کسی کام کو جاتا تھا یہ اُسکی ساتھ ہوئے اور ایک جگہ تنہائی پاکر اُسکو سلام کیا وہ بیچارہ نو وارد اِنکے فقرے کیا جانین اُسنے غریب سمجھکر جیب مین ہاتھ ڈالکر چند اوے نکالے اور کہا میان صاحب اسوقت یہ موجود ہین اُنھون نے ہنسکر کہا کہ مین یہ اوے لیکر کیا کرونگا مجھکو کچھہ آپ ہی سے عرض کرنا تھا اسلیے ساتھ چلا آیا اُسنے کہا فرمائیے کہا کہون کیا خاک مین تنہائی چاہتا ہون اور وہ آپ کے پیچھے کھڑے ہین یہ حال سنکر اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا اُنھون نے کمند ماری کہ وہ الجھکر گرا اُنھون نے گرتے گرتے اُسکے مُنھ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا برہنہ اُسکا لیکر اُسکو تو اُنھون نے کسی گڈھے مین ڈالدیا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوئے سر پہ پگڑی باندھی چکن پہنی بینی پاک کمر سے لگایا تھیلداری کے کنجیون کا شگوفہ لیکر رومال سے باندھا اور اُس رومال کو جیب مین ڈال لیا اور جو کچھ اسکے پاس روپیہ پیسا تھا وہ سب لیکر اندر بارگاہ کے آئے یہان دیکھا تو ایک ساحر کریہ المنظر سیاہ فام بد انجام مسند پر بیٹھا ہی اور شراب زہر مار کر رہا

خواجہ بھی اور خواصون کے ہمراہ کاروبار مین مصروف ہوئے اس عرصہ مین اُس نابکار نے پانی
طلب کیا کہ آب خاصہ لاؤ عمر جلد نمک سرکاری پانی مین ملا کر گیلاس تھالی جوڑ مین لگا کر سامنے اُسکے
لیگیا اُس ناہنجار نے گیلاس کو تو اُنکے ہاتھ سے لے لیا مگر جب پینے لگا منھ سے گیلاس لگاتے ہی ایک
ٹُھسکہ پیدا ہوا اور اُسنے ہاتھ مارا کہ گیلاس گرگیا اور وہ چلا پکارا کہ اس پانی مین دغا تھی خبردار ارادہ
پینے کا نہ کرنا عمر تو یہ رنگ دیکھکر بھاگا اور اُسنے فوراً ایک گولا اپنی جھولی سے نکالکر مارا کہ وہ گولا شق
ہوا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوکر جانب عمر دوڑا عمر نے بارگاہ سے باہر آکر گلیم عیاری کی اوڑھا
اس دھوئین نے نپایا عمر دل مین یاد دد دکتا ہوا پھر ظاہر ہوا اور وہ سحر ناچار ہوکر پھر آیا
اِدھر تو یہ سانحہ گذرا اُدھر چالاک بھی ایک خدمتگار کی ایسی صورت بنکر بارگاہ مین اس ساحر کے
گیا اب اُسکو کھٹکا پیدا ہوچکا تھا نگاہ گرم ہر ایک کو دیکھتا تھا بس چالاک کو اُسنے پہچانا کہ یہ بھی
کوئی عیار ہی خیال تھا اِدھر تو اسنے نگاہ سحر چالاک پر ڈالی اُدھر اُسکو گرمی معلوم دی چالاک بھاگا
آتش فشان نے للکار کر لینا منھ سے اُسکے شعلہ آتش نکلکر چالاک کو پکڑنے دوڑا یہ باہر بارگاہ کے جاچکا
تھا کہ شعلہ کو اُسنے اندر سے آتے دیکھا یہ گھبرا کر اور تو کہین نہ جاسکا ایک غار تاریک کنوئین کیطرح اُس جگہ
تھا اُسمین پھاندگیا اور یہ عیار اِسوجہ سے بھاگ آتے ہین کہ اُنسے منتخب کرکے ساحر اپنی خدمت کے
لیے رکھ لیتے ہین انھین کی ایسی صورت بنا کر جاتے ہین اور دوسرے اشخاص اور اپنے ملازمون کو
منع کردیا ہی کہ عیارون کے تعقب کرنے مین جان کا ضرر ہی تم انسے خبر ہونا غرض کہ وہ شعلہ پھر پلٹ کر
بجھ گیا اور چالاک اُسکے بجھ جانے کے بعد کچھ عرصے مین کنوئین سے نکلا اور جیسے ہی دو قدم چلا تھا کہ
ایک ساحر کو اُسنے جاتے دیکھا اور ساحر مذکور نے بھی اُسکو دیکھا اور سحر سے دریافت کیا کہ یہ بیشک
کوئی عیار ہی اِسکو پکڑ لینا بہتر ہی یہ سوچکر وہ ہنسا چالاک سمجھا کہ یہ مجھسے بدی کریگا بس بھاگا اور
ایک درہ کوہ مین در آیا لیکن سحر کے آگے انسان مشکل سے بھاگ سکتا ہی وہ ساحر بھی اُسی درہ
کوہ مین آیا اور ایک سحر اُسنے ایسا پڑھا کہ چالاک آپ سے اُسکے پاس چلا آیا وہ اُسکو لیکر جانب
لشکر حیرت روانہ ہوا قضاے کار رہبر قران عالی وقار درہ کوہ سے نکلکر ساحر بنے ہوئے چاندنی
کی سیر کررہے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ساحر کسیکو پکڑے لیے جاتا ہی یہ دیکھتے ہی للکارے کہ
ارے تو کون ہی اور کس شخص کو ہمارے مقام پر سے پکڑے لیے جاتا ہی اس ساحر کو تو حال قران کا

معلوم نہ تھا بس صاف صاف اُسنے کہدیا کہ مین اس عیار کو یسے جانتا ہون کہ اسنے ہماری مالکہ کو
یعنی عیاری پکڑنے کا ارادہ کیا تھا قران نے کہا اچھا تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم بھی تو دیکھ لین پھر تم لیجانا
یہ کہکر قریب جو اُسکے گئے تو دیکھا کہ چالاک ہی بس اُس ساحر کی تعریف کرنا شروع کی کہ بھائی تمنے
بڑے مفتری اور مفسد کو گرفتار کیا ہی اِسکا قید ہونا بہت دشوار تھا مگر یہ شخص جو تمھارے ساتھ
نہوتا تو اِسکا قید ہونا دشوار ہوتا وہ ساحر دوسرے کا نام سنکر گھبرایا کہ مین تو اکیلا آیا تھا یہ اور
کسیکو بتلاتا ہی دیکھو تو سہی کہ اور کون ہی یہ سوچکر پیچھے پھر کر اُسنے دیکھا قران نے پہلو پر سے
بغ امارا کہ سر پر اُسکے پڑا مغز پاش پاش ہوگیا بھیجا نکل گیا تڑپ کر ہلاک ہوا بیرون نے
اُسکے غل مچایا اور چالاک رہا ہوا قران نے کہا اے چالاک اب تم رات بھر اسی مقام پر رہو
اور تماشا اس ساحر کے لڑنے کا دیکھو لو پھر جیسا ہوگا ویسا سمجھ لینا چالاک قران کے پاس
رہا اور عمر کا بھی نیچہ اس شب کو آتش فشان پر قابض ہوا یہ بھی پھر کر چلا آیا لشکرون مین
رات بھر تیاری رہی جوان دلاور مثل گل گلزار ہوس پر کر جوش مثل شاخسار ہوا سے اُڑتے
تھے سوار ہونے پر تیار ہوئے خزانہ مثل خزائن گل اشرفی گلشن لشکر مین کھل گئے گھوڑے
برنگ لالہ داغی ہوئے ستکین ہاتھیون کی اسطرح رنگین ہوئین جیسے بہار گلہاے سرخ سے
رنگین ہوتے ہین چار آئینے یون شفاف تھے کہ جیسے چار نہر جوہر کی باغ مین ہوتی ہی نہر
کیطرح لرزنا کو دمبدم دم ملتا تھا تلوارین پانی کی لہرون کیطرح لہراتی تھین ڈھالین ہر ایک
گرداب نظر آتی تھین آبشار کوہ کیطرح جہلم مُنھ پر بہادرون کے کہتا تھا کہ زندگی حباب آسا کر
آب تیغ کا جو کوئی نم مین پیاسا ہی وہ ہی دلاور ہی بعد مرگ بھی نام آور ہی بکتر یون تن پر سجے
تھے کہ جیسے تاک کے عکس جوئبار گلشن پر پڑے تھے ایک طرف ساحرون مین سحر سے گلشن نیلون
ہرا ہوا تھا ابر جو سحر کے آئے تھے گویا دکلے ہزار رنگ کے موج ہوا کو پہنائے ہین
روے ہوا بھی زرہ پوش ہوا ہی بیرون کی صدا تھی یا ابر بھاری کڑکڑا آتا تھا برق دمبدم چمکتی
تھی سبزہ خوابیدہ چونک اٹھا تھا طائران سحر مثل بلبل کے زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک بہادر
شاد و خرم تھے کہ اشعار

ترسے وہ تیغ کہ فتنہ کار دہو سوے عدم		ٹلنین پشہ صدا فیل کی ہی در حمام

اگر وہ ہوئے علم اسکے سایہ کیے آگے
جو تیر سے تیر کے ہوتا وہ توڑ سے آگاہ
کرون مین وصف بسر کیا کہ تیری پشت پناہ
ترا سمند سبکرو ہی اسقدر کہ نہین
حضور اسکے کڑک برق کی بہے پانی

عجب نہین سپر افگن ہون آکے رستم و سام
کمان کے گوشہ سے آتا ترے کھنچا بہرام
علی بہر صف میدان ہی جسکے سب ہین غلام
بغیر خانۂ زین اسکے خانہ آرام
عنان اچکتے آیسہ گراین وہ گرم خرام

غرض رات بھر شورش و ہنگامہ آراستگی لشکر رہا صبحدم طبل و نفیر بجے ساحر تخت و افسر در وطاؤس پر چڑھکر در دولت پر گئے تب مہرخ ذی عزت کے آئی مہرخ بھی لباس فرمانروائی سے آراستہ تخت پر سوار برآمد ہوئی ہر ایک نے پایہ تخت کو بوسہ دیا مجرا سلام ہر ایک کا ہوا پھر کوس و دہل گرجتے اور بجتے جانب جنگاہ یہ سب دلاور ریئس عیار بھی بھر تماشا ساتھ ہو گئے کسیطرف سے سواری برنگ باد بہاری ملکہ بہار کے پیدا ہوئی فوج جسکو دیکھا رشید ہوئی ابر سرخ سر پر چھایا ہوا اسمین سے پھول گرتے ملکہ بہار جوڑا نافرمانی پہنے ملتے پر افشان جیسی ہوئی گلدستہ سامنے رکھے ہوئے تخت کو سونے کی پتلیاں اٹھائے گرد و پیش خواصان زرین کمر کا ہجوم غرضکہ انتہا کی دھوم اسیطرح ملکہ مخمور اپنے حسن و خوبی سے بھرپور تخت پر سوار گرد اسکے پریوں کی قطار ریختانہ طائران سحر پر لدا ہوا ہر ایک ملازم مست مخمور بنا ہوا مخمور بھی دھانی جوڑا گلے مین پہنے نیلم تمام جواہر دوز گہنا سب جواہر کا عشرت اندوز بہاران زیب و زینت روانہ بہر جمال نافرمان اور طاؤس کلہ کہانتک انکے خوبیان ہون یہ سب ماہ سپہر شجاعت و خورشید آسمان جلادت میدان جنگاہ مین آکر پہونچین اسطرف سے دو لاکھ ساحر کا پرا ہمراہ لیے ہمہ تن شعلہ بنا ہوا آتش فشان ایک توسن آتشین پر سوار وارد میدان کارزار ہوا ہزار ہا دہل اور دمامے بجنے لگے نقاروں کی آواز نے گنبد فلک مین ہلچل ڈال دی آگ چارطرف برسنے لگی ساحران مہرخ نے اس آگ کے جواب مین باران سحر برسایا کہ گرد و غبار میدان بیٹھا آگ کو بجھایا پھر جنگل سب صاف ہوا ہر ایک عازم مصاف ہوا نقیبون نے نکلکر نقابت کے میمنہ و میسرہ و قلب جناح صفین آراستہ ہوئین بعد صفوف آرائی جانبین آتش فشان آگ سے نکلا اور ڈنڈوت کر کے سامری کو دیر تک پکارا کیا پھر جے استاد کی بول کے خود اپنی گھوڑے کو وسط میدان مین نکالا اور نیرنگی سحر دکھا کر خوب

گرما کر للکارا نعرۂ مہیب مارا کہ ای فرقۂ نمک حرام سخن ناشنو بھلا آؤ تو میرے مقابلہ کو یہ صدا سنکر
مہرخ نے بھی اپنے لشکر کے داہنے بائین نگاہ کی ایک ساحر لالہ رخ جادو حسین و خوبرو سامنے آکر
اجازت خواہ ہوا کہ غلام جاکر کام اس کافر کا تمام کرتا ہے مردان عالم مین نام کرتا ہے ملکہ نے اُسکو دعا
دیکر رخصت کیا جب وہ بہادر سامنے اُس خیرہ سر کے پہونچا ہیولن ارادہ کو اپنے گرما کر طالب حرب
و ضرب ہوا اُس دغا شعار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی چمک کر اُس بیچارے کے سر پر
گری ہر چند اسنے رد کیا لیکن جانبر نہوا دو ٹکڑے ہوکر گرا صدا اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور
اور اُس موذی نے پھر نعیب مبارزطلبی دی ایکی مرتبہ ملکہ زلزلہ جادو نے نکلکر اجازت لی اور
سامنے اُسکے آئی اور جب حربہ اُسنے طلب کیا اُس خیرہ سر نے ایک ہاتھ تلوار کا سحر پڑھکر مارا کہ
زلزلہ کے سر پر تلوار پڑی یہی ایسی ساحرہ تھی جو بچ گئی ورنہ دو ٹکڑے ہوتے لیکن شمشیر آبدار
تا دو ابرو اُسکے اُتری اِسنے داستانہ مارے کہ تلوار نکلگئی اور آپ سحر ایسا پڑھا کہ لہو سر سے
نکلنا بند ہوگیا اور طاؤس سے کود کے غرق زمین ہوگئی لزران جادو کو تاب باقی نرہی
اُسنے اگر ناریج سحر اُسپر مارا وہ حقیقت ساز خم دیتا ہوا نکلگیا اُسوقت آتش فشان کو غصہ آیا
اور تیغہ کھینچکر لگایا کہ شانہ لزران کا جھول گیا اُسنے بھی جلد سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا
لیگیا اُسوقت تو برا لشکر اسلامیان کا بند ہوا اور فوج کو بیدل دیکھکر مہرخ نے خود ارادہ جنگ
کیا تمام لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے سردار سب پا پیادہ ہوکر دوڑے اور عرض کیا کہ گو لشکر
بیدل ہے لیکن ہم جان نثاری کو حاضر ہین سردارون کو ملکہ موصوف نے بسہل و آسانی
شفقت و دلاسا دیکر رخصت کیا اور آپ مقابلہ حریف مین آئی اور اُسکی تلوار کو رد کرکے
اُسنے تلوار ماری کہ آتش فشان تو اُڑ گیا لیکن مرکب اُسکا دو ٹکڑے ہوا اُسوقت آتش فشان
جھلاکر دوڑا ملکہ یاقوت کو تاب نرہی پنجہ سحر پکڑکر سد راہ ہوئی اور آتے ہی اُسنے ایکہاتھ
آتش فشان پر لگایا وہ تو مخاطب مہرخ کی طرف تھا پنجہ اسکا اُسپر پڑا مگر وہ ایسا زبردست
ساحر ہے کہ تھرکا ہوگیا تلوار یاقوت کی کارگر نہوئی اور اُسنے پھر کر جواب مین پنجہ کے تلوار
ماری یاقوت زخمی ہوگئی ملکہ مشکین کی آنکھ مین خون اُتر آیا اور اُسنے سامنے آکر ایک پیکان
تیر مارا وہ پیکان بھی خالی گیا کچھ اثر پذیر نہوا کیونکہ اُسنے جسم اپنا فولاد کا کرلیا تھا اور اُسنے ایک

تیغہ سحر کا اسپر بھی لگایا کہ یہ بھی زخمی ہو گئے اب یہ سب مع مہرخ کے صف لشکر مین اپنے زخمی
ہو کر پھر آئے اور آتش فشان بھی میدان سے ہٹکر کھڑا ہوا اور جو کوئی اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے
مار لیا یا زخمی کر دیا جب بہت سے سردار زخمی ہو گئے اُسوقت ناچار ہو کر ملکہ غبار آتگیز
طاؤس سوار اور رعد و برق نے نکلنے کا عزم کیا اور رعد نے تو راہ کیلی پھر ندیکھی اور
دوڑ کر ایک چیخ ماری لیکن آتش فشان کو کچھ اثر نہوا اوپر سے برق چمک کر گری آتش فشان
نظر سے غائب ہو گیا یہ بھی دونون پھر آئے غبار آتگیز نے جب رعد و برق کو مجبور دیکھا
آپ ایک مشت غبار زمین سے لیکر سحر دم کر کے آگے بڑھی اس عرصہ مین آتش فشان
پھر ظاہر ہوا اور پکارا کہ اے ملکہ مہرخ مین نے تم لوگون کی لڑائی بخوبی دیکھی دور کی دھول
سہاؤنی تمتو کسی قابل بھی نہین ہو ابھی چاہون تو تمکو ہلاک کر ڈالون اور گرفتار کرون
لیکن اتنا دن اور ایک رات اور مہلت دیتا ہون جاؤ اور آپس مین مشورہ کر کے
اطاعت بادشاہ طلسم کی اختیار کرو ورنہ کل مین تم سبکو روز بد دکھا دونگا خاک و خون
مین سُلا دونگا یہ کہکر اپنے لشکر مین طبل امان بجوا کر پھرا مہرخ نے طبل آسایش بجایا اور
بازگشت فرمائی لشکری بستروں پر آکر آرام پذیر ہوئے زخمیون کی تیمارداری شروع ہوئی
مہرخ بارگاہ مین آکر بیٹھی عمر بھی کرسی پر اپنی آکر متمکن ہوا اور ملکہ برق جادو سے کہا کہ
کیون اے برق آج تو تم سے بھی کچھ نہو سکا اسکی کیا وجہ تھی برق نے کہا خواجہ اُس موئے کو
سحر کچھ خاک بھی نہین آتا ہی مگر اس سلسلہ پر وہ نازان ہی کہ اُسکے پاس ایک زنجیر ہی اسطرح کی
کہ جیسے عورتین کنٹھا گلے مین پہنتی ہین چنانچہ وہ زنجیر سونے کی ہی کہ ہر وقت وہ اُسکے گلے مین
رہتی ہی اور وہ زنجیر سامری و جمشید کے گلے کی ہی پس اگر وہ زنجیر اُسکے پاس نہوتی تو مثل سگ
نجس کے مین اُسکو مار ڈالتی اور اُس زنجیر کا حال سوائے میرے کوئی جانتا بھی نہین ہی سب یہی
جانتے ہین کہ آتش فشان ساحر زبردست ہی اور مین اِسوجہ سے جانتی ہون کہ ایک دن یہ
میرے مکان پر آیا تھا وہان کچھ تحفون کا ذکر چلا مین نے بیان کیا کہ ہمکو سحر سیکھنے مین خداوند
سامری نے یہ عنایت فرمایا کہ ہم برق بنجاتے ہین اُسوقت اُسنے بھی بیان کیا کہ میرے پاس یہ
زنجیر ہی کہ جسکے بدولت مین ساحران عالم پر ممتاز ہون مین نے یہ سنکر دریافت کیا کہ اے

آتش فشان یہ زنجیر اگر کوئی لینا چاہے تو اسکو مل سکتی ہی یا نہین اُسنے بیان کیا کہ ہان مل سکتی ہی لیکن کوئی ساحر ان کلمات کو سحر کے علیٰحدہ پڑھا جاے اور دوسرا شخص میرے گلے سے اوتارے تو بیشک اُتر آئیگی اور دوسرے کو ملجائیگی خواجہ نے کہا پھر اے برق تم تو اس سحر کو جانتی ہو الگ کھڑی ہوکر پڑھو اور مین جاکر زنجیر اُسکے گلے سے اُتار لون کیون اے ملکہ پھر تو کوئی دغدغہ باقی نرہیگا برق نے کہا کہ کوئی خوف پھر نرہیگا اور مین تمکو مار لونگی عمر نے کہا کہ پھر آج تو ہم خود تنہا بھی کوشش کرتے ہین شاید زنجیر ہاتھ آجائے نہین توکل برسر میدان تو لے ہی لینگے برق نے کہا کہ بغیر سحر پڑھے اس زنجیر کا اُترنا مشکل ہی آپ ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین عمر نے کہا نہالی بیٹھے بیٹھے دم بھی گھبراتا ہی شغل ہی سہی یہ کہکر مصروف شراب خواری ہوا جب زنجیر شعاع مہر گردن روزگار سے اُتری اور کہکشان کا توڑا شاہد شب نے گردن مین پہنا کر ابیات

خون دل صاف کاشف اسرار	ہم فروغ ضمیر شب بیدار
لطف چرخ بلند پیشانی	دیدۂ مہ نے کی نگہبانی

سر شام بحکم آتش فشان ناکام نفیر سحر کو دم ملا لشکر مین طبل جنگ بجا ہلکارے خبر لیکر خدمت مہرخ مین آگئے اور خبر نواخت طبل جنگ عرض کنان ہوے اسطرف بھی طبل جنگ بجا بدستور قدیم تیاری آلات حرب وضرب آغاز ہوئی دلاورون مین لیکن آج کی شب کو بیم وہراس طاری تھا کہ یہ ساحر کسی سے زیر ہی نہین ہوتا ہی دیکھیے کہ خدائے اکبر نے کیا چاہا ہی غرضکہ ہتھیار صاف ہونے لگے ہر شخص مصروف کاروبار درستی اسباب جنگ ہوا طالب نام وننگ ہوا اور خواجہ عمر بارگاہ مین سے اُٹھکر صورت اپنی ساحر کی ایسی بناکر قریب بارگاہ آتش فشان آئے اُسنے اپنی بارگاہ کے گرد چند پُتلے برائے نگہبانی سحر کرکے معین کیے تھے کہ وہ جو کوئی آئے اُسکے آنے کی خبر کردین چنانچہ عمر نے چاہا تھا کہ مین اندر بارگاہ کے جاؤن ایک پُتلے نے پکارکر کہا کہ خبردار ہوجانا بڑا چوٹا آتا ہی جو عمر کہلاتا ہی عمر نے جو یہ آواز سُنی سمجھا کہ برق کا کہنا درست ہی بیکار دوڑ دھوپ کرنے سے کیا فائدہ ہی بس یہ اُلٹے پاؤن پھرا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا اسیطرح اور عیار بھی گئے پُتلون نے پکار پکار دیا کہ ہوشیار ہو جاؤ چوٹے کے چوٹے آتے ہین او عیار بھی بے نیل مقصود واپس آئے اور عمر جو پھر کر آیا سیدھا خیمہ مین برق جادو کے گیا اور اُس سے مشورہ کیا کہ کل اِسیطرح مقابلہ کرنا چاہیے کہ رعد جادو تو جنھین مارے اور ایک سردار چار پانچ ہزار جادوگر لیکر آتش فشان پر گرے اور اُسکے لشکر پر

بھی حملہ کرے اور تم بھی اُسپر گرو اور سحر بھی پڑھتے جاؤ اور مین جاکر عیاری کرون اور زنجیر گلے سے
اُتار لاؤن برق نے عرض کیا کہ انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا جیسا آپ فرماتے ہین پس برق نے
ایک سردار کو اپنے لشکر کے بلایا اور اُس سے کہا کہ کل جب ہم مان بیٹی لڑنے کو نکلین اُسوقت
تم پانچ ہزار آدمی سے آکر آتش فشان پر حملہ کرنا اور اُسکے لشکر پر بھی گرنا خبردار اسمین فرق
نہو وہ سردار اس بات پر آمادہ ہوکر اپنی جگہ پر گیا اور خواجہ بھی آکر کہین ٹھہرے رات بھر لشکرون
مین ویسا ہی غلغلہ برپا رہا پرعنتین پڑھی گئین منترون کے جاپ رہے ہتھیار رصاف ہوا
کیے جب زمانہ شعلہ افروزی مہر تابناک قریب آیا اور فراش شب نے کنولہائے کواکب کو بارگاہ
افلاک سے بڑھایا کہ نظم

دھرا گردون نے تاج مہر سر پر	ہوا رونق فزا تخت سحر پر
اُجالا چاندنی سے بڑھکے چھایا	ستارے کیا قمر نے منھ چھپایا

صبحدم مہرخ عالیشان اپنا لشکر بڑے سامان سے لیکر جانب رزمگاہ روانہ ہوئی اور نہایت
احتشام سے وارد دشت مصاف ہوکر برائے جنگ وجدال صف کشی کی اس سمت سے آتش فشان
اپنے ساحران بے ایمان کو ساتھ لیے ہوئے آیا اُن گمراہون نے بھی پرا جمایا صفین مترتب ہوئین میدان
پاک وصاف ہوا اور آتش فشان گھوڑا اپنا بڑھا کے میدان مین آکے بعد نیرنگی سحر دکھانے کے پکارا
کہ اے ملکہ مہرخ کل تو تُنے دو دو چار چار ساحرون کو مجھ اکیلی سے لڑوایا اب آج اکیلی بھی مجھے پرواہ
نہین ہی تم چاہو سارا لشکر لیکر مجھ پر ٹوٹ پڑو جب بھی میرا کچھ نکر سکو گی اچھا جسطرح تمھارا جی چاہے
میرے مقابلہ مین آؤ یا کسیکو بھیجو یہ نہیب اُسکا دینا تھا کہ عمر نے برق کی طرف اشارہ کیا برق اور
رعد دونون نکلکر چلے اور وہ سردار جس سے کہہ رکھا تھا پانچ ہزار آدمی سے ایک طرف کو روانہ ہوا اس
عرصہ مین عمر بھی ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر مرکب پر چڑھکر چلا خلاصہ یہ کہ اول رعد نے جاکر بڑے
زور سے چیخ ماری آتش فشان ہنسا اور چاہتا تھا کہ اُسکو گرفتار کرے اوپر سے برق چمک کر
گری وہ برق کو آتے دیکھکر غائب ہوگیا اب جو زمین سے نکلا وہ سردار پانچ ہزار سے آکر گرے
آتش فشان گھبرایا کہ کسکو کسکو جواب دون اور اُن لڑنے والون نے نارنج ترنج ناریل حربہ
سحر کے مارنا شروع کیے اُسوقت تو اُسکے لشکر کو بھی تاب باقی نرہی وہ بھی دوڑ پڑے آپسمین جنگ

مغلوبہ کا سامان ہوا جب تو عمر گھوڑا اپنا بڑھا کر سامنے آتش فشان کے آکر للکارا کہ او خیرہ سر کہان جائیگا
ہمارے ہاتھ سے اسنے چاہا کہ اسپر تلوار مارون عمر جست کرکے اول تو زمین پر اتر پڑا اور اسکے مرکب
کی پیٹ کے نیچے پہونچا وہ جھک کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرتا ہی وہ تو جھانکتا تھا کہ عمر دوسری جست کرکے
اسکے گھوڑے کی پیٹھ پر پیچھے اسکے آیا گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک ٹھیسک اسنے لگائی
ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اُتار لینے کا ہی پڑھنے لگی اور آتش فشان پیچھے پھرنے لگا کہ یہ عجب
طرح کا ساحر ہی کہ گاہے گھوڑے کے نیچے کبھی پیٹھ پر آتا ہی وہ تو پیچھے پھرنے لگا پچاس ساٹھ ساحر جو پہلے
سے گرا ہوا تھا اُسپر حربہ لگانے لگا اسکے روکنے مین بھی وہ مشغول ہوا اور عمر کی بھی فکر کرتا تھا ایک
طرف رعد چیخ رہا تھا لشکر لڑ رہا تھا آگ پتھر برس رہے تھے ایسی جنگ بھی اُسنے کبھی نہ دیکھی تھی ایسی
گھبراہٹ مین چاہتا تھا کہ غائب ہوجاؤن اور سنبھلکر لڑون کہ عمر نے بہت زبردست مقراض سے
زنجیر اُسکی گردن سے کاٹی وہ کھل کر گردن سے اُسکے پیٹ پر آئی وہ سمجھا کہ یہ ساحر جو گھوڑے کے پیچھے
پر بیٹھا ہی اُسنے کوئی چیز سحر کی میرے پیٹ پر ڈال دی ہی بس یہ سمجھکر ہاتھ جو مارا زنجیر کو نوچکر نیچے
گھوڑے کے پھینک دیا ساتھ ہی عمر بھی گھوڑے سے کودکر زنجیر پر آیا اور اُسکو لیکر نعرہ کرکے بھاگا
کہ منم عمر عیار نامدار جب یہ زنجیر لیکر بھاگا مہرخ سب فوج لیکر آگری مار سحر کی اور ہتھیارون کی شروع
ہوئی مگر اول رعد جادو قریب آتش فشان آکر چیخا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا اوپر سے برق
جو کڑکڑا کر گری اُسکو کاٹ کر زمین مین در آئی شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور برق آڑی ترچھی
ہوکر لشکر پر گرنے لگی رعد چیخیں مارنے لگا ہزارون ساحرون کا سر پھٹا اور برق نے جلا دیا
مہرخ اور بہار نے بہتون کو خاک و خون مین لٹا دیا تا دیر بڑے زور شور سے تلوار چلی یہ حال ہوا کہ اشعار

یلانے کہ بودند خنجر گذار — بگشتند پیرامن کارزار
ز زخم دو شاہان پیکار جوئے — ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے
ہمین این بدان گفت ہم آن بدین — چو دریاے خون شد سراسر زمین
ز رخشندہ پیکان و تیر عقاب — ہمی دامن اندر کشید آفتاب
ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت — تو گفتی سپہر روان باز گشت
ز بادوز خورشید و شمشیر تیز — نہ آرام بود و نہ راہ گریز

آخرکار سپہ سالاران لشکر آتش فشان نے طبل امان بجوایا اور بھاگ کر اپنی جان بچائی مہرخ نے فتح و
نصرت لشکر لیکر پھری اور وہ فوج ہزیمت خوردہ سیدھی بھاگ کر دریائے خون رواں کے پار اتر گئی وہاں
سے کچھ لوگ تو خدمت افراسیاب میں آئے اور بہت سے اپنے ملک کی طرف جو افراسیاب
کے پاس آئے سب حال شکست کی انکا سامنے شاہ طلسم کے بیان کیا بادشاہ کا غصہ ایک سے سو
حصہ زیادہ ہو گیا اور کہا تم جاؤ جلد آتش فشان کے بھائی سحر افشاں جادو کو میرے پاس
بھیجو وہ سب مرخص ہو کر قلعہ زر افشانیہ میں آئے سحر افشاں جادو کو فوج جو پہلے پھر آئی تھی
اس سے مارے جانیکا اپنے بھائی کے حال معلوم ہوا تھا بہت اسنے غم کیا تھا اب بموجب حکم بادشاہ طلسم
لشکر اپنے ہمراہ کسیقدر لیکر باغ سیب میں آیا بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی خلعت پایا اور اپنے بھائی کو
یاد کرکے رویا بادشاہ نے تسکین دی اور فرمایا کہ اب تم جاؤ رعد جادو اور اسکی مادر برق جادو
نے بشراکت عمر تمھارے برادر کو قتل کیا ہے انکو قتل کرکے قصاص اپنے بھائی کا لو یہ کہکر ایک نامہ
ملکہ حیرت جادو کو بھی لکھا کہ حال اسکا بیان ہوگا القصہ سحر افشاں بڑے کروفر سے طبل و بوق
بجاتا ہوا لشکر اپنا درست کیے دریائے خون رواں سے پار اترا یہاں ملکہ حیرت کو بھی خبر آتش فشاں
کے قتل ہونے کی معلوم ہوئی تھی اور وہ نہایت رنج میں افسوس کر رہی تھی پریشان خاطر بیٹھی تھی
کہ مصور جادو نے اسکو مضطر دیکھکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں اور کسیطرح کا رنج و غم نکریں میں اب
چند روز میں مہرخ کو مع اسکے لشکر کے غارت کیے دیتا ہوں مصور تو حیرت کی تشفی خاطر اور
دلجوئی کر رہا ہے اور اسطرف عمر کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ چلکر بارگاہ حیرت میں دیکھو تو سہی کہ اب
کیا تدبیر ہو رہی ہے یہ سوچکر اپنے مقام پر سے چلا اور بصورت مبدل دروازۂ بارگاہ پر آیا یہاں
دیکھا تو ایک خدمتگار قلمدان لیے ایستادہ ہے اور اندر جانے کا جب ارادہ کرتا ہے لوگ اسکو اندر نہیں
جانے دیتے ہیں اور ان سب کو یہ خیال ہے کہ کہیں یہ عمر عیار نہو عمر نے یہ ماجرا دیکھکر دربانوں سے کہا
ارے بھائیو آپس میں حجت و تکرار نکرو اسکو جانے دو ایسا نہو کہ وہاں قلمدان کی خواہش ہو تو اس
بیچارے پر مفت میں عتاب آئے یہ کہکر اس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کونے میں لے گیا وہاں
لیجا کر اسکو تو بیضۂ بیہوشی مار کے بیہوش کر دیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر پیرہن اسکا پہنکر قلمدان
ہاتھ میں لیکر آیا دربانوں کو تو پہلے ہی سمجھا چکا تھا بے خطر سیدھا اندر بارگاہ کے داخل ہوا اور سا

مغلوبہ کا سامان ہوا جب تو عمر گھوڑا اپنا بڑھاکر سامنے آتش فشان کے آیا للکارا کہ او خیرہ سر کہان جائیگا
ہمارے ہاتھ سے اُسنے چاہا کہ اُسپر تلوار مارون عمر جست کرکے اول تو زمین پر اتر پڑا اور اُسکے مرکب
کی پیٹ کے نیچے پہونچا وہ جھک کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرتا ہی وہ تو جھانکتا تھا کہ عمر دوسری جست کرکے
اُسکے گھوڑے کی پیٹھ پر پیچھے اُسکے آیا گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک تنک اُسنے لگائی
ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اُتار لینے کا ہی پڑھنے لگی اور آتش فشان پیچھے پھرنے لگا کہ یہ عجب
طرح کا ساحر ہی کہ گاہے گھوڑے کے نیچے کبھی پیٹھ پر آتا ہی وہ تو پیچھے پھرنے لگا پچاس ساٹھ ساحر جو پہلے
سے گرا ہوا تھا اُسپر حربہ لگانے لگا اُسکے روکنے مین بھی وہ مشغول ہوا اور عمر کی بھی فکر کرتا تھا ایک
طرف رعد چیخ رہا تھا لشکر لڑ رہا تھا آگ پتھر برس رہے تھے ایسی جنگ بھی اُسنے کبھی نہ دیکھی تھی ایسی
گھبراہٹ مین چاہتا تھا کہ غائب ہو جاؤن اور سنبھلکر لڑون کہ عمر نے بہت زبردست مقراض سے
زنجیر اُسکی گردن سے کاٹی وہ کھل کر گردن سے اُسکے پیٹ پر آئی وہ سمجھا کہ یہ ساحر جو گھوڑے کے پیچھے
پر بیٹھا ہی اُسنے کوئی چیز سحر کی میرے پیٹ پر ڈال دی ہی بس یہ سمجھکر ہاتھ جو مارا زنجیر کو نوچکر نیچے
گھوڑے کے پھینک دیا ساتھ ہی عمر بھی گھوڑے سے کودکر زنجیر پر آیا اور اُسکو لیکر نعرہ کرکے بھاگا
کہ منم عمر عیار نامدار جب یہ زنجیر لیکر بھاگا مہرخ سب فوج لیکر آ گری مار سحر کی اور ہتھیارون کی شروع
ہوئی مگر اول رعد جادو قریب آتش فشان آکر چیخا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا اوپر سے برق
جو کڑککر آ گری اُسکو کاٹ کر زمین مین در آئی شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور برق آڑھی ترچھی
ہوکر لشکر پر گرنے لگی رعد چیخین مارنے لگا ہزارون ساحرون کا سر پھٹا اور برق نے جلا دیا
مہرخ اور بہار نے بہتون کو خاک و خون مین لٹا دیا تا دیر بڑے زور شور سے تلوار چلی یہ حال ہوا کہ اشعار

یلانے کہ بودند خنجر گذار	بگشتند بیرامن کارزار
ز زخم دو شاہان پیکار جوئے	ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے
ہمین این بدان گفت ہم آن بدین	چو دریائے خون شد سراسر زمین
درخشندہ پیکان و تیر عقاب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب
ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت	توگفتی سپہر روان باز گشت
ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز	نہ آرام بود و نہ راہ گریز

مین آیا ہرکارون نے لشکر مہرخ کی خبر جاکر مہرخ سے کہی ادھر بھی طبل جنگ جواب مین بجا تمام دن جو
باقی تھا طبل و بوق دونون جانب بجا کیے جب لشکر شام ظلام خورشید زرین قام پر آکر حملہ آور ہوا اور فوج
ضیا سے خورشید نے غار مغرب مین جاکر منہ چھپایا کہ اشعار

حنائی رنگ کا دے ساقیا جام	گرا خورشید پر پھر لشکر شام
صف آرا پھر ہوئی فوج ستارہ	سر انجم ہوا پھر آشکارا

شام کو لشکری دو جانب کے تو سحر جگانے لگے دربار برخاست ہوئے دوڑ و بجنے لگا جابجا ہونے
لگی لیکن سحر افشان ایسا کچھ رنجیدہ خاطر تھا کہ اپنی بارگاہ مین بیٹھکر شطرنج کھیلنے لگا اور دون
کی باتین نشہ مین کرتا تھا کہ کل صبحکو مین سب لشکر حریف کو مات کردونگا اسطرح کی لاف زنی کر رہا
تھا کہ یکایک خبر ہوئی گیسوے بن شہاب تشریف لائے ہین یہ گیسوے بن شہاب چالاک ہی کہ
صورت گیسو کی ایسی بدلکر آیا ہی غرض خبر سنکر سحر افشان نے اُسکا استقبال کر آیا اور بڑے تپاک
سے اُسکو لاکر مسند پر زر پر بٹھایا اور کہا آپ نے سرفراز فرمایا جو اسوقت رونق افروز کاشانہ
غریب ہوئے میرا بھی دل آپ کی ملاقات کو بہت چاہتا تھا خوب ہوا جو ملازمت ہو گئی یہ کہکر دو
ایک جام شراب اور پیے اور گیسو کو بھی دیے گیسو نے آنکھ بچا کر اوڑھل دیے پھر سحر افشان باتین
لاف زنی کی کرنے لگا گیسو نے کہا کہ بھائی صاحب ہمارے نزدیک تو یہ امر ہی کہ اگر عمر مارا جا
تو البتہ لطف لڑنے کا ملے اور جرأت کا مزا حاصل ہو وگرنہ یہ سب باتین بیکار ہین ای برادر
کیا مجال ہی کسیکی کہ جو کوئی لشکر مہرخ کے ایک ادنے ملازم کو بھی بچشم قہر نگاہ بھر کر دیکھ سکے بولا سے
سحر افشان نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہان بھائی مین نے بھی اُس نا عیار کی ایسی ہی تعریف سُنی ہی کہ کیا
وہ کسی ساحر کو زندہ نہین چھوڑتا ہی گیسو نے کہا نہین جو لڑنے آیا مارا گیا اُسنے کہا اچھا تو بتلائیے
کہ آپ آجتک کیونکر زندہ رہے اور اُسکی ہاتھ سے کیونکر بچے کیا آپ نے کوئی سحر ایسا تیار کیا ہی کہ اُسکی
تاثیر سے محفوظ ہین اور وہ آپ پر قابو نہین پاتا ہی اگر درحقیقت یہی بات ہی تو پھر آپ احسان کرکے
وہ سحر مجھکو بھی بتلائیے تاکہ مین بھی اُسکے شر سے بچا رہون بملاحظہ زمانہ تک نہین تو ایک ہی بات
سہی پھر تو مین خاتمہ سبکا کر ہی دونگا گیسوے بن شہاب نے کہا اگر مین اسطرح سے اپنے تئین
نہ بچاتا تو اتبک ہڈیان بھی میری گل جاتین وہ کب کا مجھکو مار ڈالتا خیر خاطر تمھاری بہر صورت مجھکو

منظور ہے اور مین اپنا دوست صادق آپکو جانتا ہون آپ ذرا علحدہ چلین تو مین آپکو بھی اُس سحر کا
انچھر اور اُسکی بھینٹ بتلا دون بھلا تم بھی کیا یاد کروگی کہ نہ بتایا بلائے سحر افشان یہ باتین سُنکر
خوش ہوا اور گیسو کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ مین لیگیا اور کہا ابتو اس مقام پر کوئی نہین بتلائیے
گیسوے بن شہاب نے ایک پھول نہایت خوش رنگ تر و تازہ نایاب زمانہ اپنے پاس سے
نکالا اور کہا دیکھیے سحر تو مین اور کچھ نہین کرتا ہون لیکن یہ پھول جمشیدی گلدستہ کا ہے مجھکو یہ شکل تمام
ملا تھا مین اسکو سونگھ لیتا ہون اُسکی تاثیر سے نہ تو بیہوشی مجھپر تاثیر کرتی ہے اور نہ کسی کی عیاری کارگر
ہوتی ہے اور اگر کوئی عیار میرے سامنے آبھی جاتا ہے تو مجھکو خود بخود حال اُسکا ظاہر ہوجاتا ہے پوشیدہ
وہ نہین رہ سکتا ہے اگر تمھارا جی چاہے تو آجکی شب کے لیے اُسکو سونگھ لو کل پھر مین تمکو آکر
سنگھا جاؤنگا بلائے سحر افشان نے یہ تقریر سُنکر وہ پھول اُسکے ہاتھ سے لیکر سونگھتے ہی تڑاق سے
چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گرا چالاک نے اُسکو اور زیادہ بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہوکر
سراپردہ چاک کرکے صاف بیے ہوئے چلا گیا یہ تو اُسکو لیکر چلا اِدھر صرصر شمشیرزن کا ماجرا سُنیے کہ
اُسکو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آج کی شب تو ملکر کوئی عیاری کر کیونکہ تو تھک کر بیٹھ رہی ہے کوئی عیاری
اُسکو کی ہی نہین آج برق جادو کو بن پڑے تو پکڑ لا بس یہ سوچکر اپنے مقام پر سے چلی اور راہ مین
اُسنے برق فرنگی کی ایسی صورت بنائی اور سیدھی خیمہ مین ملکہ برق جادو کے آئی یہ عیار تو ہر وقت
آتے ہی جاتے ہین انکو کون روک سکتا ہے عیار کو بھی کسی نے نہ روکا اور اُسنے اندر آتے ہی دیکھا کہ ملکہ
برق پلنگڑی پر آرام کر رہی ہے اُسنے برق عیار کو دیکھکر پوچھا کہ کیون بھیا خیر تو ہے اِسوقت کدھر
آئے اُسنے کہا کہ خواجہ سلامت نے کچھ کہلا بھیجا ہے سو آپ ذرا علحدہ چلکر سُن لیجیے برق جادو نام
خواجہ کا سُنکر فوراً اُٹھی اور بمقام خلوت مین برق نقلی کو لیکر آئی اُسنے وہان آتے ہی بیضہ بیہوشی
اُسکے مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسنے بھی پشتارہ اُسکا دوش پر رکھا اور قنات چاک کرکے نکلکر
جانب صحرا مین لشکر سے نکلکر پہونچی اُدھر سے چالاک پشتارہ سحر افشان کا لیے آتا تھا راہ مین
دونو سے ملاقات ہوئی اور صرصر کو یقین ہوا کہ چالاک سحر افشان کو لیے جاتا ہے اور
چالاک کو بھی ثابت ہوا کہ صرصر کسی سردار کو ہمارے یہان سے لیے جاتی ہے بس اُسنے للکارا
کدھر جانا جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہے مین دشمن تیری جان کا آپہونچا صرصر نے بھی نعرہ کرکے

نیچے کھینچا اور پکاری کہ اگر تو آیا ہی تو میرا کیا کریگا اب دونون مین تیغ زنی آغاز ہوئی اور لڑتے لڑتے
دونون نے اپنے دل مین خیال کیا کہ پشتارے یا تو زمین پر رکھدیا یہ کہ ایک شخص دوسرے پشتارے پر
اسطرح تیغ ماری کہ گرد پشتارے کی کھلجائے اور مالک رہا ہوجائین یہ سوچکر دونون نے ہاتھ تلوار کا
پشتارون پر جو مارا تو دونون پشتارے کٹ گئے ادہر برق جادو اور بلائے سحر افشان کھلکر گرے اور
دونون کو ہوا جو لگی ہوشیار ہوگئے اور اٹھکر سمجھے کہ عیارون کا مقدمہ ہی ہم نہ بولین تو اچھا ہی بس یہ دونون
اڑکر اپنے اپنے مقام کیطرف چلے گئے بعد کچھ عرصے کے صرصر گھبرائی اور سمجھی کہ لڑائی مین عیار کے ہاتھ سے زخمی
ہوجاؤنگی اب مجھکو نکلجانا چاہیے یہ سوچکر اسنے چالاک سے کہا کہ او جوانامرد معلوم ہوا کہ تو دوسرے کے بھروسے
پر میرے ساتھ لڑرہا ہی اور یہ وہی مجھکو لڑاتا ہی چالاک نام دوسرے کا سنکر گھبرایا کہ مبادا اسکا کہنا ٹھیک ہو اور
کا فقرہ سمجھے اور کوئی اور عیار تیری گھات مین ہو بس یہ خیال کرکے اسنے پیچھے پھرکر دیکھا صرصر تو جست کرکے اتنے
ہی عرصہ مین سامنے سے کافور ہوئی اور چالاک بھی ناچار ہوکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا ادہر برق
جادو اپنے خیمہ مین آکر سو رہی اور سحر افشان اپنی بارگاہ مین آیا رات بھی دوا دوش مین تمام ہوچکی تھی
اور وہ وقت تھا کہ قیدی شرق کی میعاد پوری ہوئی تھی اور خورشید تابان کو رہائی ملی تھی پشتارہ ہی
شب سے رہا ہوکر بارگاہ افلاک مین آیا تھا شب تیرہ فام نے منھ اپنا چھپایا تھا کہ [illegible]

ستارۂ صبح کا ناہید نکلا　شب تیرہ پر آفت اسنے ڈالی
بھبوکا بنکے پھر خورشید نکلا　ہوئی پھر دن کے افسر کی بحالی

رات بھر طبل خاصہ سے تیاری آلات حرب و ضرب تو ہو رہی تھی ہی ہنگام سحر صبح نامور لشکر اپنا
بصد کر و فر لیکر جانب دشت جنگ روانہ ہوئی اسطرف سے بلائے سحر افشان بصد عظم و شان فوج
گران لیکر چلا دونون سردار لشکر لیے ہوئے میدان مین آئے دلاورون نے پرے جمائے صفوف آراستہ
ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے سحر کی نیرنگیان ساحر دکھانے لگے کسی نے جنگل مین آگ لگادی کسی نے
دریا جاری کیا کسی نے خون کی ندی بہادی کسی نے جانوران سحر ہزارون پیدا کیے کسی نے پتھر برسا
دیئے طبل و بوق بجنے لگے کڑکا ہونے لگا بلائے سحر افشان اژدر اپنا اڑا کر میدان مین آیا
اور مبارز طلب ہوا صبح کی طرف سے نہروان جادو مقابلہ کو گیا مگر اسکے تاریخ سحر سے جانبر
نہوا پھر اسکا بھائی گیسو دراز برائے مقابلہ نکلا وہ بھی برق آتش فشان سے اسکے مارا گیا اسوقت

برق جادو نے عمر سے کہا کہ خواجہ سلامت مین جانتی ہون کہ کوئی نہ کوئی چیز اُسکے پاس بھی مثل تحفہ کے ہی جبھی تو کسیکا دار اسپر کارگر نہین ہوتا ہی عمر نے کہا کہ ای ملکہ اگر کوئی شی اسکے پاس ہوتی تو کیا معلوم نہو تا تم ناحق کو اندیشہ کرتی ہو کچھ بھی نہین ہی تم جاکر مار لو یہ نابکار تمھارے ہاتھ سے کہان بچکے جائیگا یہ جو عمر نے کہا تو رعد و برق دونون تڑپکر اپنے ابر سحر مین گئے اور وہان سے رعد گرج کر زمین پر آیا اور دامن تھا مکر چاہتا تھا کہ چیخ مارے اُسوقت برق تڑپکر جو سحر افشان پر گری تو اسطرح سے گری کہ ابر نیچا ہو گیا اور برق نصف ابر مین رہی اور نصف باہر نکلی تھی اور رعد دامن پکڑے ہوئے تھا سحر افشان کو رعد و برق کے لیے افراسیاب نے ایک سحر تبلا دیا ہی کہ بیانکار رہی بس اُسنے وہی سحر کیا اور کمند سحر کو اُگایا برق جادو فوراً سمین گرفتار ہو گئی اور جھٹکا جو دامن کا لگا تو رعد بھی گر پڑا دونون کو اُسنے گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجواکر پھر گیا اور نہایت خوش ہوا یہ کہتا ہوا پھرا کہ اب مجھکو کچھ کام نہین ہی مین کسی سے نہ لڑونگا جسنے میرے بھائی کو مارا تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا مین اُسکے خون کا بدلا لینے آیا ہون جبتک ان دونون کو قتل نکرونگا توسن سحر کو میدان رزم مین نہ دوڑاؤنگا ہان اگر شہنشاہ یا ملکہ حیرت لڑین تو اُنکے شریک البتہ ہو جاؤنگا یہ کہتا ہوا اپنے مقام پر آیا سیاہ نے اسکی آرام لیا یہ خود اپنی بارگاہ سے خدمت حیرت مین آیا اور نہایت خوشی ظاہر کی کہ ای ملکہ مین نے اپنے بھائی کے قاتلون کو گرفتار کیا اب مین اُنکو قتل کرنے جاتا ہون حیرت نے کہا جاؤ مبارک ہو مگر ذرا خبرداری سے اُنکو قتل کرنا کیونکہ اُنکے چھڑا لیجانے والے بھی بہت ہین غرض یہ وہان سے اپنی بارگاہ مین آیا اور افراسیاب کو بھی عرضی اِس مضمون کی لکھی کہ مین نے رعد و برق کو قید کر لیا ہی اگر حکم ملے ہو تو مین دونون کو قتل کر ڈالون یہ لکھکر اُسنے تیلہ سحر کے ہاتھ بھیجا ادھر حیرت نے بھی شاہ کو لکھا کہ برق و رعد کو قتل کرنا ہرگز مناسب نہین کیونکہ سب ساحران دونون سے ڈرتے ہین آپ اجازت اُنکے قتل کی ہرگز نہ دیجیے گا اسنے بھی تیلہ کے ہاتھ نامہ روانہ کیا یہان رعد و برق کو ایک تخت پر قید کرکے سحر افشان نے اپنی بارگاہ مین بٹھا دیا اور آپ بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اور شراب زہر مار کرنے لگا لیکن مہرخ رنجیدہ خاطر پھرکر اپنی بارگاہ مین آئی اور لشکر کو حکم آسایش دیکر بیٹھی عمر کو خیال آیا کہ تیرے کہنے سے برق و رعد گرفتار ہوگئے تھے بس وہ گرفتار ہو گئے اُنکو حیلکر رہا کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ساحر مغرز کی ایسی صورت الگ جاکر بنا بادلہ کی تہمد باندھی تب جواہر کے گہنے سے شانہ تک آراستہ کرکے موتیون کا مالا گلے مین ڈالکر

یا جمشید یا جمشید کہتا ہوا بارگاہ سحر افشان مین آیا اُسنے خاطر کی بٹھایا اِسنے کہا مین اسی اطراف کا رہنے والا ہون آپ کی ملاقات کو جی چاہا چلا آیا اُسنے کہا آپ نے بہت مناسب کیا آپ کا یہ مکان کفش خانہ ہی یہ کہکر ایک جام جواہر منگا کر اپنے پاس رکھا اور کہا اب مین پانی شراب وغیرہ اسی جام مین پیا کرونگا کیونکہ پیاس جو معلوم دی آب خاصہ طلب کیا جبکہ خواص پانی لیکر آیا اُسنے اُسی جام مین پانی لیکر پیا خواجہ سلامت نے دریافت کیا کہ حضور یہ تو فرمایئن کہ اِس جام مین کیون پانی لیکر پیا اور دوسرے جام مین پینا ترک فرمایا کیا یہ جام اور جامون سے بہتر ہی اسنے جواب دیا کہ نہین یہ جام اور دن سے بہتر تو نہین ہی مگر وصف اسمین یہ ہی کہ اگر کوئی بیہوشی ملا کر دے تو مجھکو اِس جام مین پینے سے معلوم ہو جائیگا یہ وجہ ہی جو مین نے اِسی جام کو اختیار کیا ہی عمر یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور فکر مین ہوا کہ اُسکو کسطرح مار ڈالون اور اُسنے کہا کہ آیئے ہم آپ شطرنج کھیلین یہ تو اسی امر کے منتظر تھے کہا بہت اچھا آیئے اُسنے شطرنج بچھائی اور کھیلنے لگا پھر تو عمر ایسا کھیلنے والا رومی اور فرنگی سطرح کی شطرنج اُسکو یاد اُسکی کیا بساط تھی جوان ایسے فرزین سے کھیلتا یہ ایک ہی چال مین فیل مست کو مار ڈالتے ہین اور ایسے پیادہ ہین کہ سوار کو گھیر کر قید کرتے ہین خانہ بخانہ پھرتے ہین اسی شش و پنج مین اوقات بسر کرتے ہین کبھی رخ ایسی باتون سے پھرتے ہی نہین بازی بازی چال اُسپر رکھی تو وہ مات ہو گیا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ ابتو اُسکے ساتھ دو ایک بازی شطرنج کی کھیلا اگر تیری شطرنج بھی کر دی تو ہو جائیگا غرض یہان تو شطرنج بازی ہو رہی ہی اور وہان عرضی اسکی اور حیرت کی پاس شاہ جادوان کے پہونچی اُسنے دونون کو پڑھکر کہا کہ ملکہ حیرت کو غصہ بات بات پر آجاتا ہی حق بجانب سحر افشان ہی کہ اُسکا بھائی مارا گیا ہی اُسکو اختیار ہی کہ اپنے بھائی کے قاتلون کو مارے مین حیرت کو سمجھا دونگا لیکن اُسکو اختیار دیتا ہون کہ وہ رعد و برق کو قتل کرے یہ کہکر کتاب جمشید کی دیکھی اُسمین بھی ظاہر ہوا کہ رعد و برق کو قتل کرنا ہی مناسب ہی مگر اندر بارگاہ کے نہ قتل کرے باہر لا کر قتل کرے اور اُسکو آگاہ کر دینا چاہیے کہ تیرے ساتھ عمر بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہی اور تو غافل ہی لازم ہی کہ اُس دزد گردن باریک کو بھی گرفتار کرکے تینون کا سر کاٹے شاہ نے یہ حال معلوم کرکے جواب عرضی کا لکھا کہ ای سامری وقت کیا کہنا خوب تم لڑے رعد و برق کو جلد قتل کر ڈالو لیکن آگاہ ہو جاؤ کہ عمر تمھارے ساتھ بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہی اب تم چال چوکوگے تو مارے جاؤگے

لائق ہی کہ دشمن صعب کو بھی گرفتار کرو اور سبکا سر کاٹ کر بھیجدو لیکن باہر بارگاہ کے لاکر ان سبکو ہلاک کرنا
اندر نہ قتل کرنا یہ جواب لکھکر آسمان نشین جادو نام ایک ساحر کو دیا کہ تو لیکر جا اور اسطرح یہ نامہ دینا کہ
عمر نہ آگاہ ہونے پائے ساحر مذکور نامہ شاہ لیکر روانہ ہوا اور اُڑتا ہوا ایک آن مین آکر ملباسے
سحر افشان کے پاس پہونچا دیکھا تو واقعی یہ شطرنج کھیل رہا ہی اُسنے وہ نامہ اُسکو دیا اُسنے بطور مخفی
اُسکو پڑھا اور مضمون سے اُسکے آگاہ ہو کر دنگ ہوگیا مگر خبر نہ ہوا اور شطرنج کھیلنے مین ناہی ایک دانہ
باش کا مارا کہ عمر بے قابو ہوا اُسوقت وہ پکارا کہ باش او دزد مکار دیکھا تو نے کہ ہمنے یہ بازی
کس تدبیر سے جیتی اب تم تینون کو بڑے عذاب الیم سے قتل کرونگا یہ کہکر عمر اور رعد و برق کو
سحر مین مبتلا کرکے بارگاہ مین لیکر چلا آسمان نشین تو نامہ شاہ دیکر چلا گیا تھا یہ ان تینون کو ایک
درہ مین کوہ کے لایا اور وہان تجلا کر قتل کرنیکا ارادہ کیا یہ تینون درگاہ خدا مین استغاثہ
کرنے لگے بقدرت قادر توانا مہتر قران درہ کوہ مین تھا کیونکہ جہان کہین لشکر حریف اُترتا ہی
اُسکے قریب وہ شیر بیشہ عیاری بھی رہتا ہی بس اس درہ مین شیر و گرگ کے خوف سے تین چھینکے
اسنے باندھے تھے اور انھین چھینکون مین اسطرح سے سوتا تھا کہ ایک مین سر ایک مین کمر ایک مین
پاؤن رکھتا تھا زمین پر سونا ترک کیا تھا چنانچہ اُسوقت بھی پڑا ہوا آرام کرتا تھا برق جادو اور
رعد و عمر کا کہنا سحر افشان کی آواز کو اُسنے بھی سُنا گھبرا کے اُٹھ بیٹھا اور للکارا کہ ارے
تو کون ہی کہ جو اسوقت پرائے مکان مین بغیر اجازت صاحب مکان کے چلا آیا سحر افشان اُسکو چھینکون پر
لیٹا دیکھکر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بڑا خداوند سامری کا تپسی ہی اور اس درہ کا مالک ہی بس گھبرا کر عرض رسا
ہوا کہ مین کوئی غیر نہین ہون مین سحر افشان جادو ہون عمر اور برق جادو اور رعد کو کہ
دشمن افراسیاب کے ہین انکو پکڑ کر قتل کرنے لایا ہون قران نے کہا اگر دشمنان افراسیاب
کو قتل کرنے لائے ہو تو خیر کچھ مضائقہ نہین مگر ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی اگر انکے قتل مین شریک ہو جائین
اور داخل ثواب ہون بلا سے سحر افشان اسکے کہنے سے رکا اور یہ چھینکون پر سے اُتر کر قریب اُنکے
آیا اور عمر کو دیکھکر پوچھا کہ کیون بھائی سحر افشان یہ شخص کیا رعد جادو ہی اُسنے ہنسکر کہا نہین اے
برادر یہ وہی ساربان زادہ عمر عیار جو بڑا مکار ہی قران کی آنکھون مین یہ کلمات سنکر خون
اُتر آیا اور کہا کہ ابے او حرامزادے تو بڑا بیوقوف ہی اور رعد سے زیادہ احمق ہی دیکھ تو سہی کہ فرید

عمر کا تو پیچھے تیرے کھڑا ہی اور تو اُسکے باپ کو بُرا بھلا کر رہا ہی سحر افشان نے جو نام فرزند عمر کا سُنا
گھبرا کر مُنہ اِدھر دیکھنے کو پھیرا قران نے اپنا نعرہ کر کے ایک ہی ہاتھ بندے کا مارا کہ سر اُسکا پاش پاش
ہوگیا آواز دار وگیر کی بلند ہوئی عمر برق رعد رہا ہوئے عمر نے قران کو سینہ سے لگا لیا اور تعریف
عیاری کی بہت فرمائی پھر ایک تباسا کہ جسکو چونٹیان کچھ کھا چکی تھین زنبیل سے نکالکر کہا کہ ای فرزند
تو مُنہ تو میٹھا کرلو اور مجھ فقیر سے کیا ہو سکتا ہی قران سمجھا کہ اسوقت یہ کچھ لینگے پس جلدی سے رہے فخر
مرا کہتا ہوا قریب آیا اور ایک اشرفی ہاتھ پر رکھکر نذر دی وہ تباسا سلام کرکے لے لیا اور رخصت
ہوکر جنگل کو چلا گیا پس برق جادو نے عمر سے کہا کہ اب ہم آپ کو اور کہین جانے نہ دینگے لشکر مین چلئے
یہ بھی رہی ہوئی کہ اچھا کیا مضائقہ ہی برق نے تخت سحر تیار کیا اور رعد و عمر کو اُسپر بٹھا کر پرواز
کی اور ملک جھپکانے مین اپنے لشکر مین آئی یہان ہر ایک کو اسکے آنے سے خوشی ہوئی خواجہ کو
بہت کچھ ہر ایک نے دیا پھر انجمن عشرت کو ترتیب ندیر کیا طائران سحر نے یہ خبر جا کر ملکہ حیرت
کو پہونچائین کہ بلائے سحر افشان بھی مارا گیا رعد و برق و عمر چھوٹ کر اپنے لشکر مین گئے وہان
خوشی ہورہی ہی حیرت نے کہا کہ اِس موے کو بھی بڑا غرور سمایا تھا جیسا اُسنے کیا ویسا پایا اور
تیلہا سے سحر نے افراسیاب کو بھی جا کر مطلع کیا کہ اسطرح بلائے سحر افشان مارا گیا قران نے اُسکو
بھی اُسکے بھائی کے پاس جہنم مین پہونچایا افراسیاب کو یہ ماجرا سُنکر کمال غصہ ہوا گلچین جادو سے
کہا کہ اب مین خود جا کر عمر کو پکڑ کر لاتا ہون اسمین کچھ ہی کیون نہ میرے لیے ہو جائے گلچین جادو
نے یہ باتین سُنکر عرض کیا کہ مین کبھی نہ عرض کرونگی کہ آپ عمر سے لڑنے جائین بلکہ انسب یہ ہی کہ آپ اُس سے
ملجائین افراسیاب نے کہا کہ مین جانتا ہون تم سب میری بہتری کے لیے یہ باتین کرتی ہو اچھا اور کچھ
تدبیر کرونگا اور آئندہ سمجھونگا یہ کہکر تیلہ کو سحر کے حکم کیا کہ جا کر خبر لاؤ مہرخ کی بارگاہ مین کیا ہوتا ہی تیلہ اُسطرف
کو روانہ ہوا اور یہان جب افسران فوج بلائے سحر افشان کو اپنے مالک کا مارے جانا معلوم ہوا تو
بہت کچھ رنج و ملال کیا آخر جب اُس سے حیرت وغیرہ کچھ خبر نہو لے تو آزردہ خاطر ہو کر لشکر اپنا لیکر اپنے
ملک کیطرف کوچ کر کے چلے گئے اور صنعت سحر ساز جو پانچ انڈے سحر کے رکھ چکی تھی اور دو انڈے باقی
انڈے تھے اُنھین بھروسے پر اُس تجربہ نے بھیجا تاکہ مہرخ سے مقابلہ کردن اور اگر یہ بھی کچھ کام ندین تو ابکی وہ
جا کر بیضے لاؤن کہ تمام لشکر باغیون کا سر اپنے آپ کاٹ ڈالے پس اُسنے وہ بیضے لگالے اور جاہتے تھے

کہ ملکہ مہرخ مقابلہ مین جائے اُسوقت ایک عقاب سحر اُڑتا ہوا آیا کہ جسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اُسنے نامہ
کھولکر پڑھا یہ لکھا ہوا تھا کہ ای ملکہ **صنعت سحر ساز** وزیرہ معظمہ شہنشاہ **افراسیاب** آگاہ ہو جیے کہ منم
مہنت جادو اِسطرف کو اندنون شکار کھیلتا ہوا مین آگیا ہون او مجھکو اشتیاق آپکی ملازمت کا عرصہ سے ہی
اب سُنا گیا ہی کہ آپ اس مقام پر رونق افروز ہین اگر اجازت دیجیے تو حاضر ہو کر مشرف بہ ملازمت کیمیا خاصیت
ہون اور آپ سے ملکر اپنے مکان کو چلا جاؤنگا **صنعت** یہ نامہ پڑھکر بہت شاد ہوئی او جواب لکھا کہ ہمارا
بھی دل تمھارے ملنے کو ایک مدت سے چاہتا ہی خوب ہوا کہ جو تم اِسطرف آنکلے کیونکہ مجھکو شب و روز
کی جنگ و جدال سے فرصت بہت کم ہوتی ہی جو مین تم تک آتی اب مناسب ہی کہ جلد تشریف لاکر مجھکو
سرفراز فرمائیے اور راہ انتظار کوتاہ کیجیے مین منتظر آپ کے بیٹھی ہون یہ لکھکر عقاب کے حوالہ کیا کہ وہ
منقار مین لیکر اُڑ گیا اور **مہنت** کے پاس جاکر جواب نامہ کا پہونچایا اب حال اُس ساحر کا سنیے کہ اُسکا
مہنت سرشار جادو نام ہی اور اُسنے ایک گنبد فولادی سحر سے تیار کیا ہی اُسکے اندر رہتا ہی اور
اُسکے اوپر سوار ہو کر جہان جانا ہوتا ہی چلا بھی جاتا ہی پس جب اُسنے اجازت **صنعت** کی پائی اُسی
گنبد پر سوار ہو کر اُسکے پاس بھی آیا گنبد کیا ہی کہ ڈربا ہی جسمین یہ مرغ ہار کرتا ہی جب **صنعت** نے سُنا
کہ **مہنت** صاحب تشریف لائے استقبال تا دربارگاہ اُسکا کیا اور لاکر مسند عزت پر بٹھایا دونون
ملاقات باہمی سے بہت خوشنود و مسرور ہوئے **مہنت** نے حال **افراسیاب** کا اور طلسم مین غدر
ہونے کا پوچھا **صنعت** نے اُس روز سے کہ جب سے **بدیع الزمان** قید ہوئے تا آندم سب
بیان کیا اور تصریح کے ساتھ سارا ماجرا کہا پھر یہ بھی کہا کہ اب مین جاتی ہون اس ارادہ پر کہ لشکر **مہرخ** کا غارت
کردون **مہنت** نے سب کیفیت سنکر کہا ای ملکہ اب تم ہفت بیضہ مین سے کسی بیضہ کو لیکر نجاؤ اور اگر
یہ منظور خاطر ہی کہ نہین انھین بیضون ہی سے لشکر دشمن برباد ہو تو کسی او ساحر کو دو کہ وہ لے جائے اور
اُنکو تباہ کر دے **صنعت** نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہان ای شفیق یہ بات تمنے سچ کہی اسمین یہ فائدہ ہی کہ شاید
کوئی آفت آئی تو بعذر مجھکو ہلاکت نہو گی جیسے کہ ہو چکی ہی بس اُسی وقت اپنی ایک انیس خاص ملکہ
ہلال کامل سحر جادو کو بلایا اور وہ دونون بیضہ باقی کے دیکر حکم دیا کہ میری فوج مین سے دو لاکھ ساحر
اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور **مہرخ** سے مقابلہ کرو ایک بیضہ کو تو داہنے طرف لشکر **مہرخ** کے اور دوسرے
کو بائین طرف لشکر کے مارنا **ہلال سحر** نے تسلیم کر کے وہ دونون بیضے لیے اور کہا بہت اچھا مین

اسیطرح عمل مین لاؤنگی کہ جیسا آپ نے ارشاد فرمایا ہی یہ کہکر باہر بارگاہ کے آئی اور نفیر سحر کو دم دیا دو لاکھ ساحر جمشید و سامری و زردشت کا ماننے والا اژدرون پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب ہوا ناقوس کی صدا پر فلک کا بُرا نا بیڑا چسنے اگا گوگل کی دھوئین نے دنیا ایسی مختار کا مُنہہ کالا کیا ایک طرف سے مبازران صف شکن ہتھیارون سے آراستہ ہوکر اسپ و کرگدن سحر پر سوار ہوئے نقارے ہزارون بجنے لگے دھونسون نے لڑنے کے دھونس دی ہلال کا ستارہ قسمت گردش مین آیا زندگی اسکے آگے آگے بھاگی جاتی تھی تنگ قضا کے منہ مین یہ خود جاتی تھی روے ہوا پر لشکر کے چلنے سے ہنگامہ عظیم برپا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

خروشے برآمد بگردار رعد — ازین سوے نحس وزان سوے سعد
برفتند لشکر ز قلب سیاہ — بیکسو کشیدند آوردگاہ
ہمہ غرق در آہن سیم و زرہ — سپرہاے زرین و زرین کمر
سنانہاے الماس در تیرہ گرد — ستارہ ست گفتے شب لاجورد
ززربفت چینی کشیدند تیغ — سیاہ اندر آمد چو مور و ملخ

قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہلال نے خیمہ کیا اور لشکر کو اتروانے کا حکم دیا ہلکارون نے جاکر خبر مہرخ آمد لشکر کی دی ہلال اُس روز ملکہ حیرت کے پاس آئی اُسنے خاطر کی اُس سے سب حال ملکہ صنعت کا اور اپنا بیضے لیکر آنیکا بیان کیا پھر وہان سے اُٹھکر اپنے خیمہ مین آئی اور مصروف عشرت و نشاط رہی جب مرغ منور آفتاب چراگاہ فلک سے پھر کر خانہ مغرب مین بندھا ہوا اور رماکیان شب نے بیضہ ہاے انجم ظاہر فرمائے کہ نظم

ہوئے ہرجا چراغ شام روشن — بنا ایوان شاہی رشک گلشن
تھا بزم رزم کا چمکا ستارا — شب خنگی ہوئی پھر جلوہ آرا

شام کو ہلال نے طبل جنگ بجوایا ہلکارون نے دوبارہ خدمت اقدس مہرخ نامورین بعد عجز و انکسار عرض کیا کہ نظم

ہوئے ہین تیری حفاظت سے بخط تحریر — ہوا نہ زاغ کمان آجتک نشانہ تیر
تیری زمانے مین ظالم ہین بے سروسامان — کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ہی بے تیر

تری نسیم کرم گر نہ اس چمن مین چلے	خراب پانی سے ہو شکل گلشن تصویر
تو چشم کم سے جو اسکی طرف نگاہ کرے	ہلال نے بھی دو چندان ہو آفتاب حقیر

ملکہ عالم ہلال نے طبل جنگ بجوایا ہی اور سنا گیا ہی کہ دو بیضہ جو باقی ہفت بیضہ مین سے رہگئے تھے وہ صنعت نے اسکو دیکر بھیجین ہین کل صبح کو وہ انھین بیضون سے کام لیگی باقی خیریت ہی یہ خبر سنکر ملکہ مہرخ متردد ہوئی مگر اپنی ہمت مردانہ سے اسنے بھی جواب مین طبل جنگ بجوایا اور چالاک بن عمرو اور ضرغام وغیرہ عیار مع عمر نامدار کے فکر مین عیاری کے روانہ ہوئے لشکر مین طبل جنگ بجنے سے تیاری آلات حرب وضرب آغاز ہوئی گلستان شجاعت مین پھر بہار آئی تلوارون کے پھل ذوالفقہ دینے پر تیار ہونے لگے جوہر خنجر وشمشیر سے گلشن پھولون کا ہرا بھرا دکھائی دیتا تھا ہر نیزہ بوستان جلادت کا سرو تھا نفیرون کی صدا بلبل خوش الحان کی آواز تھی بہادران کی دمسازی ہر ایک شہنائی گل عباس کی صورت دکھاتی تھی طرم پر شبو کی پھبتی چھاتی تھی ہتھیارون پر آبداری دیکر چمنستان جنگ کے بہادر آبیاری کرتے تھے دم شجاعت کا بھرتے تھے سوسن نے بہ نقابت دس زبانین پیدا کی تھین بہرحال نعرہ سرائے نقیبا تھا ہر نظرباز خوبی مین نرگس آسا تھا نہرہائے باغ کی طرح دل مین ہر ایک کے لڑنے کی موج اٹھتی تھی بہادران کا تو یہ حال تھا ساحرون مین بھی طرفہ سامان جنگ وجدال تھا پھول مندرون پر چڑھائے جاتے تھے ہر ایک گل کیطرح شگفتہ خاطری بناتے تھے بیر دن کو جب بلاتے تھے مارے خوشی کے پھول جاتے تھے نخل تن ہر ایک کا کلہائے سحر سے لدا تھا ہر شخص پھولا پھلا تھا غرض کہ رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب چاندنی پر سفیدی سحر نے سبقت کی اور گھڑیالی نے گھڑیال کے سر پر آفت ڈھائی فریاد جرس بلند ہوئی شب گذر کر نوبت روز روشن آئی کہ ابیات

سحر کا نور رخشندہ بنکے چمکا	ستارون نے لیا رستہ عدم کا
ہوا خورشید نور افشان جہان مین	اوجالا چھا گیا سب آسمان مین

ہنگام سحر بہادر بسترون سے اٹھکر ہتھیار سجکر چیل خیل دیل جانب میدان جنگاہ روان ہوئے بہادر و دربار عدو برق وردولت ملکہ مہرخ پر آئے ملکہ موصوفہ بھی بصد حشمت برآمد ہوئی ہر ایک نے تسلیم کی پھر برے کردفر سے جانب میدان چلی جلو مین اسکے ہزارون گھوڑے اور فیل تھے

جنپر موج زرین اور کاٹھیان کھنچی تھین صبح کا وقت تھا نقیبون کا بصدائے مرغوب بولنا ہر ایک دلکو بھاتا نسیم سحری کا فرانا آتا اس تجمل و شان کا کیا ذکر کیا جانے کہ

اشعار

عدو کے سر نظر آتے ہین قطرے باران کے
یہ رنگ برق نکلتی ہی اسکی جب تلوار

زبسکہ ہی تری تیغ خمیدہ کی ہیئت
چلا نہ سر کو اٹھاکر یہ گنبد دوار

ہمیشہ کاٹ کا اسکے خیال رہتا ہی
ہی آگے آنکھون کے آٹھون پہر ترے تلوار

کمان قوس قزح ہی شہاب ثاقب تیر
فلک ہی تیر فگن ایک جا کر سرکار

تیرے سمند کی کس سے بیان ہو چالاکی
مصورون کو ہی تصویر کھینچنا دشوار

جو آئے روئے زمین ہے گام اول مین
پرن جیسے صفحۂ قرطاس پر پھرے پرکار

سوار ہوئے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
تو کہیے تو مہ تابان ہے او فرہ شب تار

غرض اس شوکت و شہامت سے وارد دشت مصاف ملکہ عالیشان ہوئی صفوف آراستہ ہونے لگین میدان پاک و صاف ہوا ہنوز آغاز جنگ نہوئی تھی کہ ملکہ ہلال کامل نے قصد کیا کہ بیضہ سیت وجیب کی طرف لشکر مہرخ کے لگائے بس یہ بیضہ لیکر آگے بڑھی تھی کہ ایک طرف سے آواز پیدا ہوئی باش باش ای ہلال دست خود رانگہدار کہ ماہم رسیدیم اس آواز کو سنکر ہلال نے جو پھر کر دیکھا تو ملکہ صنعت سحر ساز کو آتے دیکھا بس یہ تسلیم کرکے دوڑی اور قریب آکر عرض کیا کہ ای ملکہ عالم آپنے کیون تکلیف فرمائے کیہے تو خیر تو ہی صنعت نے کہا ای ہلال بڑا غضب ہوا تھا مین نے بھولے سے وہ بیضہ تمکو دیدیے کہ اگر تم انکو مارتین تو وہ تمھارے ہی لشکر کو غارت کر دیتے اسوجہ سے مین گھبراکر چلی آئی کہ مبادا تم ان بیضون سے کام لو اور لشکر تمھارا تباہ ہو جائے اب وہ بیضے میرے حوالہ کرو اور ان بیضون کو لے لو یہ کہکر وہ دونون بیضے تو لے لیے اور اپنے پاس سے دو بیضے اور نکالکر حوالہ کیے اور آپ پھر کر چلی گئی جب کوئی یاد کوس نکلگئی تو وہان سے آواز دی کہ ای ہلال سحر خبردار ہوجا کہ منم چالاک بن عمرو یہ نعرہ کرکے وہی دونون بیضے لشکر ہلال کے داہنے بائین جو مارے تو ایک بیضہ مین سے تو آندھی اس زور شور کی پیدا ہوئی کہ درخت او رمکان اڑنے لگے اور دوسرے سے سلین پتھر کی پیدا ہو کر روئے ہوا سے گرنے لگین پھر تو یہ حال ہوا کہ ہوائے طوفان قوم عاد کو شرما دیا ہزارون ساحرون کو برباد کیا طبقہ زمین سے اڑا دیا پردۂ دنیا سے نابود ہوگیا ہر ایک

جھونکا بادِ سخت کا یا بادِ مرگ کا جھونکا تھا کہ جس سے جان بر ہونا دشوار تھا جو جھونکا ہوا کا آتا تھا گویا تیر
قضا پڑتا تھا اور علاوہ اُس ہوا کے کہ جسکو بجائے ہوا کہنا چاہیے مرگ مفاجات سے بھی زیادہ اگر کہنا
چاہیے فلک سنگدل پتھر برساتا تھا ہر ایک ساحر لشکر دشمن کا سر پھوٹ کر ہلاک ہوا جب ایسی بھی خیر (ی)
پیچھا نچھوڑا آفت تازہ زمین و آسمان سے پیدا تھی کہین بھاگنے کا ٹھکانا نملتا تھا اُن بیفتون نے عجب
نقشہ انگیز مچا دیا تھا جن بیچون نے جان لینے پر دبال نکالے تھے جب سب لشکری ہلال نے اِس آفت
مین گھرے ہلال سر پر پاؤن رکھکر بھاگی لیکن کہان بھاگ کر جا سکتی تھی ایک سل گری ہزار من کی آ
سر پر بھی آکر گرے کہ مغز اُسکا شق ہوا اور فی النار والسقر ہوئی مہرخ نے اُسوقت چاہا کہ اپنے لشکر کو
لیکر اُن بجلیون پر جا پڑون لیکن چالاک بچنے مار کر لشکر مین آگیا تھا اُسنے کہا اے ملکہ جو آپ بھی مارے
مر جائین تو کیا ضرور ہی کہ تم اپنے لشکر کو پریشان کرو اور تکلیف اُٹھاؤ مہرخ اُسکے کہنے سے رکی اور اُدھر اُسقدر
آندھی اور سنگباری ہوئی کہ چند اشخاص کو تو بھاگ کر مفر ہوئے باقی سب ہلاک ہوگئے اور جو زندہ بچے
وہ روتے پیٹتے ملکہ صنعت کے پاس گئے اُسنے اُنکو نالان و گریان چاک گریبان جو دیکھا گھبرا کر پوچھا کہ ارے
یہ کیا تمھارا حال ہوا اُن سب نے جملہ ماجرا با نالہ و زاری ہلال کے ہلاک ہونے کا بیان کیا سرشار
مہنت بھی یہ حال سنکر رونے لگا کیونکہ وہ بھی صنعت کی ملاقات کو دوسرے دن پھر آیا تھا اُسطرف تو
صنعت نالہ و شیون کرتی ہی اور یہان مہرخ طبل فتح و ظفر بجا کر اپنی بارگاہ ظفر پایگاہ مین آئی ہی لشکر نے
اُسکے بہت کچھ مال غنیمت مین پایا ہی ہر ایک ساحر غنی اور مالدار ہوگیا ہی لشکر مین گھوڑا بجتا ہی گھما گھم ہی
سب خوش و خرم بیٹھے ہین حیرت کو بھی خبر شکستین کھانے کی دمبدم پہنچتی ہی یہ بھی آتش غم پر کباب
کیطرح جلتی ہی اُدھر جب مہنت نے حال شکست دریافت کیا آیا تو واسطے ملاقات کے تھا مگر دل تو اُسکے
نانا امید صنعت اصل ہونے تو بھی چاہا ملک الموت کی ملازمت کا مشتاق ہوا بس اُسنے صنعت سے کہا کہ
اے ملکہ آپ کچھ رنج و غم نکرین مین اب لشکر ملکہ امان کو غارت کر دونگا آپ مجھکو ذرا ملکہ حیرت جادو کے
پاس لیچلیے صنعت نے کہا اچھا چلو یہ سنکر سرشار اُسکے ساتھ ہوا اور یہ دونون اُٹھکر سوار ہوئے اور
حیرت جادو کے پاس آکر سب ماجرا بیان کرکے اجازت طبل جنگ بجوانے کے بنام سرشار حاصل کی
پھر وہان سے اپنے مقام پر آئے اور سرشار کے ساتھ جتنی فوج کہ شکار کے لیے ہمراہ آئی تھی اُسی فوج کو اُسنے
اپنے ساتھ لیا خیمہ و خرگاہ صنعت نے بھجوایا یہ وہان سے مقابلہ مین ملکہ مہرخ کے آیا اور خیمہ مین بیٹھکر

سحر تیار کرنے لگا جب ساحر آفتاب برائے چلہ کشی غار مغرب مین گیا اور ساحرہ شب نے اپنی نیرنگی صنعت نظر عالمیان مین ظاہر فرمائی کہ ابیات

ہی چاندنی مین دلا سیل اشک کا عالم	دفور گریہ سے اب ہی سفید چشم قمر
سیاہ پوش ہوا ہی الم سے چرخ کبود	برنگ داغ دل ماہ ہی سیارہ اختر

ایسی شام ہوئی کہ خدا انجام بخیر کرے غرض کہ شاہ صنعت نے اس شام کو اپنے تمام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگ سمع ہمایون مہرخ نامدار مین بھی پہونچی اُدھر بھی نقیر سحر کو دم ملا لشکرون مین پھر دہی جوشش سامان جنگ ہوا جگر آہن جوش مین آیا ہر ایک مبارز خروش مین آیا بزدل گھبرا گئے بیتابی سے زبان پر لائے کہ بھی ایسی نوکری سے درگذرے جہان روز لڑائی کا سامنا ہوتا ہی کسی دن چین سے بیٹھنا نہین ملتا ہی شجاعت شعاران جلادت قرین شاد و بشاش تھے کہ الٰہی شکر تیرا ہی کہ جس کام پر ہم ملازم ہین وہ ہر روز ادا کرنا ہوتا ہی غرضکہ تیغ بازی کو بھی بازی طفلان سمجھے جاتے تھے تیغ کو چوگان اور سر عدو کو گوئے سمجھکر تلوارون کو تانتے تھے موج کمند بھی سیل فنا تھی تیغ ہاتھ سے اور جسم پر سے بھاگا جاتا تھا یہ ہیبت دشمنون پر طاری ہوئی تھی سکندر طالعون کو بھی عکس تیغ ڈراتا تھا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ نظر آتا تھا جذبۂ خاطر بہادران جاذب آہن کے کیفیت دکھاتا تھا مقنت طیس جان کو کھینچا نظر آتا تھا متاع جان عدو ایسی ارزان تھی کہ کٹاری کی کوڑے دیکر ملجاتی تھی کمانین گوشہ عافیت پاتے کے لیے چلاتے تھین تیغین ہر سر اُٹھاتی تھین گرز خودی کا دم بھرتے تھے نیزے بسان سرو اکڑتے تھے جوانان چمن شجاعت بنگئے تھے یہی حال ساحرون کا بھی تھا کہ سحر کی تلوار زہر مین بجھا کر بجلیان بناتے تھے روئی کی بصد خوب روئی ابر بنا کر اڑاتے تھے بس جو آتا تھا وہ نئی تدبیر بتاتا تھا بعضے مین دشمن کا خون مانگتا انتہا کا پیاسا تھا دور یہ صدا سناتا تھا کہ آج کی شب اے مدعیان تعین امان ہی کل طبل رحیل بجے گا تفرقہ جسم و جان ہر طرف ایک ہلچل پڑی تھی قیامت کی گھڑی تھی کہ ابیات

آبداری مین تیری تیغ کی ہی برق کی گونج	کیا تماشا ہی کہ ہی آب سے آتش سیال
انکی شمشیر کو ہی خون عدو روز مباح	یہ غلط تیرے ملن ہوتا ہی مردار حلال
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل	سبزہ تیغ مین ہر سبزے لگا رکھتا ہی جال

وہ بہادر دم ہیجا کہ اگر تیغ اُنکی | اپنی دکھلائے چمک چرخ پہ کٹ جائے ہلال

اسیطرح بہادران نامی مین شب تو تیاری جدال و قتال رہی جب عرصہ گاہ فلک تیغ تیز خورشید سے بُرّانہ چمک ہوا اور ظلمت شب تیرہ فام مثل سپر کے کٹ گئی کہ

نظم

یہ کیا الم ہے جو ہے چاک چاک جیب سحر | یہ کیا الم ہے جو ہے مہر تاک برہنہ سر
وفور غم سے عجب نہین اگر مریخ | اب اپنے قتل کو مانگے ہلال سے خنجر

نہین معلوم کیا حادثہ درپیش ہوگا جو اس سحر نے منہ دکھایا ہے ایسی صبح قیامت خیز کو **مہرخ** ذی شان بصد جاہ و ہزاران سامان شبستان سے نکلکر سوار ہوئے اور تمام سرداران عالیشان و جلادت توامان کو ہمراہ لیکر چلی فیلان فلک شکوہ جو سحر سے اُڑکر چلے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ اُڑے جاتے ہین یا آسمان زردے ہوا ابر اُتر آیا ہے ایکطرف سے مرکبان بادپا کا اُڑنا نیا لطف دکھاتا تھا لشکر غیبی گویا ساتھ جاتا تھا ساحرون کے طائر پران تھے اژدہے آتش نشان تھے اسی کروفر سے جب وارد میدان ہوئے اسطرف سے **سرشار** عنبر ت اپنی فوج بکثرت موج کولے آیا دونون جانب دلاورون نے پرا جمایا بعد صفوف آرائی لشکر جانبین **سرشار** نے کسیکو میدان مین نکلکر طلب نہ کیا اور نہ سلاح شورے دکھائی یہ ساکن جوار باغ جمشیدی ہے اسکو بہت بڑا غرور ہے بس اس تکبر خصال و نخوت شعار نے بھی ایک بیضہ اپنی کمر سے نکالا اور کچھ سحر دم کرکے جانب آسمان پھینکدیا وہ بیضہ بلندی پر جاکر شق ہوا اور اسمین سے دھوان نکلنا شروع ہوا کچھ ہی عرصہ مین دھوان اسقدر بڑھا کہ تمام عالم سیاہ ہوگیا اور اس دھوئین نے آپ صورت ابر کی پیدا کی اور وہ ابر لشکر **مہرخ** پر آکر محیط ہوا حضر نام اور **چالاک** تو اس ابر کو دیکھکر صحرا کی جانب بھاگے اور بہت دور نکلگئے اور ایک مقام بلند پر سے کھڑے ہوکر حال لشکر **مہرخ** کا دیکھنے لگے اور ابر سحر سے بارش آغاز ہوئی پانی موسلا دھار برسنے لگا طرفۃ العین مین یہ عالم ہوا کہ ہرسمت اندھیر برسنے لگا آسمان آنکھ کھولنے کو ترسنے لگا چرخ کا سینہ غربال ہوا یعنی برسات یہ حال ہوا کہ مینھ کے بوچھار پڑتی تھی یا تیر پڑتے تھے ساحر دیکھ سحر ہیے جاتے تھے خورشید کا نکلنا کیسا ستارہ قسمت ڈوب گیا تھا آسمان تک پانی بھر گیا تھا یہ خرابہ دنیا ایک گڈھا تھا ماہ و ماہی کا قران ہوا تھا زمین سے آسمان تک غرقاب تھا آفتاب بھی اُس بحر کا ایک گرداب تھا بات ہر ایک بھی جاتی ابر کی سینہ ستی جان کھاتی تھی بلا بنکر ڈراتی تھی کہ

ابیات

تنگ آبی سے جان مست اغراق | ڈوبنے پر ہے کشتی آفاق

کیسا طوفان مینھ نے چھپایا ہے ۔ زخم دل نے بھی سر اٹھایا ہے
ابر کرتا تھا قطرہ افشانی ۔ پانی پانی رہے تھی بارانی
تھے ہدف آماج بوند پیکان ہے ۔ مینھ ہے یا کہ تیر باران ہے
ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے ۔ ایک عالم غریق رحمت ہے
لے گئی ہے جہان کو سیلاب ۔ نقشہ عالم کا نقش ہے بر آب

اس ابر سے جو پانی کی بوندین لشکریان مہرخ پر گرین بہار و مخمور و مہرخ وغیرہ کیسے کیسے کچھ ہو سکا ہر ایک بیہوش بروئے خاک افتادہ ہوا کشتی جان گویا ڈوب گئی سفینہ ہوش و خرد تباہ ہوا نہ طبل رہا نہ بوق رہا نہ وہ لشکر کی آرایش نہ زینت نہ مرکبان سحر کا کہین پتا نہ چتر شاہی نہ ڈنکا عجب طرح کی تباہی کا سامنا سرو قدان یاسمن بو پانی مین ایسا بھیگے تھے کہ انکے خمستان حسن پر اوس پڑ گئی تھی کپڑے جو پر زر پہنے تھین وہ سب بھیگ کر شرابور ہو گئے تھے رخسار انکے اس پانی مین یون جھلکتے تھے کہ جیسے دریا مین کنول کے پھول تیرتے ہین باغ مین گلاب کا تختہ پانی مین ڈوبا ہوا نظر آتا تھا جو کوئی کہ اس ابر کو محیط ہوئے لشکر پر دیکھکر بھاگ گیا تھا وہ بہت دور کھڑا ہوا اس حال زار کو دیکھ دیکھ کے روتا تھا لشکر مین بازاری بیوپاری دکاندار وغیرہ محافظان خیمہ و بارگاہ بھی بھاگ کر الگ کھڑے ہوئے تھے اور اشک حسرت حال پر اپنے مالکون کے بہاتے تھے اس دشت مین ذرہ ذرہ تک غمگین تھا پہاڑون سے آبشار نہ ہوتا تھا کوہ بھی روتا تھا فرہاد کی روح گریہ کر رہی تھی جان شیرین پر شیرین لبون کے بنگئی تھی نخل ایک پانون سے کھڑا پابگل تھا حیرت مین غمزدہ بنگیا تھا دشت ہر چند کہ بھیگا تھا مگر خاک اڑاتا تھا یہ عالم تھا کہ

اب ایسا گرم ہے بازار رنج و آفت کا ۔ کہ مشتری ہے خریدار درد و سوز جگر
جو دیکھو ابر کو تو زار زار روتا ہے ۔ نظر جو کیجیے ہے برق بھی بہت مضطر
یہ کیا الم ہے جو اب خونفشان ہے چشم جہان ۔ یہ کیا الم ہے جو ہے وا مصیبتا لب پر
فلک ز بار مصیبت خمیدہ داد ملا ۔ ملک چو صبح گریبان درید واویلا
ہر ایک گلشن عالم مین سو پریشان ہے ۔ چمن مین سنبل تر زلف سوگواران ہے
ہر ایک شاخ اٹھائے ہے ہاتھ ماتم کو ۔ ہر ایک نخل پہ بلبل بھی مرثیہ خوان ہے

جب تمام لشکر مصیبت باران مین غرق ہوا سرشار جہنت نے ہر ایک کو سحر سے مسحور کرکے باران
کو موقوف کیا اور آپ بارگاہ حیرت مین آیا تسلیم کرکے نذر فتح دی خلعت سرخ روئی پایا اور تمام ماجرا
لڑائی کا کہکر عرض کیا کہ اب ملکہ عالم تشریف لے چلین تو مین سبکے سر کاٹ کر نذر گذرانون حیرت یہ
کلام سنکر بہت خوش ہوئی اور کہا ایک دو جام شراب کے آؤ پی لین تو پھر چلین کیونکہ انکے قتل کرکے آنے مین
بہت عرصہ ہوگا سرشار راضی ہوا اور دنگل پر بیٹھکر باتین کرنے لگا اس اثنا مین عیارون کے
تو دل سے لگی ہوئی تھی ضرغام اور چالاک جو پہلے ہی سے بھاگ گئے تھے اب غضب مین سرشار کے
یہ بھی بصورت مبدل بارگاہ حیرت مین آئے اور ذکر شراب کا جو سنا فوراً ان دونون نے میخانہ کے داروغہ
سے آکر کہا کہ ہمکو کھانا دیدیجیے گا فرمائے تو ہم بھی حاضر رہین اسنے کہا کیا مضائقہ ہے یہ دونون جام و صراحی
لیکر اسکے ساتھ کار و بار کرنے لگے اسمین سرشار نے حیرت سے کہا کہ الامر فوق الادب ای ملکہ اب جلد
شراب منگوائیے چلنے مین دیر نفرمائیے حیرت نے فوراً حکم دیا کہ مے ارغوانی لاؤ بموجب حکم ضرغام
و چالاک صراحی و جام لیکر حاضر ہوئے حیرت نے جو دیکھا کہ قدم ان دونون نے بطور عیارون کے
پڑتے ہین بس پہچان گئی کہ بیشک یہ عیار ہین اور سرشار جہنت کو ایما و اشارہ آگاہ کیا کہ انکو گرفتار
کرلو یہ عیار ہین اوسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور پھر جو کہا ضرغام اور چالاک کے پانون زمین نے
پکڑ لیے انسے قبول کرایا کہ ہان ہم عیار ہین سرشار نے کہا ای ملکہ کیا کہنا آپکے سحر کا اب آپ اپنے سے اپنا
سحر اوتارلین مین انکو قید کیے لیتا ہون حیرت نے اپنے سے سحر دفع کردیا اور سرشار نے جو سحر کیا
تو ایک رسی از خود ہوا ہو کر انکے لپٹ گئی اور کھینچکر انکو جنگل مین لائی اسلیے کہ یہین اگر تو ہر ایک مفسد کو
سرشار ہلاک ہی کریگا اور بارگاہ مین رکھنا انکا مناسب بھی نہ سمجھا کہ اور عیار بھی انکے رہائی کو آئینگے
غرض جب یہ جنگل مین آکر کھڑے ہوے اپنی گرفتاری پر اشک حسرت بہانے لگے اور لشکر کا حال بھی انکے
پیش نظر تھا اسوجہ سے زیادہ تر روتے تھے اور درگاہ خدا مین بعجز و زاری دعا کرتے تھے ناگاہ حضرت قران
نظر کردہ شاہ مردان اسی طرف سے پھرتے ہوئے آنکلے اور ضرغام و چالاک کو بندھے ہوئے دیکھکر
متحیر ہوئے پھر قریب آکر دونون سے حال پوچھا انھون نے حال بربادی لشکر اور اپنا قید ہونا سب بیان
کیا قران کو یہ حال سنکر تاب نہ رہی بغضب تمام صورت ساحر کی ایسی بنکر بہت جلد دربارگاہ حیرت
پر آیا وہ وقت ہے کہ سرشار تو تخت پر سوار ہوچکا ہے اور حیرت سوار ہوا چاہتی ہے کہ انھون نے

آکر سلام کیا اور کہا ملکہ صنعت نے مجھکو بھیجا ہی اور شکایت کی ہی کہ ایسے وقت مین کہ جب تم فتحیاب
ہوئین تو ہم کو پوچھا بھی نہین اور کچھ اور بھی فرمایا ہی وہ بھی مین کان مین آپ کے کہونگا سرشار کچھ
شکایت صنعت سنکر نادم ہوا تھا جلد سر جھکا دیا کہ فرمائیے کیا کہا ہی جب اُسنے بات سننے کو سر جھکایا
اُسنے جھک کر پہلو پر سے لبندہ مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور دار و گیر بلند ہوا قران نے
نعرہ کیا کہ سنم صاحب لبندہ گران مہتر قران اندھیرا اور تاریکی پھیل گئی حسب دستور صدا سے
مہیب آئین اُسی اندھیری مین قران تو جست و خیز کرکے نکل گیا لشکر حیرت کے لوگ فرط خوف
سے دوڑے تو مگر طرح دمسہ گلے مہرخ وغیرہ سب قید سے لشکر نے رہائی پائی سجدۂ شکر درگاہ خدا
مین کیا اور شادان و فرحان پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے چالاک و ضرغام بھی یہین سے نکل گئے اور
حیرت جادو کف افسوس ملکر رہگئی صنعت نے حال سنا وہ بھی غمگین بدرجۂ کمال ہوئی فوج جو
ہمراہ سرشار تھی وہ نالان و گریان اپنے شہر کو گئی سرشار کا بھائی ناقوس اژدر سوار نام موجود
تھا اُسنے اِن ساحران فوج کو بلایا اور اپنے بھائی کا حال پُر ملال پوچھا سب نے رو رو کر جو
کچھ گذرا تھا بیان کیا بھائی اسکا بہت رویا اور بنہایت درجہ اُسنے افسوس کیا بلکہ کہا جبتک اپنے
بھائی کا بدلا نہ لیلونگا چین و آرام مجھکو نہ آئیگا یہ کہکر حکم تیاری لشکر دیا کئی ہزار فوج ساحران و
مبارزان تیار ہوئی اور ناقوس اژدر سوار بڑے جوش و خروش سے اژدر پر سوار ہو کر
چلا دریا تھا کہ موج مار کر روانہ ہوا ناقوس وہان سے سیدھا صنعت کے پاس آیا اُسنے اُسکے
لشکر کو اُتروایا اور اُسکے بھائی کا پُرسا دیا پھر اُسکے خاطرداری مین مصروف ہوئی شراب عمدہ کشید کی ہوئی
پلائی خوان نعمت منگا کر آب و طعام سے خوب آسودہ کیا پھر یہ وہان سے اپنا لشکر لیکر بمقابلہ مہرخ
آیا اور بارگاہ مین بیٹھکر میخواری کرنے لگا جب خمخانۂ دہر سے ساغر زرین آفتاب طاق مغرب پر
ساقی روزگار نے رکھا اور انجمن کواکب کو شاہ شب نے بصد فروغ و ضیا آراستہ فرمایا کہ شعر

ساغر ماہ تھا لبالب نور	چاندنی کا ہر اک طرف تھا فور

سرشار نے اُس شب تیرہ فام مین طبل جنگ بجوا دیا ہر چند سب نے کہا کہ ابھی چندے توقف فرمائیے اُسنے
نمانا اور کہا مین اپنے بھائی کا جبتک بدلا نہ لے لونگا آب و دانہ مجھے حرام ہی غرض ہلکارون نے خدمت
مہرخ مین آکے اور خبر نواختن طبل جنگ عرض کرکے کنارے ہوئے ملکہ موصوف نے بھی کوس جنگی

کو بجوایا لشکر کے سردار و افسر خبردار ہوئے طیاری جنگ مین رات بسر ہونے لگی ہر سمت غوغائے لشکریان برپا تھا رات بھی ڈراؤنی صورت بنائے تھی اس شب مین ہتھیارون کا کھلنا گھوڑون کا ہنہنانا بھی کرنا دل رستم کو بھی زیر زمین دہلاتا تھا ہر ایک بیر کلیجا کھاؤن کلیجا کھاؤن کہتا ہوا آتا تھا صدائے طبل بہوق پیر فلک کے سینہ کے پار ہوئی جاتی تھی نقیبون کی آواز موت یاد دلاتی تھی نامردون مین جان بچانے کی فکر بھاگنے کا بیان دلاورون مین رستم و سام کی داستان مختصر کہ چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب شاہد شب کا سن ڈہلا اور سفیدی جمال شب مین پیدا ہوئی منادے رخصتی سحر نے سنائی کہ شعر

کہ جب جوش ہنگامہ زمین پر ۔۔۔ نظر آئے سب سامان بستر

یہ آگاہ مہرخ دلاور فوج و لشکر لیکر جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے ناقوس اژدر سوار مع فوج بادبار رنگے چلا لشکرون کی آمد کا میدان جنگ مین وہ غلغلہ ہوا کہ فلک بھی سر پہ پاؤن رکھکر بھاگا چاہتا تھا وہ ساحرون کی آمد ہوم کا دھوان بلند زمانہ تاریک مؤرون پر جادوگرنیان سوار سامری جمشید کی پکار پر رنگین سرخ زرد سبز اژدہین نارنج ناریل اچھلتے اژدر پھنکارتے بڑے کروفر سے یہ دونون لشکر وارد میدان ہوئے کہ ابیات

فراوان سپہ بود با او بہم ۔۔۔ سلح بزرگی و گنج و درم
ہمہ رفت لشکر بکردار ابر ۔۔۔ ہمہ غرق در آہن و خود و گبر
دل مہرخ از لشکر نامدار ۔۔۔ بخندید چون گل بگاہ بہار
بدیشان چنین گفت کاکنون سران ۔۔۔ کدامند مردان جنگ آوران
کسے کو گراید بگرز و بہ تیغ ۔۔۔ بجنگ اندرون جان ندارد دریغ
اگر شیر پیش آیدش گر پلنگ ۔۔۔ ازو بر نگردد بہنگام جنگ
کہ زیر و زبرش برفتی ہزار ۔۔۔ گزیدہ سواران نیزہ گذار
پدید آمد از دشت گرم سران ۔۔۔ درفش سواران و جوشن روان

جب دشت کین مین پہونچے دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت سے میدان پاک و صاف ہوا اسوقت ناقوس اژدر سوار بھی بڑھ کر میدان جنگ مین آیا اور غضب

نیرنگی سحر کی دکھا کر للکارا کہ ای فرقہ سرکشان و ستمگران آؤ تو میرے مقابلہ مین یہ نہیب سنکر ایک ساحر ظالم نگاہ
جادو نام مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اُس کافر کے آیا اور طالب حرب ہوا اُسنے ایک ترنج اُسپر مارا اُسنے ترنج
کو خالی دیا اور جواب مین نارنج مارا اُسنے بھی خالی دیا اور تیغ سحر پکڑ کر اُس پر آگرا ہاتھ چھوٹ کے چلنے لگے
برق شمشیر چمکنے لگی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر اُسنے ایک تلوار ایسی جھپٹ کر لگائی کہ برق بنکر وہ سر پر
ظالم کے آئی یہ اُس سے جان بر نہوا رخت ہستی اُسکا جلا صدائے بیران اُسکے مرنے سے بلند ہوئی ناقوس نے
پھر للکار کر نہیب دی کہ اور جس کسیکو تم مین سے تمنائے مرگ ہو وہ آئے ایک زلزلہ جادو نے صف
سے نکلکر مہرخ سے اجازت لی اور سامنے اُسکے آکر ضربت طلب کی اُسنے تیغ سحر اوپر سے لگائی اُسنے
تیغ کو رد کر کے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا زمین مین زلزلہ پیدا ہوا اور ایسی نرم ہوئی کہ اگر کوئی اور
ساحر ہوتا تو غرق زمین ہو کر پیوند خاک ہو جاتا مگر ناقوس جسطرح کھڑا تھا اُسیطرح کھڑا رہا اُسوقت
زلزلہ جادو نے جھلا کر ننجہ سحر مارا ناقوس اژدر بر سے کود گیا ننجہ نے اژدر سے کے دو ٹکڑے کیے اُسوقت
ناقوس نے بھی دوڑ کر تلوار ماری کہ وہ تلوار خود کو کاٹ کر تا دو ابرو زلزلہ کے اُتری اُسنے دستانہ
سحر کے مار کے تلوار کو تو رد کیا لیکن جا در خون بلبلا کر مُنھ پر آئی اُسوقت ناقوس نے چاہا کہ مین سر کاٹ
لُون دو پنجے فلک سے پیدا ہو کر زلزلہ کو اُٹھا لیگئے اُسوقت ناقوس نے دستک سحر کی دی کہ زمین سے
اژدر دوسرا پیدا ہوا یہ اُسپر سوار ہوا اور پکارا کہ یہ کیا لاشی پاشی کو میرے مقابلہ مین ای مہرخ بھیجتی ہو
کسی زبردست کو بھیجو کہ مزا جنگ کا ملے یا ہم اُترجائین یا وہ کلم آئے یا ہم کام آئین اس صدا کو سنکر ملکہ غبار انگیز
طاؤس سوار نے اپنا طاؤس نکالا اور اجازت مہرخ سے لیکر سامنے آئی اور اُسکے حربہ کو اُسنے رد کر کے
ایک نارنج مارا کہ وہ نارنج اُسپر پڑا مگر کچھ کارگر نہوا صرف یہ ہوا کہ وہ اژدر پر سے گر پڑا اور اُٹھکر اُسنے بقوت تمام تر
ہاتھ تلوار کا غبار انگیز پر لگایا فوراً دو پنجہ پیدا ہوئے اور غبار انگیز کو بھی اُٹھا لے گئے اب ہر ایک کو ثابت
ہوا کہ یہ پنجے ناقوس کے سحر سے آتے ہین غرض مشکین کاکل کشا یاقوت جادو کے بعد دیگرے
نکلین اور سب زخمی ہوئین اور پنجے انکو بھی اُٹھا کر لیگئے اب برق اور رعد نے کڑکڑا کر اور تڑپ کر ارادہ کرنے
کا کیا ناقوس نے اپنے گلے سے ایک تار زنار کا توڑ کر جانب آسمان پھینکا اور ایک دانہ ماش کا مارا اُسوقت
ایک بجلی پیدا ہوئی اور برق پر گری لیکن اُسنے بھی وہ چالاکی کی کہ اپنے تئین دامن ابر سحر مین لپیٹ
کر دامن کوہ مین گرا دیا مگر بیہوش ہو گئی ناقوس جادو آج خوب لڑا جو سامنے اُسکے گیا اسیر سحر ہوا کہ

زخم کھا کر پھر اجب نہیب شمشیر سحر سے اُسکی دن کٹ گیا دو پہر آگئی دھوپ کی تاب نہ لایا طبل آسائش
اُسنے بجوایا اور کہا ای مہرخ آج امان دیتا ہون کل جا بزی تمھاری شکل ہی یہ کہکر اپنی بارگاہ کی
طرف روانہ ہوا مہرخ بھی غمگین وملول اپنی بارگاہ کیطرف پھرے لشکرون نے بستر پر پہونچکر کمر
کھولی آسودہ ہوئے سردار جو زخمی ہوگئے اُنکی زخم دوزی مہرخ نے کرائی اور فکر مین بیٹھی
اِدھر ناقوس شادان وفرحان اپنی بارگاہ عالیشان مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا عیاران لشکر
کے دل سے لگی تھی مہتر برق فرنگی ناقوس کی فکر مین چلا اور علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر اُسنے
صورت اپنی ایک زن طوائف کی ایسی بنائے لیکن وہ حسن صبیح اپنا آشکار کیا کہ ملائک بھی اُسکو
دیکھتا تو فریب کھاتا خورشید لقا مثل ارشق جوان سرخی رخسار سے جسکے شفق چرخ حیران ابروے
جگر عشاق کے دو ٹکڑے کرنے لیسی تلوارین ترک قدرت نے بنائی تھین کہ تیغین خود وانت
لٹکا لکر سامنے اُنکے شرمائی تھین زلف مسلسل کے ٹھگ دل باندھکر کھینچ لیں مژگان تیر اندازی کرین
راہ دشنہ گذاری کرے چشم توسن ابلق نگاہ ترک ادا سمند ناز و کرشمہ غارت گر دل وجان سرو
قامت سمن اندام گلستان رخسار زنخ بہی غنچہ دہن لالہ فام کہ اشعار

سرو قامت سے اگر اسکے ہو طوبی سرکش — راست ہان رسن ہی یہ کل طول احمق
شکر آمیختہ بادام مقشر دندان — سیب فردوس زنخدان لب خندان اشتق
کھلنا اُسکے دہن تنگ کا ایسا مشکل — جیسے دشوار ہو مفہوم کلام مغلق
مصحف روے کتابی کو جو دیکھو اُسکے — تو کہین صورت اخلاص ثنا و مطلق
رخ رنگین سے نہ زیبا ہو یا فس گردن — تا کہ ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق

اسیطرح از سرتا پا وہ خورشید سیما رنگ روغن لگا کر آراستہ ہوا اور لباس پرزر زیب قامت
کرکے گہنا سونے کا پہنکر لشکر مین ناقوس کے ایسے مقام پر آیا کہ جہان اُسکے مجرے زندیان اُتری
ہوئی تھین چنانچہ ایک کسبی کے بستر پر جب آکر پہونچا دیکھا خیمہ کے آگے فرش بچھا ہے نوجوان بیٹھی ہین
سازندے ساز ملا رہے ہین نائکہ مسند کا تکیہ دابے گلوری کلے مین لیے اعمار سے پانون کا ڈھیر آگے
لگائے بیٹھی ہے اُسنے بھی آکر سلام کیا اور بیٹھکر پاس نائکہ کے بیٹھ گئی اُسنے عورت جوان شکیلہ
زر و زیور سے درست جو دیکھی نچا تمام پیش آئی گلوری لگا کر دی اور مستفسر حال ہوئی اسنے کہا

کر بی بی مین لشکر حیرت مین رہتی ہون اسوقت مین نے قصد کیا کہ ناقوس کے سامنے جاکر مجرا
کرون سازندے میرے ایسے حرامزادے ہین کہ ٹال گئے اور میرے ساتھ نہ آئے مجھکو غصہ مین
کچھ اور نہ سوجھا اسطرف چلی آئی کہ وہان کسی اپنے برادری سے سازندے مانگ لونگی اور جو کچھ
انعام و اکرام ملیگا وہ بھی انکو دونگی اور آپبھی لونگی اور سچ تو یہ ہی کہ اب مین ان موئے بھڑوایون کو نوکر بھی
نہ رکھونگی جو وقت پر ٹپا بتاتے ہین اور ہماری سچ پوچھو امی جان یہ کمائی ہی ہی جو ہم کیونکر کاہلی
کرینگے بس اسیلیے تمکو بیٹھے دیکھکر مین ٹھہر گئی اگر کسی صاحب کو تمھارے یہان فرصت ہو تو ذرا دو گھڑی
کو تکلیف کرین میرے ساتھ بجادین اسکا کمال احسان ہوگا نائکہ نے کہا بی بی یہ تمھارا گھر ہی میرے
یہان کئی طرح کے سازندے ہین کام تو ایک ہی دو سازندون سے پڑتا ہی مگر وہ قدیم سے میرے
نوکر ہین مین سچ کہون اسکو بھی کہے دیتی ہون اور وہ بھی بیچارے اپنا گھر سمجھتے ہین یہ کہکر مخدوم
میان جہانگیر بخش وغیرہ نام لیکر پکاری کہ ذرا بی صاحب کے ساتھ تم جاکر بجادو انھون نے کہا بہت خوب
اور ساز وغیرہ انھون نے درست کیا اس اثنا مین چوبدار بلانے آیا کہ چلیے آپکے طائفے کی یاد ہی
برق عیار نے مردہی صاحب کہکر اسکو سلام کیا اور ذرا اپنے حسن کی جھلک اسکو دکھلائی ہاتھ پکڑکر
پاس بٹھا لیا گلوری بنا کر دی وہ ایسا مفتون ہوا کہ دین و دنیا کو فراموش کیا اسوقت اسنے کہا
مردہی صاحب ہمارا ابھی مجرا کرادیجیے اسنے کہا ابھی کیون بی صاحبہ تمھارا نام کیا ہی اسنے کہا مجھکو
کامنی جان کہتے ہین مردہہ اسکے پاس سے اٹھکر سامنے داروغہ ارباب نشاط کے گیا اور کہا
حضور ایک رنڈی لشکر حیرت مین آئی ہی زہرہ فلک بھی اسکے سامنے شرمائی ہی وہ بھی ایسی ہوگی میرا اوپر یہ
احسان فرمائیگا جو اسکا مجرا سامنے ناقوس کے کرادیجیے گا داروغہ نے کہا جاؤ لے آؤ مردہہ پھر کر آیا
اور کہا کامنی جان صاحب آئیے آپکی یاد ہی کامنی جان سازندون کو لیکر داروغہ کے پاس
آئی اسنے جو صورت زیبا اسکی دیکھی شیفتہ ہوکر عقل و حواس سے بیگانہ ہوا اور سوچا کہ پہلے مجرا
کرا لیجے تو اسکو اپنے بستر پر بٹھائینگے اور جو کچھ یہ مانگینگے دیکر اپنے کام مین لائینگے الحاصل اس
زہرہ جبین کو اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اول دست بستہ نال اسکا عرض کیا ناقوس نے
اجازت مجرا کرنے کی دی برق چمک کر سامنے آیا اور گت جا چنے لگا یہان گت پر تو گیت ہوکے مجلس کف افسوس ملنے لگی
ناقوس نے کچھ جانور سحر سے بناکر جانب آسمان اڑادیے تھے کیونکہ حال عیارون یہ بخوبی جانتا تھا چنانچہ ان

جانورون سے اُسنے کہدیا تھا کہ اگر کوئی شخص غیر ہماری صحبت مین عیار وغیرہ کی قسم سے بھی آئے تو ہمکو تم خبر کردینا اور پنجہ سحر کی زمین پر مقرر کردیے تھے کہ بموجب ہمارے حکم کے تم پکڑ لینا جب برق فرنگی آکر ناچنے لگا اسکے ناچنے پر سب اہل محفل دنگ ہوئے اور صدائے احسنت و آفرین سب نے بلند کی اُسوقت ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اور کان مین اُسنے ناقوس کے کہا کہ یہ زنڈی جو سامنے ناچ رہی ہی یہ رقاصہ نہین ہی برق فرنگی عیار ہی جلد اِسکی گرفتاری کا سامان کرنا مناسب ہی ناقوس اُسکی صورت دیکھکر عاشق زار ہوگیا تھا اور بڑی خوشی سے ناچ دیکھ رہا تھا عیار ہونا اُسکا جب اُسکو ثابت ہوا کف افسوس ملے اور ربنا جاری پنجہ سحر کو حکم دیا کہ اُنھون نے برق کو پکڑ لیا اور نہین معلوم کس مقام پر بھیجدیا بتلہ ہائے سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ برق طوالف بنکر گیا تھا اُسکو بھی ناقوس نے پکڑ لیا وہ یہ خبر سنکر مضطر ہوئی اور برق جو آکر دیکھے تو جہان مین قید ہوکر آیا ہون اُسجگہ وہ لوگ بھی ہین کہ جو میدان رزم سے گرفتار ہوکر آئے ہین الحاصل جب مہرخ برق کا حال سُنکر مضطر و پریشان ہوئی اُسوقت خواجہ عمر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوئے اور اُنھون نے تنہائی مین آکر اپنی ایک ساحر کے ایسی صورت بنائی اور بارگاہ ناقوس مین آئے لیکن حال اِن جانورون اور پتلون کا اُنکو بھی معلوم نہ تھا جب یہ بارگاہ مین قدم زن ہوئے ہنوز کچھ کرنے نپائی تھی کہ ایک چیلے نے حلقہ کمند سحر کے ابن مارے اگر وہ کمند کوئی عیار لگاتا تو یہ اسمین سے نکلتے وہ کمند سحر کی تھی یہ اُلجھکر گرے ہاتھون ہاتھ اُنکو بھی پکڑ لیا اور ناقوس کے حوالہ کیا اُسنے اُنکو بھی قیدخانہ مین اُسی جگہ کہ جہان سب قید تھے بھیجدیا اب کسی اور عیار کو خواجہ کی گرفتاری کا حال سنکر حوصلہ جانے کا نہ پڑا اور جب وہ دو پہر دن تمام ہوا مطرب فلک نے دائرہ ماہ ہاتھ مین لیا اور زخمہ آفتاب کو بنام ضرب مین کیا کہ بیت

رخ پر نور جو وہ پونچھ کے چھاپے دل	ہو گئی چادر مہتاب گلیم شب تار

سر شام پھر ناقوس نے طبل رزمی پر چوب ڈلوائی ہلکارون نے جاکر خبر عرض کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی پھر دونون لشکرون مین تیاری آغاز ہوئی طول ہر مقام پر اچھا نہین رات بھر وہی شورش جنگ برپا رہی وہی ہتھیارون کی صفائی وہی سحر آزمائی تھی جب نیام شب سے تیغ آبدار آفتاب علم ہوئی اور چار دانگ عالم مین روشنی پھیلی کہ بیت

سحر گہ جب آئینہ ظاہر ہوا روز — تو دیکھا حسن مہر عالم افروز

لشکر جوق جوق وطبق طبق بہرکارزار وارد میدان حرب ہوئے مہرخ وبہار بھی نہایت احتشام سے جملہ سرداران باقیماندہ کو ہمراہ لیکر چلیں اور جب میدان مین پہونچین ناقوس بھی فوج لیے ہوئے آیا دلاوروں نے پرا جمایا بعد درستی میدان وصفوف ناقوس نے نکلکر مبارز طلبی کی ادہر سے سردار جانے لگے مگر انکو روز گذشتہ کی طرح صعوبت درپیش ہوئی یعنے زخمی ہوتے تھے اور پیچھے سحر کے اٹھا لیجاتے تھے آج کی میدان داری مین کئی سو سوار نامی زخمی واسیر ہوا اسوقت تو بہار جادو کو تاب نرہی یہ مہرخ سے اجازت لیکر نکلی اور سوا اسکے دو روز کی میدان داری مین اور کون لڑنے والا باقی تھا غرض یہ سامنے اُس تیرہ روز خزان رسیدہ کے پہونچی اپنا سحر کائنات کا اُسنے کیا پہلے تو ایک حربہ سحر کا رد کیا پھر ایک گلدستہ اٹھاکر زمین پر پھینکا اور کلمات سحر ورد زبان کرکے بہار کو بلایا کچھ ہی عرصہ مین یہ سامان نظر آیا کہ ابیات

واہ کیا گلشن آفاق مین ہے جوش بہار — چہچہے کرنے لگے بلبل تصویر رفرنگ
کلک نقاش قدرت سے گلستان مین آج — تختہ لالہ و گل صفحہ نقش آزرنگ
بلکہ بالیدگی عیش کہ برگ گل تر — قطرہ شبنم کا ہے مینائے شراب گلرنگ
بلکہ ہے جوش بہاران کرم سے اسکے — کیا عجب شاخ مین آہو کے گل رنگارنگ

جوش بہار سے تختہ لالہ و نافرمان کھل گئے گل مسکرانے لگے طائران زمزمہ سنج تعریف بہار کی گانے لگی شور نوا سنجی قمری وکبک وبلبل وطوطی وگل انکو لبھاتی تھی ہوا وہان کی فرحت بڑھاتی تھی پیام یار وانوار لاتی تھی ناقوس کی فوج مُس ہوا کے جسم پر لگنے سے شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور ملکہ بہار کو سنبھلے اسی باغ پر بہار مین بصد ناز وانداز چبوترہ پر بادیکہ استادہ پایا ہر چند کہ باغ اسنے ایسا نزہت آگین بنایا تھا مگر حسن بھی اسکا اُسوقت ایسا تھا کہ اس باغ کے گل بدبروے رخسار شرماتے تھے سنبل سامنے زلف کے پریشان وزار تھی نرگس آنکھون کے اُسکے بیمار تھی سرو نے قامت رعنا اُسکا دیکھکر اپنے تئین آزاد بنایا تھا سیب وبہی وانار کو اُسکے پستان نے شرمایا تھا چشم فتان بادام کو دام مین لاتی تھی سرخی اُسکے رخسار کے لالہ کے داغ دل کو بڑھاتی تھی ابیات

ماہ بے مہر بلکہ دشمن مہر — پُرستم مین ستم ستمگر یک سپہر

نقشہ اتنا و نرگس نستان — دل و مژگان ہجوم شاگردان

رخ تعالے اللہ زلف صلی سطلے — قد زہ سبحان ربی الاعلےٰ

زلف جذبان مین رخ کے براتی — کرے مشاقون کو اشراقی

گو انا یکم نہ منھ سے کہے — لیک جاری زبان ہر موسے

مچھلی بازو کی ماہی ذوالغین — غرقہ کش بحر خون سے مردم عین

کمر و ناف از سبے دل زار — رشتہ کار عقدہ دشوار

رنگ پان لعل روح افزا ہے — خون ثابت کرے مسیحا پر

ناقوس بھی اس حسن کو دیکھکر اور باغ سحر سے ہوا کھاکر فریفتہ و شیفتہ بہار ہوا اور ہمراہ اپنے لشکر کے یہ کہتا ہوا چلا کہ

غزل

تو آنکھ مین نہ سرمہ دنبالہ دار دے — مفتون چشم تو ہو ہین اک وار مار دے

چھلا نہین تو چھلے کا گل اے نگار دے — کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے

دشنام ہو کہ وہ ترش ابرو ہزار دے — یان وہ نشہ نہین جسے ترشی اتار دے

کیا خاک سمجھے جان کوئی جان نثار دے — مٹی تلک نہ جب تیرے دل کا غبار دے

کرتا ہی یون فغان دل امیدوار وصل — جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہی ایک رات — ہنسکر گذار یا اسے روکر گذار دے

لے وام داغ دل سے میرے سوزش آفتاب — وعدہ سے یہ روز حشر کے پر کون اُدھار دے

بے فیض اگر ہو چشمہ آب بقا تو کیا — مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار دے

عاشق نہ بدلے انجم گردون سے اپنے اشک — کیون کوڑیون کے بدلے دُر شاہوار دے

اس جسم پر تو قدوق بستر کا یہ حال ہے — کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

جب ناقوس دیوانہ وار اسطرح کے اشعار پڑھتا جانب باغ بہار روانہ ہوا اُسیوقت ایک پتلی زمین سے نہایت حسینہ و جمیلہ نکلی اور آئینہ ہاتھ مین لیے تھی وہ آئینہ اُسنے ناقوس کو دکھایا سارا نقشہ عشق کا مٹ گیا صورت ہی اور کچھ ہوگئی ہوش اُسکو آگیا اور اُس پتلی نے کہا کہ ای میان ہوش مین آؤ حواس درست کرو کہان تم کہان ملکہ بہار وہ بادشاہ طلسم کے ہاتھ لگی نہین جو

آجتک اپنی جان اُسپر نثار کرتا ہی گو وہ دشمن ہی مگر شاہ اُسکو پیار کرتا ہی اِس باغ کو باغ سبز سمجھکر اپنے باغ جوانی کی بہار نہ برباد کرو ذرا سوچ سمجھکر بات کرنا اچھا ہی یہ کلام سُنکر ناقوس نے ایک سحر پڑھاکہ ہوا گرم سموم آسا چلنے لگی اور باغ بہار مین ہرطرف آگ لگی ہر کلی پھول کی انگارا بنگئی درخت شکل چنار ہوئے گل بالکل نار ہوئے در بے آزار ہوئے کچھ ہی عرصہ مین یہ عالم ہوا کہ ابیات

گرم ہی یہ بہار کا عالم
شاخ گل پھلجھڑی سے ہی نہین کم

یہ پٹاخا چٹکتے وقت گلاب
کف نرگس پہ چھٹکتی نہی مہتاب

دستۂ گل کا کیا کہون مین رنگ
اسمین ہیت پھول کے ہے سارے ڈھنگ

غنچہ کھلتے ہین یون ہو آتشبار
جیسے پھٹتا ہو دانے مین انار

جلوے دین یون چنبیلی کے بوٹے
اسطرح جائی جوئی کب چھوٹے

نہین گیندون کے یہ چمن مین درخت
دی ہی آتش ستارون کو یک لخت

کردہ صد برگ و جعفری پہ نظر
چھٹ رہی ہین ہوائیان منھ پر

یہی بوٹے ہین پانی بھر بھر کر
ہی چکا پو کا جوش گلشن چپکر

گرگ پر ہو سنبھوردن کا من
ہو رہے تھے کباب مرغ چمن

طوطی کے گر سنے کوئی آواز
تو ہی گویا پڑے ہی سوز و گداز

جب وہ سارا چمن جلگیا بہار پر بیہوشی چھائی اُسوقت دو پنجہ پیدا ہوکر اُسکو بھی اٹھالے گئے جب وہ صورت زیبا بھی سامنے سے پوشیدہ ہوگئی اور باغ بھی جلگیا لشکریان ناقوس کو ہوش آگیا بہار کو بھی پنجون نے لاکر وہین پہونچادیا کہ جہان اور سب مقید ہین اب لشکر مہرخ مین کوئی سردار باقی نرہا سوائے مہرخ کی فوج و لشکر مین سب بیدل ہوکر کنارہ کشی کرنے لگا مہرخ نے قصد کیا کہ اب مین بھی جاکر نصیب آزمائی کرون اور ان کافرون سے لڑون لیکن وہ نازک دماغ بیت ہی اسیقدر کے لڑنے مین تھک گیا اور پکارا کہ اے مہرخ اب سوا تیرے کون باقی رہا ہی سو تیرا بھی کل خاتمہ ہی آج اور اپنے ہمراہیون کے لیے رُو لے اور تخت سلطنت کو تختہ تابوت سمجھ لے یہ کہکر طبل امان بجوا کر پھرا مہرخ نے پھر سجدہ شکر ادا کیا کہ خدا نے آج بچا لیا

کل کی کون جانتا ہی کہ کیا ہونے والا ہی فرد

کبھی روتی ہے چمن میں بلبل	کبھی گل دیکھو ہنسا کرتے ہیں

غرض یہ ملکہ نہایت تردد میں پھر کر اپنی بارگاہ میں آئی ونگاڑن پر سرداروں کے غاشیہ
ڈلوادیے لشکر بھی حالت بیم و ہراس میں اُترا ناچ رنگ سب موقوف معشوقہ رنج سے ہر ایک
ماوف اُسطرف ناقوس پھر کر ملکہ حیرت کی بارگاہ میں آیا لشکر اسکا بستر پر اپنے اُترا حیرت
نے ناقوس کو مبارکباد فتح دی اُسنے ملکہ کو نذر دکھلائی ونگل پر شیما شادیانے بجنے لگے جام
گوارا خوانی کا دور رہا ناقوس نے کہا اب کل ملکہ مہرخ کو بھی پکڑ لوں تو سب کو ہلاک کر ڈالوں
اِس خوشی کا آپ کل جشن کیجیے گا حیرت نے کہا ایسا ہی ہوگا طائفے آکر ناچنے لگے صحبت عیش و
نشاط برپا ہوئی اُسطرف مہرخ فکر میں سر بزانو ہو کر بیٹھی تھی کہ ستر قران حال قید ہو جانے
ملکہ بہار کا سنکر بارگاہ میں لے اور مہرخ کو غمگین خاطر دیکھکر سارا ماجرا استفسار کیا اور جب
کل کیفیت بربادی لشکر کی سن چکے عرض کیا کہ اب ہم بھی جاتے ہیں یا تو ناقوس کو اُسکے
بھائی کے پاس بھیجتے ہیں یا اپنی جان دیتے ہیں یہ کہکر وہاں سے باہر آئے اور کئی سو ساحروں کو
ملازمان غبار انگیز میں سے اپنے ساتھ لیا اور اُنسے کہا کہ تم صورتیں اپنی بزور سحر بدل لو وہ
سب سنتوں کی ایسی صورت پر بنے لنگوٹے سب نے باندھے موئے زہار ان لنگوٹوں سے
باہر نکلے ہوئے تھے ہاتھوں میں سب نے لوہے کے کڑے ڈالے جٹائیں خاکستری اپنی بنائیں
اور سر پر لپیٹیں انگیٹھیاں ہاتھوں میں لیں سیندور کے قشقے ماتھے پر کھینچے چندن سب
بدن میں لگایا بھبوت سے سب بدن اپنا خاکستری کر لیا اسیطرح سے قران بھی درست ہوا
اور اُسنے جواہر کے بت بدن پر جا بجا آراستہ کیے مالے موتیوں کے گلے میں ڈالے یا جمشید یا جمشید
ہر ایک چیلے کی زبان پر جاری اور قران کے لب پر فغان و زاری اس ہیئت سے صحرا میں
بطور مخفی گیا پھر وہاں سے رخ جانب لشکر حیرت کیا جب قریب لشکر مذکور پہونچا نعرہ آہ بلند
کیا اور سر اپنا پیٹنے لگا اور کہتا تھا یارو بتاؤ کہ میرے اُستاد سنار جنت کو کسنے مارا ہاے
وہ استاد میرا پیارا کدھر گیا افسوس کہ یہ سامرے نے میرے ساتھ کیا کیا ہاے وہ استاد جو باپ سے
زیادہ شفیق تھا میرے سر پر سے اُٹھ گیا افسوس میں کیا کروں ترکیب بند

فلک نے آہ دیا داغ نوجوان افسوس	مہ دو ہفتہ ہوا خاک میں نہاں افسوس

بھلا ہو خاک میری زیست جب جدا ہو جائے — انیس جان و دل آرام و نکتہ دان افسوس
ملا یا خاک میں اُس رشک ماہ تابان کو — زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس
خیال اُسکا جب آتا ہے رو کے کہتا ہون — رفیق و مونس و دلدار نکتہ دان افسوس
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے — کرون مین کس سے یہ احوال دل بیان افسوس
نہ آشنا کوئی گل ہے نہ کوئی بلبل یار — ہے شکل سبزہ بیگانہ بوستان افسوس
چمن مین پھیر لی نرگس نے آنکھ سب مجھسے — نہین نظارہ کے قابل مین ناتوان افسوس

بگریہ ایم اگر گل بباغ مے خندد
بنالہ ایم چو بلبل بباغ مے خندد

اسیطرح سے سب جنتون کے گریبان پھٹے ہوئے پاحال پریشان گریہ کنان سینہ زنان بارگاہ حیرت کے دروازے پر پہونچا یہان ناقوس پہلے سے بیٹھا ہوا شراب زہرمار کر رہا ہے اور سب ساحر اُسکے خوشامد اور تعریف کر رہے ہین کہ قران نے دربار گاہ پر پہونچکر ایک ٹکر زمین پر ماری کہ سرشق ہو گیا اور لہو جاری ہوا اور ہائے ہائے کا شور بلند کیا کہ ارے تباؤ میرے اُستاد کو کسنے مارا وائے صد وائے مین اپنے استاد کو کہان پاؤن اس حال سے جو لوگون نے وہان کے دیکھا تو ملکہ حیرت جادو کو خبر کی اُسنے سُنکر حکم دیا کہ ہمارے سامنے اس غمزدہ کو لاؤ لوگ بموجب حکم باہر آکر قران کو اپنے ساتھ اندر لے گئے یہ جو اندر پہونچے تو آتے ہی قدمون پہ سر ناقوس کے سر کھدیا اور کہا اے چھوٹے استاد واسطہ جمشید و سامری کا سچ تبلا دیجیے کہ میرے اُستاد کو کسنے مارا ہے یہ ماجرا دیکھکر حیرت جادو نے پوچھا کہ بھائی تم اپنا نام تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کسکو پوچھتے ہو ذرا اپنے تئین سنبھالو اور ہوش مین آکر بات کرو قران نے آنسو پونچھکر کہا کہ اے ملکہ دوران مجھکو مہنت ابرسر جادو کہتے ہین حیرت نے نام سُنکر بہت کچھ تشفی اور دلداری کی اور کہا اے مہنت ابرسر جادو جمشید کی جو مرضی تم سامری کو یاد کرو اور اسقدر گریہ و زاری نکرو تمھارے اُستاد کا عوض لے لیا جائیگا یہ جو حیرت نے کہا اور دم دلاسا دیا پھر اور زیادہ تڑپنے لگے اور سیماب وار بیقرار ہوئے ہچکی لگ گئی غش کر گئے حلق سے پانی اُترنا موقوف ہو گیا ناقوس نے یہ حال جو دیکھا سمجھا کہ کہین مر نجائے تب حیرت نے

کہا کہ مین انکو اپنی بارگاہ مین لیے جاتا ہون اور ہوسکتا ہی تو بطور مخفی وہان بھیجدونگا کہ
جہان سب نگوڑے قید ہین کسواسطے کہ اس مقام پر انکو قرار نہین آئیگا یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور
اپنے تخت پر آکر سوار ہوا مہنت ابر بسر نقلی کو بھی بٹھا لیا انکے ساتھ جو کئی سو مہنت تھا وہ
بھی ساحر تھے سب اُڑتے ہوئے ساتھ چلے جب لشکر حیرت سے کچھ الگ آکر پہونچے اُسوقت
قران نے اپنے ساتھیون کو اشارہ کیا کہ وہ سب گرد تخت کے آگئے اور قران نے نادر
سے کہا دیکھیے وہ حیرت کی بارگاہ کی پشت پر کوئی عیار کھڑا ہوا سرائچہ مین جانتا ہون کہ جالیکر
رہا ہی وہ اُسکے کہنے سے بغور بارگاہ حیرت کی طرف دیکھنے لگا اور اُنھون نے سنبھلکر ایک
بغدہ پہلو پر سر اُسکے سرجبس پر لگایا مگر وہ ایسا ساحر زبردست تھا کہ بغدہ سے سر اُسکا نہ شق ہوا
اور نوبت ہلاکت بھی نہ پہونچی لیکن ضربت سے بغدہ کے تیورا گیا اور کچھ نشہ سا آگیا کہ جھوم گیا
اُسوقت قران نے بخوبی تمام اُسپر کمند ماری اور تخت پر سے کودا وہ چاہتا تھا کہ سنبھلے اُنھون نے
حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا یہ ماجرا جو ہمراہ سواری کے ساحر تھے اُنھون نے دیکھا سب ناریل
پاٹکر آمادہ حرب ہوئے کہ اس مہنت نے جو اسقدر رونا تھا پہلے تو بغدہ مارا اب کمند مار کر کودا
اور ہمارے مالک کو بیہوش کردیا غرض جب وہ آمادہ جنگ ہوئی قران کے ہمراہ جو مہنت تھے
وہ سب اُنپر حملہ آور ہوئے اور کئی سو نارنج ترنج جو اُنپر مارے تو وہ سب متفرق ہو گئے اور ہمراہ
سواری کے تھے بھی بہت کم پس وہ سب دوڑے کہ فوج کے افسرون کو خبر کرین ہم لوگ خادم خدمتگار
کیا لڑسکتے ہین الحاصل قران اُسکو لیکر بھاگا اور سمجھا کہ مین لیکر کہان اسکو جاؤنگا بس ادھر اُدھر
دیکھا ایک کلوار کی دکان دیکھی کہ بھٹی اُسکی سلگ رہی تھی اور آگ دھو دھو جل رہی تھی اور
ایک کلوار بیٹھا ہوا تھا اُسنے اُس سے کہا کہ مین دشمن افراسیاب کو لایا ہون اب حکم ہی کہ
اسکو جلا دیجیے یہ کہکر ناقوس کو کمند سے کھولکر بھٹی مین ڈالدیا کہ وہ جلکر خاک ہوا آواز دار وگیر کی بلند
ہوئی کلوار گھبرا کر دکان پر سے بھاگا اور گرد اُس دکان کے جو اور دکانین کھلین تھین اُسکے
دکاندار بھی بھاگے اور قران بھی جست کرکے نکلا وہ ساحر جو سب مہنت بنے ہوئے تھے وہ
بھی اُڑ اُڑ کر نکلگئے اِدھر خدمتگارون وغیرہ نے جاکر فوج کے افسرون سے اطلاع دی کہ جلد چلیے میان کو
کوئی پکڑے لیے جاتا ہی وہ سب دوڑے لیکن بازار مین جب آکر پہونچے آواز سُنی کہ افسوس عیار

مجھکو کہ نام میرا ناقوس جادو تھا یہ صدا سنکر نالان و گریان افسران لشکر ناقوس بھرے
اور اُسکے مرنے سے عمرو اور سرداران مہرخ کہ ایک درۂ کوہ مین قید تھے چھوٹ گئے جب
قید اُنکے جسم پر سے دور ہوئی عمرو نے کہا کہ ای ملکہ عیار انگیز اب یہان سے چلو خدا نے بڑا
فضل کیا کہ ناقوس اژدر سوار واصل جہنم ہوا سب سردار عمرو کے کہنے سے شادان و فرحان
درۂ کوہ سے نکل آئے اور اپنے لشکر کیطرف چلے راہ مین کنارہ لشکر کے مہتر قران انکو ملا
ہر ایک اُنسے بغلگیر ہوا اور حال لشکر کا پوچھا قران نے تمام حال اپنی عیاری کا اور ناقوس
کے مار ڈالنے کا بیان کیا ہر ایک نہایت خوش ہوا عمرو نے اور برق نے تعریف کی اور سب
ملکر بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ کو بھی نہایت مسرت ہوئی اور اسطرف فوج کے افسرون نے
حیرت جادو سے اور صنعت سے تمام ماجرا ناقوس کے قتل کا بیان کیا وہ دونون ملکہ
سکوت مین ہوگئین اور ایسا صدمہ ہوا کہ جیسے جان تن سے نکلگئی اس عرصہ مین خبر افراسیاب
کو بھی پہونچی کہ سرشار صنعت صنعت کی ملاقات کو آیا تھا اُسکو بھی عیارون نے مار ڈالا
اور مارے جانے کی خبر سنکر بھائی اُسکا ناقوس اژدر سوار بدلا اپنے بھائی کا لینے آیا تھا اُسکو
بھی قران نے جلادیا افراسیاب کو بھی یہ خبر سنکر بڑا رنج ہوا اور کہا اب یہ تین تھے وہ تدبیر
کی ہے کہ یہ نمکحرام سب کے سب آپ سے آپ مرجائین یہ سخن ہنوز در دہان تھا کہ نامہ لقائے
باختر کا اُسکے پاس آیا اُسے پڑھا لکھا تھا کہ یہان مروارید و صدف جادو آئے تھے وہ بھی
ہلاک ہوئے ملکہ زیور جادو کو تو نے بھیجا تھا وہ ایسا خائف عیارون سے یہان کے ہوئی
کہ جنگ سے کنارہ کرکے صحرا مین چلی گئی ہے اور مقابل جنگ مسلمان وہ ہے بھی نہین اب لائق
و لازم یہ ہے کہ جلدتر نامہ کے پہونچتے ہی ہمارے خدمت گذاری اور طرفداری کو کوئی ساحر
جلیل القدر روانہ کرو ورنہ عتاب ہمارا تجھپر آئیگا یہ مضمون نامہ پڑھکر اُسنے سحر پڑھکر ایک
پھونکا کچھ دیر مین اندھی پانی آنیکے بعد ایک ساحر اژدر پر سوار سامنے اُسکے آیا کہ وہ بھی بلا کے
بدبو خبیث صورت تھا کہ بیت

شکل الو کی وہ خبیث و بدم
آدمیت تھی مثل عنقا گم

اُس دیو صورت نے شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ای مہر نگار جادو تم پاس خداوند

گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ دایہ اماں تمنے میری جان بچائی بس اسیوقت اُسنے نامہ اسی مضمون کا کرجو دایہ نے بتایا یعنی ملکہ زیور جادو اپنی دختر کو لکھا اور اگیاری کرکے سحر خوانی بڑی دیر تک کی پھر ایک تپلا اپنے خون سے آٹا گوندھکر بنایا اور اُسکو جاندار کیا اور اُسکو نامہ وہ دیا کہ جبا کہ زیور تسکو پہونچائے اُس تپلے میں ایسا زور و قوت پیدا ہوا کہ ایکبار افراسیاب سے بھی مقابلہ کرسکتا تھا اور کسی سرحد پر طلسم کے نامہ نہ چھنوا دیگا غرضکہ وہ تپلا نامہ لیکر سفاک کا روانہ ہوا یہاں جب سے کھر وار یداد وصدق آئے تھے ملکہ زیور جادو لشکر لقا سے اپنا لشکر ہٹا کر صحرا میں اوتری تھی اور ہر روز خوف و بیم میں بسر کرتی تھی کہ مبادا کوئی عیار آکر مجھکو زحمت نہ پہونچائے طلسم بھی بخیال عتاب بادشاہ طلسم بجاتی تھی اور خوف عیاران سے لشکر لقا میں نہ آتی تھی بلکہ لقا سے اُسنے یہ عرض کیا تھا کہ کنیز سحر تازہ تیار کررہی ہے اور چلہ میں ہے چنانچہ ایک روز وقت سحر یہ خوابگاہ سے اُٹھکر مسند پر بیٹھی تھی سراچہ بارگاہ اُٹھوا دیے تھے صحرا کی رنگینی اور بہار غنچہ و گل دیکھتی تھی مگر تشویش یہی تھی کہ نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن کروں تو کیا کروں اسی اندیشہ میں دیکھا اُسنے کہ دو تپلے اُڑتے ہوئے سامنے آئے یہ وہ تپلے ہیں کہ جنکو پہلے ملکہ سفاک نے اُسکی خبر کیلیے بھیجا تھا پس اُن تپلوں نے سامنے اُسکے آکر سلام کیا اور پیام دیا کہ اے ملکہ آپ کی مادر مہربان نے برائے حفاظت و اعانت آپ کے ہمکو بھیجا ہے اُسنے پوچھا کہ امی جان اچھی تو ہیں اُنھوں نے کہا آپ کی یاد میں غمگین رہتی ہیں اور باقی تو ابھی تک اچھی ہیں یہ بھی مادر کو یاد کرکے رونے لگی اور اُن کو حاضر رہنے کا حکم دیا پھر مشغول شراب خواری ہوئی اسیطرح سے سہ پہر کو بھی بیٹھکر یہ سیر دشت کررہی تھی کہ یکایک روئے ہوا پر سناٹا ہوا اور ایک تپلا اُڑتا ہوا سامنے اُسکے آکر اُترا اور اُسنے سلام کرکے کہا کہ یہ غلام بھیجا ہوا آپ کی ماں کا ہے یہ لیجیے اُنھوں نے یہ نامہ دیا ہے زیور نامہ دیکھکر شاد ہوئی اور خط کھولکر جب پڑھنے لگی تپلے نے کہا فرمادیا تھا کہ خلیے میں اسے پڑھیں کوئی اس مضمون سے ماہر نہو اُسنے اپنی انیسوں وغیرہ کو وہاں سے ہٹا دیا اور اُن دونوں تپلوں کو بھی پاس سے پھر کا دیا پھر اس نامہ کو پڑھا حالانکہ مضمون اُسکا بھی پیچیدہ تھا صاف صاف تو لکھا نہ تھا کہ ہم مومنین کے شریک ہوگئے لیکن اُسپر بھی احتیاط شرط تھی کیونکہ بادشاہ نے تو لڑنے کو بھیجا اور یہ آپ مختار بنا کہ جو طلسم میں چلی جائے تو کچھ تو استحکام اسکی مادر نے کرلیا ہے جب زیور نے نامہ پڑھا جلیس تو یہ حسینہ ہر

ویسا ہی حسن عقل بھی خدا نے دیا ہی مجھکو کہ اب معاملہ اور طرح کا ہی بس اُسوقت اُسنے ایک نامہ ماں کو
اپنی لکھا مضمون یہ تھا کہ ای مادر گرامی قدر نامہ محبت آمود گرامی شمامہ آپکا مجھکو پہونچا میرے پھر کر طلسم
مین داخل ہونے کی خبر شاہ جادوان کو ضرور ہو پہونچے گی اور وہ کسی ساحر کو میری گرفتاری کے لیے ضرور
بھیجیگا اُسکو منظنہ اور کچھ گذریگا پس آپ کچھ اِسکا بندوبست فرمائین تو مین اطلاع پاکر داخل طلسم ہون
یہ نامہ اُسی تیلی کو دیکر اور شراب وغیرہ بھینٹ مین دیکر روانہ کیا تیلا نامہ لیکر قندیل فلک ہوگیا اور
سناٹا مار کر شہر سفاکیہ مین آیا نامہ زیور کا سفاک کو پہونچایا اُسنے وہ نامہ تخلیہ مین دائی کو بلا
دکھایا دایہ نے نامہ پڑھکر کہا کہ ای **سفاک** ہرچند کہ وہ صاحبزادی خردی مگر بات اُسنے بزرگی کی
لکھی ہی اسکا انتظام ضرور چاہیے ہی عاقبت اندیشی اچھی بات ہی **سفاک** نے کہا پھر اِسکی تدبیر تو سوائے
صرصر کے اور کسی سے نہوسکیگی دایہ نے کہا پھر مین **صرصر** کے پاس چھپکر جاتی ہون اور اُس سے
یہ حال شاقی ہون دیکھون کہ اُسکے کیا رائے ہی یہ کہکر غلطکین مار کر طائر بنی اور اُڑکر روانہ ہوئی
یہان صرصر بادل شاد سر پر حکومت پر جلوہ فرما تھی کہ دایہ قبہ بارگاہ پر آکر بیٹھی اور پکاری کہ خواجہ عمر
اگر تشریف رکھتے ہین تو ذرا صحرا مین آئین کہ اِس کنیز کو کچھ اُنسے عرض کرنا ہی مین دوست ہون
کوئی دشمن نہین ہون مجھسے ڈرنا بیجا ہی عمر بھی رہا ہوکر قید ناقوس سے یہان آیا ہوا تھا یہ صدا
سنکر اُٹھا صرصر نے کہا بھی کہ بھیا ایکایک یون جانا مناسب نہین ہی مگر عمر نے نمانا اور رہا ہر بارگاہ
یہ کہتا ہوا آگیا کہ ای طائر سحر تیرے کہنے سے مین فلان کوہ کے درے مین جاکر ٹھہرتا ہون طائر یہ کلام
سنکر اُڑ گیا سبکو ایک تعجب ہوا مگر جب خواجہ حسب وعدہ درہ کوہ مین آئے تو ایک طرف سے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ آتی ہی عمر حقہ ہائے نفتی کا ہیون مین دبا کر کھڑا ہوا اور نہایت چست و
ہوشیار رہ ہرسمت نگران تھا کہ اُس ضعیفہ نے پاس آکر اُسکو سلام کیا اور بلائین لین اور کہا اے
شہنشاہ عیاران مین دایہ ہون ملکہ **سفاک جادو** کی اور انکو خود تمھاری محبت پیدا ہوئی ہی اور وہ
چاہتی ہین کہ شل اور کنیزون کے مین بھی سایہ عاطفت جناب خواجہ عمر مین رہون عمر یہ سنکر
خوش ہوا اور کہا کہ پھر انکو کسنے منع کیا ہی خانہ خانہ شماست یہان جو جتنے جوار حاضر ہین اُس سے
ہمکو کب انکار رہی لیکن طلبیہ جو عار اُنکو نہ آئے دایہ نے کہا کہ مین چھپکر اسلیے ہو واسطے آپ کے پاس آئی
ہون کہ اُنکی بیٹی ملکہ زیور جادو کو بادشاہ طلسم نے بمقابلہ لشکر اسلام حقیق کوہ مین بھیجا تھا

چنانچہ اب مادر نے اُسکی جو آپکی اطاعت کرنا چاہتی ہی تو اُنکو بھی لڑنے سے منع کرا بھیجا ہی اور
بلایا ہی کہ یہان تم چلی آؤ اُنھون نے جواب مین لکھ بھیجا ہی کہ جب مین داخل طلسم ہونگی تو شاہ
طلسم مجھسے بدی کریگا راستہ ہی مین مجھکو قید کرالیگا چنانچہ اب مین آپ سے یہ استدعا کرتی ہون
کہ کسیطرح ملکہ **سفاک** کی اعانت آپ فرمائین اور اُنکی دختر جب داخل طلسم ہون اور شاہ
جادوان اُنکو گرفتار کرائے تو آپ اُنکو رہا کرکے اپنے یہان لے آئین عمر نے کہا جو ہمارا شریک ہی
ہم اُسکی جان و دل سے شریک ہین تم اُنکو لکھ بھیجو کہ وہ کوچ کرکے وہان سے آئین اور مین یہان
سے سرحد طلسم پر جاتا ہون خدا چاہیگا تو کسیطرح کا اُنپر گزند نہ آنے دونگا اور جب وہ ملکہ وہان سے
کوچ فرمائین مان اُنکی فوراً میرے لشکر مین چلی آئین دایہ نے یہ اقرار سنکر عمر کی پھر بلائین لین
اور گرد پھرے اور کہا واری آپ قسم کھائین تو مین ملکہ **سفاک** کو ابھی لے آؤن جب خدا نے
آپکو ہمارا شریک حال کیا تو پھر اب ہمکو ڈر کاہے کا ہی عمر نے اُنکی تسلی کے لیے قسم کھائی دایہ خوش خوش گھر
مین آئی اور ملکہ **سفاک** سے کہا کہ بی بی تم اپنی بیٹی کو اب بلا بھیجو مین خواجہ عمر کو راضی کر آئی ملکہ
سفاک نے پھر بھینٹ اُس تیلے کو دی اور نامہ لکھا کہ ای فرزند اس نامہ کے دیکھتے ہی تم کوچ کرکے
داخلہ طلسم مین کردو مین تمسے جو کچھ کہ تمنے لکھا تھا اُسکی تدبیر سب کرلی ہی تیلا تو نامہ لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا
اور یہان عمر درہ کوہ سے جو پھر کر بارگاہ **مہرخ** مین آیا **مہرخ** نے حال پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت
آپ کہان گئے تھے اور کون وہ تھا جو آپکو بلا لیگیا تھا عمر نے الگ لیجاکر **مہرخ** سے تمام و کمال کیفیت
بیان کی **مہرخ** نے کہا خواجہ پھر جو آپ نے وعدہ فرمایا ہی تو اُسکی تدبیر کیجیے سرحد طلسم پر جائیے یا
کسیکو بھیجیے عمر نے کہا ہان مین اُسکی فکر کرتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور چیدہ اور منتخب سردارون
کو اپنے پاس بلاکر کہا کہ ای عزیزان میرا ارادہ ہی کہ مین سرحد طلسم کی طرف برائے اعانت ملکہ زیور جادو
جاؤن کہ اُسکی مادر نے اسطرح کا پیام مجھکو دیا ہی پس تم مین سے کون ایسا ہی کہ جو میرے ساتھ چلیگا اور رستہ
بھی مجھکو تبلائیگا اور وقت بد کے بحکم خدا کام بھی آئیگا یہ کلمات سنکر **ہلال سحر افگن** اور ملکہ **مخمور** نے عرض کیا
کہ یہ کنیزین جان نثاری کو حاضر ہین اور آپ کے ہمراہ چلینگے اور **مخمور** کے دل مین آیا ہی کہ اگر موقع ملیگا
تو جاکر شہزادہ **نور الدہر** کو ایکبار اور دیکھ لونگی غرض عمر نے ان دونون کو مع چند کنیزون کے کہ
وہ سب ساحرہ بے بدل ہین اپنے ہمراہ لیا اور اپنے جانے کا غلغلہ نہ کیا علیحدہ اُنکو نیچا کر پلید سب کے

صورت بزور سحر تبدیل کرائی پھر ایک نقش خواجہ کو کوکب نے دیا ہی کہ جب تم اسکو منھ مین رکھو گے میرے
پاس چلے آؤ گے چنانچہ اُنھون نے اُس نقش کو منھ مین اپنے دیا یا ایک مرکب باد رفتار پیدا ہوا کہ وہ انکو اڑا کر
پاس کوکب کے لے آیا وہ نگر مین اپنے کار وغیرہ کے اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ خواجہ نے آکر سلام کیا اور کہا میرے
ساتھ کئی سو آدمی ساحر ہین اور اُنسے مجھکو کار ضروری ہی آپ اُنھین بھی بلوالین فلان صحرا مین وہ سب
جمع ہین مجھکو مرکب لے آیا وہ سب وہین رہے کوکب نے تختہائے سحر بھیجکر انکو بھی بلوالیا جب یہ وہان
پہونچ چکے اُسوقت عمر نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اپنے طلسم کے راستے مجھکو سرحد کوہ عقیق مین بھجوا دین
کہ جلد ہی پہونچون گا اور جو کچھ مجھکو ضرورت درپیش ہی وہ بھی رفع کرونگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی طائران
سحر پر مخمور بہار دلارام سحر افگن کو مع انکی کنیزون کے سوار کرکے حکم دیا کہ ہمارے طلسم سے جاکر جب سرحد کوہ
عقیق مین پہونچنا تو خواجہ کو اندر ہی طلسم ہوش ربا کے چھوڑ دینا اور تم اپنے طلسم کی سرحد پر جاکر انکے منتظر رہنا
خبردار تصور کسی کام مین نکرنا طائران سحر سبکو لیکر روانہ ہوئے اور ادھر تیلا نامہ سفاک کا لیکر ابھی جو روانہ
ہوا تو قریب قلعہ کوہ عقیق اندر طلسم ہوش ربا کے ایک قلعہ ہی کہ نام اُس قلعہ کا قلعہ طیران ہی اور طیران جادو
نام ساحر زبردست سرحد دار بھی ہی اور اُس قلعہ کی حکومت کرتا ہی اور اُسکے بزرگون سے ایک جال سحر کا اُسکے
پاس ہی کہ جو کوئی حاکم قلعہ ہوتا ہی اِس جال پر قبضہ کرتا ہی اور وہ جال اُسکو کام دیتا ہی چنانچہ وہ جال طیران
اپنے قلعہ کے گنبد پر لگائے رکھتا ہی کہ جو کوئی اُدھر سے طائر بنا ہوا ساحر نکلے بغیر اِس جال مین پھنسے کہین نجا
ہی نسکے جب مین حال اُسکا دریافت کرون تو جیسا مناسب ہو وہ کرون تیلا سفاک کا اتفاق سے دو دفعہ
تو اور راہ سے گذر گیا اور خیریت سے رہا ابکی مرتبہ اِس قلعہ طیرانیہ کیطرف آنکلا اسکو تو حال اِس جال
جنجال کا معلوم نتھا جب برج قلعہ کے قریب پہونچا چاہا کہ اُپر سے گذر جاؤن تا غیر سے دام سحر کے خود بخود پھنستا
ہو گیا اور اُس دام مین پھنسا ملازم جو اُس برج پر معین تھے اُنھون نے جاکر حال اُسکا طیران سے کہا وہ خود بالا بام
قلعہ آیا اور جال سے اُس تیلے کو چھڑا کر مسحور سحر کر لیا اور پوچھا کہ سچ بتا تو کسکا تیلا ہی اور کہان تیرے مالک نے تجھکو بھیجا ہی
اُس تیلے نے سوائے راست کہنے کے مفر نہ دیکھا کہا مین تیلا ملک سفاک جادو کا ہون اور اُنھون نے اپنی بیٹی
ملکہ زیور جادو کے پاس مجھکو بھیجا ہی طیران نے کہا کہ سفاک کیا شریک سلمساق ہی اُسنے کہا نہین ملازم
افراسیاب ہی اُسنے پوچھا کہ دختر اُسکی کیا خداوند لقا کی مدد کو آئی تھی اُسنے کہا ہان کہا پھر تجھکو کس لیے بھیجا ہی
اُسنے کہا خیریت اپنی دختر کی منگائی ہی طیران نے یہ حال سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ یہ تیلا

کہتا ہی لیکن اِسکے پاس نامہ بھی سفاک کا ہی طیران نے کہا کہ ای تیلے جو کچھ تو نے کہا سراسر راست اور بجا ہی
مگر تیرے پاس نامہ بھی ہی وہ کیون نہین تو مجھکو دیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُس نامہ مین کچھ مضمون فتور کا ہی تیلے
نے ناچار ہو کر وہ نامہ اُسکو دیا اُسنے اُسکو پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا کہا سفاک نے اپنی دختر کو لکھا ہی
کہ جس بات کا تمکو اندیشہ ہی وہ انتظام مین نے کر لیا ہی اب تم داخل طلسم ہو چنانچہ اِس مضمون سے صاف ظاہر
کہ بغیر فتح کیے جنگ کیے پھر آنا افراسیاب کے عتاب کا خوف لیین سمایا ہوا ہی اُسکی مادر نے شاہ طلسم کے
دشمنون سے سازش کی ہی یہی انتظام اُسنے کر لیا ہی مجھکو تو یہی معلوم ہوتا ہی تیلے نے کہا ان باتون کو مین
نہین جانتا اُسنے اِس خیال سے کہ مبادا جیسا تو سوچا ہی ایسا نہو اور تیلے کو تو ہلاک و برباد کرے اور ملکہ
سفاک کے کام مین فرق آئے اِس سے بہتر یہ ہی کہ تیلے کو چھوڑ دے کہ یہ تو اپنے کام کو جائے اور تو عرضی
بادشاہ کو اس حال کی لکھ بھیج جیسا بادشاہ اِس بارے مین فرمائے اُسپر عمل کر بس اُسنے ایسا ہی کیا کہ تیلے کو
تو رہا کر دیا اور ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی لکھی کہ ای شاہ شاہان شہنشاہ ساحران دام اقبالہ ایک
تیلا اِسطرح سے میرے دام سحر مین گرفتار ہوا اور اُس سے مین نے ایک نامہ پایا مضمون اُس نامہ کا مین نے
نقل کر لیا تھا وہ ملفوف عریضہ ہی اِس بارہ مین جب حکم شرف نفاذ پائے وہ عمل مین لائے المتمسہ طیران
جادو نمکخوار قدیم یہ عرضی ایک ساحر کو دی کہ وہ اُسکے یہان نہایت معزز تھا اور اُس سے حکم دیا کہ بادشاہ
جادوان کو پہونچانا وہ ساحر لباس فاخرہ سے درست ہو کر عرضی لیکر روانہ ہوا اور پرّان پرّان دریاے
خونروان پر پہونچا اور پکارا کہ ای بادشاہ طلسم مجھکو بلوا لیجیے کہ عرضی سرحددار کی لیکر آیا ہون محافظان
دریاے مذکور نے بادشاہ طلسم کو اُسکے آنے سے آگاہ کیا بادشاہ نے پنجہ بھیجا کہ وہ اُسکو اُٹھا لیگیا جب
دربار مین یہ پہونچا جھک کر بادشاہ کو مجرا کیا کچھ تحفے بھی اپنے مالک کیطرف سے لایا تھا وہ پیشکش کیے اور آپ
نذر دی خلعت پایا پھر عرضی طیران کی دی بادشاہ نے منشی کو دی کہ اُسنے پڑھی عرضی پڑھتے ہی بادشاہ نے
نامہ دار کو ٹھہرایا اور آپ کتاب سامری منگا کر ملاحظہ کی اُسمین معلوم ہوا کہ سفاک منحرف ہو گئی ہی اور اُسکا ارادہ ہی
کہ اپنی دختر کو یہان بلا کر لشکر عمرو میں لیجائے اور دایہ نے اُسکی جا کر عمرو سے سازش کی ہی اور یہ معرکہ گذر ہی
اب عمرو بھی اُسکی اعانت کو مع چند ساحرہ کے گیا ہی فکر اُسکی کرنا ضرور ہی کتاب سے یہ حال دریافت کر کے
بادشاہ ہنسا اور کہا دوست جسکو ہمنے سمجھا وہی دشمن جان نکلا خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر یہ نکلکر جائیگی
سزا اپنے کردار ناسزا کی پائیگی یہ کہکر کتاب تو بند کی اور ایک نامہ بجواب عرضی طیران کو لکھا مضمون یہ تھا

کہ اے طیران ہم تمھاری خیر خواہی سے نہایت خوش ہوئے ایک خلعت ہمراہ سرفراز نامہ کے بجلدوی خیر خواہی
تمکو پہونچتا ہی چاہیے کہ تم خیال زیور کا رکھو کیونکہ گمان تمھارا درست اور بجا ہی زیور اور اُسکی مادر ہمسے برخلاف
ہو گئی ہی اب جو وہ طلسم مین آئے اور تمھارے قلعہ کے جانب سے گذر کرے تو اُسیوقت اُسکو گرفتار کرنا اور ہمکو
اُسکی اطلاع کرانا اور ہم بھی اُسکی گرفتاری کے لیے یہان سے ساحران نامی کو روانہ کرتے ہین وہ تمھاری
مدد کرینگے اور عمر عیار مفتری و مکار مع کچھ ساحران نابکار کے سرحد طلسم پر زیور غدار کے بچانے کو آتا ہی
اِسکا بھی بہت کچھ خیال رکھنا یہ نامہ لکھکر ایک خلعت تو اُس نامہ بر کو دیا اور ایک خلعت گران بہا مع چند تحفون
کے اُسکے حوالے کرکے حکم دیا کہ ہماری طرف سے طیران کو دینا پھر کچھ زبانی بھی پیام دیکر رخصت کیا اور
پار دریائے خون روان کے پہونچا دیا وہ نامہ بر تو اپنے مالک کے پاس گیا اور بادشاہ نے سرحد طلسم کے
راہون پر جو ناظم اور قلعہ دار ہین اُنکو بھی فرمان واجب الامتثال لکھے یہی مضمون اُسمین بھی لکھا کہ
زیور جادو ہمسے باغی ہی اُسکو فوراً گرفتار کرلینا یہ فرمان تیلماسے سحر کے ہمراہ روانہ کیے کہ جملہ ناظمان
دربند خبردار ہوے اور ہر ایک نے راستون پر خبردار مقرر کیے تاکہ زیور کے داخلہ کی خبر ہمکو پہونچائین
اور سپاہ کو بھی اپنی ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا اُسطرف طیران کو بھی خلعت وغیرہ پہونچا اور وہ بھی مستعد
کار ہوا یہان بعد انتظام قلعہ جات بادشاہ نے اپنے دربار مین ایک ساحر اضلال جادو نام کو
حکم دیا کہ تم کئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور قلعہ سفاکیہ کو تاخت و تاراج کرکے ملکہ سفاک کو مع
دایہ غدار اور اُسکے متعلقین نابکار کے گرفتار کر لاؤ اضلال بموجب حکم بادشاہ طلسم پناہ بارہ ہزار
فوج ساحران اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن تیاری لشکر بطور مخفی کی لیکن وہ شورش روانگی سپاہ نہونے
دی مگر قدرت خدائے عزوجل دیکھیے کہ اور راہ و مقامات کا تو بادشاہ نے انتظام کیا مگر اپنے گھر کا بندوبست
نہ کیا یعنے محافظان دریائے خون روان کو اطلاع نہ دی کہ ملکہ سفاک کو پار دریا کے نہ اُترنے
دینا اور یہی سانحہ درپیش آیا کہ ملکہ غبارہ جادو دایہ جب عمر سے قول و اقرار کرکے گئی تو اُسنے ملکہ سفاک
سے جاکر مروت و خلق خواجہ کا مذکور کیا کہ اُسطرح میرے بلانے سے درہ کوہ مین آئے اور میری عرض کو
قبول فرمایا اب اے ملکہ وہ تو ملکہ زیور کی اعانت کو گئے ہونگے ایسا نہو کہ یہان کوئی مفسدہ پردازی کرے
اس سے بہتر یہ ہی کہ تم لشکر مومنین مین چلی چلو آرام تمام وہان بیٹھو سفاک نے اُسیوقت اپنا خزانہ بار کرایا اور اسباب وغیرہ
ہمراہ لیکر فوج کو اپنی تیار کرایا اور کچھ صندوقچے جواہر کے خواجہ کی نذر کے لیے اور جواہر بہت سا اور زر بسیار دان کے لیے

اور مہرخ و بہار کے پاس تحفہ وغیرہ ساتھ لیے اور تخت سحر پر آپ سوار ہوئی کنیزیں انیسیں جلیسیں ہمراہ چلیں بر نجے
حشم و خدم سے تمام قلعہ کو اپنے ویران کر کے جانب مہرخ روانہ ہوئی اور یہ تو آیا جایا لشکر حیرت میں
کرتی ہی محافظان دریا غوں رواں میں کسی نے اسکو روکا نہیں اور قلعہ سفاکیہ قریب گنبد نور ہی پس یہ صاف
دریا سے اتر کر جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئی یہاں ملکہ مہرخ اور سردار وغیرہ تو اس راز سے آگاہ ہیں انھوں نے
قران وغیرہ اور عیاروں سے بھی کہا ہی کذرا سفاک کی فکر رکھنا اور یہ ساحرہ سب اسی طلسم کی رہنے والی
ہیں اسوجہ سے قلعہ سفاکیہ کے رستوں سے ماہر ہیں وہ رستے بھی عیاروں کو تبلادے تھے عیار اب جو بالا دی
کو جاتے ہیں اسیطرف بست جاتے ہیں اور انتظار آمد سفاک کھتے ہیں ہر طرف ہوشیاری اور خبرداری ہی
کہ آخر کار لشکر سفاک پار دریا کے اترا عیاروں نے اسکو دیکھا اور بطور مخفی اس لشکر کے ہمراہ ہوئے اب یہ سب مہرخ کے
جانب چلے آتے ہیں کہ راہ میں لشکر ضلال جادو کا ملا اور ضلال جادو دریا اترنے والا تھا کہ طائران سحر نے
خبر دی ای سردارین ملکہ سفاک اپنا لشکر لیے اس پار اتر آئی ہی اور اسکا ارادہ شاید مہرخ کے جانب جانے کا ہی یہ خبر
سنتے ہی اسنے لشکر اپنا درست کر کے سامنے لشکر سفاک کے آکر راہ روکی اور پکارا کر باغی و گیسو بریدہ تو جانتی ہی کہ شاید
تیری خبر شاہ جادوان کو نہیں پہونچی ہی بادشاہ سے بغاوت کر کے کہاں جائیگی سفاک نے اول تو بہت کہا کہ یہ تیرا
خیال خام ہی میں ملکہ حیرت پاس جاتی ہوں لیکن اضلال نے اسکا کہنا نمانا اور فوج کی صف کشی کرائی سفاک کی فوج
بھی صف آرا ہوئی ضلال آگے بڑھا سلح بوق بجے لشکر میں کڑکا ہوا ضلال للکارا کہ ای سفاک اب آ میرے
مقابلہ کو ورنہ میں تیرے صف لشکر پر آتا ہوں سفاک اپنا طاؤس آتشیں اڑا کر اسکے سامنے آئی اسنے ایک ہار ملفل
گلے سے اپنے توڑ کر مارا کہ وہ زنجیر بنکر سفاک کے آپٹا سفاک نے سحر کی دستک دی کہ ایک پتلا مقراض سحر لیے پیدا ہوا اور اسنے
زنجیر کو کاٹ دیا پھر سفاک نے ایک نارنج اسپر مارا کہ وہ نارنج شق ہوا اور اسمیں سے ایک پتلا تلوار لیے نکلا بڑھکر مثل قامت
انسان ہوا اور ضلال پر جا پڑا تلواریں مارنے لگا ضلال مشت خاک اٹھا کر اس شعلے پر لگائی کہ وہ پتلا زمین میں
غرق ہو گیا اور ضلال نے کہا کہ میں گھڑی گھڑی کا جھگڑا نہیں رکھتا ایک ہی دفعہ میں وارا نیارہ کرتا ہوں یہ کہکر پرواز کر کے
لشکر سفاک پر آیا اور دو مشت خاک قبر جمشید اسنے اس لشکر پر پھینکی کہ ملکہ سفاک و سرداران لشکر وغیرہ سب بیہوش ہو گئے
اسنے بزنجیر سحر سبکو باندھ لیا اور جمشید کے چشمہ کا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا کیوں نمکحرامان آج کسدن کی تمکو خبر نہ تھی سفاک نے
کہا ارے موذی خاک قبر جمشید سے تو لشکر ہمارا بیہوش کر کے تو ہمارا حریف بن جاتا ہی اگر مردانگی سحر سے لڑتا تو بتادیتے اسنے کہا تم نمکحراموں کی یہی سزا
بہتر ہی جا سے کہ ہر ایک کو قید میں مبتلا کرے جنا باغ میں سب لیچلا خیمہ و بارگاہ و خزانہ پر سفاک کے قبضہ کیا لشکری اسکے سب ہمراہ ہو لیے

ساتھ ہوئے عیاروں نے جو یہ ماجرا دیکھا مہتر قران اُس ضلال روسیاہ کی فکر مین کئی کوس آگے نکل آیا اور
تجویز کرتا تھا کہ کس طرح اُسکو واصل دار البوار کرون بقدرت کارساز عالم ایک مقام پر جھونپڑی ڈالے
ایک فقیر بیٹھا تھا اور آنے جانے والون کو حقہ پانی پلاتا تھا ٹھیک سامنے آگ کی رکھی تھی چلمین گانجا
پینے کی اُسی ٹھیک مین اوندھی ہوئی تھین اُپلا گہرسا تھا دُھوان ہوتا تھا فقیر لاٹھی جو تڑون کے نیچے
رکھے داتا بھلا کرے بیٹھا کہہ رہا تھا قران اُسکے پاس آکر بیٹھا اور کہا سائین یہ چار کوڑیان لو اگر کہو تو ہم آگ
لیکر چلم پی لین تماکو ہمارے پاس ہے اور گانجا بھی ہے تم بھی پینا فقیر گانجے کا نام سُنکر خوش ہوا اور اُسکو اجازت
دی اُسنے چلم بھری اور بیہوشی اُسکے تماکو مین ملا کر پہلے فقیر ہی کو دی کہ لو باباجی پہلے تم ہی سرکرو
فقیر نے چلم کو لیکر دو تین دم کھینچکر مارے اور چلم اُسکے حوالے کی مگر کچھ ہی عرصہ مین سر چکرایا اور بیہوش ہو گیا
قران نے اُسکو تو جھونپڑیا کے اندر کہ جسمین پیال وغیرہ بچھا تھا چھپا دیا اور آپ ویسا ہی لنگوٹا باندھکر
موچھین بڑی بڑی بنا کر بدن کو خاک آلودہ کرکے ضعیف کی قطع بنکے بیٹھا اور ٹھیک مین بھی بیہوشی
ڈالتا جاتا تھا کہ دُھوان بیہوشی کا بلند تھا اُسی سامان سے یہ بیٹھا تھا کہ ضلال زیور کو گرفتار کیے ادھر نکلا
فقیر نقلی نے کھڑے ہو کر دعا دی کہ داتا بھلا کرے گُسیان کرے سلامت رہو منصب جاگیر برقرار رہے
بادشاہ کا پیرے حضور پر پیار رہے دوست شاد دشمن پامال گھڑی گھڑی کی بلا رد رہے رویان رویان
پیرے جناب کا چین مین رہے ضلال نے یہ دُعا سنکر جیب مین ہاتھ ڈالکے پانچ روپیے نکالے اور اس
خیال سے کہ فقیر کو تکلیف دینا اچھا نہین آپ ہی آگے بڑھکر کہا لو سائین بابا لوشاہ جی نے سلام کیا اور دعائین
بہت سی دین اور روپیے لیتے لیتے ایسی باتین بنائین کہ وہ جملہ گھڑی بھر تک ختم نہوا ضلال کھڑا ہوا ہان ہان
کیا کیا دو دو بیہوشی تو ٹھیک سے اُٹھ ہی رہا تھا ضلال کا سر گھوما اور کہا سائین میرا سر درد کرتا ہے فقیر دوڑکر
ایک پیالے مین پانی ٹھنڈا بھر کر لایا اور کہا بابا یہ پی لو گرمی سے سر درد کرتا ہوا اُسکو پیاس بھی نشہ کے سبب سے
تھی وہ پانی پی گیا فوراً چرخ کھا کر گرا لازم اُسکے اُس سے دور پیچھے کھڑے تھے کچھ ابھی بہت دور پر پیچھے رہگئے تھے
وہ ہنستے بولتے آتے تھے کچھ آگے بڑھگئے تھے کچھ لوگ اُسکے ساتھ تھے وہ بھی تماشائے صحرا مین ادھر ادھر
مشغول تھے کہ اُسکے گرنے سے جنھون نے کہ دیکھا اُٹھانے دوڑے لیکن قران نے اتنے عرصہ مین بغدہ
چمکا کر اُسکے سر نحس پر لگایا کہ سر اُسکا پاش پاش ہوا اور نعرہ اُسنے بلند کیا کہ ستم قران شور اُسکے مرنے کا
بلند ہوا اندھیرا اور تاریکی ہو گئی قران وہان سے رو بفرار لایا ملازم سب ہائے ہائے کرکے رہگئے اور

اُسکے مرنے سے ملکہ سفاک جادو مع دایہ کے اور اپنے لشکر کے چھوٹ گئی پھر تو اُسنے آفت مچادی اپنی سفاکی دکھادی جان دشمنان خاک مین ملادی ایک ایک نارنج نے اُسکے دس دس کے سینے توڑے فسران لشکریان اضلال شور مرگ اپنے مالک کا سنکر سب طرف سے جمع ہوئے تھے اور جان پر کھیلکر سفاک سے لڑتے تھے مگر سفاک کا یہ حال تھا کہ اُس گھٹا مین کفر کے جیسے بجلی کوندتی ہی اسطرح چمک رہی تھی ہر سمت تلوار برس رہی تھی تیرون کے سایئن سایئن سے یہ ثابت تھا کہ ہایئن یہ کیا ہوا سنانون کی زبانین جواب دیتی تھین کہ ہوا کیا اضلال جہنم مین گیا وہ مارا آفت عظیم برپا تھی کہ ابیات

دو جانب کی صفین جون ابر تاریک
خروشان رعد سان آئین جون نزدیک

کھون کیا مین ہوا جو تیر باران
جوانون نے پیا بس آب پیکان

لگا جادو کا چھٹنے توپ خانہ
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ

یہ گولے سرخ نکلے تھا شتابی
شب یلدا مین جون تیر شہابی

ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار

اُٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سنان سے
لگے لڑنے بہم تیر و کمان سے

شرار فوج زیور سے ہو بیتاب
اُڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب

یعنی بغیر افسر لشکر مثل مشہور ہر کہ بے کار ہی تاب مقاومت وہ فوج نہ لاسکی اور بھاگ کر دشت وکوہ مین متواری ہوئی سفاک نے مطلع صاف کرکے میدان مار لیا اور بفتح وفیروزی نہایت عجلت کرکے جانب مہرخ رُخ کیا اُسطرف کچھ بیرسو کے روتے ہوئے خدمت شاہ طلسم مین گئے اور پکارے کہ ای بادشاہ اضلال کو اسطرح مہتر قران نے قتل کیا بادشاہ سنکر آگ ہوگیا اور اُسی وقت اُسنے افعی قوی بازو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ تو جاکر جلد اُس لگانہ کو باندھ لا مین تجکو ایسا جانتا ہون کہ تو بغیر لشکر کے جاکر کئی لاکھ جادوگرون کو شکست دیوے گا اُسنے گردن جھکا کر اور سُنکر عرض کیا کہ یہ سب حضور کی قدردانی ہی ورنہ مین کس قابل ہون یہ عرض کرکے وہان سے غایب ہوگیا ادھر سفاک روانہ ہوکر ایک صحرا مین پہونچی تھی اور سرگان پیدل جاتی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک اژدر نے سر نکالکر دم اپنا کھینچا سفاک نے اور اُسکے رفیقون نے ہزارہا نارنج اور گولے سحر کے اُسپر لگائے لیکن وہ سب اُلٹے پھر آئے اور سفاک مع چند انیسون کے کھینچکر منہ مین اُس اژدر کے پہونچین وہ اژدر چاہتا تھا کہ زمین مین غایب ہوجائے یکایک سامنے سے

آواز آئی کہ واہ وا ای بھائی بغیر ہمارے اکیلے تم ہی لے جاؤگے اژدر تھم گیا اور اُسنے دیکھا کہ ایک شیر ژیان
کہ جسکے سبب سے شیر فلک ہراسان پنجہ اپنا تانے ہوئے پہلو پر کھڑا ہی اور لشکر سفاک مین سے جسپر غضب کی نگاہ
ڈالتا ہی وہ بدحواس ہوکر سامنے سے بھاگتا ہی اور بعض بیہوش ہوجاتا ہی غرض اُس اژدر نے اسکو معز سمجھکر کہا
کہ ای بھائی مین نے تمکو پہچانا نہین شیر نے کہا تم اسوقت کیا پہچانوگے اور مین تمکو زیادہ ٹھہراؤنگا بھی نہین
جو پتا نشان بتلاؤن محفل عیش جماؤن لیکن مجکو کچھ ضرورت تمسے ایک بات کرنے کی تھی اسوجہ سے رد کا
اب تم یہان سے چلکر وہ جو درہ کوہ ہی وہان لمحہ بھر ٹھہر جاؤ مین آکر وہ بات پوچھ لون پھر چلے جانا یہ سنکر اژدر
ایک سناٹے مین اُس درہ مین پہونچ گیا پیچھے پیچھے شیر بھی گیا اور اُسنے کہا ای بھائی مین نے سنا ہی کہ افراسیاب
تمھارا نام لیتا تھا کہ اُسکو مین نے اژدر بنا دیا ہی اسوجہ سے وہ ساحر کہلاتا ہی ورنہ ایک طمانچہ بھی تو ساحر کا
کھا نہین سکتا ہی چنانچہ یہ بات دربار مین یا تمھارے گھر پر آکر پوچھنے کے لایق نہ تھے مین نے یہین تمکو روککر
پوچھا ہر چند کہ تکلیف تو تمکو ہوئی لیکن اسکا سبب بتلادو تو مہربانی ہی اژدر نے کہا کہ شاہ جو کہتا ہی وہ درست ہی
لیکن جسکا جی چاہے میرا امتحان کرلے جسطرح چاہے آزمالے شیر نے کہا اچھا اگر تم اصل صورت بنو تو تمسے
امتحانا لڑون ابھی حال کھلجائے اژدر کو غصہ آیا اور اُسنے سفاک کو اُگلا مگر سحر سے بیہوش رکھا اِس عرصہ
مین شیر بھی ایک نشیب مین چلا گیا اور وہان سے ساحر بنا ہوا نکلا یہان بعد اُگلنے سفاک کے اژدر
بشکل ساحر بنا اِدھر سے شیر جو بنا ہوا تھا سامنے آیا اور کہا مین کیا خاک تمھارا امتحان کرون وہ تو پیچھا ہی
نہین چھوڑتے تم مجھسے لڑنے مین مشغول اور وہ سفاک کو لے جائین تو بدنامی مجکو ہوا اژدر نے کہا بھائی
کون کہا اجی تم کون کہتے ہو اور وہ تاک مین ہین ای لو پیچھے تو کھڑے ہی ہین یہ کہنا تھا کہ اژدر نے پیچھے پھر کر دیکھا
شیر صورت نے پہلو سے بغدہ لگایا کہ سر پر پڑا مغز پراگندہ ہوا اور نعرہ بلند ہوا کہ منم مہتر قران سفاک
وغیرہ کو پھر ہوش آگیا اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا بیر لونڈا بنکر لاش اُسکی اُٹھا کر لے چلے اور سفاک
نے بڑی تعریف مہتر قران کی فرمائی مگر قران سامنے سے اُسکی جست وخیز کرکے روانہ ہو گیا اور
سفاک پھر وہان سے فوج لیکر چلی چند ہی قدم چلی تھی کہ یکایک آسمان پر ابر تاریک نمایان ہوا اور
اُسمین سے تیر برسنے لگے اور آواز آئی کہ باش انکانہ خوب تو نے عیارون سے سازش کرکے دیدہ اپنا دلیر
کیا ہی تیر وہ سینہ غربال کرنے لگے ساحر سفاک کی قرولیون سے سحر کی کاٹتے تھے سپر ین سر ون پر سایہ
کیے تھے کہ رسی اُس ابر سے اِسطرح گری کہ جیسے لچھا کرکے کوئی پھینکتا ہی چنانچہ وہ رسی رسن ظلم تھی

کہ اُسنے درازے مثل زمانہ فراق و شب ہجوری کی پیدا کی اور برنگ زلف معشوق اُسمین حلقے ظاہر
ہوئے کہ وہ حلقے سفاک اور دایہ اور جملہ ساحرون کی گردن و کمر مین پڑ گئے سب بندھ گئے اُسوقت
سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ سرا اُس رسن کا اُسکے ہاتھ مین تھا آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے تھے
آنکھین لال لال کیے تھا لنگوٹا باندھے سانپ کالے بدن مین لپٹائے تھا پس اُسنے آتے ہی چاہا کہ
سفاک کا سر کاٹ لے اُسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا کہ زار زار برنگ ابر بہار روتا تھا اور کہتا تھا
ہائے کوئی میری فریاد کو نہین پہونچتا ہی ارے مجکو فلک نے لوٹا ہی ہائے وہ جلاد کیسا مجکو جیتے جی مار گیا ہی
ارے میرا دم نکلا وائے میرا جینا اب دشوار ہوا ہی وہ ساحر یا تو سفاک کو قتل کیا چاہتا تھا یا اُسکو دیکھکر ٹھہر
گیا اور پوچھا کہ ای برادر کیا سانحہ تمپر گذرا ہی جو اسطرح بلبلاتے ہو اور فریاد و الغیاث کی نعرہ مارتے ہو اُسنے
جواب دیا کہ ایک عیار ہزار نابکار رافعی قوی بازو کو جو مار کر بھاگا راہ مین میرا مکان پڑا مجکو اُسنے جو
کچھ کہ دھوکا دیا اُسکا بیان تو بہت طویل ہی مختصر یہ ہی کہ دیکھیے اُسکے ساتھ کی ہیرے کی ڈبیا لے گیا کہ وہ
میری تمام عمر کی کمائی تھی اور میری روح و جان تھی یہ کہکر سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی ترشی ہوئی
ایک ڈال نکالی جسکے دیکھنے سے چشم دہر مین رشک سے خون اُتر آئے شفق بنکر عالم کو لبھائے اُس مقام کو
اس ڈبیا کے عکس سے سرخروئی ہوئی سب وہ جگہ منور و روشن ہوگئی آفتاب اُسکی ضیا کے روبرو شرما کے
جلال مین آیا قمر داغی نگینہ کہلایا اُس ساحر نے جو ڈبیا کو دیکھا سفاک کو تو قتل کرنا بھولا کہا بھائی ذرا یہ مجکو
دو کہ ہاتھ مین لیکر دیکھون اُسنے کہا کیا کہون جی نہین چاہتا کہ ہاتھ مین دون وہ ساحر ہنسا اور کہا مین
بے ایمان نہین ہون بلکہ اُس عیار سے بھی چلکر مین دوسری ڈبیا بھی دلا دونگا جب وہ ڈبیا ملے گی
اُسوقت البتہ ایک مین لے لونگا ساحر مذکور نے ناچاری سے وہ ڈبیا اُسکے ہاتھ مین دی دیتے وقت
بھی ہاتھ تھرتھراتا تھا اور حسرت سے دیکھتا جاتا تھا چنانچہ جب وہ ڈبیا اُسنے ہاتھ مین لی سب طرح سے
اُسکو دیکھا اور نہایت ہی پسند کیا پھر اُسکو کھولنے لگا مگر ہر چند کھولا وہ نہ کھلی اُسوقت اُسنے دونون
ہاتھون سے مضبوط اُسکو تھام کر اور سینے کے قریب رکھکر چھاتی کا زور بھی شریک کرکے جھٹکا مارا کہ
یکایک بھق سے آواز آئی اور ڈبیا کھلی لیکن ڈبیا کھلتے ہی بقعہ بیہوشی ایسا اُڑا کہ سینہ کے پاس تو
ڈبیا تھی ہی سب وہ غبار اُسکی ناک اور منھ مین گیا اور تڑاق تڑاق چھینکین آئین بیہوش ہو کر گرا ساتھ
ہی ڈبیا والے ساحر نے چمک کر خنجر بُرّان مارا کہ سر اُسکا کٹکر الگ گرا اور نعرہ ہوا کہ منم مہتر برق فرنگی

رسن ظلم سے سفاک اور تمام لشکر رہا ہوا برق بھی جست وخیز کرکے سامنے ناپدید ہوگیا سفاک نے
سجدۂ شکر بدرگاہ ایزد بیچون ادا کیا اور کہا ای دایہ امان عیاران لشکر عمر کیا کام کررہے ہین بلطنا
ہماری حفاظت کرتے ہوئے ہمارے لشکر کے ساتھ آتے ہین واہ کیا صاحبان مروت لوگ ہین کہ مہمان
کی خاطرداری مین جان اپنی اُسپر سے فدا کرتے ہین اب جلد یہان سے چلنا چاہیے یہ کہکر لشکر کو حکم دیا کہ
سب متفرق ہوکر بہ ہیئت بلغرا اپنے تئین لشکر مہرخ نامور مین پہونچاؤ اور مین آگے چلتی ہون یہ کہکر پرواز کرکے
مع دایہ کے روانہ ہوئی اور وہان لاشین پدر پری شاہ جادودان کے پاس ان ساحرون کی پہونچین
وہ بھی دنگ ہوگیا کہ کیا بلا کے عیار ہین واقعی کوئی اثیر غلبہ نہ پائیگا اب مجکو خود جانا چاہیے یہ سوچکر خود
عازم چلنے کا ہوا پھر سوچا کہ اب وہ اتنے عرصہ مین لشکر مہرخ مین پہونچ گئے ہونگے پھر اُس لشکر سے تو
مقابلہ پڑا ہی ہر جان اور سب باغی ہین وہان ایک یہ بھی مدعیہ ہی الحاصل یہ تو اس فکر مین ہے اُدھر سفاک
کچھ ہی عرصہ مین قریب لشکر ملکہ مہرخ آکر پہونچی اور کنارے لشکر کے ٹھہری تھی کہ سرداران فوج بھی آکر
اسکے پاس جمع ہوئے اور عیارون نے جاکر بارگاہ مین خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مبارک ہو ملکہ سفاک
تشریف لائین مہرخ نے سردار اسکے استقبال کو بھیجے سرخمو اور نافرمان ومشکین مو وغبار انگیز وغیرہ
اُس سے آکر ملے لشکر کو مقام پاکیزہ مین اُتروایا اور اُسکو لاکر بارگاہ مین پہونچایا مہرخ کو اُسنے تسلیم کی نذر دی
ملکہ مذکور نے دست شفقت اُسکی پشت پر رکھا اور مقام اعلی پر دنگل عنایت کیا بارگاہ قائم فرمایا اسکے
لیے استادہ فرمائے سامان راحت ونشاط مہیا فرمایا ساقی ومطرب حاضر ہوئے جام مے کا دور ہوا جلسہ مسرت کا
وفور ہوا یہ تو یہان بعیش وعشرت بیٹھی ہین لیکن اُدھر ملکہ زیور کا حال سُنیے کہ جب بتیلا سفاک کا جال سے
طیران کے رہا ہوکر اُسکے پاس پہونچا اُسنے حال اُس بتیلے سے جال مین پھنسنے کا بھی سنا اور خائف ہوئی مگر نظر
بفضل رب اکبر کوچ کیا اور سمت طلسم چلی اور اُسنے چاہا کہ طیران کی سرحد کو بچاکر طلسم کی راہ کو طے کرون مگر
سب راہون کو مسدود پایا کہ نامی غیرہ بادشاہ کے ہر ایک ناظم کو پہونچ گئے تھے ایک طلسم ہزار برج کی راہ کھلی
تھی پھر وہ برسون کی تھی ناچار اُسنے طیران ہی کی سرحد سے گذر جانا چاہا جب داخلہ سرحد پر کیا دیکھا تو
ایک دریائے زخار اُس مقام پر جوشان وخروشان بہتے پایا شور جوش اُس بحر کا آشوب زمانہ کا پتا دیتا
بلکہ شور محشر اُسکا ایک نمونہ تھا ہر موج پرپیچ اُسکی زنجیر ستم تھی قہنا کہ جین جبین ظالم تھی یاد رہا بھی دل مین
پیچ رکھتا تھا ہر کارکے خاطر کی طرح اُسمین پیچ اُٹھتا تھا مردمان آبی سر پر ترکان شجاعت کی طرح گرملائے

باندھ رہے تھے گرداب سے ثابت تھا کہ سپرین سر پر سایہ کیئے ہین موجین نہ تھین زمانہ ٹیڑھی چال چلتا تھا کجروی اپنی جتاتا تھا جو موج کہ سیدھی چلتی تھی وہ بھی تیر دل دوز نظر آتی تھی حباب چشم قہر کا نقشہ دکھاتا تھا بحر نہ تھا کسی غضب ناک دل پر جوش کا خاکا تھا کہ

مثنوی

دست غم اسقدر پہ طغیان ہی
کہ ہر اِک گوشہ بیچ طوفان ہی

جزر و مد جسکا تا فلک جائے
کیا غضب کا وہ قہر دریا ہی

ہر طرف ہی نظر مین ابر سیاہ
پانی ہی جس طرف کو کریئے نگاہ

سیلہا در رکاب دیدہ است
چشم تا کار سنے کند دریا است

پانی عالم کی تا بسر رہیگا
خشک مغزون کا مغز تر رہیگا

خضر کیونکر سے زیست کرتا ہی
آب حیوان مین پانی مرتا ہی

وسعت آب پوچھ مت کچھ یار
کوچے موجون کے ہوگئی بازار

معبد اب سارے گرتے اٹھتے ہین
زاہد خشک ڈوبے جاتے ہین

پڑھتے ہین یار درس حیرانی
آئینہ کے بھی گھر مین ہی پانی

اور اُس دریا کے کنارے پر اُس طرف کوئی ہزار ساحر مسلح و مکمل استادہ تھے ہوم ہو رہے تھے بستر اُنکے لگے تھے نارنج ناریل وغیرہ اُچھلتے تھے زیور نے اُس قلزم عمیق کو دیکھکر فرمایا کہ یہ دریا مجلوِ سحر کا معلوم ہوتا ہی اِسپر سے اُڑکر جانا چاہیے یہ کہہ رہی تھی کہ ناگاہ ایک ساحر کے اوپر کو جا پڑی دیکھا کہ دریا کے اِس پار سے اُس پار تک تاریکی چھائی ہی آسمان فولادی بنا ہی دریا چشمہ ظلمت نظر آتا ہی اُسنے وہ تاریکی زیور جادو کو بھی دکھائی زیور نے راہ ہر سمت سے مسدود پائی فرمایا کہ خبر ہماری مخالفت کی افراسیاب کے گوش زد ہوئی ہی اور اُسنے فکر ہماری گرفتاری کی کی ہی خیر بہرالابن توکلست علی اللہ تعالی الکشتیان اور مورپنکھیان سفینے وغیرہ ہماری سرکار کے میر بحر سے کہو کہ دریا مین لگائی اگر یون چلینگے جو ہمسے لڑیگا ہم بھی لڑینگے مالک بر و بحر ہمارا مالک و نگہبان ہی یہ حکم دیتے ہی میر بحر نے سواری دریا کی آراستہ کی ملکہ آکر مورپنکھی مین مسند پر جلوہ گر ہوئی اور افسران لشکر زورقون پر سوار ہوئے ملاح اور مانجھیون نے کشتی روان کی اور از بسکہ یہ شہزادی طرفدار مسلمانون کی ہی تو کہتی جاتی تھی کہ قال ارکبوفیہا بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور الرحیم غرضکہ یہ کشتیان روانہ ہوئین ساحر دریا مین بھی نیرنگی سحر دکھاتے

تھے آگ پانی مین لگاتی تھی عکس ماہ رویان جو پانی مین پڑا تھا چاند ہزار ہا فلک دریا مین نکلا تھا اِسی طرح سیر کنان جب بیچ دریا مین پہونچی ایک طوفان عظیم برپا ہوا اِس تاریکی سے چادرین سیاہی کی دریا پر پڑنے لگین اندھیرا ہوگیا ہوا تند و تیز غضب قوم عاد کی طرح چلنے لگی موج کو موج دریا کی نکلنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا دریا کا مینڈھے لڑانا جان پر ہر ایک کے بنجانا آب گوہر جان غمناکان پر بھی نمناکی ہوئی گوہر جان کی بے آبرو ہوکر ہلاکی ہوئی کشتیان سب چکر کھانے لگین گرداب کی چال سے نئے سیکھی فلک نے عجب چکر مین ڈالا لجہ و لطمہ نے سر اُٹھایا جانوران آبی اُچھلنے لگے نہنگان خون آشام سر نکالتے تھے اس بحر آفت خیز مین آخر وہ سب کشتیان مع اُنکے ساکنون کے ڈوب گئین مثنوی

وہ سفینے تھے جو کہ دریا مین — موج زنجیر اُنکی تھی پا مین
کھنچ گئی قعر کو وہ گوہر ناب — تھی کشش ظلم کی مگر تہ آب
کہتے ہین ڈوبتے اُبھلتے ہین — ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین
ڈوبے جو یون کہین وہ جا نکلے — غرق دریاے ظلم کیا نکلے
ظلم نے آہ کھو دیا اُسکو — آخر آخر ڈبو دیا اُسکو

جب کچھ عرصہ اُنکو ڈوبے ہوئے پر گذرا تو اُنھون نے دیکھا کہ زنجیرین ہم سبکی گردن و کمر مین بندھی ہین اور کھنچے ہوئے اندھیرے مین جاتے ہین کچھ دیر تک اُسی تاریکی مین چلی پھر جو روشنی دکھائی دی تو اس پار دریا کے جو فوج اُتری ہوئی تھی وہین اپنے تئین سب نے بندھا ہوا پایا اور ملکہ زیور نے دیکھا کہ ایک ساحر خیمۂ زرین مین مسند پر بیٹھا ہی مین اُسکے سامنے بندھی کھڑی ہون چنانچہ اُس ساحر نے کہ نام اُسکا باران بحر انگیز جادو تھا اُس ملکہ سے خطاب کیا کہ کیون او نمک حرام شوخ دیدہ تو نے یہ عزت و حرمت جس شاہ کے بدولت پائی اُسکی مخالفت پر کمر باندھکر تو اب طلسم مین آئی ساری عزت تو نے دریائے بے حرمتی مین ڈبائی ملکہ نے کچھ جواب اُسکو نہ دیا اور وہ بے حیا اُسکو مع تمام اُسکی فوج کے بندھا ہوا لیکر چلا سب ساحر وہان جو اُترے تھے کوچ کرکے ہمراہ ہوئے اور شہر مین آکر پہونچے اُس قلعہ کو بھی بہت آباد دیکھا جوان ہر ایک یہان کا رشک شمشاد دیکھا ہر کاتا تا غیرت بخش طاق کسریٰ و فریدون سا کنان شہر مثل لیلیٰ حسین کہ دل دیکھنے والون کا اُنکے عشق مین مجنون وصف شہر بہت جگہ کیا گیا ہی اِس وجہ سے اختصار کیا جاتا ہی کہ یہ سب کوائف شہر دیکھتے اپنے حال پر اشک خونی بہاتے جاتے تھے

مردمان شہر مین چلو دیکھو چلو دیکھو کا غلغلہ بلند تھا یہ سب روتے تھے وہ سب ہنستے تھے جو وہان بستے تھے ہجوم مردمان شہر ہمراہ بعض کے لب پر جور فلک سے آہ آہ بعض کے لب پر واہ واہ اسی طرح دارالامارہ مین پہونچی فوج کے لوگ باہر ٹھہرائے گئے زیور اور اسکے افسر اندر بلائے گئے تخت شاہی پر طیران جادو بد باطن و تیرہ رو متمکن تھا اسنے زیور کے حسن و جمال کو دیکھکر عقل و ہوش کھو یا لیکن کیا کرتا مجبور تھا کہ مجرم شاہی ہی خاموش ہو رہا اور کچھ دیر مین جب حواس درست ہوئے عتاب اس بیچاری پر کرنے لگا کہ کیون او گیسو بریدہ تو نجانتی تھی کہ بادشاہ کا عتاب کس غضب کا ہی اور اسکو کیا خبر نہ پہونچی کی جو برخلاف اس سے ہو نگے زیور نے بجواب ان کلمات کے کہا کہ او موذی بے حیا اول تو مین بادشاہ سے خلاف نہین ہون اور جو تو کہتا ہی تو یون ہی سہی تو کیا ہی اور تیرا بادشاہ کیا مسخرا ہی طیران کو غصہ آیا اور چاہا کہ حکم قتل کا دے مگر مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ حضور بادشاہ طلسم کو اسکے قتل کا اختیار ہی آپ لکھ بھیجیے اگر حکم دے کہ زندہ بھیجدو تو اسکو روانہ کر دیجیے گا اور سر مانگے تو قتل کر کے سر بھیجیے گا بادشاہ نے مشورہ انکا پسند کر کے اسکو حکم قید کا دیا ملازم اسکے اور فوج کے لوگ اور زیور سب ایک ہی مقام پر مقید ہوئے یہ شاہزادی اس زندان غم مین بہت گھبرائی مکان تیرہ و تنگ مین جان لب پر آئی

نظم

سخت دل تنگ یوسف جان ہے — گھر کہ تاریک و تیرہ زندان ہے
کوچۂ موج سے بھی آنگن تنگ — کوٹھری کی حباب کی سے ڈھنگ
چار دیواری سو جگہ سے خم — تر ذرا ہو تو سو گھٹتے ہین ہم
کبھی کوئی ستون لیا ہی بھرے — کبھو چھت سے ہزار پایہ گرے
کوئی تختہ کہین سے ٹوٹا ہی — کوئی واسا کہین سے چھوٹا ہی
دب کے مرنا ہمیشہ مد نظر — گھر کہان صاف موت کا تھا گھر
دن کو تھی دھوپ رات کو تھی اوس — خواب راحت وہان سے سو سو کوس
بس وہ حیران کار رہتے تھے — بے مددگار و یار رہتے تھے

اب انکو تو قید زندان ستم طیران مین رکھیے لیکن حال عمر بن امیہ شہری سنیے کہ انکا دو طائران سحر لیکر روانہ ہوئے تھے جب سرحد ملک کوکب ختم ہوئی تو اس مقام پر انھون نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عیاران یہ جو دست راست کو راستہ گیا ہی طلسم ہوش ربا کا ہی اور یہ جو سامنے کی راہ ہی

یہ قلعہ کوہ عقیق کو راستہ کیا ہی اور اسی طرح طلسم کو ہر گروہ ہزار برج وغیرہ کو راہین گئی ہین اور
طلسم ہوشربا کو جو کوئی جائے قلعہ جات کے علاوہ دریائے ہفت رنگ بھی اسکو پڑیگا بغیر اسکے
خاص طلسم مین جانا نہوسکے گا یہ قلعہ جات جو پڑینگے یہ دریا کے اسطرف ہین عمر نے کہا خدا مالک
ونگہبان ہی لیکن اب تم اسی صحرا مین ٹھہری رہو مین جاتا ہون اور تلاش ملکہ زیور کرتا ہون یہ کہکر وہان
اُترا ملکہ ہلال سحر افگن و مخمور بھی اُتریں کچھ دیر آسودہ یہ سب ہوئے اور کوکب نے چلتے وقت کہدیا تھا
کہ سر حد قلعہ طیرانیہ پر جاکر اُترنا یہ اسی مقام پر اُترے ہین لیکن تردد مین ہین کہ دیکھیے زیور اُدھر
آتی ہی یا نہین غرضکہ جب خوب آسودہ ہو چکے ساحرہ تو دونون طائر بنکر اُڑگئین اور خواجہ ساحر کی ایسی
صورت بنکر یعنے جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر کنٹھی مالے سے درست ہوکر کھنور چندن کی جسم مین لگاکر
جمشید جمشید کہتے روانہ ہوئے اور جب اُس صحرا کی سرحد سے آگے بڑھے ایک نہر بہتی دیکھی اُس نہر کے
قریب پہونچتے ہی موجین اُسکی بڑھنے لگین اور آتش سحر شعلہ آور ہوئی خواجہ نے اُس نہر مین تعویذ دیا
ہوا کوکب کا ڈالدیا پھر تو چند مچھلیان اُسمین سے نکلین خواجہ کو اُنھون نے زبان فصیح سے سلام
کیا اور ایک مچھلی آئی کہ اُسکی پشت پر کاٹھ اکھنچا تھا وہ جب کنارے پر آئی خواجہ اُسپر سوار ہوئے وہ
غوطہ مارکر اُس نہر کے پار پہونچی عمر جست کرکے نہر کے اُس پار اُترا اور آگے بڑھا کہین صحرائے سبزہ زار
نظر آیا کہین صحرائے ہولخیز پایا کسی طرف دریا بہتے دیکھا کہین ساحرون کی مسکن بنی تھی جادوگرنیون کو
رہتے دیکھا اسی طرح سیر کنان قریب قلعہ کے پہونچا دیوار شہر پناہ نہایت مستحکم و استوار پائی پتھر کی
عمارت نہایت طرحدار پائی ہر طرف برج و مکان اُسپر بنے تھے در شہر پناہ پر ساحر بطور پاسبانون کے
بیٹھے تھے عمر بھی اُنھین پاسبانون کے پاس جاکر بیٹھا اور کہا بعد مدت اِسطرف آتا ہوا اب شہر مین کون
جائے حقہ پانی پیکر گانون کو اپنے چلا جاؤن گا ایک ساحر نے کہا بھائی تم کہان کے رہنے والے ہو اُسنے
کہا ایک گانون ہی اُجڑا پاؤن نام وہان رہتا ہون اُسنے کہا بھائی آجکل اندر شہر کے جانے کی روک
ٹوک بھی ہی اسلیے کہ ایک گنہگار شاہ جادوان کی مع اپنے لشکر کے گرفتار ہوئی ہی عمر نے کہا اُسکا کیا نام ہی
پاسبان نے کہا ملکہ زیور جادو اُسے کہتے ہین عمر نے اپنے دلمین کہا کہ شکر خدا کا ہی محنت میری ٹھکانے
لگی پس سب احوال دریافت کرکے یہ وہان سے اُٹھا اور اُسی قلعہ کے قریب صحرا مین آکر صورت اپنی ایک
جوگن کی ایسی بنائی اول تو زلف چلیپا درازتھی ہی اب مثل بخت رسا اور زیادہ اُسکو بڑھایا طول شب

ہجر سے تشبیہ دینا باعث پریشانی دل ہی شب دیجور سامنے اسکے خجل ہی بہار سنبل و برو اسکے خزان
دیدہ موشگافی لاکھ کرے مگر بال بھر بھی وصف اسکا نہو ادا اسکے عشق مین دیوانہ بستہ زنجیر رہین
دل کو ایسا کھوئین کہ جیسے اندھیری مین کچھ ڈھونڈھین اور نپائین جعلسازی اسکی دل کو بادپیچ و فن
کرنے مین وہ زلف استاد اس زلف کو خاکستر آلودہ کرکے جٹا مین لٹین بکر رخسار پر چھوڑین توسن نازکی
باگین موڑین کان کی لو کا دھوان ایسا بلند تھا کہ وہ کاکل کے نیچے اور کاکل بنا تھا دو رہزنون نے
اکٹھا ہو کر متاع دل لوٹنے کا ارادہ کیا تھا پیشانی اُس زلف مین یون نور فگن تھی جیسے اندھیری رات
مین شمع روشن تھی زہرہ جبینان دہر پیشانی اپنی اسکے عشق مین ٹپکا کرین ہر شام سودے مین بسر ہو
تیغ ابرو سے اسکے گھائل دل و جگر ہو ابروؤن کے سامنے تیغ ہلالی نظر مریخ سے گرجائے اگر وہ تیوری
چڑھائے تو گویا تیغ چرخ پر چڑھ جائے تیر فگن کمان کو لیس کرے ہر لیلی کو غیرت قیس کرے کمان خود شرم سے
گوشہ گیر ہو مرغ جان عشاق نشانہ تیر ہو نرگس بیمار کو اب تو حشر تک شفا ہونا دشوار کیونکہ اسکی آنکھون
کے عشق مین بیمار ہی جادو نگاہی مشہور ہی مگر یہان سحر سامری بھی مجبور ہی غزالان چین ختن کا سارا
نشہ ہرن ہو جائے اگر وہ آنکھ کبھی دکھلائے خوش چشمون کا چہرہ انھین آنکھون کے سامنے نظری
ہو یکتائی کا صاد دفتر حسن مین منشی نے کیا ہی چیونٹون سے ایسی گریزان ہی کہ قیامت ابتک شرم سے
پنہان ہی رنگ رخسار وہ کہ جسکا نظیر نہین ایسی نور کی تنویر نہین چاند سورج کو حسین ہر چند سرخرو ہوکر
لیکن یہ چمک دمک رخسار مین اپنے کب پائین لب نازک کی کوئی کیا ثنا کرے اسی کے دھیان مین تمام
عمر ہونٹھ چاٹا کرے نگہ گرم سے جو کوئی خیال غوق بوسہ مین دیکھے تو وہ ہونٹھ نیلا ہو جائے نازکبدن
مسی زیب اپنا لب تصدق فرمائے دہن تنگ کا عقدہ تو آجتک کسی سے نہ کھلا غنچہ کی روش زبان منھ مین لال
رہے منھ پر بات نہ آسکے حیرت سے صاحب دید کا یہ حال رہے غرضکہ از سرتاپا آفت کا پتلا قیامت کا
پورا نقشہ سمن رو یاسمن بو لالہ فام گلعذار سراپا بہار نادر زمانہ حسن مین یگانہ حسینون کے افسر دنیا بھر سے بہتر

قصیدہ ایک خورشید لقا طرفہ جوان رشک — تاب رخسار قلق سرخی رخسار شفق
وہ جبین ماہ مبین اسپہ خط جبین جبین — تھی وہ انگشت بنی جسنے کیا ماہ کو شق
کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار — باندھکر کھینچ لے دل زلف مسلسل کی [illegible]
تیر انداز جو مژگان تو ادا دشنہ گذار — چشم ابلق تو نگہ ترک سوار ابلق

غمزہ و ناز و کرشمہ و بلا غارت گر | کہ نچھوڑیں تن عشاق میں جان ایک رمق
سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار | ہونٹ گلبرگ دہن غنچہ و بینی زنبق
سرو قامت سے اگر اُسکے ہو طوبیٰ کی سرکش | راست ہاں راست ہی یہ کل طوبیٰ احمق
شکر آمیختہ بادام مقشر دندان | سیب فردوس زنخدان لب خندان مشتق
لوح رنگین سے نہ زیبا ہو بیاض گردن | تاکہ ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق
سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا | ناف اک عکس ذقن اُسمیں بجائے زورق
نازک ایسی کمر اُسکی کہ سمجھنا مشکل | جسطرح شعر خیالی میں ہوں معنی ادق
کیا کہوں ساق بلوریں کی صفائی اُسکی | شمع گر دیکھے اُسے شرم سے آجائے عرق

جب اِس صورت سے آراستہ ہو چکا سر پر ایک حلقہ زرّیں بناکر رکھا تہمد پیشواز کی طرح باندھی بھبوت منھ پر ملا سوتیوں کو جلا کر راکھ کیا ایسا چہرہ پر آب و تاب بنایا بین لیکر کاندھے پر رکھی مرگ چھالا کاندھے پر ڈالا اور ایک جھولا اپنے اسباب رکھنے کا دوش سے لٹکایا درختہائے گنجان اُس مقام پر دیکھ کر چشمہ رواں کے قریب مرگ چھالا بچھا کر بیٹھا اور بین بجانا شروع کیا پھر اُسکو تو لحان داودی خدا نے عطا فرمایا ہی تمام جانوران صحرائی گرد و پیش آکر جمع ہو گئے اور طائر ایسے محو ہوئے کہ بالکل خوف نرہا ہاتھ پر اور سر و دوش پر نشیمن پذیر ہوئے ہر درخت وہاں کا بین سُنکر نہال ہوا صحرا سب خوش دلی سے باغ باغ تھا سبز بختی تمام جنگل کو نصیب ہوئی چشمہ کو ہر موج شوق سے لہرائی ایسا جوش دل میں پیدا ہوا کہ کہ چشمے سے بڑھکر دریا ہوا فرط عشق سے ابلنے لگا شاخیں درختوں کی جھومنے لگیں جھک جھک کر جوگن کا منھ چومنے لگیں وہ صحرائے سرسبز کی بہار ابر گھرا ہوا قوس قزح فلک پر نکلا ہوا چشموں کا لہرانا اور ایسی پُربہار جگہ پر بیٹھکر بین جوگن کا بجانا اور ایسی حسین جوگن کہ چشم زمانہ نے کاہیکو حسین دیکھا ہوگا اسکی مستانہ ادائیں جوانان گلشن کو دکھانا قدرت خدا نظر آتی تھی کہ ابیات قصیدہ

کھلے ہیں جاتے ہیں سب غنچے نہ بے جوش نشاط | لوٹے ہی جاتے ہیں گل بل بے ہنسی کی شدت
آج وہ جوش پہ تھی رحمت باری کہ کہیں | نہ رہے کلفت عصیان سے جہان میں ظلمت
اسقدر ساز طرب ساز کی آواز بلند | چھیڑیں گر تار کھرج کا تو ہو پیدا صیوت

از بسکہ بیان سے قلعہ قریب تر ہی تو بہت آدمی قلعہ سے اِدھر آتے اور بہت جاتے ہیں جو کوئی اِدھر سے

گذرا دہ جان وخرد کھو کر گھر کا راستہ بھولا بیٹھکو جوگن کا منہ دیکھنے لگا اور بیہوش و مدہوش ہوا جب
ہجوم زیادہ تر ہوا جوگن نے بجانا موقوف کیا اور وہان سے اُٹھ گئی ناچار خلقت بھی اپنے اپنے
گھر گئی اور قلعہ مین آکر سبنے بیان کیا کہ اے میان ایسی جوگن کبھی ہمنے تو کیا پیر و ہرا در زال دنیا نے
بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسا گانا بجانا سُنا اور دیکھا یہ صورتین بھی قابل دید ہین چلو اور دیکھو کچھ لوگ
اسکے ساتھ آئے اور گانا وغیرہ سنکر محو ہوئے پھر تو چار طرف سے دیہات اور شہر مین دھوم ہوگئی عالم خدا
کا اسی صحرا مین اکٹھا ہو گیا میلا بھی ایسا نہو گا جیسا وہان مجمع ہوا شہر کے امیر و غریب و فقیر سب آنے لگے
اور تیر عشق جوگن کا کھا کر تڑپتے ہوئے گھر جانے لگے وزیر نے اُس قلعہ کی خبر سُنی اور امیرون نے اسکو
اشتعالک دی کہ حضور یہ جلسہ بھی کم ہوا ہی جو اب آجکل بیرون شہر ہوتا ہی دیکھ رکھنے کے قابل ہی جوگن
کا ہے کو ہی قدرت خدائے باختر ہی سامری نے اپنے ہاتھ سے اُسکو بنایا ہی ایسا نقشہ کم دیکھنے مین
آیا ہی وزیر مشتاق ہوکر سوار ہوا اُسکے ہمراہ تمام ارکان دولت و مشیران سلطنت توڑے اشرفیون
اور روپیون کے اپنی اپنی ہمت کے موافق سبنے ساتھ لیے یہان جو لوگ کہ آتے تھے وہ دونے
مٹھائیون کے اور پیسے کوڑی روپیے جوگن کے لیے لاتے تھے گرد اُس حسینہ کے پیسے روپیون کا ڈھیر
رہتا تھا اور وہ آنکھ بھی نہ ملاتی تھی وہ سب مال اسی طرح پڑا رہتا تھا ہر ایک کو یہ آرزو تھی کہ ہماری
جانب سیدھی نظرون سے یہ دیکھ لے اور کوئی بات کرے لیکن بات کرنا کجا وہ انکے مجمع کرنے سے
درختون مین جھاڑیون مین پوشیدہ ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی جب اُسکو ناراض پاتے تھے ہاتھ باندھکر
کھڑے ہوتے تھے اور بعض وقت ہٹ جاتے تھے کوئی اُسکی تعریف مین کہتا تھا کہ ای جان جہان میرا

تیرے عشق مین اپنا یہ حال رکھتا ہون کہ **شعر**

مثال نے ہی مرا جبتلک کہ دم مین دم	فغان ہی میرے لیے اور مین فغان کے لیے

کوئی یہ زبان پر لاتا تھا کہ **بیت**

غضب کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے	گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اُسکی مژگان سے

اسی مجمع مین آخر وزیر بھی آکر پہونچا اور اُسنے جو قریب تر اُسکے آکر صورت زیبا کو دیکھا یہ حال ہوا کہ **اشعار**

خار خار غم آشکارہ ہوا	مثل دل جامہ پارہ پارہ ہوا
ہو گئے بس کہ لوٹے خاک مین ہم	جلد ہر رنگ کسوت ماتم

نہ لیا پھر قرار نے آرام | کھو دیا اضطراب نے سب کام
سینہ کوبی سے دل فگار رہا | تیر حسرت جگر کے پار رہا

ہمراہیان وزیر نے گلاب کیوڑہ چھڑکا کہ وزیر کو ہوش آیا اُسوقت جوگن نے مسکراکر باشارہ ابرو پاس بلایا اشارہ نہ تھا تیغ دودم تھا کہ جسنے ایک ہی وار مین دلکو سو ٹکڑے کیا مگر کچھ جان مضطر کو قرار آیا مرگ چھالے پر جاکر پاس بیٹھا جوگن نے مزاج پرسی کی اُسنے کہا جان پر بنی ہی باقی سب طرح طبیعت اچھی ہی نام پوچھا تو اُسنے آوارہ و سرگشتہ و بدنام و رسوائی خطاب اپنا بتایا اور کہا کہ افراد

آنکھ اُسپر جفا سے لڑتی ہی | جان کشتی قضا سے لڑتی ہی
قسمت اس بت سے جا لڑی اپنی | دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہی

جوگن نے تیوری چڑھا کر کہا کہ میان حسن پرست ایسے ہی ہوتے ہین جعلسازی بسان زلف معشوق رکھتے ہین باتین پیچیدار کرتے ہین ورنہ مین بیچاری اس لائق کب ہون کہ جو کوئی مجھپر مرنے کا ارادہ کرے یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لائی اور زمین اُٹھا کر ایسا پرسوز و گداز دیپک کا راگ گایا کہ استخوان سامع کو نے بنا کر جلایا اور یہ غزل زبان پر لائی کہ

غزل

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے | اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
نگہ کیا اور مژہ کیسا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے | اسے تیر قضا اُسکو پر تیر قضا سمجھے
رہی کچھ تلخکام اس زندگانی نا گوارا سمجھے | کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
پھرا کر گردش مین سوا انداز فتنہ زا سمجھے | فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے | جو اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے
تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے | پڑین پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
تری کشتی جو یون خواب عدم سے یک بیک چونکے | مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے
حساب اصلا نہ پوچھے مجھسے میرے دل کے زخمون کا | حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
اگر دلکو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دے | کہ عاشق اپنے پہلو مین اسی کو دل کی جا سمجھے
نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ مین عمر رفتہ کا | مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے
بلا اُس زلف کے مصرعہ مین ہی مضمون پیچیدہ | اُسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا ادھر اپنا دل لرزتا ہی | کہین ایسا نہو دسے ہمسے وہ کافر ادا سمجھے
سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات خوق اُسکے | کوئی سمجھا نے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

اس غزل نے وزیر کو زار زار رلایا دیوانہ زیادہ بنایا جب اُسنے گانا موقوف کیا اور قصد کیا کہ اب وزیر کے پاس سے اُٹھ جاوُن اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کر کے قدمون پر سر رکھکے کہا کہ اے راحت دل وجان ایک عرض میری اگر تو قبول کرے تو گویا بندہ بے درم محکوم بنائے اور مول لے جوگن اُسکے پاس پھر توقف پذیر ہوئی اُسنے نہایت خوشامد سے عرض کیا کہ یہان اتفاق زمانہ سے آپ وارد و صادر ہوئی ہین غریب خانہ اسی شہر مین میرا ہی امیدوار ہون کہ قدم رنجہ فرماکر اُس کلبۂ احزان کو رشک قصر قیصر و خاقان بنائیے اور مرتبہ میرا براہ افتخار تا بفلک دوار حضیض خاک سے پہونچائیے جوگن نے ہنسکر کہا اتنی فرصت فقیرون کو کہان جو کسی کے گھر پر جائین یا ایک دم ہنسین بولین اپنا تو یہ حال ہی کہ بیت

پھر گیا ادھر ادھر نہ ہمارا گیا قلق | الفظ قلق کی طرح سے وہی رہا قلق

پھر نے پھر نے سے تو پھر دم ہی بہل جاتا ہی ورنہ مجھکو وہ وحشت ہی کہ جنون میرے نام سے گھبراتا ہی وزیر نے پھر منت سماجت کی اُسوقت یہ راضی ہوئی بس اُسی وقت سواری سلیمان باد بہاری تیار ہوئی اور بڑی تزک و احتشام سے سوار کر کے وزیر لے چلا اور اپنے ایوان مین ایک مقام تنہا اور پاکیزہ دلکشا اُسکو اُتارا اتفاقاً اور امیر وغیرہ جو وزیر کے ساتھ سے پھر گئے اُنھون نے یہ تذکرہ طیران باد بادشاہ سے کیا بادشاہ نے اُسی دم وزیر کو بُلوایا اور فرمایا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ جوگن کو لاکر ہمارے مکان مین اُتارو وزیر حیران ہوا کہ بادشاہ جو اُسکو دیکھے گا خود محل کرنا اُسکا چاہے گا میرا اسطرح کیا ہوگا لیکن حکم تھا کہ مرگ مفاجات بہت خوب کہکر مکان پر آیا اور جوگن کو لیکر یہان بادشاہ نے اپنا وہ باغ خاص جو اُسکو بہت پیارا تھا باغ عالم سے نرالا تھا اُسکو جوگن کے لیے آراستہ فرمایا وصف اُس باغ دلکشا کا کیا زیب قلم ہو آمد سے ایسی معشوقہ سبزہ رنگ گل رخسار کے باغ کا دل بھی باغ باغ تھا ہر گل گو ہر شب چراغ تھا بلبل ترانہ مبارکباد گاتی تھی نسیم مژدہ جانفزا لاتی تھی فوارہ جوش عشرت سے اُچھلتا تھا نہرین وفور مسرت سے اُبلتی تھین اُدھ چلتی تھین سرو تن رہا تھا شمشاد قامت زیبا کی پھبن دکھانے کو بن رہا تھا طائران نوا سنج غزلخوانی کرتے تھے وصف مہمانی

رقی تھے گلون کا دماغ عرش اعلی پر پہونچا ہوا تھا مشام جوانان چمن کو بسا دیا تھا عروس گلشن نے
نئے سر سے پھولون کا گہنا پہنا تھا غضب کا نکھار کیا تھا نرگس چشم حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی
وہ خور مو جھپلی تھی کہ سنبل اپنی پریشانی بھولی تھی غنچہ منہ نہین پھولائے تھے فرط عشرت سے
کلیان پھولی تھین سوسن کو حکم تھا کہ جائے ادب ہے چپ رہے زبان نہ کھولے کہین ایسا نہو شگوفے
بولے باغ کی بارہ دری مین تصویرین اور شیشہ سجا گیا نقارخانہ جہین وہ مقام بنایا گیا فرش دو
بچھایا گیا کہ اطلس چرخ کو غیرت آئے ساعت ترتیب بزم عشرت آئی کہ غزل

یہ جوش نسترین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن	گلشن مین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق
ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن	ہر سبز گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر	اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق
جام بلورین مین ہے یون عکس شراب لالہ گون	ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق
وہ سیمگون زیوان تبادہ سا ئیان رنگین قبا	لین دام اب جس سے صفا نور سحر رنگ شفق
فانوس شیشہ لالگون روشن تری محفل مین یون	گویا کہ شیشہ مین بھرا نور سحر رنگ شفق

جب آراستگی باغ و مکان ہو چکی کنیزان زرین کمر بہر خدمتگذاری حاضر ہوئین اور ہوا داران پر جوگن کو سوار
کرکے وزیر نے داخل باغ کیا یہ آکر بارہ دری مین مسند پر جلوہ گر ہوئی جسوقت کہ باغ عالم سے گل آفتاب
نمول و پژمردہ ہوا اور فراش مہتاب نے فرش چاندنی کا گسترہ فرمایا کہ ابیات

ہنسے چراغ تو ایسے ہنسے کہ پھول جھڑے	حیا سے رنگ گل آفتاب تھا تغیر
نہال شمع سے اس شب چنی ہو گل شبو	بہار عیش مین تا گلچین کی طرح سے گلگیر

شام کو بادشاہ آکر داخل باغ ہوا اور اسنے جو حسن و جمال کو جوگن کے دیکھا غش کر گیا یہ عالم ہوا کہ ابیات

ضعف سے طاقت آزما غفلت	ہوش روپوش خود نما غفلت
اسمین اک بوے جانفزا آئی	جان پہ غش کہ کیا بلا آئی
غش سے مجکو افاقہ ندرست ہے	نہ چلے بس خدا کی قدرت ہے
دیکھتا کیا ہے ایک نہرہ جبین	جلوہ افروز ہے سر بالین
چرخ نے داغ نو دیا اسکو	والہ اس ماہ کا کیا اسکو

صدمہ جان گسل دو بارہ ہوا
دیکھو زانو پر اوسکے سر اپنا
چون کتان سینہ پارہ پارہ ہوا
تھا دماغ آسمان پر اپنا

غرضکہ غش سے جب افاقہ ہوا جوگن نے گھٹنا اپنا سر کے نیچے سے سرکالیا اس نوگرفتار دام الفت نے اٹھکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا کہ ابیات

ہم بتون کے دلکو جذب دل سے کھینچے جائینگے
دیکھیں تو دلکی کشش کبتک نہین کرتی اثر
ہر پڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
ہم بھی نالے اس دل بسمل سے کھینچے جائینگے

وہ قتالہ عالم بھی مسکرائی اور چشم فتان کی گردش سے قیامت ڈھائی پھر بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اور جام لالہ گون بھر کر دیا اور آپ بین کی طربین درست کرکے بجانا شروع کیا اور اس غزل کو گایا کہ غزل

نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا
اے فلک گر مجھے اونچا نہ سنائی دیتا
دیکھ چھوٹون کو ہی اللہ بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے تل مین ہے دکھائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
اک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا
روٹھی اشک گرا دینگے نظر سے اکدن
ہر ان آنکھون سے ہی مجکو جھائی دیتا
مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جاکر
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

اب تو یہ حال ہوا کہ غزل

چشم سرمست مونا زمین کا جل پھیلا
لب سیگون پہ مسی کی بڑی پھیلی رنگت
لے کے انگڑائی کھین ہنسنے لگے رام کلے
اٹھی ملتی ہوئی آنکھون کو کہین اپنی للت
بے نمک آیا نظر حسن مہ و انجم چرخ
ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت
چرخ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم
شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت
کھے یہ رند کہ از بہر فروش آگ نہ پھانک
مانگے گر باد تو یہ زہد کہن کی قسمت

بادشاہ کا یہ گانا سنکر وہ حال ہوا کہ اپنے آپ سے جاتا رہا اشک مسلسل کا تار رخسار پر بندھا کچھ دیر کے بعد جوگن نے گانا موقوف کیا انجمن برخاست ہوئی وہ رات کا بھیگنا ستارون کا چھپنا کھیت چاندنی کا کرنا درختون کے پتون کا چمکنا ہوائے سرد کا چلنا بدن مین کچھ کچھ سردی کا لگنا

شبنم کا گرنا خلوت کی رات سبحان اللہ طیران کا یہ حال ہوا کہ اکیلے مین اُس انجمن آرائی خوبی کے گرد پھرا سر اپنا قدمون پر اُسکے دھرا اور چاہا کہ بوسۂ لب شیرین لے اُسنے ایک طمانچہ اُسکے منھ پر مارا اور کہا کہ مردوے حواس مین آ گیا تو نے مجکو کھیلا بنایا ہی تو صاحب کسبی خانگیون کی طرح بلانے لگا اپنے مطلب کی گانے ای بابا یہان خود وہ سزا دونگی کہ تو بھی کچھ دنون کو یاد کریگا ہم فقیر سادھو کے جوگی غم کے بروگی ہمارے ساتھ یہ باتین کرنا کب زیبا ہین اُسکے آنکھ دکھانے سے بادشاہ ڈر گیا اور رونے لگا کچھ دیر مین یہ زبان پر لایا کہ بیت

کر دیا گیا ترے ابرو نے اشارہ ظالم	کہ قضا ہاتھ مین تلوار لیے پھرتی ہی

اُسنے جب اُسکو روتے دیکھا مُنھ پھیر کر ہنس دیا پھر اُسکو ڈھیٹ بنایا وہ پھر منت کرنے لگا پاؤن پر سر دھرنے لگا جوگن نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا یا داتا کیون تو نے ہم فقیرون کو ستا رکھا ہی بادشاہ نے کہا کہ ایک بوسۂ لب شیرین کی امید رکھتا ہون اُسنے انگوٹھا دکھایا اور کہا او مُوہون یہ ہوتا ہی نہین بادشاہ نے کہا کہ شعر

بوسے کے مانگتے ہی پھیر نے چتون کو لگے	ایسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے

یہ کہکر بے اختیار اُس کے لپٹ گیا وہ آغوش سے مثل برق جہندہ تڑپ کر نکلی اور پکاری کہ شعر

پوچھ مت راہ وفا اس نگہ پرفن سے	رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے

آخر اُسنے ایک جام شراب ارغوانی سے بھر کر اور آنکھ بچا کر بیہوشی ملا کر بادشاہ کو دیا مگر اسطرح کہ مُنھ پھیر کر پہلے جام لبون سے آپ لگایا پھر قسم دی کہ میرا مُردہ دیکھے جو میری جھوٹی کی ہوئی شراب نہ پیے بادشاہ مست مے محبت تھا وہ جام بیک جرعہ درکشید کر گیا گویا جیتے جی مر گیا اُس نازنین نے اور دوسرا جام دیا اب تو لاؤ لاؤ کی صدا بندھ گئی اور اُسی حالت نشہ مین اُس ساقی پر ستم کو اُسنے آغوش مین لینا چاہا یہ اُٹھکر بھاگی وہ فرط مستی سے جان جان کہکر اُسکے پیچھے جھپٹا طمانچہ بیہوشی کا پڑا کہ سر نیچے ٹانگین اوپر اُسوقت جوگن نے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اُسکو بارہ دری کے ایک گوشہ مین دری وغیرہ سے لپیٹ کر چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوا اور کنیزان ماہ لقا کو کہ جو بوقت تخلیہ چلی گئی تھین طلب کیا کہ وہ آکر ہاتھ پاؤن دبانے لگین اور اپنے کام مین سرگرم و مشغول ہوئین اُسنے کسی سے کچھ نکہا پلنگ مرصع پر آرام فرمایا

چوب نقارے پر لگا اس ڈھب
ایک دو دم بجائے جاؤ یونہین
پھینکتے تھے جو دستہ دستہ گل

کہ رکھین گوش اُس صدا پر سب
دلکش آواز گائے جاؤ یونہین
رہگذر مین تھے رستہ رستہ گل

غرض بتجمل تمام یہ آکر داخل بارگاہ ہوئے لشکر امن کے ساتھ اُترا بارگاہ مین ہر ایک لشکر نے جشن شاہانہ کیا سب عیش و عشرت مین مشغول ہوئے خبرداروں نے یہ خبر ملکہ حیرت کو پہونچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور نامہ افراسیاب کو لکھا اُسنے بھی نامہ پڑھا نہایت غم و غصہ کیا باقی تدبیر مین اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہر اُسکو تو اِس حال مین رکھیے ادھر برائے شیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سے کہ جانب کوہ زرفشان روانہ ہوئی ہی وہ بھی کیفیت معرض بیان مین انشاءاللہ آئیگی اب شمہ حال خجستہ مال جہانگیر بن حمزہ صاحبقران تحریر ہوتا ہی

داستان دلستان گہر ریزی زبان کلک عنبر فشان سے حالات طلسم شکنی جہانگیر بن صاحبقران عالیشان یعنے حسب نشان دہی تاریک صورت کش پہونچنا گنبد جمشیدی پر بیابان تاریک مین اور لینا تیغہ بلاکش اور چراغ جمشیدی کو اور ... بلا ... ساحران قلعہ دار کے فرستادون سے اور عیاریان چابک تیز رفتار کی اور حالات قلعہ انجم حصار اور خواجہ عمر کی عیاریان چابک سے لمولفہ

مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہی
نہین ہی دل مین اب باقی مرے صبر
خدا نے فضل ای ساقی کیا ہی
سحاب رحمت حق گھر کے آیا
نہین باقی رہا اب کوئی آزار
ہوا سرسبز سارا باغ عالم
بہار عشرت دیکھو نوجوانو
غنیمت ہی گلستان کا نظارہ

کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہی
اُٹھاؤن کبتک دوری کا مین جبر
چمن مین سبزہ رحمت اُگا ہی
گلستان پر کیا ہی جسنے سایہ
عجب کیا ہی رہے نرگس نہ بیمار
صبا دیتی ہی خوش خبری یہ ہیم
کنارے نہر کے پھری کشتی ہو
چمن مین میکشون کا ہی اجارہ

اُس خدائے پاک کی طیران کی عقل اِس عیّار کو دیکھکر یہ جا نرہی اور دل سے کہا کہ واہ واہ وا سبحان اللہ کیا عیّار ہی کہ کبھی یہ عورت بنتا ہی اور کبھی جسکی صورت چاہتا ہی بنجاتا ہی اور حامی اپنے شریک کا ایسا کہ جہان کہین اسکا مطیع گرفتار بلا ہو یہ وہان پہونچتا ہی واقعی دین اسکا سچّا ہی بس اُسنے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال لو خواجہ نے سوزن زبان سے نکالے اور کھولدیا یہ دوڑکر قدمون پر گرا اسلیے کہ نہ ملک اِسکے قبضہ مین رہا تھا نہ مال باقی تھا جسکو دیکھتا تھا دشمن جانی اپنا پاتا تھا عمر نے سر اُسکا اُٹھاکر سینے سے لگایا اور مطیع اسلام کیا پھر وہان سے دار الامارة مین آیا خواجہ نے اب اپنی اصلی صورت سبکو دکھائی ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ کیا قدرت خدائے اکبر ہی صورت تو اس انسان کی ایسی اور سیرت ایسی فطرت ہر آعضا مین کوٹ کوٹ کر بھری ہی غرضکہ جب یہ انتظام ہوچکا طیران نے بہت سے صندوقچہ جواہر کے خواجہ کی نذر کیے ہلال سحر افگن و مخمور بھی آکر پہونچین اور اُس سے بغلگیر ہوئین اب اُسنے زاد سفر تیار کیا اور ساتھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر بحشم وخدم کوچ کیا اسلیے کہ افراسیاب جو اسکا مطیع الاسلام ہونا سنتا تو زندہ نچھوڑتا غرضکہ اُسکی سرحد کے قریب ہی تو سرحد کوکب روشن ضمیر تھی چند ہی منزل کے بعد اُس سرحد مین آکر پہونچ گئے اِسلیے کہ کوئی گزند راہ مین نہ پہونچے راستہ طلسم ہوشربا کا چھوڑدیا جب اُس سرحد مین پہونچے سواریان تو پہلے ہی سے موجود تھین بہت سے اُن سواریون پر سوار ہوئے اور باقی سب ساحران زبردست ہین اُنھون نے خود سواریہائے سحر درست کرکے راستہ پکڑا اور بہت جلد ملک ہفت رنگ کے قریب پہونچ گئے اُسوقت اُسی راہ سے جو کہ بہت نزدیک تھی خواجہ کے لیے کوکب نے مقرر کی ہی یہ سب آکر داخل طلسم ہوشربا ہوئے اور عمر اوّل جاکر لشکر مہرخ مین پہونچا سفاک نے جو خبر آمدِ دختر سُستی خواجہ کے نثار ہوئی مہرخ نے حکم دیا کہ لوگ جائین اور زر نثار کرتے ہوئے لائین پھر تو یہ دھوم ہوئی کہ

نظم

تھی سواری کے فیل کی یہ دھوم	جیسے ابر بہار آئے جھوم
پلٹنین جاتی تہین برابر یون	صف مژگا ہون دلبرون کی جون
رخش ایسے کہ چھیڑ دو اُڑ جائین	آنکھ پھیر و توکل سے مر جائین
تو بھی اب طبیعتون کو خوب رجھاؤ	چل سواری کا ٹھک ڈھول بجاؤ

چوب نقارے پر لگا اس ڈھب
کہ رکھین گوش اُس صدا پر سب
ایک دو دم بجائے جاؤ یونہین
دلکش آواز گائے جاؤ یونہین
پھینکتے تھے جو دستہ دستہ گل
رہگذر مین تھے رستہ رستہ گل

غرض بتجمل تمام یہ آکر داخل بارگاہ ہوئے لشکر امن کے ساتھ اُترا بارگاہ مین ہر ایک نامگیر یہ واخرخ نے جشن شاہانہ کیا سب عیش و عشرت مین مشغول ہوئے خبرداروں نے یہ خبر ملکہ حیرت کو پہونچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور نامہ افراسیاب کو لکھا اُسنے بھی نامہ پڑھا نہایت غم و غصہ کیا باقی تدبیر مین اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہے اُسکو تو اس حال مین رکھیے ادھر برانِ تیغ شیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سے کہ جانب کوہ زخشان روانہ ہوئی ہی وہ بھی کیفیت معرض بیان مین انشاء اللہ آئیگی اب شمہ حال خجستہ مال جہانگیر بن حمزہ صاحبقران تحریر ہوتا ہی

داستان دلستان گہر ریزی زبان کلک عنبر فشان سے حالات طلسم شکنی جہانگیر بن صاحبقران عالیشان یعنے حسب نشان دہی تاریک صورت کش پہونچنا گنبد جمشیدی پر بیابان تاریک مین اور لینا تیغہ بلاکش اور چراغ جمشیدی کو اور [illegible] بلا ساحران قلعہ دار کے فرستادوں سے اور عیاریان چابک تیز رفتار کی اور حالات قلعہ انجم حصار اور خواجہ عمر کی عیاریان چابک سے لمولفہٖ

مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہی
کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہی
نہین ہی دل مین اب باقی مرے صبر
اُٹھاؤن کبتک دوری کا مین جبر
خدا نے فضل ای ساقی کیا ہی
چمن مین سبزہ رحمت اُگا ہی
سحاب رحمت حق گھر کے آیا
گلستان پر کیا ہی جسنے سایہ
نہین باقی رہا اب کوئی آزار
عجب کیا ہی رہے نرگس نہ بیمار
ہوا سرسبز سارا باغ عالم
صبا دیتی ہی خوش خبری یہ بہم
بہار عشرت دیکھو نوجوانو
کنارے نہر کے پھرتی کشتی ہو
غنیمت ہی گلستان کا نظارہ
چمن مین میکشون کا ہی اجارہ

گلستان ہی کہ ساقی انجمن ہی ۔ بڑے جوبن پہ ان روزون چمن ہی
لچک ہی سرو مین جیسے قد یار ۔ گلون کے شکل مے ہین سرخ رخسار
نشہ سے جھومتی ہی نخل کی شاخ ۔ شجر لپٹے ہین باہم مثل گستاخ
نشیلون کی طرح سے برگ ہر گل ۔ زمین پر لوٹتے ہین بے تامل
ہر اک گل قہقہے یون مارتا ہی ۔ شرابی نشہ مین جون ہنس رہا ہو
صدائے خندۂ گل مین نمک ہی ۔ چمن شوریدہ ہی کیا اسمین شک ہی
نشہ آنکھون مین ہی نرگس کے چھایا ۔ ہوا سنبل کو میخواری کا سودا
شراب ناب کی خواہش مین لالہ ۔ لیے ہی ہاتھ مین اپنے پیالہ
دہن غنچون کا بھی جبدم ہی کھلتا ۔ صدا آتی یہی ہی بس کہ مے لا
چمن مین ہی جو بلبل چہچہاتی ۔ تو بہکی بہکی ہی باتین بناتی
غزل جسطرح سے مطرب ہین گاتے ۔ چمن مین یون ہین طائر چہچہاتے
کہون کیا مین بہار باغ عالم ۔ ہر اک سو جوش ہی عشرت کا ہر دم
مجھے بھی جام گل مین دے مے ناب ۔ کہ ساقی اب تو میرا دل ہی بیتاب
دکھا دے مجکو روئے جام مینا ۔ کہ دل کھنچتا ہی سوئے جام مینا
چھکا دے مے سے ایسا مجکو ساقی ۔ کہ مجھہ مین ہوش ہون کچھہ بھی نہ باقی
یہ میری بیخودی وہ رنگ لائے ۔ بہار باغ افسانہ دکھائے
لگاؤن طبع رنگین سے مین وہ باغ ۔ کہ ہو جنت کو جسکے رشک سے داغ
پھلون پھولون مین اس گلشن مین ایسا ۔ کہ کھلتا پھولتا ہی باغ جیسا
اسی گلشن کا ہر اک دل ہو بلبل ۔ سخن اس باغ رنگین سے ہر اک گل
کرے گلگشت جو اس باغ مین آ ۔ کنول کھلجائے یارب اسکے دل کا
ز تاثیر ہوائے طبع رنگین ۔ گل افشانی کند نخل قلم این

سیاحان ریاض سخن گلگشت کنندگان گلشن علم و فن زمزمہ سنجان بہارستان سخندانی دفتر خوانان
بچمنستان معانی معطر مشامان گلہائے کلام و گل فشانان باغ کلام ندرت نظام سیاحی بوستان

داستان رنگین بیان اسطرح فرماتے ہین وبرنگ بلبل شیوا زبان نغمۂ مسرت و سرور یون زبان پر لاتے ہین کہ جب شہزادہ سلطان سر بر گردون مسیر جہانگیر والا تدبیر بہزاد ان توقیر برائے تسخیر طلسم کوکب روشن ضمیر افراسیاب بے پیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا ہر مقام پر پتلہائے سحر رہبری کرتے تھے جادوئے اطاعت سے خلاف قدم نہ دھرتے تھے ہمراہ رکاب سعادت انتساب کئی لاکھ ساحرون کا لشکر انبوہ کاکوہ فر تخت پر خورشید جادو وسوار جلو مین فیل واسپ کی قطار ڈنکا ہوتا نفیر سحر کو دم ملتا ابر سحر سر پر سایہ فگن لشکری دشمن شکن ہر ساحر سامری زمانہ بہادری کا زیبا فسانہ اسی طرح کوچ ومقام فرماتا بعد قطع منازل وطی مراحل ایک صحرائے صعوبت زا مین پہونچا کہ بخت سیاہ دشمن کی طرح وہ سیاہ تھا ہوا وہان چلتی تھی یا آواز مین اسکی پیدا نالہ واہ تھا چشم دہر گویا اندھی ہوگئین تھین شب دیجور کی سیاہیان سب گھٹکر اسی جا جمع تھین تاریکی ظلم کا وہان مجمع تھا اندھیر وہین سے پیدا تھا ستم وجور کو جو اپنی رونق زیادہ منظور ہو تو تاریکی وہین سے قرض لے آفتاب ادھر سے کبھی ہوکر نہ نکلے بلکہ اسی خوف سے تھراتا ہی کہ ادھر راہ بھولکر نہ چلا جاؤن جاندھا ہو جاؤن ہوا وہان کی دلون کو سیاہ کرتی تھی درہ کوہ کے ایسے تھے کہ گور جہود بھی ایسی تاریک نہو گی پھول وہان کے دیدۂ آہو کی طرح کالے تھے دریا وہان کے اندھے کنوئین اور نالے تھے بگولون نے کالی بلاؤن کو شرمایا تھا جھاڑیون نے جٹاون کو کالے جوگیون کے پریشان بنایا تھا ہر قدم پر بلا نازل ہوتی تھی غبار زمین سے جو اڑتا تھا سطح خانۂ عالم مین دھوان بھرا تھا سیاہی ہر سمت برستی تھی ہاتھ کو ہاتھ دیکھنے کے لیے آنکھ ترستی تھی سیاہ قلبی دنیا کی اسی جا سے ہویدا تھی کہ قطعہ

نہ صحرا تھا نہ زنبور کھتا وہ — کہ نیش خار سے معمور تھا وہ
نہ صحرا رشک میدان قیامت — ملادے خاک مین شان قیامت
غضب پر ہول وپر آشوب وپر گرد — تصور سے رخ سیاح ہو زرد
غضب پر ہول دشت لق ودق تھا — جہان ہر اک قدم پیدا قلق تھا

اس صحرا مین اسنے خیمہ برپا کیا اور ازبسکہ زیادہ ٹھہرنا وہان مشکل تھا اسلیے خود یکہ وتنہا روانہ ہوا ایک لمحہ بھی بارگاہ مین نہ ٹھہرا چند فرسخ کے بعد ایک گنبد کے نزدیک ٹٹولتا ہوا پہونچا یہ معلوم ہوا کہ بلائے سیاہ اسی جگہ ساکن ہی یا کسی موکل جہنم کا مسکن ہی گنبد نہین یہ بھی ایک

مکان ساکنان جہنم کا ہو دوزخ کے درگہ کا ایک ٹکڑا ہو کالا حیاتانہ ہو یہ ازبسکہ اپنے پاس لوح طلسم بند رکھتا ہو اُسکو گلے سے اُتارکر اُسنے بلند کیا تو معلوم ہوا کہ یہین گنبد بنا ہو اور بڑے بڑے حرفون سے کچھ لکھا ہو اُسوقت افراسیاب نے اُس سے کہدیا تھا کہ ہر وقت تمھارے مہم نجنے کے مین بھی آؤنگا تم اِن اسماکو پڑھنا اُسنے جب کچھ چارہ نپایا اُن اسماکو ورد زبان فرمایا ایک طائر اُس گنبد کے حوالی سے پیدا ہوکر ایک طرف اُڑتا ہوا گیا بادشاہ باغ سیب مین لیٹا تھا کہ وہ طائر شاہ کے ہاتھ پر آبیٹھا بادشاہ سمجھ گیا اور اُسی طرح بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور ایک ایسے مقام پر اپنے طلسم مین آیا کہ جہان ابر سفید کا ایک گنبد بنا تھا اور ابر سفید ہی اُسپر سایہ کیے تھا وہان کھڑے ہوکر اُسنے سحر پڑھا کہ در گنبد کھلا اندر سے در کے ایک خط باریک نہایت منور ورو غن مثل خط کہکشان ظاہر ہوا بادشاہ اُس خط کے سایہ مین اندر گنبد کے آیا اور اُسطرف کے گنبد کے دروازے کو کھولا تو ایک ساحر کو استادہ دیکھا کہ سراپا نور تھا اور مُنھ مین اُسکے ایک فلیتہ مثل مشعل جلتا تھا بادشاہ نے ران اپنی کاٹ کر خون لیا اور کئی چھینٹے اُس ساحر کے مُنھ پر اُس خون کے مارے کہ وہ فلیتہ اُسکے مُنھ سے چھوٹا اور وہ ساحر ایک آہ کر کے گرگیا صدائے شور شور قیامت برپا ہوئی اور آندھی سیاہ آئی چارسمت ہزارون پتلے اور پرچھائیان ظاہر ہوکر دست وپا مین بادشاہ کے لپٹنے لگین اُسوقت اُسنے مُنھ کھولدیا کہ جوق جوق شعلہ ہائے آتشین نکلنے لگا اور پتلے اور پرچھائیان سب نابود ہونے لگین لیکن اُن پتلون نے بھی تلوارین اِسقدر لگائی تھین کہ جابجا تن شاہ زخمدار تھا آخر وہ ابر سفید غائب ہوا اور آواز آئی کہ اے بکار ونا ہنجار دیکھ تو کہ اِسکی کیسی سزا تجھے ملتی ہو افسوس ہو کہ ہم ناچار ہین اوّل ہی سے طمع ہمکو اور ہمارے بادشاہ کو بانیان طلسم نے تیرا کردیا تھا خیر اب دراشتی تو بند ہوا دنیا کھرا غرضکہ صدائے آوازون کی وہان بجائے روشنی کے تاریکی ہوگئی بادشاہ بہت جلد اُس گنبد سے ادھر کو نکل آیا اور مُنھ سے اُف جو کی ایک شعلہ نکلکر فلیتہ پر پڑا کہ اُسنے کار روغن کیا یا تو وہ بجھا چاہتا تھا اب دہر دہر جلنے لگا بادشاہ پرواز کرکے وہان سے صحرائے تاریک مین پہونچا روشنی کے باعث سے وہ تمام صحرا روشن ہوگیا خورشید جادو نے آکر ملاقات کی اور چاہا کہ ہمراہ چلے لیکن اُسنے منع کیا کہ دشت پرخطر ہو وقت پر تم قدم آگے بڑھانا یون نہ کہین جانا یہ تو

سب رکے اور بادشاہ قریب گنبد پہونچا وہاں شیر بیشۂ شجاعت شجاع دہر جہانگیر کو پر قہر استادہ
پایا اور اُسنے شاہ کو دیکھکر سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ مرحبا ای میرے شیر دلاور یہ کہکر اُس فلیتہ کو جو بلند
کیا گنبد پر جو کچھ لکھا تھا حرف حرف پڑھا گیا جہانگیر نے اُسکو پڑھا اور کئی مرتبہ ورد زبان کیا یکایک
در گنبد وا ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر تیرہ فام کہ قد اُسکا تاڑ سا فربہی مین پہاڑ سا تھا مُنہ سے
شعلے آتش کے چھوڑتا نکلا اور اُسنے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑا اور گردن میں
باہین ڈالدین کئی مالے مروارید کے کہ اصل مین وہ بیضۂ عقاب تھے اور لک در لک جو اُس سے
پیدا ہوتے تھے اُسکی گردن مین اپنے گلے سے اُتار کر پہنا دیے اور کہا ای برادر خوب تم آگاہ ہو
کہ میرے طلسم مین عمرو عیار آیا اور اُسنے میرے ملازمون کو بہکایا راہ راست کو بھلایا اور وہ
ملحد اور ترک پرستار خدا اسے نادیدہ ہو کہ جسکے نام سے ہم تم دونون نفرت کرتے ہین چنانچہ
بادشاہ نے تمھارے اُسی بیدین سے دوستی پیدا کی اور دین اپنا اور نام اپنے جد و آبا کا برباد
کیا اور علاوہ اسکے تم جانتے ہو کہ ہمیشہ سے میرے باج گذار تمھارے بادشاہ کے جد و آبا رہے ہین
اور وہ خود بھی غاشیہ بردار حکم رہا ہی پھر تمکو میری اطاعت کرنا زیبا ہی اُس ساحر نے کہا کہ
ای ملجائے ساحران جہان و بادشاہ افسون خوانان **بیت**

کلہ گوشہ ترا از چرخ برین
ترا دین و آئین بہین و مہین
تو ہی قدوۂ ساحران جہان
مطیعون مین ہین تیرے جادوگران

اس فدوی بے مقدار سے آپ کیا خدمتگذاری چاہتے ہین کہ اسکو بجا لاتا ہین اپنا فخر و افتخار جانون بادشاہ نے
کہا بھائی مناسب یہ ہو کہ چراغ جمشیدی اور تیغ بلا کش جو اپنے قبضہ مین تم رکھتے ہو وہ اس نہنگ بحر جلادت
و در دریائے فتوت انجم سپاہ فلک جاہ شہزادہ با توقیر جہانگیر کو حوالہ کرو کہ یہ طلسم کشا ہی یہ کہکر
اشارہ کیا کہ جہانگیر بھی اُس سے کچھ باتین لجاجت کی کرے لیکن یہ بہادر یگانہ کب سر فرو لانیوالا ہی
کچھ اُسنے سماعت نہ کی سوائے اُسکے کہ اُس سے بغلگیر ہوا اور اُسنے بھی اُسکی تیور اور شوکت و
شہامت جو دیکھی بندۂ بے دام بنا اور فرمان بادشاہ قبول کیا اندر گنبد کے جہانگیر کو اجازت دی کہ
جائے نام اس ساحر کا وہم جادو ہی اور اسکا بھائی ہی کہ اُسکو موہوم جادو کہتے ہین موہوم جادو
بیرون گنبد برائے حفاظت رہتا ہی اُسوقت اپنے مسکن مین تھا کہ اُسنے روشنی دیکھی

سحر سے حال دریافت کیا کہ افراسیاب یہان آیا ہی چنانچہ فساد سے کوکب اور افراسیاب
کے توآگاہ تھا ہی سمجھ گیا کہ آنا افراسیاب کا خالی از فتور نہین جلد خبر لینا چاہیے پس فوراً اُڑ کر
اُس مقام پر آیا اور مخفی طور پر ساز کرنا افراسیاب کا اپنے بھائی سے دیکھا دل سے کہا واے
مردیم یہ کیا غضب ہوا اُسنے پشت گنبد پر جلد تر بہ تدبیر سحر کی نقب لگائی اور اندر گنبد کے آیا اور
جس صندوق مین کہ تحفہ ہاے مذکور تھے اُسکو وا کر کے حاصل کیے اور نقب ہی سے نکلکر صحرا کا
راستہ پکڑا یہان جہانگیر جو اندر گنبد کے آیا فلیتہ سحر کے سبب روشنی تھی دیکھا تو ہزارہا تصویرین
یہان لگی ہین کہ سب ہنستی بولتی ہین اور میزین بچھی ہین گلدستے اُنپر چُنے ہین سامنے گلدستون
کے آئینہ جھمک دار لگے ہین آئینون مین پریان ناچتی نظر آتی ہین بادشاہان ممالک سیر و شکار مین
مصروف دکھائی دیتے ہین صحرا و کوہ کا تماشا نظر آتا ہی بلبلون کا چہچہانا سنائی دیتا ہی رقص طاؤس
گلستان مین دکھائی دیتا ہی آئینہ بعین اصطرلاب جابجا سب جام کیخسروی کو شرماتے ہین جام جم
کو کوزۂ سفال بتاتے ہین انھین میز تگیون مین ایک یہ بھی تماشا ہی کہ کئی ہزار صندوق جواہر کا اور
شیشے کا رکھا ہی ہر ایک پر غلاف مخمل کا چڑھا ہی ہر صندوق پر جواہر کے مور رکھے ہین دم اپنی اٹھائے
رقص کرتے ہین جو کوئی قریب صندوق جانے کا ارادہ کرتا ہی وہان مورت سے ایک پریزاد نکلتی ہی اور
اپنی اداہاے دلفریب پر لبھاتی ہی ہنسکر برق دندان کی چمک سے بجلی گراتی آئینہ رخسار کا اپنے
حیرتی بناتی ہی انسان محو ہو کر رہجاتا ہی کچھ دیر مین وہ پری تو غائب ہوتی ہی جلنے والا مثل تصویر
کے بے حس ہوتا ہی اور کچھ دیر مین زمین مین سماتا ہی جہانگیر نے وہ اسماے سر بلند پڑھے تھے اور
لوح طلسم بند بھی پاس رکھتا ہی پس قدم جسارت قسیم بڑھا کر صندوقون کے پاس آیا لیکن حیران
کار تھا کہ کس صندوق کو کھولون اور کس طرح مفتاح باب مقصد ہون لیکن ایک صندوق جواہر کار
منقش بانقش و نگار کو دیکھا کہ سب سے زیادہ زرنگار اُسکا تھا اور رونق مین بہتر از ماہ مبین تصدق اُسپہ صندوق
جواہر انجم چرخ برین اُسکا قفل بھی کھلا دیکھا اُسنے اُسی کا پلڑا اُٹھایا اپنے مطلب کا نہ پایا
مگر اُسکے کنارون پر لکھا دیکھا کہ یہی ہی مخزن جواہر تحفہ طلسم پس اُسکا ماتھا ٹھنکا ناچار کرنا کیا
باہر نکل آیا افراسیاب کو اُسوقت صدمہ عظیم ہوا اور سمجھا کہ شاید وہم نے دغا کی وہم بادشاہ
کے تیور بد دیکھکر غائب ہو گیا افراسیاب نے ہرچند سحر کیا کہ حاضر ہو مگر وہ ملازم اور بادشاہ کا

اور سر صدار ہو وہ اسکا ادنی اسحرون کو کوکب مانتا ہی کہ یہ کھڑ سکٹرے سحر کرے اور وہ آجاسے ہان
جب ہوم وغیرہ کرکے کسی طریقہ کو اُسپر کرے تو اثر ہونا چار بادشاہ تو اپنی فکر مین ایک طرف گیا اور
جہانگیر نے قدم ہمت آگے بڑھایا اُسوقت ایک پنجہ کہ مین آکر اسکے پڑا کر بروسے فلک لیکر اُڑ گیا
یہان کا تو یہ ماجرا گذرا مگر چالاک بن عمر بھی ساتھ جہانگیر کے آیا ہی اُسنے تلاش مین اپنے مالک کے
رہ نوردی کی اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل زن حسینہ وجمیلہ کے بنائی زلف کا سلسلہ
سنبل باغ جنان تک پہونچا ہوا رخسار کے روبرو گل باغ رضوان شرمندہ پیشانی شعلہ طور کے روبرو ہنسی
ہنسی پیشانی آنکھین دو ساغر آب زندگی سے لبریز ابرو مستی خیز لبون پر جان مسیحا قربان سر سے
پانک عجب آن بان اگر لیلی اُسکو دیکھے تو مجنون بنے ہیرے ہیرے کنی کھائے شیرین سامنے
اُسکے پھیکی ہوجائے غدرا عارض پر مفتون ہوکر جان گنوائے نظم

کھلے بال چلتی جو وہ سرو ناز	قدم بوس کو آئے عمر دراز
جدھر کو وہ ٹک گرم رفتار ہو	قیامت اُدھر سے نمودار ہو
نگہ گرم اُسکی جدھر جا پڑے	کہے تو کہ اودھر کو بجلی گرے
وہ کافر بھوین ہوئین مائل جہان	کرین سجدہ اُسجا پہ اسلامیان

جب اس صورت پہ آراستہ ہو چکا لباس وزیور سے بھی مزین ومحلی ہوا اور اٹھلاتا کمر کو لے کا عالم
دکھاتا چلا لیکن یہ کہتا جاتا تھا کہ یہ مردوا بڑا دغاباز ہی مجکو اکیلے مین لاکر چھوڑ گیا بے مروتی سے
منہ موڑ گیا سامری کسون اب کبھی اُس موئے سے مین بات نہ کرون ای اُسکے منہ کو جھلسا آگ
لگا دُن در گور چھائین پھوئین اوہ رے دل تو اُسکا نام نہ لے چل اپنا کام کر بس ایسے شام دے دے
پچیس ہزار اسی طرح اس گنبد سے چند گام بڑھا تھا کہ سامنے سیاہی دیکھی اور سیاہ پانی کا ایک
چشمہ نظر آیا یہ اُسکے کنارے جب پہونچا پانی کو اُسکے طلاطم ہوا اور بعد کچھ دیر کے ایک ساحر نے سر بدر کیا
اور باہر چشمہ کے آیا یہ اُسکو دیکھکر جھجکی اور چھاونی اُبھار کر چلی اُسنے جو دیکھا کہ ایک معشوقہ طناز عربدہ
ساز ست مو ناز رفتار سے دل پامال کرتی نیسان آہوئے رم خوردہ دلفریبی دکھاتی جاتی ہی
بس وہین سے پکارا کہ بیت

ہم وہ ہین گرم رہ وفا جون خورشید	سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو

وہ نازنین بھی پھر مسکرائی رخسار انور کی تنویر نظر آئی برق رخسار نے دل جلایا دوڑکر وہ اُسکے قریب آیا اور کہا کر شعر

خرامان نکلتی ہو جس راہ سے	قیامت ہی دان نالہ و آہ سے

اے یار وفادار طالب طرحدار دل لیکر یون بھاگنا اچھا نہین ہان سچ ہی چور دن کا اورکام ہی کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ چل پرے مردوے اتنی باتین نہ بنا دل اپنی اماں جان کو جاکردے مجھ بیچاری غیر سے کیا واسطہ ہی یہ تو وہی مثل ہوئی جان نہ پہچان بڑی خالہ اسلام اُسنے منت کی اور سر قدم پر رکھا یہ نہین نہین کیا کی آخر وہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اور آکر چشمہ مین کود پڑا جب اُسکی آنکھ کھلی ایوان وسیع ورفیع تعمیر دیکھا آراستہ برنگ تصویر دیکھا اندر ایوان کے فرش بچھا مسند مغرق آراستہ نہایت پیراستہ اسباب عیش وعشرت رکھا ہوا جام وصراحی موجود عشرت حاضر غم نابود اُسنے لاکر اسکو مسند پر بٹھایا اور آپ سامنے بیٹھا نظارہ جمال عدیم المثال سے ایسا خوش تھا کہ پھولون نہ سماتا تھا آخر اختلاط اور گرم جوشی شروع ہوئی اُسکا منت کرنا اور اسکا بگڑنا ہاتھا پائی باہم ہونا چھوٹے کپڑے کا اور چڑھ جانا کبھی بندسیون کا کھلجانا اُسکا آغوش مین لینا اُسکا تڑپ کر نکلنا اور کہنا کہ اے شخص گھڑی بھر کے اسوقت صحبت ہی تو مجکو ہلاک کرتا ہی غم فرقت دن کو نہ چین آتا ہی نہ آرام ملتا ہی خواب وخور حرام ہوتا ہی خنجر الم سے دل چلتا ہی جان پر بنتی ہی دم نکلتا ہی کہ نظم

ستم اس بلا کی ہی سہتے گئے	سب اس عشق کو عشق کہتے گئے
اس آتش سے گرمی ہی خورشید مین	یہی ذرے کی جان نو سید مین
اسی سے دل ماہ ہی داغدار	کتان کا جگر ہی سراسر فگار
سنئے اُسکے چرچے حکایت سنی	گئے شکر گاہے شکایت سنی
اسی سے قیامت ہی ہر چار اور	اسی فتنہ گر کا ہی عالم مین شور

اُسنے کہا اے مہ پارہ قسم ہو سامری کی جب سے تجھے دیکھا ہی یہ حال ہمارا ہی کہ دشنہ غم سے جگر پارہ پارہ ہی دریائے اشتیاق جوش مین ہی بندہ کب اپنے ہوش مین ہو اشعار

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا	جو آپ ہی مر رہا ہو اُسکو گر مارا تو کیا مارا

ادھر مارا تو کیا مارا اُدھر مارا تو کیا مارا		جگر دل دونون پہلو مین ہین زخمی اُسنے کیا جانے

یہ کہکر اُسکے لپٹنے لگا اُسنے ڈھکیل دیا کہ صاحب نیچے بیٹھو اور جب دیکھا کہ یہ بدظن ہوگا بس فوراً جام مے ارغوانی بھرا اور اُس اختلاط مین پہلے ہی اپنا کام کرچکا تھا یعنے شراب آغشتہ بدارو سے بیہوشی ہوچکی تھی بس وہ جام اُس کافر کے حوالے کیا نتیجہ زنگارین خوش نما کو دیکھکر اُسکا دم نکلا بے قرار تو تھا ہی جام لیکر پی گیا دو جام پلانے سے مست و مدہوش ہوکر گرا اُسنے فوراً خنجر سے سر اُسکا جدا کیا آواز مہیب آئی کہ مارا موہوم جادو کو اسطرف افراسیاب جو غائب ہوگیا تھا اُسنے ایک مقام پر پہونچکر خون اپنے بدن کا لیکر جانب فلک اُچھالا کہ وہ خون ایک زنجیر سونے کی بنکر ہرطرف پھیل گیا اور کچھ عرصہ مین وہی زنجیر وہم جادو کے گلے مین پڑی ہوئی اور جہانگیر نیچہ مین دبا ہوا اسی شاہ کے آیا بادشاہ نے اسکو زنجیر سحر سے رہا کرکے بہت کچھ سمجھایا کہ وہ سرفرو لایا اور بادشاہ مع جہانگیر کے لیکر روانہ ہوا اور اُسی گنبد کے قریب پہونچا جو اُسنے دیکھا تو وہ تالاب سیاہ نہ پایا اور ایک عورت کو دیکھا کہ لاش ساحر کی ڈھونڈھتی ہی جھولی وغیرہ تلاش کرتی ہی آفت برپا ہی زمانہ سیاہ ہی آندھیان چل رہی ہین اُسنے کہا ہائے میرے بھائی کو کسی نے مار ڈالا شاہ جادوان نے اُسکی تسکین و دلداری کی اور جابک کو اُسکے گلے سے لگایا پھر ایک حجرہ بنا دیکھا کہ وہ برباد ہونے سے باقی رہگیا تھا چنانچہ اُسکو دیکھا ایک صندوق مین تیغہ بلاکش اور چراغ جمشیدی رکھا پایا وہ لیکر جہانگیر نہایت درجہ خوشنود ہوا اور وہم نے اب اطاعت بخوشی خاطر قبول کی اُسکو اپنے ہمراہ لیکر وہان سے مراجعت کی اور وہم شہزادہ کو اندر گنبد کے لایا اور ایک مقام پختہ سنگ لگا تھا اُسکو دیکھا کہ سنگ برنگ سبز تھا اور قلابہ آہن اُسمین لگا تھا شہزادہ نے بقوت صاحبقرانی اُسکو کھینچا ادھر نقب کا پایا اُسوقت افراسیاب تو وہم کو لیکر پھر آیا اور اُسی دشت مین آکر ٹھہرا جہان خیمہ جہانگیر کا تھا اور جہانگیر دونون پانون جماکر اُس نقب مین کودا تا دیر غلطان و پیچان چلا گیا جب پانون تہ سے آشنا ہوئے ایک صحرا اسے سیاہ رنگ نظر آیا اُسنے چراغ جمشیدی کو وہان رکھکر روشن کیا کہ تمام صحرا نورانی ہوگیا جیسے کسی کافر کے دلمین نور اسلام آگیا روشنی کی ہوتی ہی سرحد دار نیلی پوش خبردار ہوا کہ شاید طلسم کشا آگیا بس اسی وقت لشکر ساٹھ ہزار ساحران غدار کا لیکر چڑھ دوڑا صدا ئے بوق و دہل نے

تمام دشت کو تھرّا دیا زلزلہ زمین مین ڈالا نارنج ترنج بس کی گانٹھ بنکر ہر طرف اُچھلتے نظر شورش دریائے لشکر نے کشتی جان کو ڈبونے کا عزم کیا پس وہ لشکر جہانگیر پر آ پڑا اُسنے بھی تیغہ بلاکش کھینچا اور نعرہ بلند کیا اب تو یہ حال ہوا کہ نہرین خون کی جاری ہوئین فوارے جسم سے خون کے اُچھلنے لگے کسی طرف آگ برستی تھی کہین لوہے کی لاگ تھی کسی جا کلوا اپنا کام کرتا تھا لیکن جہانگیر یکہ و تنہا ہزارون لاکھون پر بھاری نظر آتا قضا نے باغبانی کر کے طرفہ باغ لگایا تھا تیغون کے پھل نخل جسم مین لگے تھے تیر چلتے یا صبائے آفت بہتی جوانون کے جسم پر پھولون کی طرح گلکاری تھی جوہر شمشیر کے چمن کھلے تھے

نظم

میان سے جب گھسیٹی ادھر اسنے تلوار
باعث تیرگی چشم تھی وہ برق اجل

در ہمی آگئی یکبار صف اعدا مین
ایک دو ہاتھ کے چلنے مین پڑی یہ ہلچل

تیرگی بخش جہان بسکہ ہوا سرمہ گرد
چشم خورشید فلک پر تھی مثال مکحل

اُس دشت مین پہونچنے سے راہ کھل گئی تھی بادشاہ جادوان بھی مع ملک خورشید کے آکر پہونچا اور فوج پر سرحددار کے گر اعیاذ باللہ بڑی گھمسان کی مار ہوئی آخر عین گرمی جنگ مین سرحددار نیلے پوش مقابلہ مین جہانگیر کے آکر دو پرکالے ہوا اور بقیۃ السیف لشکر بھاگا یہ لشکر اور سرحددار بارگاہ استادہ کیے برائے حفاظت یہان رہتا تھا ملک و مال اُسکا نہ تھا ملک انجم شاہ جادو کا ہے کہ جو بہنوئی ہے کوکب روشن ضمیر کا اور مقدمہ جو سرحد کا تھا اسلیے کوکب نے اپنے بہنوئی کو یہ ملک سپرد کیا تھا اور اُسپر بھی زیادہ تر یہ حفاظت تھی کہ گنبد دو ساحرون کو سونپا تھا اور سرحددار بھی مقرر فرمایا تھا یہ فوج شکست خوردہ اور زبون حال جانب انجم حصار روبفرار لائے اور یہان فتح کے نقارے بجنے لگے اور مال و اسباب اعدا کو سب نے لوٹ لیا پھر بارگاہ اپنی اُس صحرائے اول سے منگوا کر اُسی مقام پر برپا کرائی لشکر مین جو طائفے ساتھ ہین انھین حکم رقص و سرود دیا افراسیاب سب نشیب و فراز جہانگیر کو سمجھا کر رخصت ہوکر اپنے مقام پر گیا جانباز نے یہان انتظام معقول کیا طلایہ قائم ہوا بازارین کھلین بالادوی پر روز جانا مقرر کیا اندر بارگاہ کے جشن ہی صحبت ملوکانہ برپا ہے یہ تو بعیش قرار پذیر ہین لیکن جو ساحران فراری کہ قلعہ انجم حصار مین پہونچے انجم شاہ جادو سر پر حکومت پر بصد کروفر

جلوہ گستر تھا دربار مین اُمرا و وزرا ارکین سلطنت حاضر قاعدۂ ادب سے ماہر تھے اُسوقت ان
قراولیون نے در دار الامارۃ پر پہونچکر فریاد و فغان کی انجم شاہ نے سامنے طلب فرمایا اور استفسار
حال کیا اُنھون نے رو رو کر سب حال گنبد کے ٹوٹنے کا اور سرحدار کا لڑکر قتل ہونے کا
بیان کیا ان لشکریون کو تو سرکار مین جگہ دی گئی اور بغضب تمامتر اپنے سردارون کی جانب
اُسنے نگاہ کی ایک سردار ذی احتشام مفتون جادو نام اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور آداب
بجالایا شاہ نے اُسکو خلعت عنایت فرمایا پھر وہ اجازت سفر لیکر باہر آیا ساٹھ ہزار ساحران نامی کو
اپنے ہمراہ لیا اور آپ بھی تخت سحر پر سوار ہوکر چلا پھر وہی شور برپا ہوا زمانہ کا دل دہلا جادوگرنیان
طاؤس اُڑاتی چلین اژدرون کی پھنکارون نے عالم کو سُم اسود کر دیا اسلحہ کی چقاچاق سے
دنیا بھر گئی ڈنکے بجتے ناقوس پھنکتے بڑے عظم و شان سے صحرائے تاریک مین آکر پہونچے
اور خیمہ و بارگاہ سب نے نصب کیے طبل فوج کے ڈھلنے کے بعد ہلکارے خدمت جہانگیر مین آئے
سب کیفیت معرض عرض مین لائے بیان کئی روز تک مفتون کسل راہ سے آسودہ ہوا آخر ایک دن
جب صحرائے تاریک سواد اعظم شب نے مصقلہ فرمایا اور نور خورشید کو داغ سمجھکر جسم دہر سے مٹایا کہ نظم

شفق نے پھر خبر دی شام آئی	یہ سُنکر روشنی کا نام آئی
نہین ہوتے ہوسے کُل ستارے	چراغان بنگئے بالکل ستارے

سر شام مفتون خوش انجام نے طبل جنگ بجوایا ہلکارے دوان دوان خدمت والا سے فرزند
صاحبقران مین آئے اور بصد عجز و ادب یہ زبان پر لائے اشعار

چلے نہ اسشرفی آفتاب عالم مین	خط شعاع سے اُسپہ جو یہ ہو تحریر
شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ	خدیو دہر کا خسرو سپہر سریر
جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع	ملک موکل و اختر معین و بخت نصیر
زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے	تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

طبل جنگ لشکر دشمن مین بجا ہے باقی عافیت مسطرح ہے ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملا لشکر دین بلند
تیاریان آلات حرب و ضرب کے شروع ہوئین شرار سحر شرارت کرنے لگا شعلہ بھڑک بھڑک اُٹھا
ایک طرف شمشیر ایسی جادوگرنیا اپنی زبان نکالے چمک سے شعلے چھوڑتی تھی کمان چلا چلا کر سنتر

پڑھتی تھی زبان سنان پر سینہ چھیدوں یا قوی بازو ادھر آئے چھو جاری تھا تیرون کی بوچھاڑیں تیار ہوتی تھیں گرزون کی دھمال ہوا چاہتی تھی جھنڈا شجاعت کا گڑا تھا ہر منتر پڑھا جاتا تھا کلوا آئی بھیرو نا جائے کالی دشمن کا لہو جائے تلوار سحر کی خوب کاٹے یہی صدائیں آتی تھیں جانیں خوف سے جاتی تھیں چار پہر یہی ہنگامہ رہا جب مرغ سحر نے بیک بنگر خیر آمد سحر دی اور غوغائے گجر نے شور طبل و بوق کو شرمایا کہ ابیات

ہوائی پھلجھڑی سر پر اذان کی
بدل دی صبح نے رنگت جہان کی
ہوا مہتاب کا بھی رنگ کافور
چراغ صبح کے مانند بے نور

سحرگاہ شہزادہ والاجاہ بستر خواب سے اٹھکر مسلح و مکمل ہوا اور دربارگاہ خورشید پر آیا وہ بھی سویرے سے برآمد ہوا ہر ایک نے تسلیم کی پھر تخت اسکا قلب مین لیکر بڑے کر و فر سے جانب میدان روانہ ہوئے کیا ان کفارون کی شان و آن دبان لکھی جائے ایک دریجہ شجاعت جہانگیر باتوقیر کے سبب سے لشکر کی یہ عزت تھی نظم

وہ قیامت ہے تری فوج کہ شور محشر
دم نہ مارے کبھی سن پائے جو گھوڑون کی ہیل
نالۂ بوق کی ہیبت سے تھمے پھونک کے پانو
کوچۂ صور سے گذرے جو دم اسرافیل
دون ترے گھوڑون کو مین کیونکہ پری سے نسبت
نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

غرضکہ ہزار ان تجمل جب میدان مین پہونچے اسطرف سے مفتون بھی فوجون کا پرا ہمراہ لیے اپنی مکنت و جلادت دکھاتا آکر پہونچا دونون لشکر مقابل مین صف آرا ہوئے در بعد ترتیب صفوف میدان جدال و قتال یہ نوبت پہونچی کہ ایک ساحر ستارہ پیشانی جادو نام مفتون کیطرف سے میدان مین آیا اور نیرنگی سحر دکھا کر طالب مرد نبرد آزما ہوا اسطرف سے شہنشاہ قوی بازو نام نے آکر اسکا مقابلہ کیا تا دیر دونون مین رد و بدل تیغ و ناوک سحر کی رہی آخر ایک ناریل ستارہ پیشانی کے سینہ کو توڑ گیا بھائی اسکا زحل صورت اسکے مقابلہ مین پہونچا اور اسنے ایک بجلی سحر کی گرائی کہ خرمن جان شمشاد کو اسنے جلایا راستی کچھ کام نہ آئی جہانگیر تو منچلا بہادر رہا اسکو تاب کہان فورًا مرکب اپنا اٹھا کر صف لشکر اعدا پر جا پڑا کہ یہ کہانتکا جھگڑا ہے مارا اور مر گئے پھر تو ابر سیاہ چارطرف سے گھر آیا اور تیغہ سحر چلنے لگا دار و گیر کا زمانہ تھا اپنا پرایا سب تیغ کے منہ

چڑھکر منھ کی کھاتا تھا جان گنواتا تھا آتش خانہ تن مین جادو کی لگی تھی پانی نے آبرو ساری کھوئی تھی غرق کشتی زندگی ہوئی تھی ساری کرنی دھرنی ڈبوئی تھی اُسنے اُسکو لڑایا اُسنے اُسکو بہکایا کوئی کسی کے اوپر غالب ہوا کوئی مغلوب ہوکر جیتا بچا ہر سمت سایئن سایئن کی آواز جان پر از سوز و گداز شمع ہستی گل ہوائے دامن کے جھونکے مار لو مار لو کا غل آفت تازہ برپا اندھیرا چھایا ہوا تیغ اپنا پرایا ہوا مفتون نے پڑھکر کچھ جانب آسمان پھونکا ایک ابر تیرہ گھر آیا اور چار طرف چھاکر پھر ہر سمت سے مثل دیوار کے زمین مین سمایا ایک قلعہ سحابی اُسنے بنایا اُسکے اندر کل لشکر خورشید کا آیا جو اُس سحاب کے قریب جاتا شعلہ آتشین نکلکر بدن مین لپٹ رجاتے تھے رخت حیات جلاتے تھے خورشید نے اُسوقت کچھ روئی بصد خوب روئی جھولی سے اپنی نکالی اور سحر دم کر کے جلا ڈالی اُسی وقت آگ اُس قلعہ بے مین لگی اور روئی کی طرح جلکر رہگیا مفتون نے ایک تسمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ وہ تسمہ بظاہر مار سیاہ نظر آتا تھا اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جانب زمین پھینکے ہزارون ماران سیاہ پیدا ہوکر لشکریون کو ڈسنے لگے خورشید نے ایک طاوس موم کا بناکر کچھ پڑھکے سیند دراد اور کے اُسپر دئیے پھر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور آسمان کی طرف اُڑا دیئے لمحہ بھر مین ہوا تیز و تند ہوئی اور بعد ہوا کے ہزارون طاؤس آئے آسمان پر چھائے کندے باندھ باندھ کر زمین پر گرے اور سانپون کو چن چن کر کھاتے تھے اسی طرح ست تا دیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی ہاتھون کی صفائی رہی کہ **نظم**

جب ہوئی مرغان ہوا تیر سے نشان بیدوز
مہرۂ پشت عدو مین ترا تیر صف دوز
طائر روح عدو کے لیے بہر پرواز

فر طائر کو بھی وہ سمجھے ایک اُڑتی ہوئی چیل
رشتہ مہرۂ تسبیح کے مانند دخیل
تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو ز فیل

آخر فوج مفتون کی پسپا ہوئی اور تیغہ بلا کش کے سامنے جب وہ جانبازی کر کے آیا ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے ہوا شور دار و گیر تو برپا ہی تھا اب اور بھی قیامت کا ہنگامہ ہوا افسران لشکر نے مرنا گوارا کیا بڑی کجسس سے لاش اُسکی پائی اُسکو لیکر روتے پیٹتے گریبان چاک سر پر خاک ڈالے روانہ ہوئے جہانگیر نے دو تک تعاقب کیا پھر بفتح فیروزی مراجعت فرمائی فوج دریا موج اُسکی اور منزل پھر بر بھر آئی پھر وہی ہنگامہ نشاط برپا ہوا ہر بہادر مال لوٹ کر مالا مال ہوگیا اور بستر پر

اپنی بخوشی خاطر آرام پذیر ہوا بارگاہ مین شہزادہ فلک جاہ کے یہان جشن ہو رہا تھا اودھر آشنائے راہ مین قافلہ شکست خوردان رو رہا تھا اسی طرح پریشان و مضطرب الحال انجم حصار مین آئے اور سامنے بادشاہ کے پہونچکر سب ماجرا معرض عرض مین لائے اُسنے جھلاکر ضرغام آہن خوار جادو کو یہ سپاہ کثیر روانہ کیا پھر وہی ہنگامہ سپاہ برپا تھا فوجون کا چلنا جانون کا مچلنا اور زینا بیرون کا غل کرنا تھا سفر کی زحمت اُٹھا کر نہایت احتشام سے یہ سب دلاور جب مقابلہ مین پہونچے ایک دو روز آسودہ ہوئے ایک دن جب دن کے عمر کا آفتاب لب بام ہوا اور ضیائے خورشید کو چراغ سحری پایا کہ بیت

زمین کی سایہ نے کی پردہ پوشی		مٹی مہر فلک کی گرم جوشی

ایسے ہنگام مین طبل جنگ دونون سمت بجے دلاور آگاہ و خبردار ہوکر جان لڑانے پر تیار ہونے لگے کہین ہوائے افسون نے ہوا باندھی کہین پیدا ہوئے آندھی کہین تیغ تیز چمکی کہین کمان نے چلا کر خبر دی رن اور بزن کی رات بھر یہی غلغلہ رہا جب ساحرہ دہر نے شعلہ مہر کو چمکایا اور ساحرہ شب کی شکست کا زمانہ آیا کہ بیت

اُڑائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش		بڑھی پھر دلمین لڑنے والون کے جوش

صبح کو دونون جانب سے سپاہ کینہ خواہ مقام دادگاہ پر گروہ گروہ پہونچی حسب دستور شور برپا رہا صفین کھنچ گئین علم بلند ہوئے کڑکا ہوا طبل و بوق بجے ضرغام آہن خوار علاوہ سحر کے قوت بازو کا اپنے بہت بھروسا رکھتا ہے اور سحر بھی اسی طرح شجاعت کا کرتا ہے اُسنے سحر کیا کہ ایک پہلوان صحر اسے گھوڑا ڈالے میدان مین آیا اور سلح شوری دکھاکر طالب مرد ہوا خورشید کی طرف سے بھی ایک ساحر نکلا مگر جو ساحر کہ اُسکے مقابلہ مین آیا اُسنے بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیا سترہ اٹھارہ جوان نامی و نامور طعمہ نہنگ شمشیر ہوئے اُسوقت جہانگیر کو تاب کہاں یہ گھوڑا اڑا کر سامنے اُسکے آیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی اتفاق سے کاوہ دینے مین گھوڑون کے عکس لوح کا جو گلے مین جہانگیر کے تھی پہلوان پر پڑا وہ کاغذ کا ہوکر مع مرکب کے زمین پر گرا جہانگیر نے یہ ماجرا دیکھکر ایک قہقہہ مارا ضرغام سخت نادم ہوا اور خود للکارتا ہوا سامنے اُس باطل کنندہ افسون کے آیا اور نیزہ سینہ بے کینہ پر اُسکے لگایا پھر تو اُس جنگ کا یہ حال ہوا کہ نظم

بگشتند با نیزہ ہائے دراز | بگفتند با نیزہ بر سینہ راز
نود حملہ کردند با یکدگر | نہ این را ظفر شد نہ آن را ظفر
فگندند از دست نیزہ سران | پس آنگہ گرفتند گرز گران
نہ جنبید گرد دلاور ز جائے | سپر بر سر آورد بیغش و بائے
چنان بر سر خورد گرز گران | کہ لرزید دشت و دراز ہر گران
بشد مرکبش گستوان چاک چاک | فرو رفت ہر چار پا کش بخاک
ز آواز گوپال ہر دو سران | تو گفتی بدرش جائے آہنگران
ز نیروئے مردان دران کارزار | بد آبلہ دست ہر دو سوار
ز گوپال چون کار تا مد بہ برگ | روان برکشیدند شمشیر مرگ
کشید دلاور چو غرندہ میغ | سخن بود با یکدگر شان بہ تیغ
بزد تیغ شہزادۂ نامدار | چو کرباس درید در کارزار
غریو آمد از جان فوج ضریر | ہمی نوحہ کردند برنا و پیر

اسوقت تمام سپاہ کینہ خواہ باہم آویزش پذیر ہوئی دلاورون کے حملے دیکھکر بہرام فلک کانپا جلال وعظمت گردان پرخاشجو پر مہر چرخ تھرایا زمین خون سے رنگین ہوئی عروس دہر کے تزئین ہوئے قبائے سرخ ارض وغیرا نے پہنی تیرون کے مار تیر و سے کے بوچھار تھی کمندون سے بند بلا صحرا مین پھیلا تھا تلوارون نے راستہ زندگی کا کاٹ دیا تھا دھادہ اور زہارہ کی آواز بلند خون مین نہایا ہوا ہر ایک ارجمند کہ نظم

زبانگ تبیرہ کشدہ کر گوش | ز گردان برفتہ ہمین مغز و ہوش
سراسر ہمہ روئے ہامون نقش | ز تیغ سواران زرینہ کفش
خروشیدن کوس و زخم درائے | جہان را ہمی بردی کسر ز جائے

آخرکار تیغہ بلاکش نے سحر کو چلنے نہ دیا زور و طاقت نے جہانگیر کے دلاورون کا دم بند کیا ضریر کی فوج بھی بہت کام آئے اور بھاگ کر بہتون نے جان بچائی بار تلوار ٹکر سے اڑادیا جہانگیر نے جہان پر پشت گیا جو کوئی سامنے آیا باقی نہ ہنستا ہوا یہ شیر جنگی پھر ادہ ادھم خاک

اُڑاتے ہوئے گئے اِسنے اِدھر آکر شادی کے نقارے بجوائے اور ترل پھر اور آگے سپاہ بڑھائی نوبت خوشی کی بجائی جشن کا سامان ہوا ہر ایک خوش و خرم اُترا اسطرف انجم شاہ سے فوج ہزیمت خوردہ نے جاکر سب حال کہا یہ اُس مقام پر بہت پہلوان و سردار روانہ کرتا ہو داستان گو کو اختیار ہو کہ جتنی چاہے جنگین بیان کرے لیکن یہ حقیر جاہ اختصار کرتا ہو کہ اب انجم شاہ نے شمع رائی کو روشن کیا اور انجمن مشاورت برپا کرا کر طرح طرح کے اندیشہ ظاہر کیے آخر اس لئے پروزیرون امیرون کے قرار پایا کہ عیّار کو بھیجے اور کام لیجیے اُسنے اپنے عیّار سرہنگ تیز رفتار غدار کو طلب کیا وہ ہمہ تن مکر و روز نیا ہوا بانہ ہائے عیّاری سے آراستہ و پیراستہ سامنے آیا اِسنے ترک فلک سے اُسکو آمادہ رزم پایا دہر مکار کو یقین ہو کہ مکر تعلیم کرے زال دنیا کو فقرہ دے جب ایسا اُسکو دیکھا کہا ای سرہنگ مین نے تجکو بچا سا پالا ہو اب یہ وقت جانبازی ہو اُسنے عرض کیا کہ حضور کی عنایت سے جو کچھ ظہور مین آئے گا وہ سب پر کھل جائیگا میرے عرض کرنے کی کیا احتیاج ہو انجم نے اُسکو مال و زر سے بہت کچھ دیکر سرفراز کیا یہ رخصت ہو کر چلا اور اپنے گھر مین آیا سب سے ملکر رات کو بطور مخفی قلعہ سے نکلا اور روانہ ہوا یہان وہ وقت ہو کہ ابر آیا ہوا ہو کریم کی رحمت کا جنگل پر سایہ ہو آئی باد بہاری خیمۂ ابر زرنگاری استادہ کر رہی ہو فراش نکہت صحرا کو صاف کر رہی ہو بوٹے بوٹے پر جوبن ہو شجر سرسبز ہین پتے لہلہاتے ہین جانور چہچہاتے ہین کبھی سورج جھلک جاتا ہو حسرت سے مزا زمان پر آتا ہو کبھی فرّاٹے سے ہوا گھانس کو سون تک لہرا جاتی ہو گلون کی خوشبو کی لپٹ دماغ جان بساتی تھی دھیر کو کلا پپیہا نئے بچن سناتے ہین جدائی کی گل کیفیت دکھاتے ہین نوجوانون کے دماغ مین مستی کی دھوم طبیعتون مین ولولون کا ہجوم ہو جسمے لہر اگر موج عشرت دلون مین اُٹھاتے ہین چشمہ چشم تراوت پاتے ہین پانی کی رفتار دلون کو وہ لہراتی ہو آنکھین ڈھونڈ باتی ہین **نظم**

ابر و گل و سبزہ طرب ریز	افلاک و زمین سرور انگیز
اور اُس پہ وفور ابر و باران	ہنگامۂ عید بادہ خوران
برباد وہ نشان توبہ	رخنہ گر خانمان توبہ
زاہد کی جو وہ ہوا ہو قسمت	کاہے کو رہے ہوائے جنت

ایسے وقت دلکش و موسم خوش مین جہانگیر کو تاب نہ رہی تیاری شکار کی کردی پھر تو بازیہ جرّہ

باشہ لگا کر جلد تر ستی شکاری جانور باز تیز پرواز بازدار اور میر شکار لیکر حاضر ہوئے خیمہ ڈیرہ لدگیا نوجوان ہمسن کمر باندھ کر چلنے پر تیار ہوئے سامان بزم بھی ساتھ لیا رقاصون اور نازنینون کو حکم ساتھ چلنے کا دیا مرکب باد رفتار پر شہزادۂ والا تبار سوار ہوا ابیات

روان بحر لشکر ہوا موج موج
گئی چشم خورشید تک گرد فوج

بحار و صحاری یہ ہی عرصہ تنگ
گریبان سر اسیمہ ہین وان پلنگ

بھن بیٹھے ہین شیر ببری لباس
کرین لوگ شاید فقیری کا پاس

چکارے ہرن دونون اندیشہ مند
دلون مین ہراس کمان و کمند

جبکہ یہ سب دلاور صحرائے پر شکار مین پہونچے جانوران پرند کو اول شکار کیا پھر چرند پر گھوڑے اُٹھائے ہزارون ہی ہاتھ آئے ابیات

نہ لک لک نہ تیتر رہا دشت مین
نہ غمخوار کر آیا نظر کشت مین

سبھون مین جو تھے تازو سارس بس
ہوئے صید یون بن پر آیا نہ ترس

بنون مین مچی دھوم سے آکے دھوم
جہان دیکھیے ہر قیامت ہجوم

کہین ارنی مارے غضنفر کہین
کہین ہاتھی نکلا ہر اژدر کہین

بڑے مست ہاتھی جو تھے بنیلے
سُن اس شور کو چھوڑ کر بن چلے

لب آب جاکر جو کھیلے شکار
اسد دانکے تھے کو دک نے سوار

ہوئے قرقرے صید ہو ہو کے ڈھیر
ہوا ہین سے بھاگا عقاب دلیر

جب آفتاب کی تمازت ہوئی خیمون مین آکر قیام کیا اور طعام لذیذ سے آسودہ ہوکر آرام فرمایا پچھلے پھر ون کو جب دن ڈھلا سیر دشت کرنے لگے اسی شغل مین داد عیش و نشاط دیتے تھے یہ تو یہان تھے وہان سمر ہناک ملازمان خورشید کی ایسی صورت بنکر لشکر مین آیا اور ہر جگہ تجسس کیا جہانگیر کو نہ پایا لشکر مین چرچا تھا کہ شہزادہ ہمارا شکار کو گیا ہے یہ خبر سنکر یہ بھی صحرا مین آیا اور ایک مقام پر چھوٹی فقیہ دن کی طرح اسنے ڈالی اور آپ ایک عورت نہایت حسین بنا کہ زلف رسا کو اُسکی مشک کہنا خطا ہے وہ آہو سے پیدا ہے یہ اُس سے جدا ہے پردۂ شب برائے سجدہ جبین پیدا ہوا ہے جوش سودا مین روح مجنون لیلے بنکر مانگتی دعا ہے کہ

یہی زنجیر کا سلسلہ پھر مجکو قید حیات مین لانیوالا ہی اُسی شب مین بدر پیشانی کو دیکھکر سجدہ مین جھکتا ہی کہکشان کو مانگ سے نسبت ہی کیا ہی اسمین راستی ہی وہ پھر کچھ نہ کچھ کج ہوئی ہی ماہ نو کو ابرو سے بر خم اسلیے کہنا بجا ہی کہ خلق مشتاق تماشا ہی ہر جادہ ہی انگشت نما ہی کہ دیکھو وہ عید کا چاند نمایان ہی آنکھ مین وہ شرارت بھری کہ نگاہ برق پر برق گراتی گرمیان شعلگرمی دکھاتی گردش غضب کا چکر دیتی تقدیر کو گردش مین لاتی ناز و غمزہ خوبان کو اپنا غلام بناتی رُخ پُر نور مین وہ گرمی کہ دل جلون کے اور زیادہ دلمین آگ لگاتی آگ کا جلا آگ ہی سے اچھا ہو بغیر دیکھے تاب نہ آتی لب شیرین پر شیرین فدا اس شیرینی کا مزا تلخکامی دلاتا چاہ ذقن مین اُسکے عشاق کا دل ڈوب جاتا دانت موتی کی لڑی تحسین بلکہ گوہر اُن دانتون کو دیکھکر وابستہ ہوا دل مین سوراخ اُسکے پیدا ہی کہ

نظم

سیہ چشم اُسکی وہ بدمست تھی	نگاہون سے شمشیر در دست تھی
رُخ اُسکا کہان اور مہ و خور کہان	تفاوت زمین آسمان کا ہی یان
وہ لب لعل کو جس سے شرمندگی	دم حرف سرمایہ زندگی
دہن کی جو تنگی نظر کیجیے	تو آگے سخن مختصر کیجیے
نہ ہم تم زنخ دیکھ حیران رہین	سبھی دست زیر زنخدان ہین
سراپا مین اُسکے جہان دیکھیے	وہین روئے مقصود جان دیکھیے

اِس شکل و شمائل پر بالون کا جوڑا باندھے نہ کنگھی نہ چوٹی زلف لہرا کر رخسار پر آتی بدلی چاند سورج پر چھا جاتی تہمد باندھے ایک کرتا کمر تک موٹے کپڑے کا پہنے مرگ چھالا بچھائے بانس کی چھپر مین گھڑے دھونی رمائے بیٹھی ایک کونے مین بین ستار بھی چھپر مین رکھ لیے یہ تو اسطرح بیٹھا ادھر جب بچھلا دن رہا شہزادہ سوار ہوا اور جوانون نے اُسوقت صحرا کا یہ عالم دیکھا مثنوی

ہوا دلکش وہر طرف سبزہ زار	کہ سرسون نے کی تھی قیامت بہار
کھڑے لوگ محو تماشا تھے وان	کہ کہنے لگی بلبل خوش زبان
کہ خاطر جنون سے نہ رکھیے بجنت	خبر بھی ہی بسنت ہو کر آیا بسنت

جب یہ سب سیر کرتے ہوئے چلے عیار و طرار نے کہ یہ سب تو بھید کو آسکے سمجھے گرد و صحرا دیکھا ہوا

دام لگائے بیٹھا تھا انکو محو تماشا دیکھکر آپ بھی بین بجانے لگا اور خوش الحانی سے یہ غزل گانے لگا کہ

غزل

تمھین تقصیر اُس بُت کی کہ ہے میری خطا لگتی
مسلمانون ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

تڑپنے لوٹنے رونے کا باعث تجھپہ کھلجاتا
ترے دل کو بھی میری سی اگر اے بے وفا لگتی

وہ پھر ہو گرم نظارہ کہانتک زخم دل ٹانکون
کہ ہے ہر ہر نگہ کے ساتھ اک برچھی سی آ لگتی

جو گریہ تر نہ کر دیتا تو جیسے نالہ کھینچا تھا
چمن مین کوہ مین صحرا مین آتش جا بجا لگتی

بلائے جان ہوا دھیان اُس سیہ کاکل کی چوٹی کا
نہ لگتا دل تو دل کے پیچھے کاہیکو بلا لگتی

یہ صدا گانے کی اور بین کی کان مین جہانگیر کے جو پہونچی گھوڑا اُسی طرف اُٹھایا صیم خود جانب صیاد آیا قریب پہونچکر عجب حسن دیکھا دیکھا کہ فلک نے کبھی ایسا نقشہ نہ دکھایا تھا گھوڑے سے کود کر قریب اُس قتالہ کے آیا اور کہا شاہ جی عشق مولا اُسنے کہا داتا بھلا ہو راج پاٹ کرو دھرم کاج کرو اُسنے کہا سائین آپ کا کہان سے آنا ہوا ہے کہا بابا جہان سے سب آئے ہین کہا اب یہین رہیے گا یا جائیے گا جواب دیا کہ جانے کو سنسار آیا ہے فقیر کیونکر رہ سکتا ہے کہ

بیت

رفتگان مین جہان کے ہم بھی ہین
ساتھ اس کاروان کے ہم بھی ہین

یہ اُسکے پاس جاکر بیٹھ گیا اور اُسکی تیر مژگان کا صید ناوک خوردہ دل اسکا بنا اب اُسنے اداہائے دلفریب دکھانا شروع کیا کبھی مُنھ کو بنایا اور غنچہ دہنی سے بہت آہستہ جماہی لی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کبھی کلی کھلکر رہگئی کبھی دونون ہاتھ اُٹھا کر انگڑائی لی کہ دونون ہاتھ دو تلوارین تھین کہ بلند ہوگئین بغل کی خوشبو آئی سفیدی اور رنگ لائی کہ جان پر بن آئی اُگات کے اُبھار نے ستائین بنکر سینہ توڑ دیا اور وہ جلدی سے چادر کو آگے کر لیتا حیا کی چلمین رخسار پر پڑنا شرما کر نیچی نظرین ہونا عیاذ باللہ یہ نوجوان تھا اگر زاہد صد سالہ بھی ہوتا تو زہد و ورع طاق نسیان پر رکھتا بس اُسنے قدم پر اُسکے سر رکھدیا اور کہا کہ میرا ملک و مال اس مقام پر نہین ہے ورنہ کیا کہون کہ کیا مراتب آپکے کرتا اُس مہ پارہ نے جواب دیا کہ تارک الدنیا کو ملک و مال سے کیا مطلب رہا ہے کشور راحت فوج الم نے لوٹ لی ہمکو مال کی کیا پروا ہے فقیرون سے زیادہ ارتباط اچھا نہین اب اپنی راہ لو ملک و مال کا لالچ نہ دلاؤ اُسنے کہا ہم تیری گلی کے گدا ہین اس صحرا کو باغ جنان سے بہتر جانتے ہین اُسنے

کہا یہ بھلا ہم کب مانتے ہین اُسنے کہا آج مین اپنا خون کرونگا نہین تو عرض میری قبول ہو کہ یہان
سے چند کوس پر لشکر میرا ہی وہان تشریف لے چلو اُسنے جواب دیا کہ درویشون کو جا بجا دوڑتے
پھرنا اچھا نہین ہمین کیا مطلب جو وہان جائین اور اپنے مشرب و ملت مین دھبا لگائین اُسنے
کہا ہم تمھارے کمالات کے مشتاق ہین دو گھڑی ٹھہرنا پھر چلے آنا وہ بھی تو صحرا ہی ہر کوئی عمارت
شاہی نہین ہر اُسنے کہا اپنی یہ راہی نہین ہر بہت کچھ اُسنے منت سماجت کی جب وہ راضی ہوئی
اُسی وقت با توچند روز رہنے کا ارادہ تھا صحرا مین با کوچ کیا اُس زن مہ طلعت کو بھی سوار کرا لیا
اور لشکر مین پھر کر آئے ایک خیمہ مین اُسکو اُتارا کہ جملہ سامان عیش و راحت سے وہ آراستہ تھا
مسندین بچھی تھین چوکی پر کشتیان صراحیون کی شراب کی رکھی تھین چنگیرین چو گھڑے عطردان
پاندان مہیا تھے پلنگڑی با آب و تاب لگی تھی کنیزین بہ خدمت گذاری حاضر تھین جہانگیر نے کشتیان
جواہر و زیور کی اور لباس پر تکلف کی اُسکے لیے بھیجین لیکن اُسنے قبول نہ کین اور کسی طرح وہ
اسباب نہ لیا آخر جب دالٔے شاہد دہر میلی ہوئی اور گیروا لباس درویش روزگار نے اُتارا
خیمہ عالم مین قدم شب مشک فام نے رکھا کہ **نظم**

اشارے تھی کہ پھر جو مین لب جام — کہ آنکھون مین پھرین غفلت کی آرام
کھلا جسم فلک سے شب کا پھر راز — ہوئی پیدا اسیر کیا د آغاز

شب کو ساقی و شراب سب مجتمع ہوئے شہزادہ خیمہ مین یار گلفام کے آیا انجمن آرائی ہوئی لطف
چراغان ہر سمت تھا درختون کے پتے چمکنے لگے ہوا یونہین سی آہستہ آہستہ وزان ہوئی
کوسون تک میدان مین سناٹا ہوا ستارون کا کھیت لطف دکھانے لگا ایسے عالم مین اُس نازنین
نے بین کو اُٹھا کر بجایا اور یہ گانا شروع کیا کہ

غزل

اس تپش کا ہی مزا دل ہی کو حاصل ہوتا — کاش مین عشق مین سر تا بہ قدم دل ہوتا
آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا — تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا
چھوٹتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق — دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا
کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج — اتنا دق ہوتا کہ جینا اُسے مشکل ہوتا
گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبون مین مرے — زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

تو جہان دیکھتے ہو غنچہ دہان دل ہوتا	دل گرفتون کی اگر خاک چمن مین ہوتی

ذوق مستی زیادہ ہوا ہوائے سرخوشی سے دل بیتاب بسمان بندھا ہر ایک محو بیٹھا ہوا رات کا
وقت سازی کی دمسازی عالم ہی اور تھا اب تو جہانگیر نے چاہا کہ غلبہ ہوا دونین اور یہ اکیلے مین
بادہ خواری کرین لیکن فرزند مرشد برحق یہان موجود ہین انھون نے ایک جام بھی اُس فقیرہ کے
ہاتھ سے اُسکو نہ پینے دیا اور کہا میرا دل کھٹکتا ہی خیر آپ لائے ہین اسوجہ سے پاس خاطر ہی لیکن
مین آپ کو اسکے پاس اکیلے مین نہ بیٹھنے دونگا اور اسکا یہ خیال ہی کہ بیشک یہ کوئی عیاری پھر
سوچتا ہی کہ اگر تفتیش حال کرون اس خیال سے کہ یہ مرد ہی اور یہ مرد نہ نکلا تو بُرا ہوگا کیونکہ
اس ملک کی عیار بچیون کو مین نے عیاری کرتے دیکھا ہی بس اگر عورت ہی تو جا سے ہی کہ
وہ ایک مقام پر بیٹھی تھی کیون اسکو یہان لائے باین وجوہات چند در چند یہ تو خاموش ہی
اور وہان جہانگیر پھڑک رہا ہی بیتاب ہوا جاتا ہی جب زیادہ رات آئی چالاک نے کہا شہریار
اب تشریف لے چلیے اپنی بارگاہ مین جہانگیر آبدیدہ ہوکر اُٹھ آیا انجمن برخاست ہوئی چالاک
نے بخوبی پہرا چوکی مقرر کیا تمام شب آپ جاگتا رہا نہ تو شہزادہ جاسکا نہ وہ عیار آسکا آخر غم شب
نے حسرت دل بخشی التماس شوق قبول نہوا جلال پھر آشکار ہوا کہ دل جل جلکر مثل شمع بجھا
یعنی زلف شب تا بزانو پہونچی شعر

بنے مشتعل برخ نورانی مہر	ہوئی پرشائع جو نور افشانی مہر

ہنگام سحر وہ درویشہ عازم روانگی ہوئی جہانگیر نے بمنت روکنا چاہا مگر اُسنے نمانا آخر سوار ہوکر
راہی ہوئی چالاک بہت خوش ہوا کہ خس کم جہان پاک کھٹکا مٹا لیکن شہزادہ کو تاب کہان
دوسری شب کو غفلت دیکر لباس شبروی سے آراستہ ہوکر یہ سیدھا اُس جھونپڑی مین پہونچا
جوانی کے مزے ہمکو بھی جب یاد آتے ہین کف افسوس ملکر رہجاتے ہین آتنا ہی کہ لینا بس ہی
کہ اب ہوس ہی جب اس مقام پر پہونچا اُسنے باعزاز تمام اُسکو بٹھایا یہ لب پر لایا کہ فرد

اُس بادشاہ حسن کا داتا بھلا کرے	بوسہ ہمین جو لب کا دو اُسنے عطا کرے

اُسنے کہا کیا خوب اب آپ مزے مین آئے فقیرون کے سامنے راہ ادب سے آگے قدم بڑھائے
اُسنے منت کرکے لپٹ جانے کا عزم کیا اُسنے جھجک کر اپنے تئین گرا دیا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جب اُٹھا اُسنے

دوسرے ہاتھ سے ہاتھ کو داب کر منہ ناز سے بنایا پھر آپ ہی آپ اشک آنکھون مین بھر لائی
صدقے قربان اپنے اوپر سے کرالیا تب ہنس دیا دیر تک راز و نیاز گرم رہا پھر اُسنے کہا کہ ہم فقیر دنیا
کے پاس تو شراب بھی ایسی ہی کہ آپ کے لائق نہین کیا تکلف ہی تواضع کرین یہ کہکر ایک گلابی شراب
کی جھوپڑی سے لائی اور کاسہ چوبی مین بھر کر مشک و شہر کی جہانگیر نے بے وسواس اُسکو پی لیا
اور بیہوش ہوا اُسنے پشتارہ اُسکا باندھا اور سید ہا جانب و عدہ گاہ دغا لیکر روانہ ہوا اور بہت
جلد راہ طی کر کے داخل قلعہ انجم حصار ہوا اور جب سامنے بادشاہ کے پہونچا اُسنے آہنگر بلوا کر
ہزار من کی قید جسم پر آراستہ کی اور حکم دیا کہ اُسکو ایک برج صندل مین قید کرو تیغہ بلاکش
بسبب اُسکے کہ مسکن ساحران غدار ہی اِس مقام کو شہزادہ جانتا تھا تو کمر مین رکھتا تھا صحرا مین
بھی آیا تھا تو وہی تیغہ لایا تھا وہ تیغہ بھی انجم شاہ نے لے لیا صبح کو یہان لشکر مین شہزادہ کے
غائب ہونے کا غلغلہ ہوا مہتر چالاک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ اُس عورت کا آنا اچھا نہین
خیر ہرچہ بادا باد یہ کہکر وہان سے صحرا مین آیا مسکن عیار کو نہ پایا اور نہ اُس عورت کا کہین نشان
دیکھا بس یہ وہان سے سیدھا روانہ ہوا اور جا بجا گانون بستیان ڈھونڈھتا ہوا
قریب قلعہ انجم حصار پہونچا قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ نہایت مستحکم و استوار اُسنے صورت
اپنی بدلکر جب اندر جانے کا قصد کیا جیسے ہی دیوار قلعہ کے پاس پہونچا ایک چمک پیدا ہوئی
اور آواز کڑ کڑ کی آئی پھر جو دیکھا تو بجلی چمک کر اُسپر گری اور گردن و کمر مین اُسکے زنجیر کے
لپٹ گئی اور لیکر بلند ہوئی غلغلہ و روانہ یہ جو ساحر تھے اُنمین پہرا ہوا وہ برق زنجیر نیچی ہوئی
سامنے انجم شاہ کے اُسکو بھی لائے اُسنے اُسکو بھی قید کیا جاسوس ملکہ خورشید تاج بخش
نے لگا رکھے تھے وہ خبر لیکر گئے اور کہا ہمکو اندر قلعہ کے جانا نہین ملا یہ ماجرا ہمنے بیرون قلعہ دیکھا
تمام لشکر مین اُسکے بھی شور انکی گرفتاری کا مچگیا ملکہ خورشید نے اُسی وقت لشکر اپنا تیار کرایا
اور برسم یلغار سامنے قلعہ کے آیا و لا و رون نے آتے ہی پرا جمایا اور حملہ کیا جب وہ بیتیں
ہوا دیوار ہائے قلعہ کرہ نار بنگئی تھین لاکھون بجلیان تڑپ تڑپ کر گرنے لگین قلعہ ابر تھا
اُسمین بجلیان تڑپتی تھین میدان مین آتشبازی چھوٹ رہی تھی عجب بہار دکھائی دیتی تھی
کہ شعلہ ناچ رہے تھے جتنے کہ آگے بڑھے اُنکا رخت ہستی بجلیون نے جلا دیا بہت

آدمی جھلسے ہوئے نظر آتے تھے ایک طرف برق طپان تھی ایک سمت یہ سوختہ تن ناچتے
تھے شور آفت زا برپا تھا آخر خورشید وہان سے کئی کوس اسطرف ہٹکر آیا اور خیمہ استادہ
کیا وہان انجم شاہ نے عریضہ بخدمت کوکب لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ عالیجاہ کیوان کلاہ
ہم لوگون کی پشت پناہ ہمیشہ آپ پر سایہ افگن ہے کمترین بصد ادب گذارش پذیر ہے کہ اندنون چند
باغیون نے سر اُٹھایا از انجملہ جہانگیر لشکر لیکر سیرے قلعہ پر آیا مثل مشہور ہے کہ چھوٹا مُنھ بڑی بات
لیکن ویسے ہی تو مُنھ کھائی خدا نے شکل عروس فتح و نصرت دکھائی اب دونون کو یعنی عیار کو
جہانگیر کے کہ جسکا نام چالاک ہے اور خود اسکو مین نے گرفتار کیا ہے انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے
زیادہ حد ادب یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ لیکر قلعہ کوکبیہ کو روان ہوا اور بہت جلد سب قلعہ جات
کو جو اُس پار دریاؤن کے ہین طے کرکے سب دریاے مروارید کے قریب پہونچا پھر اُسکو اُٹھا
لے گیا دربار دُربار مین لایا شاہ کو سر بسجدہ بصد کروفر متمکن پایا مجرا کیا اور وہ عریضہ
دیا بادشاہ کچھ دیر تک سوچا کیا پھر جواب لکھا کہ اے برادر عزیز تمھاری یہ جانبازی یہ
تمھاری صد آفرین ہے لیکن اُنکو قتل کرنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ مجکو خواجہ عمر سے ندامت ہوگی
مین اسکی فکر کرتا ہون تم مضطر نہو باقی مراتبات خسروانی کے امیدوار رہو یہ جواب لیکر وہ ساحر
خلعت سے مخلع ہوکر پھرا اور پاس انجم شاہ کے آیا نامہ دیا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا لیکن ایک
دن اُسنے وزیرون کو بُلا کر مشورہ کیا اُنھون نے عرض کی کہ کوکب کی عقل مین ہم کہہ نہین سکتے
کہ فتور ہے قید رکھنا انکا عقل کا قصور ہے اسکا طرفدار شاہ جادوان ہے وہ آئیگا اور غضب ڈھائیگا
جان بچکر لے جائیگا آخر اس امر پر قرار ہوا کہ اُنکو مار ہی ڈالنا صلاح ہے چنانچہ حکم دیا کہ اندر قلعہ
ہی کے میدان خونی تیار ہو فوراً ارہ کش تسمہ کش جلاد حاضر ہوئے چبوترے ریگ کے بنگئے بوریے
قنات کے کھچ گئے خلقت مین ہر طرف چلو دیکھو چلو دیکھو کی پکار ہوئی گرد اُس میدان کے تمام اہل
قلعہ کا سیر دیکھنے کے لیے مجمع ہوگیا شہزادہ اور چالاک کو عرادہ پر سوار کرکے اُس مقام پر لائے
فوج بادشاہی براے حفاظت و نگہبانی مسلح ہوکر وہان آگئی جس کسی نے کہ صورت زیبا گلگون
قبا دو گان بانچھا جہانگیر و چالاک کی دیکھی اور انجام پر تاسف کیا شہزادہ پسیدہ کے پژمردہ ہوگیا وہ حسن

کیا بھولا ہے ہر کوئی کہتا تھا کہ انکے والدین کے دل سے پوچھیے کہ ابھی تک طوق گلے مین منت
کے پڑے ہین خدا نہ کرے کہ کوئی پودہ بھی اس سن کا باغبان کاٹے دیکھو کیا گال پھولے جیسے
گلاب کی اسی پتی ہین بعض کہتے تھے کہ بھائیو یہ دنیا جائے عبرت ہے یہان ایسے ہی ایسے
جوان خوبصورت تیغ مرگ سے شہید ہوتے ہین ایسے ہی گل باغبان دہر توڑتا ہے اچھے ہی تو
بہت جلد فنا ہوتے ہین سرائے فانی مین یہی طور ہو رہا ہے دیکھو تو کیسے کیسے جلسہ یاران
مٹ گئے اور کیسے کیسے حسین بسان سبزہ پامال قدم اجل ہوئے کہ مخمسہ

خراب ہین وہ عمارات کیا کہون تجھ پاس	کہ جسکے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوک اور پیاس
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہوئے اداس	بجائے گل چمنون مین کمر کمر ہے گھاس
کہین ستون پڑا ہے کہین پڑی مرغول	
یہ باغ کھا گئے کسکی نظر نہین معلوم	نجانے کسنے رکھا یان قدم وہ کون تھا شوم
جہان تھے سرو صنوبر وہان اُگی ہے زقوم	مچی ہے زاغ و زغن سے اب اس چمن مین دھوم
گلون کے ساتھ جہان بلبلین کرے تھین کلول	

یہان تو سب آپسمین رنج و غم کر رہے ہین ادھر انجم شاہ دار الامارۃ سے نکلکر میدان مین ٹھہرا
پلٹنون اور رسالون نے قیدیون کو گھیر لیا جلاد حکم پوچھنے لگے جہانگیر وحیابک آپسمین نگاہ حسرت
کرتے تھے اور اپنے مذہب کے موافق رجوع قلب سے دعا کر رہے تھے ان قاتلون کے ہاتھ سے
تو جان بچگئی لیکن اور قاتل پیدا ہوا یعنے غلغلہ ہوا کہ دختر بادشاہ تشریف لاتی ہین ہر ایک اُس کی
جانب دیکھنے لگا اس اثنا مین ایک قتالہ وسفاکہ کو دیکھا کہ کئی سو خواصون کے بیچ مین گردہ
سہا بھی کشور حسن کی شاہ اور آسمان خوبی کی ماہ تھین چلی آتی ہے رفتار سے اپنی کبک کو شرماتی
ہے کان مین جو بالا پڑا ہے چلنے سے ہلتا جاتا ہے عکس اُسکا گالون مین لہراتا ہے دیار حسن کو خوبی نے
گھیر لیا ہے آفتاب مین چاند نکلا نظر آتا ہے زلف بھی چہرے پر لہراتی ہے ناگن باغ حسن مین از بس
چاٹتے آئی ہے کمر کولے کا عالم جسپر ہر عشاق بیدم ہلا جانے مین ساق پڑی ہو مین برابر ان
پر سیمین نظر آتین پیڑو موافق سے اُبھرا ہوا سینہ پر کچو نکلا اُبھار جوبن دیتا دوپٹا کاندھے سے
[illegible] کو [illegible] اپنا [illegible] تھا جو اُسپر [illegible] تھا غرض عالم کی جان تھی [illegible]

زلف سودا بخش سحر لیلی کمان ابرو مین چڑھا ہوا تیر مژہ آنکھون مین سرمہ حیا کا ازل سے دیا ہوا شاخ شجر طور سر تا قدم بنی ہوئی نخل گل باغ ارم قامت کی شان تھی گلدستہ جاہ وحشم کے آن بان تھی دفتر رعنائی مین فرد تھی آنچل پلو کا دوپٹا اوڑھے اٹھلاتی ہوئی دام زلف مین دل پھنسائے ہوئے خدا نہ کرے جو ایسی زلف کے پھندے مین کوئی پھنسے چشم تماشائی تمام عمر حیرتی آئینہ رخسار بنے کہ نظم

کیا کہون کیسا قد بالا ہے	قالب آرزو مین ڈھالا ہے
ایک جا گہ سے ایک جا گہ خوب	پیکر نازک اسکی سب محسوب
اسکی کاکل سے حرف سر نکرو	کاکل صبح پر نظر نہ کرو
کچھ بھی نسبت ہے تمکو سودا ہے	کالے کوسون کی بات کا گیا ہے
اسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے	رہی سنبل کے پیچ پاچ دھرے
اس جبین سے ہے دلکی کب جاذب	صبح صادق کا دعوی ہے کاذب
ویسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین	یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
سطح رخسار آئینہ سان صاف	جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف
لطف بینی کا فہم ہے دشوار	ایک باریک بینی ہے درکار
کیا جھمکتا ہے ہائے رنگ قبول	جیسے مکھڑا گلاب کا سا پھول

پس اُس گلبدن نے قریب آکر اِس گرفتار رنج والم شہزادہ عالم کو بھی دیکھا عجب شکل خدا کی قدرت نظر آئی فرشتہ زیب ملائک فریب سکندر صولت فلاطون حکمت کو دیکھا کہ ابھی نوجوانی سے کوئی گل عیش نہین چنا باغ حسن سرسبز ہوتا آتا ہے ایسی صورتین مرقع دہر مین مصور قدرت نے کم کھینچی ہین وہ دزدیدہ نگاہین وہ دل لینے کی راہین وہ جاہت کی صورت بھولے پن کی سورت بیمار آنکھون سے ٹپکا پڑتا یوسف کا ایسا نقشہ بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری پھچھایان سینہ فراخ وہموار پیشانی بلند کمان کی طرح بلند نہایت ارجمند کہ ابیات

وہ نکو خوئی نکو روئے خجستہ منظر	وہ بلند اختر فرخ روش و فرخ فال
وہ مسیحا دم یوسف رخ وداؤد الحان	وہ سلیمان وش وموسی کف وصالح اعمال

چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا	چشمہ فضل و ہنر کان عطا بحر نوال
آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم	مشتری دانش و مہ بنیش و مریخ جلال
خسرو جم حشم و داور کسری انصاف	شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال

بس صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا کہ دل خم زلف دوتا مین پھنسا سر پہ نازل ہوئی بلا جوش طپش نے آرام کھویا صبر کو دل سے ہاتھ دھویا آتش شوق کی حدت بڑھی گرمی بازار الفت ہوئی اُف اُف کہکر دل تھام لیا اپنے خدا کا نام لیا طبیعت نے کہا کہ نہ سنبھلون گی محبت نے کہا مین تمام عمر رلاؤن گی بیخودی نے استقبال کیا شرم و غیرت نے تھام لیا نظم

دام الفت مین گرفتار رہی	پائے بند ستم یار ہوئی
دم لیا بھی کہ نہ دم دینے لگی	تلخکامی کے مزے لینے لگی
جان دینے کی اشارت تھی صاف	مرگ نو کی یہ بشارت تھی صاف
کہ سمجھتا یہ شگون غم ہے	مژدۂ دلو لہ ماتم ہے

آنکھون سے حسرت پیدا مگر چھپائے ہوئے دلکو اپنے بس مین کیے کچھ چپ چپ پاس اپنے پدر کے آئی اُسنے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور پاس اپنے زانو کے بٹھایا دزدیدہ نگاہی ہوتی جاتی تھی چپکے چپکے دلکو روتی جاتی تھی آخر سر رشتہ کلام کو عقد پیام دیا کہ اے پدر مین نے حال اس شہزادہ کا بخوبی سنا یہ طرفدار شہنشاہ افراسیاب ہے اسکا قتل کرنا نا روا ہے دوسرے ماموں جان نے کچھ تو ایسا سمجھ لیا ہے جو آپکو منع کیا ہے اُنکی رائے پر اپنی رائے کو ترجیح دینا خلاف دانش عقلا ہے ایسا نہو کہ کام ہاتھ سے جائے بنا بنایا کھیل بگڑے مفت کا الزام آئے آپ خود دانشمند ہین آپ کو کون سمجھائے پدر نے اُسکے کہا آخر پھر کیا کرون اُسنے کہا کہ سوائے قید کے کوئی چارہ نہین دوسرے یہ کہ ماموں جان کیا غافل تھوڑے ہین وہ بہت جلد راہ اسکی نکالینگے آپ کیون گھبراتے ہین بادشاہ نے کہنا اُسکا منظور کیا اور اُس اسیر سلاسل عشق کو پھر بندی خانے مین بھیجدیا خلق خدا شاد شاد اپنے اپنے گھر پھری وہ انجمن رنج باطل ہوئی ادھر یہ دیوانہ مجنونانہ اسیر زنجیر خانہ زنجیر مین بھی اُسکے اسیر ہونے کا غل زخمی نگاہ بے تامل کہتا ہوا کہ واے ناکامی ابتو اور بھی جان پر آبنی اس سلسلہ سے اب چھوٹنا دشوار ہے

ہم ہین اور سلسلۂ الفت یار ہی ہمسے دیوانون کو زنجیر کیا درکار ہی نظم

بیتابی دل سے لب یہ ہی جان	ہون کوئی گھڑی کا دم کا مہمان
اب مرنے مین میرے کیا ہی باقی	فانی ہین سبھی خدا ہی باقی
باقی نہین اب تو ہم مین حالت	ہی اور ہی درد و غم مین حالت
جاری ہی ہر ایک چشم سے خون	اب ہوتے ہین نالہ ہائے موزون

اسی طرح زندان خانۂ غم مین یہ تو پھنسا اور حال پر اپنے روتا رہا ادھر وہ بیتاب سینہ غم سے بھرا ہوا دل آتش رنج سے کباب بھی اپنے پدر سے کچھ دیر مین رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی اور بستر غم پر پڑی دل تڑپتا تھا بے کلی تاب توانائی کھوتی تھی سراپا غم کی صورت ہو گئی تھی لمحہ بھر مین نہ وہ رعنائی رہی نہ زیبائی رہی خوشی نے بالکل خانۂ دل سے کنارا کیا رنج کا گھر بہت مستحکم بنا جنون نے شور صبر و سکون لوٹ لیا ربط دست و گریبان بڑھا جب جانب باغ نگاہ کرتی تھی ماتمی سوسن کی پوشاک نظر آتی اپنے گریبان کی طرح چاک گریبان گل کو پاتی جب زیادہ ہجر مین گھبراتی تو یہ زبان پر لاتی ابیات

دلا مین تجھسے کہتی تھی کہ زنہار	محبت ہی بُری آتش خبردار
نہ سمجھا تو شراب عشق ہی زہر	ڈرے موج اُسکی سے کالے کی لہر

اور جو کبھی زیادہ بیتابی ستاتی تو رو رو کر یہ سناتی نظم

نہین صبر آتا ترے بن سلے	لبون سے جگر تک بھرین ہین گلے
کسو سے کسو کو نہ جائے لاگ	کہے تو لگائی ہی سینے مین آگ
کسو کا کسی سے نہ لگجائے دل	کہ کہنا پڑے ہائے دل وائے دل
نہ جاتی ادا کاش الفت ہمین	اُٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین
نہ آنکھین لگی ہوتین ناگاہ کاش	کہ چھاتی کی دل تک نہ جاتی خراش

ادھر یہ غمی مبتلا اُدھر وزیرزادی اسکے داغ بر سینہ وہ غنچہ و گل پر بیٹھی اپنے مقام پر طعن کرتی کہ موج سبزہ آج میرے لیے تلوار ہی سرو صورت دار فاختہ بعینہ منصور ہی کلمہ حق کہنے والا الحق رنجور ہی راہ وحشت مین قدم اپنے جمے جاتے ہین بید مجنون اس باغ مین سنے جاتے ہین غرض بلبل

کی طرح نالہ و شیون کرنا اور قمری کی طرح طوق محبت در گردن یون زمزمہ سنجی فرمانا کہ ابیات

خوب روئے آج ہم سنسان ہامون دیکھکر — یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر
اُڑ گئے اک آن مین جادو ئے بلبل کے دھوئیں — سرمہ آسودہ تیری چشم پر افسون دیکھکر

ای جانی واے مایۂ زندگانی کیا تیرے ملنے کا سامان کرون دل مین ہی کہ آپ ہی کچھ کھا کر مر رہون نظم

جگر غم سے یک لخت خون ہو گیا — رکا دل کہ آخر جنون ہو گیا
گئے ہوش و صبر اپنے یکبارگی — طبیعت مین آئی ہی آوارگی
سراسیمگی سے بگولا ہوا — پھرون اسطرح جیسے بھولا ہوا
نہ جی کو تسلی نہ دلکو قرار — الف غم مین سر رشتہ اختیار

بعد کچھ دیر کے دل بہلانے کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھکر شہزادی کے مقام پر آئی اُسکو بھی زار و نزار پایا آنسوؤن کا رخسار پر نشان پایا رنگ یخ فق چہرہ اُترا ہوا بدر کامل کا ہیدہ ہوا اور یہی حال شہزادی نے اُسکا دیکھا دونون بیٹھکر ٹکٹکی باندھی ایک دوسرے کی صورت دیکھکر حیران رہین نہایت پشیمان رہین پھر شہزادی نے یہ غزل اپنے حسب حال گائی غزل

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل — بلا سے گر ہو نوالہ دہان یار مین دل
بغل مین جب سے مرا دانِ لعل کا دشمن ہے — نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے — برنگ شعلہ نہین آہ شعلہ بار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ — اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
اُٹھا تو لائے مجھے میرے ہمنشین ای ذوق — رہے گا میرے عوض میرا کوے یار مین دل

وزیرزادی سمجھ گئی کہ اِسکا دل بھی کہین پھنسا اُسنے قسم دے کر پوچھا کہ ای ملکہ سچ کہو یہ سوز و گداز کیسا ہی واری ہمسے پردہ کیا ہی ملکہ رونے لگی اور کہا شعر

ہین جو دیوانے وہ آزاد ہین دیکھو پھرتے — اور ہشیار ہین جو جکڑے ہین زنجیرون مین

ای ہمنشین اب میری لحد پر انکو ہو سکے تو لانا کشتۂ تیغ ادا کا مزار دکھانا وزیرزادی بھی روئی اور گویا ہوئی کہ ای بی بی بیت

کون زندہ رہے گا کیا ہو گا — آگے پیچھے جنازہ ہووے گا

شاید تم اسیر طرۂ زلف شہزادہ جہانگیر ہوا ور یہی حال میرا ہی کہ مین اُسکے عمار کے تیر مژہ کی زخمی ہون بس یہ سنتا تھا کہ پردے پارہ دری کے چھوٹ گئے دونون دیوانگان صحرائے عاشقی ملکر بیٹھے باتین راز و نیاز کی ہونے لگین آخر اس بات پر ٹھری کہ سرہنگ عیار سے کہو کہ وہ کوکا ہے وزیرزادی نے سرہنگ کو بُلایا اُسنے آکر ملکہ کو نذر دی مقام بہتر بیٹھنے کو ملا وزیرزادی نے اُس سے سب ماجرا کہا وہ ملکہ کو بہت چاہتا تھا گو دیون مین اُسنے کہلایا تھا کہا میری جان تجھپر فدا مین لے آؤنگا ملکہ اُٹھکر قدم پر گرنے چلی اُسنے ہاتھ باندھے اور خود قدم پر سر رکھا ملکہ نے جواہر کے صندوقچہ اُسکو دیے اُسوقت اُسنے کہا کہ اے ملکہ ایک برج کہ اُسکو برج صندل کہتے ہین واقعی وہ صندل کا بنا ہی مگر بہت سخت و دشوار جگہ ہی آپ کے پدر عالیقدر کے ہاتھ پر ایک انگوٹھی ہی اگر اُسکو آپ لے آئیے تو پھر مین بہت سہل طرح سے شہزادہ کو لے آؤن یہ کہکر رخصت ہو گیا ملکہ ایک روز ضبط بدشواری کرکے سنگ جبر مفارقت دل پر دہر کے چپ ہو رہی دوسرے دن یہ ملکہ ابر سفید پر سوار ہو کر چلی اور ایوان خاص مین بادشاہ کے اُتری بادشاہ خاصہ کھانے محل مین آیا تھا کہ یہ بھی شریک طعام ہوئی بعد فراغ طعام اُسنے جواہر کا ذکر چھیڑا اور کہا اباجان کیسے آپ نے اپنے دست مبارک سے کوئی انگوٹھی مجکو نہ دی اُسنے سادہ مزاجی سے کہا کہ لو اب سہی اور ہاتھ اپنا بڑھا دیا اُسنے جو تاکہ سرہنگ نے دیا تھا اُسکے سبب سے وہی انگوٹھی نگین یاقوت کی پسند کی بادشاہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا انگوٹھی اُتار کر دیدی یہ لیکر کچھ دیر ٹھہری پھر خوشی خوشی وہان سے گھر مین آئی اور وزیرزادی کو انگوٹھی دکھائی وہ بھی بہت خوشنود ہوئی پھر سرہنگ کو بُلا کر وہ حوالے کی جبتک چرخ کو ہر انجم صدقہ اُتار نے کو انجمن پر سے لایا شب وصل نے مُنہ دکھایا ہوائے دل نے یہ مژدہ سنایا کہ عجب تماشا ہو کہ اُس رات کو ماہ کے ساتھ آفتاب آیا ابیات

عروسانہ شب مہتاب آئی	ستارے دل سے وقف رونمائی
کہ ہونگے بلبل و گل دونون یکجا	سجھے گا بادہ گلگون کا جلسا

وزیرزادی اور شہزادی دونون نے حمام کیا لباس و زیور سے آراستہ ہوئین باغ مین گل ہنسنے لگے فوارے خوشی سے اُچھلے تھے نہرین وفور شوق سے اُبلتی تھین درخت سب بادلہ سے

سنڈھے گئے جوانان چمن زری پوش ہوئے بلبل ترانۂ عشرت گانے لگی سرو اپنی اکڑ دمڑ و ردکھانے
لگی بارہ دری مین فرش کی چین جبین گئی گلدستون سے فرش بھی ہنسنے لگا آئینہ کا لباس دیوارون
نے پہنا پلنگ سجے گئے مسند بچھائی گئی کنول کیا لگائے گئے کہ دل کنول ہوگیا جہاڑ ہر ایک
روشنی بار تھا مکان سارا پُر از نقش و نگار تھا ملکہ اور دزیرزادی چھڑی ہاتھ مین لیکر
ٹہلنے لگین اور انتظار یار دلنواز کرتی تھین اُسطرف سرہنگ وہ انگشتری ہاتھ مین پہنکر
برج صندل مین پہونچا اُس برج کے چار دروازے ہین اور ہر دروازے پر ہزار ہزار پاسبان
مقرر ہین وہان شہزادہ فرط الم سے سر در گریبان دل سے کہتا کہ کاہے کو وہ مغرور حسن و جمال میرا
خیال رکھتی ہوگی نازکا ہے کو فرصت دیتا ہوگا اغماز دامن کش ہوگا نگاہ اپنی طبیعت سکے موافق
پھری ہوگی بے وفائی سمجھاتی ہوگی کبھی بیتابی سے یہ کہتا تھا کہ ابیات

مہجورون پہ کرنا نہین جائی ستم اچھا	فرقت کا اب اتنا نہین دینا ہی غم اچھا
بس آؤ چلی جان میری ہجر سے تیرے	اسدرجہ ستانا نہین ہملو صنم اچھا

اور یہی حال چابک پیر رفتار کا تھا لیکن وہ دل ہی دل مین غم کھاتا تھا بلکہ اور شہزادہ کو سمجھاتا
تھا صبر کی باتین سُناتا تھا اسی ہنگام مین یکایک ایک عیّار نے آکر قدم پر سر رکھا اور کہا ای
شہزادہ یہ آگ میری ہی لگائی ہوئی ہی کہ مین آپکو وہان سے لے آیا اپنے کیے کا مزا اُٹھایا
چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہی یہ سُنکر وہ شہر یار پھولون نہ سمایا اور عیّار طرار نے زمین مین نقب دینا
شروع کی کچھ ہی دور پر دروازے سے ہٹکر دہنہ اُسکا توڑا شہزادہ نے قید توڑی اور چابک کی
قید سوہن سے ریت دی یہ دونون تو نقب کی راہ سے باہر ہوئے اور سرہنگ انکو ہمراہ
لیے شادان و فرحان باغ مین ملکہ کے پہونچا غلغلہ ہوا کہ لو وہ آئے ملکہ نے کہا وہی یہ
سرہنگ بھی کیسا بے تمیز ہی مین نے یہ کب کہا تھا کہ انکو یہان لے آئے مین نے تو ترس کھاکر
حکم دیا تھا کہ قید زندان سے چھڑا دے یہ کہکر برق کی طرح سے کوندکر بارہ دری مین گئی اور پردہ
اُسکے دست نازک سے چھوڑ لیے لیکن شہزادہ دل از کف دادہ بے تامل بارہ دری مین آیا
اور کہا ای ماہ تمام کیا مجھسے خطا ہوئی جو تمنے منھ چھپایا اُسنے مسکراکے کہا واہ صاحب آپ بھی
کوئی زور چیز ہین خیر اچھا آئیے مین جانتی ہون کہ تم ڈھٹ پڑے ہو منھ لگائی ڈومنی ہو بہتر ہی

بیٹھ جائیے پھر تو شہزادہ مسند پر آکر جلوہ گر ہوا یہ تمام بدن اپنا چرا کر کچھ چھپا کر سامنے مسند کے بیٹھی شہزادہ نے کہا کہ شعر

اُٹھاتا عشق مین کیون ای دل نادان جوکھون ہی
ابھی تو مال جوکھون ہی پھر آگے جان جوکھون ہی

ملکہ ہنسی اور کہا کیا خوب ای صاحب مان نہ مان مین تیرا مہمان آپ سے عشق ہی کون کرتا ہی اور منہ ہی کون لگاتا ہی آپ اپنے خدا کے لیے جان جوکھون مین نہ پھنسیے شہزادہ نے کہا کہ بیت

جنون سے میرے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہی
کہ مین صورت ہون وحشت کی وہ یون ہی اک بگولا ہی

ناخن خراش جگر کے لیے تیز ہین باتین اپنی جنون آمیز ہین یہ کہکر اُس مہ پارہ کو آغوش محبت مین کھینچا اُدھر سے نہین نہین کی صدا بلند ادھر سے ولولہ شوق گرم ہنگامہ راز و نیاز ہویدا ایک دوسرے کا شیدا پیار جتونون سے نکلتا کبھی وہ اسکے سینے پر لات رکھدیتی یہ کہتا کہ لات تیری میرے دل کا جنون کھوتی ہی کبھی یہ اُسکی بلائین لیتا سر سے سر اُتارتا آپسمین جام ہمارا غوانی کا چرچا اسطرف گلعذار چابک کے ساتھ سرگرم اختلاط گائین خوش گلو زہرہ جبین گاتین خواصان مہر طلعت سرگرم کاروبار چاندنی دیکھنے کی بہار بادلہ چاندنی مین اُڑایا جاتا پانی نہرون کا چھلکتا غرضکہ ہنگامہ نشاط برپا جب خاک سیہ کو آفتاب نے ادیم صندلین بنایا اور رہ سپاہی میدان افلاک مین آیا کہ

بیت یکایک چرخ سے ٹوٹا ستارا
کیا تاریکی نے شب سے کنارا

صبح کو شیدایان یکدیگر یعنی عیار و شہزادہ رشک قمر حمام مین داخل ہوئے لیکن اول شہزادی سوار ہوکر سلح خانے مین گئی اسکو کون روک سکتا تھا تیغہ بلاکش وہان سے لائی اور شہزادہ کو دیا پھر حمام کیا اور آکر داد عیش و نشاط دینے لگی ہنگام سحر نگاہبانان برج صندلین آگاہ ہوئے کہ قیدی غائب ہوا نالان و گریان خدمت شاہ مین آئے اور عرض کیا کہ وہ گوہر گرانمایہ درج شاہی کھویا گیا یہ خبر سنکر بادشاہ انجم شاہ نے دوبارہ نامہ لکھا کہ ای شہنشاہ جہانگیر کوئی میرے یہان سے لے گیا خبر شرط تھی وہ مین نے کردی یہ نامہ پتلہ سحر کا لے گیا اور کوکب کو دیا کوکب نے نامہ پڑھکر مراُت واقعہ طلب کیا اور کاغذ و قلم سامنے رکھا نتیجہ پیدا ہوا اور اُسنے لکھا کہ ملکہ ماہ در درگوش اور گلعذار شوخ چشم نے چرا منگایا ہی اور اپنے باغ مین صحبت آرا ہین یہ معلوم کرکے اُسنے جواب لکھا کہ یہ حرکت تمھاری بیٹی نے کی ہی اور اُس نامہ کو ملکہ ماہ سرخ چشم جادو کے ہاتھ

انجم حصار کو روانہ گیا ادھر سے تو یہ چلی اور اسطرف سے ملکہ ماہ دردرگوش کی نانی
سوسن زبان دراز اپنی نواسی کو دیکھنے چلی ہی سوسن حصار سے تخت پر سوار ہی اُس سے
اور ماہ سرخ چشم سے ملاقات ہوئی اور سارا حال دریافت کیا اور اُسی باغ کی طرف جہان ملکہ
ماہ دردرگوش ہی روانہ ہوئی یہان فوج کو حکم انجم شاہ تیاری کا پہونچا اُسی وقت نقارے
بجے نفیر سحر کو دم ملا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور فوج موج مار کر چلی زمین و زمان مین ابر طائران
سحر کا چھایا تھا آفتاب تیرہ ہوا تھا شور تا بفلک پہونچا تھا اُن سبنے آکر باغ کو گھیر لیا
جہانگیر بھی تیغ بلاکش پکڑ کر مثل شیر غرندہ کے آیا اور اُس فوج پر گرا ابیات

ہمہ روی صحرا سر و دست و پای ۔ بزیر سم اسپ جنگ آزمای
فرو رفت و بر رفت روز نبرد ۔ بماہی نم خون و بر ماہ گرد
بروز نبرد آن یل ارجمند ۔ بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست ۔ یلان را سر و سینہ و پا و دست
ہزار و صد و شصت گرد و لیر ۔ بیک زخم شد کشتہ در جنگ شیر

اُسی گرمی جنگ مین یکایک نعرہ ہوا کہ صنم گلرنگ جادو اور پچاس ہزار ساحر سے یہ بہادر
اسباب ساحری لیے ہر ایک ساحر کال وڈاک ہمراہ گوگل ورال کے شعلے بلند آکر پہونچا اور ملکہ
ماہ و سوسن ایکطرف سے جنگ آزما ہین اُسوقت کہ جب بلوہ زیادہ تر ہوا سوسن نے کچھ
سحر پڑھکر ماہ دردرگوش کو بیہوش کیا اور اپنے تخت پر ڈالکر پرواز کی یہ تو اُسکو لیکر روانہ ہوگئی
وہان جو اسیون نے خبر پہونچائی ملک خورشید کو اندر قلعہ کے لڑائی ہو رہی ہی اور مہتر چالاک نے
ایک جمعدار بنکر در قلعہ کو کھولدیا اُسطرف سے فوج حملہ کرکے چلی اور یہان میدان کارزار مین گلرنگ
جو آیا تھا تیغ بلاکش سے دو ٹکڑے ہوا اور ایک ساحر عقاب زہر شیوہ ہی کر وہ اسی حوالی کا بسنے
والا ہی اسوقت اسطرف سے ہو کر گذرا ملکہ گلعذار کھڑی ہوئی لڑ رہی تھی یہ دیکھتے ہی مائل ہوا
کیونکہ اُسوقت گاتی اُسکے بندھی ہوئی دو برچھیان سینے پر تنی ہوئین مُنہ غصے سے لال دل مین
یار کا خیال نارنج ترنج اسطرح سے لگائے کہ جیسے معشوق گیند کھیلتے ہین یہ کافر عقاب اُسپر
مائل ہوا اور مخفی سحر سے اُسکو بیہوش کرکے اُٹھالے گیا بعد کچھ عرصے کے لشکر خورشید کا اُترا

اور مہتر چابک نے چراغ جمشیدی روشن کیا کہ جسکی روشنی نے پردہ دنیا اور پردہ چشم ساحران کے درمیان مین پردہ ڈالا یا اندھیرا چھا گیا آنکھون کو اپنی رونے لگے جان کھونے لگے اب تو عیاذا باللہ اوپر سے تیغۂ بلاکش کی مار چراغ کی روشنی مین دن دھاڑے اندھیر غضب کا سا سنا یہ کوکب ہی کی فوج تھی جو رکی بھی ورنہ اُسی وقت فنا ہو جاتی لیکن بیچارے رکی بھی تو کیا رکی تھوڑی ہی دیر مین کہرام تو رہ در راہ گریز ہوئے اور نمک حلال تیغ کے گھاٹ اور کھیت رہے انجم نے مرنا گوارا کیا لیکن پانوٗن میدان جنگاہ سے نہ ہٹایا اور آخر ضرب تیغۂ بلاکش کھائی کر جان بحق ہوا اہل قلعہ نے امان مانگی جہانگیر نے بعد قتل و غارت امان دی بہت مال داخل خزانہ سرکار ہوا دار الامارۃ مین خورشید آکر بیٹھا نذرین امرا و زرا کی گذرنے لگین منادی بافراسیاب کے نام کی ہوگئی لشکر ملک خورشید کا نہایت مسرور و خندان فروکش ہوا ایک سمت جہانگیر کے ملازم اور مہتر چابک اور سر ہنگ قیام پذیر ہوئے اب جب تسلط ہو چکا اپنی مطلوبہ کو نہ پایا پھر تو یہ حال ہوا کہ ابیات

بیابان کی جانب کھنچے دل بہت	کہ تھا شہر مین کام مشکل بہت
ارادے ہوئے یہ دلون ہی مین خون	لیا پھر نہ دونون نے صبر و سکون
صبا سے رہے اُسکا ہر دم پیام	کہ ای باد کہنا یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین	قرار و سکون دل تلک آتے نہین
شب و روز رہتا ہی یان اضطراب	کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر	نہ جور و ستم سے ہو تو بیداد کر
تن زار بے جان کیونکر جیے	جگر مین نہو خون تو کیا خون پیے

اِس حال مین یہ تو ہی لیکن عرضی اس فتح کی افراسیاب کو لکھی ہی اُدھر ساحران ہمراہیان گلرنگ و انجم بھاگ کر قلعہ کوکبیہ مین گئے اور دربار مین کوکب کو تخت پر بیٹھا دیکھکر بعد عادت ثنائے شاہی کل معرکہ معرض بیان مین لائے کوکب سب حالات سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور بہزاران پریشانی اُسنے خواجہ عمر کو لکھا کہ ای یار وفادار نوبت باینجا رسید کہ پردۂ تاریک فتح شد غرض کل حالات تحریر کیے خواجہ دربار مین مہرخ کے یہان تھے کہ نامہ کوکب پہونچا اور اُسمین یہ بھی مندرج تھا کہ

آپ میرے پاس تشریف لائیے خواجہ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اب انشاءاللہ جہانگیر کو مع اُسکے لشکر کے
مطیع کرکے آپ کی خدمت مین حاضر ہونگا پس آپ نے برق فرنگی کو اپنے ہمراہ لیا اور بالا دوی
کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر آکر داڑھی چہرے پر لگائی پان کھا کر پیک اُسپر بہائی کرنجیدہ
کرلی پگڑی سرپر باندھی کمر سے دوپٹا باندھا کرتا پہنا پانچون کا پاجامہ زیب بدن کیا اور ٹی کمر سے
لگائی اور برق نے گال اپنے سرخ سرخ پھولے ہوے بنائے تہری ٹوپی کا انگرکھا پہنا ہاتھ پاؤن
مین مہندی لگا انگوٹھیان سب اُنگلیون مین پہنین لمبا سا قد اپنا رکھا ایک طفل مہ پارہ و نوجوان
کی صورت بنکر ہمراہ ہوا اور خواجہ کسی مقام پر بیٹھ جاتے تو وہ اِسطرح کی غزل اور اشعار گاتے ابیات

ہم ہین اور سایہ ترے کوچون کی دیوارون کا	کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگارون کا
محتسب گرچہ دل آزار ہی میخوارون کا	دیجیے اِک جام تو ہی یار اجی یارون کا

اِسی طرح گاتے بجاتے یہ راہ مین چلے آتے تھے اُدھر عقاب گلعذار کو لیکر ایک درۂ کوہ مین آیا تھا
اور وہان اُسنے فرش وغیرہ آراستہ کرکے اُسکو بٹھانا چاہا اُسنے قصد کیا کہ مین بزور سحر نکلجاؤن
یہ سوچکر ایک نارنج جھولی سے نکالکر مارا کہ تمام وہ مقام اندھیرا ہوگیا عقاب نے مُنھ سے
پف جو کیا سب خس وخاشاک وہان کا شمع وفتیلہ کی طرح جلنے لگا پھر اُسنے قصد پرواز کیا
عقاب نے ایسا سحر کیا کہ بحس ہو گئے آخر فرش پر بیٹھی اب اُسنے منت شروع کی کہ ای حاصل
زندگانی مجکو اپنی غلامی مین قبول کر کیونکہ اب میرا حال یہ ہی بیت

چراغ داغ لیکر دل مین ڈھونڈھا	نشان پر صبر وطاقت کا نہ پایا

گلعذار اُسکو برا بھلا کہنے لگی اسی اثنا مین آواز گانے کی اُسکے کان مین آئی اُسطرف متوجہ ہوا
جب عمر کو اُسنے دیکھا منت بلا لایا کہ میری معشوقہ مجھسے راضی نہین ہوتی ہی تو چلکر ایسا گاکر وہ
راضی ہوجائے خواجہ وہان سے آئے اور گانا کیسا انھون نے کہا مین یوہین راضی کیے دیتا ہون
اور درہ کے اندر سے اُسکو باہر نکالدیا جب گلعذار اکیلی رہی اُسکو پڑیا داروے بیہوشی کی دی
کہا اسکو ملا کر اسکو بیہوش کرنا اُسنے قبول کیا اب خواجہ باہر درہ کے نکل آئے اور عقاب کو بھیجا اُسنے
اپنی معشوقہ کو خندان رو پایا پاس بیٹھا ازبسکہ وہ عیار نہین ہی جو اُسنے بدن مین ہاتھ لگانے دے
فورًا اُسنے جام بیہوشی آلودہ اُسکو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوا عمر نے آکر اُسکو قتل کر ڈالا پھر اُسکی زبانی

حال ملکہ ماہ دردر گوش کا سنا اور اسکو بھی بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور آگے کا راستہ پکڑا یہانتک کہ قریب قلعہ انجم حصار کے پہونچکر ایک بیابان سبزہ زار مین کہ سایہ اُسوقت ڈھلا تھا جانور زمزمہ سرائی کرتے تھے پانی تراوت دے رہا تھا وہان بیٹھکر خواجہ نے نَے کو بجایا اور بڑی جوش وخروش سے اس غزل کو گایا ابیات

ہونہ عاشق سوچکر اُس دشمن ایمان کا
دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہی شیطان کا

جھوٹ ہی جانون کلام اُس رہزن ایمان کا
پھن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

انکا گانا تو مشہور ومعروف ہی آشیانے اپنے تمام پرندے بھولے اور مسکن چوپایون سے چھوٹے شدہ شدہ خبر جہانگیر کو بھی ہوئی وہ معشوقہ کا جوگی عشق کا بروگی ہجر کے صدمہ مین پھنسا ہوا تھا اُسی وقت چوبدار بھیجکر طلب کیا خواجہ بڑے اعزاز سے گئے اور ادھر جہانگیر نے فرش وہ پُر تکلف بچھوایا کہ جو پائے خیال سے بھی میلا ہوتا تھا مسند کو دیکھکر کسریٰ وجم رشک کھاتا تھا کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کی لیے کباب کی سامان عشرت جملہ مہیا تھا کہ درویش صاحب آکر پہونچے اور خوب بھجن اُنھون نے گائے پھر اشعار مرادیہ کے گائے کہ ابیات

وہ کون ہی جو مجھپہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا

کیا قہر ہی وقفہ ہی ابھی آنے مین اُنکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

دل فقر کے دولت سے مرا ایسا غنی ہی
دنیا کے زرومال پہ مین تُف نہین کرتا

کچھ اور گمان گذرے نہ دل مین ترے کافر
یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

تمام محفل کو حالت وجد طاری ہوئی لیکن مہتر چالاک تیز رفتار خواجہ کو فیض جاری کرنے کا موقع نہین دیتا تھا آخر انھون نے بیہوشی ملا کر جام شہزادہ جہانگیر کو دیا اُسنے چاہا تھا کہ پیوین چالاک نے وہ جام لیکر پھینکدیا اور پینے نہ دیا اُسوقت تو خواجہ کہتے ہوئے کہ بھلا او ناشدنی جوانامرگ کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے یہ کہکر جست کرکے چلے چالاک بھی اسکے پیچھے چلا ایک طرف برق جست وخیز کرکے نکلا پھر انکو کون پاتا ہی یہ جادوجا اب جب یہ تنہائی مین آئے مشورہ پذیر ہوئے کہ کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے اسی فراق مین یہ قلعہ سے نکلکر ہرطرف پھرنے لگے ایک روز گذرا انکا ایک

باغ کی جانب ہوا کہ ہوا خوش جائے دلکش تھی نہال سرسبز و شاداب سبزہ سے یہ ظاہر کہ قطعہ صفحۂ گلشن پر تحریر ہوا اُسمین آب رواں کی لکیر بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان سور پھول کھلے سرخروئی باغ پر گواہی دیتے وہان دوسری بلبل بھی نالان تھی یعنے سوسن کے ساتھ ماہ دردر گوش یادشہزادہ جہانگیر مین قمری نمط کوکو کرتی اور کہتی ابیات

کون وقت اے وائے گذرا جی کو گھبرائے ہوئے	موت پڑتی ہے اجل کو یان تلک آتے ہوئے
آتش خورشید سے دیکھا نہین اُٹھتا دھوان	آکھڑے ہو بام پر تم بال سلجھاتے ہوئے
وہ نہ جاگے رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کی	بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے

خواجہ جو مع برق اُس باغ کے دروازے پر آئے سوسن نے اِنکو درویش کامل سمجھکر بڑی قدر و منزلت سے بٹھایا اُنھون نے اکسیر اپنے پاس سے بوٹی نکالکر بنائی پھر بھی ہوئی دوا تعریف کرکے سوسن اور ماہ کو کھلائی جب وہ بیہوش ہوئین دونون کو اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا اور پھر وہان سے آکر بیچ قلعہ مین ایک دوکان کرایہ کو لی پردہ ہائے زنبوری اُس دکان مین لگائے جو پردہ ہفت آسمان کو ہنستے تھے فرش تکلف سے آراستہ کیا پھر ہزارہا تصویر اُس مکان مین لگاکر رشک نگارخانۂ چین اُس مکان کو بنا دیا ابیات

کی آرائش جو وہ آئینہ خانہ	شبیہ سادہ رویان زمانہ
دکھایا نقش حیرانی نظر کو	مرقع کردیا دیوار و در کو
وہ ایوان آفت عقل و دل و دین	کرے سجدہ جسے بتخانۂ چین
ہے اِس اعجاز مین عیسیٰ بھی حیران	کہ تصویرون سے اُسمین پڑگئی جان

نازنینان شوخ و شنگ اُس دکان مین زنبیل سے نکالکر بٹھائین سرمایہ تجارت دل و جان تھین برق کو گماشتہ مقرر کیا اور آپ خواجہ سفید مو بنکر مسند بچھاکر تکیہ لگاکر بیٹھے لوگ جو اُسطرف آتے تھے اُن نازنینون پر جان اپنی وارتے تھے غلغلہ ہوا کہ ایک تاجر بردہ فروش خواجہ سفید مو نام یہان آئے ہین ملکہ گلعذار شوخ چشم کی بھی تصویر اُن تصویرون مین اُنھون نے لگائی تھی ایک روز اُس تصویر کو آکر مہتر چابک نے دیکھا یہ تو اسکی معشوقہ ہے اُسکو دیکھکر بیہوش ہوگیا آخر اپنے تئین سنبھالا اور برق سے کہا اپنے مالک کے پاس ہمین لے چلو ہم یہ کنیز مول لینگے

برق اسکو اندر لے گیا اُسنے دیکھا کہ ایک مرد پیر کہ جسکا سو برس کا سن ڈاڑھی سفید مسند پر بصد جاہ وجلال بیٹھا ہے اُسنے سلام کیا اُسنے پاس بٹھایا اور خاطر کی مزاج پرسی فرمائی پھر ذکر کنیزون کا درمیان مین آیا عمر چالاک پر خفا ہوا اور کہا صاحبزادے یہ تصویر جسے تم لینا چاہتے ہو یہ تصویر میری دختر کی ہے غلطی سے دکھادی گئی ہے چالاک آخر وہان سے اُٹھا اور روتا ہوا پاس جہانگیر کے آیا اور سب حال کہا کہ ایک سوداگر میری معشوقہ کی تصویر لایا ہے آپ دلوا دیجیے جہانگیر نے حکم دیا انجمن آرائی ہو کار پردازون نے فرش ومسند وغیرہ آراستہ کیا چوبدار سلطانی خواجہ سفید مو کے پاس بھیجا خواجہ سوار ہو کر وہان سے روانہ ہوئے اور بروقت چلنے کے اپنا خیمہ وغیرہ زنبیل مین رکھا اور جہانگیر کے پاس آئے اُسنے مقام صدر پر بٹھایا اور بزرگ سمجھکر تعظیم کی اور کہا آپکی بزرگی سے بعید نہین ہے جو اس کنیز کو دے ڈالیے خواجہ تیوری چڑھا کر اور آنکھین لال لال کرکے گھڑک کر بولے کہ ہم کہہ چکے کہ یہ ہماری دختر ہے جہانگیر نے کہا آپ خفا نہون یہ میرا بھائی ہے آخر آپ شادی اپنی صاحبزادی کی کہین کیجیے گا پھر یہ ہمپر احسان فرمائیے غرض بعد بہت تکرار کے قبول کیا جہانگیر نے ایک باغ کہ جو بہشت برین کا چشم وچراغ تھا خواجہ کی سکونت کے واسطے دیا اور بہت سا روپیہ خوانچہ نے لیا اور ایک گوشہ مین جہانگیر وچالاک کو بلایا اور ایک تیغہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا تم بھی کیا یاد کروگے اے شہزادے یہ تیغہ تمھارے واسطے ہے بس جونہین وہ تیغہ جہانگیر نے کھینچا بقعہ بیہوشی ایسا اُڑا کہ جہانگیر وچالاک دونون بیہوش ہوگئے عمر نے ان دونون کو اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا تیغہ بلاکش بھی اُسکے پاس تھا وہ بھی ہاتھ آیا اب یہ مقام تنہا مین تو تھے ہی وہان سے نکلکر چلے او صحرا مین آئے ایک آدمی کو کوکب کے طلب کرکے نامہ لکھا کہ آپکے مجرم اور اشیائے نادرہ جو موجود ہین اُسے منگوا لیجیے چونکہ یہ قلعہ انجم حصار کے حوالی ہے یہان ساحران تمامی اطراف مین رہتے ہین اور کوکب پاس جاسکتے ہین اُنھین مین سے ایک ساحر کو وہ نامہ دیا کہ اُسنے لے جاکر کوکب کو پہونچایا کوکب وہ نامہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور بیابان بری برہ کا مالک آفاق جادو تین لاکھ ساحر سے واسطے ملازمت کے حاضر ہوا تھا اُسنے بادشاہ کو متردد دیکھکر پوچھا کہ آپکو کس امر کا تردد ہے شہنشاہ نے فرمایا کہ طلسم کشا قید ہوا ہے مین چاہتا ہون کہ کوئی معتبر شخص جائے اور اُسکو لائے آفاق نے کہا مجکو اجازت ہو تو مین جاؤن بادشاہ نے اجازت دی

یہ وہان سے روانہ ہوا فوجون کا چلنا ہنگامہ شورش افزا طبل و بوق کا بجنا لشکر کا سیل فنا کی طرح روان ہونا کشتی ارض وغبرا کو ڈگمگاتا تھا بڑی عظم وشان سے یہ چلا اور اُسی صحرا مین کہ جہان عمر تھا آیا خواجہ سے ملاقات کی خواجہ نے جہانگیر و سوسن ودر درگوش اور چابک وغیرہ کو مع تیغہ بلاکش سپرد کیا اور آپ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا اور کہتا گیا کہ اے آفاق ذرا ہوشیاری سے قیدیون کو لے جانا اُسنے ہتکڑیان بیڑیان پہنا کر قلب لشکر مین اُنکو رکھا اور لیکر پھرا وہان خورشید بھی کچھ عرصہ مین حال خواجہ سفید مو کے آنے کا سنکر باغ مین آیا یہان کسی کو بھی نہ پایا معلوم ہوا کہ سوداگر جہانگیر و چابک کو لیکر غائب ہوگیا ہی سمجھا کہ کوکب نے کسی کو بھیجکر بلوایا ہی بس اُسنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت نفیر پھنکی بوق کو دم ملا جوانون نے کمرین باندھین بہادر لڑنے مرنے پر لیس ہوگئے طائران پرند پر سوار ہوکر ساحر چلے اور برسم یلغار راہ طی کرکے قریب لشکر آفاق پہونچے پھر تو صفین جنگین مبارز ایک دوسرے سے لپٹ پڑے چمک برق شمشیر کی ہوئی بارش باران تیر کی ہوئی باہم زد وکشت ہونے لگی خورشید نے ہزار در ہزار پتلے سحر کے پیدا کیے کہ جو آکر فوج کو قتل کرنے لگے آفاق نے صدہا سواران روئین تن بنائے خورشید نے پھر آتش اُنپر برسا کر پگھلا دیا آفاق نے ماران سیاہ کا مینھہ برسایا کہ اُنھون نے جسم مبارزان کو پانی کرکے بہایا تا دیر ایک دوسرے سے لپٹا رہا یہ نقشہ رہا

نظم

زمین شد ز نعل ستوران ستوہ	ہمی کوہ دریا شد و دشت دکوہ
زبس نعرہ و نالہ کرنا ئے	ہمی آسمان اندر آمد زجائے
ہمہ سنگ مرجان شد و خاک خون	بسے سروران را سر آمد نگون
بکشتند چندان ز ہر دو گروہ	کہ شد خاک دریا و ہامون چو کوہ
تو گفتی ہمی خون ببارد سپہر	پدر را نہ بد بر پسر جائے مہر

اُسی گرمی جنگ مین ایکطرف سے لشکر گران گروہ گروہ پیدا ہوا اور آگے آگے اثردہان پر ایک ساحر نابکار داراب ظلماتی نام ظاہر ہوکر لشکر کی پشت پر آکر گرا اور سر لشکر کی آگرا پھر لڑائی تازہ ہوگئی فوج آفاق کی پسپا ہونے لگی اُسوقت بقدرت کردگار عنقائے ابلق

سوار پیر بھائی کوکب کا آکر گرا اور سحر چلنے لگا کبھی اندھیرا ہوا کبھی اُجالا ہوا مار و عقرب برسنے
لگے آندھیان آنے لگین داراب نے سحر کیا کہ تاریکی ہو کر چادر سیاہ روئے ہوا سے پڑنے لگی
اور کاجل گرنے لگا ہزارون ساحر اندھا ہوا عنقا نے چاند بہت سے طالع کیے کہ جسکی روشنی نے
فروغ دیدہ ساحرون کو بخشا اور ایک ٹکڑا چاند کا ٹوٹ کر داراب ظلماتی کے سر پر گرا کہ وہ زندگی سے
بدر ہوا حضیض مرگ اُسکو حاصل تھا عنقا اب چڑھتا ہوا چلا اُدھر خورشید بھی دباؤ کھا کر پیچھے
ہٹا جب اُسنے دیکھا کہ یہان قدم نہ جمے گا یکہ و تنہا جانب افراسیاب روانہ ہوا اب آفاق کی فتح
ہوئی اور یہ آگے بڑھا کچھ دور چلا ہوگا کہ نوبت و نقارے روئے ہوا پر بجتے سُنائی دیئے اور
ساحر شیر سوار واژدر سوار نمودار ہوئے افسر انکا طیفور چہار چشم تھا تین لاکھ ساحرون
کی جمعیت سے آیا اور لشکر عنقا پر حملہ آور ہوا وہی ہنگامہ عظیم دوبارہ برپا ہوا ساحرون مین
سحر کی چوٹ چلنے لگی آخر مین گرمی جنگ مین عنقا سے مقابلہ طیفور سے ہوا اُسنے ایک نارنج
مارا اُسنے خالی دے کر ترنج لگایا برابر سے چوٹ چلنے لگی ایک مقام پر سحر کی تلوار طیفور نے
سر عنقا پر لگائی کہ اُسنے زخم کاری کھایا اب قید جہانگیر کے قبضہ طیفور مین یقین تھا کہ جائے
اُسوقت آفتاب فلک پر طالع ہوا اور صدا آئی کہ سنم کوکب شنشنیم طیفور نے جی داری کر کے
ایک ہار مرچون کا اُس آفتاب پر بھی لگایا لیکن پنجہ ایک تلوار لیکر پیدا ہوا اور اُسنے سر
طیفور جدا کیا فوجون کو شکست ملی آفاق کو کوکب نے بہت زخمی پایا مگر اُسکی فوج سمیت
اُسکو تیغہ بالکش دیگر جانب بیابان بری بر روانہ کیا اور ایک خیمہ ملازمان کوکب نے اُسی
بیابان مین استادہ کیا کہ بادشاہ مذکور تخت پر بہزاران جاہ و جلال آکر بیٹھا اور ایک
قفس آہنی طلب کر کے جہانگیر کو اُسمین بند کیا چابک بھی اُسی مین ہو پھر اُس قفس کو ایک
گنبد سحر بنا کر اُسمین لٹکا دیا اور در گنبد پر پہلی چوکی حارث شیر سوار جادو کی مقرر کی پھر اُسکے
بعد میخوار آتش خوار کو معین کیا اور گنبد کے آگے تالاب بھی آتش کا بنایا کہ جسمین کوئی آنہ سکے
لہو اُسکی دلون مین خیال سے آگ بھڑکاتی تھین اور لپٹین تا بفلک جاتی تھین غرض جب
انتظام قید بیان کر چکا اُسوقت ماہ دردو گوش کو سامنے بلایا اور بغضب تمام دو طمانچے لگائے
اور کہا او گیسو بریدہ لکاتہ شوخ دیدہ تیرے جیسے تو کتا بھی نہ جیسے کوئی ایسی حرکت کرتا ہی کہ جیسے

تو تنگ خاندان ہوئی پھر گلعذار کو بھی بہت کچھ بُرا بھلا کہا پھر زلف آرائے سُرخ چشم کے سپرد
ان دونون کو کیا کہ اُسنے اپنے باغ مین لے جاکر ان دونون کو قید کیا اس وابستہ زنجیر رنج والم
کو زلف سنبل دیکھکر سلسلہ پریشانی ہاتھ آیا بال بال اپنا گنہگار پایا جب خاطر مضطر گھبراتی
جان گھبرا کے لب پر آتی تو بیقراری سے یہ سناتے غزل

پابند جو دخان ہین پریشانیون مین ہم — یارب ہین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم
زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح — جوش جنون سے رہتے ہین زندانیون مین ہم
پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ — قرب حرم مین بھی ہین تو جولانیون مین ہم
دوزخ بھی جائے نعرہ ہل من مزید بھول — لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم
پلکو بیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید — پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم
تم بھی نہین جگر یہ رہے اسقدر رہی — سرگرم سوز عشق کے مہمانیون مین ہم
مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا — جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم
ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ — آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم
سینے کا چاک سینے کی فرصت کہان کہ از — مصروف زخم دل کی پریشانیون مین ہم
جاسکتے ضعف سے نہین کوچے مین اسکے ذوق — یہ جائین کاش گریے کے طغیانیون مین ہم

افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت خلوت پر بیٹھا تھا اور اس حال کی سوائے حیرت کے اور
کسی کو خبر نہین کہ جہانگیر نے قلعہ انجم حصار فتح کیا ہے غرضکہ ہلکارے دوان دوان خدمت شاہ جادوان
مین آکر حاضر ہوئے اور بادشاہ کو مجرا کیا بعد دعا و ثنائے شاہی کی خبر عرض کی کہ ملک خورشید
نہایت عالم پریشانی مین بدحواس و مضطر آکر حاضر ہوا ہے افراسیاب گھبرایا سردارون کو
استقبال کے لیے بھیجا خورشید روتا ہوا سامنے آیا اور تمام حال بیان کیا کہ اسطرح جہانگیر کو
عمر اگر پکڑ لے گیا راہ مین نے جاکر روکا تھا کئی سردار آکر پہونچے آخر کوکب کے ہاتھ سے مارے
گئے اور وہ خود آکر لے گیا راہ مین مین نے خبر پائی ہے کہ چالاک اور جہانگیر کو احتیاط سے
مقید کیا ہے یہ سنکر افراسیاب فرط غیظ و غضب سے آگ ہو گیا اور بہت بڑا صدمہ و ملال اُسکو
ہوا یہان تک کہ بغیظ و غضب تمام پر پرواز پیدا کرکے اُڑا ہر چند سبنے منع کیا نمانا اور وہان

آکر پہونچا کہ جہان وہ تالاب آتش کا بنا تھا دیکھا کہ ایک ایک موج اُسکی تا بفلک جاتی ہی کرۂ نار وہ مقام نظر آتا ہی دل پیر فلک کے جل جانے کا اندیشہ ہی پانی اُسکا مثل جوش طبع جوش کھاتا ہی سہارے عالم کا غصہ سمٹ کر اُسی جگہہ مجتمع ہوا ہی لہرین خنجر روان کی طرح چلتی ہین شرارے اُڑتے ہین یہ کیفیت دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ ابر سیاہ آکر تالاب پر چھایا اور پانی اُسمین سے موصلادھار برسنے لگا یہانتک کہ وہ آتش بالکل بجھ گئی اور جہان وہ تالاب تھا اُسی جگہہ سبزہ اُگ آیا آگے جو لشکر لیے ہوئے عنقائے ابلق سوار اُترا ہوا ہی اور اسی مقام پر کوکب نے گنبد سحر سے بنا کر جہانگیر و چابک کو اُسمین قید کیا ہی بس افراسیاب میخوار کو ساتھ لیکر آگے بڑھا دیکھا کہ لشکر لیے ہوئے چار لاکھ کا عنقائے ابلق سوار پڑا ہوا ہی کڑاہ و چڑھے ہین بستر پیادون کے لگے ہین سوارون کی لین پڑی ہین ہتیارون کی تینچیان بندھی ہین ہوم ہو رہا ہی ساحر کنوؤن پر نہا رہے ہین دھوتیان چھانٹ رہے ہین بازارین لشکر مین کھلی ہین کٹورا کھنکتا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی سقون کے کٹورون کی جھنکار ہی دلالون کی بول چال ہی افراسیاب جب وہان پہونچا بارگاہ فلک فرسا عنقا کے استادہ تھی سراچہ اُسکے اُٹھے ہوئے تھے عنقا مسند پر اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا اُسنے جو افراسیاب کو دیکھا نعرہ کیا کہ او افراسیاب کہان آتا ہی افراسیاب نے میخوار جادو کو سحر کر کے مسحور کر لیا ہی وہ اُسکے ساتھ ساتھ ہی بس عنقا نے کہا کہ او میخوار نمک حرام تو اِس نطفہ حرام افراسیاب کو ساتھ لیکر آیا ہی یہ نعرہ سنکر افراسیاب نے اشارہ کیا کہ مارلے میخوار اپنی فوج کو لیکر لشکر عنقا پر جا پڑا دونون فوجین آپسمین ملگئین سحر کی چوٹین چلنے لگین تر سول و پنسول کی چمک تا باوج فلک جاتی تھی نعرہ ہل من مبارز کی صدا آتی تھی دمبدم کرنا کو دم ملتا تھا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

ہراک سمت آندھی کا طوفان بپا ۔۔۔ گھرا ابر پانی برسنے لگا
ہوئے ناریل آکے سینون کے پار ۔۔۔ برستے تھے جادو کے ہر سمت مار
پیام اجل دے رہے تھے ترنج ۔۔۔ ہراک دلکو پیدا تھا اُن سب سے رنج
کہین بجھ گئین سپر کھانے لگے ۔۔۔ پیام قضا تیر لانے لگے
برسنے لگے شعلہ وان آگ کے ۔۔۔ بہت سحر کی آگ مین جلگئے

	کہین بھیرون ناچا کہین گلو ابیر	برستے کسی سمت آتش کے تیر	

جب عنقا نے دیکھا کہ خود افراسیاب ساحرون کو قتل کر رہا ہی اُسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر کوکب کو خبر دے اُسنے جاکر کوکب کو خبر کی کہ غضب ہوگیا افراسیاب آگیا ہی اور سیخوار کے ہاتھ سے سب کو قتل کرا رہا ہی یہ خبر سنکر کوکب غصہ مین چلا اور یہان پہونچکر دور ہی سے نعرہ زن ہوا کہ باش اوا افراسیاب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب نے جو نعرہ کوکب سُنا سیخوار پر تو اور زیادہ سحر کیا کہ وہ جھک کر لڑنے لگا اور افراسیاب زمین مین غرق ہوکر اندر گنبد کے پہونچا اور جاکر اُسنے پنجرا جہانگیر کا چھت مین سے اُتارا اور لیکر روانہ ہوا یہان کوکب نے جا کر دیکھا تو میری فوج آپسمین لڑ رہی ہی اور ہزار ہا ساحر آپسمین کشتہ ہوکر پڑا ہی اور افراسیاب نہین ہی سمجھا کہ میری آمد دیکھکر چلا گیا اب اُسنے سب فوج پر سے سحر اُتارنا شروع کیا مگر اُسوقت سحاب جادو کہ نہایت زبردست ساحرہ ہی وہ کوکب کے ہمراہ تھی کوکب نے کہا ای سحاب دیکھ تو کہ افراسیاب کدھر گیا مین اِن سب پر سے سحر اُتارتا ہون ملکہ سحاب پچاس ہزار ساحر لیکر بڑھی راہ مین اُسنے نگہبانان گنبد کو دیکھا اور اُنھون نے کہا کہ افراسیاب پنجرا لے گیا اور وہ سامنے جاتا ہی بس سحاب بڑے زور شور سے نعرہ کرکے افراسیاب پر جا پڑی یکبار کی ملکہ ایسا سحر کیا کہ شاہ جادوان گھبرا گیا پسینا آگیا اور پنجرا زمین پر اُسنے رکھدیا اُسوقت سحاب نے سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا اور جہانگیر و چابک ہمیز سے نکلے ملکہ سحاب نے چاہا کہ دونون کو اُٹھالے چابک تو عیار ہی یہ تو جست کرکے مجمع مین کہین چھپ رہا مگر افراسیاب نے بہ تعجیل تمام رد سحر کیا اور جہانگیر کو اُٹھا کر پھر پنجرے مین بند کرلیا اور چابک کو بنایا اب ایسا سحر کیا کہ سحاب کے لشکر پر تاریکی چھاگئی اور افراسیاب پنجرا لے گیا یہان کوکب سحر سب کا اُتار رہا تھا کہ چند ساحر آئے اور کہا کہ افراسیاب پنجرا لے گیا اور وہ جاتا ہی بس کوکب نے غصہ مین ارادہ کیا کہ افراسیاب کی طرف جاے اُسوقت گود مین ایک کاغذ اُڑتا ہوا آگرا اُسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ منم برہمن روئین تن ای کوکب خبردار تعقب افراسیاب نہ کرنا اُسکو جانے دو اور تم میرے پاس آؤ کوکب سب کو علیٰحدہ کرکے جانب برہمن چلا مگر افراسیاب پنجرہ لیے ہوئے جہانگیر کا بارگاہ مین حیرت کی آیا پنجرے سے جہانگیر کو نکالا اور

کہا ای صاحبقران من کیسا مزاج ہی اُسنے کچھ جواب نہ دیا جب تو افراسیاب گھبرایا حیرت
نے کہا سحر مین ہی افراسیاب لگا سحر کرنے اُسوقت جہانگیر نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر
اُٹھا افراسیاب نے ہاتھ دوڑ کر پکڑا وہ پانی ہوکر بہ گیا افراسیاب بڑا شرمندہ ہوا کہ یہ کیا غضب
ہوگیا خورشید تاج بخش رونے لگا کہ ای شہنشاہ میرا فرزند کیا ہوگیا افراسیاب نے طائران
سحر کو حکم دیا کہ جلد جاکر خبر لاؤ کہ جہانگیر کہان ہی وہان سے طائر گئے مگر پتا نہ پایا پھر آئے یہان تو
افراسیاب متردد ہی مگر کوکب پاس برہمن کے پہونچا کہ یہ اُسکا پیر بھائی ہی مگر بڑا زبردست
ساحر ہی برہمن نے شاہ کی تعظیم کی اور بٹھایا اور کہا ای بادشاہ آج ہمکو بڑی تکلیف ہوئی کہ ہم
خود گئے اور جہانگیر کو لے آئے اور افراسیاب ہمارے سحر کا پتہ لے گیا بہت ہی شرمندہ ہوا ہوگا
یہ کہکر دست چپ کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا کہ جہانگیر زنجیر سحر مین بندھا ہوا ہی برہمن
نے کہا یہ جہانگیر موجود ہی مگر عیار اسکا نکلگیا وہ بہت چالاک تھا اس سبب سے نکلگیا کوکب
نے اُسی وقت جہانگیر کو قفس مین بند کیا اور برہمن سے صلاح کی کہ اسکو کہان رکھون جہان رکھونگا
افراسیاب ضرور آکر لے جائیگا برہمن نے کہا اسکو قیصر جادو کے پاس بھیجدیجیے کہ ملک
کوہستان مین ہی وہان قید مین رہے گا اور کوئی وہان جا نہ سکے گا اُسوقت کوکب نے نہال جادو کو
بلاکر حکم دیا کہ اسکو قیصریہ مین پاس قیصر کے پہونچا دے نہال جہانگیر کو لیکر روانہ ہوا مگر طائران
سحر نے جاکر افراسیاب کو خبر دی کہ جہانگیر کو قیصریہ مین بھیجا ہی افراسیاب نے بڑا افسوس کیا
اور کہا کہ بڑا غضب ہوا مگر وہان راہ مین ہمارا ایک دوست ہی محیل چرخ زن مین اُسکو نامہ
لکھتا ہون اُسی وقت افراسیاب نے محیل کو نامہ لکھا کہ تیرے شہر کی طرف سے نہال جادو مع
دس ہزار سوار کے جاتا ہی اور جہانگیر کی قید اُسکے ساتھ ہی اُس سے تو جہانگیر کو چھین لے اور ہمارے
پاس بھیجدے محیل کے پاس نامہ افراسیاب کا پہنچا وہ فوج لیکر سر راہ آکر ٹھہرا کہ نہال قید لیے ہوے
اُسطرف پہونچا محیل نے پیشہ سحر پکڑ کر جا پڑا اب آپسمین سحر کی مار ہونے لگی لیکن محیل نے ایسا سحر کیا کہ
قفس جہانگیر کا ٹوٹ گیا اور جہانگیر اُسی ہنگامہ مین قفس سے نکلکر ایک درہ کوہ مین جاکر چھپ رہا
یہان ساحر آپسمین لڑے ایک نے دوسرے کا بھیجا کھایا تر سول و نیسول کی ہاتھی کلوا بھیر دن
کی پکار ہی آخر مین محیل نے ایسا سحر کیا کہ نہال جادو بیہوش ہوکر گرا اور اُسکے ساحر بھی

بیہوش ہوگئے دم بھر مین دس ہزار فوج کا بیہوش ہونا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمیون کا فرش
بچھا ہی دنیا خوابگاہ مردمان ہی محیل نے سب کو قتل کرنا شروع کیا اتفاقاً اُدھر سے قیصر کی سواری
نکلی اُسنے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی دریافت ہوا کہ ملازمان کوکب قتل ہوتے ہین بس اُسنے ہیبت
سے نعرہ کیا اور یہ بھی فوج محیل پر گرا او محیل کو اُسنے قتل کیا اور تمام فوج کو اُسکی پامال کیا اور
نہال کو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا شکریہ اُسکا اِسنے ادا کیا اور سب حال اپنا قید
جہانگیر کے لانے کا بیان کیا اور کہا وہ قفس ٹوٹ گیا اور وہ چھوٹ گیا نہین معلوم کہان گیا قیصر نے
کہا یہ ممالک کوہستان کے ہین یہان سے نکلجانا مشکل ہی وہ بدون آب ودانہ تڑپ تڑپ کے
مرجائے گا اِس سرحد سے نکل نہین سکتا تم کوکب کو مطمئن کردینا نہال یہان سے خدمت کوکب
مین آیا اور اُس سے سب حال اُسنے بیان کیا کوکب نے کہا بیشک اُسکا زندہ رہنا بہت
دشوار ہی یہان تو اطمینان ہوا مگر جہانگیر کا حال سنیے کہ یہ جو درہ کوہ مین گئے تھے تو دو دن تک
بخوف ساحران بے آب ودانہ اُسمین رہے تیسرے دن شدت مین بھوک کی نکلے اور بیقرار
تھے غرض دو مہینہ تک صحرا کے پھل اور پتیان کھائین اور وہان پھرا کیے ہر صبح کو والی ہوتے تھے
نہ دلیا ہوتا تھا عقیلہ یہ کہ دل وجگر کا قلیہ ہوتا تھا فاقہ دسترخوان بچھاتا تھا کلیجہ لب پر آتا تھا
ہر طرف آوارہ پھرتے تھے اور مصیبتین اُٹھاتے تھے ایک دن ایک صحرا ملا کہ سوائے ریگستان
اور وہان کچھ نہ تھا اور منزلون تک آبادی کیسی بوئے عمرانات مشام جان مین فائز نہوتی تھی
اُس صحرا مین بہت سختی انھون نے اُٹھائی اور پھل کھا کر بسر کی آخر بعد دو مہینے کے پھرتے پھرتے
سب لباس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا صرف ایک جوڑا اِنکے پاس رہ گیا جہانگیر نے اُسکو پھاڑکر ایک
تہمد اور ایک کفنی بناکر پہنی اور مثل فقیر ونکے پھرتے پھرتے شہر قیصریہ مین پہونچا کہ جہانکا بادشاہ
قیصر جادو ہی اور وہی یہ قیصر جادو ہی کہ جسکے پاس قید اِنکی کوکب نے بھیجی تھی غرض بعد
کئی مہینے کے اِنھون نے آبادی دیکھی اور انسان کی صورت اِنکو نظر آئی جابجا دکانون پر
شیرینی اور کھانا رکھا دیکھا دل تو بے قرار ہوگیا مگر سوال سے لب آشنا نہ کیے اِسی طرح بھوکے
پیاسے پھرتے رہے اور شہر کی آبادی کی یہ صورت دیکھی کہ عمارتین سربلند گچ وپختہ نہایت رفیع
وصفا تعمیر تھین سراسر پری کی تصویر تھین کرسی ہر دکان کی کمر کے برابر تھی نیچے دکانون کے

نالیان پختہ نہرون کی طرح بنی تھین درخت مولسری کے سایہ دار لگے پنجرے اُنھین جانوران خوش
اِلحان کے ٹنگے ہر طرف لُھما لُھم تھی کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاری ہوتی تھی رعیت دلشاد تھی
بند غم سے آزاد تھی یہ عالم تھا کہ **ابیات**

پریزادون سے تھا آباد گلزار	عجب آراستہ چوپڑ کا بازار
سبنے تھے بے نظیر اُسمین مکانات	مزین شہر مین عالی عمارات
رفیع ایسے کہ قصر آسمان گرد	وسیع ایسے کہ گلزار جنان گرد
بنا باغ ارم تھا وہ زمین پر	غرض تھا مسکن حوران وہان پر

جہانگیر باتوقیر اُس شہر کے سیر کرتا پھرتا تھا اُس شہر کے کنارے ایک درویش باخدا بھی رہتا تھا
کہ نام اُسکا درویش بوریانشین تھا اور یہ اُسکی کیفیت تھی **ابیات**

وہان دیکھا کہ ہے اک صاحب دل	کہ جس سے بات بھی کرنا ہے مشکل
زبان ساکت ہے لب محو خموشی	خدا کی یاد مین ہے گرم جوشی

سیلی تاگے ٹھنکے منکے سے آراستہ لباس درویشی سے مزین دلمین یاد معبود قول الست
بربکم یاد پاک باطن وخوش نہاد تھا اور اس مقام پر کچھ چیلے اور بالکے کچھ مرید حال قال کے رہتے
ایک گنبد بنا تھا تلسی کا پیڑ ہرا بھرا لگا تھا مزار کسی بزرگ کا تھا اُسپر سبز چادر اُڑھائی
مسہری پھولون کی بنائی تھی وہ درویش ہمیشہ اپنے استاد کا چھاندا کیا کرتا تھا فقیرون کا مجمع
ہوتا تھا آجکل بھی وہی مجمع تھا سب موجود تھے نعرہ یاحق کی صدائین بلند تھین کہین لنبی
ٹوپی والے آزاد تھے کہین نانک شاہی تھے کہین گسائین تھے ہر طرف سے صدائین یا حق
یا داتا یا مرشد کی آتی تھین دل بہلاتی تھین کوئی کہتا تھا شعر

اُتر کے کاسہ مے عرش سے ہوا موجود	فقیر مست نے جسدم کہا کہ یا موجود

کسی کی زبان پر تھا کہ **بیت**

جہان گیا مرا حصہ مجھے وہان پہونچا	لگا کے خوان کرم سر یہ آسمان پہونچا

چوکیان قوالون کی آئی تھین حقانی گانا ہو رہا تھا عجب کیفیت اور سماں تھا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

کہین فریاد یا ہو سے جگر چاک	کوئی افتادہ محو بوسہ خاک

کسی جا ضرب الا اللہ و لیکن — لقا ظاہر ریز ابر دیدہ تر
کسی کی قلب کی جانب نگاہین — لطیفے سب روان شفاف راہین
کوئی تعظیم بیتابی سے اُستاد — سیان حلقہ دار خویش بہزاد
کہین ذکر جلی سے آشنائی — کسی کو چہرے سے حاصل صفائی
کوئی مخفی کے رازون سے خبردار — کوئی القائے اُستادی سے سرشار
کوئی مصروف دید باطنی مین — کہین شیطان فکر دشمنی مین
غرض تا نصف شب سامان یہی تھا — یہی دیکھا کرین ارمان یہی تھا

شہزادہ جہانگیر بھی اُن فقیرون کے جلسہ مین آیا کہ یہ بھی فقیر بنا ہوا تھا وہان روٹیان اور چنے کی دال بٹتی تھی وہ اِسکو بھی ملی اُسنے کھائی مدت کے بعد کھانا میسر ہوا کھاکر بیہوش ہو گیا پھر سنبھلکر بیٹھا اِس عرصہ مین ہٹو بچو کی صدا سُنائی دی اور سواری بڑے دھوم سے قیصر کی آئی فقیر کو آکر اُسنے تسلیم کی اور آکر برابر بوریے پر بیٹھا یہ فقیر ہر طرف پھرتا رہتا تھا اور اِسکا معمول ہی کہ جس شہر مین جاتا ہی فقیرون کو جمع کرکے چھاندا کرتا ہی یہان بھی ایسا ہی کیا ہی غرض جہانگیر فقیر سے بہت جھک کے ملا ہی جابجا میدان مین خیمے استادہ ہین گانا ہو رہا ہی عجیب جلسہ ہی غرض اب جو بادشاہ آکر بیٹھا اور فقیر کے پاس بیٹھا درویش نے کہا کہ اے قیصر ہم تو کئی سال کے بعد تمھارے یہان آئے مگر ہمنے تمکو ابکی بہت پریشان پایا کچھ بیان تو کرو کہ تمکو کیا رنج ہی قیصر نے کہا کہ آپ پر سب روشن ہی بیان کی ضرورت ہی درویش نے کہا کہ اے قیصر تو ملکہ گوہر جادو دختر آفاق جادو پر عاشق ہی کہ وہ بادشاہ بیابان برق برہ ہی اور اُسی کے غم مین تیرا یہ حال ہوا ہی یہ سنتے ہی قیصر قدمون پر فقیر کے گر پڑا اور کہا اے مرشد کامل حقیقت مین یون ہی ہی اور عجب طرح کی مشکل ہی کہ وہان تک نامہ پہونچ سکتا ہی نہ کوئی پیام زبانی کی راہ ہی کسی طرح وصل اُس سہ پارہ آفت جان کا ممکن نہین اے مرشد مین نے کوکب کو بھی لکھا تھا مگر اُنھون نے کچھ توجہ میرے حال پر نہ فرمائی بلکہ جواب نامہ سے بھی سرفراز نہ فرمایا اب مین آپ کے دامن کو نچھوڑونگا درویش نے کہا کہ اے قیصر اب جلد عاشق تیرا آئیگا اور اِسی محفل مین ہی وہ یہ کہ اپنے زمانے کا صاحبقران بشکل فقرا یہان موجود ہی اور اِس جلسہ مین شریک ہی مجھسے ملا تھا اور اُسکو بیابان برق برہ کے جانے کی خواہش ہی اور ضرور ہی جانے گا کام

وہان پہونچےگا پس اُسی کے باعث سے یہ مطلب بھی حاصل ہوگا اور نہایت درویش نے تعریفین
جہانگیر کی کین کہ قیصر جادو مشتاق ہوا اور کہا کہ اُنکو بُلائیے درویش نے آواز دی کہ ای صاحبقران
ہم سب آپکے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے اُسوقت دیکھا کہ ایک گوشہ سے ایک جوان
رعنا شققص گردن بلند بالا قوی تن قوی سن فقیر وضع نہایت وضیع وجیہہ وشکیل لیکن نحیف وضعیف
مگر اُسپر بھی چہرہ تابناک مثل خورشید تابان روشن رعب ودبدبہ دیکھکر درویش وقیصر کھڑے ہوگئے
اور اُسی وقت حکم ہوا کہ لباس فاخرہ لاکر پہناؤ فوراً خلعت آکر حاضر ہوا شہزادہ نے پہنا اور محفل
مین آکر مقام صدر پر بیٹھا اور درویش نے نہایت اوصاف اُنکے سامنے قیصر کے بیان کیے
اور بہت تعظیم وتکریم بجالایا اب جام شراب گردش مین آیا اور قیصر نے رو روکر اپنے عشق کا حال.
سامنے جہانگیر کے اسطرح پر بیان کیا کہ شہزادہ جہانگیر یاد کرکے ماہ دردگوش کو خوب رویا مگر
درویش نے تسکین دی کہ ای شہزادہ آپ اسقدر نہ گھبرائیے سب مطلب آپ کے پورے ہوگئے
اور بچہارا آپ کے اور قیصر کے جسطرح بنےگا ضرور بالضرور آپ کو بیابان برہی برہ تک پہونچاؤنگا
غرض دودن تو جہانگیر کی دعوت کی اور تیسرے دن جہانگیر تیاری سفر مین مصروف ہوا کہ
شتاب مجکو وہان پہونچاسئے ہرچند قیصر نے کہا کہ مجکو آپ پر افسوس آتا ہی آپ عمر اپنی یہین بسر کیجیے
جہانگیر نے کہا کہ مجکو جان ہی دینا منظور ہی مین جاؤنگا ضرور اور اسی حیلہ سے جان دونگا ہرچند
قیصر نے کہا مگر جہانگیر نے نمانا آخر درویش نے شہزادہ کو مسلح کرکے اپنے ہمراہ لیا وہ جلسہ برخاست
ہوا اور درویش مع شہزادہ روانہ ہوا اور ایک دس کوس راستہ طی کیا ہوگا کہ جہانگیر نے
دیکھا کہ گنبد بنا ہی اُسکے اندر جہانگیر کو درویش لایا یہان دیکھا تو اندرون گنبد دیوار درون پر
تصویرین شاہان جہان کی نصب ہین اور آئینہ لگے ہین سقف گنبد مین گھنٹے ٹنگے ہین جب
یہ دونون اندر گنبد کے آئے وہ گھنٹے ازخود بجے صدا یا سامری یا سامری کی آنے لگی مگر درویش
نے ایک نقش لکھکر دیوار گنبد پر لگایا کہ دیوار شق ہوئی اور ایک صحرا دکھائی دیا درویش نے
کہا کہ ای شہزادہ یہ سامنے جو صحرا دکھائی دیتا ہی یہی راستہ بیابان برہی برہ کا ہی اب آپ تشریف لے
جائیے خدا تعالی منزل مقصد پر پہونچائےگا اور فقیر بھی وقت پر آجائیگا شہزادہ یہ سنکر درویش سے
رخصت ہوا اور آگے بڑھا وہ بیابان ہول خیز ووحشت انگیز ملا کہ جی چھوٹ گیا صحرا مین دھوپ

نہ تھی تھی کٹھپوری کی آواز سناٹا چار سمت ہوا کا سائین سائین چلنا درخت جھلسے ہوئے پتے سوکھے کھڑکھڑاتی دل کو وحشت دلاتی جناب خضر بھی اُس دشت مین بیتاب نظر آتے وحشت کی دھوم حسرتون کا شہزادہ کے دل پر ہجوم تھا پانوٗن مین چھالے تھے لب پر آہ و نالے تھے پہاڑ دن کے پتھر تپ رہے تھے اُنسے شرارے نکلتے تھے چشمے جوش کھا کر اُبلتے تھے درختون کے دنڈ سوکھے نظر آتے تھے غول بیابان آگ سا گلتے تھے ڈراتے تھے شہزادہ یاد دلدار کرتا تھا اور بصد بیتابی یہ غزل زبان پر لاتا تھا کہ غزل

کہانتک اشتیاق یار جانی	خدارا ای فلک کچھ مہربانی
وہ سمجھے ہین کچھ اپنے شکوہ چند	سنین کس طرح عاشق کی کہانی
ابھی ناصح توقف کر کہ اپنا	اُنگلون پر ہی جوش نوجوانی
بڑھین پھر کچھ تمنائین اجل کی	گھٹا طول امید زندگانی
نکادم پھر ابھی پہلو سے للٰلہ	کہ آخر ہو چکی اپنی کہانی
جو ہو منظور رحم آسنے نہ پائے	سُنو قصہ مرا اُنکی زبانی
نسیم آغاز پیری مین بھی مستی	نہین جاتا خیال نوجوانی

ایسی صعوبت اُس صحرائے آتشناک مین شہزادہ نے اُٹھائی کہ گھوڑا بھی سقط ہو گیا اب سفر پیادہ پائی نصیب ہوا گھوڑے اُس وحشت کے مارے کے لیے پیسا دل اور چوبدار تھے نقیب آہ کے للکارتے تھے چاؤش نالہ صدائے دور باش سناتا تھا آبلہ سینہ کا بصورت نقارہ ہوا تھا جب دل بیتاب ستاتا تھا تو گھبرا کر یہ لب پر لاتا تھا نظم

مرا یہ حال کہدینا کسی سے	کہ کو قربان تھا وہ اپنے جی سے
مگر دو کا اُسے بخت زبون نے	کیا بیہوش سودائی فزون نے
نہین دور فلک کو دید منظور	رہین ہم تمسے تم ہمسے رہو دور

غرض اسی طرح رہروی کر کے بصد مشقت و صعوبت اُس صحرا کو طی کیا اور ایک جنگل مین گذر ہوا دہان دیکھا تو بہت سے دیو اور دیونیون کو جمع پایا اور دولھا ہوا اسیسے کے پھولون کا سہرا باندھے ایک دیو کو بیٹھے پایا شہزادہ ایک درخت پر چڑھ گیا کہ یہان سے تماشا اُنکی شادی کا

دیکھون لیکن وہان صورت یہ ہے کہ دیو نعمان اپنے بیٹے کی برات لیکر سکان پر دیو سرہنگ کے
آیا ہے جب برات رخصت ہوئی تو سرہنگ نے کہا کہ آپنے وعدہ کیا تھا کہ بروقت رخصت
عروس ایک آدم زاد کا گوشت کھلا مینگے جب تک یہ نہوگا یہ عروس رخصت نہوگی نعمان
یہ کلام سنکر تلاش مین آدمی کی نکلا اتفاق سے درخت پر نگاہ پڑی جہانگیر کو بیٹھے ہوئے دیکھا
نہایت خوش ہوا اور درخت کو کولی مین داب کر اکھیڑا جہانگیر اُسپر سے کود پڑا اور تیغہ پکڑ کر
ہزارون دیو نژاد قتل کیے دیوون نے جو یہ آفت دیکھی بھاگے کیونکہ یہ اسکا فرزند ہے کہ جسکے
بیٹے دیو بند و دیو کش ہین اور امیر حمزہ نے دیو سمندون ہزار دست کو مارا ہے ذکر اسکا
تو شیرزادان نامہ دفتر اوّل مین ہے غرضکہ شمشیر خاراشگاف جہانگیر سے تھوڑی دیر مین مطلع
صاف تھا یہ صف شکن قتل دیوان کرکے آگے کو روانہ ہوا پھر وہی بلبلانا وہی جنگل کی خاک
اڑانا تھا اور غم یار مین بیقرار ہو کر یہ زبان پر لاتا تھا کہ غزل

فرقت عاشق و معشوق غضب ہوتی ہے — سحر عید غم و رنج کی شب ہوتی ہے
سامنے آنکھون کے بجلی سی چمک جاتی ہے — یاد تیرے رخ پرنور کی جب ہوتی ہے
غم فرقت سے تیری روتا ہون مین اکثر — دیکھون کس روز گھڑی وصل کی اب ہوتی ہے
لب شیرین سے تیرے ہے جو حلاوت پائی — ایسی لذت نہین نابین رطب ہوتی ہے
تمسے جس وقت بچھڑنے کا خیال آتا ہے — کیا بتاؤن مجھے تشویش عجب ہوتی ہے
دن جدائی کے تو کٹتے نہین آ و جانی — اب ملاقات کی شب دیکھیے کب ہوتی ہے
چین دم بھر ہی نہین چاہ کو اب تیری غنیم — میری قسمت بھی رسا دیکھیے کب ہوتی ہے

اسی طرح بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیماے دشت گردی کرتا ہوا شہزادہ دل از کف دادہ
خاک چھانتا ایک شہر کے قریب پہونچا جب اندر اُس شہر کے قدم رکھا تماشا فلک کی سنگدلی کا
نظر آیا یعنی ہر ایک انسان ساکنان شہر کو پتھر کا پایا شہر خوب جنس ہر ایک دلکو مطلوب دُکانین
رنگین عمارتین عمدہ و مرتفع بنین مگر آدمی سب پتھر کے غضب خدا کا وہان گویا آیا ہوا ہے کہ سب نے
قالب انسانی پاکر جامہ پتھر کا پہنا ہے شہزادہ کمال خوفناک ہوا اور اپنے مذہب و ملت کے موافق
دعا وغیرہ پڑھنے لگا اور بہت ششدر و حیران تھا نہایت پریشان تھا ہر وقت دل بھاگ

جانے کو چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کوچون مین وہان کے قدم اُٹھاتا تھا کوئی ساتھ نہ سنگ
تھا سنگ راہ سے بھی خوف کھاتا تھا اسی فکر و تردد مین ایک گلی مین جب قدم رکھا ایک میمون
اُسطرف سے آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا مثل انسان گویا ہوا کہ ای جوان اجل گرفتہ تو کون ہی
جو اس شہر نحوست اثر مین آیا ہی جلد یہان سے جا ورنہ مثل الخفین کے تو بھی بلا مین گرفتار
ہوگا جہانگیر کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہی شہر تو تجانہ آذری معلوم دیتا ہی
انسان مثل تصاویر سنگین ہین اُسپر یہ طرّہ ہی کہ بندر بولتا ہی واقعی اس شہر پر غضب خدا کا
آیا ہی غرض اسنے اُس بندر سے کہا کہ ای میمون واسطہ اپنے دین و مذہب کا بیان تو کر کہ یہ
کون لوگ ہین اور تو کون ہی جب یہ اُس بندر نے سنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہانگیر
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہی جو بندی ماتھے پر لگائے ہی ٹیکا سیندور کا دیے ہی عضو چندن
کے بدن مین لگے ہین مگر سحر سے صورت اپنی خوب بنائی ہی یا نہین معلوم کہ اصل ہی مین ایسی
صورت ہی کہ زلف چلیپا اُسکی تا بہ قدم پہونچی ہوئی صاف ناگن سیہ معلوم ہوتی ہی جو انسان کا
دل ڈستی مانگ مین اُسکی سیندور بھرا ہی جو دل عشاق کو مانگ رہا ہی پیشانی تابناک ہی ابرو
کشیدہ مثل خنجر بران ہی سحر ساز فسونگر چشم فتان ہی رخسار گل گلزار جنان ہی یہ اُسکا نقشہ ہی کہ

نظم

کہون کیا حسن روز افزون کے اوصاف	بغور اسکو جو دیکھے چشم انصاف
کہے دل مین یہی حور جنان ہی	پری اسکے مقابل مین کہان ہی
نہایت نازنین وہ سہ لقا ہی	بلا آفت قیامت ہی ادا ہی

اُس ساحرہ نے ایک دکان مین لاکر فرش بچھایا اور کہا ای جوان بیٹھ تو مین تجھ سے سب
احوال بیان کرون جب جہانگیر بیٹھا تو اُسنے کہا میرا نام میمون جادو ہی اور یہ بادشاہ جو
دار الامارۃ مین ہی مسرور جادو اُسکا نام یہان کا بادشاہ ہی اُسپر مین عاشق ہوئی اور سوال
وصل مین نے اُس سے کیا اُسنے جب وصل قبول نہ کیا تو مین نے اُسکو مع اُسکے ملازمون کے
پتھر کا بنا دیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن اگر تو میرا وصل قبول کرے تو مین تجکو یہانکا
بادشاہ کرون جہانگیر نے کہا کہ مین برسر سفر ہون جب پھر کر آؤنگا تو تجکو قبول کرونگا یہ سنکر
اُس ساحرہ نے اُس دُکان کی کوٹھری کھولکر انکو بزور سحر قید کیا یہ وہان مجبور رونا چاہا

بیٹھے اور انکو نیند آگئی اُس عالم بیہوشی مین انھون نے خواب مین دیکھا کہ وہ ہی درویش بوریا نشین آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اے شہزادہ تم اِس ساحرہ سے آشتی کرو اور اسکے گلے مین ایک تختی ہو وہ کسی طرح اس سے لو یہ اُس تختی سے ماری جاویگی شہزادہ کی جب یہ خواب دیکھکر آنکھ کھُلی بیکاری اُسنے آہ کی اور کہا بیت

یار اغیار ہوگئے اللہ	کیا زمانے کا انقلاب ہوا

ہمتو اس ساحرہ کی محبت کو آزماتے تھے ورنہ کون ایسا ہوگا جو ایسی حسین کو قبول نہ کریگا ساحرہ باہر دروازہ پر بیٹھی تھی کیونکہ اُسکے دل کو بھی لگی ہوئی تھی جب انھون نے یہ کہا اُسنے کوٹھری کو کھولا اور انکو لکالا سحر اینر سے اُتارا انھون نے بغور جو دیکھا تو واقعی ایک تختی کو اُسکے گلے مین پڑے دیکھا بس اُسکی گردن مین ہاتھ ڈال دیے اور کہا اے جان جہان یہ تختی کیسی تمھاری گردن مین پڑی ہو اُسنے کہا ہان ہان اِس تختی کو ہاتھ نہ لگا انھون نے ناک بھون چڑھائی اور کہا وائے قسمت کس ظالم پر اپنی طبیعت آئی کہ جو ایک ذراسی تختی کے چھونے پر خفا ہوتی ہو یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لایا ساحرہ کا دل تو آیا ہوا تھا رونا اِسکا دیکھ نہ سکی اور دوسرے سمجھی کہ یہ اِس تختی کی تاثیر کیا جانے لیکر دیکھے گا پھر دے دیگا معشوق ہو ہٹ کرتا ہو اسکی ضد کو پورا کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا کہ اے جانی وائے مایۂ عمر و زندگانی قربان کی تھی یہ تختی تم ناراض نہو لو یہ تختی لو یہ بھلا تمھارے کس کام کی ہو لو اچھا دیکھو یہ کہکر وہ لوح گلے سے اُتار کر انکو دی جب انھون نے وہ تختی پائی فوراً اُسکے جسم مین لگائی وہ ساحرہ بیہوش ہوئی انھون نے گردن اُسکی کاٹ ڈالی شور دار و گیر برپا ہوا آندھی آئی تاریکی چھائی پھر صدا آئی کہ افسوس مارا مجھکو کہ نام میرا میمون جادو تھا کل تین سو برس کا سن رکھتی تھی مگر ہنوز باغ جوانی سے کوئی گل مراد مین نے نہ چنا تھا غرض بعد اِس آفت کے جو دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر سیاہ فام کی لاش کو پڑے ہوئے دیکھا انھون اُسکی لاش پر تھوک دیا اور اُسکے مرنے سے تمام شہر نے رہائی پائی صورت اصلی پر آئے وہ جامہ سنگین جسم پر سے اُتارا بادشاہ یعنی مسرور شاہ نے آکر جو دیکھا تو شہزادہ جہانگیر کو شہر مین ایک مقام پر استادہ پایا سر اپنا اِنکے قدم پر رکھدیا اور کہا مصرع اے آمدنت باعث آزادیے ما

جانے کو چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کوچون مین وہان کے قدم اُٹھاتا تھا کوئی ساتھ نہ سنگ
تھا سنگ راہ سے بھی خوف کھاتا تھا اسی فکر و تردد مین ایک گلی مین جب قدم رکھا ایک میمون
اُسطرف سے آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا مثل انسان گویا ہوا کہ ای جوان اجل گرفتہ تو کون ہی
جو اس شہر نحوست اثر مین آیا ہی جلد یہان سے جا ورنہ مثل انکھین کے تو بھی بلا مین گرفتار
ہو گا جہانگیر کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہی شہر تو تجانہ آذری معلوم دیتا ہی
انسان مثل تصاویر سنگین ہین اُسپر یہ طرّہ ہی کہ بندر بولتا ہی واقعی اس شہر پر غضب خدا کا
آیا ہی غرض اسنے اُس بندر سے کہا کہ ای میمون واسطہ اپنے دین و مذہب کا بیان تو کر کہ یہ
کون لوگ ہین اور تو کون ہی جب یہ اُس بندر نے سنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہانگیر
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہی جو بندی ماتھے پر لگائے ہی ٹیکا سیندور کا دیے ہی گھنگرو چندن
کے بدن مین لگے ہین مگر سحر سے صورت اپنی خوب بنائی ہی یا نہین معلوم کہ اصل ہی مین ایسی
صورت ہی کہ زلف چلیپا اُسکی تابہ قدم پہونچی ہوئی صاف ناگن سیہ معلوم ہوتی ہی جو انسان کا
دل ڈستی مانگ مین اُسکی سیندور بھرا ہی جو دل عشاق کو مانگ رہا ہی پیشانی تابناک ہی ابرو
کشیدہ مثل خنجر بران ہی سحر ساز فسونگر چشم فتان ہی رخسار گل گلزار جنان ہی یہ اسکا نقشہ ہی کہ

نظم

کہون کیا حسن روز افزون کے آئینہ	بغور اُسکو جو دیکھے چشم انصاف
کیے دل مین یہی حور جنان ہی	پری اُسکے مقابل مین کہان ہی
نہایت نازنین وہ مہ لقا ہی	بلا آفت قیامت ہی ادا ہی

اُس ساحرہ نے ایک دکان مین لا کر فرش بچھایا اور کہا ای جوان بیٹھ تو مین تجھ سے سب
احوال بیان کرون جب جہانگیر بیٹھا تو اُسنے کہا میرا نام میمون جادو ہی اور یہ بادشاہ جو
دار الامارۃ مین ہی مسرور جادو اُسکا نام یہان کا بادشاہ ہی اُسپر مین عاشق ہوئی اور سوال
وصل مین نے اُس سے کیا اُسنے جب وصل قبول نہ کیا تو مین نے اُسکو مع اُسکے ملازمون کے
پتھر کا بنا دیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن اگر تو میرا وصل قبول کرے تو مین تجکو یہانکا
بادشاہ کرون جہانگیر نے کہا کہ مین بر سر سفر ہون جب پھر کر آؤنگا تو تجکو قبول کرونگا یہ سنکر
اُس ساحرہ نے اُس دکان کی کوٹھڑی کھولکر اُنکو بزور سحر قید کیا یہ وہان مجبور و ناچار

کاندھے اور کہنی پر ہار ڈالے شوق مین بیلے کے ہار ہین کہتے پھرتے تھے کہین ساقی حقہ پلا رہے تھے
کہین کھلونے والے بھولون کے بک رہے تھے حلوائیون کی دُکانین برابر برابر لگی تھین شیرین کامی ا
دیتی تھین ہزارون طرح کا جوبن دکھاتی تھین امرتیان مسلسل اور پیچدار دیکھنے سے زبان کو
ذائقہ بخشتی تھین برنجی تھالون مین ورق لگے برفی چینی ہوئی اور ہر طرح کی مٹھائی دھری
جو اُس جا من یہی چاہتا تھا کہ اسکو لیکر کھا جا گویا در بہشت کھلا ہوا تھا سامنے دُکان کے
زنجیرین ٹنگی تھین گھنٹیان اُسمین لٹکتی تھین ایک طرف بساط خانہ سجا ہوا تھا کاٹ کے
کھلونے بہنیس ڈولی مسی سرمہ بک رہا تھا کسی جا نانبائی دُکان لگائے تھے کہین تمبولی اپنا
رنگ جمائے تھے تختون پر پان سفید سفید دساوری اور بنگلہ رکھے ہوئے تھے کتھے چونے کے
برنجی مرتبان دھرے تھے کہین بالین تنین تھین سائین اُنکے نیچے بیٹھی تھین تپائی سوا خدا ا
بجھی تھی چلمین اُسمین گھڑسین تھین نیچے لگن مین بھیگے تھے عاشق تن سامنے اُنکے ٹہل رہے تھے
چرسون پر دم پڑتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جانی ذرا پیڑو پر کی بلانا ساقن ہنسکر جواب دیتی تھی
کہ مٹیا انگیا مین کی پینا کوئی چرسیا پنجرہ ہاتھ مین لیے تھا گلدم اُسمین بند کیا تھا کسی دکان پر
بھی پنجرہ ٹنگا تھا کاکن کی بالی پنجرے مین دھری تھی طائر خوشرنگ اُسمین بند تھا غرض
بھنگڑون کا طوطی بولتا تھا دف دائرہ چکارہ بج رہا تھا میلے مین سوانگ بنکر آتے تھے
سوانگیے ترسول نیسول نگلتے جاتے تھے تختون پر سوار تختون کے آگے ڈفلے بانسری بجتی جاتی تھی
فقیر اتیت کھپر سلگائے پھرتے تھے بعض جیلر ڈنڈ لوگ کر رہے تھے بہت گھوڑون پر لوگ سوار نکلے
تھے گھوڑون کے گلے مین ہیکلین طلاکار پڑین تھین گدکے باندھے ہوئے سیاہی سرخ پگڑیان
سرون پر رکھے ہٹو بچو کرتے آگے آگے گھوڑے کے جاتے تھے غرض مین مہاجنان شہر کے لڑکے
گوٹے ٹیٹھے کی ٹوپیان لچکے لگا کر رکھے پہنے سوار فنس ادھر اُدھر کہار اُٹھائے پھر رہے تھے رئیساز
شہر اونچے پر فرش بچھائے تماشا میلے کا دیکھ رہے تھے خوب میلا جمع تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

پونڈھے کی گنڈیریان وہ نایاب — ڈلیان مصری کی جنسے بے آب
وہ ٹوکرون مین ہرے ہرے بوٹ — جو سبزہ خاندسے لڑین چھوٹ
نظارہ نیشکر سے دلشاد — معشوق کا جیسے قد آزاد

خوشرنگ عجب سڑک کی پھلیان
پھولون کی چمن مین جیسے کلیان
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
ضحاک کا دل تھا جسپہ شیدا
لہراتے تھے سانپ یون سڑک پر
جس طرح کہ ذو ذنب فلک پر
بازار مین قصہ گو بھی آکر
دل سے کوئی داستان بناکر
کرتا دل اہل دل کی تسخیر
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر

جہانگیر نے خوب میلا وہان دیکھا دن بھر میلے مین رہا جب وہ وقت آیا کہ مجمع کواکب عرصگاہ افلاک سے جلوہ فرما ہوا کہ **ابیات**

کہ اتنے مین چھپا دن صورت یار
ہوئے دھندلی دکانین راہ و بازار
سراپا پوس مین زلف شب آئی
تمنا آہ ہو کر تا لب آئی

مسرور شاہ شاہزادہ کو لیکر پھر دولتسرا مین داخل ہو شاہزادہ نے خاصہ کھایا پھر جام شراب ارغوانی کے پیے پھر آرام فرمایا مگر نیند کیسی اور سونا کہان کہ فراق یار مین تڑپنا اور بلبلانا شروع کیا جب زیادہ بیتاب ہوتا تو اسطرح روتا اور کہتا **نظم**

پھر بھی کوئی راہ مین نظارہ
ہے اسمین کسی کا کیا خسارہ
بیچ جائے جو اک غریب جان
کیا اسمین بھلا کسی کا نقصان
یہ کہکے وفور اشکباری
پھر بستر غم پہ بیقراری
تن ہو گیا زار روتے روتے
کہنے لگا راز ہوتے ہوتے
فرقت کو گذر گئی ہے مدت
دیدار کا شوق ہے نہایت
تا چند یہ صدمہ ہائے جانکاہ
نکلے کوئی انبساط کی راہ
آفت مین ہے جان زار ہر دم
ہمدم غم انتظار ہر دم

آخر کراہ کراہ کے نالہ و آہ کرکے صبح ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ مسافر فلک بعزم طی منازل فلک یعنی خورشید تابان تیغہ سے شعاع کے کمر باندھکر میدان آسمان مین آیا کہ **ابیات**

سنو مجھسے امید مطلب بین سفر ہے
مبارکباد اعدا زسحر ہے
سفر کی اب سنو باقی کہانی
کہ بدلا شب نے رنگ آسمانی

ہنگام سحر شہزادہ کمر ہمت باندھکر مسرور شاہ سے رخصت ہوا اور وہ شیر جو سحر سے مسرور شاہ
نے بنایا تھا اُسپر سوار ہو کر روانہ ہوا مسرور شاہ در شہر تک پہونچانے آیا اور عرض رسا ہوا کہ
ای شہزادہ آپنے وہ احسان عظیم مجھپر کیا ہی کہ مین جان و مال سے آپ کا شریک ہون ہر چند کہ
مین خراج گذار کوکب تھا مگر اب اس سے کچھ تعلق نہ رہا کیونکہ ایسا غافل بادشاہ کہ اتنے دن
تک مین پتھر کا بنا رہا اور اُسنے میری خبر نہ لی شہزادہ اُسکو تسلی دے کر اور اُس سے رخصت ہو کر آگے
کو روانہ ہوا یہانتک کہ وہ شیر گویا قلعہ برانیہ کا راستہ جانتا تھا کہ سیدھا شاہزادہ کو لیے ہوئے اُسی
قلعہ مین لایا شہزادہ نے ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا کہ دروازہ شہر کا مثل فیل مست کے جھوم
رہا تھا بہت سے ساحر بعہدۂ نگہبانی دروازے پر اُترے ہوئے تھے اُس شیر کو دیکھکر کوئی مزاحم ہوا
شیر اندر شہزادہ کو لایا شہزادہ شہر مین آیا آبادی خوب مکانات جو دلکو مرغوب ہون دیکھے شہر وہ
نہایت آباد تھا ہر ایک کا وہان دلشاد تھا عمارتین مصفا تعمیر تھین ساحر خوش اخلاق دوجیہ و شکیل
بستے تھے جو بات بات پر ہنستے تھے دکانون مین اشیائے نفیس کا انبار تھا دُکاندار لباس
عمدہ پہنے بیٹھے تھے کٹورا کھنکتا تھا کرے جو بروج آسمان کو شرما مین تعمیر تھے خلاصہ کار جہانگیر
کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا ہوا اپشت شیر پر سوار دار الامارۃ مین آیا یہان بھی بہت بڑا سامان و
عرک کا پایا خادم و خدمتگار قولائے رقاصی بساول وچوبدار دروازہ پر حاضر فن ادب سے
ماہر سات دھوڑیان دار الامارۃ کی بھی شیر اُنکو سب کو طی کرکے اندر آیا یہان دیکھا تو تخت پر ایک
بادشاہ پر شوکت وجاہ جلوہ فرما ہی تاج شاہی سر پر قبائے فرمان روائی در بر چتر بال ہما کا سر
گردش مین ہی پیران جادو ہر گرد وپیش و نکل و کرسیان بچھی ہین ساحران نامی اُنپر
بیٹھے ہین کہ جنکی آنکھ ناک کان سے شعلۂ آتش کے نکلتے ہین جہانگیر نے شیر پر سے اُترکے بادشاہ
کو سلام کیا اور آگے بڑھکر وہ محبت نامہ مسرور کا لکھا ہوا اُسکو دیا اُسنے پڑھا کھڑا ہو گیا
شہزادہ کی تعظیم کی اور مقام صدر پر اُسکو بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام مئ ارغوانی
بھر کر دیا شہزادہ نے پیا پھر رقاصان مہر طلعت حاضر ہوئے ناچ سامنے ہونے لگا بعد کچھ دیر
کے علیحدہ اُٹھا کر لے گیا اور خاصہ طلب کیا اور شہزادہ کو نعمتہائے گوناگون سے آسودہ کیا اغذیہ
لطیف و گرما گرم کھلائین پھر دربار مین آکر بیٹھے اب اُسنے کہا کہ ای شاہزادہ آپ کون ہین اسنے

کہا مین ملک خورشید تاج بخش کا بیٹا ہون اور اسطرح فرستادہ افراسیاب برائے طلسم
شکنی طلسم کوکب آیا ہون لیکن فی الحال بیابان بری برہ کو جاتا ہون یہ کلمات سنکر بہران
چین بجبین ہوا کیونکہ یہ بھی خراج گذاران کوکب سے ہو مگر بپاس خاطر مسرور خاموش ہو رہا
اور کہا کہ ای شاہزادہ ہم لوگ ایک درخت کو سجدہ کرتے ہین کیونکہ بعد کئی مہینے کے اُسمین سے
ایک پتلا نکلتا ہی اور پکارتا ہی کہ منم خداوند سامری ہین ای شہریار یا تو آپ اُسکا حال بتلائیے
اور نہین تو آپ بھی سجدہ کیجیے جہانگیر نے کہا کہ اچھا تم ہمکو وہان لے چلو اور اُسکی کیفیت دکھلاؤ
تو پھر ہم اُسکی تدبیر کرین اُسنے کہا کہ آپ دو چار روز توقف فرمائیے اب زمانہ اُس پتلے کے نکلنے کا
قریب ہی مین آپکو لے چلونگا شہزادہ وہان توقف پذیر ہوا بعد چند روز کے جب ایک دن وہ زمانہ
آیا کہ شجر زرین شعاع مہر چرخ اخضر پر پھلا پھولا نظر آیا کہ ابیات

صدائے رخصتی آئی سحر سے	ملا نور سحر نور نظر سے
طرارے بھرکے مثل توسن ناز	نگاہون سے چھپی شب شوخ انداز

ہنگام سحر بہران سوار شہزادہ کو کرکے ایک صحرا مین لایا شہزادہ نے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار ہی ہر طرف
اُس مقام پر بہار ہی جو درخت ہی وہ پھولون سے لدا ہی ہرا بھرا ہی سبز رنگان دہر کو اپنی سرسبزی کے
روبرو شرماتا ہی اور اُس صحرا مین ایک درخت اور درختون سے سربلند نہایت سرسبز و خوشنما لگا ہی
تنہ اُسکا طلائی احمر سے منڈھا ہی شاخین اُسکی جنبش ہوا سے ہلتی ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ جوانان
سبز رنگ جھوم رہے ہین طائران خوش الحان اُسپر بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کرتے ہین شاہزادہ
کچھ دیر وہان ٹھہرا تھا کہ یکایک تنہ اُس درخت کا شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلا کہ جسکا منھ
مثل طوطی کے تھا نکلا اور پکارا کہ منم خداوند سامری بہران اور اُسکے ساتھ کے ساحرون نے
سجدہ کیا جہانگیر چپ کھڑا رہا اب جو دیکھا تو اُس شجر مین پھل لگ آئے اور بار اثمار سے شاخین
جھک پڑین وہ پھل بہران نے توڑ کر کھائے اور شہزادہ کو بھی دیے اُسکو جو کھایا تو بہت
شیرین اور ذائقہ کے تھے غرض کچھ دیر مین وہ پتلا پھر اُسی درخت مین سما گیا اور پھر درخت کا تنہ
برابر ہو گیا بہران شہزادہ کو لیکر پھرا شہزادہ نے کہا اب تم جاؤ مین اسکا حال دریافت کرکے آؤنگا
بہران تھا اُسکو چھوڑ کر چلا آیا شہزادہ وہان پھر اکیلا جب وہ زمانہ آیا کہ بیل کہکشان [illegible]

آسمان پر پھیلی ہوئی ظاہر ہوئی اور ستارے مثل دانۂ خرمن عرصۂ فلک مین چھٹکے بالی سنبلہ کی اُگی

بیت

بسر اوقات کی صحرا مین یم بھر | چھپایا مہر نے جب روئے انور

شہزادہ رات کو اُس درخت کے قریب پھر آیا وہان قدرت خدا سے نیا سامان پایا کہ ایک طرف کو فرش عمدہ بچھا ہی روشنی کنول اور جھاڑ کی ہی جس سے وہ صحرا تمام منور اور روشن ہی فرش پر مسند مغرق بچھی ہی اور ایک ساحرہ اُس مسند پر لباس پرزر پہنے ہوئے بیٹھی ہی چہرہ بسان خورشید تابان روشن ہی لیکن کم سن نہین ہی سامنے اُس ساحرہ کے ناچ ہو رہا ہی شاہزادہ بھی اُس مقام پر جاکر پہونچا اور اُس بزم مین آکر ٹھہرا ساحرہ نے جو اِسکو دیکھا پوچھا کہ آپ کون ہین اِسنے کہا کہ مسافر ہین اتفاق سے اِدھر آنکلے آپ کو بیٹھے دیکھا ہم بھی ٹھہر گئے اُسنے جو شہزادہ کو حسین اور مہ جبین دیکھا محبت اِسکی اُسکو پیدا ہوئی کہا آئے ہین آپ تو آیئے تشریف لائیے شہزادہ اُسکے پاس جا بیٹھا اور پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی ساحرہ نے کہا کہ مجکو بزم جادو کہتے ہین اُسنے کہا کہ یہ تو فرمایئے کہ اِس درخت مین سے ایک پتلا نکلتا ہی اور اِسطرح کی صدا دیتا ہی یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت وہ ساحرہ یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا اے نوجوان یہ سب میرے سحر کا ڈھکوسلا ہی مین نے سحر سے وہ پتلا اور یہ درخت بنایا ہی اُسنے کہا ہم تمھارے مہمان عزیز ہین اور ببران جادو سے کہکر آئے ہین کہ اِس شجر کا حال دریافت کرینگے پس تم ہمکو اجازت دو کہ ہم اُس سے اِس حال کو بیان کرین اُس ساحرہ نے اِسکی خاطر سے اجازت دی کہ اچھا کہدینا کیونکہ شاہزادہ سے اُسکو محبت ہوگئی تھی بعد اجازت دینے کے شاہزادہ کا اُسنے نام پوچھا اِنھون نے سب اپنا حال بیان کیا اور نام بتایا پھر جام شراب ناب گردش مین آیا رات بھر شاہزادہ وہان رہا بزم جادو دل سے اِسکی مطیع ہوئی اور شراکت اُسنے اختیار کی پھر جب وہ وقت آیا کہ عرصہ فلک سے بزم کواکب برخاست ہوئی مثل شہزادہ جہانگیر خورشید جہانگیر ہوا کہ ابیات

نظر کی آسمان پر صبح پائی | کہا رخصت کہ ہی وقت جدائی
شریک بزم جو جو تھے وہان پر | تحیر مین تھے لطف آسمان پر

صبح کو بزم نے کہا کہ آپ چلیے مین بھی اپنی کنیزون کو لیکر حاضر ہوتی ہون اور ایک مرکب منگواکر شہزادہ کو دیا کہ یہ اُسپر سوار ہوکر ببران جادو کے پاس آئے اور قصۂ شبینہ ماضیہ زبان پر لائے

اور کہا کہ ملکہ بزم جادو بھی آیا چاہتی ہین غرض بعیش و عشرت بیٹھے بعد کچھ عرصہ کے بزم بھی آئی بہران نے تعظیم کی خاطر سے پیش آیا اب بہران بھی دل سے مطیع شاہزادہ کا ہوا اُسوقت شاہزادہ نے کہا کہ مین اب رخصت ہوتا ہون بیابان برجی یہ کو جاؤنگا بہران نے کہا کہ اب آگے مقام خرسان جادو کا ہے وہ مرحلہ نہایت سخت و صعب ہے اور وہ بڑا ساحر زبردست ہے اور طرفدار کوکب ہے اچھا آپ چلیے ہم سب اپنا لشکر لیکر آتے ہین مگر نہین جی مین آتا ہے کہ ابھی سے ساتھ آپکے چلین غرض یہی صلاح پسند آئی ستر ہزار ساحر آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیکر شہزادہ جہانگیر یہان سے چلے اُسی وقت نفیر سحر کو دم ملا گھنٹے اور ناقوس بجے ساحر شیر آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوکر ہمراہ چلے ڈہڑ کی صدا بلند ہوئی ہوم کا دھوان چرخ چنبری تک جانے لگا کلوا بھیرون بنڈ لانے لگا ہوم خانے لدگئے اژدر آتشین پھنکارنے لگے روئے ہوا پر چلین سحر کی سنڈلانے لگین پونے آنے لگین

نظم

چلے تخت پر سحر کے ہو سوار — ہر اک سمت سے ساحر نابکار

رخ دہر آندھی سے کالا ہوا — جو تھا سحر کا مہر اُجالا ہوا

چلے اژدر و فیل اُڑتے ہوئے — اِدھر اور اُدھر منہ تھے مڑتے ہوئے

کسی جا تھے طاؤس چنگھاڑتے — کہین اژدہے سانپ پھنکارتے

غرض بعد قطع مسافت راہ قریب قلعہ خرسانیہ یہ سب پہونچے اُس مقام پر بصد حشمت و شوکت مسرور شاہ بھی آکر پہونچا اسّی ہزار کی جمعیت سے بمقابلہ خرسان شہزادہ عالیشان آکر اُترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی ساحرون کے بھی خیمے وغیرہ استادہ ہوئے کپکین بیچوبے راوٹیان سراپردے کندلے نصب ہوئے لشکر کی چھاونی بڑی دریا کو پشت پر رکھ کر قبضہ مین کرلیا میدان بہر جنگ سامنے قلعہ کے چھوڑ دیا طبل و نقارے داخلہ لشکر کے جو بجے طائران سحر سامنے خرسان کے آکر پہونچے وہ تخت حکومت پر اندر قلعہ کے بیٹھا تھا تاج شاہی سر پر تھا دربار جمع تھا کہ طائرون نے آکر خبر دی کہ اسطرح لشکر کثیر لیکر شاہزادہ جہانگیر بن خورشید تاج بخش آیا ہے اور قلعہ کے سامنے اُترا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر خرسان نے بھی اپنے افسران لشکر کو کہ حاضر دربار تھے حکم تیاری دیا اور تین لاکھ ساحر لیکر یہ دروازہ قلعہ کا کھلوا کر باہر نکلا ساحر شیر و اژدر پر سوار ہوکر آسکے پیچھے صندل کی بدن مین لگائے تھے مُنہ سے شعلہ چھوڑتے تھے رال و گوگل کے شعلے اُڑ رہے

یہ بھی آکر بارگاہ وخیام نصب کرا کر اُترے دن بھر تو خیمہ مین رہے جب وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر کو ترک روزگار نے غلاف مغرب مین رکھا اور لشکر انجم لیکر ماہتاب تابان عرصہ گاہ افلاک مین آیا ابیات

سحر سے بڑھ کے نور افشان ہوئی شام — لیا خورشید کا مہتاب سے کام
ہوا جسدم چراغ روز خاموش — ہوئی شب شاہد مہ سے ہم آغوش

سر شام بحکم خرسان طبل جنگ بجا نفیر سحر کو دم ملا دلاور آگاہ وخبردار ہوئے تیاری اسباب سحر ساحر کرنے جہانگیر نے بھی طبل بجوایا اب دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی منترون کی جاپ شروع ہوئی بجہ ہائے خوک چھنکا ہوئے مرچین سلگنے لگین گوگل جلنے لگا گوگل کی چیاہند آنے لگی بھیرون کا جی خوش ہوا بونین تانین گیئن ایک طرف بہادران روزگار تلوارون کو صیقل کرنے لگے منتر پڑھے جانے لگے کہ دوہٹو دوڑ چل دوڑ دہائی سامری کی بیر کھائے کلیجہ چھوکرے تو سر اُڑ جائے لمبی کرے تو دھوبی کی گنڈ مین پڑی پڑھو منتر دیوالی کا ایسر باجا رات بھر یہی شورش تیاری آلات جنگ رہی جب وہ وقت آیا کہ ساحر روزگار نے منقل آفتاب کو روشن کیا اور ساحرہ شب کو بھگایا کہ بیت

اُتاری شب نے پوشاک سیہ فام — بنی نور سحر سے روشن اندام

ہنگام سحر دو دریائے لشکر جوش مارکر وادگاہ مصاف مین آئے دلاورون نے پرے جمائے جہانگیر باتوقیر مسلح وکمل ہو کر میدان مین آیا اُسطرف سے خرسان فوج بیقیاس ہمراہ لایا صفوف آرائی ہوئی ابر سحر نے گرد وغبار برس کر بجھایا جھاڑیان جھنڈیان کاٹ ڈالی گیئن میدان پاک وصاف ہوا اُسوقت خرسان اپنی صف لشکر سے آگے بڑھا اور اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ تمام لشکر جہانگیر پر تاریکی چھا گئی ظلمات کو وہ سقام مات کیے تھا میدان جنگ کالا جیلخانہ تھا ملک عدم کا پتا دیتا ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا کال کوٹھری کا ایسا نقشہ تھا دوبارہ خرسان نے جو سحر دم کیا جہانگیر کمر تک زمین مین غرق ہو گیا لشکریان جہانگیر جو حربہ سحر کے پکڑ کر لینا لینا کہتے ہوئے آگے بڑھے اُسنے سحر پڑھکر سب اندھے ہو گئے خرسان نے تیغ سحر کھینچکر اژدرہا پُر اُڑایا اور قتل کرنے کو آگے بڑھا اُسوقت دنیا بالکل اندھیر قسمت بدکا پھیر وہ تاریکی شب دیجور تھی اور اُسمین تلوار روشنی بار کی چمک کا چراغ جلتا تھا ہر سمت صدائے نالہ وآہ برپا تھی ایسی آفت مین بعض نے دعا درگاہ خدا مین کی تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا یکایک فلک پر سے نعرہ کی صدا آئی کہ منم درویش بوریا نشین چنانچہ

درویش مذکور روئے ہوا سے نیچے اُترے ایک چوکی صندل کی تھی کہ اُسپر بیٹھے تھے اور چوکی پر انگشت شہادت سے ایک الف آپ نے کھینچا تھا کہ وہ اُڑتی ہوئی آئی تھی غرض اُنھون نے آکر ایک نقش اپنے دست حق پرست سے لکھا اور اُسکو اپنے لشکر کے مابین مین پھینکا بقدرت خداوند ربع مسکون ومثلث نویس روزگار وہ تاریکی لشکر پر سے دور ہوئے سبکی طبیعت مسرور ہوئی ہر ایک کی آنکھ مین روشنی آئی جہانگیر نے قید زمین سے رہائی پائی اُسوقت خرسان نے جھلا کر پھر ایک ناریل جانب لشکر جہانگیر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا شعلہ نکلکر لشکریون پر آیا لیکن برکت نقش سے قریب آتے ہی بجھ گیا اسیدم درویش نے ایک نقش اور لکھکر خرسان کی طرف پھینکا کہ خرسان کا سحر بھی باطل ہوگیا اور اُسنے سحر کو فراموش کیا درویش نے ایک تعویذ جہانگیر کو بھی دیا کہ جسکے سبب سے سحر اثر نہ کرے جہانگیر مرکب چمکا کر سامنے خرسان کے آیا اُسنے ہر چند سحر یاد کیا یاد نہ آیا ناچار تبر سول کا وار کیا شہزادہ نے تبرسول رد کرکے تیغہ کا ہاتھ سرکو تیلا کر کمر پر لگایا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج اُسکی تلوارین کھینچکر آگری گھمسان کی تلوار چلنے لگی عیاذاً باللہ ایک ایک کے دو دو اور دو دو کے چار چار ہونے لگے شور دار و گیر بلند ہوا کہ ابیات

کھلی بیڑی پڑے شمشیر مین ہاتھ
کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ
زبان تیر دن کی آئین تیریون پر
جھکے سر مرضی خالق مین اکثر
لبون پر آئے کف غیظ اجل سے
ارادے بڑھ گئے دست وبغل کے
ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
ہٹی مغرور دل کی خود پسندی

خرسان تو قتل ہی ہوچکا تھا بے سردار کے فوج کیا لڑتی اُسنے امان مانگی شہزادہ جہانگیر نے امان دی اور طبل بازگشت بجوا کر پھرے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا پھر اندر قلعہ خرسانیہ کے داخل کیا وہان کے اکابرین نذرین لیکر حاضر ہوئے تمام شہر مین عملداری شہزادہ کی ہوگئی افراسیاب کے نام کی دُہائی پھر گئی جہانگیر نے جشن کیا ناچ ہونے لگا کئی دن تک مشغول عیش رہے اب درویش نے کہا اے شہزادہ مین تمکو محمل گنبد نشین کے پاس بھیجتا ہون وہان جاکر گنبد جہان نما کی سیر کرو لشکر اپنا سب اسی شہر مین رہنے دو اکیلے جاؤ یہ کہکے ایک نامہ بنام محمل گنبد نشین لکھا کہ اے محمل ہماری خاطر سے صاحبقران جہانگیر کو گنبد جہان نما کی سیر کرادینا اور اسکی بہت خاطرداری کرنا

یہ نامہ لکھکر جہانگیر کو دیا اور جہانگیر مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوئے بعد طی منازل و مراحل ایک
صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا فرحت افزا صحرا ہی کہ سبزہ کوسون تک لہلہاتا ہی
مژگان معشوقان سبزہ رنگ کو شرماتا ہی یہ معلوم دیتا ہی کہ شاہد ارض کے رونگٹے کھڑے ہین
گلہائے خودرو کوسون تک آگے ہوئے ہین گرداگرد اُس صحرا کے کریوا پہاڑیان چھوٹی چھوٹی
پیاری پیاریان گلدستون کی طرح پھولون سے لدی ہوئی ہین ابشار ہوتا ہی جھرتا جھرتا ہی جانوران
خوش الحان زمزمہ سرا ہین چشمہ حقر جا بجا لبریز ہین ڈیڑے موج خیز ہین اُنکے کنارے سکلے
پنڈبیان کلنگ بازبط فرقرے پھر رہین خلاصہ یہ کہ عجب طرح کا نکہت برد نزہت آمیز وہ صحرا ہی اور
اُس صحرا کے بیچ مین ایک گنبد گول سڈول رشک گنبد چرخ بنا ہی گنبد اخضری فلک گردش نہین کرتا
بلکہ اُسپر صدقے ہو رہا ہی شہزادہ در گنبد پر آیا وہان ایک مرد ضعیف کو بیٹھے پایا کہ ڈاڑھی کیسی پلکین
تک سفید ہوگئین ہین جامہ سفید پہنے ڈاڑھی تا بہ سینہ بڑھائے سر بزانوئے تفکر جھکائے بیٹھا ہی
شہزادہ نے اُسکو آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکر شہزادہ کو اُٹھکر گلے سے لگایا اور
مقام صدر پر بٹھلایا مگر یہ بھی کہا کہ افسوس درویش بوریا نشین ممالک کوکب کے غارت کرانا ہی
اور بربادی اُنکی چاہتا ہی اور کہا ای صاحبقران کل مین گنبد تمھین دکھلاؤنگا غرض شب بھر
سو رہے محمل نے کھانا بہت عمدہ اِنکو کھلایا آرام کرایا جب وہ وقت آیا کہ گنبد چرخ مقرنس کی
سیر کرنے خورشید جہانتاب آیا کہ بیت

کہ جب رخصت ہوئی شب پیر ہوکر	جمال صبح چمکا شیر ہوکر

صبح کو دروازہ گنبد کا کہ جسمین قفل برابر ان شتر کے لگا تھا محمل نے کھولا اور شہزادہ کو اندر لایا شہزادہ
نے دیکھا کہ دیوارون پر آئینہ نصب ہین اور طرفہ ماجرا نظر آتا ہی کہ سامنے لشکر حیرت کا اُترا ہوا
دکھائی دیتا ہی ایکطرف دیکھا تو اپنا لشکر اُترا ہوا پایا ایک جانب کو دریائے خون روان نظر آیا
اور ممالک کوکب و افراسیاب کے سب دکھائی دیتے ہین انواع و اقسام کے تماشے نظر آتے ہین
شہزادہ نے دلمین کہا کہ واقعی یہ گنبد جہان نما ہی ایکطرف اب جو نظر کی تو لشکر امیر اترا دکھائی دیا
ایک جانب لقا کو اُترے ہوئے پایا اسی طرح بھرخ کے لشکر کو دیکھا قلعہ ہفت رنگ بُزان نظر پڑا
خلاصہ یہ کہ تمام دنیا کو اسمین سے دیکھا اور عش عش کر گیا عقل دنگ ہوگئی اور دیکھا کہ اُس گنبد کے

دیوارون پر تصویرین شاہان گذشتہ وحال کی نصب ہین گنبد ہی یا ارژنگ نگارخانہ چین ہی اور ایکطرف دیکھا کہ کچھ تصویرین لگی ہین جو سایہ انسان پڑنے سے بڑھ جاتی ہین اور ایک طرف دیوار مین سات آئینہ نصب ہین کہ اُنکے اندر ساتون ولایتین دکھائی دیتی ہین اور جہانگیر نے دیکھا کہ میری تصویر اور افراسیاب و کوکب اور شاہان طلسمات کی بھی دیوار مین چسپان ہین شہزادہ مذکور کو کمال حیرت ہوئی اور بڑی دیر تک اُس گنبد کی سیر مین مشغول رہا اور تعریف کیا کیا پھر باہر گنبد کے آیا اُسوقت مجمل گنبد نشین نے کہا کہ ای شہزادہ میرے پاس ایک فلیتہ ہی اور خاصیت اُس فلیتہ کی یہ ہی کہ جب اُس فلیتہ کو روشن کرو تو جس شخص کو بُلانا منظور ہو اُسکی نیت دل مین کرو پس ہمزاد پلنگ شخص مطلوب کا اُٹھا لائے گا اُس سے باتین کرو جبتک وہ فلیتہ روشن رہیگا وہ پلنگ رکھا رہے گا جب فلیتہ بجھ جائے گا ہمزاد پلنگ جہان سے لایا ہی وہین لیجا کر رکھ دیگا شہزادہ جہانگیر نے یہ حال سنکر درویش مذکور کی منت کی کہ وہ فلیتہ مجھکو عنایت فرمائیے کہ مین اپنی مطلوب ملکہ ماہ دردرگوش سے ملاقات کرون مجمل نے اُسکے منت کرنے ۔۔ وہ فلیتہ اُنکو دیا اور یہ اُسکو لیکر گنبد کے ایک طرف کو تنہائی مین آئے اور بخورات اُنھون نے مہیا کرکے جلانے کا قصد کیا اُنکی تو یہ کیفیت ہی لیکن شمہ حال ملکہ ماہ دردرگوش بیان ہوتا ہی کہ اُسکو باغ مین زلف آرائی کاکل شا نے رکھا ہی بلنگڑی جواہر کار صحیح مین باغ کے گستردہ ہی اسطرح یہ مقید ہی کہ جسطرح شاہزادے شاہزادیان قید ہوتی ہین مگر فراق مین شہزادہ کے اُسکا عجب حال ہی کہ شب و روز نالہ و شیون کرتی ہی وہ باغ تمام اُسکی نظرون مین خار ہی دل مین یاد گلعذار ہی گل کو جب دیکھتی تھی یاد رخسار یار آتی ہی سنبل سے زلف دلدار کو یاد کرکے جان گنواتی ہی گل اُسکی نظرون مین صورت داغ ہی دل کا روشن چراغ ہی زلف سنبل سے زیادہ اُلجھن ہوتی ہی جینا وبال ہوتا ہی سرو کو دیکھکر بہت ملال ہوتا ہی سرو صورت دار ہی دل مین یاد قامت یار ہی نہرین چشم تر کی صورت روان دکھائی دیتی ہین نرگس آنکھین دکھاتی ہی اور زیادہ یاد چشم جانان مین رُلاتی ہی خاطر مثل ماہی بے آب طپان دل سینہ مین نالان آنسو دلکے سے دامن تر رونے سے کام آٹھ پہر جب بیتابی دل سناتی تو باد صبا کو اسطرح کا نامہ سناتی ہی لمولفہ

ای شہنشاہ کشور خوبی	ماہ تابان اوج محبوبی
گل شاداب گلشن اقبال	سرو آزاد باغ حسن وجمال

اختر برج آسمان حیا
گوہر آبدار بحر وفا

رشک خورشید وغیرت ناہید
روئے روشن ہی تیرا صبح عید

میری شامت ہی تیری زلف سیاہ
ایسے افعی سے ہی خدا کی پناہ

جانتی ہون کہ وصل اب ہی محال
لیکہ باد صبا سے ہی یہ مقال

تمسے چھوٹی ہون جبسے ای دلبر
ابر غم چھا گیا مرے دلبر

یاد مین ہم تمھاری رہتے ہین
اشک چشمون سے جاری رہتے ہین

شرط رونے مین ابر سے بدلی
فصل بدلی نہ پر ہوا بدلی

آجکل اب یہ حال ہی جانی
زندگانی محال ہی جانی

شام سے صبح صبح سے تا شام
نام سے تیرے ہی زبان کو کام

ہون گرفتار بیقراری مین
دن یہ کٹتے ہین آہ و زاری مین

رات کو بھی نہین ہی پڑتا چین
ہی گذرتی تڑپ کے ساری رین

نہین آرام اک ذرا مجھکو
دھیان رہتا ہی آپ کا مجھکو

جان جاتی ہی دم نکلتا ہی
ای مسیحا مری خطا کیا ہی

دل بہت بیقرار رہتا ہی
رات دن انتظار رہتا ہی

تیری زلفون مین جبسے الجھا ہی
دل بیتاب کو بھی سودا ہی

تیری تیغ اداکے بسمل ہون
تیرے ہی ابروؤن پہ مائل ہون

دیکھیے کب تمھین خدا یان لائے
عیش وعشرت کا روز پھر دکھلائے

دام مین زلف کے ترے صیاد
دل اسیر بلا ہی افریاد

قیس کی طرح ہون مین آوارہ
لیلی زلف نے تری مارا

کیا اجارہ ہی دلربا ای جانی
مر ہی جائین یہ دل مین ہی ٹھانی

دل سے جاتا رہا ہی صبر و قرار
جلد آ جلد ای مرے دلدار

شکل ناصح سے مجھکو نفرت ہی
کاوش غم سے دلکو وحشت ہی

شربت وصل آکے مجھکو پلا
ای مسیحا ابھی ہو مجھکو شفا

اے صبا اب یہ دعا میں کرتی ہون | تو یہ پیغام دینا مرتی ہون
یا خدا جبتلک ہے لذت غم | رنج و عشرت جہان میں ہے توام
لب معشوق ہے مسی آلود | رنگ عشاق ہے الم سے کبود
موج زن بحر عشق جبتک ہے | دل عاشق میں رشک کسے شک ہے
حسن جانان کی دھوم ہو یارب | عاشقون کا ہجوم ہو یارب
ہو ستمگر جہان میں میرا شاد | میں ہون برباد اور وہ آباد

اسی طرح دیوانہ وار بیقرار یہ ملکہ رونا کام روتی اور بکا کرتی تھی کسی طرح چین اسکو نہ آتا تھا غم فراق بہت رلاتا تھا جب انتہا سے زیادہ بیتاب ہو جاتی خواہش دل ستاتی تو یہ دکھ کی ماری یہ زبان پر لاتی کہ قطعہ

نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا | اے فلک گر مجھے اونچا نہ سنائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر | ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا
پنجہ مہر کو خون شفقی میں ہر روز | غوطے کیا کیا ہے ترا دست حنائی دیتا
میں وہ ہون صید کہ پھر دام میں پھنستا جا کر | گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

غرض یہ ماہ تمام پلنگ مسہری پر پھنچی میں لیٹی ہوئی اس سوز و ساز میں مشغول تھی کہ نظم

صبا سے یہ کہتے دو طرف کو پیام | کہ اے باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین | قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب و روز رہتا ہے یان اضطراب | کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر | نہ جور و ستم سے ہمیں تو برباد کر
تن زار بیجان کیونکر جیے | جگر میں نہو خون تو کیونکر پیے
ملاقات کا رکھیے کیونکر خیال | رہین کیونکہ جان نا امید وصال
کہ اس سے کہ مرتی ہے تیرے لیے | کیا عشق یا جرم سہنے کے لیے
نہین صبر آتا ترے بن ملے | لہو سے جگر تک بھرے ہین گلے

قضارا چار ایک تیز رفتار جو پنجرے سے نکلکر چھپ گیا تھا وہ پھرتا ہوا اسطرف آنکلا اور اس باغ کے در پر اسنے فقیرون کی طرح سوال کیا گلعذار وزیرزادی ملکہ کے اسکو بھیک دینے دروازے

بر آئے اُسنے اُسکو پہچانا اور حباب بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا اور اُسکے کپڑے لیکر پہنے اور اُسی کی ایسی
صورت بنکر اُسکو اندر باغ کے لاکر بستر پر اُسکے ایک صحنچی مین اُسکو لٹا دیا اور آپ وہان آیا کہ جہان
ماہ دور و رگوش پلنگ پر پڑی ہوئی شعر عاشقانہ پڑھ رہی ہے جب یہ وہان آیا اور ملکہ نے اسکو آتے
دیکھا فوراً آنسو پونچھ ڈالے اور خاموش ہو رہی اور کہا اے گلعذار کہہ تو کیسی ہے چاپک پلنگ پر
آ بیٹھا اور پانوٴن ملکہ کے دبانے لگا ملکہ نے کہا کیون اے گلعذار نہین معلوم کہ شاہزادہ پر کیا گذری
اور وہ اب کہان ہین چاپک نے کہا حضور وہ صاحب اقبال ہین ایک دن آکر کوکب کو قتل کرینگے
اور آپ کو چھڑا لیجائینگے یہ کہکر چاپک نے پانوٴن دبانا شروع کیے اور ذکر جہانگیر کرنے لگا کہ ملکہ کو
کچھ تسکین ہو یہان تو یہ کیفیت تھی وہان جہانگیر نے فلیتہ محمل کا دیا ہوا روشن کیا فلیتہ روشن
ہوتے ہی ہمزاد مسخر ہوا اور آکر پلنگ ملکہ کا اُسنے اُٹھایا ملکہ خوف کھاکر بیہوش ہو گئی چاپک
اُسی طرح پلنگ پر بیٹھا رہا ملکہ کی آنکھین بند ہوگئین چاپک نے تو اتنا کہا کہ ملکہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ
تو بیہوش ہے جواب کون دے آخر چاپک بھی بیہوش ہو گیا اور ہمزاد نے پلنگ لاکر سامنے جہانگیر
کے رکھدیا کچھ عرصہ مین ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر سامنے بیٹھے ہین اور جہانگیر بھی
اُٹھے کہ ملکہ سے بغلگیر ہون ادھر چاپک جو ہوشیار ہوا اور اُسنے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھا کہ ایسا نہو
یہ دونون شادی مرگ ہو جائین پس جیسے ہی شاہزادہ ہنستا ہوا ملکہ کو گلے لپٹانے چلا چاپک
جو شکل گلعذار تھا کود کر بیچ مین آگیا اور کہا ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا الگ رہیے پہلے میرے
ساتھ دلر و مدارا کیجیے اے شاہزادہ تجھپر میری جان جاتی ہے اے ملکہ اب تم انکے عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ
ملکہ نے کہا ارے کچھ تیری شامت آئی ہے اُسنے کہا اے جہانگیر مین تمپر مرتی ہون ملکہ نے کہا کیون
کمبختیون نے گھیرا ہے کہ ایسے کلمات زبان سے نکالتی ہے ارے تو تو مہتر چاپک ہے اٹکل ہے چاپک
نے کہا وہ فقط حیلہ تھا مین عاشق انھین پر ہون یہ کہکر جہانگیر کے قریب آئی اور گلے مین ہاتھ ڈالنے
لگی اور چاہا کہ بوسہ لون جہانگیر نے کہا کہ او شوخ دیدہ کچھ تیری شامت آئی ہے دور رہ مجھسے کبھی ایسی
باتین نہ کرنا اول تو یہ کہ تو میرے بھائی کی معشوقہ دوسرے یہ کہ ملکہ کے سوا مین سب کو حرام سمجھتا ہون
یہ کہکر گلعذار نقلی کو شہزادہ نے ڈھکیل دیا اور کہا ارے اب فلیتہ نصف رہگیا ہے دیکھ یہ صحبت سب
خواب و خیال ہو جائیگی کیا غضب کرتی ہے دلکی حسرت دل ہی مین رہجائیگی چند ساعتین ملاقات

کی ہین مجکو بات کر لینے دے چابک نے دیکھا کہ وہ جو آثار شادی مرگ ہونے کے تھے وہ سب
اب باطل ہوئے اُسوقت اسنے چاہا کہ اب مین یہان سے ہٹ جاؤن اُدھر شاہزادہ نے کہا کہ ای
گلعذار تو باہر جا دیکھ تو کہ چابک وہان آیا ہی غرض اُسکو تو خود بھی چلے جانا منظور تھا یہ وہان سے
ٹلگیا جہانگیر نے ملکہ کے بوسے لیے اور خوب سا گلے لگایا لیکن ابھی طرح حسرت دل نکلنے نپائی تھی کہ وہ
فلیتہ جلکر تمام ہو گیا کچھ حال شہزادہ نہ پوچھنے پایا تھا کہ فلیتہ کے بجھتے ہی اور اُدھر چابک بصورت
اصل سامنے آیا شہزادہ نے کہا کہ ای برادر تمھاری معشوقہ تمکو باہر ڈھونڈھنے گئی ہی اُنھنے تو مجکو نہایت
تنگ کیا اور کہتی تھی کہ مین تمپر عاشق ہون چابک نے کہا کہ ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا پہلے میری
معشوقہ کو بلوائیے ورنہ مین اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا کہ لو اب وہ حرامزادی گئی تو یہ نالائق آیا
یہ کہی رہی تھی اور فلیتہ تو تمام ہی ہو چکا تھا ہمزاد نے پلنگ ملکہ کا اُٹھا کر اُسی باغ مین پہونچا دیا
ملکہ کلمۂ انفراق الفراق کہتی ہوئی آئی اور اپنے مقام پر پہونچکر رو رہی بیٹھی چلائی کہ غم دلکو زبان پر لائی
کہ ای فلک تجکو اتنی صحبت بھی خوش نہ آئی کہ گھڑی بھر ہمنشین بغل لیتی ایک لمحہ مین جدائی کرا دی
اور تازہ داغ دلکو دیا کہ صورت دکھا کر غم بھولا ہوا یاد آگیا یہ کہتی تھی اور بلبلا کر بیتابی دل سے یہ غزل گاتی تھی کہ

غزل موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکہ یہ خراب آباد دل
عشق غارت گر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ ای چشم یار
تیرے مستون کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو

گر پڑی ہی آگ مین پروانہ سان کرم ضعیف
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو

انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید
مردمک اُسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو

آج اک پگڑے ہوئی تھی سیکڑے مین مین کی
ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

اسی طرح یہ بیچاری دکھ کی ماری فراق مین گرفتار اُس مقام پر ناچار ساکن ہی اور اب جو ملکہ شہزادہ کے
پاس سے آئی گلعذار ہوشیار ہو کر اپنے مقام پر سے اُسکے پاس آئی ملکہ تو اُس سے بسبب عشق جتانے
کے شہزادہ کے ساتھ ناراض تھی صورت دیکھتے منہ پھیر لیا اُسنے سلام کیا مگر ملکہ منہ پھیرے رہی
اُسوقت گلعذار نے کہا واری میری کیا خطا ہی جو آپ مجھسے ناراض ہین یہ کہکر قدمون پر گر پڑی
اُسوقت ملکہ نے کہا کہ اسطرح تو نے شہزادہ کے ساتھ جھمیلا لگایا کہ مین دو باتین بھی نہ کرنے پائی

گلعذار نے کہا واری مین فقیر کو بھیک دینے دروازے پر گئی تھی اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا تھا کہ مین بیہوش ہوگئی جب سے ابھی ہوش مجکو آیا ہی ورنہ مین تو بیہوش پڑی تھی مین آپ کے ساتھ کہان گئی مجکو خبر نہین کہ آپ کہان گئین ملکہ نے کہا حرامزادی تو میرے ساتھ تھی اب باتین بناتی ہی ارے ایک گنبد بنا ہوا تھا اُسمین صاحبقران بیٹھے تھے یہ ماجرا گذرا گلعذار نے قسم کھائی کہ مین نہ تھی ملکہ نے کہا کہ شہزادہ نے تجکو ڈھکیل دیا پھر چابک آیا وہ تجکو تلاش کرنے لگا مین بات بھی کرنے پائی گلعذار نے ہزارون قسمین کھائین کہ مجکو اس مقدمہ کی خبر نہین غرض یہ تو اس حیرانی مین ہین کہ الٰہی یہ کیا ماجرا گذرا آئندہ حال اُنکا بیان ہوگا اب حال شہزادہ جہانگیر کا بیان ہوتا ہی کہ بعد چلے آنے ملکہ کے بلبلانے لگے شور مچانے لگے زار زار برنگ ابر بہار روئے اور شعر عاشقانہ زبان پر لائے یہ حال تھا کہ

ابیات

اِسوقت تھین صحبتین وہ جلسے ——— اب ہم ہین قریب تر اجل سے
ہم مرتے ہین وہ نہین ہی آگاہ ——— نالے کا اثر کہان گیا آہ
ہر دم ہی تھی زبان پر آہ شبگیر ——— کمبخت کہان گئی وہ تاثیر
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہی ——— ای آنسوؤن تمکو کیا ہوا ہی
تاثیر کسطرف بتا دو ——— بہ کر مجھے اُسطرف بہا دو

الحاصل رو پیٹ کر پھر یہ محمل گنبد نشین کے پاس آیا اور یہان بھی خوب رویا محمل نے سمجھایا کہ اسقدر گریہ و زاری نہ کرو وہ جامع المتفرقین محبوبہ سے ملائیگا جہانگیر نے تمام حال اُس سے بیان کیا کہ مین ملکہ سے اچھی طرح بات بھی نہ کرنے پایا صرف اتنا فائدہ ہوا کہ مہتر چابک ملگیا چابک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور عرض کی کہ ای شہریار اسوجہ سے مین نے آپ کو ملکہ سے ملاقات نہ کرنے دی کہ ایسا نہو یہ ہمزاد آپ کو بھی اُٹھا لیجائے تو آپ جو یہانتک اس جفا سے آئے ہین وہ محنت سب آپکی برباد جائے اور غضب نازل ہو غرض گنبد کی سیر تو کر ہی چکا تھا شہزادہ محمل گنبد نشین سے رخصت ہوا اور کہا ای محمل اب جانب قاقیہ جاتا ہون محمل نے کہا یہ بہت مشکل ہی مین نے آپکو خاطر سے درویش بوریا نشین کی گنبد کی سیر کرادی اب بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے جہانگیر نے کہا مجکو اپنی جان دینا منظور ہی پھر جانا منظور نہین محمل نے کہا اختیار باقی ہی

اب جہانگیر نے کل لشکر اپنا یہان طلب کیا اور مع دو لاکھ آدمیون کے اور چابک کی جانب
سُہرابیہ روانہ ہوئے لشکر مین طبل و بوق کی صدا بلند دوڑ و بجتا ہوا ساحرازدہ فیل پر سوار
بڑے حشم و خدم سے چلے غرض طی مراحل و منازل شہزادہ کرتا ہوا قریب ایک دریا کے پہونچا کہ جو زخار و قہار تھا

شعر	شور پانی کا شور محشر تھا		جس سے طوفان عظیم تر اُٹھتا

اُس پار دریا کے قلعہ سہرابیہ تھا کہ جہان کا حاکم و ناظم کوکب کا خراج گذار ملک سہراب شاہ
تھا غرض لشکر شہزادہ نامور کنارے دریا کے اُترا طبل و نقارے وغیرہ داخلہ لشکر کے بجے
زمین و زمان کو تزلزل ہوا ملک سہراب اپنی دار الامارۃ مین تخت جہانبانی پر جلوہ گر تھا کہ
یکایک صدائے دہل و نقارہ کان مین آئی اور اُسی دم طائران سحر نے آکر خبر دی کہ ای شاہ نصفت
نشان شہزادہ جہانگیر عالیشان آپہونچا ملک سہراب فیلبند دروازہ پر آیا اور وہان سے کھڑے
ہوکر اُسنے جاہ و جلال لشکر شہزادہ دیکھا نہایت گھبرایا اور اِدھر شہزادہ جہانگیر نے میر بحر کو بُلا کر حکم دیا
کہ کشتیان تیار ہون ہم کل اُس پار دریا کے جائینگے میر بحر مصروف تعمیل حکم ہوا اور سہراب
در شہر پر سے دار الامارۃ مین گیا اور ایک نامہ اُسنے بنام آفاق شاہ جادو حاکم بیابان بری برہ
لکھا کہ ای آفاق کیا غافل بیٹھے ہو جہانگیر فوج کثیر لیکر آگیا ہی اور ہمارے ملک کے دروازہ پر خیمہ
اُسنے کیا ہی چاہیے کہ فوج لیکر تم بھی میرے پاس چلے آؤ یہ نامہ ایک تیلہ کو سحر کے دیا کہ وہ لے گیا
آفاق کو جاکر دیا اُسنے پڑھا اور بہت پریشان ہوا اُسوقت اُسکو پریشان دیکھکر اُسکا ایک عیّار ہی
کہ نام اُسکا نہنگ شعلہ تن ہی اُسنے کہا کہ ای بادشاہ آپ کے آئینہ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہی
نہایت مکدر ہوا آپ نہ گھبرائیے اور تردد نہ فرمائیے مین جاکر جہانگیر کو گرفتار کرتا ہون اور سہراب کے
حوالہ کیے دیتا ہون یہ کہکر بانہائے عیّاری سے آراستہ ہوکر اُسی وقت روانہ ہوا یہان شہزادہ جہانگیر
بعد داخل ہونے بارگاہ کے شکار وغیرہ کھیلنے مین مصروف ہوا لیکن نہنگ نے رنگ روغن عیّاری
کا لگا کر اپنی صورت مثل ایک فقیر کے ایسی سے کے بنائی تہمد گیروی باندھی اُسپر تسمہ لگایا کشکول گدائی
کاندھے سے لٹکایا رومال چھڑی ہاتھ مین لی بلبل کا پنجرہ لیا سیلی تاگے گھنگھرو ٹنکے سے آراستہ ہوا
اور دریا کو شناوری کرکے اِس پار آیا جہانگیر کنارے دریا کے شکار صحرا مین کھیل رہا تھا اُس فقیر نے
دیکھکر کہا داتا ظہور امعبود کا ہی شاہزادہ نے بھی کہا شاہ صاحب عشق اللہ ہی فقیر نے جواب دیا کہ

سدا راعشق ہی شہزادہ نے پوچھا کہ شاہ صاحب کہان سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا جہان سے سب آتے ہین شہزادہ نے کہا کہان کو جایئے گا کہان جہان سب جاینگے شاہزادہ نے کہا آپ کا استہل کہان ہے اُسنے جواب دیا کہ بیت

درویش روان رہے تو بہتر — آب دریا بھی تو بہتر

بجا فقیرون کا استہل کیا پوچھتا ہی شعر

فقیرون کا ماوا و مسکن کہان — جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا

غرض ایسی باتین درویشی کی کین کہ شہزادہ کمال ہی معتقد ہوا اور اُس سے کہا کہ شاہ جی مین سہر آبیہ فتح کرنے کو آیا ہون آپ دُعا دیجیے اور میری معشوقہ مجھسے جُدا ہی وہ ملجائے فقیر نے کہا بابا سہر آبیہ فتح ہونا مشکل ہو مگر معبود چاہیے گا تو تیرے سب کام بنجاینگے اور اے شہزادہ اس دریا مین ایک نہنگ ایک مقام پر رہتا ہی اگر اُسکو گرفتار کیجیے اور اُسکا خون اپنے پاس رکھیے اور وہ خون شہر آب پر ماریے گا تو وہ ماراجائے گا اور میرے ساتھ کوہ پر چلیے یا صبح کو آئیے گا مین تو وہان نہونگا کہ میری عبادت کا وقت ہو گا مگر وہ نہنگ اُس مقام سے نکلے گا کہ دریا وہان تک پہ کر گیا ہی بس اُسکی گرفتاری کی فکر کیجیے گا یہ باتین فقیر و شاہزادہ مین ہو رہی تھین کہ بہتر چابک بھی آیا اُسنے جو فقیر کو دیکھا نہایت حیران ہوا اور کان مین شہزادہ کے کہا کہ اے صاحبقران ذرا ہوشیار رہیے گا شہزادہ جہانگیر نے دل مین اپنے کہا کہ یہ ہر ایک کو بُرا سمجھتا ہی غرض خاموش ہو رہا اور پھر کر بارگاہ مین آیا شب کو آرام پذیر رہا جب نہنگ شعلہ تن مہر دریائے اخضر فلک مین آیا کہ شعر

کہ حسن صبح نے جب منھ دکھایا — لگین آنکھون سے نیندین ہوش آیا

صبح دم شہزادہ اُٹھکر یکہ و تنہا دامن کوہ مین کنارے دریا کے آیا وہان دیکھا تو ایک نہنگ پانی سے اُچھلا اور غوطہ مار گیا شہزادہ نے ہر چند جستجو اُسکی گرفتاری کی کی مگر ہاتھ نہ آیا ناچار یہ پھر آیا اور شب بھر اُسکے دھیان مین بیقرار رہا جب دوسرے دن ماہی زرین مہر کلان چرخ سے اُترا اور ستارے قلزم فلک مین ڈوب گئے کہ بیت

سبنے اختر چھپائے چشم جانان — نظر آسا نظر سے سبکی پنہان

اُسوقت نہنگ شعلہ تن فقیر بنا ہوا آیا اور اپنے پاس سے چارہ دیا کہ یہ دوڑ کے کانٹے مین

لگاتا مین جاتا ہون میری عبادت کا وقت ہے اُس نہنگ کے پاس ایک نہنگ کا خول چاندی کا
بنا ہوا ہے کہ اُسمین داخل ہوکر عیاری کرتا ہے غرض چپارہ دیکر یہ چلا گیا اور اُسی چاندی کے خولِ
نہنگ مین آکر داخل ہوا اور دریا مین شناوری کرتا ہوا چلا اُدھر شہزادہ کشتی پر آن بیٹھکر روانہ ہوا
نہنگ دریا مین ایک مقام پر آکر اُچھلا اور غائب ہوگیا شہزادہ اُسکو دیکھکر بےچین ہوگیا اور اُسنے
دوڑ ڈالی دیکھا تو وہ نہنگ پھنسا شہزادہ نے اُسکو دیر تک کھلایا پھر آہستہ آہستہ کھینچا جب
وہ قریب کشتی کے آیا شہزادہ جھکا کہ اُسکو گرفتار کرے پس دہن نہنگ سے دو ہاتھ پیدا ہوئے
اور حلقہ کمند کے گردن جہانگیر مین پڑے اور مُنھ مین نہنگ کے شہزادہ چلا گیا سبنے جانا کہ نہنگ
شہزادہ کو نگل گیا جو دو ایک آدمی کشتی پر تھے روتے ہوئے پھر آئے لیکن مہتر چالاک پہاڑ پر سے
یہ سب ماجرا کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے خیال کیا کہ عیاری ہوئی لشکر جہانگیر مین کہرام برپا ہوگیا تلاطم
پڑ گیا بحر غم جوش زن ہوا دریائے اشک کے چشمۂ چشم سے طغیانی ہوئی اُسوقت چالاک نے
ہر ایک کو تسکین دی اور کہا شہزادہ کو کون نگل جائے یہ بہت جلد ہر ایک کے یار ہو جاتے ہین اور
کیسے مین آجاتے ہین تم سب گھبراؤ نہین عیاری ہوئی ہے وہ فقیر جو آیا تھا اُسی کا یہ سب فتور ہے ابھی
اچھی طرح کچھ سمجھ مین میری آیا نہین ہے کہ اُسنے کیا تدبیر کی پس تم لوگ سب خاموش رہو شہزادہ زندہ ہے
اور قید ہے مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور ہو سکتا ہے تو اُسکو رہا بھی کرتا ہون یہ کہکر محمل گنبد نشین
کے پاس گنبد جہان نما آیا اور اُس سے سب احوال بیان کیا محمل نے کہا اے چالاک مین نے منع کیا تھا
کہ وہان نہ جاؤ شہزادہ نے نمانا یہ عیار رعد آفاق شاہ کا نہنگ شعلہ تن جسکا نام ہے اور یہ عیاری
اُسکی مشہور ہے پس اب صبر کرو جہانگیر سے وہان کا قیدی چھوٹتا نہین چالاک نے کہا اچھا یہ تو
بتلائیے کہ کوئی راستہ بھی اُس پار جانے کا ہے محمل نے کہا ہان ہے فلان صحرا سے اگر جائیے تو راستہ
ملے یہ سنکر چالاک رنگ روغن لگا شہد فروش کی ایسی شکل بنکر تیار ہوا جیسے کہ دہقانی کسان
ہوتے ہین باہر کے رہنے والے کہ ہاتھ بھر کا جوتا پہنا مرزائی گلے مین پہنی انگوچھا سر سے باندھا دھوتی
گھٹنون تک کی باندھی اور جس صحرا سے کہ محمل نے راستہ بتایا تھا اُسی طرف سے چلکر قلعہ سحر اسیہ
مین آیا شہر نہایت آباد پایا رعیت کو دلشاد پایا عمارتین مرتفع و بلند نہایت ارجمند تعمیر دیکھین صرافہ
تبازہ آراستہ پایا شہر کی سیر دیکھتا ہوا دارالامارۃ مین آیا دروازہ پر ہاتھی پالکی نالکی سامان شہر کی

سواریان استادہ تھین خادم خدمتگار استادہ تھے اور حاجب دربان قراولے رفاہی وغیرہ موجود تھے
پردۂ زنبوری پڑا تھا یہ آنکھ بچاکر اندر چلا گیا دیکھا کہ ملک سہراب تخت پر بیٹھا ہی اور نہنگ شعلہ تن
بھی موجود تھا اُسوقت مہتر چابک نے سامنے کھڑے ہوکر ملک سہراب کے شہد کی تعریف کی
کہ مین شہد خالص لیکر آیا ہون جسکو عسل مصفی کہتے ہین اور یہ درخت انجان پر کا شہد ہی میٹھا بے انتہا ہی چنانچہ
اسقدر تعریف شہد کی کہ بادشاہ اور سب مشتاق ہوئے اور کہا لاؤ دیکھین کیسا ہی اُسنے تھوڑا تھوڑا اسکو
چکھایا جب سبنے کھایا بیہوش ہوگئے چابک نے نہنگ کو بھی کھلایا تھا اور دُھوکا اسوجہ سے
اور بھی سب نے کھایا کہ جہانگیر کے ساتھ عیار کوئی نہین ہی یہ جانتے تھے غرض جب سب بیہوش ہوگئے
نہنگ کا پشتارہ چابک نے باندھا اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرے کہ اُسی وقت یاران جادو صفات
سہراب واسطے شکار کے گیا تھا آکر پہونچا چابک کو اور تو کچھ نہ بن پڑا نہنگ کو لیکر بھاگا اور باہر
نکلکر تنہائی مین لایا یہان سہراب وغیرہ کو یاران جادو نے ہوشیار کیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ
گذرا الحاصل سب سنبھلکر بیٹھے اور ادھر چابک نے صحرا مین ایک مقام پر نہنگ کو اپنی ایسی
صورت کا بنا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر پھر سامنے سہراب کے آیا اور کہا یہ عیار ہی جہانگیر کا
مجکو لے گیا تھا مگر مین فقرہ دیکر اُسکو لایا ہون اب اُسکو ابھی ابھی قتل کر ڈالنا چاہیے اور جہانگیر کو
بھی قتل کر ڈالنا چاہیے بلوائیے سہراب نے جہانگیر کو بھی بلوایا اور چابک نے نہنگ کو ہوشیار کیا
گلے مین اُسکے گبنہ عیاری کا ڈال دیا تھا اب بول تو سکتا نہین اشارے کرتا ہی اور سب اہل دربار اُسکو
چابک جانتے ہین اور چابک اُسکو مار رہا ہی مار پڑ رہی ہی لیکن آفاق نے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے
خیال کیا کہ دیکھون نہنگ گیا تھا سرسبز ہوا یا نہین اور اب کہان ہی بس اُسنے اوراق ساحری مین
دیکھا تو منہ اپنا پیٹ لیا اور کہا افسوس عیار میرا قید ہوگیا ہی جہانگیر کے عیار چابک نے قید کیا ہی اب
سہراب وغیرہ کو قتل کیا چاہتا ہی کوئی ساحر جلد یہان سے جائے گا اور نہنگ سہراب کو اُنکے
ہاتھ سے بچائے یہ حکم سنکر ضحاک مارگیر جادو بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ ہوا یہان
جب نہنگ کو بہت مار پڑی تو اُسنے اشارے سے کہا کہ اے چابک مین نے تیری اطاعت اختیار کی
اُسنے فوراً اسکو کھولدیا اور شراب پلا کر سب اہالیان محفل کو مع بادشاہ بیہوش کیا یعنی کہا کہ اے بادشاہ
مین سب کو شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا بادشاہ نے منظور کیا اُسنے شراب پلائی اور سب بیہوش ہوگئے

بس جہانگیر کو رہا کیا اور چاہا کہ سہراب کو قتل کرے کہ فلک پر سے نعرہ ہوا کہ منم ضحاک مارگیر اور آتے ہی
ایک سحر ایسا کیا کہ باران سحر آسمان سے برسا لیکن نہنگ تو رہا ہوتے ہی مطیع چابک ہو کر طرف آفاقیہ
کے بھاگا اور فرار ہو گیا مگر یہان سہراب وغیرہ سب ہوشیار ہوئے اور سہراب نے اُٹھکر تخت پر سے کہا
کہ لینا انکو یہ جانے نہ پائین اب جہانگیر پر بلوہ ہوا جہانگیر نے ایک آدھ کو مار کر تیغہ لیا اور لڑنا شروع کیا
بہتون کو مارا اور لڑتا ہوا باہر نکل آیا چابک بھی لڑ رہا تھا لیکن جب باہر نکلا بھاگا اور ملازمان جہانگیر
نے بھی خبر سُنی کہ جہانگیر اندر قلعہ کے لڑ رہا ہے بس جلد دریا مین کشتیان وغیرہ ڈالین بادنرم جادو
دسمرور وبیران بزور سحر اُڑکر اس پار آگئے لیکن سہراب بہت زبردست ہے اُسنے ایک سحر ایسا کیا
کہ سب کے دست و پا بے حس و حرکت ہو گئے اور اُسنے اژدرے بلوہ کیے ان سب کو گرفتار کر لیا
مہتر چابک وہان سے نکلگیا اور شناوری کر کے اس پار آیا لشکر کو کہ اسی ہزار کا تھا لیکر شکست
کھا کر پیچھے ہٹ گیا یہان سُہراب نے مع جہانگیر پھر سبکو قید کیا اب چابک نے صحرا مین آکر قرار لیا
اور روغن نفط وغیرہ لوہے کو ڈھال کر توپین بنا کر اُسمین بھرا اور گولہ بھی بنوائے اُسمین بیہوشی
بھری کہ جب وہ گولہ داغا جائے تو لشکر حریف مین جا کر شق ہو اور دھوان اُسکا بیہوشی پیدا کرے
اُن توپون کو گھوڑ چڑھی کر کے آپ ایک ساحر کی ایسی شکل بنا اور گولہ انداز جادو اپنا نام رکھا اور
اسی ہزار ساحر وہی لشکر کے ہمراہ لیکر مقابلہ مین سامنے قلعہ سہرابیہ کے سہراب شاہ کے آیا اور
ملک سہراب کو نامہ لکھا کہ ہمارے صاحبقران کو رہا کر دے ورنہ لشکر لیکر بیرون قلعہ آ تو احوال
سحر وساحری کا تجکو معلوم ہو سہراب کو جب یہ نامہ پہونچا وہ اپنا لشکر لیکر باہر قلعہ کے نکلا اور ڈٹا
رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سہراب روز نے منہ چھپایا اور لشکر انجم لیکر رستم ماہ میدان فلک مین آیا کہ شعر

ہوئی قسمت ستارون کی چمک پر	ہوا مہتاب پھر روشن فلک پر

سر شام طبل جنگ طرفین سے نوازش مین آیا کہ نظم

صدائے طبل جنگی سے بناگاہ	کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہے وقت جانفروشی	دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی
اجل کا صبح کو ہے گرم بازار	مقام آبرو ہے ہان خبردار
جدا ہو جائینگی روحین بدن سے	تنون کو زینتین ہونگی کفن سے

دونون لشکرون مین تیاری آلات حرب آغاز ہوئے ملک سہراب برائے جنگ اس بار دریا سے
اُتر آیا تھا سامنے لشکر چابک کے لشکر کا اتارا تھا جانور جھبٹکا ہونے لگے منتر جنتر پڑھے جانے لگے
تلوارون کی چمک خانہ تن مین آگ لگانے لگے آنکھون کے سامنے بجلی چمک جانے لگی تیر زبان درازی
کرنے لگے سن سن چلنے لگے پیکان کا ارادہ ہوا کہ جہرے بنکر دل مین گھر کرے نیزی سرکشی جتا کر سینون
کو توڑین گرزون نے کہا کہ ہم سر کچلنے پر تیار ہین کلہ زنی کے ارادے ہر بار ہین مختصر یہ کہ رات بھر
شور آفت زا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ گولہ مہر کا دہن سے مشرق کی توپ کے نکلا اور دھوان
شب کا برطرف ہوا کہ ابیات

مزاج صبح ہیجا کی بر آیا	رخ خورشید سے پردہ اُٹھایا
فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف	بڑھے میدان کو گردان پُر انصاف

تفیر سحر کو دم ملا چابک کی طرف سے لشکر مین کمربندی ہوئی میدان کارزار مین ہزاران جاہ و جلال آکر پہونچے
اس طرف سے ملک سہراب لشکر ساحران لیے کالا بھیرون کو للکارتا اژدرون کو اُڑاتا فوج لیکر جنگگاہ
مین آیا دلاورون نے لشکر کا پرا جمایا لیکن چابک نے یہ کیفیت کی کہ بیت

لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین	یہ چھپین گھبرا کے سب رہزن بدن مین

یعنی وہ توپین جو اسنے بنوائی ہین وہ مارنا شروع کین پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزارون ہیکلی توپ اور شترنال	لگی اُس سمت سے چھٹنے لو فی الحال
صدا سے جنگی کیا کہیے کہ یکسر	ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش	اڑے سر سے برنگ طائران ہوش
زمین سے آسمان تک کیا کہون یار	دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
کڑک کریان کا جاتا وہ اس دم	گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
وہ توپون سے تھا گولون کا نکلنا	وہان مارے سے من کا اُگلنا
برسنا سیکڑون گولون کا ہر بار	دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
دھوئین مین اسطرح اُڑ جائے رنجک	کہ جون بادل مین مارے برق چشمک
نکلنا توپ سے گولے کا رخشان	گھٹا مین جسطرح مہر درخشان

یہ گولہ سے سیم نکلے تھا شتابی	شب یلدا مین جون تیر شہابی

جسپہ وہ گولے ملک سہراب کے لشکر مین جاگرے شق ہوگئے اور اُسمین سے دُھوان ایسا
نکلکر پھیلا کہ یہ خاکدان تیرہ بالکل ظلمات ہوگیا اور بیہوشی ایسی وہان پھیلی کہ مع ملک سہراب
اور افسران لشکر وغیرہ سب بیہوش ہوگئے چالاک نے طبل فتح وظفر بجایا اور اُس لشکر پر جاپڑا قتل کرنے
کی کیا احتیاج تھی ہر ایک کو باندھ لیا اور اپنے لشکر مین لایا طبل آسائش بجوا کر پھرا اور اپنی بارگاہ مین
پہونچکر ان نامورون کو بلوا کر سبکو قید سخت مین گرفتار کرا کر ہوشیار کیا اور سوال اطاعت درمیان مین لایا
ملک سہراب نے اسوقت اُسکی اطاعت اختیار کی اور دل سے کہا کہ یہ شہزادہ صاحب اقبال ہے ضرور
کل ممالک کوکب کے قبضہ مین لائیگا پھر جان دینا بے کار ہے اطاعت کر لینا چاہیے غرضکہ سہراب
نے عرض کیا کہ اے مہتر ان چالاک عالیشان تا زندہ ایم بندہ ایم چالاک نے اُنکو قید سے رہا کر کے
خلعت دیا اُسنے شہزادہ جہانگیر کو اور بزم اور مسرور و بہران وغیرہ سبکو رہا کیا اور بعزت تمام ترلشکر مین
لایا جہانگیر کے قدمون پر سر اپنا جھکایا اور عرض کیا کہ خطا میری معاف فرمایئے جہانگیر نے اُسکو پھر
خلعت سے ملبس کیا یہ اپنے قلعہ مین شہزادہ کو لایا اور قلعہ کو بھی اُسکے قبضہ مین کر کے ڈھنڈھورا اُسکی
اطاعت کا پٹوایا دعوت بڑے دھوم سے کی کھانا عمدہ کھلایا ناچ دکھلایا جہانگیر نے ایک نامہ
افراسیاب جادو کو لکھا اور اُسمین سب حال اپنا مندرج کر کے لکھا کہ آپکے اقبال سے مین
یہانتک آپہونچا ہون اب آگے روانہ ہوتا ہون یہ نامہ ایک طایر سحر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا
جب افراسیاب کو نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے آگاہ ہوکر بہت خوش ہوا اور افراسیاب کا ایک اُستاد
اور ہے کہ وہ فقیری کرتا ہے اور نام اُسکا شہنشاہ پیر ہے بس افراسیاب اپنے مقام پر سے اُڑکر ایک
پہاڑ پر گیا طلسم باطن مین ایک پہاڑ ہے کہ وہان گنبد بنا ہے اور اُسی گنبد مین وہ شہنشاہ پیر رہتا ہے
چنانچہ جب یہ وہان جاکر پہونچا شہنشاہ پیر ہرن کی کھال بچھائے گنبد کے چبوترے پر بیٹھا تھا کہ
اُسنے آکر سلام کیا اور نامہ جہانگیر اُسکو دکھایا اور کہا اے گرو شہزادہ جہانگیر کوکب کے ملکون کو
فتح کرتا ہوا اسوقت یہانتک پہونچا ہے اب آپ جاکر اُسکی ذرا خبر لیجیے اور میری خوشی یہ ہے کہ اُسکی جاکر مدد
جا بجا کیجیے ابھی لوح طلسم اُسکو نہین ملی ہے جب لوح اُسکو ملے گی اُسوقت البتہ کسی کی مدد کی ضرورت
نہین اور ابھی تو امداد کرنا ضرور چاہیے شہنشاہ پیر نے کہا اچھا مین جاؤنگا افراسیاب یہ وعدہ

اُس سے لیکر واپس آیا اور فکر مین ہوا کہ جہانگیر کے لیے خلعت فاخرہ بھیجون لیکن فکر مین ہوا کہ ممالک
کوکب مین ہونچنا خلعت کا ذرا مشکل ہی تو توقف کرنا چاہیے غرض طائران سحر کے ہاتھ نامہ کا جواب
تو لکھکر بھیجدیا کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای صاحبقران سن شاباش مرحبا ہم تمھاری شجاعت کا حال
معلوم کر کے بہت خوشنود ہوئے سامری تمکو اسی طرح ہر مقام پر فتحیاب کرین ای شہزادہ اگر ہوسکتا ہی
تو عقب اس نامہ کے ہم خلعت فاخرہ بھی تمھارے لیے بھیجتا ہون یہ نامہ جب جہانگیر کو پہونچا یہ بھی
بہت خوشنود ہوا اور اب قصد آگے بڑھنے کا کیا اور اپنا لشکر کثیر جمع کیا اور نقارہ کوچ کا بجایا اور
جانب آفاقیہ کوچ کیا یہان ملک آفاق جادو مالک آفاقیہ نے کوکب کو لکھا کہ ای بادشاہ ہندوستان
درویش بوریا نشین کی جہانگیر سہرابیہ تک آگیا ہی آپ کو خبر لینا چاہیے یہ نامہ ایک چیلہ کو دیا کہ وہ
خدمت کوکب مین لایا بادشاہ قلعہ کوکبیہ مین تخت حکومت پر جلوہ گر تھا نامہ پہونچا مضمون
اُسکے آگاہ ہوکر بہت غمگین ہوا اور پریشان ہوا اور اُسکی عملداری مین ایک درویش رہتا ہی کہ نام
خضران صحرا نشین ہی اسنے اُسکو نامہ لکھا کہ ای عابد و پارسا آپ تکلیف فرما کر تشریف لے جائیے اور
درویش بوریا نشین کو سزا دیجیے معقول دین کہ اُسنے سیر سے ممالک کی بربادی چاہی ہی ملک خضران نے
نامہ پڑھکر اُسی وقت اپنے بوریے پر بیٹھا اور پڑھ طلسم انگلی سے اُسپر اُسنے لگایا کہ وہ بوریا اڑکر چلا اور
اُسطرف سے شہنشاہ بیرفرستادہ افراسیاب بھی روانہ ہوا لیکن جہانگیر با فوج کثیر کوچ کرکے
دس لاکھ ساحرون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوئے آفاقیہ پر آکر پہنچے
ملک آفاق نے جب سنا کہ جہانگیر مع لشکر کثیر آگیا اُسنے فوراً نفیر سحر کو دم دیا کہ لاکھ ساحرون کا لشکر
اُسی دم تیار ہوا دروازہ قلعہ کا اُسنے کھلوا دیا اور لشکر ہمراہ لیکر خود بھی باہر نکلا طبل و نقارے بجنے لگے
لکہ ہاے درنمایان ہوئے ساحران نامی اُنپر سوار تھے غرض اُس لشکر نے بھی آکر بارگاہ وخیام برپا
کرلیے اور مقابلہ مین شہزادہ جہانگیر کے اُترے ادھر جہانگیر کی بارگاہ استادہ ہوئی تمام لشکر اُترا
اُسمین بہت سے قلندریان ماریان رادمان کندلے سراپردے خیمے بارگاہین استادہ ہوئین
بازارین لشکر مین کھل گئین پیادون کی بستر لگے سوارون کی لین پڑی گھما گھمی شروع ہوئی لشکر یا
لشکر مین سنسنانے لگا ایک دن لشکر آسودہ ہوگیا جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ روز مہر افروز
مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا اور رخ گل کو شبنم کے دھونے کا زمانہ آیا کہ ابیات

گذارا دن ہوئی آخر کو جب شام　　　ملا خورشید کو مغرب مین آرام
نظر کی جانب خورشید انور　　　جھکا وہ بوسہ لینے کو زمین پر

سر شام طبل جنگ نواخت مین آیا شہزادہ نے بھی نقارہ حربی بجوایا تیاری جنگ طرفین سے آغاز ہوئی تلوار کا بیر خون پینے پر آمادہ ہوا مستعد جنگ ہر سوار و پیادہ ہوا کمین کمر کسنے لگے کہ ای بہادران اجل ہر ایک کو آنے والی ہے کرا ابیات

اگر فرصت کہان دام اجل سے　　　زمین مین آئیگا بام اجل سے
جو ہین مان باپ کے فرزند اصلی　　　شرافت پیشہ و دلبند اصلی
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر　　　نہین پھیرینگے منھ میدان مین جا کر
صف دشمن مین در آئینگے بیباک　　　تہ و بالا کرینگے ایک عالم
یہ سن سن کر شجاعان دلاور　　　گرجتے تھے بشکل رعد مضطر

غرض تمام رات کو سپہ خوانی ہو رہی تھی ڈنڈے جھومتے تھے نشے سے ہوئے دلیران بلند تھی بانکپن کی باتین ایسی ہوتی تھین کوئی کہتا تھا کہ کل ہم عدو کو لنڈا کر مارینگے کوئی کہتا تھا پہلے ہی وار مین سر دشمن اتارینگے اسی شور و غل و ہنگامہ مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ طشت فلک آفتاب نیزہ خط شعاع مین گھرا ہوا ابلق شب سے پیدا ہوا اور خنجر مہر میدان افلاک مین چمکا کہ ابیات

یہ باتین نہین کہ روئے صبح دیکھا　　　رہا باقی اثر تک بھی نہ شب کا
ستارے چرخ پر پنہان ہوئے سب　　　مبارز سب اٹھے آخر ہوئی شب

سپیدۂ صبح نمودار ہوا شہزادہ جلال شکوہ جہانگیر با اقبال لشکر لیکر وارد دشت مصاف ہوا جنگل فوجون سے بھر گیا الکھا سے اور سر پر چھپائے ہوئے دلاور لڑنے آئے ہوئے اسطرف سے آفاق جادو بھی تخت سحر پر سوار پس پشت کئی لاکھ ساحران جرار وارد میدان کارزار ہوئے علمون کو جلوہ ملا نقارہ ہائے دفین پر لگین نقیب نقابت کرکے ہٹے اسوقت آفاق نے اپنی جھولی سے سحر کی گرد مٹی نکالی اور اسکا ایک شیر بنایا سحر پڑھکر اسکو زندہ کیا کہ وہ مثل شیر ژیان کے قد آور ہوا کہ جسکو دیکھکر جگر خون کھاتا تھا اور شیر گردن جھکاتا تھا بس اس شیر کو حکم دیا کہ میدان مین جائے اور کام دشمنون کا تمام کرے وہ شیر گرجتا ہوا میدان مین آیا اسطرف سے برق جادو میدان مین گئی مگر اس شیر نے اسکو

نگل لیا اور اپنے لشکر مین لے جا کر اُگل دیا اسی طرح بہران و فیروز وغیرہ نکلے مگر گرفتار ہوے اُسوقت
درویش بوریا نشین آکر پہونچے اور جہانگیر سے کہا یہ ابر نشین نہایت زبردست ہی بس اُسنے کہا اے
ای شہزادہ اب پلٹ چلو شہزادہ طبل امان بجوا کر پھر آیا درویش نے ایک عمل شہزادہ کو تعلیم کیا اور رات
بھر اُسے پڑھوایا اور ایک انگوٹھی بنا کر دی کہ اسکو پہنو غرض جب دوسرے روز حلقۂ خاتم زرین مہر نگین
پر ضیائے آفتاب انگشت روزگار مین چمکا کہ بیت

رخ خورشید تھا پیشانی صاف	نظر آیا نگینہ اُسکا شفاف

صبحدم طبل جنگ بجوا کر جنگ فرد اسکے عوض مین بصد کر و فر جہانگیر نامور لشکر لیکر میدان مین آیا صبح کو
ملکہ آفاق بھی اُٹھی تھی وہ بھی نفیر سحر کو بجوا کر چڑھ دوڑے جہانگیر خود میدان مین نکلا اُسطرف سے
شیر ملکہ آفاق نے پھر بھیجا جیسے ہی شیر سحر تڑپ کر شہزادہ جہانگیر کو نگلنے آیا جہانگیر نے وہ انگوٹھی
درویش بوریا نشین کی دی ہوئی اُسپر کھینچ ماری شیر جلکر رہ گیا ملکہ آفاق نے پھر سحر کیا کہ آسمان سے
خرس ہا اُڑتے ہوئے اسطرح اُترے کہ جیسے خرس برستے ہین جہانگیر نے اُنپر بھی انگوٹھی کھینچ ماری
اور اُسوقت اور بلندی طالع جہانگیر دیکھیے کہ ملکہ گوہر جادو دختر ملکہ آفاق جادو ہی اور اسیر قیصر جادو
کہ جسکا ذکر اول ہو چکا ہی عاشق ہی اور گوہر جادو بھی اُسپر عاشق ہی اور اُس آفاق کے پاس ایک
لوح ہی کہ سحر اُسکی وجہ سے تاثیر نہین کرتا ہی اور تیغہ ملاکش بھی کوکب نے اُسکے پاس رکھوایا ہی یہ دونون
اشیائے نادرہ آفاق نے خزانے مین رکھے ہین گوہر خزانہ مین سے چرا لائی اور چاہا اُسنے کہ شہزادہ
جہانگیر پاس اُسکو بھیجون مگر حیران ہوئی کہ کیونکر بھیجون کون لیجائے اُسوقت نہنگ شعلہ تن
کہ بھاگ کر چلا آیا ہی مگر مطیع جاپک ہو چکا ہی اُسنے کہا اے ملکہ لاؤ مین دے آؤن گوہر نے اُسکو دیا
اُسنے صورت اپنی لڑنے والون کی ایسی بدلی اور میدان کارزار مین آکر شہزادہ کو وہ تیغہ اور لوح اُسنے
لا کر دی اُس ہنگامہ مین کسی نے اُسکو پہچانا نہین شہزادہ نے لوح کو تو گلے مین پہنا اور تیغہ ہاتھ مین
لیکر ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا نہنگ تو مخفی آیا تھا وہ تو چلا گیا اور اُسنے لڑنا شروع کیا دل
شہزادہ کا قوی ہوا غرض انگشتری ساحرون پر کھینچ ماری اور بہتون کو قتل کیا اور جلایا اُسوقت
عرصہ مین ایک ساحر ہزیر ابر نشین جادو نام شہزادہ پر آ پڑا اُسنے اسکو بھی تیغہ ملاکش سے دو ٹکڑے
کیا اور فوج ملکہ آفاق پر آ کر شہزادہ نے قتل کرنا شروع کیا قدرت کردگار سے ہزیر ابر نشین کی

فوج مین مسرور دبیران وغیرہ قید تھے وہ رہا ہوگئے اور لڑنے لگے اور وہ مرنے سے ہنر بند گئے رہا ہوئے غرض بار تلوار شہزادہ نامدار نے تہلکہ ڈالدیا یہ نقشہ ہوا کا ابیات

بکشیدند شمشیر و گرز آن سران | برآمیخت با ہم سپاہ گران
یکے گرد برخواست در دشت جنگ | کہ بگرفت ازان روئے خورشید رنگ
جہانگیر گردار جہاندار یاد | ستان دار نیزہ بدارندہ داد
برآہیخت گرز و برآورد جوش | ہوا گشت از آواز او پرخروش
بشمشیر ازان لشکر نامدار | تبہ کرد بسیار در کارزار
از آواز آن گرد سالار کش | ز بادیو جان و نہ با پیل ہش
فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل | ہمہ کشتہ بودند برچند میل

ملکہ آفاق کی فوج نے شکست فاش کھائی اور رو بفرار لائی اُسوقت آسمان پر ایک سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا کہ سنو درویش خضران صحرانشین اور اُسنے آتے ہی درویش بوریانشین کو للکارا کہ او بیہودہ غولی بڑا غضب کیا کہ کعبے کی محبت ترک کرکے اُسکے ممالک کو برباد کرانا چاہا اور جہانگیر کو یہانتک پہونچایا یارب تیرے کمال کا حال کھلیگا لشکر تو بھاگ گیا تھا ہی اب خضران نے نقش لکھکر اڑایا کہ جہانگیر لٹا اپنے لشکر کی طرف پھر اور درویش بوریانشین نے پھر کچھ عزیمت پڑھکر دستک دی کہ خضران کے بدن مین چنگاریان اُڑنے لگین اور خضران نے کچھ پڑھکر دستک دی کہ بوریانشین کی زبان بند ہوگئی اُسنے کچھ ہاتھون سے لکھا کہ زبان کھلی مگر خضران نے پھر ایک عزیمت پڑھی کہ جسکی تاثیر سے ہاتھ اپنے باندھکر بوریانشین خضران کے پاس آکر حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ مشکین باندھلو اُسکی مشکین باندھلین اور ایک قفس آہنی طلب کرکے اُسمین اُسکو بند کیا اور ملکہ آفاق کو میدان جنگگاہ سے لیکر پھرا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جہانگیر بھی پھرکر اپنی بارگاہ مین آیا اور مہتر چالاک لکرمین عیاری کے لشکر سے نکلا یہان خضران جب دربار مین بیٹھا بوریانشین کے قفس کو سامنے بلواکر عتاب و خطاب کرنے لگا کہ کیون اسی منھ پر دعوی فقیری بوریانشین نے اُسوقت آہ کی اور دم نکلگیا اُسوقت خضران کو ملال ہوا اور خبر ہلکارون نے جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر اُسی وقت تیغہ پکڑکر اُٹھا کہ ابھی جاکر اُس خضران کو

مارونگا اور وہان آفاق سے خضران نے کہا کہ اوراق سامری مین دیکھیے تو کہ آپ کے خزانہ سے
لوح اور تیغہ کسنے جہانگیر کو بھجوایا اُسوقت اوراق آفاق نے طلب کیے تھے کہ خبر ہوئی جہانگیر لشکر
لیے آتا ہی اوراق کا دیکھنا موقوف رکھا اور خضران غصہ مین اُٹھا کہ ابھی جاکر اُسکا علاج کرتا ہون
یہ کہکر غائب ہوگیا اور آفاق نے چاہا کہ لشکر اپنا تیار کرون کہ آواز آئی ای آفاق تو تماشا دور سے
دیکھ تیرے لشکر کی کچھ ضرورت نہین آفاق دربارگاہ پر آکر ٹھہر رہی اور اُدھر جہانگیر جو اُٹھکر چلا تھا
تو لشکر بھی فرط محبت سے کمر باندھکر چلا تھا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک دریا پیدا ہوا اور
اہالیان لشکر جہانگیر اُس دریا مین گرکر مچھلیان بنگیے سارا لشکر اُسی آفت مین مبتلا ہوا مگر جہانگیر
کھڑا ہی اور پانی بڑھتا آتا ہی یہان جہانگیر جہان ایک ٹاپو بنگیا ہی اور جہانگیر کے گلے مین لوح پڑی ہی
اُسکی ہی برکت ہی کہ پانی پاس نہین آتا ہی مگر جسطرف جانے کا قصد کرتا ہی زمین کو زلزلہ ہوتا ہی اب
مرکب پر سے جہانگیر اُتر پڑا ہی اور پانی کے سبب سے کہین رستہ نہین ملتا ہی کہ دریا سے نہنگ پیدا
ہوا اور منھ کھولکر جانب جہانگیر چلا اب یہ حیران ہوا کہ مین کدھر جاؤن کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا
اور نعرہ ہوا کہ سنم شہنشاہ پیر ای جہانگیر گھبرانا نہین مین آپہونچا لوح کھینچ مار اور تیغہ برہنہ کرکے
نہنگ کے سر پر مار دے مگر قبضہ ہاتھ سے چھوڑ دینا سر اُٹھاکر جہانگیر نے جو دیکھا تو ایک پیر کو دیکھا
کہ وہ یہ آواز دے رہا ہی بس جہانگیر گھبرایا ہوا تھا اور شہنشاہ پیر کو پہچانتا نہ تھا صرف نامہ مین نام
لکھا دیکھا تھا کہ شہنشاہ پیر آتا ہی تیری مدد کو پس جہانگیر نے لوح اور تیغہ نہنگ پر کھینچ مارا جیسے
لوح اور تیغہ زمین پر گرا اُسے نہنگ نے نگل لیا اور اُس پیر نے وہین سے قہقہہ مارا اور آواز دی
کہ ای جہانگیر سنم خضران صحرانشین دیکھ اسطرح لوح اور تیغہ چھین لیتے ہین یہ کہکر اُسی نہنگ کو
اشارہ کیا کہ اُسنے جہانگیر کو بھی نگل لیا تمام لشکر کو تو اُسی بلا مین چھوڑا یعنی مچھلیان بنا ہوا لیکن
جہانگیر کو گرفتار کرکے دربار مین آفاق کے آیا اُسوقت خبر ہوئی کہ ایک کلانوت آیا ہی قبر سامری سے
خضران نے اُسکو اندر بلوا لیا دیکھا کہ ایک نوجوان حسین ہی عمدہ لباس پہنے ہی آکر وہ دربار مین بیٹھا
اور چند چیزین ایسی اُسنے بین مین بجائین کہ تمام اہل دربار وجد مین آگئے اور خضران بھی بہت خوش ہو
اور کہا آپ نہایت کامل ہین اب مین رات کو جلسہ جماکے آپ کو سنون گا یہ کہکر نہایت دلداری سے
آپ کو بٹھلایا اور حکم تیاری جشن دیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک نی نواز نہایت عمدہ آیا ہی یہ

خبر سنکر نہنگ شعلہ تن بھی آیا اور اُسنے پہچانا کہ یہ عمر چابک ہے بس اُسنے بیہوشی شراب مین ملانے کا
انتظام کیا کیونکہ یہ مطیع چابک ہوچکا تھا جب دائرہ ماہ فلک پر نمودار ہوا ابیات

کہ سنبل مردمک شام سیہ رنگ	بسان اشتیاق صاحب ننگ
ہوئی ظاہر مگر باطرز محبوب	کشیدہ دل ہوا ایسا حسن مرغوب

شام کو شمع و چراغ روشن ہوئی بزم نفیس آراستہ ہوئی لیکن خضران نے اوراق سامری اُسوقت
دیکھے اور کہا ای آفاق تمہاری بیٹی ملکہ گوہر نے لوح اور تیغ تمہارے خزانہ سے چرا کر شہزادہ
جہانگیر کو بھجوایا ہے اور نہنگ عیار دے آیا ہے اور یہ گلا نوت چابک عیار ہے یہ کہکر ایک پری چمکائی
کہ چابک و نہنگ دونون پنجرون مین بند ہوگئے اور کہا جہانگیر کو لاؤ مین ابھی قتل کردونگا اب تو
بارگاہ و لشکر وغیرہ مین تہلکہ و ہنگامہ پڑا کہ میان وہ گلا نوت عیار نکلا دیکھو کیا رہتا ہے میدان خونی
اُسی وقت تیار رہوا جلاد حاضر ہوئے سب کو زیر تیغ مع جہانگیر بٹھلایا جہانگیر کو یقین مرگ ہوا
آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اُسوقت روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ ہم شہنشاہ پیر اُستاد
افراسیاب اور پانچ سو چیلون سے آکر پہونچا اور چابک و نہنگ و جہانگیر کو چند پنجہ بھیجکر اُسنے
اُٹھوا لیا اور خضران پر کچھ عمل پڑھکر اُسنے دستک دی کہ وہ چپ بیٹھا رہا پنجون کو غضب نے دیا
مجرمون کو روکا نہین پھر جو ہوش آیا اُسنے بھی کچھ پڑھکر پھونکا کہ شہنشاہ پیر روئے ہوا سے
نیچے اُتر آیا مگر سنبھلگیا اور ایسا کچھ اُسنے پڑھکر پھونکا کہ خضران اور آفاق کے بدن مین آگ
ازخود لگ گئی اور یہ جلکر خاکستر ہوگئے درویش بوریا نشین کی لاش کو تو شہنشاہ پیر نے گڑوا دیا اور
اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ فلک اخضر کی بحر مین ماہی زرین مہر شناوری پذیر ہوئی کہ

بیت صدائے رحمت آئی ہر زمان سے	ردائے نور پھیلی آسمان سے

صبح تک وہ دریا خضران کا بنایا ہوا مرنے سے خضران کے غائب ہوگیا لشکری سب جو مچھلیون سے
انسان ہوئے شہر آفاقیہ مین بھی عملداری جہانگیر کی ہوگئی قیصر جادو حاکم شہر قیصریہ جہان کا
رہنے والا اور دوست بوریا نشین تھا چنانچہ وہ قیصر بھی یہان آکر پہونچا شہزادہ جہانگیر نے ملکہ
گوہر دختر آفاق کی شادی اُس قیصر کے ساتھ کی عاشق و معشوق باہم ملے نہنگ کو خلعت
دیا یہ شاگرد چابک تیز رفتار رہا جہانگیر چند روز یہان رہکر لشکر تیار کرکے اب آگے کو روانہ ہوا اور

شہنشاہ پیر نے کہا کہ ای شہزادہ جہانگیر وہ لوح طلسم جو طلسم ہزار برج مین تھی اگر وہ ملتی تو البتہ طلسم فتح ہوتا لیکن اسکا پتا نہین کہ کہان ہی شہر آفاقیہ پر اب شہزادہ جہانگیر کے پاس بہت بڑا مجمع ہی کئی لاکھ ساحر جمع ہین کئی قلعہ تسخیر ہو چکی ہین قلعہ انجم حصار سے تا بہ قیصرہ یہ سب قبضہ مین ہی اور سرور شاہ و بہران وغیرہ سب مطیع ہین اب آگے اُس مقام سے قلعۂ بدخشانیہ ہی یہان سے بارہ کوس پر مگر نہایت سخت وصعب جگہ ہی اور بہت دشوار ہی اور ایک روایت سے صاحب دفتر کی معلوم ہوتا ہی کہ عمر نے لوح ہزار برج سے لاکے کوکب کے حوالہ کی اُسنے قلعہ بدخشانیہ مین رکھوائی ہی غرض جہانگیر بہ کرّ و فر تمام جانب قلعہ مذکور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مرحلہ پیمائی کرکے دوسرے دن سامنے قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا کہ قلعہ مذکور بالکل طلائی احمر کا ہی اور دروازہ اُسکا بند ہی سر قلعہ پر ایک پتلی جواہر نگار رکھی ہی نہایت تکلف کی آراستہ ہی اور اُسکے سر پر طائر جواہر کے بیٹھے ہین جہانگیر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ سامنے اِس قلعہ کے جائیے وہ گنہگار حسب الارشاد شاہزادہ نامدار سامنے قلعہ کے آیا جیسے سامنے قلعہ کے پہونچا پتلی نے آواز دی کہ افسوس افسوس افسوس اور اسکی جانب نگاہ ڈالی کہ وہ گنہگار دہر دہر جلنے لگا جلکر خاک ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر شہنشاہ پیر نے شہزادہ سے کہا [illegible] خبردار آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا چلو اب ہٹ چلو شہزادہ نے نمانا اور کہا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر وہان خیمہ کیا دوسرے روز جب دریچۂ خاور سے آفتاب زرین شعاع نے سر بدر کیا کہ بیت

ستارون سے قمر نے ہاتھ دھویا		سحر نے جلوۂ مہتاب کھویا	

صبحدم اپنے مقام سے جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر ملکہ بزم جادو اُڑتی ہوئی سامنے اُس قلعہ کے آئی پتلی نے افسوس کہکر نگاہ ڈالی بزم بھی جلکر خاکستر ہوئی اُسکے ساتھ والے ساحر بہت سے گئے اور جلکر خاک ہوئے ملکہ خورشید جو پدر جہانگیر کا ہی وہ اپنا تخت بڑھا لے گیا وہ بھی جلکر خاک ہو گیا جہانگیر اُسکے غم مین خوب رویا ساحرون نے اُس پتلی پر ہزارون نارنج و ترنج مارے کچھ اثر پذیر نہوئی اور ہزارون ساحر جلکر خاک ہوئے جہانگیر نے غم مین اپنے باپ کے لباس سیاہ پہنا اُسوقت مہجبین نے آئینہ از سرتاپا ایک کپڑے پر سی کے اپنے جسم پر لگائے اور اپنے چہرے پر نقاب ڈالکر سامنے اُس قلعہ کے مرکب پر سوار ہوکر آیا اور اُن آئینون پر ایک کپڑا اُسنے ڈال لیا وہ کپڑا سامنے اُس پتلی کے

اگر اوسنے اُلٹ دیا پتلی نے جو اپنا چہرہ اُن آئینون مین دیکھا خود اُسی کے جسم مین آگ لگی اور دہر دہر
جلکر خاکستر ہوگئی اُسوقت چابک نے نعرہ کیا کہ منم مہتر چابک تیز رفتار سبنے بہت تعریف کی اور
پہچانا کہ یہ چابک ہی کس لیے کہ پہلے بسبب اسکے نہ پہچانا تھا کہ چابک مُنھ پر نقاب ڈالے ہوئے تھا
جہانگیر یہ کیفیت دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور لشکر لیکر اپنے مقام فرودگاہ پر آیا لشکر نے کھولی آسودہ ہوا
لیکن شاہزادہ جہانگیر غم مین اپنے پدر مصنوعی کے کہ جو خورشید جادو تھا سیاہ پوش ہوا خمخانہ ماتم کا
جرعہ نوش ہوا اُسطرف بدخشان جادو حاکم قلعہ بدخشانیہ نے جب سُنا کہ پتلی جو سر قلعہ پر نصب تھی
اُسکو عیار جہانگیر نے جلا دیا بڑا اُسکو صدمہ ہوا اور حیرت بھی بہت ہوئی کہ بھئی واہ کیا کمال کیا ہی صنع ہو
کہ اس پتلی پر بھی طلسم بندھا ہوا تھا کہ جو کوئی اسکی صورت دیکھے جلجائے پس چابک کو عیاری خواجہ
عمر بن اُمیہ ضمری کی یاد آئی اُسنے ہفت در بند فرعونیہ کا وقایع دیکھا تھا اور وہان کا وقائع یہ ہی
کہ ایک کافر جاسر ہوتا ہی ساحر مشمش نام اُسنے کئی شخصون کے چہرے پر طلسم سطرح کا باندھا تھا کہ
جو انکی صورت کو دیکھے وہ ہنسنے لگے اور رونے لگے اور وہ شخص نقابدار بنے رہتے تھے اور نام اُسکا
نقابدار گریان اور خندان تھا چنانچہ خواجہ نے بھی اسی طرح سر سے پا تک آئینے اپنے جسم پر لگائے
اور اُسکے مقابلے مین جا کر آئینون پر سے پوشش اُلٹ دی نقابدار خندان مقابلہ حریف مین
جب آتا تھا نقاب چہرے سے اُلٹ کر کہتا تھا کہ مصرعہ بر من نگر بر من نگر شاید کہ بشناسی مرا انھون نے
بھی وہ پوشش آئینون پر کی اُلٹ کے یہی کہا اور نقابدار نے جو آئینہ مین اپنی صورت کو دیکھا خود بھی
ہنسنا شروع کیا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا آخر مر گیا اور ہنسی نہ تھمی بس ویسے ہی چابک نے
بھی عیاری کی خلاصہ کلام بعد رنج بسیار بدخشان جادو کئی ہزار فوج ساحران جرار لیکر قلعہ کا دروازہ
کھولکر باہر نکلا اور بارگاہ استادہ کرائی دن بھر توقف پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نگین بدخشانی آفتاب
حلقۂ مغرب مین جڑا گیا اور سنگ اسود رنگ شب ہمسنگ عالم ہوا کہ ابیات

کہ روئے قمر کا ہلکا ہوا رنگ	گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈھک تہ سنگ
جبین شام نے بخشی سیاہی	مزاج روز پر آئی تباہی

سر شام طبل جنگ بدخشان ناکام نے بجوایا مہتر چابک نے آکر خبر عرض کی جہانگیر نے بھی حکم دیا
کہ نفیر سحر کو دم بلا تیاری آلات حرب وضرب شروع ہوئی شب تیرہ مثل خون ہوائیان سیاہ تھے

اس شب کو تیاری سپاہ تھی یا تیغ آبدار کی چمک شمع تھی جس پر پروانہ جان نثار ہوا چاہتی تھی گھڑیال ساحر چلاتے تھے خوک جھٹکا ہوتے تھے مرچیں جلتی تھیں چار پہر رات شور و ہنگامہ سپاہ زر بر پا رہا جب تیغ مہر کو ترک روز نے حمائل کیا کہ قطعہ

ہوئی صبح قیامت جب نمودار　ہوئے طیار بہر جنگ و پیکار
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج　گئے تو قلزم ہستی کی تھی موج
سبھی بر سر خونریزی و جنگ　چلا ہر سمت سے وہ شور آہنگ
ادھر یہ اور ادھر وہ صاحب ننگ　ہوئے دونوں مقابل بر سر جنگ
صفیں دونوں ہوئیں آراستہ جب　کہ لڑنے کے سوا بنتی نہیں اب
دو جانب سے نقیبان سرفراز　نکل کر بولے ای مردان جانباز
[illegible] آج یاں طعمہ چشنک ہی　نمک کے کھائے تو شرط نمک ہی
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے　کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے
کرو اب تیغ خون آشام روشن　کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
تمھارا جنگ میں ہو نام نکوئی　کرو میدان میں اپنی سرخروئی

یہ نقیبان بلند آواز سنا کر بہادر چھوٹنے لگے قبضہ شمشیر پر ہاتھ لگے ساحر وغیرہ جوش میں آئے دل دونکے خروش میں آئے لیکن ایک ایک سے لڑنا فضول سمجھ کر بدخشان جادو و فوج اپنی لشکر [illegible] ہوا تیغ ناریل وغیرہ چلنے لگے جیسے گولے برستے تھے دھوان اٹھنے لگا شعلے چمکنے لگے تیغ سحر کی بجلی چمکنے لگی ایک طرف سے برق شمشیر چمک رہی تھی ملک الموت کی گرم بازاری تھی خون برستا تھا [illegible] برا ہوا تھا دھڑ دھڑ پر مردے پر مردہ پڑا ہوا تھا کا تلوار کا بلند تھا چقا چاق [illegible] و نعرہ دلیران سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی وہ رن پڑا تھا کہ جنگل لاشوں سے پٹ گیا تھا زاغ و زغن یقین [illegible] طعمہ [illegible] کر [illegible] لیا تھا

خروش سواران و گرد سپاہ　چو شب گرد گیتی نہان گشت ماہ
درخشیدن تیغ الماس گون　سنانہائے آہار دادہ بخون
تو گفتی کہ برشد ز گیتی بخار　برافروختہ زان آتشی کارزار

زمین کوہ گشت از کران تا کران	ز کشتہ فگندہ بہر سو سران
سر دشمن از جنگ برگشتہ بود	ہمہ غار و ہامون پر از کشتہ بود

خوب تلوار چلی جہانگیر لبسان شیر گرسنہ قتل کرتا ہوا اُس فوج مین جاتا تھا تیغۂ بلاکش کے سبب سے
سحر اُسپر اثر نہ کرتا تھا ہزارون کو خاک و خون مین غلطان کردیا اور خواب عدم مین سلادیا اور جب کوئی
سحر بدخشان جادو تازہ تیار کرکے کرتا تو شہنشاہ پیرگرد افراسیاب کا اُسکو نقش تعویذ وغیرہ سے
مٹا دیتا تھا قریب تھا کہ بدخشان شکست فاش کھاکر رو بفرار لائے کہ یکایک بروئے ہوا نعرہ ہوا
کہ منم زلزلہ سحر ساز کنیز کوکب روشن ضمیر اے بدخشان گھبراتا نہین مین آپہونچی اور اُسنے آتے ہی
ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین مین زلزلہ پیدا ہوا تھرانے لگی کشتی ارض وغیرا ڈگمگانے لگی تمام
لشکر جہانگیر کا زمین مین غرق ہونے لگا اُسوقت شہنشاہ پیر نے چند نقش لکھکر زمین پر پھینکے کہ
زلزلہ موقوف ہوا اور لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا اُسوقت زلزلہ نے ایک مالا موتیون کا اپنے گلے
سے اُتار کر دانے اُسکے دست راست و چپ کی طرف پھینکدیے بعد لمحہ کے ایک جانب سے شیر
ایک جانب سے خرس پیدا ہوئے اور اُنھون نے آتے ہی لشکر جہانگیر کو تباہ کرنا شروع کیا اور اُنپر
حربہ بھی تاثیر نہین کرتا تھا سوائے تیغہ بلاکش کے اور کسی سے وہ مارے نہین جاتے تھے اور ایک
طائر سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم سحر کوکب اور اُسنے آتے ہی جسپر اپنا
عکس ڈالا وہ جلکر رہگیا فوج جہانگیر تباہ ہونے لگی ہزارون ساحر جلکر رہگیا ہزارون تو اُس طائر نے
مارے اور ہزارون شیر اور خرسون نے تباہ کیے جہانگیر اکیلا اُن خرسون اور شیرون کو روکتا ہی
اور قتل کرتا ہی اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک نقش لکھکر سمت صحرا پھینکا کہ ہزارہا کرگس پیدا ہوئے
اور آکر اُن خرسون سے لڑنا شروع کیا اور شیرون سے بھی مقابلہ پذیر ہوئے کہ لشکر جہانگیر نے
کسی قدر فرصت پائی اب اور کیفیت سُنیے اُس جنگ مین ایک طرف مہتر چابک کھڑا ہوا تھا
زلزلہ نے اُسکو جو دیکھا جھپٹ کر اُسپر گری اور پنجہ مین داب کر لیچلی جب کسی قدر بلند ہوئی چابک
نے بچالاکی تمام اُسکے مُنھ پر چاب مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اور زمین پر گری چابک نے اُسکے پنجہ
سے چھوٹ کر ایک خنجر اُسپر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا تاریکی ہوگئی اور آواز آئی کہ مارا زلزلہ سحر ساز جادو
کو چابک کی تعریف بہت جہانگیر نے کی وہ شیر و خرس غائب ہوگئے مگر اب اُس جانور نے قیامت

برپا کر رکھی ہی بہت سے ساحرون کو جلا دیا ہی اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک خیمہ منگوایا اور اُسکو
استادہ کرایا اور اپنی صورت نجس کو اُس طائر کو دکھلا کر اور بھاگ کر اُس خیمہ مین اپنے تئین پہونچایا
اور وہان ایک دام لگا یا اپنے سحر کا طائر اُسکے تجسس مین اُس خیمہ کے اوپر آکر ٹھرایا اُسنے جال سحر کا
مارا اور ایک روایت سے یہ بھی بیان کیا گیا ہی کہ شہنشاہ پیر نے اپنے سحر سے ایک چشمہ بنایا اور
اپنی صورت طائر کو دکھلا کر اُس پانی مین در آیا وہ چڑیا بھی اُس پانی پر اُسکی صورت دیکھکر آئی
اور پانی مین اپنے تئین گرا دیا شہنشاہ پیر نے اُسکو جال مارا اور پھنسا لیا اور گرفتار کرکے اُس
چشمہ سے نکلا اب لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا بدخشان جادو شکست کھا کر وہان سے رو بفرار
لایا اور وہان سے چند فرسخ پر ایک دریا کے قریب ایک گنبد ہی کہ نام اُسکا گنبد محفوظ ہی وہان آکر
ٹھرا اِس گنبد کے گرداگرد دریا بہتا ہی بدخشان جادو جب وہان پہونچا اُسنے کوکب کو عریضہ تحریر
کیا کہ اے بادشاہ جلد خبر لیجیے مین شکست کھا کر گنبد محفوظ مین آگیا ہون قلعہ بدخشان چھوٹ گیا ہی
جہانگیر نے آفت برپا کی ہی یہ عریضہ طائر سحر کی گردن مین باندھکر روانہ کیا جب کوکب کے پاس یہ
عرضی پہونچی سخت پریشان ہوا اور برہمن کو لکھا کہ جلد جا کر بدخشان کی مدد کرو برہمن وہین تنِ
بغضب تمامتر چلا اور یہان قریب آکر دریا کے ایک خیمہ استادہ کرکے شہنشاہ پیر کو ایک نامہ لکھا
کہ او دیوزادہ گرگ بیحیا جلد میرے پاس آکر حاضر ہو ورنہ سزا اُسے معقول دونگا جب پیلا یہ نامہ لیکر شہنشاہ
کے پاس آیا اُسکو کچھ بن نہ پڑا اُسی وقت حاضر ہوا جب برہمن کے پاس یہ آکر پہونچا برہمن نے ایک
بوٹی شہنشاہ پیر کے پیرہن مین لگا دی کہ شہنشاہ مثل شمع کے جلکر رہگیا برہمن نے خاک اُسکی
روئے ہوا مین برباد کردی اور بدخشان جادو سے کہلا بھیجا کہ تم اس گنبد مین بیٹھو اور ایک سحر ایسا
کیا کہ گنبد کے گرد آگ روشن ہوگئی پس یہ تدبیر کرکے برہمن چلا گیا اور اُدھر جہانگیر نے جو حال شہنشاہ
سنا بہت رویا اور لشکر لیکر چلا جب یہان آکر پہونچا گنبد تک نجا سکا ایک دن مہتر چابک نے کہا کہ مین
تدبیر کرتا ہون پس اُسنے ایک مچھلی بہت بڑی بنائی اور اُسمین جہانگیر و مسرور و بہران وغیرہ کو بٹھایا
اور اُس مچھلی کو دریا مین چھوڑ دیا کہ وہ بہتی ہوئی چلی یہانتک کہ بدخشان جادو گنبد کے کنارے سے کر
دریا مین شکار کھیل رہا تھا کہ یہ مچھلی پھنسی اُسنے بدقت تمام اُسکو کھینچا جب باہر کھینچکر نکالا مچھلی کے
دہن کے اندر سے راستہ چابک نے رکھا تھا سب سردار باہر نکل آئے اور تلوار کھینچی وہان

بدخشان جادو نے بھی لڑنا شروع کیا مگر تیغہ بلاکش سے کچھ بس نہ چلا آخر ہاتھ سے جہانگیر کے مارا گیا
اور ساحر بھی ہلاک ہوئے گنبد سے بہت سے ساحر روبفرار لائے وہ مقام پاک وصاف ہوا یہان
کوکب اپنے قلعہ مین داخل ہو کہ لاش ملازم بدخشان بدخشان جادو کی اُسکے سامنے لائے کس لیے کہ
بھاگتے وقت بدقت تمام لاش اُسکی اُٹھالی تھی چنانچہ جب سامنے کوکب کے لاش لائے پکارے کہ
ای شہنشاہ طلسم نورافشان گنبد محفوظ مین بدخشان جادو مارا گیا کوکب کو یہ حال سنکر نہایت صدمہ
ہوا اور اُسنے پنجہ بھیجکر عمر کو لشکر سے اُٹھوا منگوایا اور اُس سے یہ سب حال کہا عمر نے کہا مین اب وہان
ضرور جاؤنگا اور عمر نے پھر پنجہ بھیجا اور لشکر سے مع بیس ہزار کنیزون کے ملکہ بہار کو بلوایا اور کوکب
نے ایک ساحر مکدر جادو کو بھی حکم دیا کہ تم بھی جاؤ وہ بھی یہان سے روانہ ہوا اِدھر افراسیاب نے
یہ خبرین سب سُنی شہنشاہ بیرے کے مرنے کا رنج کیا مگر اسقدر قلعہ کوکب کی جو فتح ہوا ہی تو اُسکو خوشی
ہوئی اور بیابان تاریک کی طرف سے کہ جدھر سے جہانگیر آیا ہی راستہ تو کھل ہی گیا ہی اُسنے دو ساحر
شبح ظلماتی جادو و بہمن ظلماتی جادو کو حکم دیا کہ تم جہانگیر کے پاس جاؤ یہ بھی دونون کوچ کرکے
روانہ ہوئے اور قریب قلعہ زرافشان آئے اور زرافشان یہ گنبد محفوظ کے بھی آگئے ہی اور
زرافشان جادو بھی فوج لیکر باہر قلعہ کے نکلا اُدھر خواجہ بھی مع ملکہ بہار کے آکر پہونچا اور مکدر جادو
بھی تین لاکھ جادوگر سے آئی یہان خواجہ نے کہا کہ اب مین دربار مین جہانگیر کے جاتا ہون اور اُسکو
سمجھاتا ہون اگر مان لیا تو بہتر ہی نہین تیغہ اور لوح چھین لونگا مکدر جادو نے منع بھی کیا نمانا اور
یہان سے طرف بارگاہ جہانگیر کے روانہ ہوئے جہانگیر کو خبر ہوئی اُسنے سردار بہر استقبال بھیجے خواجہ نے
آکر صاحب سلامت کی اُسنے بہت اعزاز سے بٹھایا اور کہا کہ آپ کہان تشریف لائے اُنھون نے کہا
کہ ای جہانگیر مین تمکو سمجھانے آیا ہون کہ تمنے بہت ظلم کیا ہی اب مناسب ہی کہ پھر جاؤ بس اب
زیادہ ستانا اچھا نہین اور تمھاری پیشانی پر خال سبز رگ ہاشمی ہو نشانیان تم مین اولاد حمزہ کی
پاتا ہون تم بہت پچھتاؤگے کوکب کے ممالک جو برباد کروگے یقینی تم فرزند حمزہ ہو اور کوکب ہمارا
طرفدار ہو تمکو لازم ہی کہ اس حال کی تحقیق کرو جہانگیر نے کہا اب بغیر قتل کوکب مین کب پھرتا ہون عمر
نے کہا خیر تمھین اختیار ہو اُسوقت چالاک بھی خواجہ کے قریب آیا اور باتون باتون مین عیاریان کرنے لگا
آخر عمر یہ کہکر اُٹھا کہ آج جہانگیر کو مین پکڑ لیجاؤنگا خبردار خوب ہوشیاری رکھنا چالاک نے کہا

گر گیا مجال غرض عمر تو چلا آیا اور شام کو ذکر کرنے لگا اُدھر حباب ساحر سامنے مکدر کے ایک ساحر کی ایسی
صورت بنکر گیا اور کہا اے مکدر مین نامہ کوکب لایا ہون الگ چلیے تو دون وہ علیحدہ آیا اُسنے اُسکو
حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی مقام پر چھپا دیا اور آپ اُسی
کی ایسی صورت بنکر اُسی مقام پر بیٹھ رہا اور اُسطرف جہانگیر دریا کے کنارے بیٹھا تھا کہ روبرو ہوا سے
ایک نازنین اُتری جو نہایت حسینہ و جمیلہ تھی کہ جسکی شان مین یہ کبت لکھنا زیبا ہے کبت

سندر روپ سروپ نہا من یون لیجی جیسے انگ مین سیجیے
پان کھوات مہارا دہارس چاہے تو چندر کو دیکھے نہ دیجیے
جیون مور سو جیون کی چھب دیکھی دکھے چھب دیکھے ہی سنیجیے
ٹک اور بنا دے سنے نہ سنے ٹھگ بیٹھے ہی ملہ کو دیکھا ہی سیجیے

بس اُس گلبدن نے بعد نزاکت کہا کہ ستم زستادہ افراسیاب یہ کہکر نامہ ایک اپنی کمر سے نکالکر
جہانگیر کو دیا جہانگیر نے وہ نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے صاحبقران من یہ کنیز ہمنے تمھاری خدمت
کے لیے بھیجی ہے جہانگیر صورت زیبا اُسکی دیکھکر عاشق ہو گیا اور اُسی وقت دربار سے اُٹھکر الگ خیمہ مین
اُسکو لایا اُس نازنین کو مسند پر بیٹھایا اور چاہا کہ دست اندازی اُسپر کرون اُسنے ناک بھون
تیوری چڑھائی پھر مُنھ پھیر کر مسکرائی اور کہا لو اور سنو شہنشاہ نے مجکو کیا اسی لیے بھیجا ہے
ساری کسون مین آتے ہوئے پہلے ہی ہچکچائی تھی میری بوٹی بوٹی کانپ رہی ہے اے میان
اپنے حواس مین آؤ نچلے بیٹھو شہنشاہ کو تو کیا کہون کہ جنھون نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے
بس بس ہاے لو مین سمجھ گئی ہان ہان تمھارا ارادہ ہے سو یہ بخیریت ہے بندی ایسی لُوٹی نہین شہنشاہ
نے اپنی حیرت جو بڑی چہیتی ہین اُنکو بھیجدیا ہوتا یہ باتین ایسی کین کہ جہانگیر تو مر گیا اور لگا منتین
کرنے اور رونے لگا اُسوقت وہ نازنین مسکرائی جہانگیر کی جان مین جان آئی پھر چاہا کہ اُس سے
لپٹون اُسنے کہا ٹھہرو صاحب تم بھی کتنے بدمزہ ہو یہ کہکر گلابی سے شراب جام مین بھری اور وہ جام
جہانگیر کے مُنھ سے لگا دیا کہ وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا اُس نازنین نے اُسکو پشتارہ
مین باندھا اور خیمہ سے نکلکر سیدھا مکدر جادو کے خیمہ مین آیا وہان اور ساحر بھی رو دھو رہے اور پوچھا
کہ اُستاد کیسے لائے کہا اُسی طفل بے ادب کو اور یہ کہکر مکدر سے کہا کہ اے مکدر تم ابھی اسکو لیکر کوکب

کے پاس جاؤ ملمدر نقلی نے کہا بہت خوب لائے یہ نازنین اصل مین عمر ہی چنانچہ اُسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا کہ لو لیجاؤ ملمدر نے پشتارہ کو کھولا کہ مین اُسپر سحر کرلون عمر نے لوح و تیغہ بھی جہانگیر کا لے لیا تھا وہ بھی وہین رکھدیا بس ملمدر نے لوح گلے مین پہنا دی اور پشتارہ کو کھولدیا تھا ہی ناگ جہانگیر کی ملدی چٹکی مین روغن دافع بیہوشی ملا ہوا تھا وہ ناک مین جو لگا شہزادہ ہوشیار ہوا اُسنے کہا ای صاحبقران آپ گرفتار ہو کر آئے ہین اُٹھیے جہانگیر اُٹھا اب عمر گھبرایا سب ساحر وہان سے بھاگے جہانگیر نے تیغہ وہان رکھا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک دو کو قتل کیا اور بہتون نے جہانگیر پر سحر بھی کیا مگر اثر نہوا اُسوقت افراسیاب نے شجر ظلماتی اور بہمن ظلماتی کو جو بھیجا تھا اور راہ بیابان تاریک بسبب آنے جہانگیر کے کھل گئی ہی بس یہ دونون ساحر بھی آکر پہونچے یہان نعرہ جہانگیر سنکر سر سواری آکر شریک جنگ ہوئے آخر کو عمر کی طرف کے ساحر بھاگے جہانگیر پھر کر اپنے مقام پر آیا شجر و بہمن بھی اُترے عمر وغیرہ سب بھاگ کر قلعہ زرافشانیہ مین گئے جہانگیر نے آکر قلعہ مذکور کو گھیرا ملمدر نقلی جو چاپک بنا ہوا تھا وہ بھی بعد اِس عیاری کے چلا گیا وہان ملمدر کو جو ہوش آیا یہ بھی اُٹھکر قلعۂ زرافشان مین آیا لیکن عمر نے اُس قلعہ مین آکر کہا کہ قلعہ مین بیٹھنا ہمارے لیے بڑا ننگ ہی اب مین باہر جاتا ہون سب نے منع کیا نمانا کچھ ساحر ہمراہ لیکر باہر آیا اور ٹھہرا رہا جب روز گا غدار نے مثل عیاران لباس سیاہ پہنا یعنی شب دیجور کا جامہ آراستہ کیا کہ شعر

ہوئی میلی ردائے نور خورشید		بر آئی عاشقون کے دل کی امید	

سر شام عمر نے اپنے نام پر برائے مقابلہ چاپک طبل جنگی بجوایا ادھر چاپک نے بھی طبل بجوایا دونون لشکرات پھر تیاری جنگ کیا کیے اور عمر نے کیا ترکیب کی کہ ایک ساحر کی ایسی صورت اپنی بنائی اور یہان سے لشکر جہانگیر کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ چاپک اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھا ہی عمر ٹہلتا ہوا اُسی طرف آیا چاپک نے کہا تم کون ہو کہا مین مردم فریب جادو ہون ہر دم فریب جادو چاپک کے لشکر مین ہی چاپک سمجھا کہ سچ کہتا ہی وہی ہی غرض یہ چاپک کے پاس بیٹھا اور باتین ادھر اُدھر کی کرنے لگا اُسی باتون مین اُسنے کہا کہ خیمہ سے آپ مجکو ایک جام اُٹھا کر لا دیجیے مجکو کچھ کام ہی چاپک جام لینے اندر خیمہ کے گیا عمر نے خنجر اُسکا رکھا تھا اُسکو چپکے سے اُٹھا کر اور کھینچکر بیہوشی خوب سی تمام مین اُسکے بھری اور پھر اُسکا باندھکر رکھدیا اِس عرصہ مین چاپک جام لیکر آیا وہ جام لیکر عمر نے اُسمین

چلا آیا کچھ ضرورت تو خنجر کھینچنے کی تھی نہین اسوجہ سے چابک نے اُسکو کھینچا نہین جب وہ زمانہ آیا کہ رنگ رونگار سیاہی سے مبدل بہ سفیدی ہوا نیرنگی دہر ظاہر ہو کبھی تو رات ہو اور کبھی دن ہو پر سر کاوش فلک مسن ہو کہ شعر

جُدا پروانون سے جسدم ہوئی شمع	غم رخصت ہوا خاموش تھی شمع

صبح کو بانہ ہلئے عیّاری سے آراستہ ہوکر چابک مصبا رفتار میدان کارزار مین لئے کمندین بازوئن پر چھاکی ہوئی بندھی تھین فلاخن سر سے لپیٹے تھے توبڑا پتھر کا گلے مین لٹکتا تھا نہایت چالاک و چست تھا جب میدان مین آیا عمر بھی اُدھر سے آکر سامنے اُسکے پہونچا اُسنے اِسکو دیکھتے ہی خنجر کھینچا خنجر کھینچتے ہی بلکہ بیہوشی کا اُڑا کہ وہ سب غبار اُسکی ناک مین گیا اور چھینک مار کر وہ بیہوش ہوکر گرا شہزادہ جہانگیر بھی مرکب پر سوار ہوکر بہر تماشائے جنگ آیا تھا اور الگ کھڑا تھا اِدھر جب یہ گرا عمر نے اِسکو اُٹھا کر کندھے پر لادا اور نعرہ کرکے کہ منم عمر بن اُمیہ ضمری لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا جہانگیر بجیدہ اپنی بارگاہ کی طرف گیا اور رنجیدہ خاطر دنگل پر بیٹھا راوی کہتا ہو کہ جب ملکہ بہار کو عمر نے بلوایا تھا تو اُسکی کنیزون کے ساتھ مہتر برق بھی چلا آیا تھا اُسوقت اُسنے صورت اپنی چابک کی ایسی بنائی اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر بیٹھا ہوا تھا کہ اُسنے جو دیکھا تو چابک گوشہ بارگاہ سے چلا آتا ہو جہانگیر بہت خوش ہوا اور کہا ای برادر تم کیونکر عمر کے ہاتھ سے رہا ہوئے چابک نے کہا یہ بھی مین نے عیّاری کی ہو ایک ہم شبیہ اپنا تیار کرکے پکڑوا دیا ہو اب مین رات کو اُسکو جاکر پکڑ لاؤنگا آپ ذرا خلیہ مین چلیے مجکو کچھ کہنا ہو جہانگیر خوشی خوشی اُسکے ساتھ خلیہ مین آیا اُسنے وہان ایک جام شراب اُسکو دیا کہ اُسنے پیا پیتے ہی بیہوش ہوگیا برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور پشتارہ اُسکا باندھکر سید ھا عمر کے سامنے آیا اور کہا لاؤ مین اُس طفل کو بیس اُسی وقت آہنگرون کو بلوا کر قید سخت مین چابک اور جہانگیر دونون کو مبتلا کرکے اندر قلعہ زرافشان کے ایک مکان تنگ مین قید کیا لیکن زرافشان جادو کی ایک دختر ہو کہ نام اُسکا قیصر تاجدار ہو وہ حسن مین عدیم المثال ہو غزال صبح اُسکے رعنائی ہو طاؤس باغ زیبائی ہو یہ اشعار اُسکے حسن کی نسبت زیبا ہین ابیات

دیدۂ گل مین جا کرہ اُسکی آگے اُسکے کبھو نہ خوش آیا	نکہت گل گرد رہ اُسکی یہ روگل نے کہان سے پایا

گل اشگفتہ اُسکے رُو کا	سنبل اک زنجیری مُو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہو	ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو

وہ جہانگیر پر فریفتہ ہوئی اور جب یہ قلعہ مین قید ہوکر آیا تو قید مین جاتے وقت اسکے وہ اپنے جھروکون مین بیٹھی تھی اُسنے اُسکو دیکھکر تیر عشق کھایا غرض جب یہ آکر قید خانہ مین قید ہوئے وہ دختر موقع پاکر قید خانہ مین آئی اور وہ یہ حال بھی جانتی ہے کہ اس شہر مین ایک حکیم رہتے تھے کہ نام اُنکا اشرف الحکمت تھا اور مرد خدا پرست تھے زر افشان جادو نے اُنھیں خدا پرستی کے کے جرم پر نابینا کرادیا اور شہر سے نکالدیا کہ اب وہ ایک پہاڑ پر رہتے ہین پس وہ ملکہ اپنے دلمین سوچی کہ اگر جہانگیر شرف الحکمت کے پاس پہونچین تو یقین ہے کہ سب مطلب اُنکا پورا ہوجائے بس یہ سمجھکر قید خانہ مین وہ آئی اُسکو کون روکے یہ دختر حاکم کی سب دربان وغیرہ خاموش رہے اُسنے سبکو حکم دیا کہ یہان سے چلے جاؤ وہ سب ہٹ گئے اسوقت اسنے قید شہزادہ کی اور عیار مذکور کی کاٹ دی اور کہا اے شہزادہ آپ یہان سے قلعہ کے باہر جائیے اور ایک پہاڑ ہے کہ وہان حکیم اشرف الحکمت رہتے ہین اُنکے پاس اپنے تئین پہونچائیے مین جانتی ہون کہ وہ مرد خدا رسیدہ ہین آپکے لیے بہتری ہوگی جہانگیر اُس ملکہ کے حسن وجمال کو دیکھکر غش کرگیا اور بموجب اُسکے کہنے کے وہان سے نکلکر چلا اور قلعہ کے باہر جاکر دیکھا تو واقعی ایک پہاڑ ہے کہ سر کوہ سے زنجیرین لٹکتی ہین شہزادہ زنجیر پکڑکر چڑھا وہان جاکر دیکھا کہ پہاڑ پر نہایت سبزہ زار ہے ہرطرف پھولون کی بہار ہے جانور چہچہاتے ہین چشمہ جاری ہین اور کنارے ایک چشمہ کے چوکی بچھی ہے اُسپر ایک مرد پیر نابینا بیٹھا ہے جہانگیر نے جاکر کہا مین ہون جہانگیر آپکے پاس آیا ہون میرا سلام آپکو پہونچے اُسنے کہا اے جہانگیر تیرے گلے مین جو لوح ہے وہ میری آنکھ مین لگادے شہزادہ نے لوح آنکھ مین لگادی حکیم کی آنکھین بقدرت بصیر روشن ہوگئین اُسنے شہزادہ کو دعائے خیر دی اور پھر ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالدیا اور کہا اب تو اکیلا فتح طلسم کولب کو جانا اور اس کاغذ کو اسطرح پڑھنا سب طریقہ اُسکا تعلیم کیا اور کچھ طریقہ مسلمانی کے بھی تعلیم کیے کہ اب جہانگیر کو رجحان طرف اسلام کے ہوا غرض جہانگیر وہان سے واپس ہوکر نیچے پہاڑ کے آیا اور اپنے لشکر مین پہونچا الیکن عمر نے بھی سُناکر حکیم اشرف الحکمت نے جہانگیر کو کوئی کاغذ دیا ہے اور طریقہ اُسکے پڑھنے کا بتایا ہے

بس عمر نے ایک کتاب زہر آلود بنائی اور آپ صورت کوکب کی ایسی بنا اور تخت زبرجد شاہ کا
زنبیل سے نکالا پھر اُس تخت پر آپ سوار ہو کر اُسکو اُڑاتا ہوا روانہ ہوا اور وہان بسبب اُٹھ جانے
کے افراسیاب بھی پاس حکیم اشرف الحکمت کے آیا ہوا تھا کہ عمر جا کر پہونچا حکیم نے کوکب سمجھکر تعظیم
کی عمر تخت پر سے اُتر کر بیٹھا اور کہا حکیم صاحب آپ ہمارے ملک مین رہتے ہین اور ہمین سے بغض
رکھتے ہین آپ نے کاغذ جہانگیر کو دیا اور طریقہ فتح طلسم تعلیم کیا یہ آپ کیسے مسلمان ہین حکیم نے
کہا کہ اے کوکب مجکو زر افشان نے اندھا کر دیا تھا اب مین تمھاری ضد سے سامری پرست ہو جاؤنگا
کوکب نے کہا کہ دیکھیے مین نے بھی یہ کتاب عملیات کی جمع کی ہے اب مین ان عملیات کو پڑھکر آفت برپا
کرونگا حکیم نے وہ کتاب لیکر لب لگا کر ورق وغیرہ اُسکے اُلٹے زہر نے تاثیر کی تڑپ کر ہلاک ہو گیا اُسوقت
عمر نے تخت پر سوار ہو کر اُسکو اُڑایا اور بلندی پر جا کر نعرہ کیا کہ منم عمر نامدار افراسیاب کو بڑا رنج ہوا
اُسنے حکیم کو دفن کر دیا اور آپ چلا گیا ادھر جہانگیر وہ مکتوب لیکر اکیلا واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہوا
چابک کو اپنے ہمراہ لیا اس مقام پر بیان راوی کا ہے کہ لوح طلسم نور افشان جو عمر ہزار برج سے
لے آیا تھا وہ لوح اُسکے کس مطلب کی تھی بالکل بیکار تھی بس اُسنے کوکب کو لاکر دی تھی اور کوکب
نے اُسکو قلعہ بدخشان مین ایک گلدستہ کے اندر رکھوا دی تھی جب قلعہ بدخشان جہانگیر نے فتح کیا
تو اُس گلدستہ سے لوح اصلی پائی اُسی لوح کا پڑھنا حکیم شرف الحکمت نے اُسکو تعلیم فرمایا بس
وہ ہی لوح لیکر یہ واسطے فتح طلسم کے روانہ ہوا ہے ہر صورت یہ کاغذ لیکر یا لوح لیکر یہ جانب صحرا چلا اور
اُس لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یکہ و تنہا جانب دست راست روانہ ہونا یہ دیکھکر چابک تو فقیر بنکر ایک
مقام پر بیٹھ رہا اور جہانگیر روانہ ہوا جاتے جاتے اُسنے دیکھا کہ صحرا مین ایک مقام پر ایک قصر رفیع
تعمیر ہے اور قصر مین ہزارہا منظر در روزن مثل دریچون کے بنے ہین اور اُن روزنون مین چہرے پریزادون
کے نکلے ہین اور ایک جانب سے اسطرح کی صدائے جنگ آ رہی ہے کہ عالم محویت کا طاری ہوتا ہے
جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا ہے اندر کا اکھاڑا ایسا جمع پایا ہزارہا نازنینان مہجبین و ماہ جبین
وہان جمع تھین محفل عیش آراستہ تھی اور ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ ہزاران جاہ و حشم تخت جواہر نگار
پر متمکن تھا جب جہانگیر وہان پہونچا وہ بادشاہ تخت شاہی پر سے اُٹھا شاہزادہ کی تعظیم کر کے اُسنے
کہا کہ آئیے تشریف لائیے مین آپ کی اطاعت دل و جان سے کر چکا ہون یہ کہکر برابر اپنے تخت پر

اُسنے بٹھالیا اور اشارہ کیا کہ ایک نازنین مہ جبین نے چنگ لیکر اسطرح بجائی کہ فلک سے زہرہ سننے
کو گویا اتر آئی جہانگیر کی آنکھیں بند ہوگئیں اور عالم بیہوشی طاری ہوا اور اُسی عالم غفلت میں دیکھا
کہ حکیم اشرف الحکمت آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای جہانگیر یہ افتخار جادو ہی بہت جلد لوح اسکو
کھینچ مار نہیں تو یہ لوح و تیغہ وغیرہ چھین لے گا جہانگیر یہ حال اُس غفلت میں دیکھکر ہوشیار ہوا اور
لوح کو اُسنے چرخ دیکر اُسی بادشاہ پر مارا لوح کے پڑتے ہی اُسکے جسم میں آگ لگی تخت اور وہ بادشاہ
جلنے لگا اور آگ پھیلنے لگی یہانتک کہ دم بھر میں سب قصر اور نازنین جلکر خاک ہوگئیں اور جہانگیر
وہان سے آگے بڑھا جب کچھ دور چلا سامنے سے ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُسپر طرح طرح کی بیلیں درختوں کی
چڑھی تھیں جھرنا جھڑتا تھا گھاٹیاں نہایت صاف اُسکی تھیں اور سرکوہ پر ایک لڑکا بیٹھا تھا کہ
اُسکے ہاتھ میں ایک نَے تھی اور ناندا پانی سے بھرا ہوا سامنے رکھا تھا وہ لڑکا اُس نَے کو پانی میں
ڈالکر پھونکتا تھا کہ اُس پانی میں حباب بنتے تھے اور وہ حباب بلند ہوکر قندیل ہو جاتے تھے اور سرکوہ
پر آکر سایہ کرتے تھے ہزارہا غبارے اُڑتے نظر آتے تھے یہ تماشا دیکھکر جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسمیں
لکھا تھا کہ ای ستارہ این عجائبات و مشاہدہ کن حالات غرائبات لوح کو لیکر تو زیر پا رکھ اُسکے رکھنے
سے تو بلند ہوکر سرکوہ پر پہونچ جائیگا جب وہان تو پہونچیگا تو یہ قندیلیں تیری طرف متوجہ ہونگی
اور تجھپر آکر سایہ ڈالینگی اُنکے سایہ سے اپنے تئیں بچانا اور اُس طفل تک اپنے تئیں پہونچانا اور
اُسکو قتل کرنا یہ حال لوح سے دیکھکر جہانگیر نے لوح کو پانوؤن کے نیچے رکھا اب جو دیکھا تو یہ معلوم
ہوا کہ جیسے کسی نے تلوؤن کے نیچے ہاتھ دیکر اور اُٹھا کر بلند کر دیا جب یہ سرکوہ پر جاکر پہونچا وہ سب
قندیلیں اُڑتی ہوئی اُسکے اوپر آئیں اور سر پر سایہ فگن ہوئیں یہ تو بے اختیار تھے کہ بسبب لوح کے
بلند ہوئے تھے اُن قندیلوں سے کیونکر بچتے آخر ایک قندیل سر پر سایہ فگن ہوگئی یہ اُس قندیل کے
اندر بند ہوگئے اور وہ گھٹا ٹوپ کی طرح سے اِنکے گرد سر سے پانک ہو گئے اُسوقت اُس طفل نے
نعرہ کیا کہ منم حباب جادو اور لوح اور تیغہ اُسنے اُٹھاکر اُس حباب کے اندر ہاتھ ڈالکر لے لیا اور
اُسوقت کہ جب یہ بند ہوگئے تو لوح اِنکے پانوؤن کے نیچے سے نکل گئی وہ بھی اُسنے لے لی اور اِنکو
بزور سحر خوب طرح سے اُس قندیل میں بند کیا اور قید کر لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ بجائی اُسکا
صبا سے جادو نام اُس کوہ پر آیا اُسکو لوح اور تیغہ اُسنے دیا اور کہا اُس قندیل کو اُٹھائے ہوئے

کوکب پاس لیجاؤ کہ اسمین جہانگیر بند ہی اور لوح و تیغہ بھی یہ با حتیاط بادشاہ کے سپرد کرنا
صبائے جادو یہ حکم اپنے بھائی کا سُنکر وہ اشیا لیکر قندیل اُڑاتا ہوا روانہ ہوا ادھر زرافشان
حیران کار تھا کہ اشرف الحکمت کے پاس قید خانہ سے کسنے جہانگیر کو پہونچادیا اسی حیرت مین
اُسکے پاس نامہ کوکب آیا اُسمین لکھا تھا کہ تیری دختر قیصر تاجدار نے یہ کام کیا ہی زرافشان
نے قیصر کو قید کیا ادھر تو قیصر قید ہوئی اُسطرف جہانگیر قندیل مین بند ہوئے زرافشان نے
سنبل جادو نام ایک ساحرہ کو ساتھ کر کے تخت سحر پر بٹھا کر قیصر کو بھی جانب کوکب روانہ کیا
اتفاق سے راہ مین مکان اور باغ ہی نگار جادو کا کہ وہ بیٹی ہی گلستان جادو کے پس جب اُس
باغ کے قریب سنبل قیصر کو لیے ہوئے پہونچی قیصر نے کہا کہ ای سنبل مجکو نگار جادو سے محبت ہی
اور تو جانتی ہی کہ مین شاہزادی ہون تو ذرا مجکو باغ مین نگار جادو کے لیچل سنبل کو کہنے پر اُسکے
رحم آیا اور یہ اُسکو لیکر اُس باغ مین آئی دیکھا تو باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی بلبل کی گل سے
گرم جوشی ہی ہوا سرد چلتی ہی درختون کی سرتراشی کی ہوئی تختہ تختہ گل پھولے ہوئے ہین جانور
زمزمہ پیرا ہین روش پای نہایت درست ہی مالن ہر ایک چالاک و چست ہی غنچہ مسکراتے ہین
گل اپنی بہار دکھاتے ہین قیصر سیر کرتی ہوئی جب آگے بڑھی نگار کو خبر ہوئی کہ قیصر آئی ہی وہ بارہ دری
سے اُٹھکر دوڑے اور قیصر کے پاس آکر اُسکو جو قید مین دیکھا رونے لگی اور کہا حضور یہ کیا حال
آپ نے اپنا بنایا اُسنے کہا جو کچھ ہوا محبت مین جہانگیر کے ہوا نگار نے کہا بھاڑ مین جائے محبت جہانگیر
کی اور وہ سوا قربان کیا تھا کہ جسنے آپ کا یہ حال کرایا قیصر نے کہا نوج ہین ایسا تو نہ کہو تمکو ابھی
محبت کام نہین جب دل تمہارا کسکو پیار کرے گا اُسوقت یہ حال کھلیگا غرض نگار نے
سنبل کو ایک مقام پر بٹھلایا اور ملکہ کو بارہ دری مین لاکر سامان دعوت مہیا کیا یہ تو یہان بیٹھین
ادھر ملکہ مذکور کی وزیرزادی مہروش جب ملکہ گرفتار ہوئی تو تلاش مین اُسکی گھر سے نکلی راہ مین
چالاک فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا مہروش اُسکو فقیر جانکر پاس آکر رونے لگی اور تمام حال کہا چالاک
نے اپنے تئین اُسپر ظاہر کیا کہ مین چالاک ہون عیار جہانگیر کا مہروش نے جب اُسکو چالاک جانا تو
کہا مجکو ایک ساحر کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ جہانگیر کو حباب جادو نے گرفتار کیا ہی اور طرف کوکب
کے بھیجا ہی صبائے جادو بھائی اُسکا لیے جاتا ہی چالاک نے یہ حال سنکر کہا تو مجاد سخت سحر

بتا دے اور خود بھی ہمراہ چل مین ابھی اُسکو جا کر مارتا ہون مہروش نے یہ سنکر ایک تخت
اُسکو بنا دیا چالاک نے رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک نازنین کی ایسی بنائی اور
اور اُس تخت پر سوار ہو کر چلا اور قریب اُس قندیل کے کہ جسمین جہانگیر قید ہے پہونچا صبا نے بھی
دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار تخت کو اُڑاتی ہوئی آتی ہے یہ بڑھ گیا اُسوقت چالاک نے
آواز دی کہ سنم کنیز کوکب ای صبا ٹھہر جا ذرا اس نامہ کو پہلے پڑھ لو صبا وہین ٹھہر رہا یہ کنیز نقلی
اُسکے پاس پہونچی اور ایک نامہ کہ جسپر مہر کوکب کی لگی تھی اُسکو نکال دیا جب اُسنے وہ خط
لیکر لفافہ اُسکا چاک کر کے خط نکالنا چاہا اُسمین سے بیہوشی اُڑی کہ وہ بیہوش ہوا
چالاک نے اُسکو خنجر سے ہلاک کیا تخت سحر اُسکا غائب ہو گیا لوح اور تیغہ چالاک نے
لے لیا اور عکس لوح قندیل پر ڈالا کہ وہ غائب ہوئی جہانگیر بیہوش تھا اب جو ہوشیار
ہوا تو اپنے تئین اُسنے زمین پر پایا لوح اور تیغہ چالاک نے اُسکو دیا جہانگیر نے بہت تعریف
چالاک کی کی اور مہروش نے کہا کہ ملکہ قیصر قید ہو کر روانہ ہوئین ہین اب کسی مقام پر چلکر
ٹھہرئیے تو مین پتا لگاؤن جہانگیر و چالاک جنگل مین درخت کے نیچے ٹھہرے اور مہروش روانہ
ہوئی اور جا کر اُسنے پتا لگایا کہ قیصر باغ مین نگار کے ہے بس اُسنے آکر خبر دی کہ ملکہ باغ مین
نگار کے ہے اُسوقت چالاک نے کہا کہ پہلے مین جاؤنگا اور وہان سے روانہ ہوا اور راہ مین ایک
نازنین پری پیکر بنکر عقب باغ نگار جادو آیا اور ستاری چھوٹی سی سیعہ پر اپنے رکھکر لیٹ رہا
اتفاق سے ایک کنیز کسی ضرورت سے اسطرف جو آئی اُسنے اسکو پڑا ہوا دیکھا جا کر نگار جادو سے
کہا کہ آپ کے باغ کے پچھواڑے جو کھڑکی لگی ہے مین اُسطرف ابھی گئی تھی وہان ایک عورت
قبول صورت نازک اندام ستاری سینہ پر رکھے لیٹی ہے نگار نے دو کنیزون کو بھیجا کہ جا کر اُسکو یہان
اُٹھالاؤ وہ کنیزین گئین اور اُسکو اُنھون نے ہوشیار کیا اور کہا چلو تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہے چالاک
اُنکے ساتھ اندر باغ کے آیا نگار نے اُسکو دیکھکر بہت پسند کیا اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین
ایک ملک کی شاہزادی ہون ایک دیو مجکو اُٹھا لایا ہے اور یہان نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جو مجکو
ڈال گیا نگار نے کہا اچھا بیٹھو یہ سلام کر کے بیٹھا نگار نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمکو گانے سے
بہت شوق ہے چالاک نے کہا گانا رونا کسکو نہین آتا ہے ہان کچھ اپنا جی بہلا لیتی ہون گانا تو

خیر صلاح ہی مجاو کچھ نہین آتا ہی اُسنے قسمین دین کہ ہمارے سر کی قسم کچھ تو بجاؤ ہمین بھی سُناؤ غرض
اُسنے بعد انکار بسیار ستاری کو بجایا ملکہ بہت روئی اور سمان بندھ گیا چابک نگار پر مائل ہوا
اور خوب خوب اُسنے باتین لطیفون کی کہین اور گلے اُسکو لگایا عجب دل لگی ہوئی اُسنے اُسکو گلے جو لگایا
تو ہاتھ اُسکا آلۂ تناسل پر جا پڑا اُسنے رو دی کہکر کہا کہ بوا یہ کیا ہی اُسنے کہا یہ مجکو عارضہ ہی اُسکی
سختی ہی الگ چلیے تو مین اُسکو دکھلاؤن نگار اُٹھی اور الگ آئی اُسوقت اِسنے ہاتھ اُسکا لیا
آلۂ تناسل ہاتھ مین دیا اور کہا دیکھو یہ عارضہ ہی اور پھر اُسکو گلے سے لپٹا لیا اور کہا ای جان من
مین ہون عیار صاحبقران جہانگیر کا چابک اور تجھپر مرتا ہون نگار بہت شرمندہ ہوئی اور لگی
گالیان اور کوسنے دینے مگر دلمین اپنے مائل ہوئی اور دل سے کہا یہ اسنے غضب کیا کہ اپنا بدن مجکو
پکڑایا غرض وہان سے یہ پھر کر ملکہ کے پاس آئی اور کہا لو مبارک ہو کہ تمھارا معشوق بھی آیا اور
یہ نازنین نہین ہی اُسکا عیار ہی ملکہ سامنے چابک کے بہت روئی اُسنے کہا کہ مین شاہزادے کو لاتا ہون
غرض مہروش اور جہانگیر کو آکر چابک باغ مین لے گیا جب داخل باغ ہوئے سنبل کو چابک
نے جا کر ایک گلوری دی کہ ای مادر مہربان لو یہ کھاؤ اور کسی سے اِس راز کو نہ کہنا اسنے جو وہ گلوری
کھائی بیہوش ہو گئی اُسکو لا کر ڈالدیا اب جہانگیر ملکہ کے پاس آکر بیٹھا قید ملکہ کی دور کی زنجیر طلائی
جو پلنے ملکہ مین تھی اُسکو کاٹ دیا عاشق و معشوق یکجا ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی چابک
خوب خوب گایا رقاصان مہر طلعت نے آکر سمان باندھدیا بعد اُس صحبت کے قیصر نے کہا کہ ای
نگار تمھارے باغ مین گل حیات کو کب ہی اور مین اُسکی بہت مشتاق ہون اور وہ اِس شاہزادے
کے کام کا ہی اگر لا دو تو تمھاری عین مہربانی ہی یہ کلمات سنکر بہلے تو نگار بہت کچھ سوچی پھر شاہزادہ
اور ملکہ کو ساتھ لیکر اُس باغ کے ایک چمن مین آئی وہان دیکھا تو ایک حوض سنگ مرمر کا بنا ہی جسکے
لب گردان یاقوت احمر کے ہین کنارے کنارے اُسکے فوارے چھوٹ رہے ہین پانی اُس حوض مین
نہایت صاف و شفاف بھرا ہی یہ معلوم ہوتا ہی گویا آئینہ زمین پر جڑا ہی بیچ مین اُس حوض کے ایک
پھول نہایت خوشرنگ پڑا ہوا تیر رہا ہی پانی کے بلبلون کا اُس گل پر ہجوم ہی گرد اُس پھول کے
ہزارون مچھلیان سُرخ رنگ ہجوم کیے ہین جہانگیر لوح کو گلے مین ڈالے تھا اُسنے چاہا کہ اس پانی
مین اُترکر پھول کو اُٹھالون نگار نے کہا ابھی ہاتھ لگاتے ہی اِس پھول کو جلجاؤگی یہ پھول

جبتک کہ انگشتری جمشیدی ہاتھ مین نہوگی ہاتھ نہ آئیگا اور وہ انگشتری میرے باپ کی ہاتھ مین ہے یہ سننا تھا کہ چالاک نے ایک پڑیا دارو سے بیہوشی کی نگار کو دی کہ ای نگار یہ پڑیا لو اور اپنے باپ کو جاکر بیہوش کرو نگار وہان سے روانہ ہوئی باپ اُسکا ایوان شاہی مین جا دو بند بیٹھا کہ یہ جاکر پہونچی اُسنے گلستان جادو اپنے باپ کو تسلیم کی اُسنے دعائے جان درازی دی یہ اُسکے پاس بیٹھی اور کہا ای پدر عالی مقدار آج تو میرا جی چاہتا ہی کہ شراب آپ کو اپنے ہاتھ سے پلاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ اُسنے گلابی شراب کی اپنے قبضہ مین کی اور باتون باتون مین اُسکی آنکھ بچا کر وہ پڑیا دارو سے بیہوشی کی شراب مین ملادی اور اُسی شراب کا جام بھر کر اُسکو دیا کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگیا اِسنے اُسکی انگشت سے انگوٹھی جمشیدی اُتار لی اور لیکر وہان سے روانہ ہوئی پھر اپنے باغ مین آئی وہ انگوٹھی جہانگیر کو لاکر دی جہانگیر وہ انگوٹھی پہنکر بہت خوش ہوا اور حوض کے کنارے آیا اب وہ مچھلیان جو پھول کے گرد تھین تڑپنے لگین اور غلغلہ ہوا کہ جہانگیر گل حیات کو کب لیے لیتا ہی یہان تو یہ ہنگامہ ہی اِدھر حال سنیے کہ پیر روتے ہوئے حباب جادو کے پاس گئے اور کہا ای حباب صبا سے جادو تیرے بھائی کو چالاک نے مار ڈالا اور جہانگیر چھوٹ گیا حباب اُسی وقت یہ خبر سنکر وہان سے چلا ہزار ہا قندیلین اُڑتی ہوئی اُسکے ساتھ چلین اور یہ اُسوقت یہان باغ نگار پر آکر پہونچا کہ جہانگیر پھول نکالنے چلا ہی کہ یکایک جہانگیر نے دیکھا کہ ہزارون غبارے اُڑتے ہوئے روتے ہوا پر آتے ہین یہ حال دیکھکر جہانگیر ٹھہرا اور حوض سے مچھلیان تڑپ تڑپ کے بلند ہوئین اور آوازین دینے لگین کہ ارے غضب ہوا جہانگیر پھول لیے لیتا ہی اور گل حیات کو کب پر قبضہ کرتا ہی اُنکی آوازین ایسی بڑی تھین کہ قلعہ زر افشان مین عمر اور بہار اور زر افشان جادو وغیرہ سبنے سنین اور زر افشان نے کہا کہ ای خواجہ بڑا غضب ہوا مچھلیان چیخ رہی ہین شاید جہانگیر باغ مین نگار جادو کے پہونچ گیا ہی اور گل حیات کو کب لیتا ہی یہ سننا تھا کہ عمر نے کہا پھر چلکر کسی طرح بچاؤ پس اُسی وقت بہار اور زر افشان بھی اُڑ کر چلے اور آکر اُس باغ پر پہونچے اِدھر جب جہانگیر پھول لینے اُس حوض پر جھکا حباب جادو برق بنکر چمکا اور چمک کر گرا جہانگیر نے لوچ کھایا اور بچا کر دیا کہ حباب اُسکے عکس کی تاب نہ لا سکا جلد پھر بلند ہوگیا اب جہانگیر نے جھپٹ کر کنارے حوض کے اپنے

پہونچا یا اور جھک کر پھول اُٹھا لیا جب اُسنے پھول اُٹھایا ہزاروں مچھلیاں جو حوض مین تھین
جل گئین اُسوقت حباب پھر چمک کر گرا لیکن کیا کرے مجبور ہی جہانگیر نے ابکی اُسی پھول کو اونچا
کردیا وہ پھر بلند ہوگیا حباب اسی طرح چمک چمک کر گرتا ہی زندگی حباب آسا ہی کچھ بنائے نہین
بنتا ہی پناہ پانی مشکل ہی بہار اور زرافشان آئے تو سہی مگر علیحدہ کھڑی ہین کچھ کر نہین سکتی ہین
اور ہزاروں ساحرون کا ہجوم ہی اور بہت کو جہانگیر نے جلا دیا غلغلۂ قیامت انگیز وہان بلند ہی
اِدھر گلستان کو جو نگار بیہوش کر آئی تھی اُسکو بھی ہوش آیا اور یہ ایسا ہنگامہ بلند تھا کہ
وہ بھی گھبرا کر اپنے مقام سے چلا آکر جو دیکھا تو یہان آفت برپا ہی جہانگیر پھول ہاتھ مین لیے ہی
حباب چمک چمک کر گر رہا ہی ایک طرف کو زرافشان اور بہار روئے ہوا پر تھرا رہے ہین
جہانگیر اِدھر اُدھر دوڑتا پھرتا ہی ساحر اسیر ٹوٹے ہوئے ہین اُسی معرکہ مین زرافشان
نے سحر کیا کہ ہزاروں من کی سلین برسنے لگین لیکن بسبب تیغہ و لوح و گل حیات کے باغ مین
گر کر پانی ہو جاتے ہین عجب طرح کی خزان اس گلشن پر آئی ہی ہر درخت سنتری بنگیا ہی گلگون
لالہ داغی ہوا ہی گل ارغوان پوش ہی خون برس رہا ہی نرگس اس باغ کی محو تماشا ہی کہ الٰہی یہ
کیا ماجرا ہی غرض اور تو کچھ بس نہ چلا مگر حباب نگار جادو پر آ پڑا اور اُسکے بال پکڑ کر کھینچتا ہوا
لیکر چلا کہ مالزادی یہ آفت تیری ہی برپا کی ہوئی ہی اس حال کو اُسکے باپ گلستان نے
جو دیکھا یا تو دختر سے آزردہ تھا مگر اب خون پدری نے جوش مارا دوڑ کر حباب کے لپٹا کہ
ارے ملعون یہ کیا کرتا ہی بس اُسنے ایک نارنج حباب کے سر پر مارا اُسنے نارنج رد کرنے کے لیے
اُسکی دختر کے بال چھوڑے اب گلستان جہانگیر کی طرف سے لڑنے لگا اور رداستہ تو کھل ہی گیا ہی
افراسیاب جادو بار رہا آیا ہی اسوقت بھی کتاب سامری مین حال دیکھکر وہ یہان آیا اور آگے ہی
اُسنے نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو اور پکارا کہ ای صاحبقران من کیا کہنا کارے کردی کہ کسے
در عمر خود نہ کردہ باشد بڑا کارنمایان کیا لیکن مین بھی آ پہنچا گھبرانا نہین یہ کہکر بہار و زرافشان
کی طرف چلا لیکن بیان کیا گیا ہی کہ برّان شمشیر زن ابھی کوہ رخشان کی طرف گئی نہین ہی وہ
بھی اپنے علم سے ان ہنگاموں کو دریافت کرکے روانہ ہوئی اور یہان آکر پہونچی اور نعرہ
ہو کہ منم برّان شمشیر زن اِدھر بادشاہ کے یہان آنے سے حیرت بھی مشتاق ہوئی تھی کہ مین

بھی چلکر حال جہانگیر کا دیکھون وہ بھی روانہ ہوئی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے بھی نعرہ کیا اے صنم
حیرت جادو اور ان سب نے تلوارین سحر کی کھینچین اور بجلیان تلوارون کی ایک دوسرے پر
گرنے لگین اور اسم ردسحر ہونے لگا لیکن افراسیاب بڑا زبردست ساحر ہے اس سے ہر ایک
مغلوب ہے ادھر جہانگیر کے ہاتھ مین پھول ہے کہ اسپر ہر طرح کی ترکیب کندہ ہے کہ اگر حریف کو زیر کرنا
چاہیے تو یہ اسم پڑھے تا کہ خانۂ تن مین دشمن کے آگ لگے اور جو مارنا چاہیے اس پنکھڑی کو سامنے
کردے اب یہان تلوار چل رہی ہے ہائے ہوئے دلیران کی صدا بلند ہے جہانگیر نے
ہزارون کو جلا دیا ہے یہ ہنگامہ پڑا ہی ہوا تھا کہ سامنے نعرہ ہوا کہ صنم برہمن روئین تن اور
آگ پتھر برساتا ہوا بڑے زور وشور سے آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے ایک بیضۂ سحر کا افراسیاب
پر مارا کہ افراسیاب اُس بیضہ کے پڑنے سے جھوم گیا اور اُسکی آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا
اُسنے اپنی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیا کہ دکھائی دینے لگا اور جلد ایک کارد سے اپنی ران کاٹ کر
اور خون ران کا چلو مین لیکر برہمن پر مارا کہ وہ خون ایک چادر سرخ رنگ بنکر برہمن پر پڑا برہمن
اپنے منھ پر ہاتھ پھیر کر اُس چادر کے اندر سے جو نکلا تو معلوم ہوا کہ آفتاب چمکتا ہوا نکلا اور اُسنے
نکلتے ہی قریب آکر ایک ترسول افراسیاب پر مارا افراسیاب نے اسکو خالی دیا اُسوقت
جہانگیر نے پھول وہی برہمن پر کھینچ مارا کہ برہمن کے جسم مین چھالے پڑگئے اور اُسنے ایک آہ کی
اور تڑپ کر غائب ہوگیا اور زرافشان و بہار نے یہ کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہوچکا اب بیکار رہنے
بس یہ بھی بھاگ کر وہان سے قلعہ زرافشان مین چلے گئے بران بھی چلی آئی افراسیاب و حیرت
بھی رخصت ہوگئے اور افراسیاب کہ گیا کہ مین ہر مقام پر تیری مدد کو اے جہانگیر پہونچونگا ہر چند
کہ سرحد غیر مین آنا شاق ہے مگر مین آؤنگا اور یہ کوکب مرد صحرائی ہے ہمیشہ سے میرا خراج گذار رہا ہے
میرا کیا کریگا جہانگیر نے کہا اب مین قلعۂ زرافشان کل خالی کرالونگا افراسیاب نے کہا شاباش
مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ہ یہ کہکر چلا گیا جہانگیر وہان سے قیصر تاجدار کو لیکر
مع لشکر کے اپنی بارگاہ مین باغ سے آیا قیصر کو مقام عمدہ مین رکھا اور آپ سامنے قلعۂ زرافشان
کے فروکش ہوا اور وہان افراسیاب نے جاکر قہار ظلماتی اور رضوان ظلماتی کو کہ اُس سے افراسیاب
سے بھائی چارہ ہے مدد کو جہانگیر کے بھیجا کہ یہ تین لاکھ ساحرون سے آئے اور اپنے خیمہ برپا کیے اور نام

افراسیاب لائے تھے وہ بھی جہانگیر کو دیا اُسمین لکھا تھا کہ ای صاحبقران من یہ دونون سردار معزز تمھاری خدمت کو حاضر ہوئے ہین ادھر زرافشان کے پاس دو پریزاد حاکمان دربند طلسم کوکب ملکہ ظلمات پری اور یاقوت پری سات لاکھ سے آئین اور یہ بھی اُتری ہین اور عمر کی صلاح سے سینے قلعہ کے باہر نکلکر خیمہ کیا یہان جہانگیر نے عمر کو نامہ لکھا اور ایلچی بنا کر ایک ساحر کو بھیجا عمر نے اُسکو بلوایا اور نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ کل حیات اور لوح وغیرہ سب مین نے حاصل کر لی ہین تم سب آکر اطاعت کرو اور برّان کو لکھا تھا کہ ای برّان میری جان تمپر قربان ہی تم میرے پاس چلی آؤ یہ حال پڑھکر برّان رونے لگی عمر برق کو ساتھ لیکر اُٹھا کہ اب اِس چھوکرے نے بہت سر اُٹھایا ہی مین اِسکو ادب دینے جاتا ہون اور جا کر ایک مقام پر ایک ترکیب سے ٹھہرا اور نامہ دار کو جہانگیر کے رخصت کر دیا تھا یہان جہانگیر بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چالاک نے آکر کہا ای شہریار ملکہ ماہ درد رگوش قید کوکب سے چھوٹ کر آئین اور کنارے دریا کے اُنھون نے خیمہ کیا ہی جہانگیر یہ سنکر بہت خوش اور حیرت چالاک کو ہمراہ لیکر چلا آکر کنارے دریا کے جو دیکھا تو خیمہ سیاہ استادہ پایا اندر خیمہ کے آیا دیکھا کہ ماہ درد رگوش نہایت نحیف وضعیف ہو گئی ہی مگر حسن اُسی طرح ہی مثل ماہ کے چہرہ تابندہ ہی جہانگیر رو کر اُس سے لپٹ گیا اُسنے کہا بس بس معلوم دیا بقول شاعر بیت

یون تو منھ دیکھے کی ہوتی ہی محبت سبکو	جب مین جانون کہ مرے بعد مرا دھیان رہے

صاحب تمکو تو معشوق قیصر تاجدار مبارک ہو جہانگیر نے عذر کیا کہ ای ملکہ قسم ہی اپنے ایمان کی وہ آپ زندان مین آئی اور اُسنے مجھسے محبت جتائی پھر مین کیا کرتا ناچار تھا ملکہ نے کہا خیر بہتر کیا لیکن ای شہزادہ مین نے نذر مانی تھی کہ جب تمسے ملاقات ہوگی تو سامری کا توجہ کرونگی جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہی بس اُسی وقت ایک ہوم خانہ علیحدہ استادہ کرایا اور اُسمین دھوپ دیپ چندن صندل وغیرہ جمع کیا ملکہ اندر گئی اور اُسنے اگیاری بنوا کنڈے طارٹی اسپر شراب ڈالی اور سنکھ ہوم کرنا شروع کیا جسکا دھوان بلند ہوا جہانگیر بھی سامنے اس ہوم خانے کے آیا اور کہا ای ملکہ مین بھی آؤن ملکہ نے کہا اچھا آؤ مگر صرف تہمد باندھکر جہانگیر نے لوح تیغہ وغیرہ چالاک کو دیکر آپ تہمد باندھکر اندر ہوم خانے کے قدم رکھا وہان دھوان بلند تھا اُس دھوئین سے یہ بیہوش ہو گیا اُسوقت ملکہ نے پکار کر کہا کہ بھیا چالاک دیکھنا کہ شاہزادہ کو کیا ہو گیا ہی چالاک جو اندر گھبرا کر آیا یہ بھی بیہوش

ہو گیا اُسوقت نعرہ ہوا صنم عمرو برق عمر تو ماہ ور در گوش تھا اور برق گلعذار بنا ہوا تھا غرض
اُنھون نے تیغہ و لوح لے لیا اور اُن دونون کا پشتارہ باندھا اور لیکر وہان سے روانہ ہوئے
اور سامنے بران کے لائے تیغہ اور لوح تو سامنے رکھدی اور جہانگیر کو ستون سے باندھا
اور ہوشیار کیا اب جو اُسکی آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا ہوا پایا بہت گھبرایا اور کلمات درشت و سخت
بران نے اُسکو کہے یہ ہنگامہ تھا ہی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور افراسیاب پیدا ہوا اور
آتے ہی اُسنے جہانگیر اور چابک کو پنجہ مین دابا اُسوقت سبنے اُسپر سحر کرنا شروع کیے کسی نے
ناریل مارا کسی نے ترنج مارا اور ادھر فوج جہانگیر مین بھی نفیر سحر بجی ساحر جلد جلد باز و بط قرقرے
وغیرہ پر سوار ہو کر جمشید جمشید کہتے ہوئے یہان آگرے یہان کے ساحر بھی اُٹھکر لڑنے لگے ترسول
و نپسول چمکتے تھے جمشید و سامری کے نعرے بلند تھے ابر کے لکے آتے تھے پتھر و مار برساتے تھے
ساحر مر رہے تھے دم محبت کا بھر رہے تھے لیکن افراسیاب جہانگیر کو لیے ہوئے باہر نکلا اور چاہا
کہ زمین مین غرق ہو جائے اُسوقت نعرہ ہوا کہ صنم کوکب روشن ضمیر اور اُسنے آتے ہی زمین کو سخت
کر دیا افراسیاب نے زمین پر گر کر سر مارا کہ سر شق ہو گیا مگر اُسنے اُسی وقت دونون پانوُن اپنے
زمین پر مارے کہ اُس مقام پر ایک چشمہ آب پیدا ہوا افراسیاب نے چابک اور جہانگیر کو چھوڑ کر
اُس چشمہ آب مین غوطہ مارا کوکب نے پھر سحر پڑھا کہ وہ پانی بستہ ہو گیا اور افراسیاب نے
سر کے بل غوطہ مارا تھا نصف جسم تو اُسکا زمین مین رہا اور نصف اوپر پانوُن تھرانے لگے عمر نے
اُسوقت کہا کہ ای کوکب مارے اسکو کوکب نے کہا کہ مرنا اسکا مشکل ہی مگر مین پانوُن اسکے اڑائے
دیتا ہون یہ کہکر تخت سے اُتر کر کوکب نے تیغہ اسکے پانوُن پر مارا مگر افراسیاب کی نانی زمرد رنگ
کہ وہ زمین زمین آتی ہی بس وہ اپنے مقام پر سے چلی ادھر یہان اُسوقت آکر پہونچی اور کوکب کے
تیغہ مارنے پر اُسنے ایک قہقہہ مارا کہ آواز قہقہے کی آئی اور نعرہ ہوا کہ صنم ماہیان زمرد رنگ
ای کوکب تو نے کسکو قتل کیا دیکھ تو جھک کے اب جو کوکب نے جھک کے دیکھا تو پیران جادو
اپنے سردار کو کشتہ پایا اور افراسیاب کا کہین پتا نہ تھا کوکب نے کہا کیون خواجہ دیکھا تمنے
افراسیاب کے حال کو خواجہ کو بڑا تعجب ہوا اور انتشار طبیعت زیادہ تر بڑھا اور افراسیاب کو
جو ماہی زمرد رنگ لے گئی تو مع جہانگیر و چابک لے گئی اور اُسنے بہت دور لیجا کر ایک مقام پر

اسکو چھوڑا اب افراسیاب نے جہانگیر کو ہوشیار کیا لیکن ایک جملہ اور سنیے کہ راہ تو بیان کی کھل ہی گئی ہو صرصر بھی لپیٹے رنگین حصار سے یہان چلی آئی تھی اسنے بہت جلد صورت اپنی ایک برّان کی کنیزکی ایسی بنائی اور جب گل اور تیغہ وغیرہ لاکر عمر نے رکھا تو وہ اسکو آنکھ بچاکر اُٹھا لے گئی یہان افراسیاب نے جہانگیر سے پوچھا کہ ای صاحبقران گل اور تیغہ ولوح وغیرہ کہان ہو اُسنے کہا وہ دہین رہگیا ہی یہ کہ رہا تھا ہی کہ صرصر نے لاکر لوح وگل وغیرہ اُسکو دیا اور کہا ای شہنشاہ مین اسطرح آئی تھی اور اب یہ لائی ہون اور پھر جاتی ہون ہوسکتا ہی تو برّان کو لاتی ہون جہانگیر نے لوح وغیرہ لیکر وہان سے رہروی کی ماہیان نے بڑی دور اُسکو لاکر چھوڑا تھا اسوجہ سے یہ اب اُدھر سے آتا ہی لیکن اس عرصہ مین جہانگیر عالم یعنی آفتاب تابان طلسم مغرب مین گیا اور ظلمات شب عالمگیر ہوئی کہ ابیات

بشکل برا اُڑی کچھ سیاہی	ہوئے مصروف راحت مرغ وماہی
لگاہین میل آسایش پہ آئین	ہجوم شوق سے آنکھین بھر آئین

سر شام قہار ظلماتی ورضوان ظلماتی نے نفیر سحر کہ لشکر مین دم دیا یہ خبر زرافشان وعمرو برّان وغیرہ نے بھی سُنی اُنھون نے بھی طبل جنگ بجوایا صدائے کوس رزمی سے گوش فلک کر ہوا تاس گردون مین چھناٹا آیا تیاری جانبین مین ہونا آغاز ہوئی کسی نے تلوار کو صاف کیا کسی نے کمان چوخانہ کرگئی تھی اُسکو درست فرمایا کوئی سنان وپیکان کو آبدار کرنے لگا نقیب للکارنے لگے دلاور دلون کو پکارنے لگے کہ ہان ای جوانو شاباش معرکہ رزم صبح کو درپیش ہو جی نہ ہارنا خبردار عدو کو للکار کر دامن کو مارنا نام کرجانا کہین ساحر کلوا بھیرون نارسنگہ کو پکارتے تھے جمشید وسامری کی نعرے مارتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ سنان ہو کل اور سینہ عدو ہی کوئی کہتا تھا کہ دشمن سے کل اجل دوبدو ہی ہنگامہ قیامت نا ہر طرف برپا تھا عجب طرح کا غوغا تھا کہ کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی یقین تھا کہ کلہ عمود زبان نیز اس شب کو باتین کرنے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ترک روزگار نے تیغہ مہر کو میدان فلک مین چمکایا اور تاریکی شب کو تیغ تیز کی چمک نے قطع فرمایا کہ ابیات

جمال شمع پر آئی اُداسی	مزاج شب مین پھیلی بدحواسی
تھمہ ق سے سُلگے پروانے ہر سو	جگر سے سوز کی آنے لگی بو

رضوان وقہار ظلماتی لشکر کثیر لیکر جانب جنگاہ چلے وہ طائران سحر کا اُڑنا نام کہاے پرندگے طرارے بھرنا طاؤسان سحر کی کلیلین کرنا عجب لطف دکھاتا تھا غرض میدان جنگاہ مین آکر ہر ایک نے صف باندھے اور نقیبون نے للکار کر دلاورون کے دل بڑھائے لڑنے کو سب نے گھوڑے اٹھائے ایک جانب سے ملکہ بہار نے آکر سحر پڑھکر دستک دی کہ دم بھر مین سبکے سامنے ایک باغ تر و تازہ پھولون سے ہرا بھرا سر سبز و شاداب و لہلہاتا نظر آیا کہ اُس بوستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز
کسی کا رنگ مثل روئے جانان
کوئی مصروف خندہ صورت یار
کوئی حیران بشکل چشم عشاق
بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
زمرد گون بہار برگ شاداب
نواسنجی مین طاؤسان خوش رنگ
ترنم ریز مرغان خوش الحان

عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان
کوئی مانند عاشق سینہ افگار
کوئی سربستہ مثل کار آفاق
بلندی سے نقاب چہرہ کا خ
لبالب زیر دامن چشمۂ آب
تلذذ مین کشود خاطر تنگ
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان

اور گلون کا یہ عالم تھا کہ کہین نرگس شہلا مست کہین لالہ ساغر در دست کسی جا سنبل با زلف پریشان کہین لالہ رنگین کسیجا سرخ پوش ارغوان یہ بہار تازہ جو لشکر قہار و رضوان نے دیکھی فوراً ایک سحر قہار ظلماتی نے پڑھا کہ بہار کے باغ بہار مین آگ لگی اور وہ گلدستہ اور پھول جلگئے اور غصہ مین آکر اُسنے ترنج مارا کہ صدہا پتلے پیدا ہوئے اور وہ آکر بہار کے لپٹ گئے بہار اپنے سحر کے باطل ہوجانے سے بیہوش ہوجاتی ہی بس وہ بیہوش تھی یہ پتلے اُسکو اُسی عالم بیہوشی مین کھینچتے ہوئے سامنے قہار ظلماتی کے لائے لیکن بعد کچھ عرصہ کے ملکہ بہار کو ہوش آیا اور سنبھلکر اُٹھی اور سر اُسنے تیغ سحر کھینچکر پتلون کو قتل کرنا شروع کیا مگر جب اُنکو قتل کیا ایک کے دو نکلکر تیار ہوئے ہر چند بہار سحر کرتی ہی مگر تاثیر نہین کرتا ہی نہایت مجبور و ناچار ہی اس اثنا مین ایک افسر اُن پتلون کو آگے لیکر بڑھا لکھا ہی کہ کوکب روشن ضمیر سے ہر آن

رخصت لیکر جو کوہ رخشان کی طرف روانہ ہوئی تھی تو شہزادہ جہانگیر کی آنے کی طلسم مین خبر سنکر
یہ توقف پذیر ہوئی تھی چنانچہ وہ بھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسنے آتے ہی اختر مروارید قہار ظلماتی
پر کھینچ مارا کہ وہ جلنے لگا اور برّان نے دوڑ کر پھر اختر کو لیا اور نیمچہ کھینچکر لڑنا شروع کیا اب
رضوان ظلماتی نے سحر کیا کہ صحرا سے شیر اور خرس پیدا ہوئے اور اُنھون نے آکر لشکریون کو
مارنا شروع کیا اُسوقت ایک پتا ازخود اُڑتا ہوا آیا اور برّان کی گود مین گرا اُسمین لکھا تھا کہ اے
بران اختر مروارید پھر رضوان پر کھینچ مار برّان نے آگے بڑھکر اختر مروارید رضوان ظلماتی
کی پیشانی پر کھینچ مارا کہ وہ بھی دہر دہر جلنے لگا اور خاکستر ہو گیا اُسوقت افراسیاب جادو
آکر پہونچا اور اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا رضوان اور قہار کے لیے بہت رویا پھر اُنکی خاک کو آکر
اُسنے جمع کیا اور اُسپر اپنی ران کاٹ کر خون چھڑکا اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو گئے اور کھڑے ہو کر
لڑنے لگی اور خرس اور شیران دشتی نے لشکریون کو کھا کر پریشان کیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج
ضیغم فلک کو غصہ آگیا ہے یا ترک دہر بپھرا ہوا ہے خرسون کے پشم دار بال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ
چادر سیاہ زال دنیا اوڑھے ہے غرضکہ برّان نے بڑھکر پھر اختر کھینچ مارا لیکن افراسیاب جادو
نے وہ اختر بڑھکر اٹھا لیا برّان نیمچہ پکڑ کر افراسیاب پر جا پڑی اور نیمچہ مارا افراسیاب نے
نیمچہ روک کر ہاتھ اپنا بڑھایا کہ اُسکے ہاتھ مین تیغ سحر آگیا اُسنے اُس تیغ پر نیمچہ کو روکا اور پھر آپ
تیغہ مارا کہ برّان کی پیشانی زخمی ہوئی برّان نے دوڑکر ایک تلوار سحر کی اُسپر لگائی مگر اُسنے خالی دی
اور آپ ایک ناریل اُسپر مارا وہ ناریل برّان پر پڑا برّان کے جسم مین آبلہ پڑ گئے لیکن برّان نے
جلد اپنے جوڑے سے ایک ڈبا یاقوت احمر کی نکالی کہ اُسمین خاک جمشیدی تھی وہ خاک تمام
جسم مین ملی کہ آبلے جاتے رہے اور آپ پھر ترنج افراسیاب پر لگایا اِس اثنا مین راوی بیان کرتا ہے
کہ نعرہ کوکب بلند ہوا اور کوکب نے آتے ہی اپنے بازو پر سے الہ کھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ
اُسکو غش آیا مگر بیہوش ہوتے ہوتے افراسیاب نے اپنے بازو پر سے الہ کھولکر دکھایا کہ کوکب
کو بھی غش آیا اُسوقت سواران زرین پوش پیدا ہو کر کوکب کو ہاتھون پہ اٹھا لے گئے اور پھر پریزادین
طلسمی پیدا ہوئین کہ اُنھون نے افراسیاب کو ہاتھون پر روکا اور قہار و رضوان ظلماتی
نے طبل باز گشت بجوا دیا کہ دونون طرف کے لشکر پھرے اور اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے

مگر صرصر شمشیر زن جو وعدہ کر کے گئی تھی کہ مین جا کر بران شمشیر زن کو پکڑ لاتی ہون پس جب لشکر
دونون طرف کے اپنے مقام پر آ کر اُترے ملکہ بران صرصر شمشیر زن بھی قلعہ رخشانیہ کے آگے بارگاہ
مین آ کر تخت پر جلوہ گستر ہوئی عمر بن اُمیہ ضمری بھی اُسکے سامنے کرسی پر آ کر بیٹھا کہ صرصر نے صورت
اپنی بران کے کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ مین آئی دیکھا کہ عمر سامنے بران کے بیٹھا ہے یہ اپنے
دلمین خائف ہوئی مگر دل اپنا مضبوط کر کے ٹھہری رہی اور اپنے دل سے کہا کہ اے صرصر تو پیشہ عیاری
کا کرتی ہے اگر اسی طرح ہر وقت عمر سے خائف ہو گی تو کاہیکو عیاری تجھسے ہو سکے گی غرضکہ یہ یہان
کاروبار کرنے لگی اس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ گلیم شب مین روز روشن نے منھ چھپایا اور
کواکب نے چمک کر فلک پر جلوہ دکھایا کہ ابیات

دلون مین خواہش آرام آئی	طبیعت بہر راحت کھینچ لائی
سیاہی پھر جہان مین شب کی پھیلی	ردائے دن ہوئی دیکھا تو میلی

رات کو بارگاہ بران مین کنول اور جھاڑ وغیرہ روشن ہوئے اور رقاصان مہر طلعت آ کر سامنے
مجرا کرنے لگین اس اثنا مین عمر کی نگاہ صرصر شمشیر زن پر پڑی یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ جمیلہ
دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہے پھر غور کر کے جو دیکھا تو پانون اُسکے پیر سے پڑتے ہوئے پائے یہ دیکھکر
عمر نے اُسکو بلایا کہ ادھر آ صرصر عمر کے قریب تر آئی خواجہ نے اپنے مقام پر سے اُٹھکر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا بتا تو کون ہے صرصر نے کہا کہ کنیز ہون سیوتی میرا نام ہے عمر نے کہا نہین سچ بتا کہ تو کون ہے صرصر
نے کہا کہ مین سچ کہتی ہون کہ مین کنیز ہون پھر عمر نے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی کہے گئی خواجہ نے
اُسوقت آب گرم منگا کر منھ اُسکا دھلوایا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ صرصر کا نکل آیا
ابتو عمر نے کہا کہ اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان خوب تم اسوقت ہاتھ لگین یہ کہکر اُسکو
گلے سے لگایا صرصر لگی گالیان دینے کہ مونڈے کاٹے جوانا مرگ خدا تجکو غارت کرے میرے لیے
مرنے جوگے تجلو گھر ہی گور مین تو یون تجھ گلے سے لگانے والے کا مردہ نکلے ارے ستیاناس گئے
یہ کیا کرتا ہے عمر نے کہا کہ اے جانی وائے مایہ عمر و زندگانی معشوقون کا کوسنا بھی اچھا معلوم
ہوتا ہے میری عین خوشی ہے تو یون ہی مجھکو کوسے جا یہ کہکر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُسنے طمانچہ اُلٹے
ہاتھ سے اُسپر مارا اور اسطرح تڑپی کہ ہاتھ عمر کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو اُسکا فرسکا

قتل و قید کرنا منظور بھی نہ تھا اسوجہ سے عمداً اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا غرض صرصر بھاگ کر بارگاہ سے نکل گئی اور رات بھر گرد بارگاہ کے چرخ مارا کی اور فکر مین عیاری کے پھرتی رہی مگر کچھ قابو نہ ہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ شبنم نے سیاہی شب کو دھو ڈالا اور ساحرۂ مہ جھولا زرین گلے مین ڈالکر بارگاہ فلک مین آیا کہ نظم

کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی ہوا غل رات گذری صبح آئی
ہوئی شب رخصت آغاز سحر سے چھپا سامان محفل سب نظر سے

صبح کو صرصر پھر کر بارگاہ شہزادۂ جہانگیر مین آئی اور ماجرائے شبینہ زبان پر لائی اور پھر فکر مین عیاری کے چلی اور دن بھر فکر مین عیاری کے رہی لیکن کچھ نہوسکا کیونکہ عمرو وہان نگاہبان تھا اور ایک روایت مین یون ہی کہ برق ابھی عمر کے ساتھ نہ آیا تھا اُسوقت ملکہ بران شمشیر زن نے بخیال اسکے کہ مقدمہ عیاری ہی اور خواجہ بالکل تنہا ہین بس اُسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر برق فرنگی کو لشکر مہرخ سے اُٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا اور ایک نامہ بھی اُسنے لکھا ملکہ مہرخ کو اُسمین مضمون یہ تھا المولفہ

بہار بوستان شہریاری گل اقبال باغ تاجداری
شہ مہرخ شہنشاہ زمانہ جو ہی دنیا مین سلطان یگانہ
رکھے اُسکو خدا زندہ ہمیشہ ملے اُس ماہ وش کو ایک پیشہ
یہان جب سے کہ ہم آئے ہوئے ہین نہایت درجہ اُکتائے ہوئے ہین
لکھا ہی ہمنے تمکو اب یہ احوال کہ ای شاہنشہ والا خوش اقبال
یہان آئی ہون اب جس روز سے مین جلا کرتی ہون ہر دم سوز سے مین
کہون کیا مین کہ یہان کیا ہی گذرتی یہ باقی ہی کہ موت آئے تو مرتی
لکھا ہی مختصر سا تجکو احوال کہونگی پھر جو کچھ گذرا ہی جنجال
یہان شہزادۂ ذیشان و ذیجاہ لقب جسکا جہانگیر ہی شہنشاہ
وہ اس قلعہ پر جسکا نام رخشان ہی آپہونچا مع فوج فراوان
مقابل اُسکے مین اور شاہ کوکب سیاہ ساحران سے آئے ہین اب
خدا جانے کہ کیا ہو اسکا انجام ابھی تک تو ہوئے ہین ہم ہی ناکام
لکھا جاتا ہی ای ملکہ یہ تمکو کہ برق عیار کو خط پڑھکے بھیجو

مگر صرصر شمشیر زن جو وعدہ کرکے گئی تھی کہ مین جاکر برّان شمشیر زن کو پکڑ لاتی ہون پس جب لشکر دونون طرف کے اپنے مقام پر آکر اُترے ملکہ برّان صرصر شمشیر زن بھی قلعہ رخشانیہ کے آگے بارگاہ مین آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی عمر بن اُمیہ ضمری بھی اُسکے سامنے کرسی پر آکر بیٹھا کہ صرصر نے صورت اپنی برّان کے کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ مین آئی دیکھا کہ عمر سامنے برّان کے بیٹھا ہی یہ اپنے دلمین خائف ہوئی مگر دل اپنا مضبوط کرکے ٹھہری رہی اور اپنے دل سے کہا کہ ای صرصر تو پیشہ عیاری کا کرتی ہی اگر اسی طرح ہر وقت عمر سے خائف ہوگی تو کاہیکو عیاری تجھسے ہوسکیگی غرضکہ یہ یہان کاروبار کرنے لگی اس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ کلیم شب مین روز روشن نے منھ چھپایا اور کواکب نے چمک کر فلک پر جلوہ دکھایا کہ ابیات

دلون مین خواہش آرام آئی	طبیعت بہر راحت کھینچ لائی
سیاہی پھر جہان مین شب کی پھیلی	ردائے دن ہوئی دیکھا تو میلی

رات کو بارگاہ برّان مین کنول اور جھاڑ وغیرہ روشن ہوئے اور رقاصان مہر طلعت آکر سامنے مجرا کرنے لگین اس اثنا مین عمر کی نگاہ صرصر شمشیر زن پر پڑی یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ جمیلہ دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہی پھر غور کرکے جو دیکھا تو پانون اُسکے پیتر سے پڑتے ہوئے پائے یہ دیکھکر عمر نے اُسکو بلایا کہ ادھر آ صرصر عمر کے قریب تر آئی خواجہ نے اپنے مقام پر سے اُٹھکر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بتا تو کون ہی صرصر نے کہا کہ کنیز ہون سیوتی میرا نام ہی عمر نے کہا نہین سچ بتا کہ تو کون ہی صرصر نے کہا کہ مین سچ کہتی ہون کہ مین کنیز ہون پھر عمر نے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی کہے گئی خواجہ نے اُسوقت آب گرم منگا کر منھ اُسکا دھلوایا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ صرصر کا نکل آیا ابتو عمر نے کہا کہ ای جان جہان واے آرام دل مشتاقان خوب تم اسوقت ہاتھ لگین یہ کہکر اُسکو گلے سے لگایا صرصر لگی گالیان دینے کہ مونڈے کاٹے جوانا مرگ خدا تجکو غارت کرے میرے لیے مرنے جوگے تجکو گھری گور مین تو یون تجھ گلے سے لگانے والے کا مردہ نکلے ارے ستیاناس گئے یہ کیا کرتا ہی عمر نے کہا کہ اے جانی واے مایہ عمر و زندگانی معشوقون کا کوسنا بھی اچھا معلوم ہوتا ہی میری عین خوشی ہی تو یون ہی مجکو کوسے جا یہ کہکر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُسنے طمانچہ الٹے ہاتھ سے اُسپر مارا اور اسطرح تڑپی کہ ہاتھ عمر کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو ازبسکہ مُنھ اُسکا

ذیو تار و شہزادہ نامدار جہانگیر ذوی الاقتدار سے سب اُٹھکر اپنے اپنے بسترون پر آئے اور آلات
حرب وضرب کی تیاری مین مصروف ہوئے بوستان شجاعت وساحری مین پھر بہار آئی جوش شجاعت
سے امنگون پر طبیعت ہے سردار آئی گلستان جلادت مین ہوا تیر کی چلنے لگی ہر ایک بہادر نے کرنے پر
کسی بلبل جان کے لیے شاخ تیغ نشیمن بنی کہین ڈنکے اور بانسری بجی کہین کڑاہی شیخ سدو کی
چڑھ گئی کوئی ڈوم کی طرح سے دوڑ و کی صدا پر ناچنے لگا کسی نے اگیاری کر کے جوت کا
دیا جلایا ہوم خانہ مین ہوم کیا کہ ابیات

پکارا کوئی سامری آسیے ۔ مدد آپ ہی میری فرمائیے
لگا جھومنے کوئی پڑھنے پڑھنت ۔ بنا تھا کوئی سامری کا مہنت
چڑھانے لگا سان پر کوئی تیغ ۔ کسی نے کہا جان نہین ہے دریغ
کسی جا چمکتی تھی تیغ وسنان ۔ لیے سر ہتھیلی پہ سب نقد جان
فسانہ کہا تک کرون یہ بیان ۔ بہارات بھرتی ہی چرسیا وہان
ہوئی رات جب دم لذر کر سحر ۔ تڑاک پر ہوا مہر پھر جلوہ گر
چلی اُٹھکے لڑنے کو جنگی سپاہ ۔ بڑھے سمت میدان کوس کینہ خواہ
وہ باجون کا بجنا وہ ڈنکے کا شور ۔ ہلے بہمن و سام و رستم کی گور
ہنر پہلوانی کے تھے سیکھے ہوئے ۔ ہوئے آکے میدان مین ایستادہ
ادھر سے جہانگیر با فر و شان ۔ ہوا آکے میدان مین جلوہ کنان

یعنی جب سدم کہ شہنشاہ زرین کلاہ تیغ خسلود شعاع ہاتھ مین لیکر میدان فلک مین آیا اور ترک شب
نے عرصہ عالم سے گریز کی لشکر خیل خیل دیل دیل میدان کارزار مین بہر حرب و پیکار آکر جمع ہوا
ساحرون کے طائرون سے اور ہجوم سے روئے دہر کالا ہو گیا تھا گرد سیاہ سے فلک تک
اندھیرا تھا آئینہ آفتاب اندھا تھا نقارون کی آواز نے گوش کر و بیان کر دیا تھا سوارون کے
گھوڑے بڑھے بڑے الف ہوتے تھے نفیر و بوق و ناقوس بجتے تھے غرض صف دو کارزار
بہر حرب و پیکار آراستہ ہوئین اور سقون نے نکلکر چھڑکاو کیا پھر نقیبون نے نکلکر ندا دی اے فانی
کو سنایا کہ ای بہادران کہان ہین جمشید و سامری کہان ہین رستم و اسفندیار دیکھو کہ سب

پیوند خاک ہوگئے آج کے روز انمین سے کسی کا پتا نہین مگر ہان نام نامی انکا ابتک باقی ہی کہ رباعی

چغدے دیدم نشستہ بر گنبد طوس	در پیش نہادہ کلۂ کیکاؤس
با کلہ ہمی گفت کہ افسوس افسوس	کو بانگ جرسہا و کجا نالۂ کوس

بالجملہ غزل کس کی نیرنگی پہ برق خاطر مانوس ہی	جو شرر دل سے اٹھا وہ جلوۂ طاؤس ہی
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتے تھے مجھے	کیا ہی ملک روم کیا سرزمین روس ہی
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی	ایک طرف آواز طبل ایدھر صدائے کوس ہی
مل رہا ہو دل کسی چنچل پریزادون کے ساتھ	شب ہوئی تو ماہ رویون سے کنار و بوس ہی
بولی عبرت چل دکھاؤن اک تماشا مین تجھے	تو جو ایسا آج قید آس کا محبوس ہی
لے گئی اکبارگی گور غریبان کی طرف	جس جگہ جانے تمنا سو طرح مایوس ہی
تربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگے	یہ سکندر ہی یہ دارا ہی یہ کیکاؤس ہی
پوچھ تو انسے کہ مال و مکنت و دنیا سے آج	کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہی
کل تو قدرت پاس نم رکھتے تھے تسبیح ریا	آج رہن جام مے یان خرقۂ سالوس ہی

جب نقیب نقابت کرکے کنارے ہوئے صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آگیا اور ہر ایک سوار اپنے حریف کو بنگاہ تیز و بنظر تند دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑون کے پودہ پر باگ کے پڑ گئے باگین انکھنچ گئین یہی قصد تھا کہ حریفون پر جا پڑین پس جب میدان پاک و صاف ہو چکا قہار ظالمانی اپنا اژدر اڑا کر میدان کارزار مین آیا اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب مبارز ہوا ادھر سے بران دلاور اپنا طاؤس زرین بال بڑھا کر کہ جسکی شان مین یہ کہنا زیبا ہی نظم

زہے طاؤس ہمایون و مبارک پرواز	صاف آتے تھے نظر جسمین پری کے انداز
اسکا سایہ جو پڑے جا کے ہما کے اوپر	طائر سدرہ سے ہو جائے وہین وہ ہمسر

بس وہ [illegible] سوار اسی طاؤس زرین بال کو اڑا کر مقابل مین آئی قہار نے بران کی صورت زیبا کو جو دیکھا کہ جسکی صورت خوش کا یہ نقشہ تھا کہ سراپا

کیا کہون کیسا قد و بالا ہی	قالب آرزو مین ڈھالا ہی
ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب	پیکر نازک اسکے سب محبوب

موئے سر ایسے جی کو کریں نیاز | بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو | کاکل صبح پر نظر نہ کرو
کچھ بھی نسبت ہی تمکو سودا ہی | کالے کوسون کی بات کا کیا ہی
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ ٹھہرے | رہے سنبل کے پیچ پاچ دھرے
اُس جبین سے ہر دل کی کب جاذب | صبح صادق کا دعوی ہی کاذب
دیسی چھدوین کشیدہ بھی ہین کہین | یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
بھری پلکون کی اور سبکی نگاہ | چشم پر میری تیری چشم سیاہ
سطح رخسار آئینہ سے صاف | جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف

غرض اُس سراپا ناز و خوبی و غنچہ گلستان شجاعت و محبوبی نے قہار سے ضربت طلب کی قہار نے ایک نارنج اپنے جوڑے سے نکالکر مارا کہ وہ نارنج آکر ملکہ برّان کے سینہ پر پڑا برّان نے جلد خاک اپنے اگیاری کی سینے پر لگائی کہ نارنج کے پڑنے سے زخم پڑگیا تھا مگر اچھا ہوگیا اور نارنج ٹھنڈا ہوکر زمین پر گر پڑا اور ملکہ برّان نے اختر جوڑے سے نکالکر اُسپر مارا یہ قہار افراسیاب کا ماموں ہی اور بڑا زبردست ساحر ہی اُسنے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو اپنی منقار مین لے لیا برّان نے بہت جلد اپنی ران کاٹ کر خون کا چھینٹا اُس طائر پر مارا کہ وہ طائر جلگیا قہار نے جلد سحر پڑھا کہ اور ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو لے لیا اُس گنج خوبی نے پھر خون کا چھینٹا اُسپر مارا کہ وہ طائر بھی جلگیا قہار کے سحر سے پھر طائر پیدا ہوا اور اُسنے اختر منقار مین لیا اسی طرح سات طائر پیدا ہوئے اور اختر کو اُنھون نے باری باری سے مُنھ مین لے لیا اب برّان نے بلند ہوکر ساتوین طائر پر بھی خون کا چھینٹا مارا کہ وہ بھی جلا اور برّان برابر پہونچی تھی کہ اُسنے جب اُسکے مُنھ سے اختر گرنے لگا ہاتھ مین لیا قہار نے دوڑ کر ایک ہی پنجہ سحر کا برّان پر مارا اور سحر پڑھا کہ کئی پنجے پیدا ہوئے اور برّان کے لپٹ گئے برّان نے اختر سے اُن پنجون کو بھی جلا دیا اور سحر کو زور دیتی ہوئی آگے بڑھی اُسوقت نغوان نے پشت پر سے اُڑ کر آکے خاک جمشیدی برّان پر ماری کہ یہ بیہوش ہوگئی بس رضوان نے سحر کی دستک دی کہ پنجہ پیدا ہوئے اور برّان کو لیکر اُسکے سامنے آگئے اُسوقت قہار نے سحر کو زور دینا شروع کیا اور توجہ

برّان کے چلی ادھر سے مجلس فوج لیکر بڑھی گھمسان کی مار ہونے لگی برق سحر چاک چاک گرنے لگی ہر طرف کلوا بھیرون کی پکار ہوئی ہر سمت بلند صدائے مار مار ہوئی کہ اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشن ضمیر قہار نے فوراً کوکب کو دیکھکر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اور پنجہ پیدا ہوئے ابر نے تو آکر سر کوکب پر سایہ کیا یہ اسلیئے کہ کوکب بیہوش ہوجائے اور پنجہ کوکب کے لپٹ گئے کوکب نے پنجون کو تو جلا دیا اور ایک سحر پڑھکر پانی کا چھینٹا برّان کے منھ پر دیا برّان کو پنجہ لیے ہوئے کھڑے تھے پس پانی کے چھینٹے پڑنے سے برّان ہوشیار ہوئی لیکن اسطرح کہ جیسے کوئی بیخود ہوتا ہی کوکب نے اُن پنجون کو کہ جو برّان کو لیے کھڑے تھے جلا دیا اور برّان کو لیکر تخت پر ڈالا اور سحر کیا کہ پنجے پیدا ہوکر اُس تخت کو لے گئے اب کوکب آگے بڑھا اور راختر مروارید و قہار و رضوان نے طائر کی منقار سے لے لیا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ان دونون نے وہ اختر خود اسکو دیدیا پس کوکب نے ایک ترسول اُن دونون کو مارا اُنھون نے رد کیا اُسوقت کوکب ایک برق سبز رنگ بنکر جو اُن دونون کے سر پر گرا تو دونون کو کاٹ گیا اور لاشے اُنکے دھر دھر جلنے لگے اب کوکب لشکر جہانگیر کے ساحرون پر جا پڑا اور قتل کرتا ہوا تلوار سحر کی برق بنکر گرنے لگی اور یون بھی بہادرون مین تلوار چلنے لگی ابتو آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی حیات طوفانی ہوئی یہ حال تھا کہ نظم

بڑھی بس جو سپہ تیغ برق آہنگ
لباس روح بھی تھا گو زمین تنگ

لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
چھپین گھبرا کے روحین سب بدن مین

ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
مٹی مغرور دل کو خود پسندی

کھلی بیڑی بڑے شمشیر مین ہاتھ
کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ

زبان تیرون کی آئین تیزیون پر
جھکے سر مرضی خالق مین یکسر

تھکے رفتار سے پا ایک جا پر
نظر پڑنے لگی فضل خدا پر

یکایک اک طرف سے برق چمکی
میار کیا دبا دری خواب عدم کی

کمین چلنے لگے جادو کے نارنج
کہ پہونچا جس سے ہر اک جسم کو رنج

کوئی بولا کہ یارون جلد بھاگو
پنہ اسجا سے اب کب ہو کسی کو

کلیجہ پیر کھاتے تھے ہر اک کا — کوئی بھاگا کوئی مارا پڑا اٹھا
جو تھے افراسیاب جرأت سے بیتاب — ہوئے رخسار انکے آتشین تاب
لبون پر آئے کف غیظ اجل سے — ارادے بڑھ گئے دست بغل کے
نگاہین پھر گئین سینے ابھارے — سرون سے خود یہ کہکر اتارے
کہ اے خالق زبان آبرو ہی — نہین پروا مدد کرنے کو تو ہو
دلون نے دی صدائے قہر آلود — ہوئے نعرے کہ بس ہے فضل معبود
کسی جانب کو شاہ جادوان نے — لگائی آگ تھی جادو سے آگے
کمین حیرت خود بیسے ہوئے بیتاب — بڑھی تھی فوج لیکر مثل سیماب
کسی جانب عمر نے لے کے خنجر — گئے تھے سر جدا صدہا کے آکر
کسی جانب کو کوکب لڑ رہا تھا — غرض ہر جا عجب غوغا پڑا تھا
کہ اتنے مین نظر آنے لگے گرد — پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد
بڑھا سردار لشکر اسطرف کو — پکارے واقفان جنگ ٹھہرو
انھین باتون مین دیکھا اک سیہ دار — کہ آ پہونچا نہایت پاس جرار
عقب مین اسکے اک خیل ستمگار — کھنچین ہاتھون مین تیغین بہر پیکار
زبان پر سحر منہ مین کف بھرا تھا — یہی غصہ مین لفظین کہہ رہا تھا
کہ ہم ہین مدعی کے آبرو ریز — کرینگے اسگھڑی فتنہ کو ہم تیز
مٹا دین نام تو کیسا نشان تک — نہ کہنے پائے لفظ امتحان تک
پڑی جسپر یہ تیغ برق آہنگ — لباس روح بھی ہو گور مین تنگ
زمان ضرب سر سہ ہر جبل ہو — سر ذی روح پا بوس اجل ہو
کوئی ہی ہان مقابل آئے دیکھیں — گرہ مین اسکی کیا ہے لائے دیکھیں

مختصر یہ کہ خوب جنگ ہوئی آخر تھک کر طبل بازگشت بجایا لاش قہار و رضوان کی جھلسی ہوئی افراسیاب نے اٹھوائی اور جہانگیر بن صاحبقران جسکو ماہی زمرد رنگ لے گئی تھی وہ بھی آکر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا مگر افراسیاب جادو بزور سحر صورت کوکب کی بنا اور

ادھر عمر بن اُمیّہ کے دلمین آیا کہ ای عمر لوح کوکب جو تیرے پاس ہی یہ لوح اسواسطے بانیان
طلسم نے نہین بنائی ہی کہ وہ زنبیل مین سے تجکو چاہیے کہ وہ لوح کوکب کے حوالے کر دے یہ سوچکے
لوح اُسنے زنبیل سے نکالی اور چاہتا تھا کہ کوکب کو دے مگر کوکب روشن ضمیر چلا گیا تھا عمر تامل پذیر
ہوا اُس اثنا مین افراسیاب صورت کوکب کی بنکر یہان آیا اور عمر کو اُسنے الگ بُلایا
اور کہا کہ ای عمر لوح میرے طلسم کی جو طلسم ہزار برج سے تم لیکر آئے ہو وہ مجکو حوالے کر دو اسلیے
کہ طلسم مین میرے دیکھتے ہو کہ یہ معرکہ بڑا ہوا ہی اور تم لالچی ہو ایسا نہو کہ کوئی تمکو لالچ دے اور
تم لوح کو حوالے کر دو عمر کو یہ کلام سُنکر غصہ آیا یا تو اُسکے جی مین تھا کہ ابھی اور چند روز ندون کیونکہ
جہان اتنے دنون زنبیل مین لوح رہی وہان اور چند روز سہی مگر اِس کلمہ پر کہ ای عمر تم تو لالچی ہو
خواجہ کو غصہ آیا اور جب قسمت انسان کی بُری ہوتی ہی سب کچھ بُرا ہو جاتا ہی پس عمر نے بے سمجھے
بوجھے لوح زنبیل سے نکال تو چکا تھا ہی شاہ جادوان کو کوکب سمجھکر حوالے کی افراسیاب نے
لوح کو لیا اور نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو عمر نے تو جلد گلیم کو اوڑھ لیا اور افراسیاب
لوح ملنے کی خوشی مین سیدھا اُٹھکر بارگاہ مین جہانگیر کے آیا اور لوح اُسکے حوالے کی اور کہا کہ ای صاحبقران
زمانہ لو یہ لوح طلسم نور افشان کی ہی اب تمکو فتح طلسم نور افشان مبارک کچھ دن آرام کرکے پھر
فتح طلسم روانہ ہو اور اب میری کچھ ضرورت نہین ہی مین جاتا ہون یہ کہکر آپ مع حیرت کے چلا گیا
مگر کہتا گیا کہ ہر وقت تم اِسی مقام پر پہونچا جانا بعد اُسکے جانے کے کوکب روشن ضمیر اپنے قلعہ
رخشانیہ مین آیا اور دن بھر آرام پذیر رہا لیکن اُسکو عمر نے دیکھکر مُنھ پھیر لیا کوکب نے اُسوقت
کہا کہ کیون خواجہ میری کیا تقصیر ہی عمر نے کہا تمنے مجکو لالچی بنایا اور ابھی ابھی تمنے مجھسے آکر
لوح لے لی یہ سننا تھا کہ کوکب کے حواس جاتے رہے اور اُسنے قسم کھائی کہ خواجہ بایمان
خود مین اِس امر سے واقف نہین ہون کوکب خاموش ہو رہا اور عمر نے جب یہ معلوم کیا کہ
کوکب نے لوح نہین پائی پس قسم کھاکر اُٹھا کہ ای بایمان خود ابھی جاکر مین لوح کو لاتا ہون
یہ کہکر اُٹھا اور صورت اُسنے اپنی ایک ساحر کی بنائی اور روانہ ہوا اُدھر جہانگیر کو جو لوح دیکر
افراسیاب روانہ ہوا تو شہزادہ مذکور اُس لوح کو دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور لیکر بیٹھا تھا
کہ عمر بارگاہ مین آیا اور از بسکہ صورت ساحر کی ایسی بنے ہوئے تھا کسی نے اُسکو پہچانا نہین

یہ آکر ایک مقام پر ٹھہرا تو سنا کہ شہزادہ جہانگیر کہہ رہا ہی اب مجکو پروا نہین لوح مجکو ملگئی ہی یہ کوکب اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام نے منھ دکھایا خنجر روز کند ہوا اور شب کی سیاہی چاردانگ عالم مین پھیلی نظم

ہوا آغاز شب دن کا تھا انجام — چھپا آغاز شب سے دن کا سب کام
صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو — بشکل موج بدلا سب نے پہلو
بجا ڈنکا ہوا تیار لشکر — کہا سب نے کہ ہان لڑنا ہی بہتر
بجا نقارۂ حربی بس اکبار — ہوے سردار لشکر جلد تیار
نظر آنے لگا کچھ اور سامان — ہوا اس جا پہ بس لشکر فراوان
لگے بیر آنے اور ہونے لگا ہوم — خدا جانے کہ اب کیا ہو نہ معلوم

طبل جنگ بجتے ہی جہانگیر نے بھی نفیر سحر کو دم دلایا یہان بھی دربار دربار برخاست ہوا ہر ایک سردار اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر آیا اور تیاری آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوا اب اُس رات کو تیرون کی عجب بہار تھی دورویہ اس لشکر مین گویا سیاہیون کی قطار تھی کہ ابیات

لگے سب سحر پڑھنے ہوکے خرسند — کیا جادو سے سب نے راستہ بند
کوئی بولا کلیجہ کھاؤنگا مین — کوئی کہتا کہ آگے جاؤنگا مین
بلاتا تھا کوئی بیرون کو اپنے — کوئی کہتا تھا یا جمشید تو ہی
کوئی بولا کہ ہان اب کیا ہی تاخیر — چلو لڑنے کو کھینچو جلد شمشیر
کسی نے دے کے اک ملتھے پہ ٹیکا — بھبوت اپنے بدن پر بس لگایا
ہوا بس مالک لشکر کو اک جوش — ہوا غصے سے اک عالم فراموش
بڑھا جادو جگایا سحر اُسنے — ارادہ تھا کہ اب لڑبھڑ کے جان دین
اسی صورت سے شب بھر تھا تلاطم — وہ آفت تھی کہ جس سے عقل ہو گم

اور اسطرف کیفیت سنیے کہ عمر جو ساحر کی ایسی صورت بنکر لوح لینے کو گیا تھا ہر چند اُسنے تدبیر کی مگر نتیجہ اُسکا قابض نہوا آخر ناچار ہوکر پھر آیا اور الگ آکر اُسنے صورت اپنی رنگ روغن لگاکر افراسیاب کی ایسی بنائی اور تخت زیر جد شاہ زنبیل سے نکالا اور ایک روئی کا پہل لیکر

اُسکو تار مین باندھا اور سُرخ اُسکو رنگا اور رائین ودی کے بہل کو بالکل ابر کی ایسی صورت بنایا پھر اسکو
سر پر اپنے سایہ فگن کیا اور ایک نارنج سبز رنگ کا ہاتھ مین لیکر اُچھالتا ہوا بارگاہ جہانگیر مین آیا
جہانگیر نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا بہر استقبال اُٹھا اور بمقام صدر پر لاکر بٹھایا اُسنے بیٹھتے ہی
کہا کہ اے شاہ جمشید صاحبقران من لوح طلسم کوکب لا ئی مجکو دو کہ مین اُسکو ماہیان زہر دہ رنگ کو دکھلاؤن
کیونکہ عمر بن اُمیہ ضمری عیار طرار ہے اور مین یہ لوح اُسی کے پاس سے لایا ہون ایسا نہو کہ اُسنے
اور کچھ لوح کے بدلے دے دیا ہو جہانگیر نے اسکو افراسیاب جانکر لوح حوالے کی بس اُسنے
لوح لیکر نعرہ کیا کہ منم عمر بن اُمیہ ضمری اور وہان سے گلیم اوڑھکر غائب ہوا اور تخت پر سوار ہوکر
اپنے لشکر مین آیا لوح کو زنبیل مین ڈال لیا اس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ شاہد شب نے برقع
نورانی سحر مین منہ چھپایا زلف شب تا بہ زانو پہونچکر سمٹی روز روشن نے منہ دکھایا

نظم

کہ جب نقل مکان کی شب نے حاصل — ہوا صحن زمین خورشید منزل
کواکب نے فلک پر منہ چھپایا — جمال صبح نے اک نور پایا
اُٹھے سردار لشکر بستروں سے — کہا سب نے کہ اب لڑنے کو چلیے
ہوا تیار لشکر دو طرف کا — بڑھے لڑنے کو سب مردان والا
بڑھے لڑنے کو لشکر سخت مضطر — گرجتے تھے بسان رعد اکثر
ہزارون ہی دہان پر برق چمکین — ہر اک سردار تھا اون کوہ تمکین
کڑک سے اُسکی جان آئی لبون پر — ہوئے سردار لشکر سخت مضطر
ہوئی گر گرد رہ پوشیدہ زمین مین — پڑا بل نوجوانون کی جبین مین
زبان نیزون کی آئین تیزیون پر — جھکے سر مرضی خالق مین یکسر
ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی — ہٹی مغرور دل کو خود پسندی
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین — چھپین گھبرا کے روحین سب بدن مین
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج — کیے تو قلزم ہستی کی ہر موج
مصمم بر سر خونریزی و جنگ — چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ
ہوئے تیار مردان نمکخوار — کرین دامان صحرا خون سے گلزار

غرض سامان جنگ آراستہ کر | مسلح ہو کے نکلے سب یہ باہر
صفین دونون ہوئین آراستہ جب | کہ لڑنے کے سوا بنتی نہین اب
ادھر یہ اور ادھر وہ صاحب ننگ | ہوئے دونون مقابل بر سر جنگ
دو جانب سے نقیبان سرافراز | نکلکر بولے ای مردان جانباز
دم تیغ آج یان طعمہ جشک ہی | نکلکر کھائے تو شرط نمک ہی
بڑھو آگے لڑو تیغ سنان سے | کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے
کرو آب تیغ خون آشام روشن | کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی | کرو میدان مین اپنی سرخروئی
وہ کڑکے ڈھاڑیون نے جو سنائے | جوانون کے لہو نے جوش کھائے
تو اپنے اپنے سردارون کے منھ پر | نظر کرنے لگے دونون وہ لشکر
اشارہ ہم جو تک ابرو کا پائین | تو پھر اک دم مین قتل عالم کر دین
نکل آئے غرض صف سے وہ پرجوش | سلاح جنگ سب زیب بر و دوش تھا
صف مردان سے وہ گھوڑا کودا کر | ہوئے قائم مقابل اسکے آکر
غرض چھیڑا اپنے اپنے رخش تازی | بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی
ختن کے نیزے وہ دلچسپ خونخوار | سنان مژگان جانان سے نمودار
وہ گھوڑے باد پا گویا چھلاوا | وہ کرنا نیزہ بازی دے کے کاوا
انی کا نیزہ کے آنا بت کر | نکلجانا وہ گھوڑے کو دبا کر
لگانا آکے حربہ کا بصد کد | وہ کرنا دوسرے کے حربے کو رد
نظر مردم کی انکی فن یہ قربان | کہے تو تھے ترنج نیزہ بازان
ادھر اودھر سے پھر ہونے لگی جنگ | جسے ہو دیکھ قتال فلک دنگ
ہزارون رہ گئی توپ اور شتر نال | دو جانب سے لگی چھٹنے کو فی الحال
صدا سے انکی کیا کہیے کہ یکسر | ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب ہوش | دلون مین جنگ کا پیدا ہوا جوش

زمین سے آسمان تک کیا کہون یار | دھوئین سے ہو گیا عالم دھوان دھار
کڑک کربان کا آمادہ اُسدم | گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا | دہان مار سے من کا اُگلنا
برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار | دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
اِدھر اودھر ہوئے مجروح مردم | ہوا ہستی سے بعضون کا نشان گم
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے | ہزارون مردہ بے گور و کفن تھے
غرض یون لڑتے لڑتے شام آئی | سحر پر دوسری ٹھہری لڑائی

جسدم خنجر آفتاب نیام مغرب مین رکھا گیا اور اسپر کو شب کی ترک روز نے چہرہ کے سپرد کیا سر شام طبل بازگشت بجا لشکر پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے سینے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے جہانگیر بارگاہ مین آکر بیٹھا اُسوقت افراسیاب خانہ خراب آکر پہونچا اُسنے لوح کا حال کہا افراسیاب کو عمر کے لوح لیجانے کا بہت بڑا صدمہ جانکاہ ہوا اِس عرصہ مین ماہیان زمرد رنگ زمین ہی زمین آئی اور اُسنے آکر صرصر کو بلوایا اور کہا ای صرصر یہان قلعہ رخشانیہ کے باہر دریا بہتا ہی وہان کوکب بیٹھا شکار کھیل رہا ہی تو جاکر میرا نامہ ایک وہان خلوت جادو رہتی ہی اُسکو پہونچا اور ہو سکے تو کوکب کو پکڑ لا یہ کہکر نامہ لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای سعادت شعار فرخندہ اطوار ہمشیرہ عزیزہ ملکہ خلوت جادو ہمنے صرصر شمشیر زن عیّارہ کو تمہارے پاس بھیجا ہی ہر چند کہ تم مطیعان کوکب مین سے ہوگی مین جانتی ہون کہ تم میرا پاس ضرور کروگی تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے کوکب کو گرفتار کرا دینا یہ نامہ لکھکر صرصر کو دیا صرصر وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد دینے نامہ کے ماہیان تو چلی گئی اور یہان جہانگیر ناچ دیکھنے لگا افراسیاب بھی چلا گیا بعد ناچ دیکھنے کے آرام پذیر ہوا آخر وہ وقت آیا کہ رات تمام ہوئی اور سپر شب کو ترک دہر نے پشت روز پر حمائل کیا **نظم**

جمال صبح نم کا بھینا بھینا | ہوا سے سرد سے سوکھا پسینا
گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے | زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے
گل بستر نے بوئے رخصتی دی | بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی

صبحدم جہانگیر شاد و خورم چھپر کھٹ سے اٹھکر بارگاہ مین آیا اور تخت طاؤسی پر جلوہ گر ہوا پھر
ہنگامۂ رقص و سرود برپا ہوا غرض وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نظم

جبین و رخ پہ عکس شام گیسو ۔ فروغ حسن مہر ابر برو
غرض مانند شوق عاشق زار ۔ ہوا خورشید تابان گرم رفتار
دلون مین خواہش آرام آئی ۔ طبیعت بہر راحت کھینچ لائی

سر شام جہانگیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا ادھر کوکب کے کہنے سے رخشان جادو نے بھی
طبل جنگ بجوایا صبح کو بارگاہ سے نکلکر لشکر جہانگیر و کوکب دلاور اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین
برائے حرب و پیکار آئے گرد سیہ سے خورشید اندھا ہو گیا آئینہ سپہر مکدر تھا ساحر چیل و طاؤس
بنکر اڑنے لگے بعض اژدر بنکر پھنکارتے تھے غرض میدان مین صفوف کارزار آراستہ ہوئین آج
سب سے پہلے جہانگیر نے مرکب اپنا اڑایا ادھر سے بران شمشیر زن نے اسکے للکارنے پر
تخت طاؤسی اپنا لڑنے کو بڑھایا جب دونون مقابل ہوئے اسوقت بران نے ایک نارنج
سحر پڑھکر سینہ بکینہ شاہزادہ دلاور پر لگایا شہزادہ پر بسبب تیغۂ بلاکش کے نارنج نے تاثیر نہ کی
اور شہزادہ نے تلوار برق کردار یعنی تیغۂ بلاکش کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ بران تخت پر سے اڑ گئی
اسوقت جہانگیر نے کہا کہ مین عورت سے لڑتے ہوئے شرماتا ہون کسی بہادر کو بھیجو بران نے
اسوقت نہیب دیگر دیو بال جادو کہ بہت بڑا سردار بھی ہے اور ساحر بھی ہے اور نہایت درجہ کی
زور و قوت اپنے بدن مین رکھتا ہے بلایا جب وہ سامنے آیا شاہزادہ نے ضربت طلب کی اسنے
سحر پڑھکر ایک نارنج شاہزادہ پر مارا اور تلوار کھینچ کر آ پڑا شہزادہ نے تلوار کو خالی دیا اور نارنج
نے بسبب تیغہ کے تاثیر نہ کی اور لوح بھی جو شہزادہ کو ملا وہ لوح طلسمی کی ملی ہے گلے مین ہے اور
وہ لوح محفوظ دافع سحر ہے غرض بعد خالی دینے تلوار کے شہزادہ نے بھی تیغۂ بلاکش اسپر لگایا کہ
اسنے بزور سحر اڑکر خالی دیا اور پھر ترسول شہزادہ پر مارا لیکن جب وہ ترسول ہار کر پلٹا تھا فوراً ہی
شہزادہ نے تیغۂ بلاکش کا ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے غریو لشکر بران مین ہوا اور شہزادہ نے
پھر نعرہ مارا کہ اور کسی کو میرے مقابلہ مین بھیجو اسوقت بران آگے بڑھی اور شہزادہ مذکور پر
نارنج مارا مگر بسبب تیغۂ بلاکش اور لوح محفوظ کے نارنج نے تاثیر نہ کی الحاصل خوب لڑائی

ہوئی آخر طبل بازگشت بجا اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے مگر آتے ہی جہانگیر نے پھر طبل جنگ بجوادیا کوکب کے یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاری جنگ دونون لشکرون مین ہوئی جسوقت وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے بصد نازش آغوش عالم سے گریز کی اور خنجر آفتاب نیام مشرق سے نکلا کہ ابیات

ہوئی جب صبح پیدا ادہر مین پھر — چلے لڑنے کو پھر مردان خودسر
بجے بوق اور ہوا لشکر روانہ — پھر آیا چاہ لڑنے کا زمانہ

غرض وارد میدان کارزار ہوئے دلاور لڑنے پر تیار ہوئے صفین جمگئین بہادر سینے تان کر کھڑے ہوئے ساحر اژدھون پر چڑھکر دستے ہوا پر اڑ گئے اژدھے قلاب آتشین چھوڑنے لگے نقیبون نے صدادی کہ ای مردان جنگ آزما ہوشیار ہوجاؤ خبردار ہوجاؤ بیت

روز جنگ است باید کرد — کوشش نام و ننگ باید کرد

جب نقیب کنارے ہوئے جہانگیر گھوڑا ڈالکر میدان مین آیا اور للکارا کہ آئے جسکو تمنا مرگ کی ہو بزان تخت بڑھا کر سامنے آئی جہانگیر نے آج جھلا کر گل حیات کوکب کھینچ مارا کہ بزان جلکر رہگئی اسوقت نعرہ کوکب بلند ہوا اور اُسنے آتے ہی شہزادہ جہانگیر پر ترسول مارا شہزادہ جہانگیر نے جھلا کر گل اُسپر بھی کھینچ مارا کوکب بھی جلکر رہگیا ابتو لشکر بزان مین شور گریہ و زاری بلند ہوا اور مجلس جادو لشکر لیکر فوج جہانگیر پر آگری جنگ سحر آغاز ہوئی اور تلوار بھی چلنے لگی بڑی گھمسان کی مار ہوئی دھڑ پر دھڑ مردے پر مردہ گرنے لگا تلوار شہزادہ جہانگیر کی بے پناہ پڑنے لگی جس سے دنیا کو بھی خوف کٹ جانے کا ہوا پیر گردون کا دل دہلنے لگا تیر سینون کے پار ہوئے نیزے کی سنانون سے کلیجے فگار ہوئے برق سحر نے خرمن جان مدعیان کو جلادیا یہ نقشہ تھا کہ شعر

سنگے تیر و پیکان سے چلنے وہان — لرزنے لگا خوف سے آسمان
دل پیر گردون مین یہ خوف تھا — نہو قتل اب غم کا مین مبتلا

بلکہ یہ حال اُس لڑائی کا تھا کہ نظم

نقیبون کی صدائین وحشت انگیز — وہ کرگیتون کے کڑکے فتنہ انگیز
لگا چھٹنے ہر اک سو توپخانہ — ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
دھوئین مین اسطرح اڑجائے رنجک — کہ جون بادل مین مارے برق چشمک

نکلنا توپ سے گولے کا رخشان — گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
وہ تھی توپون کی چھٹتی ہرطرف باڑھ — کہ شمشیر اجل مین اُنسے تھی باڑھ
یہ گولا سُرخ نکلے تھا شتابی — شب یلدا مین جون تیر شہابی
کہون کیا مین ہوا جو تیر باران — جوانون نے پیا بس آب پیکان
کرون کیا دستۂ نازک کی تقریر — کہ پہلو اُنسے قندیل پر تیر
باین صورت غرض وہ جنگ کرتے — بہم زخمی ہو گرتے اور مرتے
در آوردہ ہوئے لشکر وہ اکبار — لگی چلنے بہم دونون مین تلوار
ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار — ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
رہے باقی سو ہو کر سخت بیدل — ہوئے جا کر حصار اپنے مین داخل
شرار فوج شاہی سے ہو بیتاب — اُڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب

یعنی قلعہ رخشانیہ مین فوج برّان آکر داخل ہوئی اور جہانگیر بھی روتا ہوا برّان کے مرنے کے غم سے طبل بازگشت بجوا کر پھر آیا اور بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا لیکن برہمن روئین تن پیر بھائی کوکب کا یہان آیا اور اُسنے برّان اور کوکب کہ جھلسے ہوئے پڑے تھے پانی لیکر اور افسون پڑھکر چھڑکا کہ وہ زندہ ہوئے کیونکہ قضا تو اُنکی اسوقت ہو نہین اور گل حسیات کی بھی تاثیر ضرور ہوا چاہیے بس اسوجہ سے یہ جلگئے تھے اب پھر زندہ ہوئے اور عمر نے کہا کہ ای کوکب اب کہین جا کر پوشیدہ ہو رہو اور مین عیّاری کرتا ہون کوکب دو تین خدمتگار لیکر دریا پر جا کر شکار کھیلنے مین مصروف ہوا اور یہان نامۂ جہانگیر آیا کہ ای عمر وای رخشان جادو وغیرہ آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ کل سبکو تہ تیغ کرونگا اور بے گور و کفن خاک مین سلادونگا عمر نے جواب مین نامہ لکھا کہ ای جہانگیر تمنے اب بہت سر اُٹھایا ہی تمھین مناسب ہی کہ تم خود آکر ہماری اطاعت کرو ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤگے ہم اسسبب سے طرح دیتے ہین کہ تم اولاد صاحبقران عالیشان ہو کیونکہ نشانیان اُنکی اولاد کی سب تمھارے چہرے مین موجود ہین بس لائق و لازم یہ ہی کہ ضرور آکر اطاعت کرو اور گردن اطاعت سامنے میرے اور کوکب کے جھکاؤ ورنہ وہ روز بد دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ نامہ لکھکر تو

نامہ دار کو دیا کہ وہ لے گیا اور عمر نے زرافشان جادو کو تو بیہوش کرکے اُسی قلعہ مین ایک جگہ رکھدیا اور آپ صورت اُسی کی ایسی بنا اور ازبسکہ وہ بادشاہ قلعہ رخشانیہ ہی اِس سبب سے تاج شاہی سر پر رکھا اور قبائے فرمان روائی کو دربر کیا موتی کے مالے گلے مین ڈالے اور تخت زبرجد شاہ پر سوار ہوا اور برق فرنگی کی صورت بدلوا کر اسکو اپنا وزیر بنایا اور اُسی تخت پر بٹھایا اور وہان سے بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا استقبال و تعظیم کرکے مقام صدر پر اُسکو بٹھایا خواجہ نے یہان بیٹھکر بعد کچھ عرصہ کے چاہا کہ جام مین بیہوشی بھر کر جہانگیر کو دون اور لوح اور تیغہ وغیرہ چھین کر لیجاؤن پس اُسنے آنکھ بچا کر جیسے ہی چاہا کہ وہ جام جہانگیر خوش انجام کو دون اُسی وقت زمین شق ہوئی اور ماہیان زمرد رنگ زمین سے نکلی مگر بجھلی بنی ہوئی نہ تھی اصلی صورت بنائے تھی عمر نے دیکھا کہ ایک ساحرہ عجیب سراپا ہی سراپا

شکل بھونڈی سی وہ گھامڑ سا لر سر نقشہ
تار ادمدار تھا یا چیغد کے سر کا شودا

کولے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار
اور بستی کا سرتیون کی کرو کیا اظہار

بن مین از درکے ہو جس شکل سے بانی کا غبار
ذکر کرنے سے ہو اُس چیز کے اب نفرت و عار

مشتل ہزل کے بہا کرتا ہی گندا پانی
تھوکتے بھی نہین مردار پہ ایتو زانی

لیکن جیسے ہی کہ ماہیان نے سر زمین سے نکالا اور پکار رہی کہ او جہانگیر کیا کرتا ہی خواجہ نے برابر تو بیٹھے ہی ہوئے تھے حباب بیہوشی اُسکے مُنھ پر ماردیا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی جہانگیر نے اُسوقت عمر سے پوچھا کہ یہ کون ہی کیونکہ یہ بجھلی بنی ہوئی زمین آتی تھی اصلی صورت تو جہانگیر نے دیکھی نہ تھی اسوجہ سے اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہی عمر نے کہا یہ ماہیان زمرد رنگ نانی افراسیاب کی ہی تمکو دھوکا دینے آئی تھی اور چاہتی تھی کہ یہ مارا جائے تم اُسپر گل کھینچ مارو جہانگیر نے عمر کے کہنے سے قصد کیا کہ مین گل کھینچ مارون اُسوقت روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ ہان ہان دست خود را نگاہدار یدکہ ما ہم رسیدیم ای صاحبقران من کیا کرتا ہی منم افراسیاب جادو عمر نے افراسیاب کے آنے سے گلیم اوڑھ لی اور اب افراسیاب نے آکر ماہیان کو ہوشیار کیا برق فرنگی کود کر نکل گیا اور عمر بھی تخت زبرجد شاہ کو زنبیل مین ڈالکر اپنے مقام پر آیا یہان افراسیاب نے جہانگیر سے کہا کہ اے جہانگیر

کوئی لڑکا بھی ایسی بات نہین کرتا ہی یہ کیا بیوقوفی تھی کہ تمنے ماہیان کو گل کھینچ ماہنے کا قصد کیا
جہانگیر کو یہ کلمات سنکر بڑی ندامت ہوئی لیکن ماہیان اور افراسیاب نے کہا کہ ای جہانگیر اب تم
جاکر گل طلسم فتح کرو اور بن پڑتا ہی تو مین لوح کو بھی عمر سے لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب پھر کوکب
کی صورت بزور سحر بنا اور وہان سے قلعہ رخشانیہ مین پاس عمر کے آیا قلعہ رخشانیہ کے باہر لشکر عمر کا
اور برّان کا اترا ہوا ہی غرضکہ افراسیاب نے عمر کے پاس آکر کہا خواجہ لوح جو طلسم ہزار برج سے
کہ جسدم ہم افراسیاب لڑ رہے تھے تم لیکر آئے ہو وہ لوح تم مجکو دیدو اسلیے کہ طلسم مین میرے
یہ آفت برپا ہی مبادا لوح افراسیاب تمسے لے لے عمر تو ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا ہی اب یہ کب
پھنسنے والا ہی اور فقرے مین اُسکے آنے والا ہی بس یہ پہچان گیا کہ یہ کوکب نہین ہی اُسنے
باتون مین لگاکر ایک جام مے ارغوانی آغشتہ بدارو ے بیہوشی شاہ جادوان کو دیا اُسنے خیال
کیا کہ یہ عیار ہی مبادا بیہوشی اسنے دی ہو اور تجکو پہچان گیا ہو اس سبب سے اُسنے آنکھ عمر کی بچاکر
وہ جام اپنے گریبان مین انڈیل لیا عمر نے اور جام دیا وہ پھر اُسنے گریبان مین انڈیل لیا عمر نے دونون
مرتبہ اُسکو وہ جام انڈیلتے دیکھا اور یقین کلی اُسکو ہوا کہ یہ کوکب نہین افراسیاب ہی بس اُسنے
آنکھ بچاکر اور باتون مین لگاکر کمند اُسکے ماری افراسیاب نے سحر پڑھا کہ کمند جلگئی اور کہا کہ
ہائین ہائین خواجہ یہ کیا ہی عمر نے کہا بات اور مکار پہچانا مین نے تجکو یہ تو کہا مگر ساتھ ہی گلیم اوڑھ لی
افراسیاب وہان سے نعرہ کرکے یہ کہتا ہوا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا تو یہ ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر
وہان سے پرواز کرکے روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا تمام ماجرا بیان کرکے کہا کہ کہان
جائیگا ای صاحبقران من اگر جا ہا سامری نے تو مین لاتا ہون یہ کہکر ایک نامہ اُسنے کوکب کو لکھا
مضمون یہ تھا کہ ای کوکب مین نے بہت دنون تیری راہ دیکھی اب لائق و لازم یہ ہی کہ اگر اطاعت
کرو ورنہ شاہزادہ جہانگیر سب کو دم بھر مین قتل کرکے طلسم فتح کرلیگا یہ نامہ جب کوکب کو پہونچا اُسنے
پڑھکر جواب لکھا کہ ای افراسیاب کیون تیری قضا آئی ہی اور شامت سوار ہی لڑائی تو ہو ہی
رہی ہی مار پھر جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا ے بزرگ ہست یہ لکھکر طائر سحر کے گلے
مین باندھدیا کہ وہ لیکر روانہ ہوا اور اُسنے لاکر نامہ افراسیاب کو دیا اُسنے پڑھکر بہت ہی ملال کیا
اور پھر نامہ لکھا کہ ای کوکب مین پھر کر سمجھاتا ہون دوستی کی راہ سے اور اسوجہ سے کہ تم میرے

پیر بھائی ہو مجکو تمسے محبت ہی نصیحت کرتا ہون کہ اطاعت کرو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو
نہین تو روز بد دیکھو گے یہ لکھکر افتخار جادو نام ایک ساحر ذی احترام کو دیا کہ کوکب کے پاس
لیجائے وہ اس نامہ کو لیکر کوکب کے پاس آیا تسلیم بجالا کر نامہ دیا کوکب پڑھکر ہنسا اور کہا ہوا کہ
اب مین طرح دے چکا صاحبقران دوران کو بلوا کر جہانگیر کو زیر کراونگا اگر امیر کو یہ زیر کرلے گا
تو البتہ جہانگیر کی اطاعت مین کرونگا افراسیاب پہلے اپنا گھر اور اپنی جان تو بچالے تو پھر دوسرے
کو سمجھائے یہ کہکر یہ جواب لکھا کہ ای افراسیاب تجکو پہلے اپنی فکر کرنا لازم تھی پرائے گھر اور مال
پر دانت لگانا نہ چاہیے تھا ہمکو کیا سمجھتا ہی اپنی خیریت مانگ اور جان بچانا اگر منظور ہو تو خواجہ
عمر کی خدمت مین آکر اطاعت اُنکی اختیار کر ورنہ اب شہزادہ اسد کو چھڑوا کر تیرے طلسم کو
درہم و برہم کر ڈالونگا اور تجکو راہ ملک عدم دکھاونگا تو کس بھروسے پر پھولا اور بھولا ہوا ہی دیکھ
تیرے صاحبقران کو اپنے صاحبقران سے زیر کراتا ہون اور اُسی کے ہاتھ سے تجکو قتل کراونگا
اور ذلت دلواونگا یہ لکھکر افتخار جادو کو دیا کہ وہ لیکر خدمت افراسیاب مین آیا اور اُسکو نامہ
دیا اور کہا کہ ای شہنشاہ کوکب تو آپکو اور اس جنگ کو کچھ خیال اور خطرہ ہی مین نہین لاتا ہی افراسیاب
نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی چیونٹی کے جب پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہی یہ کہکر وہان سے بارگاہ کو اُکھڑوا کر
کنارے دریا کے خیمہ کیا کہ وہان ایک درہ بنا ہی اور اُسکے بیچ مین ایک بجلی چمک رہی ہی اور اُس طرف
دریا کے زرافشان جادو وغیرہ قلعہ مین خوف افراسیاب سے مخفی ہوئے ہین کہ اُس مقام پر بھی
یہان سے بہکر دریا گیا ہی اور ایک گنبد بلور کا کنارے اُس بحر کے بنا ہی کہ اُسمین بھی بجلی چمک رہی ہی
زرافشان وغیرہ اُس گنبد پر چھپکر بیٹھے ہین غرضکہ جب افراسیاب کنارے اُس بحر کے بارگاہ مین
آکر بیٹھا جہانگیر نے کہا کہ اُس پار دریا کے میرے سوا کوئی نہین جاسکتا افراسیاب نے کہا مین
ابھی سبکو اُس پار دریا کے پہونچائے دیتا ہون اور ایک ابر بنا کر ہزار جوان اُسپر سوار کرکے سحر جو کیا
وہ ابر روانہ ہوا جب بیچ دریا کے وہ ابر پہونچا ایک برق چمک کر گری کہ وہ ابر اور وہ جوان جو اُس ابر پر
سوار تھے سب جلکر اُس دریا مین گر پڑے اُسوقت جہانگیر نے ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شاہ جادوان
واہ واہ آپکے سحر کا کیا کہنا دیکھیے یہ ہزار جوان جو آپ نے بھیجے تھے وہ اُس پار دریا کے پہنچ گئے
اور دیکھیے وہ کھڑے ہوئے آپکو سلام کر رہے ہین اور بلاتے ہین کہ ای بادشاہ آئیے دیکھیے ہم

پہونچ گئے ہین آپ بھی تشریف لائیے یہ کہکر اور بھی بہت کچھ مضحکہ کیا افراسیاب بہت شرمندہ ہوا
ایسے کلمات اُسنے کہے کہ شاہ جادوان کھسیانہ ہوکر آبدیدہ ہوا اور سمجھا کہ ابھی سے تو اسکا یہ حال ہی
آگے بڑھکر دیکھا چاہیے کہ یہ کیا کرتا ہی پھر آپ ہی دل سے ا۔ پنے کہا کہ جب یہ طلسم کوکب فتح کرلے تو اسکو
امیر سے لڑوانا وہ اسکو مارڈالینگے اور اگر وہ نہ قتل کرسکین اور یہ اُنکو زیر کرلے تو فہوالمراد اسکو زہر
دے کر مار ڈالنا اور امیر کو بھی قتل کرنا پھر بے کھٹکے سلطنت کرنا غرضکہ اب شاہ جادوان کو اندیشہ
پیدا ہوا اور سمجھا کہ ضرور ہی یہ میرے ممالک پر دست انداز ہوگا عمر سچ کہتا ہی کہ فرزند صاحبقران ہی
جب ہی مجھسے اور اُس سے محبت نہین ہی غرضکہ یہ اسوقت تو خاموش ہو رہا اور اُسی شرمندگی
مین وہان سے اُٹھکر چلا گیا یہ تو گیا وہان کوکب سے عمر نے کہا کہ ای کوکب اسوقت تم کہین جاکر مخفی
ہوجاؤ تو مین عیاری کرون اور تمھاری صورت بنکر پھول جاکر لاؤن کوکب نے کہا اچھا اور
چند خدمتگار اپنے ساتھ لیکر اُسی مقام پر کہ جہان رخشان جادو وغیرہ بیٹھے ہین یہ بھی آکر مخفی
ہوا اور کنارے دریا کے کہ وہان بھی دریا بہتا ہی شکار کھیلنے لگا پس عمر بشکل کوکب بنا
ہوا قبائے شاہی طلسمی زرانددوز زیب بر فرمائی تاج طلسمی گوہر نگار سر انور پر رکھا اور
برق کو بصورت برّان شمشیر زن بنایا اور بہت سے سرداران امیر الامرا و دولت کو اپنے ساتھ لیا
اور تخت جواہر نگار پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو سنا کہ کوکب دربار
آتے ہین بس نہایت درجہ خوشنود ہوکر بہ تعظیم اُٹھا اور استقبال کرکے اُنکو لاکر مقام صدر پر بٹھایا
جب یہ بیٹھ چکے مزاج پرسی کی اور ناچ کو حکم دیا اُسوقت افراسیاب جو چلا گیا تھا وہ بھی آکر بجا
شاہ کوکب نقلی نے تعظیم کی افراسیاب بھی بیٹھا کوکب سے اور افراسیاب سے باتین ہونے
لگین اور خوب خوب باتین ہوئین مگر عمر سمجھا کہ ایسا نہوا اب افراسیاب مجھے سمجھ کرے پس اپنا مطلب
کرنا چاہیے یہ سوچکر اُسنے باتین کرتے کرتے کہا کہ ای جہانگیر تمکو گھمنڈ ہی کہ اس گل حیات سے ہی کوکب
کو مار ڈالونگا تو یہ بخیریت ہی تم میرا کچھ نہین کرسکتے ہو بھلا یہ پھول میرے اوپر پھینکا تو لگا کر دیکھو تو کیا اثر
کرتا ہی یا نہین اسوقت جو مین چالکر رہگیا تھا تو وہ بھی شعبدہ تھا وقت ہی اور بات ہی اب کچھ نہوگا اچھا
لے ابر لگاؤ مجھے تمھین قسم ہی دین و ایمان کی تمھارے سر دیکھو تو کہ مین بھی کیسا ساحر زبردست
ہون جب کوکب نقلی یعنی عمر نے قسم دی اُسوقت تو جہانگیر ناچار ہوا اور نہ پہلے تو چاہتا تھا کہ

گھر مین اپنے جو کوئی آئے اُسکو کوئی کیا ستائے مہمان کی انسان خاطر کرتا ہی یا کہ ستاتا ہی اُسوقت
وہ گل جہانگیر نے کھینچ مارا کوکب یعنی عمر نقلی نے اُس گل کو لیا اور بدل کر دوسرا گل جہانگیر کو ویسا ہی
دے دیا اور کہا کہ مین اس گل کا محتاج نہین ہون افراسیاب اور جہانگیر کو ایک حیرت ہوئی اور
عمر نے وہ گل زنبیل مین رکھا اور کہا کہ ای افراسیاب دیکھ مین تجھکو مارتا ہون اور تجھکو بھی جو
کچھ حوصلہ ہو سحر وساحری کا وہ تو بھی نکال لے کسواسطے کہ تو شاہ جادوان کہلاتا ہی اور
اور طبل یکتائی بجاتا ہی اور سحر کرلے اگر تو عاجز آئیگا تو آج سے اپنا لقب شاہ جادوان نہ رکھنا
افراسیاب بھی اپنے دلمین سوچا کہ یہ مہمان ہی اسپر سحر کیا کرون عمر نے اُسکو بھی قسم دلائی کہ
تجھے قسم ہی جمشید وسامری کی کہ تو مجھپر سحر کر افراسیاب نے کہا کہ تم مہمان عزیز ہو ہمارے ہم تمپر
کیا سحر کرین کوئی مہمان کی عزت اور توقیر کرتا ہی نہ کہ اور اُسکو اُلٹا ستاتا ہی ای کوکب دیکھو مسلمانون
کے یہان بھی اُنکے پیغمبر فرماتے ہین اَکرِمُ ضَعِفُ لَو کَانَ کَافِرً ترجمہ تعظیم کر اور عظمت مہمان کی اگرچہ
کہ وہ کافر ہو تاکہ وہ تمسے خوشنود ہو عمر نے کہا کہ مین تمسے خوشنود ہون تم میرے اوپر سحر کرو
افراسیاب نے کہا کہ تم لاکھ کہو مگر مین سحر نہ کرونگا اُسوقت اُسنے پھر جہانگیر سے اُس گل کو
مانگا اُسنے جب دیا تو اُس گل کو افراسیاب کے ہاتھ مین عمر نے دیا اور کہا کہ پہلی مرتبہ
اِس گل نے میرے اوپر تاثیر نہ کی تھی ابکی مرتبہ شاید تاثیر کرے ای افراسیاب تجکو قسم ہی
جمشید اور سامری کی کہ تو اُس گل کو میرے اوپر لگا افراسیاب نے ناچار ہوکر اُس گل کو عمر
یعنی کوکب نقلی پر کھینچ مارا وہ گل ایک تو بدلا ہوا تھا دوسرے یہ کچھ کوکب تو ہی نہین پھر وہ
تاثیر کیا کرتا اور گل حیات کوکب تو عمر پہلے ہی لے چکا اور زنبیل مین رکھ چکا اب عمر نے ایک
پھول اور ویسا ہی کہ جیسا گل حیات کوکب ہی زنبیل سے نکالا اور کہا کہ ای افراسیاب دیکھ
یہ ہی پھول مین تجھپر ملتا ہون دیکھون تو کیونکر یہ تاثیر نہین کرتا اور وہ پھول کہ جو افراسیاب
پر مارا تھا وہ ہی پھول زنبیل مین رکھ لیا اور ویسا ہی پھول آغشتہ بدارو ے بیہوشی
افراسیاب کو دکھلا کر کہا کہ اب سنبھل جا مین تجھپر پھول لگاتا ہون دیکھون تو یہ کیونکر تاثیر
نہین کرتا یہ کہکر اُسی پھول کو افراسیاب کی ناک پر تاک کے مارا کہ تڑاق سے افراسیاب کو
چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا اور اُسی ہنگامہ مین عمر نے شراب کو بھی آغشتہ بدارو ے

بیہوشی کیا ادھر جب افراسیاب بیہوش ہوا سب اہل دربار ہان ہان کرکے اپنی جگہ پر سے اُٹھے
کہ شاہ جادوان کو اُٹھائین عمر نے کہا کہ صاحبون کیون گھبراتے ہو کیا کہین افراسیاب کسی غیر جگہ
چلا گیا ہے مین خود اُٹھائے لیتا ہون اُسے تم اپنے اپنے مقام پر بیٹھیو یہ سنکر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے
اب عمر نے کہا کہ ای جہانگیر میری مرضی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے اہل دربار کو شراب پلاؤن جہانگیر نے
کہا کہ اگر آپکی خوشی ہے تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ ابھی آپ نے سنا کہ مہمان کو خوش کرنا چاہیے پس شراب پلائیے
عمر نے ایک ایک جام سب اہل دربار کو پلایا اور جب جہانگیر کو پلا چکا اور لوگون کو پلانے لگا
تو جسکے سامنے جام لیجاتا تھا وہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شاہنشاہ ہین ہماری یہ
مجال نہین کہ ہم آپکے ہاتھ سے شراب پئین غرض سب نے پیا اور بیہوش ہوگئے عمر جہانگیر کو
اور افراسیاب کو باندھ کر تخت پر ڈال کر روانہ ہوگیا اُسوقت صرصر شتارہ کوکب لیکر پہونچی جو لوگ
کہ وہان موجود تھے سبکو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ابھی تو کوکب جہانگیر اور افراسیاب کو پکڑ لے
گیا ہے یہ کہان سے کوکب کو پکڑ لائی کیونکہ ابھی تو وہ راہ ہی مین ہوگا کہ اس عرصہ مین ماہیان مرد رنگ
آکر پہونچی اور اُسنے کہا ای صرصر تونے بڑا کام کیا تھا مگر برہمن رد مین ترک گیا تو یہ عمر برق
ہو گل لینے آئے تھے جہانگیر کو عمر لے گیا اور افراسیاب کو بھی لے گیا صرصر نے کہا مین جاکر
چھوڑاتی ہون اُسوقت ایک ستارہ یکایک آسمان سے گرا اسنے روکا مگر خلوت پر گرا کہ اُسکو جلا دیا اور
ماہیان روانہ ہوئی اور وہان کی عیاریان سنیئے ادھر سے تو ماہیان واسطے رہائی افراسیاب
کے روانہ ہوئی اور عمر بڑے اہتمام سے قید افراسیاب لیئے ہوئے چلا آتا ہے اور جسقدر امیر
وزیر ساتھ تھے وہ سب یہی جانتے تھے کہ یہ کوکب ہے کہ ایک طرف سے کوکب شاہزادہ ضمیر مع برہمن
اور فوجین ایک طرف پیدا ہوئین اور کوکب نے وہین سے آواز دی کہ خوب ماشاءاللہ یہ کار
نامہ تمہارے ہی واسطے تھا اب سب کو معلوم ہوا کہ عمر ہین کوکب نے اور برہمن نے کہا
کہ خواجہ اب قلعہ بلور مین چلیئے وہان چلکر اِسکو قید کرین غرض لیکر افراسیاب کو قلعہ بلور مین آکر
داخلہ کیا بگڑان ومجلس وغیرہ سب موجود تھین کہ لاکر افراسیاب کو ہوشیار کیا اُسنے جو
اپنے تئین اس حال مین دیکھا بہت چلایا یہان ملازمان کوکب آئے یعنی فوج کوکب چنانچہ
بشیر ہزارہا پیدا ہوئے پیران جادو اُنکا افسر تھا ہزارون فیل پیدا ہوئے انکا افسر غیلان جادو

تھا ہزاروں قمریان پیدا ہوگئین اور اُنکا افسر شمشاد تھا اسطرح کے سردار آکر حاضر ہوئے اب قصد ہوا کہ ایک گنبد مین افراسیاب کو قید کرین کہ اُس جا سے نعرہ ہوا صنم ماہیان زمرد پوش یہ صدا زمین سے آتی تھی مگر یہ قلعہ بلور مین اسی واسطے کوکب کو یہان لیکر آیا کہ یہان کی زمین فولادی ہے تو آسمان سے یہ پیدا ہوئی مگر ہزارہا برق چمکتی ہوئی دکھائی دین ابر گرج گرجاتے ہوئے آئے ادہا ماہیان نے کہ افراسیاب کو لے جاؤن کہ برہمن نے اُٹھکر ایسے ایسے سحر کیے کہ یہ ہر مرتبہ لکہ ابر مین مخفی ہو جاتے تھے اور پھر کڑک کر نکل آتے تھے جب بڑے بڑے سحر ان دونون مین ہوئے تو اُسوقت ردے ہوا پر نعرہ ہوا کہ صنم معمار قدرت جادو برہمن کو آواز دی کہ آپ تامل فرمائیے مین گرفتار کیے لیتا ہون اِس لکاتہ کو برہمن تو پھر گیا معمار قدرت تخت اُڑاتا ہوا قریب ماہیان زمرد رنگ کے آیا اور جیسے ہی ماہیان ابر سے نکلی اور چاہا کہ سحر کرے معمار قدرت نے ایک گولہ کھینچکر اُسکی ناک پر مارا ماہیان بیہوش ہوئی پس معمار قدرت نے دوڑکر اُسکی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا اور اُسکو لیکر اندر گنبد بلور کے سامنے کوکب کے لایا سب نے معمار قدرت کی بڑی تعریف کی معمار قدرت نے کہا کہ آپ افراسیاب اور ماہیان زمرد رنگ پر سے سحر اتارلین مین اُن دونون کو قلعہ بدخشان مین لیے جاتا ہون معمار کے کہنے سے سب نے سحر اتار لیا بس معمار قریب افراسیاب اور ماہیان کے آیا اور بتعجیل تمامتر زبان افراسیاب سے سوزن نکالا کیونکہ عمر نے سوزن اُسکی زبان مین دے دیا تھا جب سوزن کو نکالا معمار نے نعرہ کیا کہ صنم چالاک تیز رفتار اور کہا کہ اے شاہنشاہ افراسیاب جادو اُٹھیے افراسیاب نے جہانگیر کو پنجہ مین دابا کیونکہ عمر اُسکو پکڑ لایا تھا اور وہ وہان موجود تھا اور معمار قدرت بنکر چالاک نے جو ماہیان کو گرفتار کر لیا تھا اسوجہ سے سب نے دھوکا کھایا غرض اب ماہیان کو رہا کر دیا اب یہ دونون کڑک کڑک کر لڑنے لگے بحران اور مجلس اور برہمن کو زخمی کیا اور خوب زورشور سے ماہیان اور افراسیاب لڑے اب کوکب شنضمیر نے آگے بڑھکر اپنے بازو پر سے اکہ کھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ افراسیاب بیہوش ہوگیا یہ قلعہ بلور ہے اور طلسم پرا یا ہی ہے جب افراسیاب بیہوش ہوتا ہے تو اسکے لیے پریزادین طلسم کی پیدا ہوتی ہین لیکن ماہیان زمرد رنگ نے جب افراسیاب بیہوش ہوا تو اسکو ہوشیار کر دیا افراسیاب نے کہا کہ نانی جان اب

آپ چلی جائیے مین بھی چلا آؤنگا مجھے کون روک سکتا ہی ماہیان یہ سنکر چمک کر بلند ہوگئی ایک
ستارہ بنکر سیارہ جادو ملازم کوکب پر گری کہ وہ جلکر خاکستر ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم سیارہ جادو
بود ملازم کوکب اب افراسیاب اکیلا تڑپ رہا ہی اور ہزارون کو قتل کر رہا ہی مگر جب چابک
نے یہ عیاری کی تھی تو خواجہ کو بہت طعن و تشنیع کی تھی کہ عیاری اسکا نام ہی اب میرے شاگرد ضرور
ہونا لہذا اب یہ سب افراسیاب پر گرے ہوے تھے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ بہت لوگ حیرت کی
مشکین باندھے ہوئے لاتے ہین اور حیرت کا لباس پارہ پارہ ہی مگر ساحرون نے اسطرح
گرفتار کیا ہی کہ رہائی نہین ہو سکتی ہی بس یہ جو افراسیاب نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا اور آواز دی
کہ ای جان جہان یہ کیا ستم ہی جب افراسیاب وہان پہونچا وہ سب مارے ڈر کے حیرت کو چھوڑ کر
بھاگے افراسیاب قریب حیرت پہونچا اور گھبرا کر لپٹ گیا گود مین جلدی سے اٹھایا بس جیسے ہی
حیرت کا منھ سے منھ ملا ایک حباب مارا خواجہ نے اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری چار طرف سے
صدائے احسنت بلند ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کوکب نے کہا بیشک عیاری اسکا نام ہی چابک
بھی تھرا گیا اور خواجہ نے کوکب سے کہا کہ چابک جانے نپائے اسکو بھی پکڑ لیجیے کوکب نے سحر پڑھا
کہ چابک کے دست و پا بندھا یعنی دست و پا اسکے بیحس و حرکت ہوگئے چابک چلایا کہ ای شاہ جادو
مجکو بچائیے افراسیاب جھپٹا مگر ساحران نامی اور سرداران گرامی اور کوکب اور برّان اور مجلس
اور عمران جادو اور ملکہ اختر بنت سیلان جادو سب افراسیاب پر ٹوٹ پڑے اور کوکب
نے اپنے بازو پر سے اک کھولکر دکھلایا کہ افراسیاب بیہوش ہوا اسکو عمر نے پکڑ لیا اور زبان مین اسکی
سوزن دیا چابک پر سحر کر کے اسکو بھی گرفتار کیا اور عمر نے چابک سے کہا کہ ادیکھو کرسے دیکھ
عیاری اسکا نام ہی تو مجھ سے کہتا تھا کہ عیاری اسکا نام ہی اور بڑی تعلی کی لیتا تھا اب تو نے
دیکھا کہ مین نے کیسی عیاری کی چابک چپکا ہو رہا اب عمر نے زبان افراسیاب مین سوزن دیا
اور ان دونون کو لاکر گنبد بلور مین قید کیا اسوقت ماہیان زمرد رنگ پھر پیدا ہوئی زمین
قلعہ بلور فولاد کی ہی اسوجہ سے یہ اڑتی ہوئی آئی تہ زمین کے اندر سے نہ آسکی صورت اصلی بنائے
ہوئے تھی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کہ جسکا یہ سراپا ہی سراپا

تارہ دم دار ہی ما چغد کے سر کا سودا		ن بھونڈی سی وہ کھار ساسر النقش		

تنگ پیشانی ہی اور بھیڑ کاسا ہی دیدہ
ہی دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز
کوتہ گردن ہی گلا پونگا ہی اور بد آواز
ناتراشیدہ ہی تو گندہ تو دو ہاتھ ہین چوب
بال چھاتی پر ہین اور سینہ ہی چپٹا چپٹا
فاختہ آلو کی دم جیسے ہین ہی جو یا
پیٹھ ہی اینٹ کے مانند سپاٹ اور کرخت
کولے پیڑھے ہین سپاٹ اور بہت ناہموار
ذکر کرنے مین ہے اس چیز کے اب نفرت عار
مثل دزبل کے بہا کرتا ہی گندہ پانی
ران پر گوشت نہین اور نہ اُسمین مچھلی
پنجہ جیتی کی طرح کج ہی کڑی ہی ایڑی
پاؤن مین چکر ہی تو مانند فلک کج رفتار
خاک صورت پر ادا کا بھی نہین نام کو نام
رنڈی پن سے ہی نہ خود کام کو کچھ پوچ سے کام
ایک پیچ بد نہین لاکھ سے انکار نہین

ناک چپٹی ہی کہو کانگڑی مین جا بیوا
سب بناوٹ ہی نہ انداز نہ کچھ عشوہ وناز
رکھتی ہی گندہ بغل طبع کو اکثر ناساز
پنجہ انگشت نما مثل پریشان جاروب
گول محرم نہین اور بند ہی ڈھیلا ڈھیلا
گرتی پیڑو پر لٹکتی ہوئی ڈھیلم ڈھالا
ناف ابھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہی سخت
اور پستی کا سر نہین کے کرون کیا اظہار
بن ہین اتر کے ہو جس شکل سے بانی کا غار
تھوستے بھی نہین مردار پر ابتو زانی
شاخ پر بال ہین اور سخت ہی جیسے لکڑی
انگلیان پیر کی بد قطع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی
نام پر مارے ہی ہرجائی کے بیزار ہزار
ہی سراسر وہ مخنث کی طرح بد اندام
نام ہرجائی کا آوارہ ہی اب طشت از بام
تجھ سی بدکار جہان مین کوئی مردار نہین

پس جب ماہیان زہر رنگ آئی اُسنے افراسیاب کو قید دیکھا سمجھی کہ مین اکیلی ہون ایسا نہو کہ گرفتار ہو جاؤن اسوجہ سے چلی گئی اب برّان شمشیر زن اور ملکہ بہار سیر دریا مین مصروف ہوئین اُنھون نے دیکھا کہ ایک کشتی دریا مین بہتی ہوئی آتی ہی مگر تلاطم آب گرداب سے یقین ہی کہ ڈوب جائے ملکہ برّان نے پیکر جادو کو حکم دیا کہ اسے نکال لاؤ پیکر جادو اُس کشتی کو نکال لایا دیکھا تو ایک عورت اُسپر سوار تھی کئی کنیزین تھین ملکہ برّان نے اُنسے پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین ملکہ سرو کے تسمین ہون برّان کو بڑا افسوس ہوا [illegible] سر آ کر اُسنے [illegible] غم سے

سنے اُسکو گلے سے لگایا غرض سب نے مجلس عیش آراستہ کی حال ملکہ سروِ سیمین تن تھا
سے کلبالا باختر تیسرے دفتر امیر حمزہ مین ہے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے زیور
ستارون کا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور خنجر آفتاب غلاف مغرب مین رکھا گیا نظم

ہوا جب شاہد شب جلوہ آرا — ہر اک دل نے وہین آرام چاہا
ستارون کے جمی گردون پر محفل — ہوئی خورشید کی مغرب مین منزل

اُسوقت محفل عیش مین عمر بن اُمیہ ضمری زنجبار گایا اور ملکہ سروِ سیمین تن
چنگ بجا کر گائی اور اسطرح گائی کہ زہرہ چرخ سیوم پر بیہوش ہو گئی نظم

اگر بیجو بھی اُس محفل مین ہوتا — تو اِس گانہ کو سنکر ہوش کھوتا
جو زندہ تان سین ہوتا یہان پر — تو خجلت سے وہ سم کھاتا مقرر
جو چھجو خان بھی اس گانے کو سنتی — یقین تھا زہر کھانے کو سر دھنتی

غرض بعد گانے کے ملکہ سروِ سیمین تن نقلی نے شراب مین بیہوشی سب کی آنکھ بچا کر ملائی اور شراب
سب کو پلائے سب بیہوش ہو گئے اُسنے نعرہ کیا کہ منم صرصر شمشیر زن اور اُٹھکر گنبد بلور مین آئی اور
افراسیاب و چابک و جہانگیر کو اُسنے رہا کیا اور سب حال کہا چابک نے صرصر کی عیاری کی بہت
تعریف کی اور صرصر نے کہا کہ عمر وغیرہ سب بیہوش پڑے ہین اُنکو چلیے قتل کیجیے مگر وہان
برہمن رو یمن تن نے ہی شب کو بزور نجوم خیال کیا تو یہ معرکہ دیکھا کہ افراسیاب وغیرہ گنبد بلور
مین رہا ہوئے اور برّان نور عمر وغیرہ بیہوش پڑے ہین اور قتل ہوا چاہتے ہین پس یہ اُٹھا اور
ادہر آکر پتلے بزور سحر برّان و عمر بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ اُسکو آکر افراسیاب
نے قتل کیا اور آپ مع صرصر و چابک کے تخت پر سوار ہوکر اپنے ملک کی طرف گیا جہانگیر کو اُسکی بارگاہ مین پہونچا گیا

داستان طلسم نور افشان مین جانا جہانگیر کا اور بلوانا کوکب کا اسیر صاحبقران کو واسطے
زیر کرانے جہانگیر کے اور زیر ہوکر مسلمان ہونا جہانگیر کا اور پھر مقابلہ کرنا مہرخ
کا افراسیاب جادو سے اور عیاریان کرنا عیارون کی و دیگر داستان متعلق اسی بیان کے لکھو

[illegible] — سطربا تو سنا دے چنگ و رباب
[illegible] — راگ گاتے ہوئی ہزار آئی